Tawheeda Qazi

توحیدہ قاضی

مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

بہشتی زیور مکمل مُدلّل

مُحشّٰی بحاشیہ جدیدہ مُفیدہ

عربی عبارتوں حوالوں اور قدیم وجدید ضمیموں کا بے مثل مجموعہ

از حکیم الامت جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

رحمۃ اللہ علیہ

جس میں تمام مسئلوں کے صحیح ماخذوں، ترتیب کی دل نشینی، مشکل عبارتوں کی تسہیل
اور صحت کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے

ناشر

مینیجر کتب خانہ امدادیہ دیوبند ضلع سہارنپور

مکتبہ گلزار ابراہیم

مَن يُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّھہُ فِی الدِّین

اشرفیہ

بہشتی زیور مکمل مدلل

محشی بحاشیہ جدیدہ

عربی عبارتوں حوالوں اور قدیم و جدید ضمیموں کا مکمل مجموعہ

از حکیم الامت جامع شریعت و طریقت حضرت مولٰنا اشرف علی صاحب تھانوی

رحمتہ اللہ علیہ

جس کا علماء دیوبند کی ایک ذمہ دار جماعت سے جدید تحشیہ بڑے اہتمام سے کرایا گیا ہے۔ اور جس میں تمام مسائل کے صحیح ماخذ ترتیب کی دل نشینی مشکل عبارتوں کی تسہیل اور صحت کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔ نیز اردو حواشی کے ضروری اضافے کے ساتھ حضرت مولف مد ظلہ العالی کی بعض نہایت ہی اہم ترمیموں اضافوں اور فوائد کو خصوصیت سے شامل کیا گیا ہے

کتب خانہ امدادیہ دیوبند یو۔پی۔ انڈیا

(نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند)

حاشیہ کے تمام حقوق محفوظ ہیں

بہشتی زیور کا پہلا حصہ

۱۳۷۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی قال فی کتابہ یاایہا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جسنے اپنی کتاب (یعنی قرآن مجید) میں ارشاد فرمایا مسلمانو بچاؤ تم اپنے تئیں اور اپنے متعلقین کو ایسی آگ (یعنی جہنم کی آگ) سے

وقودھا الناس والحجارۃ وقال تعالیٰ واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من

جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہیں (یعنی کفار اور انکے تمام بت اور مورتیں) نیز فرمایا یاد کرو اے بیبیوں (اُس) اللہ کی آیتوں کو جو تلاوت کیجاتی ہیں تمہارے مکانوں میں

اٰیات اللہ والحکمۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد صفوۃ الانبیاء

اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں اور رحمت کاملہ اور سلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ پر ہو جو تمام انبیاء علیہم السلام میں برگزیدہ ترین ہیں

الذی قال فی خطابہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ وقال علیہ السلام

جن کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر ایک شخص تم میں سے محافظ (یعنی نگہبان) ہے اور تم میں ہر ایک مسئول ہے روز قیامت یعنی ہر ایک سے اس کی رعیت اور ماتحت کے متعلق

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ المتادبین والمؤدبین باٰدابہ

علم دین کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان مرد اور ہر ایک مسلمان عورت پر فرض ہے اور رحمت کاملہ نازل ہو آپکی اولاد پر اور آپکے جمیع اصحابؓ پر جو آپ کے اخلاق حمیدہ اور عادات شریفہ کو حاصل کرنے والے اور دوسروں کو سکھلانے والے ہیں۔

اَمّابعد حقیر ناچیز اشرف علی تھانوی حنفی ظاہر مدعا ہے کہ ایک مدت سے ہندوستان کی عورتوں کے دین کی تباہی دیکھ دیکھ کر قلب دکھتا تھا اور اس کے علاج کی فکر میں رہتا تھا اور زیادہ وجہ فکر کی یہ تھی کہ یہ تباہی صرف اُن کے دین تک محدود نہیں تھی بلکہ دین سے گذر کر اُن کی دنیا تک پہنچ گئی تھی اور اُن کی ذات سے گذر کر اُن کے بچوں بلکہ بہت سے آثار سے اُن کے شوہروں تک اثر کر گئی تھی۔ اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی اُس کے اندازہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر چندے اور اصلاح نہ کی جائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج کے ہو جائے اس لئے علاج کی

پردہ کے متعلق بہترین تحقیق

از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی

اسلام میں منجملہ دیگر امتیازی مسائل کے ایک مسئلہ پردہ کا بھی ہے لیکن افسوس ہے کہ انقلاب زمانہ کے اثر سے یہ بھی سلامت نہ رہا۔ انگریزی داں جماعت نئی تہذیب و ترقی کے بہانہ سے پردہ اُٹھانے کی فکر میں ہے اور نفس پرست پیر و مرشد عورتوں کو سلوک و تصوف کی تعلیم دینے کے حیلہ سے مریدوں کے زنان خانوں کی سیر کرتے ہیں اور کمال بے حیائی سے عورتوں کے جُھرمٹ میں بیٹھکر فردوس بروئے زمین کا دلفریب نقشہ دیکھتے ہیں پس اسی بے عنوانی اور بے حیائی کو دور کرنے کے لئے یہ مضمون لکھا گیا ہے اُمید ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھی غیرت اسلامی و حیاء ایمانی ہوگی وہ ضرور

(بقیہ بر صفحہ ۳)

فکر زیادہ ہوئی اور سبب اس تباہی کا بالقرار الٰہی اور تجربہ اور دلائل اور خود علم ضروری سے محض یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کا علوم دینیہ سے ناواقف ہونا ہے جس سے اُن کے عقائد اُنکے اعمال اُنکے معاملات اُنکے اخلاق اُن کا طرز معاشرت سب برباد ہو رہا ہے بلکہ ایمان تک بچنا مشکل ہے کیونکہ بعضے اقوال و افعال کفریہ تک اُن سے سرزد ہو جاتے ہیں اور چونکہ بچے اُن کی گودوں میں پلتے ہیں زبان کے ساتھ اُن کا طرز عمل اُنکے خیالات بھی ساتھ ساتھ دل میں جمتے جاتے ہیں جس سے دین تو اُن کا تباہ ہوتا ہی ہے مگر دُنیا بھی بے لطف و بدمزہ ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ بداعتقادی سے بداخلاقی پیدا ہوتی ہے اور بداخلاقی سے بداعمالی اور بداعمالی سے بدمعاملگی جو جڑ ہے تکدر معیشت کی۔ رہا شوہر اگر ان ہی جیسا ہوا تو مفسدوں کے جمع ہو جانے سے فساد میں اور ترقی ہوئی جس سے آخرت کی تو خانہ ویرانی ضروری ہے مگر اکثر اوقات اس فساد کا انجام باہمی نزاع ہو کر دُنیا کی خانہ ویرانی بھی ہو جاتی ہے۔ اور اگر شوہر میں کچھ صلاحیت ہوئی تو اس بیچارہ کو جنم بھر کی قید نصیب ہوئی۔ بی بی کی ہر حرکت اس بیچارہ شوہر کے لئے ایذا رساں اور اسکی ہر نصیحت اس بی بی کو ناگوار اور گراں۔ اگر صبر نہ ہو سکا تو نوبت نااتفاقی اور علیحدگی کی پہنچ گئی اور اگر صبر کیا گیا تو قید تلخ ہونے میں کیا شبہ ہی نہیں اور اس ناواقفیت علوم دین کی وجہ سے اُنکی دنیا بھی خراب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کی غیبت کی اس سے عداوت ہو گئی اور اس سے کوئی ضرر پہنچ گیا اور مثلاً طلب جاہ اور ناموری کے لئے فضول رسوم میں اسراف کیا اور ثروت مبدل بافلاس ہو گئی۔ اور مثلاً شوہر کو ناراض کر دیا اُس نے نکال باہر کیا یا بے التفاتی کر کے نظر انداز کر دیا اور مثلاً اولاد کی بیجا ناز برداری کی اور وہ بے ہنر اور نامکمل رہ گئے اُن کو دیکھ دیکھ کر ساری عمر کوفت میں گذری اور مثلاً مال و زیور کی حرص بڑھی اور بقدر حرص نصیب نہ ہوا تو تمام عمر اسی اُدھیڑ بُن میں کاٹی اور اسی طرح بہت سے مفاسد لازمی و متعدی اس ناواقفیت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ علاج ہر شے کا اُس کی ضد سے ہوتا ہے اس لئے اس کا علاج واقفیت علم دین یقینی قرار پایا۔ بناءً علیہ مُدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کر کے علم دین گو اُردو ہی میں کیوں نہ ہو ضرور سکھایا جائے۔ اس ضرورت سے موجودہ اُردو کے رسالے اور کتابیں دیکھی گئیں تو اس ضرورت کے رفع کرنے کے

کاربند ہو جائے گی اور بے حیا نفس پرست پیروں کے مکروفریب سے بچے گی۔

آیات

(۱) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (احزاب)

ترجمہ۔ قرار رکھو اپنے گھروں میں اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح اظہار کرتی مت پھرو۔

(۲) وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ (احزاب)

ترجمہ

اور جب تم ان بیبیوں سے کوئی چیز مانگنے لگو تو آڑ کے پیچھے سے مانگو اس میں زیادہ پاکی ہے تمہارے دلوں کی بھی اور اُن کے دلوں کی بھی۔

یہ آیت بھی صاف بتلا رہی ہے کہ حجاب جس کی حقیقت پردہ متعارف ہے بہت ضروری ہے اور اہتمام کے قابل ہے کہ باوجودیکہ چیز مانگنا ایک گونہ ضرورت بھی ہے لیکن اس

لئے کافی نہیں پائی گئیں بعضی کتابیں تو محض نامعتبر اور غلط پائی گئیں بعضی کتابیں جو معتبر تھیں انکی عبارت
ایسی سلیس نہ تھی جو عورتوں کے فہم کے لائق ہو پھر اس میں وہ مضامین بھی مخلوط تھے جن کا تعلق عورتوں سے
کچھ بھی نہیں بعضی کتابیں عورتوں کے لئے پائی گئیں مگر وہ اس قدر تنگ اور کم تھیں کہ ضروری مسائل اور احکام
کی تعلیم میں کافی نہیں اس لئے یہ تجویز کی کہ ایک کتاب خاص اُن کے لئے ایسی بنائی جائے جس کی عبارت بہت ہی
سلیس ہو جمیع ضروریات دین کو وہ حاوی ہو اور جو احکام صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں اُنکو اس میں
نہ لیا جائے اور وہ ایسی کافی ووافی ہو کہ صرف اُس کا پڑھ لینا ضروریات دین روزمرہ میں اور کتابوں سے
مستغنی کردے اور یوں تو علم دین کا احاطہ ایک کتاب میں ظاہر ہے کہ ناممکن ہے اسی طرح مسلمانوں کو علماء سے
استغناء محال ہے کئی سال تک یہ خیال دل میں پکتا رہا لیکن بوجہ عروض عوارض مختلفہ کے جنمیں بڑا امر کم فرصتی ہے
اسکے شروع کی نوبت نہ آئی۔ آخر سنہ ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا خدا کا نام لیکر اُس کو شروع ہی کر دیا اور خدا کا
فضل شامل حال یہ ہوا کہ ساتھ ہی اس کا سامان طبع بھی کچھ شروع ہوگیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے رنگون کے
مدرسہ نسوان سورتی کے مہتمم سیٹھ صاحب کو اور جناب مولانا عبد الغفار صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی
صاحبزادی مرحومہ کا جو حکیم عبد السلام صاحب انا پوری سے منسوب تھیں حصہ رکھا تھا کہ انکی رقموں سے یہ
کام نیک فرجام شروع ہوا اللہ تعالیٰ قبول فرماویں۔ دیکھئے آئندہ آمیں کس کس کا حصہ ہے۔ تالیف اس کی
برائے نام اس ناکارہ وناچیز کی طرف منسوب ہے اور واقع میں اس کے گل سرسبد حبیبی عزیزی مولوی سید
احمد علی صاحب فتحپوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات ہیں جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنی و
عن جمیع المسلمین والمسلمات اب یہ کتاب ماشاء اللہ تعالیٰ چشم بددور اکثر ضروریات بلکہ آداب دین
کو بلکہ بعضی ضروریات معاش تک کو ایسی حاوی ہے کہ اگر کوئی اس کو اول سے آخر تک سمجھ کر پڑھ لے تو واقفیت
دین میں ایک متوسط عالم کے برابر ہو جاتے۔ اس کے ساتھ ہی عبارت اس قدر سلیس ہے کہ اس سے زیادہ سلاست
ہم لوگوں کی قدرت سے بظاہر خارج تھی۔ جن امور کی عورتوں کو اکثر ضرورت واقع نہیں ہوتی۔ جیسے احکام جمعہ
و عیدین و امامت و غیرہا اُن کو قلم انداز کر دیا گیا۔ صرف دو قسم کے احکام لئے گئے ایک وہ جو مردوں عورتوں
کی ضروریات میں مشترک تھے دوسرے وہ جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان مخصوص مسائل میں یہ بھی

ضرورت کے ساتھ بھی
پردہ اٹھانے کی اجازت
نہیں ہوئی بھلا جہاں
یہ ضرورت بھی نہ ہو یا
اس سے خفیف ضرورت
ہو جیسے ہوا خوری یا
دنیاوی امور کی معلومات
تو وہاں بے حجابی کی کب
ضرورت ہوگی۔
(۳) یایھا النبی
قل لازواجک و
بناتک ونساء
المؤمنین یدنین
علیھن من جلابیبھن
ذلک ادنی ان
یعرفن فلا یؤذین
(احزاب).
ترجمہ۔ اے پیغمبر
کہدیجئے اپنی بیبیوں
سے اور صاحبزادیوں سے
اور دوسرے مسلمانوں کی
بیبیوں سے کہ نیچے لٹکا
لیا کریں اپنے اوپر
تھوڑی سی اپنی چادریں
اس سے جلد ہی پہچان
ہو جایا کریگی تو آزار
نہ دی جایا کریں گی۔

اس آیت میں تعلیم ہے
گھر سے باہر نکلنے کے
ضابطہ کی جو کسی ضرورت
سفر وغیرہ سے واقع
ہو کہ اس وقت بھی
بے حجاب مت
بلکہ اپنی چادر کا پلہ

التزام کیا گیا ہی کہ حاشیہ پر اس باب میں مردونکے لئے جو حکم ہے اُسکو بھی لکھدیا تاکہ مردونکو بھی اس سے انتفاع ممکن ہو اور ایسے مسائل میں غلطی نہ پڑے۔ اور اس نظر سے کہ ضرورت کے لئے اور کوئی کتاب نہ ڈھونڈنی پڑے شروع میں الف با تا بھی لگا دیا گیا جس کا ماخذ رسالۂ "ترکیب الحروف" مصنفہ مخدومی جناب ماموں منشی شوکت علی صاحب مدظلہم ہے۔ بس قرآن مجید ختم کرتے ہی اس کتاب کا شروع کر دینا ممکن ہے اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسواں کے **بہشتی زیور** رکھا گیا۔ کیونکہ اصلی زیور یہی کمالات دین ہیں۔ چنانچہ جنت میں اُن ہی کی بدولت زیور پہننے کو ملے گا۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ یحلون فیہا من اساور الآیۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبلغ الحلیۃ من المؤمن حیث یبلغ الوضوء۔ چونکہ اس وقت صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کتاب کس مقدار تک پہنچ جاوے گی اس لئے ختم کے انتظار کو موجب تاخیر فی الخیر سمجھ کر مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعدد چھوٹے چھوٹے حصے کر دیئے جائیں۔ اسمیں اشاعت کی بھی تعجیل ہے نیز پڑھنے والوں کا دل بھی بڑھے گا کہ ہم نے ایک حصہ پڑھ لیا دو حصے پڑھ لئے اور تالیف میں بھی گنجائش رہے گی کہ جہاں تک ضرورت سمجھو لکھتے چلے جاؤ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی لڑکی بعض حصوں کے مضامین کو دوسری کتابوں سے حاصل کر چکی ہو تو پڑھانے میں اس حصہ کی قدرے تخفیف نکل آئے گی یا کسی وجہ خاص سے کوئی خاص حصہ پڑھانا ضروری اور مقدم ہو تو اس کی تقدیم و تخصیل میں آسانی ہو جاوے گی چنانچہ یہ **پہلا حصہ** ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیئے کہ بخیر و خوبی جلد اختتام کو پہنچے۔ اور بدلالت آیات و احادیث مندرجہ دیباچہ مردوں پر واجب ہے کہ اس میں اپنی بیبیوں لڑکیوں کو لگاویں اور عورتوں پر واجب ہی کہ اس کو حاصل کریں اولاد کو بالخصوص لڑکیوں کو اس پر متوجہ کریں دل اسوقت مسرور ہوگا کہ جو مضامین ذہن میں ہیں وہ سب جمع اور طبع ہو جائیں اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہوگئی ہی اور گھر گھر اس کا چرچا ہو رہا ہی آئندہ توفیق حق جل و علا شانہ کے قبضۂ قدرت میں ہی۔ میں جس وقت یہ دیباچہ لکھنے کو تھا پر چہ نور علی نور میں ایک نظم اس کتاب کے نام اور مضمون کے مناسب نظر سے گذری جو دلکو بھلی معلوم ہوئی جی چاہا کہ اپنے دیباچہ کو اسی پر ختم کردوں تاکہ ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں اور مضامین کتاب ہذا میں انکو زیادہ رغبت ہو بلکہ اگر یہ نظم اس کتاب کے ہر حصہ کے شروع پر ہو تو قند مکرر کی حلاوت بخشے۔ وہ یہ ہے۔

اپنے چہرہ پر لٹکا لیں تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آوے۔ اور جو فرمایا ہے کہ اس سے ان کی جلدی پہچان ہو جایا کرے گی اس کا قصہ یہ ہے کہ اس وقت بعض منافقین کنیزوں کو اپنی خباثت باطنی سے دق کیا کرتے تھے تو اس ہیئت میں علاوہ ادائے فرض حجاب کے یہ بھی حکمت ہے کہ اس سے بی بی لونڈی کی پہچان بھی ہو جائے گی کیونکہ لونڈیوں کو کھلے منہ رہنے کی اجازت تھی نہ اس وجہ سے کہ اُن کا بدن چھپانے کی چیز نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ اُن کا منہ وغیرہ چھپانے کی تاکید میں ان کے منصبی خدمات خلل پذیر ہوتے ہیں اس ضرورت سے اس حکم میں آسانی برتی گئی۔

(۴) وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولایبدین زینتہن الا ما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن (الی قولہ) ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من

اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی امی جان سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے

کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے
اور جو بدزیب ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے

تاکہ اچھے اور بُرے ہیں مجھ کو بھی ہو امتیاز
اور مجھ پر آپکی برکت سے کھل جائے یہ راز

بول کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری
گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری

سیم و زر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی اُن پر فدا

سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے

تم کو لازم ہے کہ ہو مرغوب ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہات

سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مُدام
چلتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہی سب انسان کے کام

بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری

اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
گر کرے اُن پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں

کان کے پتّے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
کان میں رکھو نصیحت بہر حواد اِن کتاب

اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں

قوّتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو

ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں

ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے

کیا کروگی اے مری جاں زیورِ خلخال کو
پھینک دینا چاہیے بیٹی بس اس جنجال کو

سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ نظر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر

سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جان کہیں

زینتھن (سورۂ نور)

ترجمہ

آپ مسلمان عورتوں سے (یا) کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی آبرو کی حفاظت کیا کریں اور حسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز کھلی ہی رہتی ہے تو خیر اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں آگے چل کر فرمایا اور دھماکہ سے پاؤں نہ رکھا کریں کبھی اُن کا چھپا ہوا سنگار معلوم نہ ہو جائے۔

اس آیت میں بھی صاف حکم ہے حسن و جمال کے چھپانے کا جو حقیقت ہے پردہ کی "اور یہ جو فرمایا" مگر جو چیز کھلی ہی رہتی ہے مراد اس سے چہرہ اور ہر دو کف دست ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے اور یہ اس لئے کہ موقع ضرورت کا ہے جو مؤثر ہے حکم کے آسان ہو جانے کی اس سے یہ مطلب نہیں کہ نہ لوگوں کے سامنے کھولے رکھے یعنی جب ایسی چیز کو جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو کا ہے چھپانے کا حکم ہے

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ

س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل

م ن و ہ ھ ء ی ے

توچہرہ جو فتنہ کے لئے اصل ہے کیونکر چھپانے کی چیز نہ کہا جائے گا. نیز جب زیور پہنکر دھمک سے پاؤں رکھنے کو منع فرمایا ہے کہ کہیں چھپا ہوا سنگار معلوم نہ ہو جائے تو فتنہ صورت زیور سے بدرجہا فتنہ صورت بڑھا ہوا ہے جب اس کا انسداد ہوا ہے اس کا کیوں نہ ہوگا. بس پردۂ کامل میں کوئی شبہ ہی نہیں

(۵) ولا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ان ياتين بفاحشة مبينة وتلك حدود الله ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه

ترجمہ

ان (طلاق دی ہوئی) عورتوں کو (رہنے) کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی بے حیائی اختیار کریں (تو اور بات ہے) اور یہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو خدا کے ضابطوں سے اِدھر اُدھر گیا اُس نے اپنا ہی نقصان کیا.

عورت کی وضع فطری کا مقتضا یہی ہے کہ گھر میں رہا کرے

زَبَر کی تختی

اَ بَ پَ تَ ٹَ ثَ جَ چَ حَ خَ دَ ڈَ ذَ رَ ڑَ زَ ژَ سَ شَ صَ ضَ
طَ ظَ عَ غَ فَ قَ کَ گَ لَ مَ نَ وَ ہَ ھَ لَا ءَ یَ ےَ ؏

زیر کی تختی

اِ بِ پِ تِ ٹِ ثِ جِ چِ حِ خِ دِ ڈِ ذِ رِ ڑِ زِ ژِ سِ شِ صِ ضِ
طِ ظِ عِ غِ فِ قِ کِ گِ لِ مِ نِ وِ ہِ ھِ لِا ءِ یِ ےِ ؏

پیش کی تختی

اُ بُ پُ تُ ٹُ ثُ جُ چُ حُ خُ دُ ڈُ ذُ رُ ڑُ زُ ژُ سُ شُ صُ ضُ
طُ ظُ عُ غُ فُ قُ کُ گُ لُ مُ نُ وُ ہُ ھُ لُا ءُ یُ ےُ ؏

امتحان کیواسطے زبر زیر پیش کے حروف

قَ اِکُ نَ سُ بِ طَ جِ ڈُ ٹَ لُ خَ ظِ رُ چِ ڈَ ثُ یِ ءَ ژُ وَ حُ پَ
عِ شُ غُ ذِ مَ ڑُ فُ زَ تِ صُ گَ و لَا ہَ ھُ ءُ ےَ ضُ ؏

ایک ایک حرف کی کئی کئی شکلیں

ب با ب لبہ ﭘ پا لپ ﺗ تا ت لتہ ٹ ٹا ٹ لٹہ ث ثا ث ثـ
لثہ ج جا جر ﺟ چہ ﭼ ﺣ ﺣا ح ﺧ خد ﺧ خ س سا سد ش ﺷ ش ص صہ
صہ ض ضد ضہ ع عا ﻌ غ غد غ ف فہ ق قی قہ ک ک کا گ گہ ...... گہ

(۶) واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا (نساء)

ترجمہ

اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں ان پر چار آدمیوں کو اپنے میں سے گواہ بنا لو اور جب وہ گواہ ہو جائیں تو ان عورتوں کو بدستور گھروں میں رکھے رہو یہاں تک کہ یا تو موت ان کی جان لے لے اور یا اللہ تعالیٰ اُن کے لئے کوئی راہ کرے یعنی حکم ثانی دیدے

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی وضع اور مقتضائے فطرت نسواں کا یہی ہے کہ گھروں میں رہیں یعنی پردہ کریں۔

احادیث

(۱) عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفھا

گال لے لہ مہ مم ن نہ لنہ ہ ہر ہ ہی یا لیے میرلیہ

ب پ ت ٹ ن ث ہ ی کی مثالیں

با بب پپ پت ٹٹ بیٹ ٹد بڈ ثڈ تر ٹر ثر تز ثز تاک تگ بل ین ہیر ہیٹ

بس بشس تعض ثقص ثط ثظ بع نغ نف نق یو میچ نیچ تج ٹچ تج ٹخ

ٹم بی بیے ثی ٹے نی ہے نے تی ٹے ثی نے پی یے ہی تے

ج چ ح خ کی مثالیں

جا جب چپ چت حج چخ حج خج جد حر جس حش خص حض خط

حظ جع حغ حف حق جک جل حل جم جن جو خہ خی جے خے ۞

س کی مثال

سا سب سج سد سر سس سش سص سط سع سف سق سک سگ سل سم سن سو سہ سی سے

ش کی مثال

شا شب شج شد شر شس شش شص شط شع شف شق

شک شل شم شن شو شہ شی شے ۞

ص ض کی مثالیں

صا صب صج صد صر صس صش صص صط صع صف صق صک

صل ضم صن ضو ضہ ضی ضے ۞

الشیطان۔ رواہ
الترمذی (مشکوٰۃ)

ترجمہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سرتاپا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے جب وہ باہر نکلتی ہے شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔

دیکھو یہ حدیث صاف صاف عورت کو پوشیدہ رہنے اور رکھنے کی تاکید اور اس کے نکلنے کا موجب فتنہ شیطانی ہونا بیان کر رہی ہے

(۲) عن ام سلمۃ انھا کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و میمونۃ اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجبا منہ فقلت یا رسول اللہ الیس ھو اعمٰی لا یبصرنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ رواہ احمد و الترمذی۔

ط ظ کی مثالیں

طا طب طج طد طر طس طش طص طط طع طف طق طک ظل
طم ظم ظن طو ظہ ظھ ظلا ظی ظے ؞

ع غ کی مثالیں

عا عب عج عد عر عس عش عص عط عع عف عق غک غل
غم عم غن غو غہ غھ غلا غی غے

ف ق کی مثالیں

فا فب فج فد فر فس فش فص قط قع فف فق فک قل قم فم
قن قو قہ قھ قلا قی قے ؞

ک گ کی مثالیں

کا کب کج کد کر کس کش کص کط کع کف کق کک کل کم گن گو گہ
گھ گلا گی گے ؞

ل کی مثال

لا لب لج لد لر لس لش لص لط لع لف لق لک لل لم لن لو لہ لھ لی لے ؞

م کی مثال

ما مب مج مد مر مس مش مص مط مع مف مق مک مل مم من مو مہ مھ ملا می مے

وابوداؤد (مشکوٰۃ)

ترجمہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ دونوں ازواج مطہرات سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نابینا) آئے اور اندر آنے لگے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ دونوں پردہ میں ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو نابینا ہیں ہم کو تو دیکھتے بھی نہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم بھی نابینا ہو کیا تم اُن کو نہیں دیکھتیں،

دیکھئے باوجودیکہ اس مقام پر کوئی قریب احتمال بھی خرابی کا نہ تھا کیونکہ ایک طرف ازواج مطہرات جو مسلمانوں کی مائیں ہیں دوسری طرف ایک نیک صحابی پھر وہ بھی نابینا لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لئے یا تعلیم اُمت کے لئے آپ نے بیبیوں کو پردہ کرادیا تو

ہ کی مثال

ہا ہب ہج ہد ھد ہر ہس ہش ہص ہط ہع ہف ہق ہک ہل ہم
ھم ہن ہو ہہ ہھ ھر ہل ہی ہے

دو حرفوں کے الفاظ

اَبْ ۔ جَبْ ۔ دِنْ ۔ خَطْ ۔ ضِدْ ۔ ڈَرْ ۔ اِسْ ۔ اُسْ ۔ تُمْ ۔ دِلْ ۔ دَسْ ۔ گُلْ
بَلْ ۔ بَسْ ۔ بَٹْ ۔ پَٹْ ۔ ہِٹْ ۔ پِٹْ ۔ چَلْ ۔ ہَٹْ ۔ بَچْ ۔ سَچْ

تین حرفوں کے الفاظ

ایک ۔ بات ۔ جال ۔ دام ۔ سال ۔ ساگ ۔ راگ ۔ شام ۔ صاف ۔ ٹاٹ
ڈاک ۔ خوب ۔ لات ۔ مرد ۔ زور ۔ روز ۔ کام ۔ نام ۔ غور ۔

چار حرفوں کے الفاظ

انڈا ۔ مُرغی ۔ چراغ ۔ حالت ۔ خراب ۔ فرصت ۔ میرا ۔ تیرا ۔ غوطہ ۔ طوطا
بکری ۔ پلنگ ۔ گیدڑ ۔ بندر ۔ لڑکا ۔ لڑکی ۔ شامل ۔ کامل ۔ مرشد
روٹی ۔ بوٹی ۔ سالن ۔ کتاب ۔ کاغذ ۔ تختی ۔

پانچ حرفوں کے الفاظ

بندوق ۔ صندوق ۔ مسہری ۔ نہایت ۔ مضبوط ۔ سردتا ۔ قینچی ۔ کٹورا ۔
رومال ۔ تعویذ ۔ چوٹی ۔ اُنگلی ۔ رضائی ۔ ڈوپٹہ ۔ چپاتی ۔ پتیلی ۔ پینچک ۔

جہاں ایسے موانع قویہ بھی نہ ہوں وہاں پر کیوں نہ قابل اہتمام ہوگا

(۳) عن عائشۃ فی قصۃ طویلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو لک یا عبد ابن زمعۃ الولد للفراش وللعاہر الحجر ثم قال لسودۃ بنت زمعۃ احتجبی منہ لما رای من شبہہ بعتبۃ فما راٰہا حتی لقی اللہ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک قصہ طویل میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقدمہ) سعد اور عبد بن زمعہ میں فیصلہ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ یہ [illegible] دیا گیا لئے عبد اللہ بن زمعہ کیونکہ اولاد حق صاحب فراش کا ہے اور بدکار کے لئے پتھر پھر آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے سے چھپا کرو کیونکہ آپ نے اس لڑکے کی صورت عتبہ سے ملتی دیکھی پھر

چھ حرفوں کے الفاظ

جولاہا۔ تنبولی۔ چیونٹی۔ نالائق۔ بچھیرا۔ بھیڑیا۔ جھینگر۔ دھتورا۔ بکھیڑا۔ جھینگا۔ چمگادڑ۔

سات حرفوں کے الفاظ

بھنبھنا۔ نیلکنٹھ۔ گھڑونچی۔ گھنگھور۔ گھونگھٹ۔ بھٹیارہ۔ چھپرکھٹ۔ پھلجھڑی۔ پھلواری

آٹھ اور نو حرفوں کے الفاظ

پھپھوندی۔ چھچھوندر۔ بیربہوٹی۔ گھونگھرو۔ بندیلکھنڈ

دنوں کے نام

شنبہ۔ یکشنبہ۔ دوشنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہارشنبہ۔ پنجشنبہ۔ جمعہ

سنیچر اتوار پیر منگل بدھ جمعرات جمعہ

مہینوں کے نام

محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ

جملے

خدا سے ڈر۔ گناہ مت کر۔ وضو کرکے نماز پڑھ۔ نمازی آدمی خدا کا پیارا ہے۔ بے نمازی

وہ لڑکا مرتے دم تک حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھنے نہیں پایا۔

یہ لڑکا زمعہ کی لونڈی کا تھا جو عتبہ کے نطفہ ناجائز سے پیدا ہوا تھا عتبہ کے مرنے کے بعد برادر عتبہ نے اس لڑکے کے بھتیجا ہونے کا دعویٰ کیا اور اس زمعہ کے ایک بیٹا تھا عبد اس نے اس لڑکے کے بھائی ہونے کا اس بنا پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کی ایسی لونڈی سے پیدا ہوا جو میرے باپ کے استعمال میں رہتی تھی حضورؐ نے موافق قانون شرعی کے نطفۂ حلال سے نسب ثابت ہوتا ہے نطفۂ حرام سے نہیں ہوتا۔ اس لڑکے کو عبد بن زمعہ کا بھائی قرار دیا اور آپ کی بی بی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی زمعہ کی بیٹی ہیں تو اس قاعدہ کے موافق وہ لڑکا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی ہوا اور محرم ہونے کی وجہ سے پردہ کی ضرورت نہ تھی

رحمت سے دور ہے۔ کسی پر ظلم مت کرو۔ مظلوم کی بددعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔ ناحق کسی جانور یا چڑیا
کو ستانا۔ کتے بلی کو مارنا بہت برا ہے۔ ماں باپ کا کہنا مانو۔ ان کی مار کو فخر جانو۔ دل سے
ان کی خدمت کرو۔ جنت ماں باپ کے قدموں کے تلے ہے۔ الٹ کر ان کو جواب مت دو۔ جو
کچھ غصہ میں کہیں چپ چاپ سن لو۔ کسی بات میں ان کو مت ستاؤ۔ بڑوں کے سامنے ادب
تعظیم سے رہو۔ چھوٹوں کو محبت پیار سے رکھو۔ کسی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے کو سب سے کم جانو۔ اپنے
کو بڑا سمجھنا بری بات ہے۔ کسی کو مٹکانا۔ بہکانا۔ عیب نکالنا بڑا گناہ ہے۔ کھانا داہنے ہاتھ
سے کھاؤ۔ پانی داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ پانی تین سانس میں
پیو۔ کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ گرم گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ جو بات کہو سچ کہو۔ جھوٹ
بولنا بڑا گناہ ہے۔ صبح اٹھ کر بڑوں کو سلام کیا کرو۔ نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو۔
سبق خوب یاد کیا کرو۔ بار بار قسم کھانا بری بات ہے۔ اپنی کتاب کو احتیاط سے رکھو۔ کسی کی صورت بری
ہو تو اسکو انگلیوں پر نہ نچاؤ۔ خدا کے نزدیک بھلی بری صورت ایک ہے۔ شرارت نہ کیا کرو تو تم پر کبھی مار نہ
پڑے۔ ناک بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو۔ استنجا بائیں ہاتھ سے کیا کرو۔ پاخانہ جاتے وقت پہلے بایاں
پیر اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالو۔ جوتی پہلے داہنے پیر میں پہنا کرو پھر بائیں میں۔

قواعد مخصوصہ استعمال حروف ذیل

ںٓ وٓ ہٓ یٓ ےٓ الٓ ۔

ں

یہ حرف کبھی غنہ یعنی ناک میں بولا جاتا ہے۔ جیسے ٹانگ۔ مانگ۔ ہینگ۔ سینگ
چونچ۔ بھوں۔ کنواں۔ پھونک۔ پھانک۔ بانٹ۔ اونٹ۔ بانکا۔ بانس۔ پھانس۔ نیند
سانپ۔ لونگ۔ سونف۔ گوند۔ مینڈک۔ کنول۔ منتر۔ ہانڈی۔ چرونجی۔ بھانڈ
اس حرف کے بعد اگر ب یا پ ہو تو م کی آواز نکلتی ہے ن کی آواز نہیں نکلتی

لیکن حضورؐ نے احتیاطاً
بوجہ مشابہت شکل حضرت
سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کو حکم پردہ کا فرمایا جس پر
بہت پابندی کے ساتھ
عمل کیا گیا۔ اس قصہ سے
معلوم ہوا کہ پردہ کا اس
درجہ شدت سے اہتمام
تھا کہ خفیف شبہ پر بھی
احتیاط کی جاتی تھی۔
(۴) عن عقبۃ
بن عامر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایاکم
والدخول علی النساء
فقال رجل یارسول
اللہ ارأیت الحمو
قال الحمو الموت
متفق علیہ (مشکوٰۃ)

ترجمہ

حضرت عقبہ بن عامر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ عورتوں کے پاس
آمد و رفت رکھنے سے
بچا کرو۔ ایک شخص نے
عرض کیا یارسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم بھلا
دیور کے حق میں آپ کیا
فرماتے ہیں آپ نے فرمایا
دیور تو پوری موت ہے

اس حدیث میں بے
ضرورت و بے تکلف

جیسے انبیاء۔ دُنبہ۔ شنبہ۔ سُنبر۔ کھنبہ۔ منبع۔ منبر۔ چنپا۔ چنپت ؀

و

اِس حرف کے اوّل اگر پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو اسکو مجہول کہتے ہیں جیسے شور۔ گور۔ چور۔ زور۔ مور۔ نوک۔ بول۔ ہوش۔ جوش۔ پورا۔ تورا۔ کٹورا۔ کورا۔

اور اگر اس حرف کے اوّل پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاوے تو معروف کہلاتا ہے جیسے دُور۔ حُور۔ نُور۔ چُور۔ چُول۔ جھُول۔ ڈھول۔ پھُول۔ پھُوٹ۔ جھُوٹ۔

اور اگر یہ حرف لکھا جاوے اور پڑھا نہ جاوے تو معدولہ کہلاتا ہے جیسے خواجہ۔ خواب۔ خویش۔ خواہش۔ خوان۔ خوش۔ خود۔ خواہ۔ وغیرہ ؀

ھ

یہ حرف ہمیشہ دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے اور مخلوط التلفظ کہلاتا ہے جیسے بھانڈ۔ کھانڈ۔ جھوٹ۔ چھینٹ۔ چھینک۔ جھانجھ۔ کھیل۔ بھوت۔ پھوٹ۔ تھوک۔ ٹھوکر۔ ڈھول۔ بڑھیا۔ باگھ۔ لٹھو ؀

ی

اِس حرف کے اوّل ہمیشہ زیر ہوتا ہے اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاتا ہے اور معروف کہلاتا ہے جیسے وہی۔ بُری بھلی۔ بھلی۔ بڑی۔ گلی۔ ہنسی۔ خوشی۔ نبی۔ ولی۔ ڈلی۔ چھپکلی۔ چوڑی۔ بابی۔ بجلی۔ کبھی یہ حرف کسی لفظ کے آخر میں الف کی آواز دیتا ہے اور مقصورہ کہلاتا ہے جیسے عیسیٰ۔ موسیٰ۔ یحییٰ۔ مصطفیٰ۔ مرتضیٰ۔ حتیٰ۔ الیٰ۔ علیٰ۔ مولیٰ۔ یحییٰ۔ کبریٰ۔ صغریٰ ؀

ے

اِس حرف کے اوّل میں اگر زبر ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو کبھی اس کو (ے) لکھتے ہیں اور کبھی اس طرح (ی) لکھتے ہیں اور اس کو مجہول کہتے ہیں۔ جیسے کے۔ سے۔ نے۔ تھے۔ دیئے۔ لیئے۔ آئے۔ گئے۔ کی۔ دی۔ نی۔ تھی۔ دیئی۔ لیئی۔ آئی۔ گئی ؀

عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے کو حرام فرمایا ہے اور نظر تاصحیح اور دلالت صریحہ سے ثابت ہے کہ اس آمد و رفت کا عمدہ انسداد یہ پردۂ مروجہ ہی ہے ورنہ اور کوئی امر اس درجہ کا مانع قوی نہیں چنانچہ مشاہدہ ہے تو جب پردۂ مروجہ نہ ہوگا یہ بے محابا آمد و رفت بھی ضرور رہیگی اور ایسی آمد و رفت حرام ہے تو بے پردگی جو اس کا ذریعہ ہے نیز حرام ہے پس پردۂ مروجہ واجب ہے۔

(۵۸) عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان رواہ الترمذی (مشکوٰۃ)

ترجمہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہا جگہ میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شیطان ضرور ہوگا ؀

یہاں بھی مثل حدیث نمبر (۵۳) کے تقریر ہے کہ

ال

یہ دونوں حرف اگر ا ب ت ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی کے اوّل میں ملائے جاویں تو حرف ل پڑھا جائیگا اور الف کو نہ پڑھینگے جیسے حتیٰ الامکان۔ عبدالباری۔ جواب الجواب۔ عبدالحق۔ عبدالخالق۔ نور العین۔ عبدالغنی۔ بالفعل۔ عبدالقادر۔ عبدالکریم۔ بالمحل۔ حتی المقدور۔ عبدالوہاب۔ بوالہوس۔ طویل الید۔ اور اگر ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن کے اوّل میں ملائے جائیں تو دونوں نہ پڑھے جاوینگے۔ بلکہ ال کے بعد والے حرف پر تشدید پڑھی جاویگی جیسے عندالتاکید۔ نجم الثاقب۔ علیم الدین۔ غبی الذہن۔ عبدالرزاق۔ عدیم الزوال۔ عندالسوال۔ عبدالشکور۔ بالصواب۔ بالضرور۔ میزان الطب۔ وسیلۃ الظفر۔ قائم اللیل۔ نصف النہار وغیرہ

حرکات و سکنات ذیل کا استعمال

نام	صورت	آواز	نام	صورت	آواز
مد	ـــ	ا	تنوین دو زیر	ٍ	ن
تنوین دو زبر	ً	ن	تنوین دو پیش	ٌ	ن
تشدید	ّ	دوہرا حرف	سکون	ْ	اس پر پچھلا حرف
وقف	۔	سکون کے بعد	۔	۔	ٹھہرتا ہے

مد (ـــ)

یہ حرکت الف کے اوپر آتی ہے جیسے آج۔ آگ۔ آٹا۔ آیا۔ آتی۔ آل۔ آم۔ آلن۔ آنت۔ آری۔ آدھی۔ آنچ۔ آندھی۔ آیا۔ آٹا۔ آدم۔ آنت۔ آہٹ۔ آلو۔ آسمان۔

تنوین دو زبر (ً) یہ حرکت ہمیشہ الف کیساتھ ہوتی ہے اور کبھی ت کیساتھ بھی آتی ہے جیسے معاً۔ فوراً۔ مثلاً۔ اتفاقاً۔ حکماً۔ سہواً۔ خصوصاً۔ عموماً۔ طوعاً۔ کرہاً۔ جبراً۔ قہراً۔ بغتۃً۔ عمداً۔

تنوین دو زیر (ٍ) جیسے بِمُدٍ۔ حِینئذٍ۔ **تنوین دو پیش** (ٌ) جیسے نورٌ۔ حورٌ۔

نامحرم مرد و عورت کا تنہا ایک جگہ بیٹھنا حرام ہے اور اگر پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جاویگی بالخصوص آج کل کے بیباک اور آزاد طبائع سے یہ امر یقینی ہے پس بے پردگی ذریعہ ہوگی اس تنہائی کی اور یہ تنہائی حرام تھی اس کا ذریعہ یعنی بے پردگی بھی حرام، پس پردہ مروجہ واجب ہے۔

(۹) عن الحسن مرسلاً قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اُس پر (جو بُری نظر سے) دیکھے اور اُس پر بھی جس کو دیکھے (یعنی اگر وہ بے احتیاطی کرے)

یہاں بھی وہی تقریر ہے کہ نظر کرنا اور کرانا حرام ہے

تشدید (ّ)

یہ حرکت جس حرف پر ہوتی ہے وہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے جیسے اُلّو۔ چُلّو۔ کَلّو۔ مَنّو۔ بِلّی۔ کُتّا دِلّی۔ بُڈّھو۔ چکّی۔ لکّڑ۔ بکّرہ۔ لڈّو۔ سچّا۔ کچّا۔ پکّا۔ ہتّا۔ پتّا۔ پتّہ۔ پلّا۔ پلّا۔ چھلّا۔

سکون (ْ)

اس کے معنی ٹھہرنے کے ہیں۔ اس سے پہلے حرف کو اس کے ساتھ ملا کر ٹھہر جاتے ہیں جس حرف پر یہ ہوتا ہے وہ ساکن کہلاتا ہے جیسے اَبْ۔ جَبْ۔ دِلْ۔ دَمْ۔ دَسْ۔ بَسْ۔ اِسْ۔ اُسْ۔ کَلْ۔ گُلْ۔ دِنْ۔

وقف

یہ سکون کے بعد ہوتا ہے جس حرف پر یہ ہوتا ہے موقوف کہلاتا ہے جیسے اَبْرْ۔ جَبْرْ۔ صَبْرْ۔ قَبْرْ۔ عِلْمْ۔ حِلْمْ۔ گوشْتْ۔ پوسْتْ۔ دوسْتْ۔ نَہْرْ۔ مَہْرْ۔ شَہْرْ۔ بَنْدْ۔ نَرْمْ۔ سَخْتْ۔ تَخْتْ۔ وغیرہ

خط لکھنے کا بیان

جب کسی کو خط لکھنا منظور ہو تو پہلے یہ خیال کر لو کہ وہ تم سے بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر۔ جس درجے کا آدمی ہو اُس کے موافق خط میں الفاظ لکھو۔ بڑوں کے خط کو والا نامہ۔ سرفراز نامہ افتخار نامہ۔ کرامت نامہ۔ اعزاز نامہ۔ صحیفۂ عالی۔ صحیفۂ گرامی لکھتے ہیں۔ اور جو شخص بہت بڑا ہو تو اُس کو آپ کی جگہ آنجناب۔ جناب عالی۔ جناب والا۔ حضرت والا۔ حضرت عالی لکھتے ہیں جیسے یہ لکھنا منظور ہو کہ آپ کا خط آیا تو یوں لکھیں گے۔ جناب والا کا سرفراز نامہ آیا اور آیا کی جگہ یوں لکھتے ہیں سرفراز نامہ صادر ہوا۔ سرفراز نامہ نے مشرف فرمایا۔ اور چھوٹے کے خط کو مسرت نامہ۔ راحت نامہ لکھتے ہیں۔ اور برابر والے کے خط کو عنایت نامہ۔ کرم نامہ لکھتے ہیں۔ اور خط لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر باپ کو خط لکھو تو اس طرح لکھو۔ جناب والد صاحب مخدوم و معظم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم۔ بعد تسلیم بصد آداب عرض یہ ہے کہ آپ کا والا نامہ آیا۔ خیریت مزاج مبارک کے دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اس کے بعد اور جو کچھ مضمون لکھنا منظور ہو لکھ دو۔ اس میں

اور بے پردگی یقیناً اس کا ذریعہ ہوگی تو وہ بھی حرام پس پردہ واجب۔

(۷) عن عائشۃ ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا ثیاب رقاق فاعرض عنہا وقال یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لن یصلح ان یری منہا الا ھذا و ھذا واشار الی وجہہ وکفیہ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ)

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی بہن اسماء حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس وقت اُن کے بدن پر باریک کپڑے تھے آپ نے اُن سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے بجز چہرہ اور کفین کے اور کوئی چیز اس کی نظر نہ آنا چاہیے۔

اس میں بھی وہی تقریر ہے کہ عورت کو ابا

ہے دام ظلکم العالی تک جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو القاب کہتے ہیں اور اس کے بعد سلام و دعا جو کچھ لکھا جاتا ہے اسکو آداب کہتے ہیں۔ اسکے بعد جو حال لکھنا ہو لکھو اسکو خط کا مضمون کہتے ہیں۔

بڑوں کے القاب اور آداب

والد کے نام	جناب والد صاحب معظم و محترم فرزنداں مخدوم و مطاع کمترینان دام ظلکم العالی السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد تسلیم بصد آداب تکریم عرض ہے کہ:۔
ایضًا	جناب والد صاحب معظم و محترم دام ظلکم العالی۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد آداب و تسلیم بصد تعظیم عرض ہے کہ:۔
ایضًا	جناب والد صاحب معظم و محترم فرزنداں دام ظلکم العالی۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد آداب و تسلیم کے التماس ہے کہ:۔
ایضًا	معظمی و محترمی دام ظلکم۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد تسلیم کے عرض ہے کہ
ایضًا	جناب والد صاحب معظمی و محترمی مدظلہم العالی۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے کہ:۔
چچا کے نام	معظم و محترم فرزنداں مخدوم و مطاع خورداں دام ظلکم العالی۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے۔
خالو کے نام	جناب خالو صاحب معظم و محترم خورداں دام ظلکم العالی۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
ایضًا	جناب خالو صاحب مخدوم و مکرم کمترینان دام ظلکم العالی۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
والدہ کے نام	جنابہ والدہ صاحبہ مخدومہ معظمہ دام ظلہا۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ
ایضًا	جنابہ والدہ صاحبہ معظمہ و مکرمہ دام ظلہا۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ
ایضًا	جنابہ والدہ صاحبہ معظمہ و محترمہ دام ظلہا۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
بڑی بہن کو	ہمشیرہ صاحبہ مخدومہ و مکرمہ معظمہ و محترمہ دام ظلہا۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ
بڑے بھائی کو	جناب بھائی صاحب مخدوم و مکرم معظم و محترم دام ظلکم العالی۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

باریک کپڑا پہننا جس میں بدن جھلکے حرام اور بے پردگی ہیں بمقتضائے تکلف و زینت طبعی خصوصًا طبیعت زنانِ ہند ضرور نامحرم کے روبرو باریک کپڑے پہنے جائیں گے اور یہ حرام ہیں پس بے پردگی بھی حرام۔ بتقریر دیگر حدیث میں تصریح ہے کہ سر کھولنا حرام اور حسب عادت بے پردگی میں سر کھلنا یقینی پس بے پردگی حرام ہوئی پس پردہ واجب ہوا چونکہ وجہ اور کفین کے مستور ہونے کا حکم صلی الٰہی ہونا واضح اور کافی طور پر اور پر مختلف پہلوؤں سے ثابت ہو چکا یا حالت ضرورت میں یہ رخصت ہے اور کثرت سے ایسی احادیث صحاح میں موجود ہیں جن میں عورت کو نامحرم مرد کے سامنے خوشبو لگانے کی ممانعت اور نماز گھر والوں کے اندر پڑھنے کی ترغیب اور گھر کے اندر جو اور گھر ہوتا ہے اس میں پڑھنے کی زیادہ فضیلت اور سر کھولنے کی حرمت اور نامحرم کے روبرو اظہار زینت کی ممانعت اور

جو القاب والد کے ہیں دادا اور نانا اور چچا اور ماموں اور خسر کے بھی وہی القاب ہیں۔ اور جو القاب والدہ کے ہیں خالہ اور ممانی اور نانی اور چچی وغیرہ بڑے رشتوں کے بھی وہی القاب ہیں والدہ صاحبہ کی جگہ خالہ صاحبہ۔ ممانی صاحبہ لکھ دیا کرو۔ دیور اور جیٹھ سے جہاں تک ہوسکے خط و کتابت نہ رکھو۔ زیادہ میل جول مت بڑھاؤ۔ اگر کبھی ایسی ہی ضرورت آپڑے تو خیر لکھ دو اور اُن کو جناب بھائی صاحب کر کے لکھ دو۔ آداب سب رشتوں کے ایک ہی طرح کے ہیں۔

چھوٹوں کے القاب و آداب

بیٹا۔ پوتا بھتیجا نواسا وغیرہ	برخوردار نور چشم راحت جان۔ سعادت و اقبال نشان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد دعائے زیادتی عمر و ترقی درجات کے واضح ہو۔
ایضاً	نور بصر لخت جگر طال عمرہٗ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد دعائے درازی عمر و حصول سعادت دارین کے واضح رائے سعید ہو۔
ایضاً	فرزند دلبند جگر پیوند طال عمرہٗ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد دعائے فراواں کے واضح ہو۔
چھوٹا بھائی	برادر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو۔
برابر کا بھائی	برادر بجان برابر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد دعائے سعادتمندی و نیک اطواری کے واضح ہو۔
چھوٹی بہن کو	ہمشیرہ عزیزہ نور چشمی صالحہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔
ایضاً	خواہر نیک اختر طال عمرہا۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

آداب سب کے ایک ہی طرح کے ہیں جس طرح جی چاہے لکھ دو۔

شوہر کے القاب و آداب

سرتاج من سلامت۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد سلام اور شوق ملاقات کے عرض ہے کہ

محرم اسرار انیس غمگسار من سلامت۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد سلام نیاز کے التماس ہے

واقف راز ہمدم و ہمراز من سلامت السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ اشتیاق ملاقات کے بعد عرض ہے۔

نظر بد کا زنا ہونا وغیرہ وغیرہ مذکور ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکم اصلی پورا پردہ ہے اور بے پردگی ذریعہ مفاسد بے شمار کا ہے اور جہاں کہیں نکلنے وجہ خروج کا اذن ہوا ہے وہ محض ضرورت یا کسی اسلامی مصلحت کی وجہ سے ہوا ہے وہ بھی بڑی قیدوں اور شرطوں سے اور بعض جگہ قبل حکم حجاب کے ہے۔

(۱) عن عائشۃ رضؓ اومت امرأة من وراء ستر بیدها کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث رواہ ابوداؤد و نسائی (مشکوٰۃ) ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بی بی کے ہاتھ میں خط تھا۔ اُس نے پردہ کے پیچھے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دینے کے لئے بڑھایا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت کی عورتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

بیوی کے القاب و آداب

محترم راز ہمدم و ہمبازِ من سلامت ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد اشتیاق و تمنائے ملاقات کے واضح ہو کہ

رونق خانہ و زینت کاشانۂ من سلامت۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد شوق ملاقات کے واضح ہو۔

انیس خاطر غمگین تسکین بخش دلِ اندوہگین سلامت۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد اشتیاق ملاقات کے واضح ہو۔

باپ کے نام خط

معظم و محترم فرزندان دام ظلہم العالی ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے کہ عرصہ سے جناب والا کا سرفراز نامہ صادر نہیں ہوا ۔ اس لئے یہاں سب کو بہت تردد و پریشانی ہے امید کہ اپنے مزاج مبارک کی خیریت سے جلد مطلع فرما کر سرفراز فرمادیں گے ۔ ہمشیرہ عزیزہ مسماۃ زبیدہ خاتون خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے ۔ کل اس کا کلام مجید ختم ہوگیا ۔ آپ اُس کے واسطے اُردو کی کوئی کتاب روانہ فرمائیے کہ شروع کرادی جائے ۔ جو کتاب تعلیم الدین آپ نے میرے واسطے بھیجی تھی وہ بڑی اچھی کتاب ہے ۔ سب بیبیوں نے اس کو پسند کیا اور اسکی طلبگار ہیں اس لئے اس کی چار پانچ جلدیں اور بھیج دیجئے ۔ باقی یہاں سب خیریت سے ہے ۔ آپ اپنی خیریت سے جلدی مطلع فرمائیے تاکہ رفع تردد اور اطمینان ہو ۔ فقط ۔ والتسلیم عریضۂ ادب حمیدہ خاتون از الٰہ آباد ۔ ۱۲ محرم روز شنبہ

بیٹی کے نام خط

لخت جگر نیک اختر نورِ چشم راحت جان بی بی خدیجہ سلمہا اللہ تعالیٰ ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ بعد دعائے درازیٔ عمر و ترقی علم و ہنر کے واضح ہو کہ بہت عرصہ سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا جس سے دل کو تردد تھا لیکن پرسوں تمہارے بڑے بھائی کا مسرت نامہ آیا ۔ خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا ۔ اُس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم کو لکھنے پڑھنے کا کچھ شوق نہیں ہے اور اس میں بہت کم دل لگاتی ہو ۔ یہ بھی سُنا کہ بعضی عورتیں تمہارے لکھنے پڑھنے پر یوں کہتی ہیں کہ لڑکیوں کو لکھانے پڑھانے سے کیا فائدہ اُن کو تو سینا پرونا ۔ کھانا پکانا ۔ چکن وغیرہ کاڑھنا سکھانا چاہیئے اُن کو پڑھا لکھا کر کیا مردوں کی طرح مولوی بنانا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی لوگوں کے بہکانے سے

بھی ایسا ہی پردہ کرتی تھیں بلکہ حدیث افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے خالی ہودج کو بھرا گمان کر کے باندھ دینے سے اس وقت کی ڈولی کی رسم اور کہاروں سے بی بی کے نہ بولنے کی تائید نہایت محکم ہے۔

(۲) عن ابی السائب عن ابی سعید الخدری فی قصۃ الفتی حدیث الھدی بعرس فاذا امرأتہ بین البابین قائمۃ فاھوی الیھا بالرمح لیطعنھا بہ واصابتہ غیرۃ الحدیث رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

ترجمہ ۔ ایک نوشہ صحابی کے قصہ میں ہے کہ وہ جو اپنے گھر گئے تو بی بی کو دروازہ میں کھڑا دیکھ کر غیرت آئی اور نیزہ سے مارنا چاہا (آخر سانپ کی وجہ سے باہر نکلنے کی مجبوری معلوم ہوئی۔

معلوم ہوتا ہے پردہ کی رسم اس درجہ طبائع میں مرکوز تھی کہ دروازے ہی میں کھڑے ہونے پر

تمہارا دل اُچاٹ ہوگیا اور تم نے محنت کرنا ترک کردی۔ اے میری بیٹی! تم ان بیوقوف عورتوں کے کہنے پر ہرگز نہ جانا اور یہ سمجھو کہ مجھ سے بڑھکر کوئی دوسرا تمہارا خیرخواہ نہیں ہوسکتا اس لئے میری نصیحت یاد رکھو کہ اُن عورتوں کا یہ کہنا بالکل بیوقوفی ہے۔ کم سے کم اتنا ہر عورت کے لئے ضروری ہے کہ اُردو لکھ پڑھ لیا کرے۔ اسمیں بڑے بڑے فائدے ہیں اور لکھنا پڑھنا نہ جاننے میں بڑے بڑے نقصان ہیں۔ اوّل تو بڑا فائدہ یہ ہے کہ زبان صاف ہوجاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بے پڑھی عورتیں ثواب کو سباب اور شربے کو سُروا کبوتر کو قبوتر جہیز کو دہیز۔ زکام کو حلکھام اور بعض زخام بولتی ہیں اور جو عورتیں پڑھی لکھی ہوتی ہیں وہ اُن پر ہنستی ہیں اور اُن کی نقلیں کرتی ہیں سو پڑھنے لکھنے سے یہ عیب بالکل جاتا رہتا ہے۔ دوسرے نماز روزہ درست ہوجاتا ہے۔ دین و ایمان سنبھل جاتا ہے۔ بے پڑھی عورتیں اپنی جہالت سے بہت سے کام ایسے کرتی ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اور اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اگر خدانخواستہ اس وقت موت آجاوے تو کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں رہنا پڑے گا کبھی نجات نہیں ہوسکتی۔ پڑھنے لکھنے سے یہ کھٹکا جاتا رہتا ہے اور ایمان مضبوط ہوجاتا ہے تیسرے گھر کا بندوبست جو خاص عورتوں ہی کے ذمہ ہوتا ہے وہ بخوبی انجام پاتا ہے۔ سارے گھر کا حساب کتاب ہر وقت اپنی نگاہ میں ہوتا ہے۔ چوتھے اولاد کی پرورش عورت سے خوب ہوتی ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے ماں کے پاس زیادہ رہتے ہیں۔ خاصکر لڑکیاں تو ماں ہی کے پاس زیادہ رہتی ہیں تو اگر ماں پڑھی لکھی ہوگی تو ماں کی عادتیں اور بات چیت بھی اچھی ہوگی تو اولاد بھی وہی سیکھے گی اور کمسنی ہی سے خوش اخلاق اور نیک بخت ہوگی کیونکہ ماں اُن کو ہر وقت تعلیم کرتی اور ٹوکتی رہے گی۔ دیکھو تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے پانچویں یہ کہ جب عورت کو علم ہوگا تو ہر وقت اپنی ماں باپ خاوند عزیز و اقربا کا رتبہ پہچان کر اُن کے حقوق ادا کرتی رہے گی اُسکی دُنیا اور عقبیٰ دونوں بنجاوینگی۔ اِن سب کے علاوہ پڑھنا لکھنا نہ جاننے میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ گھر کی بات غیروں پر ظاہر کرنی پڑتی ہے یا اُس کے چھپانے سے نقصان ہوتا ہے۔ عورتوں کی باتیں اکثر حیا و شرم کی ہوتی ہیں لیکن اپنی ماں بہن سے کبھی ظاہر کرنے کی ضرورت

بیتاب ہوگئے۔

عن انس فی قصۃ تزوج زینب من الحدیث الطویل قال فرجعت فاذاھم قد قاموا فضرب بینی و بینہ الستر و نزل اٰیۃ الحجاب (مسلم)

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصہ نکاح حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں راوی ہیں کہ پھر وہ دعوت کھانے والے چلے گئے حضور جو تشریف لائے تو اپنے اور میرے درمیان میں پردہ لٹکا دیا اور آیت پردہ کی نازل ہوگئی۔

اس سے ایتہ معلوم ہوگئی کہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اس کی تعلیم کی گئی بلکہ مسلم کی دو حدیثوں میں تصریح ہے کہ اس حکم نازل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طبعًا تقاضا تھا کہ ازواج مطہرات کو کسی کے سامنے نہ آنے دیجئے آپ ہی بلند نظری سے التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ وحی نازل ہوئی پھر خود آپ نے نہایت تاکید کی احکام خاص و عام جاری فرمائے۔

ہوتی ہے اور اتفاق سے ماں بہن وقت پر پاس نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں یا تو بے شرمی کرنی پڑتی ہے اور دوسروں سے خط لکھانا پڑتا ہے۔ یا نہ کہنے سے بہت نقصان اُٹھانا ہوتا ہے اس کے علاوہ اور ہزاروں فائدے ہیں اور پڑھنا نہ جاننے میں قباحتیں ہیں۔ کہاں تک بیان کروں۔ دیکھو اب تم میری نصیحت یاد رکھنا اور پڑھنے لکھنے سے ہرگز جی نہ چُرانا۔ زیادہ دُعا۔

راقم عبداللہ از بنارس۔ ۲۵؍ رمضان روز جمعہ

بیٹی کی طرف سے خط کا جواب

معظم و محترم فرزنداں دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے کہ صحیفۂ عالی نے صادر ہو کر مشرف فرمایا۔ آپ کے مزاج کی خیریت دریافت ہونے سے سب کو اطمینان ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کی ذات بابرکات کو ہمارے سروں پر دائم و قائم رکھے۔ جناب والا نے بندی کے پڑھنے لکھنے کی نسبت جو لکھا اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ بیشک لوگوں کے کہنے سُننے کی وجہ سے میرا دل اُچاٹ ہو گیا تھا۔ اب جس دن سے والا نامہ آیا ہے میں بہت دل لگا کر کے پڑھتی اور کچھ بُرا بھلا لکھنے بھی لگی ہوں۔ بیشک آپ کا فرمانا بہت بجا ہے کہ اس میں بے انتہا فائدے ہیں اور جو عورتیں پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں وہ بہت پچھتاتی ہیں کہ ہم نے کیوں نہ سیکھ لیا۔ پرسوں کی بات ہے کہ بیشکار صاحب کی بی بی جو ہمارے پڑوس میں رہتی ہیں اُن کے ماموں کا خط آیا اور گھر میں کوئی مرد آجکل ہے نہیں، بیچاری ایک ایک کی خوشامد کرتی پھریں کہ کوئی خط پڑھ دیوے یا کہیں سے پڑھوا لا دے کہ اب ماموں جان کی طبیعت کیسی ہے۔ سُنا گیا تھا کہ اُن کا بُرا حال ہے اس وجہ سے بیچاری بڑی گھبرا رہی تھیں۔ دوپہر کا آیا ہوا خط دن بھر پڑا رہا اور کوئی پڑھنے والا نہ ملا مغرب کے بعد بیچاری میرے پاس آئیں تو میں نے حال سُنایا تب اُن کا جی ٹھکانے ہوا تب سے میرے جی کو یہ بات لگ گئی کہ بیشک پڑھنے لکھنے کا ہُنر بھی بڑی دولت ہے اور اس کے نہ جاننے سے بعضے وقت بڑی مصیبت پڑتی ہے اور یہ بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہماری برادری میں پانچ بیبیاں خوب پڑھی لکھی ہیں وہ جہاں جاتی ہیں اُن کی بڑی عزت ہوتی ہے جو بات خلاف شرع کسی سے ہو جاتی ہے

چونکہ بہشتی زیور کا مطالعہ اکثر اہل علم بھی کرتے ہیں اسلئے ان کے لئے بھی مختصر طور سے کچھ پردہ کے متعلق لکھا جاتا ہے اول چند اصول موضوعہ ذہن نشین کر لینے چاہئیں۔

اصول موضوعہ

(۱) زمانہ نزول وحی میں بعض اقتضائے حکمت الٰہیہ جلیہ یا خفیہ بعض احکام میں نسخ و تبدل بھی واقع ہوا ہے اسمیں یہ صورت بھی داخل ہے کہ چند روز تک ایک حکم نازل نہیں ہوا پھر نازل ہو گیا اور اس نسخ کی مثال عادات مسلمہ میں اختلاف حال مریض سے طبیب کا نسخہ بدل دینا ہے۔

(۲) بعض یا اکثر احکام میں دو درجے شریعت میں مقرر ہیں عزیمت یعنی حکم اصلی جو کہ شرعاً مقصود ہے اور رخصت یعنی وہ آسانی جو کسی عذر و ضرورت سے اس عزیمت میں تجویز کی گئی ہے اور اس رخصت کے برتاؤ کو اصلی حکم سمجھ لینا ایسا ہی غلط ہے جیسا اتوار کی تعطیل کو دیکھ کر حکام عدالت کا اصلی منصبی فرض اسی کو سمجھ لینا کہ وہ اپنے بنگلوں اور کوٹھیوں میں پڑے آرام کیا کریں اور اگر کوئی درخواست پیش ہو تو واپس کر دیا کریں۔

(۳) جس چیز کو حرام یا جرم قرار دیا جاتا ہے جتنے افعال یا امور اس حرام یا جرم کے وسائل اور ذرائع ہوں

بوجہ اعانت جرم کے وہ بھی حرام اور جرم ہو جاتے ہیں گو خصوصیت کے ساتھ ان افعال یا امور کا نام بنام جرم نہ شمار کیا گیا ہو مثلاً استحصال بالجبر جرم ہے تو ضمنی صورتیں۔۔۔۔

یا بیاہ شادی میں کوئی بُری رسم ہوتی ہے تو اس کو ٹوکتی ہیں۔ منع کرتی ہیں خوب سمجھا کر کے نصیحت کرتی ہیں اور سب بیبیاں چپکی ہو کر کان لگا کر سنتی رہتی ہیں۔ جو کوئی بات پوچھنی ہوتی ہے اُن ہی سے پوچھتی ہیں۔ بیبیوں میں سب سے پہلے وہی پوچھی جاتی ہیں۔ ساری بیبیاں اُن کی تعریفیں کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے میں ضرور جی لگا کر لکھنا پڑھنا سیکھوں گی۔ مجھ کو خود بڑا اشتیاق ہو گیا ہے۔ آپ بھی اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو یہ دولت نصیب فرمادے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ زیادہ حد ادب۔

آپکی لونڈی خدیجہ عفی عنہا از سہارنپور۔ ۲۸ رمضان روز دوشنبہ۔

بھانجی کے نام خط

نورچشم راحت جان بی بی صدیقہ سلمہا اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو کہ تمہارا مسرت نامہ آیا۔ حال معلوم ہونے سے تسلّی ہوئی تمہارے پڑھنے کا حال سُنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دیوے اور تمہاری محنت کا پھل تم کو جلدی نصیب کرے جس دن تم اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھو گی اُس دن میں تم کو پانچ روپیہ مٹھائی کھانے کے لئے روانہ کروں گا اور ایک نصیحت میں تم کو اور کرتا ہوں میں نے سُنا ہے کہ تم شوخی بہت کیا کرتی ہو اور کسی کا ادب لحاظ نہیں کرتی ہو۔ اس بات سے مجھ کو بڑا افسوس ہوا کیونکہ آدمی کی عزّت فقط پڑھنے لکھنے سے نہیں ہوتی جب تک ادب لحاظ نہ سیکھو گی لوگ تم سے محبت اور پیار نہ کرینگے۔ پڑھنے لکھنے کے ساتھ سب سے اوّل لڑکوں اور لڑکیوں کو لازم ہے کہ ادب سیکھیں کیونکہ ادب سے آدمی ہر دلعزیز ہو جاتا ہے اور سب آدمی اُس کی خاطر کرتے ہیں۔ ادب کرنے والا ہمیشہ خوش نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی کا قول ہے۔ با ادب با نصیب۔ بے ادب بے نصیب۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ ادب کیا چیز ہے اور اُس کا برتاؤ کیونکر چاہیئے جو کوئی تم سے عمر اور رشتہ میں بڑا ہو اسکو بہت تعظیم سے سلام کرو اور اس کے سامنے کوئی فحش بات زبان سے نہ نکالو نہ اپنے برابر والوں سے اُس کے سامنے خوش طبعی اور دل لگی یا مذاق کرو۔

کے ساتھ بھی روکا گیا ہو اور اس طرز سے بھی اسکی ممانعت ثابت ہوئی ہو۔ ان اصول موضوعہ کے بعد ان سابقہ آیات و احادیث کے متعلق نقل کرتا ہوں۔ پہلی آیت میں گو خطاب ازواج مطہرات کو ہی لیکن سیاق و سباق میں یعنی اس کے متصل اگلے اور پچھلے کی حکم یقیناً عام ہیں جیسے لَا تَخْضَعْنَ اور قُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا اور اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ اور اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اسکو من کل الوجوہ خاص کہنا نہایت مستبعد ہے پھر خود آیت ہی میں غور کرنے سے خصوصیت کا احتمال نہیں کیونکہ قرن کے بعد اسکے تتمہ کے لئے اس کے مقابل کو منع فرمایا گیا ہے کہ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى اور ظاہر ہے کہ مقابلہ مقتضی ہے کہ عدم اقرار سے روکنا منظور ہے اُس عدم اقرار کو تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ سے تعبیر فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ عدم القرار مذموم ہونے میں مثل تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ کے ہے اور یہ یقینی ہے کہ یہ تتمہ ہے قرن کا اور تتمہ کسی شے کا حکم میں اسی شے کے تابع ہے تو اگر قرن کو خاص کہا جائیگا تو ممانعت تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ کی بھی خاص ہو گی حالانکہ کوئی متدین یا عاقل اس کا قائل نہیں ہو سکتا [illegible]

جب وہ تمہیں پکارے تو بہت نرم آواز سے جواب دو۔ اور جب تم کو کچھ دیوے تو سلام کرو اور جو نصیحت کی بات کہے خوب غور سے سنو۔ جب وہ بول رہا ہو تو بیچ سے اس کی بات مت کاٹو۔ جہاں وہ بیٹھا ہو اُس سے اونچی جگہ مت بیٹھو اور اُس کا نام لیکر مت پکارو بلکہ اُس سے رشتہ لگا کر بولو۔ نام بڑھا کر بیا کرو جیسے خالو جان۔ پھوپھی اماں۔ نانا جی۔ ابا جان۔ اگر غصہ میں آ کر وہ تم کو کچھ بُرا بھلا کہیں تو تم ہرگز اُس کا جواب مت دو۔ اُلٹ کر اُن کو کچھ نہ کہو۔ اسی کا نام ادب ہے۔ اور یہ آدمی کے واسطے بہت ضروری ہے فقط۔

محمد واجد حسین از فیض آباد

اگر کسی برابر والے کو خط لکھنا ہو تو اُس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اُس کے مرتبہ کے موافق اس طرح القاب لکھو ؛

القاب

عنایت فرمائے من السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ مشفقہ شفیقہ من سلامت السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ مہربان من سلامت۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ پھر اس طرح آداب لکھو بعد سلام مسنون کے عرض ہے۔ یا یوں لکھو۔ بعد سلام مسنون و شوق ملاقات کے عرض ہے۔ پھر خط کا مضمون لکھو اور یہ خیال رکھو کہ نہ تو اتنا بڑھا کر لکھو جس طرح کہ بڑوں کو لکھتے ہیں۔ اور نہ اتنا گھٹا کر لکھو جیسے کہ چھوٹوں کو لکھتے ہیں۔ بلکہ ہر بات میں برابری کا خیال رکھو۔

خط کا پتہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔ نمونہ کیلئے دو پتے لکھے جاتے ہیں

مقام شہر لکھنؤ۔ محلہ امین آباد۔ قریب مکان حکیم عبد الغنی صاحب نائب تحصیلدار بخدمت والا درجت قبلہ و کعبہ من جناب داروغہ وحید الزماں صاحب دام ظلکم العالی۔

مقام فیض آباد۔ چوک۔ بر دوکان لیاقت حسین صاحب سادہ کار۔ بمطالعہ برخوردار سعادت اطوار منشی محمد سعید الدین سلمہٗ اللہ تعالیٰ در آید۔

پس قوکن بھی عام ہوگا اس کے علاوہ عقل بھی عدم خصوصیت کا حکم کرتی ہے اس واسطے کہ ہر حکم میں کوئی حکمت ہوتی ہے کبھی وہ خفی ہوتی ہے جسکی تفتیش کے ہم مکلف نہیں اور کبھی جلی اور واضح ہوتی ہے سو اعتبار احکام میں ایسی حکمت کا لحاظ کیا جاتا ہے جس مقام کی یہ آیت ہے اسمیں نظر کرنے سے اسکے پاس یک جملہ نظر آتا ہے لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ یعنی نرم لہجہ سے بات مت کرو اور اس کے ساتھ ہی اسکی وجہ ارشاد فرمائی ہے فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ یعنی جس کے قلب میں روگ و خرابی ہے اسکو ناحق ہوس اور طمع دامنگیر ہوگی اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ اس مقام پر نرم بولنے چالنے کا سلیقہ یا گھروں میں بھلانے کا طریقہ جو مقرر کیا گیا ہے اسکی خاص حکمت انسداد ہے فتنہ مکالمت و مخالطت کی جب یہ حکمت خود نص سے مفہوم ہو چکی اب ظاہر ہے کہ جہاں حکمت اور علت ہوگی یہ احکام بھی وہاں ضروری ہونگے اور یقینی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات جو حسب آیت وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور اسی وجہ سے تمام اُمت کے مردوں کو اُنسے ہمیشہ کیلئے نکاح حرام تھا چنانچہ نص ہے وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ نیز طبعی اور عقلی طور پر بھی یہ امر معلوم ہے کہ علو شان اور عظمت مرتبہ بھی اعظم اسباب انسداد حرکت نفسانیہ سے قدرتی طور

گنتی

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
ایک	۱	چھبیس	۲۶	اکیاون	۵۱	چھہتّر	۷۶
دو	۲	ستائیس	۲۷	باون	۵۲	ستتّر	۷۷
تین	۳	اٹھائیس	۲۸	ترپن	۵۳	اٹھتّر	۷۸
چار	۴	اُنتیس	۲۹	چوّن	۵۴	اُناسی	۷۹
پانچ	۵	تیس	۳۰	پچپن	۵۵	اَسّی	۸۰
چھ	۶	اکتیس	۳۱	چھپن	۵۶	اکیاسی	۸۱
سات	۷	بتیس	۳۲	ستاون	۵۷	بیاسی	۸۲
آٹھ	۸	تینتیس	۳۳	اٹھاون	۵۸	تراسی	۸۳
نو	۹	چونتیس	۳۴	اُنسٹھ	۵۹	چوراسی	۸۴
دس	۱۰	پینتیس	۳۵	ساٹھ	۶۰	پچاسی	۸۵
گیارہ	۱۱	چھتیس	۳۶	اکسٹھ	۶۱	چھیاسی	۸۶
بارہ	۱۲	سینتیس	۳۷	باسٹھ	۶۲	ستاسی	۸۷
تیرہ	۱۳	اڑتیس	۳۸	ترسٹھ	۶۳	اٹھاسی	۸۸
چودہ	۱۴	اُنتالیس	۳۹	چونسٹھ	۶۴	نواسی	۸۹
پندرہ	۱۵	چالیس	۴۰	پینسٹھ	۶۵	نوّے	۹۰
سولہ	۱۶	اکتالیس	۴۱	چھیاسٹھ	۶۶	اکیانوے	۹۱
سترہ	۱۷	بیالیس	۴۲	سڑسٹھ	۶۷	بانوے	۹۲
اٹھارہ	۱۸	تینتالیس	۴۳	اڑسٹھ	۶۸	ترانوے	۹۳
اُنیس	۱۹	چوالیس	۴۴	اُنہتّر	۶۹	چورانوے	۹۴
بیس	۲۰	پینتالیس	۴۵	ستّر	۷۰	پچانوے	۹۵
اکیس	۲۱	چھیالیس	۴۶	اکہتّر	۷۱	چھیانوے	۹۶
بائیس	۲۲	سینتالیس	۴۷	بہتّر	۷۲	ستانوے	۹۷
تیئیس	۲۳	اڑتالیس	۴۸	تہتّر	۷۳	اٹھانوے	۹۸
چوبیس	۲۴	انچاس	۴۹	چوہتّر	۷۴	ننانوے	۹۹
پچیس	۲۵	پچاس	۵۰	پچھتّر	۷۵	سو	۱۰۰

پھر جب باوجود اس مانع دینی و فطری کے ازواج مطہرات کو حکم ہوا ہے قرن فی البیوت کا تو دوسری عورتوں کیلئے اوّل تو بدرجۂ اولیٰ اور نہیں تو کم از کم بدرجۂ مساوی ہی بھی ضرور قرن فی البیوت کا حکم ہوگا ورنہ فتنہ خفیفہ کا انتظام کرنا اور فتنہ عظیمہ کا انتظام نہ کرنا صاف انقلاب ہے فطرت کا جو کسی طرح قائل ہونیکے قابل نہیں البتہ اسکی گنجائش ضرور ہے کہ ازواج مطہرات کے قرن فی البیوت میں اُنکے معظم و محترم ہونیکو بھی جزو علت کہا جائے یعنی اُنکے علوشان کا بھی تقاضا ہے کہ وہ ہر کس و ناکس کے روبرو نہ ہو جایا کریں اور دوسری علت وہی ہے جسکا مفہوم من النص ہونا مذکور ہو چکا پس اس باب میں علت بہ مجموعہ ہوا اور عام نساء کے باب میں علت صرف سدّ فتنہ ہوئی پس اتنی خصوصیت کے اعتبار سے اگر اس خطاب کو خاص کہا جائے تو صحیح ہے لیکن اس سے قرن فی البیوت کے وجوب کا خاص ہونا لازم نہ آیا البتہ قرار للاحترام کا خاص ہونا اور الیہ الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ لستن کاحد بیشک ثابت ہوا اور یہی وجہ ہے کہ چونکہ احترام اُنکے لوازم سے ہے اس لئے اگر اُن کے خروج عن البیوت میں فتنہ بھی نہ ہو جب بھی بلا ضرورت حرام ہے۔

سچی کہانیاں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا یکایک اُس نے ایک بدلی میں یہ آواز سُنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے ساتھ وہ بدلی چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسا اور تمام پانی ایک نالہ میں جمع ہو کر چلا۔ یہ شخص اُس پانی کے پیچھے ہولیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے۔ اسنے اُس باغ والے سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے وہی نام بتایا جو اُس نے بدلی میں سُنا تھا۔ پھر باغ والے نے اُس سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سُنی کہ تیرا نام لیکر کہا کہ اسکے باغ کو پانی دے تو اُس میں کیا عمل کرتا ہے کہ اسقدر مقبول ہے۔ اُس نے کہا جب تو نے پوچھا تو مجھ کو کہنا ہی پڑا۔ میں اسکی کل پیداوار کو دیکھتا ہوں اس میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں۔ اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔ فائدہ۔ سبحان اللہ کیا خدا کی رحمت ہے کہ جو اُسکی اطاعت کرتا ہے اسکے کام غیب سے اس طرح سرانجام ہو جاتے ہیں کہ اسکو خبر بھی نہیں ہوتی بیشک سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا اُسکا اللہ ہو گیا

دوسری کہانی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی۔ دوسرا گنجا تیسرا اندھا خداوند تعالیٰ نے اُن کو آزمانا چاہا اور اُن کے

ص صلی اللہ علیہ وسلم نے سخاوت جنت کا درخت ہے تو جو شخص سخی ہوگا وہ اس کی ٹہنی پکڑ لے گا اور وہ ٹہنی اس کو نہ چھوڑے گی جب تک اس کو جنت کے اندر نہ لے لیگی۔ ۱۲

ک قال الامام البخاری رحمہ اللہ فی صحیحہ حدثنا احمد قال حدثنی عبداللہ بن رجاء قال اخبرنا ہمام عن اسحاق بن عبداللہ قال

واکثر علیہا + عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلہا بیمینہ ثم یربیہا لصاحبہا کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل رواہ البخاری ومسلم و النسائی والترمذی و ابن ماجہ وابن خزیمۃ فی صحیحہ (الترغیب و الترہیب) صفحہ ۲۶۰ ج ۱

ملہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ فلاں بندے سے میں محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو پس جبرئیل اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے بعد آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ حق تعالے فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت رکھو پس اہل آسمان (فرشتے) اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اسکے بعد زمین میں اسکی مقبولیت ہو جاتی ہے۔ ۱۲

ص صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ جس میں دو فرشتے نہ اترتے ہوں ایک کہتا ہے یا اللہ سخی کو عوض عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ بخیل کو برباد کر عطا فرما ۱۲ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز پیاری ہے۔ اُس نے کہا مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال ملجاوے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گِھن کرتے ہیں۔ اُس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا اُسی وقت چنگا ہوگیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا تجھ کو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے۔ اُس نے کہا اونٹ سے۔ پس ایک گابھن اونٹنی بھی اسکو دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کونسی شے پیاری ہے۔ کہا میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا فوراً اچھا ہوگیا اور اچھے بال نکل آئے۔ پھر پوچھا تجھ کو کونسا مال پسند ہے۔ اُس نے کہا۔ گائے۔ پس اسکو ایک گابھن گائے دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز چاہیئے۔ کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کردے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں اُس فرشتے نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی نگاہ درست کردی۔ پھر پوچھا تجھ کو کیا مال پیارا ہے۔ کہا۔ بکری۔ پس اس کو ایک گابھن بکری دیدی۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔ تھوڑے دنوں میں اُس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اُس کی گایوں اور اسکی بکریوں سے۔ پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اُسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں میرے سفر کا سب سامان چُک گیا۔ آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اخبرنی عبدالرحمن بن ابی عمرة الانصاری ان اباہریرة حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان ثلاثة فی بنی اسرائیل ابرص واقرع واعمیٰ بدا اللہ عزوجل ان یبتلیہم فبعث الیہم ملکا فاتی الابرص فقال ای شیٔ احب الیک قال لون حسن وجلد حسن قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذہب عنہ (قذرہ) فاعطی لونا حسنا وجلدا حسنا فقال وای المال احب الیک فقال الابل او قال البقر ہو شک فی ذلک (یعنی اسحاق بن عبداللہ راوی الحدیث) ان الابرص او الاقرع قال احدہما الابل وقال الآخر البقر فاعطی ناقة عشراء فقال یبارک لک فیہا قال واتی الاقرع فقال ای شیٔ احب الیک قال شعر حسن ویذہب ہذا عنی قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذہب واعطی شعرا حسنا قال فای المال احب الیک قال البقر فاعطاہ بقرة حاملا وقال یبارک لک فیہا واتی الاعمیٰ فقال ای شیٔ احب الیک قال یرد اللہ الی بصری فابصر بہ الناس قال فمسحہ فرد اللہ الیہ بصرہ قال فای المال احب الیک قال الغنم فاعطاہ شاة والدا فانتج ہذان (ای الناقة والبقرة) وولد ہذا (ای الغنم) فکان لہذا واد من الابل ولہذا واد من البقر ولہذا واد من غنم ثم انہ اتی الابرص فی صورتہ وہیئتہ فقال رجل مسکین تقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ الیوم الا باللہ ثم بک اسألک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعیرا اتبلغ علیہ فی سفری فقال لہ ان الحقوق کثیرة فقال لہ کانی اعرفک الم تکن ابرص یقذرک الناس فقیرا فاعطاک اللہ تعالیٰ فقال لقد ورثت (ہذا المال) کابرا عن کابر فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت واتی الاقرع فی صورتہ وہیئتہ فقال لہ مثل ما قال لہذا ورد علیہ مثل ما رد علیہ ہذا فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت

فواللہ لا احمدک الیوم لشیٔ اخذتہ للہ فقال امسک مالک فانما ابتلیتم فقد رضی اللہ عنک وسخط علی صاحبیک بخاری مع الفتح جلد ۶ ص ۱۹۱

پھر تیرا میں اُس اللہ کے نام پر جس نے تجھ کو اچھی رنگت اور عُمدہ کھال عنایت فرمائی۔ تجھ سے
ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر چلا جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے چل دور ہو
مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اس میں گنجایش نہیں۔ فرشتہ
نے کہا شاید تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے
اور کیا تو مفلس نہ تھا۔ پھر تجھ کو خدا نے اسقدر مال عنایت فرمایا۔ اُس نے کہا واہ کیا خوب
یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو
جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس اُسی پہلی صورت
میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا اور اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتہ نے
کہا۔ اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اُسی پہلی
صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں آج بجز خدا کے اور پھر تیرے
کوئی میرا وسیلہ نہیں ہے۔ میں اُسکے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری
مانگتا ہوں کہ اُس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اُس نے کہا بیشک میں اندھا
تھا۔ خداوند تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھ کو نگاہ بخشی۔ جتنا تیرا جی چاہے لیجا اور جتنا
چاہے چھوڑ جا۔ خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتے نے کہا کہ تو اپنا
مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہیئے۔ فقط تم تینوں کی آزمائیش منظور تھی سو ہو چکی۔
خدا تجھ سے راضی ہوا اور اُن دونوں سے ناراض۔ **فائدہ** خیال کرنا چاہیے کہ اُن دونوں کو
ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئی اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا اُنسے ناراض ہوا۔ دُنیا
اور آخرت دونوں میں نامراد رہے۔ اور اُس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا حاصل ملا کہ نعمت بحال رہی اور
خدا اُس سے خوش ہوا اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں شاد و بامراد ہوا۔

تیسری کہانی

ایک بار حضرت اُمّ سلمہ[لہ] رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جناب رسول خدا

لہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند ہے پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں جن سے اولاد بھی ہوئی۔ جمادی الثانیہ سکہ ہجری میں اور بعض روایات کے مطابق سکہ ہجری میں وہ سردار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں ۱۲ (سیرۃ مغلطائی، ص۵۵) اور کہا جاتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تمام ازواج مطہرات کے بعد انتقال فرمایا ہے اور آپ کا مزار شریف جنت البقیع میں موجود ہے ۱۲ محشی +

ئے جاننا چاہیے کہ حق تعالےٰ نے مال دیا اور اس کو امیر بنایا اور اس نے اس انعام پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا اور اللہ کی مرضی کے موافق مال خرچ کیا تو حق تعالےٰ نے اس کی نعمت میں زیادتی بخشی چنانچہ فرمایا ہے لئن شکرتم لازیدنکم یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا اور ایک فرشتہ اس کے لئے ہر وقت اس کی ترقی کی دعا کرتا رہتا ہے۔ ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا۔ اس لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ یہ گوشت طاق میں رکھدے شاید حضرت نوش فرماویں۔ اس نے طاق میں رکھدیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہوکر آواز دی بھیجو اللہ کے نام پر خدا برکت کرے۔ گھر میں سے جواب دیا۔ خدا تجھ کو بھی برکت دے۔ اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ کوئی چیز دینے کیلئے نہیں ہے۔ وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ ام سلمہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے انہوں نے کہا۔ ہاں ہے اور خادمہ سے کہا جا وہ گوشت آپ کے واسطے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی دیکھتی کیا ہے کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے فقط ایک پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اس لئے وہ گوشت پتھر بنگیا۔

فائدہ۔ غور کیجئے کہ خدا کے نام پر نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اُس گوشت کی صورت بگڑ گئی اور پتھر بنگیا۔ اسی طرح جو شخص سائل سے بہانہ کرکے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھا رہا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ سنگدلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چونکہ حضرتؐ کے گھر والوں کے ساتھ خداوند کریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے اس لئے اُس گوشت کی صورت کھلی نگاہوں میں بدل دی تاکہ اُس کے استعمال سے محفوظ رہیں۔

چوتھی کہانی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یاروں اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تھا تو عرض کر دیا کرتا تھا۔ آپؐ کچھ تعبیر ارشاد فرمادیا کرتے تھے عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ سب نے عرض کیا کہ کوئی نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے

خواب میں ... یاں فرمانا سب نہ سمجھا گیا اسواسطے بطریق اشارہ اُسے منع فرمایا اور جلد دعائیہ استعمال کیا جیسا کہ بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ اللہ تجھے دیگا اور اللہ تجھے خوش رکھے ۱۲ (ترتیب میرٹھی)

۵ ابن حبان اور خزیمہ نے اپنی حدیث کی کتاب میں حضرت ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میں سو رہا تھا کہ دو شخص میرے پاس خواب میں آئے اور میرے بازو پکڑ کر مجھ کو ایک سخت پہاڑ پر لائے اور کہا کہ چڑھو میں نے کہا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں انھوں نے کہا کہ ہم اسکو تمہارے لئے آسان بنادیں گے چنانچہ میں چڑھا اور جب پہاڑ کی ہموار سطح پر پہنچا تو بہت کچھ سخت آوازیں سنائی دیں میں نے پوچھا کہ یہ آوازیں کیسی ہیں فرشتہ نے کہا کہ یہ عام دوزخی ہیں پھر مجھ کو آگے چلایا گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ کچھ آدمی اپنی پنڈلیوں کے بل لٹکے ہوئے ہیں اور ان کی۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹

دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے اُس بیٹھے ہوئے کے کلّے کو اُس سے چیر رہا ہے۔ یہانتک کہ گُدّی تک جا پہنچتا ہے پھر دوسرے کلّے کے ساتھ بھی وہی معاملہ کر رہا ہے اور پھر وہ کلّا اُس کا درست ہو جاتا ہے۔ پھر اسکے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہانتک کہ ایک ایسے شخص پر گذر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اُسکے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے۔ اُس سے اسکا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے پتھر لُڑھک کر دُور جا گرتا ہے۔ جب وہ اُس کے اٹھانے کے لئے جاتا ہے تو اب تک لوٹ کر اُس کے پاس نہیں آنے پاتا کہ اس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہانتک کہ ہم ایک غار پر پہنچے جو مثل تنور کے تھا نیچے سے فراخ تھا اور اوپر سے تنگ۔ اس میں آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد و عورت بھرے ہوئے ہیں جسوقت وہ آگ اوپر کو اُٹھتی ہے اسکے ساتھ وہ سب اُٹھ آتے ہیں۔ یہانتک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں پھر جسوقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے۔ آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہانتک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے اُس کے بیچ میں ایک

ھ پھر مجھ کو چلایا گیا تو عورتیں نظر پڑیں کہ ان کی پستانوں کو سانپ نوچ رہے ہیں میں نے پوچھا کہ ان کا کیا قصہ ہے جواب ملا کہ یہ وہ عورتیں ہیں کہ جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں پھر مجھ کو چلایا گیا تو بچوں کو دیکھا کہ دو نہروں کے درمیان کھیل رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں جواب ملا کہ یہ مسلمانوں کے صغیر سن اولاد ہے پھر مجھکو اوپر چڑھایا گیا تو تین آدمی نظر آئے کہ وہ اپنی شراب پی رہے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں فرشتہ نے کہا یہ حضرت جعفر اور حضرت زید اور حضرت ابن رواحہ ہیں (جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے ہیں) پھر مجھکو دوسری طرف اوپر چڑھایا گیا تو تین اشخاص نظر آئے میں نے پوچھا یہ کون ہیں فرشتہ نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور آپ کے منتظر بیٹھے ہیں

حاشیہ مضمون صفحہ ۲۸ باچھیں پھٹی ہوئی ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جواب ملا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ کے افطار کے وقت سے پہلے افطار کیا کرتے تھے پس آپ نے فرمایا بڑے خسارہ میں رہے یہود و نصاریٰ (کہ انھوں نے قبل از وقت افطار کیا، سلیم راوی کہتے ہیں اس لفظ کے متعلق نہیں کہہ سکتا۔ کہ ابو امامہ نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور نقل کیا) یا اپنی طرف سے کہا۔ پھر مجھ کو آگے چلایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ کچھ آدمی نہایت درجہ پھولے ہوئے ہیں اور نہایت بدبودار تھے کہ پاخانہ کی سی بدبو آتی تھی میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں فرشتہ نے کہا یہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرانے والی عورتیں ہیں۔ ھ

شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارہ پر ایک شخص کھڑا ہے اور اُس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں۔ وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کی طرف آتا ہے جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا اُس شخص کے مُنہ میں ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ پھر اپنی پہلی جگہ جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے اسی طرح پتھر مار کر اسکو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہانتک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں پہنچے۔ اس میں ایک لمبا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے آگ جل رہی ہے وہ اس کو دھونک رہا ہے پھر وہ دونوں مجھ کو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عُمدہ بن رہا تھا اس میں لے گئے۔ میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا۔ اُس میں مرد بوڑھے جوان عورتیں اور بچے بہت سے تھے۔ پھر اُس سے باہر لاکر اور اوپر لے گئے۔ وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا اُس میں لے گئے۔ اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے اُن دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اُس کے کلّے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے۔ اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم قرآن دیا۔ رات کو اس سے غافل ہو کر سو رہا اور دن کو اُس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہیگا اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے۔ اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور اُن کے گرداگرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے اور جو آگ دھونک رہا تھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے۔ اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: والوحش والسباع و الانعام وکل ذی روح انہ ہلک میت ۱۲ از کتاب الدر المنثور فی التفسیر بالماثور للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، صفحہ ۱۴۲ جلد ۳ ولا یشبہہ شیٔ لیس لا یماثلہ اما اذا اُرید بالمماثلۃ الاتحاد فی الحقیقۃ فظاہر و اما اذا ارید بہا کون الشیئین بحیث یسد احدہما مسد الآخر ای یصلح کل واحد منہما لما یصلح لہ الآخر فلان شیئا من الموجودات لا یسدہ تعالیٰ فی شیٔ من الاوصاف فان اوصافہ من العلم والقدرۃ وغیر ذلک اجل و اعلیٰ مما فی المخلوقات بحیث لا مناسبۃ بینہما ۱۲ شرح العقائد النسفیۃ المتفتازانی صفحہ ۴۳،

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سب عالم کا خالق اور صانع ہے پس جس طرح اس کی ذات کسی کے ساتھ مشابہ اور کسی کے مانند نہیں ہے جیسا کہ قرآن عزیز میں ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنی کوئی اُس کے مثل نہیں بلکہ سب سے الگ ہے اور برتر اور بہتر اور اعلیٰ ہے اسی طرح اس کے اوصاف بھی کسی کے اوصاف کے ساتھ مشابہ نہیں اور متحد الحقیقت نہیں ہیں ۱۲ عقائد الاسلام

وہ عام مسلمانوں کا ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے۔ اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے کہ یہ تمہارا گھر ہے میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنے گھر میں داخل ہوں۔ بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہو چکتی تو ابھی چلے جاتے۔

فائدہ جاننا چاہیئے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعے سچے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اوّل جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے۔ دوسرے عالم بے عمل کا۔ تیسرے زنا کا۔ چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

عقیدوں کا بیان

عقیدہ[1] تمام عالم پہلے بالکل ناپید تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔ **عقیدہ**[2] اللہ ایک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا نہ اس کی کوئی بی بی ہے۔ کوئی اس کے مقابل کا نہیں۔ **عقیدہ**[3] وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ **عقیدہ**[4] کوئی چیز اس کے مثل نہیں وہ سب سے نرالا ہے۔

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کان اللہ ولم یکن شیءٌ قبلہٗ رواہ البخاری یعنی ازل میں ایک اللہ تھا اور کوئی چیز اس سے پہلے نہ تھی ۱۲ (عقائد الاسلام) [2] ان نبیاً من انبیاء اللہ قال فی مناجاتہ مع ربہ یا رب لم خلقت الخلق بعد ان لم تکن خلقتہم فقال لہ ربہ علی سبیل الرمز کنت کنزاً مخفیاً من الخیرات و الفضائل ولم اکن اعرف فاردت ان اعرف قال العلامۃ ابن الجلدی صاحب اخوان الصفا معناہ ان لم اخلق خفیت صفۃ الفضائل والخیرات التی افضتہا واظہرتہا من عجائب خلقی ومصنوعاتی الحکمات التی کلت الالسن عن البلوغ الی کنہ صفاتہا وحارت عقولہم عن کنہ معرفتہا بحقائقہا ۱۲ (نفحۃ الیمن) ص ۵۷ + [3] عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایزال الناس یتساءلون حتی یقال ہذا خلق اللہ الخلق فمن خلق اللہ فاذا قالوا ذلک فقولوا اللہ احد

ولم یکن لہ کفواً احد الحدیث ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۱۹ وقال اللہ عزوجل فی القرآن العظیم وانہ تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا ۱۲ [3] (قولہ القدیم الخ) ہذا تصریح بما علم التزاما اذ الواجب لایکون الا قدیما ای لا ابتداء لوجودہ ۱۲ (شرح العقائد النسفیۃ للعلامۃ سعد الدین التفتازانی) ص ۲۸ و ۲۹ قولہ اور وہ قدیم ہے۔ یعنی ہمیشہ سے ہے یہ نہیں کہ کبھی پہلے نہ تھا پھر پیدا ہو گیا چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے ہو الاوّل والآخر الآیۃ۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ اوّل حقیقی ہے کہ اس کے لئے ابتدا نہیں اور آخر حقیقی ہے کہ اس کے لئے انتہا نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیگا جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ سورۃ القصص آخر رکوع۔ وقال اللہ عز اسمہ وجل شانہ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۝ سورۃ الرحمٰن پہلا رکوع ستائیسواں پارہ۔ اخرج ابن المنذر عن ابن جریج رضی اللہ عنہ قال لما نزلت کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ قالت الملائکۃ ہلک اہل الارض فلما نزلت کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ قالت الملائکۃ ہلک کل نفس فلما نزلت کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ قالت الملائکۃ ہلک اہل السماء واہل الارض واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کل نفس ذائقۃ الموت قال لما نزلت قیل یا رسول اللہ فما بال الملائکۃ فنزلت کل شیء ہالک الا وجہہ فبین فی ہذہ الآیۃ فناء الملائکۃ والثقلین من الجن والانس وسائر عالم اللہ وبریتہ من الطیر

(بقیہ حاشیہ اس سے پہلے صفحہ میں ملاحظہ ہو)

عقیدہ ۵: وہ زندہ ہے[1] ہر چیز پر اس کو قدرت ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں وہ سب کچھ دیکھتا ہے سنتا ہے۔ کلام فرماتا ہے لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں جو چاہے کرتا ہے کوئی اُس کی روک ٹوک کرنیوالا نہیں۔ وہی پوجنے کے لائق ہے۔ اُس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ بادشاہ ہے سب عیبوں سے پاک ہے۔ اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں۔ گناہوں کا بخشنے والا ہے زبردست ہے۔ بہت دینے والا ہے۔ روزی پہنچانیوالا ہے۔ جس کی روزی چاہے تنگ کردے اور جس کی چاہے زیادہ کردے۔ جس کو چاہے پست کردے جس کو چاہے بلند کردے۔ جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے۔ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ خدمت اور عبادت کی قدر کرنیوالا ہے۔ دعا کا قبول کرنیوالا ہے۔ سمائی والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ وہ سب کا کام بنانیوالا ہے۔ اُسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قیامت میں پھر پیدا کریگا۔ وہی جِلاتا ہے وہی مارتا ہے۔ اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں۔ اُس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا۔ گنہگاروں کی توبہ[2] قبول کرتا ہے۔ جو سزا کے قابل ہیں اُنکو سزا دیتا ہے۔ وہی ہدایت کرتا ہے۔ جہان میں جو کچھ ہوتا ہے اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بے اُس کے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا۔ وہ

[1] (اور حی) یعنی اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور صفت حیات اس کے لئے ثابت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ یعنی زندہ اور ہر چیز کا قائم رکھنے والا ہے کیونکہ مردہ صانع عالم نہیں ہو سکتا ہے (اور قدیر) یعنی اسکو صفت قدرت کی حاصل ہے کہ جس کے سبب مقدورات پر اثر کرتا ہے موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود کر سکتا ہے آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان اور کافر کو ولی اور ولی کو کافر بادشاہ کو فقیر اور فقیر کو ہفت اقلیم کا بادشاہ بنا سکتا ہے۔ غرض کہ کسی چیز سے وہ عاجز نہیں ہے ہر چیز کی اسکو قدرت ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں (شعر) قادرا قدرت تو داری بر کمال ✦ اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ ذُوالْجَلَالْ

[2] قال اللہ تعالیٰ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۃ سورۂ بقرہ پہلا پارہ رکوع ۳۔ وعن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال کل ابن آدم خطائٌ وخیر الخطائین التوابون رواہ الترمذی وابن ماجۃ والحاکم وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لو اخطأتم حتی تبلغ الشمس ثم تبتم کتاب اللہ علیکم رواہ ابن ماجہ باسناد جید ۱۲ (ترغیب ترہیب) صـ۲۰ ج ۴۔ وعن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل یبسط یدہ باللیل لیتوب مسیٔ النہار ویبسط یدہ بالنہار لیتوب مسیٔ اللیل حتی تطلع الشمس من مغربہا رواہ مسلم والنسائی ۱۲ (ترغیب ترہیب) صـ۱۹ ج ۴ وقال اللہ عزوجل فی القرآن المجید وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّئَاتِ الآیۃ ۱۲ (جلالین مع کمالین صـ۱۵۹ ج ۲ سورۃ الشوریٰ ✦

سوتا ہے نہ اونگھتا ہے وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔ وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے۔ اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں۔ اور بری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں۔ نہ اُس میں کوئی عیب ہے۔

عقیدہ ۷۔ اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اُس کی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی۔ عقیدہ ۸۔ مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن و حدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے تو اُن کے معنی اللہ کے حوالہ کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کئے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک اور برحق ہے اور یہی بات بہتر ہے۔ یا اس کے کچھ مناسب معنے لگا لیں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔ عقیدہ ۹۔ عالم میں جو کچھ بھلا بُرا ہوتا ہے سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے تقدیر اُسی کا نام ہے۔ اور بُری چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا۔ عقیدہ ۱۰۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ میاں

---

۵ اللہ تعالیٰ منزہ عن ... لا کما یزعم الکرامیۃ من ان له صفات لکنها حادثۃ (شرح العقائد) [illegible] قال
محی الدین النووی رحمه الله اعلم ان مذهب اهل الحق اثبات القدر ومعناه ان الله تعالیٰ قدر الاشیاء فی القدم وعلم سبحانه وتعالیٰ
انها ستقع فی اوقات معلومة عنده سبحانه وتعالیٰ وعلیٰ صفات مخصوصة فهی تقع علیٰ حسب ما قدرها الله تعالیٰ وانکرت القدریة هذا وزعمت
انه سبحانه وتعالیٰ لم یقدرها ولم یتقدم علمه بها وانها مستانفة العلم ای انما یعلمها سبحانه وتعالیٰ بعد وقوعها وکذبوا علی الله سبحانه
وتعالیٰ عن اقوالهم الباطلة علوا کبیرا وسمیت هذه الفرقة قدریة لانکارهم القدر قال اصحاب المقالات من المتکلمین وقد انقرضت
القدریة القائلون بهذا القول الشنیع الباطل ولم یبق احد من اهل القبلة علیه وصارت القدریة فی الازمان المتاخرة
تعتقد اثبات القدر ولکن یقولون الخیر من الله والشر من غیره تعالی الله عن قولهم علوا کبیرا ۱۲ (تفسیر [illegible]) [illegible] عن
بن منصور عن ربعی بن حراش عن رجل عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن عبد حتی
یؤمن باربع یشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله بعثنی بالحق ویؤمن بالبعث بعد الموت ویؤمن بالقدر [illegible]
(تفسیر معالم التنزیل) [illegible] حاشیه تفسیر خازن [illegible] قال الله عزوجل فی القرآن المجید انا هدیناه السبیل الآیة
بینا له سبیل الحق والباطل والهدی والضلالة وعرفناه طریق الخیر والشر [illegible]

[illegible] وما علیه الا البلاغ [illegible]

قال اللہ تعالیٰ [illegible] سورۃ البقرۃ [illegible] تفسیر بیان القرآن [illegible] سورۃ البقرۃ [illegible] ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ان اللہ تعالیٰ لا ینام ولا ینبغی لہ ان ینام یخفض القسط ویرفعہ [illegible] عمل اللیل قبل عمل النہار [illegible] حجابہ النور [illegible] سبحات وجہہ [illegible] من خلقہ [illegible] (مشکوۃ) [illegible]
۵۲ قال العلامۃ [illegible] من الذین [illegible] فی شرح العقائد [illegible] لا یخرج عن قدرتہ [illegible] باقی [illegible] القدریۃ [illegible] القدرۃ [illegible] وعلی کل شیء [illegible] من ان اللہ تعالیٰ عالم قادر [illegible] الی غیر ذلک معلوم [illegible] علی معنی [illegible] الواجب [illegible]

ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔ عقیدہ ۱۵ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے
کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔ عقیدہ ۱۶ کوئی چیز خدا کے ذمہ ضروری
نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔ عقیدہ ۱۷ بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ
کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔
گنتی ان کی پوری طرح اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اُن کی سچائی بتانے کو اللہ تعالیٰ نے اُن
کے ہاتھوں ایسی نئی نئی اور مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو
معجزہ کہتے ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوئے ان میں بعضے بہت مشہور ہیں
جیسے حضرت نوح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ اسحٰق علیہ السلام۔ اسمٰعیل علیہ السلام۔
یعقوب علیہ السلام۔ یوسف علیہ السلام۔ داؤد علیہ السلام۔ سلیمان علیہ السلام۔ ایوب علیہ السلام
موسیٰ علیہ السلام۔ ہارون علیہ السلام۔ زکریا علیہ السلام۔ یحییٰ علیہ السلام۔ عیسیٰ علیہ السلام۔
الیاس علیہ السلام۔ الیسع علیہ السلام۔ یونس علیہ السلام۔ لوط علیہ السلام۔ ادریس علیہ السلام
ذوالکفل علیہ السلام۔ صالح علیہ السلام۔ ہود علیہ السلام۔ شعیب علیہ السلام۔
عقیدہ ۱۸ سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائی اس لئے یوں عقیدہ
رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم اُن سب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم
کو معلوم ہیں اُن پر بھی اور جو نہیں معلوم اُن پر بھی۔ عقیدہ ۱۹ پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ

صفحہ ۲۱۱ پارہ ۲۷ ۳ وکہ قال اللہ عزوجل وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ والمعنی واوحینا الی رسل قد قصصناہم علیک من قبل یعنی سمیناہم فی القرآن وعرفناک اخبارہم والی من بعثوا والیہ وما لقوا منہم ورسلا لم نقصصہم علیک ای لم نسمہم لک ولم نعرفک اخبارہم ۱۲ (تفسیر الخازن) صفحہ ۵۱۹ وفی تفسیر القاضی روی ان النبی علیہ السلام سئل عن عدد الانبیاء فقال مائۃ الف واربعۃ وعشرون الفا وقیل کم الرسل منہم قال ثلثمائۃ وثلثۃ عشر جما غفیرا ۱۲ منہ وفی روایۃ عن ابی امامۃ قال ابوذر قلت یا رسول اللہ کم وفاء عدۃ الانبیاء قال مائۃ الف واربعۃ وعشرون الفا الرسل من ذلک ثلثمائۃ وخمسۃ عشر جما غفیرا ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) صفحہ ۵۱۱ ۳ واجمعت الامۃ علی ان الانبیاء بعضہم افضل من بعض وان نبینا محمدا صلے اللہ علیہ وسلم افضلہم بعموم رسالتہ وہو قولہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وقال اللہ تعالیٰ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ یعنی محمدا صلے اللہ علیہ وسلم رفع اللہ منصبہ ومرتبتہ علی کافۃ سائر الانبیاء بما فضلہ علیہم من الآیات البینات والمعجزات الباہرات

(بقیہ حاشیہ صفحہ بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)
وللعباد افعال اختیاریۃ یثابون بہا ان کانت طاعۃ ویعاقبون علیہا ان کانت معصیۃ لا کما زعمت الجبریۃ انہ لا فعل للعبد اصلا ۱۲ (شرح العقائد النسفیۃ) صفحہ ۶۴ واللہ تعالیٰ خالق لافعال العباد من الکفر والایمان والطاعۃ کقولہ تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون ای عملکم علی ان ما مصدریۃ لئلا یحتاج الی حذف الضمیر ۱۲ (شرح عقائد) صفحہ

حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا
۱ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ای الا طاقتہا ۱۲ (تفسیر جلالین شریف) صفحہ ۴۶
۲ وما ہو الاصلح للعبد فلیس ذلک بواجب علی اللہ تعالیٰ والا لما خلق الکافر الفقیر المعذب فی الدنیا والاخرۃ ۱۲ (شرح العقائد) صفحہ ۸۵ وقال اللہ عزوجل فی القرآن وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۱۲ (تفسیر جلالین شریف) صفحہ ۳۵ وقال اللہ تعالیٰ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۱۲ (تفسیر جلالین شریف)

(بقیہ حاشیہ بصفحہ آئندہ ملاحظہ ہو)

بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہونگے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔ **عقیدہ ۱۵** ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس میں اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکہ میں پہنچا دیا۔ اس کو معراج کہتے ہیں۔

عقیدہ ۱۶ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کرکے اُن کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے اُن کو فرشتہ کہتے ہیں۔ بہت سے کام اُن کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے جس کام میں لگا دیا ہے اس میں لگے ہیں اُن میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے۔ وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی۔ اُن کو جن کہتے ہیں۔ ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں اُن کے اولاد بھی ہوتی ہے۔ اُن سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔ **عقیدہ ۱۷** مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب کی ہر طرح خوب تابعداری

ملہ قال اللہ عزوجل فی القرآن المجید ان اولیاؤہ الا المتقون الآیۃ ۱۲ (سورۃ الانفال) رکوع ۴۔ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ الحدیث رواہ البخاری ۱۲ (مشکوٰۃ) ص ۱۹۷ فتظہر الکرامۃ علی طریق نقض العادۃ للولی من قطع المسافۃ البعیدۃ فی المدۃ القلیلۃ کاتیان صاحب سلیمان علیہ السلام وہو آصف بن برخیا علی الاشہر بعرش بلقیس قبل ارتداد الطرف مع بعد المسافۃ وظہور الطعام والشراب واللباس عند الحاجۃ کما فی حق مریم فانہ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ والمشی علی الماء کما نقل عن کثیر من الاولیاء والطیران فی الہواء کما نقل عن جعفر بن ابی طالب ولقمان السرخسی وغیرہما فہذہ کلہا من کرامات الاولیاء وقال المصنف رحمہ اللہ وکرامات الاولیاء حق والولی ہو العارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات ۱۲ (شرح العقائد للتفتازانی) ص ۱۴۲ و ۱۴۳

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فما اوتی نبی من الانبیاء آیۃ او معجزۃ الا اوتی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثل ذلک وفضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی غیرہ من الانبیاء بآیات ومعجزات اخر مثل انشقاق القمر باشارتہ وحنین الجذع الذی حن عند مفارقتہ وتسلیم الحجر والشجر علیہ وکلام البہائم لہ شاہدۃ برسالتہ ونبع الماء من بین اصابعہ وغیر ذلک من الآیات والمعجزات التی لاتحصی کثرۃ ۱۲ (تفسیر الخازن) ص ۲۲۳، ۲۲۴

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

ملہ لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الدرجات العالیۃ والرتب الرفیعۃ لیلۃ المعراج اوحی اللہ عز وجل الیہ یا محمد بم شرفتک قال رب حیث نسبتنی الی نفسک بالعبودیۃ فانزل اللہ سبحانہ وتعالیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الآیۃ ۱۲ (تفسیر الخازن) ص ۱۰۲ ج ۴

ملہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خلقت الملائکۃ من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم رواہ مسلم ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۵۰۰ ج ۲

کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں۔ اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہو سکتیں۔ ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔

عقیدہ ۱۸: ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جاوے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ ۱۹: خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جاوے مگر جب تک ہوش حواس باقی ہوں شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی۔ جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کے لئے درست نہیں ہو جاتیں۔

عقیدہ ۲۰: جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دیوے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندا ہے اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہئے۔

عقیدہ ۲۱: ولی لوگوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں اس کو کشف اور الہام کہتے ہیں اگر وہ شرع کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے۔

عقیدہ ۲۲: اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتا دیں۔ اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

عقیدہ ۲۳: اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی

م فاذا رأى الولى رؤيا او رؤيت له كانت تلك الرؤيا بشرى من الله عزوجل لهذا الولى ۱۲ (تفسير الخازن ج ۳ ص ۱۶۲)

(فائدہ) اللہ تعالیٰ ملائکہ یا انبیاء علیہم السلام کو وحی یا الہام سے بعض غیب کی چیزیں بتلا دیتا ہے سو یہ یقینی ہوتی ہیں اور اولیاء اللہ کو بھی بعض مغیبات پر کشف یا الہام سے مطلع کر دیتا ہے لیکن یہ بطور ظن کے ہوتا ہے کیونکہ اولیاء اللہ کے کشف یا الہام میں کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے اور یہ سب غیب کے جاننے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہوتے ہیں جب چاہتا ہے کسی کو ان میں سے کسی چیز کی خبر دیتا ہے تب وہ اسی قدر جانتے ہیں ۱۲ (عقائد الاسلام ص ۱۵۲)

ف عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق عليه وعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة رواه مسلم ۱۲ (مشكوٰة شريف ص ۲۷)

ف قال اللہ عزوجل فى القرآن نزّل عليك الكتٰب يعنى القرآن بالحق اى بالصدق والعدل وانزل التورٰة والانجيل من قبل هدًى للناس يعنى انزل التورٰة والانجيل قبل القرآن كانا هدى للناس وقال السدى فى الآية تقديم وتاخير تقديره وانزل التورٰة والانجيل والفرقان هدًى للناس الآية ۱۲ (تفسير الخازن) عقیدہ ۲۴ وقال اللہ تعالیٰ انا نحن نزّلنا الذكر وانّا له لحٰفظون (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ف العصمة لازمة فی الانبياء وفضل عليهم لان نبينا عليه الصلوٰة والسلام افضلهم ۱۲ (الشامی ج ۱ ص ۳۴۲) ومذهب الاشاعرة ان الانبياء معصومون عن الكبائر مطلقا عمدا وسهوا وعن الصغائر عمدا ۱۲ شرح المواقف ۱۲ وحاشية شرح العقائد ص ۱۰۱

ف عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به رواه فی شرح السنة وقال النووی فی اربعينه هذا حديث صحيح (قوله لا يؤمن احدكم الحديث) محمول على نفی كمال الايمان ويجوز ان يحمل على نفی اصل الايمان اذ يكون تابعا لما جئت به من الشرع لا عن الاكراه وخوف السيف كالمنافقين ۱۲ (مشكوٰة المصابيح مع حاشيته ص ۳۰)

ف اختلفوا فی هذه البشرى فروى عن عبادة بن الصامت قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قوله تعالى لهم البشرى فی الحيوٰة الدنيا قال هی الرؤيا الصالحة يراها المؤمن او ترى له اخرجه الترمذی وقال حديث حسن + ومن العلوم ان معرفة الله فی القلب (التنبيه الانيق والحصة ...)

کتابیں آسمان سے جبرئیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اُتاریں تاکہ وہ اپنی اپنی اُمتوں کو دین کی باتیں سنائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور قرآن مجید آخری کتاب ہے۔ اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آویگی قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہیگا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

عقیدہ ۲۴ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جن جن مسلمانوں نے دیکھا ہے ان کو صحابی کہتے ہیں۔[1] ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں۔ ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہئے۔ اگر ان کے آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آوے تو اس کو بھول چوک سمجھے ان کی کوئی برائی نہ کرے۔ ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پیغمبر صاحب کے بعد ان کی جگہ بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا اسلئے یہ اول خلیفہ کہلاتے ہیں تمام اُمت میں یہ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ دوسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تیسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ ۲۵ صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے برابر مرتبے میں نہیں پہنچ سکتا **عقیدہ ۲۶** پیغمبر صاحب کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم

وقال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ متفق علیہ ۱۲ وقال الطیبی الصحابی المعروف عند المحدثین وبعض اصحاب الاصول کل من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو مسلم والصحابة کلہم عدول مطلقا لظواہر الکتاب والسنة واجماع من یعتد بہ وفی شرح السنة قال ابو منصور البغدادی اصحابنا مجمعون علی ان افضلہم الخلفاء الاربعة علی الترتیب المذکور ثم تمام العشرة ثم اہل بدر ثم احد ثم بیعة الرضوان وممن لہ مزیة من اہل العقبتین من الانصار وکذلک السابقون الاولون ۱۲ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۵۳ ج ۲) ۳؎ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی رواہ الترمذی وعن ابی ذر انہ قال وہو آخذ بباب الکعبة سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان مثل اہل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک رواہ احمد ۱۲ (مشکوۃ شریف باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) الضمیر فی لہ یرجع الی الذکر یعنی وانا للذکر الذی انزلناہ علی محمد لحافظون یعنی من الزیادة فیہ والنقص منہ والتغییر والتبدیل والتحریف فالقرآن العظیم محفوظ من ہذہ الاشیاء کلہا لا یقدر احد من جمیع الخلق من الجن والانس ان یزید فیہ او ینقص منہ حرفا واحدا او کلمة واحدة وہذا مختص بالقرآن العظیم بخلاف سائر الکتب المنزلة فانہ قد دخل علی بعضہا التحریف والتبدیل والزیادة والنقصان ولما تولی اللہ عزوجل حفظ ہذا الکتاب بقی مصونا علی الابد محروسا من الزیادة والنقصان ۱۲ (تفسیر خازن صفحہ ۔۔ ج ۳)

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) لہ و ۲؎ عن عبد اللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی ۱۲ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۵۳ ج ۲) عن ابی سعید الخدری ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

کے لائق ہیں۔ اور اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

عقیدہ ۲۷۔ ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے اللہ و رسول کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اُس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اُڑانا اِن سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ ۲۸۔ قرآن اور حدیث کے کھُلے کھُلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔

عقیدہ ۲۹۔ گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے **عقیدہ** ۳۰۔ گناہ چاہے جتنا بڑا ہو جب تک اُس کو بُرا سمجھتا ہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ ۳۱۔ اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے **عقیدہ** ۳۲۔ کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر ہے **عقیدہ** ۳۳۔ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعضی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔

کان کفرا لکونہ علامۃ للتکذیب وہہنا یحل ان یقال ان الایمان اذا کان عبارۃ عن التصدیق والاقرار ینبغی ان لا یصیر المؤمن المقر المصدق کافرا بشیء من افعال الکفر والفاظہ ما لم یتحقق منہ التکذیب او الشک ۱۲ (شرح العقائد) ۵۰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار وفی روایۃ من قال فی القرآن برأیہ اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن ۱۲ (تفسیر الخازن) ج ۱ ۵۳ ویجوز العفو عن الکبیرۃ ہذا مذکور فیما سبق الا انہ اعادہ لیعلم ان ترک المؤاخذۃ علی الذنب یطلق علیہ لفظ العفو کما یطلق علیہ لفظ المغفرۃ ولیتعلق بقولہ اذا لم تکن عن استحلال والاستحلال کفر لما فیہ من التکذیب المنافی للتصدیق ای استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ اذا ثبت کونہا معصیۃ بالدلیل القطعی ۱۲ (شرح العقائد) ۵۴ کو حاشیہ نمبر (۱) صفحہ ۳ باب ہذا میں دیکھو ۱۲ ۵۵ والیأس من اللہ تعالیٰ کفر لانہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون والامن من اللہ تعالیٰ کفر اذ لا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون ۱۲ (شرح العقائد) ۱۲۱ ۵۶ عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من تطیر او تطیر لہ او تکہن او تکہن لہ او سحر او سحر لہ ومن اتی کاہنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البزار باسناد جید ۱۲ (ترغیب ترہیب) ج ۴ ۲۶ ۵۷ اخرج ابن مردویہ عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبۃ حمراء اذ جاء رجل علی فرس فقال من انت قال ہذا رسول اللہ قال متی الساعۃ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل السماء فاذا ذہبت النجوم ذہب اہل السماء واہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہل بیتی ذہب اہل الارض ۱۲ (مرقاۃ) (ومشکوٰۃ شریف مع حاشیہ) ۵۶۳ وعن علی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر نسائہا (ای خیر نساء الدنیا) مریم بنت عمران وخیر نسائہا خدیجۃ بنت خویلد متفق علیہ ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ۵۷۳ وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد وآسیۃ امرأۃ فرعون رواہ الترمذی ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ۵۷۳ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام متفق علیہ ۱۲ (مشکوٰۃ) ۵۷۳

حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا

۱ والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان لبقاء التصدیق الذی ہو حقیقۃ الایمان خلافا للمعتزلۃ حیث زعموا ان مرتکب الکبیرۃ لیس بمؤمن ولا کافر ۱۲ (شرح العقائد) ۱۱۹ والاستحلال

ما قال غیبہ وعلم الغیب لا اللہ ولا فی بطن فرس قال غیبہ ما یعلم الغیب الا اللہ فی خمس قال غیب لا یعلم الغیب الا اللہ ۱۲ کتاب المنثور فی التفسیر بالماثور ج ۱۶۹

عقیدہ ۳۴ کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت جھوٹوں پر لعنت۔ مگر جن کا نام لیکر اللہ و رسول نے لعنت کی ہے یا اُن کے کافر ہونے کی خبر دی ہے اُن کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں۔ عقیدہ ۳۵ جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو اُس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ آکر پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں۔ اگر مردہ ایماندار ہوا تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اُس کے لئے سب طرح کی چین ہے جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے میں پڑ کر سو رہتا ہے۔ اور اگر مردہ ایماندار نہ ہوا تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ پھر اس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے۔ اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے مگر یہ سب باتیں مُردہ کو معلوم ہوتی ہیں ہم لوگ نہیں دیکھتے جیسے سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اس کے پاس بیخبر بیٹھا رہتا ہے۔ عقیدہ ۳۶ مرنے کے بعد ہر دن صبح اور شام کے وقت مُردے کا جو ٹھکانا ہے دکھلا دیا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبری دیتے ہیں۔

محمد رسولہ فیقال لہ انظر الی مقعدک من النار ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیراہما جمیعا واما الکافر او المنافق فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیہ فیقال لا دریت ولا تلیت ثم یضرب بمطرقۃ من حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحۃ یسمعہا من یلیہ الا الثقلین رواہ البخاری و اللفظ لہ ومسلم ۱۲ (ترغیب ترہیب) صفحہ ۱۲۰ ج ۴

۵۲ وسؤال منکر و نکیر الخ والسوال فی القبر لا یختص بہذہ الامۃ بل بہا و لسائر الامم الماضیۃ وہذا قول العلماء و المتقدمین الخ وعذاب القبر للکافرین (قولہ للکافرین) الخ فعذاب الکافر یدوم فی القبر الی یوم القیامۃ انتہی قولہ (قولہ و بعض عصاۃ المؤمنین) خص البعض لان منہم من لا یرید اللہ تعالیٰ تعذیبہ فلا یعذب، وتنعیم اہل الطاعۃ فی القبر بما یعلمہ اللہ تعالیٰ و یریدہ وہذا اولیٰ مما وقع فی عامۃ الکتب من الاقتصار ۱۲ (شرح العقائد النسفیۃ) صفحہ ۷۶

۵۴ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اہل الجنۃ فمن اہل الجنۃ وان کان من اہل النار فمن اہل النار فیقال ہذا مقعدک حتی یبعثک اللہ یوم القیامۃ رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابو داؤد ۱۲ (ترغیب ترہیب) صفحہ ۱۱۹ ج ۴

---

۵۱ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) صفحہ ۴۱۳
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ ۱۲
وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) صفحہ ۴۱۱
وفی الشامی وہی لا تکون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موتہ علی الکفر بدلیل وان کان فاسقا متہورا کیزید علی المعتمد بخلاف نحو ابلیس و ابی لہب و ابی جہل فیجوز و بخلاف غیر المعین کالظالمین والکاذبین فیجوز ۱۲ (شامی مصری) صفحہ ۵۹۹ ج ۲
۵۲ عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان لہ ما کنت تقول فی ہذا النبی محمد فاما المؤمن فیقول اشہد انہ عبد اللہ و

اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر اور حسرت بڑھاتے ہیں۔ عقیدہ [۳۳] مرد ے کے لئے دعا کرنی سے کچھ خیر خیرات دیکر بخشنے سے اُس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اُس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ عقیدہ [۳۴] اللہ و رسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونیوالی ہیں۔ امام مہدی علیہ السّلام ظاہر ہونگے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجّال نکلیگا اور دنیا میں بہت فساد مچاویگا۔ اُس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان پر سے اُترینگے اور اُس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں۔ وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا اودھم مچاوینگے پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہونگے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلیگا۔ اور آدمیوں سے باتیں کریگا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلیگا۔ قرآن مجید اُٹھ جائیگا۔ اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مر جائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائیگی اور اس کے سوائے اور بہت سی باتیں ہونگی۔ عقیدہ [۳۵] جب ساری نشانیاں پوری ہوجائینگی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ السّلام خدا کے حکم سے صُور پھونکیں گے۔ یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے۔ اس صور کے پھونکنے پر تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوینگے۔ تمام مخلوقات مرجاویگی اور جو مر چکے ہیں اُن کی روحیں بے ہوش ہوجاویگی مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ ایک مدت اسی کیفیت پر گذر جاویگی۔

۵۰ قال اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قالوا نذکر الساعة قال انہا لن تقوم حتی تروا قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ بن مریم ویاجوج وماجوج وثلثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرة العرب وآخر ذلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرہم الحدیث رواہ مسلم ۱۲ (مشکوٰة المصابیح [۴۷۲] ج ۲) وقال الامام الترمذی فی جامعہ حدثنا قتیبة نا اللیث عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد ہذا حدیث حسن صحیح ۱۲ (ترمذی شریف [۴۶/۲۲]) ؛
۵۳ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان اعرابیا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصور فقال قرن ینفخ فیہ ۱۲ (کتاب الدر المنثور فی التفسیر بالماثور [۳۳۰] ج ۵) واخرج سعید بن منصور وابن مردویہ والبیہقی فی البعث عن ابی سعید الخدری مم

۴۹ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اہل القبور من دعاء اہل الارض امثال الجبال وان ہدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لہم رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ (مشکوٰة شریف [۲۰۶] ج ۲)
۵۲ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منا اہل البیت یصلحہ اللہ فی لیلة وعن سعید بن المسیب قال کنا عند ام سلمة فتذاکرنا المہدی فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمة ۱۲ (سنن ابن ماجہ [۳۰۱]) وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منی اجلی الجبہة اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملک سبع سنین رواہ ابوداؤد ۱۲ (مشکوٰة المصابیح [۴۷۰] ج ۲ باب العلامات بین یدی الساعة وذکر الدجال) عن حذیفة بن اسید الغفاری

مم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ وہو صاحب الصور یعنی اسرافیل ۱۲ بحوالہ مشکوٰة بالا [۳۳۰] ج ۵۔

عقیدہ ۴۸ ۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہوجاوے تو دوسری بار پھر صُور پھونکا جائیگا۔ اُس سے پھر سارا عالَم پیدا ہوجاویگا۔ مُردے زندہ ہوجاوینگے اور قیامت کے میدان میں سب اکھٹے ہونگے۔ اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جاویں گے۔ آخر ہمارے پیغمبر صاحب سفارش کرینگے۔ ترازو کھڑی کی جاویگی۔ بھلے بُرے عمل تولے جاوینگے۔ اُن کا حساب ہوگا۔ بعضے بے حساب جنّت میں جاویں گے۔ نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔ جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پلصراط پر چلنا ہوگا۔ جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہوکر بہشت میں جا پہنچ جائیں گے اور جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ ۴۹ ۔ دوزخ پیدا ہو چکی ہے۔ اُس میں سانپ اور بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہونگے خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں۔ اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور اُنکو موت بھی نہ آئیگی۔

عقیدہ ۵۰ ۔ بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اُس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں

م فیقول الناس بعضہم لبعض علیکم بادم فیاتون ادم فیقولون انت ابو البشر خلقک اللہ بیدہ ونفخ فیک من روحہ وامر الملائکۃ فسجدوا لک اشفع لنا الی ربک (الی ان قال) فانطلق فاتی تحت العرش فاخر ساجدا لربی ثم یفتح اللہ علی من محامدہ وحسن الثناء علیہ شیئا لم یفتحہ علی احد قبلی ثم یقال یا محمد ارفع راسک سل تعطہ واشفع تشفع فارفع راسی فاقول یا رب امتی یا رب امتی فیقول یا محمد ادخل من امتک من لا حساب علیہ من الباب الایمن من ابواب الجنۃ وہم شرکاء الناس فیما سوی ذلک من الابواب ثم قال والذی نفسی بیدہ ان ما بین المصراعین من مصاریع الجنۃ کما بین مکۃ وبصری ہذا حدیث حسن صحیح ۱۲ (ترمذی شریف ص ۶۶ ج ۲) ۵۱ عن عبد اللہ بن الحرث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی النار حیات کامثال اعناق البخت تلسع احداہن اللسعۃ فیجد حرہا اربعین خریفا وان فی النار عقارب کامثال البغال الموکفۃ تلسع احداہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین سنۃ رواہ احمد والطبرانی والحاکم وقال الحاکم صحیح الاسناد ۱۲ (ترغیب ترہیب ص ۱۶۶ ج ۴) ۵۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قلنا یا رسول اللہ حدثنا عن الجنۃ ما بناؤہا قال لبنۃ ذہب ولبنۃ فضۃ وملاطہا المسک وحصباؤہا اللؤلؤ والیاقوت وترابہا الزعفران من یدخلہا ینعم ولا یبأس ویخلد لا یموت لا تبلی ثیابہم

۵۰ واخرج ابو الشیخ عن عکرمۃ فی قولہ تعالیٰ ونفخ فی الصور قال الصور مع اسرافیل علیہ السلام وفیہ ارواح کل شیء یکون فیہ ثم ینفخ فیہ نفخۃ الصعقۃ فاذا نفخ فیہ نفخۃ البعث قال اللہ تعالیٰ بعزتی لیرجعن کل روح الی جسدہ قال ودارۃ منہا اعظم من سبع سموات ومن الارض فلق الصور علی اسرافیل وہو شاخص ببصرہ الی العرش حتی یومر بالنفخۃ فینفخ فی الصور ۱۲ (تفسیر الدر المنثور ص ۳۳۹ ج ۵) قال اللہ تعالیٰ فاذا ہم قیام ینظرون فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون الآیۃ۔ وقال الامام الترمذی فی جامعہ حدثنا سوید بن نصر نا عبد اللہ بن المبارک نا ابو حیان التیمی عن ابی زرعۃ بن عمرو عن ابی ہریرۃ قال اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلحم فرفع الیہ الذراع فاکلہ وکانت تعجبہ فنہس منہ نہسۃ ثم قال انا سید الناس یوم القیمۃ ہل تدرون لم ذاک یجمع اللہ الناس الاولین والآخرین فی صعید واحد فیسمعہم الداعی وینفذہم البصر وتدنو الشمس منہم فیبلغ الناس من الغم والکرب ما لا یطیقون ولا یحتملون فیقول الناس بعضہم لبعض الا ترون ما قد بلغکم الا تنظرون من یشفع لکم الی ربکم

م ثیابہ ولا یفنی شبابہ الحدیث رواہ احمد واللفظ لہ والترمذی والبزار والطبرانی فی الاوسط ۱۲ (ترغیب ترہیب ص ۱۸۱ ج ۴ بقیہ کا قیہ بر صفحہ آئندہ)

بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ اس سے نکلینگے اور نہ وہاں مرینگے۔ **عقیدہ** [۲۲]۔ اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کردے اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔ **عقیدہ** [۲۳]۔ شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا۔ اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہیگا اپنی مہربانی سے معاف کردیویگا۔ **عقیدہ** [۲۴]۔ جن لوگوں کا نام لیکر اللہ اور رسول نے ان کا بہشتی ہونا بتلادیا ہے ان کے سوا کسی اور کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے۔ البتہ اچھی نشانیاں دیکھکر اچھا گمان رکھنا اور اس کی رحمت سے امید رکھنا ضروری ہے۔ **عقیدہ** [۲۵]۔ بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا۔ اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہونگی۔ **عقیدہ** [۲۶]۔ دنیا میں جاگتے ہوئے اللہ کو ان آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ **عقیدہ** [۲۷]۔ عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کو اچھا برا بدلہ ملتا ہے۔ **عقیدہ** [۲۸]۔ آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔ البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان

ٹ والله تعالیٰ لا یغفر ان یشرک به باجماع المسلمین ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء من الصغائر والکبائر مع التوبة او بدونها خلافا للمعتزلة ۱۲ (شرح عقائد) صفحہ ۹۶ ٹ روی احمد عن شیخ من اهل البصرة لم یسمه عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم یرویه عن ربه عز وجل ما من عبد مسلم یموت فیشهد له ثلاثة ابیات من جیرانه الادنین بخیر الا قال الله عز وجل قد قبلت شهادة عبادی علی ما علموا وغفرت له ما اعلم وقال النبی صلی الله علیه وسلم ایما مسلم شهد له اربعة نفر بخیر ادخله الله الجنة قال فقلنا وثلاثة فقال وثلاثة فقلنا واثنان قال واثنان ثم لم نسأله عن الواحد رواه البخاری ۱۲ (ترغیب ترہیب) صفحہ ۱۱ ٹ عن صهیب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل اهل الجنة الجنة یقول الله عز وجل تریدون شیئا ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوهنا الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فیکشف الحجاب فما اعطوا شیئا احب الیهم من النظر الی ربهم ثم تلا هذه الآیة للذین احسنوا الحسنی وزیادة رواه مسلم والترمذی والنسائی ۱۲ (ترغیب ترہیب) صفحہ ۲۲۳ ج ۴ ٹ عن عبد الله بن شقیق قال قلت لابی ذر لو ادرکت النبی صلی الله علیه وسلم سألته فقال عما کنت تسأله قلت اسأله هل رأی محمد ربه فقال قد سألته فقال نور انّی اراه هذا حدیث حسن ۱۲ (ترمذی شریف) صفحہ ۱۶۱ ج ۲ وقال قوم ان الآیة مخصوصة بالدنیا قال ابن عباس رضی الله عنهما فی معنی الآیة لا تدرکه الابصار فی الدنیا وهو یری فی الآخرة ۱۲ (تفسیر الخازن) صفحہ ۱۳ ج ۲ ٹ فوالذی لا اله غیره ان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنة حتی ما یکون بینه وبینها الا ذراع ثم یسبق علیه الکتاب فیختم له بعمل اهل النار فیدخلها الحدیث هذه قطعة من حدیث ابن مسعود رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ۱۲ (ترمذی شریف) صفحہ ۳۶ ج ۲ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ میں ملاحظہ ہو)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) والجنة حق والنار حق لان الآیات والاحادیث الواردة فی اثباتهما اشهر من ان تخفی واکثر من ان تحصی الی ان قال وهما ای الجنة والنار مخلوقتان الآن موجودتان تکریر وتاکید وزعم اکثر المعتزلة انهما انما تخلقان یوم الجزاء ولنا قصة آدم وحواء واسکانهما الجنة والآیات الظاهرة فی اعدادهما مثل اعدت للمتقین واعدت للکافرین ۱۲ (شرح العقائد للتفتازانی) صفحہ ۱۰۵

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) ٹ وکان آخرون یرون انهم لا یؤجرون علی الذنب الیسیر الکذبة والنظرة والغیبة واشباه ذلک ویقولون انما وعد الله النار علی الکبائر فانزل الله تعالیٰ فَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّةٍ خَیرًا یَرَهُ وَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَرَهُ ۱۲ (لباب النقول فی اسباب النزول للسیوطی) علی حاشیة الجلالین طبع مصر صفحہ ۱۳۴ ج ۲ وفی شرح العقائد للتفتازانی ویجوز العقاب علی الصغیرة سواء اجتنب مرتکبها الکبیرة ام لا والعفو عن الکبیرة هذا مذکور فیما سبق الا انه اعاده لیعلم ان ترک المؤاخذة علی الذنب یطلق علیه لفظ العفو کما یطلق علیه لفظ المغفرة ۱۲ (شرح عقائد) صفحہ ۱۰۹

فصل

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعضے بُرے عقیدے اور بُری رسمیں اور بعضے بڑے بڑے گناہ جو اکثر ہوتے رہتے ہیں جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے۔ بیان کردئے جائیں تاکہ لوگ اُن سے بچتے رہیں اُن میں بعضے بالکل کفر اور شرک ہیں بعضے قریب کفر اور شرک کے اور بعضے بدعت اور گمراہی اور بعضے فقط گناہ غرضکہ سب سے بچنا ضروری ہے پھر جب اِن چیزوں کا بیان ہو چکیگا تو اس کے بعد گناہوں سے جو دُنیا کا نقصان اور طاعت سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے کچھ تھوڑا سا اس کو بیان کریں گے۔ کیونکہ دنیا کے نفع نقصان کا لوگ زیادہ خیال کرتے ہیں۔ شاید اسی خیال سے کچھ نیک کام کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو۔

کفر اور شرک کی باتوں کا بیان

کفر کو پسند کرنا۔ کفر کی باتوں کو اچھا جاننا۔ کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا۔ کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو فلانی بات حاصل ہو جاتی۔ اولاد وغیرہ کسی کے مرجانے پر رنج میں اس قسم کی باتیں کہنا۔ خدا کو بس اسی کا مارنا تھا۔ دُنیا بھر میں مارنے کے لئے بس یہی تھا۔ خدا کو ایسا نہ چاہیئے تھا۔ ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا جیسا

۲ فی کتاب التحبیر فی کلمات الکفران رضی بکفر غیرہ لیعذب علی الخلود لا یکفر وان رضی بکفرہ لیقول فی اللہ مالا یلیق بصفاتہ یکفر وعلیہ الفتویٰ کذا فی التتارخانیۃ ومن قال لا ادری صفۃ الاسلام فہو کافر ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۸۹ ج۲ ۵ مسلم رأی نصرانیۃ سمینۃ فتمنی ان ہو نصرانیا حتی یتزوجہا یکفر کذا فی المحیط ولو تمنی ان لم یحرم اللہ الظلم والزنا وقتل النفس بغیر الحق لقد کفر لان ہذہ الاشیاء لم تکن حلالا فی وقت ما ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۹۶ ج۲ ۵ رجل قال لامرأتہ فی الغضب آن ۔ دیسی کہ تراز ادوآں بغا کہ ترا کشت وآں خدائے کہ ترا آفرید قال بعضہم یکون کفراً وسئل ابو نصر الدبوسی رحمہ اللہ عن ہذا فتأمل فی ذلک ولم یجب قال رضی اللہ عنہ الظاہر انہ یکون کفراً کذا فی فتاوی قاضیخان ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۱۰۸ ج۲ قال ابو حفص رحمہ اللہ تعالیٰ من نسب اللہ تعالیٰ الی الجور فقد کفر کذا فی الفصول العمادیۃ ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۸۸ ج۲ ۲ ہ یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص تعلق ہے خواہ اس وجہ سے کہ موجب کفر و شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ رسوم واوضاع کفار و مشرکین ہے یا اس وجہ سے کہ موہم شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ مفضی الی الشرک ہیں اس کی مفصل بحث تحقیقات مفیدہ میں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (قولہ تحتم لہ) فی الحدیث تنبیہ علی ان السالک ینبغی ان لا یغتر باعمالہ الحسنۃ ویجتنب العجب والتکبر والاخلاق و یکون بین الخوف والرجاء ومسلما بالرضاء تحت حکم القضاء وکذا اذا صدرت منہ الاعمال السیئۃ فلا ییأس من روح اللہ تعالیٰ ۱۲ (مرقاۃ شرح المشکوٰۃ)

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لو لم تذنبوا لذہب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لہم رواہ مسلم وعن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبسط یدہ باللیل لیتوب مسیء النہار ویبسط یدہ بالنہار لیتوب مسیء اللیل حتی تطلع الشمس من مغربہا رواہ مسلم وعن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص۲۰۳

حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا

لہ ومن اعتقد ان الایمان والکفر واحد فہو کافر ومن لا یرضی بالایمان فہو کافر کذا فی الذخیرۃ ومن یرضی بکفر نفسہ لقد کفر ومن یرضی بکفر غیرہ فقد اختلف المشائخ م

تو نے کیا۔ خدا اور رسول کے کسی حکم کو بُرا سمجھنا اُس میں عیب نکالنا۔ کسی نبی یا فرشتے کی حقارت کرنا۔ اُن کو عیب لگانا۔ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے۔ نجومی پنڈت یا جس پر جن چڑھا ہو اُس سے غیب کی خبریں پوچھنا یا فال کھلوانا پھر اُس کو سچ جاننا۔ کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھکر اُس کو یقینی سمجھنا۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا۔ کسی سے مُرادیں مانگنا۔ روزی اولاد مانگنا۔ کسی کے نام کا روزہ رکھنا۔ کسی کو سجدہ کرنا۔ کسی کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھانا۔ کسی کے نام کی منت ماننا۔ کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا۔ خدا کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسری بات یا رسم کو مقدم رکھنا کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا۔ توپ پر بکرا چڑھانا۔ کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا جن بھوت پریت وغیرہ کے چھوڑ دینے کے لئے اُن کی بھینٹ دینا بکرا وغیرہ ذبح کرنا بچے کے جینے کے لئے اُس کے نال کا پوجنا۔ کسی کی دُہائی دینا۔ کسی جگہ کا کعبہ کے برابر ادب و تعظیم کرنا۔ کسی کے نام پر بچہ کے کان ناک چھیدنا۔ بالی اور بلاق پہنانا۔ کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا گلے میں گلاوہ باندھنا سہرا باندھنا۔ چوٹی رکھنا

م ۵ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی کاہنا فصدقہ بما یقول او اتی امرأۃ حائضا او اتی امرأتہ فی دبرہا فقد برئ مما انزل علی محمد رواہ احمد وابوداؤد ۱۲ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۳۹۲) وعن حفصۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا فسألہ عن شئ لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ رواہ مسلم (قولہ عرافا) بتشدید الراء وھو مبالغۃ العارف قال الجوہری ہو الکاہن والطبیب وفی المغرب ہو المنجم وہو المراد فی الحدیث ذکرہ بعض الشراح وقال النووی العراف من جملۃ انواع الکہان وقال الخطابی وغیرہ العراف ہو الذی یتعاطی معرفۃ مکان المسروق ومکان الضالۃ ونحوہما ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح مع حاشیتہا ص ۳۹۲ ج ۲) ف ۱ علم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام ما لم یقصدوا صرفہا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی ہذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار ولقد قال الامام محمد لو کانت العوام عبیدی لاعتقتہم واسقطت ولائی وذلک لانہم لا یہتدون فالکل بہم یتغیرون ۱۲ (البحر الرائق) ہو الشرتعالیٰ لا غیرہ وذکر الشیخ انما یحمل صرف النذر لمستحقیہ تجوز لکن لا یحل صرفہ الا الی الفقراء لا الی ذی علم لعلمہ ولا لحاضر الشیخ الا ان یکون واحدا من الفقراء ولا عرف بما یؤخذ من الدراہم ونحوہا وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع ما لم یقصد بصرفہا الفقراء الاحیاء قولا واحدا قد ابتلی الناس بذلک ۱۲ (عالمگیری) ص ۲۱۵ وقال اللہ عزوجل وما اہل لغیر اللہ بہ یعنی ما ذکر علی ذبحہ غیر اسم اللہ وذلک ان العرب فی الجاہلیۃ کانوا یذکرون اسماء اصنامہم عند الذبح فحرم اللہ ذلک بہذہ الآیۃ وبقولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ۱۲ (تفسیر الخازن) ج ۱ ص ۹۶ ف نجومی جو ستاروں کے حالات کا علم رکھتا ہو ۱۲ ف طواف کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کو کہتے ہیں ۱۲ ف یعنی اس طرح کہ بڑے ادب سے خاموش کھڑا رہے نہ ہلے نہ ملے نہ اِدھر اُدھر دیکھے ایسا ۱۲

ف ۱ وعن علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ رواہ مالک واحمد ورواہ ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ والترمذی والبیہقی فی شعب الایمان عنہما ۱۲ ف ۲ عن جعفر من یقول آمنت بجمیع انبیائہ ولا اعلم ان آدم نبی ام لا یکفر ولو قال لو کان فلان نبیا لا اومن بہ فقد کفر کذا فی المحیط قال الجوزانی کل معصیۃ کفر وقال مع ذلک ان الانبیاء علیہم السلام معصومون فلا یلزم شاتم ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص ۲۶۳ ف ۳ وفی التجنیس لو قال لا اسمع شہادۃ فلان ولو ان کان جبریل ومیکائیل یکفر قال الجوہر الاستخفاف بالملک کفر ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص ۲۶۶ ف ۴ اخرج الفریابی والبخاری وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح الغیب خمس لا یعلمہن الا اللہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ ولا متی تقوم الساعۃ الا اللہ ولا یعلم ما فی الارحام الا اللہ ولا متی ینزل الغیث الا اللہ وما تدری نفس بای ارض تموت الا اللہ ۱۲ (تفسیر الدر المنثور ج ۵ ص ۱۹۹)

ف ... یعنی اس طور پر ... ہوتا اور اگر ... کہ وقت ... جانا درست ہے ۱۲ ف یعنی جگہ نال کو نال کہتے ہیں ۱۲

بدھی پہننا۔ فقیر بنانا۔ علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا۔ کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اُس کا ادب کرنا۔ عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا۔ اچھی بُری تاریخ اور دن کا پوچھنا۔ شگون لینا۔ کسی مہینے یا تاریخ کو منحوس سمجھنا۔ کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا۔ یوں کہنا کہ خدا و رسول اگر چاہیگا تو فلانا کام ہو جاویگا۔ کسی کے نام یا سر کی قسم کھانا۔ تصویر رکھنا۔ خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

بدعتوں اور بُری رسموں اور بُری باتوں کا بیان

قبروں پر دھوم دھام سے میلا کرنا۔ چراغ جلانا۔ عورتوں کا وہاں جانا۔ چادریں ڈالنا۔ پختہ قبریں بنانا۔ بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ تعزیہ یا قبر کو چومنا چاٹنا۔ خاک ملنا۔ طواف اور سجدہ کرنا۔ قبروں کی طرف نماز پڑھنا۔ مٹھائی۔ چاول۔ گلگلے وغیرہ چڑھانا۔ تعزیہ علم وغیرہ رکھنا۔ اس پر حلوہ مالیدہ چڑھانا۔ یا اُس کو سلام کرنا۔ کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا۔ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا۔ مہندی مسی نہ لگانا۔ مرد کے پاس نہ رہنا۔ لال کپڑا نہ پہننا۔ بی بی کی صحنک مردوں کو نہ کھانے دینا۔ تیجا۔ چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھکر کرنا۔ باوجود ضرورت کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا۔ نکاح۔ ختنہ۔ بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا۔ خصوصاً قرض و دام کر کے ناچ رنگ وغیرہ کرنا۔ ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا۔ سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا یا صرف سر پر ہاتھ رکھ کر

۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۲۹۲ ج ۲ ۔ ۱؎ یعنی ورد کرنا ۱۲ ۔ ۲؎ تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

۳؎ بلکہ یہ رسم صحنک کی ہر شرع میں منع ہے عورتوں کے لئے بھی مردوں کے لئے بھی ۱۲

۴؎ تیجا چالیسواں وغیرہ غیر ضروری سمجھ کر کرنا بھی جائز نہیں چونکہ لوگ ضروری ہی سمجھ کر کرتے ہیں اس لئے ضروری کا لفظ لکھدیا ہے ۱۲ التصحیح ۵؎ بے ضرورت بھی بیوہ کے نکاح کو معیوب سمجھنا بُرا ہے ۶؎ چونکہ سلام کی جگہ بندگی کرنا ہندوؤں کی رسم ہے اس لئے ممنوع ہے اور آداب میں مشابہت نہیں ہے اور ترک سنت ہے ۱۲

۱؎ وعن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتفاءل ولا یتطیر وکان یحب الاسم الحسن ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۳۹۲ ج ۲

۲؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان البیت الذی فیہ الصور لا تدخلہ الملائکۃ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۲۷ ج ۲

۳؎ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عدوی ولا صفر ولا غول رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۰۹ ج ۲ وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الطیرۃ شرک ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۱ ج ۲

۴؎ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۱ ج ۱ وعن عطاء بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد رواہ مالک مرسلا ۱۲

۱۲ اس لئے بدعت ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

جُھک جانا۔ دیور جیٹھ پھوپی زاد خالہ زاد بھائی کے سامنے بے محابا آنا۔ یا اور کسی نامحرم کے سامنے آنا۔ گگرا اوریا سے گاتے بجاتے لانا۔ راگ باجا گانا سُننا۔ ڈومنیوں وغیرہ کو نچانا اور دیکھنا۔ اُس پر خوش ہو کر اُن کو انعام دینا (یعنی گگرا ۱۲)۔ نسب[۵۱] پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کے لئے کافی سمجھنا۔ کسی کے نسب میں کسر ہو اُس پر طعن کرنا پیشہ کو ذلیل سمجھنا حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا۔ شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں کرنا۔ غیر مسلموں کی رسمیں کرنا۔ دولہا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا۔ کنگنا سہرا باندھنا۔ مہندی لگانا۔ آتشبازی ٹٹیوں وغیرہ کا سامان کرنا۔ فضول آرایش کرنا۔ گھر کے اندر[۵۲] عورتوں کے درمیان دُولہا کو بُلانا۔ اور سامنے آجانا۔ تاک جھانک کر اُس کو دیکھ لینا۔ سیانی سمجھدار سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا۔ اُس سے ہنسی دل لگی کرنا۔ چوتھی کھیلنا جس جگہ دُولہا دولہن لیٹے ہوں اُس کے گرد جمع ہو کر باتیں سُننا۔ جھانکنا۔ تاکنا۔ اگر کوئی بات معلوم ہو جائے تو اُس کو اوروں سے کہنا۔ مانجھے بٹھانا اور ایسی شرم کرنا جس سے نمازیں قضا ہو جاویں شیخی[۵۳] سے مہر زیادہ مقرر کرنا۔ غمی میں چلّا[۵۴] کر رونا۔ مُنھ اور سینہ پیٹنا۔ بیان کر کے رونا۔ استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا۔ جو جو کپڑے اس کے بدن سے لگے ہوں سب کا دُھلوانا۔ برس روز تک یا کچھ کم زیادہ اُس گھر میں اَچار نہ پڑنا۔ کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا۔ مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا۔ حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔ سادی وضع کو معیُوب جاننا۔ مکان میں تصویریں[۵۵] لگانا۔ خاصدان[۵۶] عطردان۔ سُرمہ دانی سلائی وغیرہ چاندی سونے کی استعمال کرنا۔ بہت[۵۷] باریک

[۵۴] عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ رواہ ابو داود مشکوٰۃ ص ۱۳۶ ج ۱

[۵۵] عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال واعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام ان یاتیہ فراث علیہ حتی اشتد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج فلقیہ جبریل علیہ السلام فشکا الیہ فقال انا لا ندخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ رواہ البخاری (راث) بالثاء المثلثۃ غیر مہموز ای ابطأ وعن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ ولا جُنُبٌ ولا کلب رواہ ابو داؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحہ ۱۲ (ترغیب ترہیب) ص ۳ ج ۲

[۵۶ و ۵۷] عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا تلبسوا الحریر ولا الدیباج ولا تشربوا فی آنیۃ الذہب والفضۃ ولا تاکلوا فی صحافہا فانہا لہم فی الدنیا ولکم فی الآخرۃ رواہ البخاری ومسلم ۱۲ (الترغیب ترہیب ص ۵)

[۵۱] عن عیاض بن حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد رواہ مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لینتہین اقوام یفتخرون بآبائہم الذین ماتوا انما ہم فحم من جہنم او لیکونن اہون علی اللہ من الجعل الذی یدھدہ الخراء بانفہ ان اللہ قد اذہب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ وفخرہا بالآباء انما ہو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلہم بنو آدم وآدم من تراب رواہ الترمذی ابو داود مشکوٰۃ ص ۴۱۳ ج ۲

[۵۳] عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال الا لا تغالوا صدقۃ النساء ای لا تکثروا مہورہن) فانہا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا وتقوی عند اللہ لکان اولٰکم بہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نکح شیئاً من نسائہ ولا انکح شیئاً من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ رواہ احمد والترمذی وابو داؤد والنسائی وابن ماجہ والدارمی ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح) ص ۲۷۷ ج ۲

کپڑا پہننا یا بجتا زیور پہننا۔ لہنگا پہننا۔ مردوں کے مجمع میں جانا خصوصاً تعزیہ دیکھنے اور میلوں میں جانا اور مردوں کی وضع اختیار کرنا۔ بدن گودانا۔ خدائی رات کرنا۔ ٹوٹکہ کرنا محض زیب و زینت کے لئے دیوار گیری چھت گیری لگانا سفر کو جاتے یا لوٹتے وقت غیر محرم کے گلے لگنا یا گلے لگانا جینے کے لئے لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا۔ لڑکے کو بالا یا بلاق پہنانا۔ ریشمی یا کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا یا ہنسلی یا گھونگرو یا کوئی اور زیور پہنانا کم رونے کے لئے افیون کھلانا۔ کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا اُس کا گوشت کھلانا۔ اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں بطور نمونہ کے اتنی بیان کردی گئیں۔

بعضے بڑے بڑے گناہ جن پر بہت سختی آئی ہے

خدا سے شرک کرنا۔ ناحق خون کرنا۔ وہ عورتیں جن کے اولاد نہیں ہوتی کسی کی سنور میں بعضے ایسے ٹوٹکے کرتی ہیں کہ یہ بچہ مرجائے اور ہمارے اولاد ہو یہ بھی اسی خون میں داخل ہے۔ ماں باپ کو ستانا۔ زنا کرنا۔ یتیموں کا مال کھانا جیسے اکثر عورتیں خاوند کے تمام مال وجائداد پر قبضہ کرکے چھوٹے بچوں کا حصہ اڑاتی ہیں۔ لڑکیوں کو حصہ میراث کا نہ دینا۔ کسی عورت کو ذرا سے شبہ میں زنا کی تہمت لگانا۔ ظلم کرنا۔ کسی کو اُس کے پیچھے بدی سے یاد کرنا۔ خدا کی رحمت سے نا اُمید ہونا

۱ تا ۹ عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواہ البخاری ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۱۷ ج ۱ وقال اللہ عزوجل وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ الآیۃ ۱۲ (سورۃ الاسراء) پارہ پندرھواں عن صفوان بن عسال قال قال یہودی لصاحبہ اذہب بنا الی ہذا النبی فقال لہ صاحبہ لاتقل نبی انہ لو سمعک لکان لہ اربع اعین فاتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألاہ عن آیات بینات فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتشرکوا باللہ شیئا ولاتسرقوا ولاتزنوا ولاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولاتمشوا ببریٔ الی ذی سلطان لیقتلہ ولاتسحروا ولاتاکلوا الربوا ولاتقذفوا محصنۃ ولاتولوا للفرار یوم الزحف وعلیکم خاصۃ الیہود ان لاتعتدوا فی السبت الحدیث ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح) ص ۱۷ ج ۱ ۱۰ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الظلم ظلمات یوم القیمۃ متفق علیہ ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۴۳۴ ج ۲ وعن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیملی الظالم حتی اذا اخذہ لم یفلتہ ثم قرأ وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ الآیۃ متفق علیہ ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۴۳۴ ج ۲ ۱۱ عن ابی سعید وجابر قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغیبۃ اشد من الزنا قالوا یا رسول اللہ وکیف الغیبۃ اشد من الزنا قال ان الرجل یزنی فیتوب فیتوب اللہ علیہ وفی ۴۴

۵ عن علقمۃ بن ابی علقمۃ عن امہ قالت دخلت حفصۃ بنت عبدالرحمٰن علی عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعلیہا خمار رقیق فشقتہ عائشۃ وکستہا خمارا کثیفا، رواہ مالک مشکوٰۃ ص ۹ ج ۲

۶ عن حذیفۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتلبسوا الحریر ولا الدیباج ولاتشربوا فی آنیۃ الذہب والفضۃ ولاتأکلوا فی صحافہا فانہا لہم فی الدنیا ولکم فی الآخرۃ۔ متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۲ ج ۲

۷ گانے سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادی میں ڈومنیوں کا گانا۔ یا عرس میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتوں میں رائج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط ؛

حواشی متعلقہ صفحہ ہذا ۱ و ۲ جاء فی الحدیث النبوی ان امرأۃ مرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متقلدۃ قوسا فقال لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبہین من الرجال بالنساء ۱۲ ترغیب ترہیب ص ۳۸ ج ۳

وعدہ کرکے پورا نہ کرنا۔ امانت میں خیانت کرنا۔ خدا کا کوئی فرض مثل نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ چھوڑ دینا۔ قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا۔ جھوٹ بولنا خصوصاً جھوٹی قسم کھانا۔ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا یا اس طرح قسم کھانا کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو۔ ایمان پر خاتمہ نہ ہو۔ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا۔ بلا عذر نماز قضا کر دینا۔ کسی مسلمان کو کافر یا بے ایمان یا خدا کی مار۔ خدا کی پھٹکار۔ خدا کا دشمن وغیرہ کہنا۔ کسی کا گلہ شکوہ سننا۔ چوری کرنا۔ بیاج لینا۔ اناج کی گرانی سے خوش ہونا۔ مول چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا۔ غیر محرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا۔ جوا کھیلنا۔ بعضی عورتیں اور لڑکیاں بدبد کے گٹے یا اور کوئی کھیل کھیلتی ہیں یہ بھی جوا ہے۔ کافروں کی رسمیں پسند کرنا۔ کھانے کو برا کہنا۔ ناچ دیکھنا۔ راگ باجا سننا۔ قدرت ہونے پر نصیحت نہ کرنا۔ کسی سے مسخراپن کرکے بے حرمت اور شرمندہ کرنا۔ کسی کا عیب ڈھونڈھنا۔

لہ تا شلہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک رواہ الترمذی ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح) ص۲۹۶ ج۲ وعن ثابت ابن الضحاک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف بملۃ غیر الاسلام کاذبا فہو کما قال رواہ البخاری ومسلم ۱۲ (ترغیب ترہیب) ص۲۴۶ ج۲ ولفظ ابن ماجہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تفعلوا فانی لو کنت آمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا الحدیث ۱۲ (ترغیب ترہیب) ص۱۷ ج۲ وعن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال اوصانی خلیلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بسبع خصال فقال لا تشرکوا باللہ شیئا وان قطعتم او حرقتم او صلبتم ولا تترکوا الصلوٰۃ متعمدین فمن ترکہا متعمدا فقد خرج من الملۃ ۱۲ (ترغیب ترہیب) ص۱۶۳ ج۱ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح) ص۴۱۱ ج۲ ولا یسرق السارق حین یسرق وہو مؤمن ۱۲ (مشکوٰۃ) ص۱۷ ج۱ ولا تاکلوا الربوا ۱۲ (مشکوٰۃ) ص۱۴ ج۱ وعن معاذ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول بئس العبد المحتکر ان ارخص اللہ الاسعار حزن وان اغلاہا فرح رواہ البیہقی فی شعب الایمان ورزین فی کتابہ ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح) ص۲۵۱ ج۱ لہ ولہ ومعنی کراہیۃ الدخول علی النساء علی نحو ما روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان ۱۲ (ترغیب ترہیب) ص۳۶ ج۳، سلہ والاثم الکبیر فی المیسر فہو اکل المال الحرام بالباطل وما یجری بینہما من الشتم والمخاصمۃ والمعاداۃ وکل ذلک فیہ آثام کثیرۃ ۱۲ (تفسیر الخازن) ص۱۶۲ ج۱ ۔ شلہ کافروں کی رسمیں پسند کرنا اس کے متعلق حضرت مولانا اصلاح الرسوم میں تحریر فرمایا ہے حدیث میں بالخصوص رسوم جاہلیت کی نسبت بہت سخت وعید آئی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہے انہیں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اسلام میں آکر جاہلیت کی رسمیں برتتا ہے۔ اصلاح الرسوم ص۹۵

لہ تا شہ عن عبادۃ ابن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اضمنوا لی ستا من انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح) ص۴۱۵ ج۲ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال حماد بن زید لا اعلمہ الا قد رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عری الاسلام وقواعد الدین ثلاثۃ علیہن اسس الاسلام من ترک واحدۃ منہن فہو بہا کافر حلال الدم شہادۃ ان لا الہ الا اللہ والصلوٰۃ المکتوبۃ وصوم رمضان رواہ ابو یعلی باسناد حسن ۱۲ (ترغیب ترہیب) ص۱۶۴ ج۱ وعن زیاد بن نعیم الحضرمی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اربع فرضہن اللہ فی الاسلام فمن اتی بثلاث لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بہن جمیعاً الصلوٰۃ والزکاۃ وصیام رمضان وحج البیت رواہ احمد وہو مرسل ۱۲ (ترغیب ترہیب) ص۱۶۵ ج۱

عہ عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعاہدوا القرآن فو الذی نفسی بیدہ لہو اشد تفصیا او قال تفلتا من الابل فی عقلہا متفق علیہ

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ ملاحظہ ہو)

گناہوں سے بعضے دُنیا کے نقصانوں کا بیان

علم سے محروم رہنا۔ روزی کم ہو جانا۔ خدا کی یاد سے وحشت ہونا۔ آدمیوں سے وحشت ہو جانا خاصکر نیک آدمیوں سے۔ اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا۔ دل میں صفائی نہ رہنا۔ دل میں اور بعضی دفعہ تمام بدن میں کمزوری ہو جانا۔ طاعت سے محروم رہنا۔ عمر گھٹ جانا۔ توبہ کی توفیق نہ ہونا۔ کچھ دنوں میں گناہ کی بُرائی دل سے جاتی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو جانا۔ دُوسری مخلوق کو اس کا نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اُس پر لعنت کرنا۔ عقل میں فتور ہو جانا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُس پر لعنت ہونا۔ فرشتوں کی دُعا سے محروم رہنا۔ پیداوار میں کمی ہونا۔ شرم اور غیرت کا جاتا رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اُس کے دل سے نکل جانا۔ نعمتوں کا چھن جانا۔ بلاؤں کا ہجوم ہونا۔ اُس پر شیطانوں کا مقرر ہو جانا۔ دل کا پریشان رہنا۔ مرتے وقت منھ سے کلمہ نہ نکلنا۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مر جانا۔

عبادت سے بعضے دُنیا کے فائدوں کا بیان

روزی بڑھنا۔ طرح طرح کی برکت ہونا۔ تکلیف اور پریشانی دور ہونا۔ مرادوں کے پورے ہونے میں آسانی ہونا۔ لطف کی زندگی ہونا۔ بارش ہونا۔ ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔ اللہ تعالیٰ کا مہربان اور مددگار رہنا۔ فرشتوں کو حکم ہونا کہ اِسکا دل مضبوط رکھو۔ سچی عزت آبرو ملنا۔ مرتبے بلند ہونا۔ سب کے دلوں میں اسکی محبت ہو جانا۔ قرآن کا اُسکے حق میں شفا ہونا۔ مال کا نقصان ہو جاوے تو اُس سے اچھا بدلا ملجانا۔ دن بدن نعمت میں ترقی ہونا۔ مال بڑھنا۔ دل میں راحت اور تسلی رہنا۔ آئندہ نسل میں یہ نفع پہنچنا۔ زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا۔ مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سُنانا۔ مبارکباد دینا۔ عمر بڑھنا۔ افلاس اور فاقہ سے بچا رہنا۔ تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا غصہ جاتا رہنا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ...و ظہرت القینات والمعازف قولہ القینات جمع قینۃ وہی الامۃ المغنیۃ وقولہ المعازف ای آلات اللہو الی ان قال یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فارتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا الحدیث ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ... واعلموا ایہا الاخوان المسلمون ان الغناء والسماع والحضور مجلس الرقاصۃ حرام ممنوع جدا الی یوم القیامۃ ۱۲

۲۲ ... عن جریر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیہم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیہ ولا یغیرون الا اصابہم اللہ منہ بعقاب قبل ان یموتوا رواہ ابو داؤد وابن ماجہ ۱۲ (مشکوٰۃ شریف)

۲۳ ... عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ التقوی ہہنا ویشیر الی صدرہ ثلث مرار بحسب امرء من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ رواہ مسلم ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح)

وضو کا بیان

وضو کرنے والی کو چاہیے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرکے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اُڑکر اوپر نہ پڑیں۔ اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے۔ اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھووے پھر تین دفعہ کلی کرے اور مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کرے کہ سب میل کچیل جاتا رہے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کرکے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچاوے، اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جاوے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دُور تک نرم نرم گوشت ہے اُس سے اوپر پانی نہ لیجاوے۔ پھر تین دفعہ منہ دھوئے۔ سر کے بالوں سے لیکر تھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لَو سے اُس کان کی لَو تک سب جگہ پانی بہ جائے۔ دونوں اَبروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے۔ اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالکر خلال کرے اور انگوٹھی چھلا چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لیوے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جاوے پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور

---

۴ ان یبالغ فی المضمضۃ والاستنشاق الا ان یکون صائما والمبالغۃ فی المضمضۃ قال بعضہم ہی الغرغرۃ ای ہی تردید الماء فی الحلق وقال الصدر الشہید رحمہ اللہ ہی تکثیر الماء حتی یملأ الفم وفی الخلاصۃ ہی المضمضۃ استیعاب جمیع الفم والمبالغۃ فیہا ان یصل الماء الٰی راس حلقہ ۱۲ (منیۃ المصلی مع حاشیتہ) صفحہ ۵۷ ثم یستنشق ثلثا ویاخذ لکل واحد منہا ماء جدیدا فی کل مرۃ ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ۵۸ ویستنثر بیدہ الیسری لانہ من ازالۃ الاذی ۱۲ (کبیری) صفحہ ۳۱ ۵۹ ارکان الوضوء اربعۃ وہی فرائضہ الاول منہا غسل الوجہ لقولہ تعالٰی فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الآیۃ والغسل اسالۃ الماء علی المحل بحیث یتقاطر واقلہ قطرتان فی الاصح ولا یکفی الاسالۃ بدون التقاطر والوجہ ما یواجہ بہ الانسان وحدہ طولا من مبدأ سطح الجبہۃ الی اسفل الذقن وحدہ ای الوجہ عرضا ما بین شحمتی الاذنین ویدخل فی الغایتین جزء منہما لاتصالہ بالفرض والبیاض الذی بین العذار والاذن فیفترض غسلہ فی الصحیح ۱۲ (مراقی الفلاح) صفحہ ۱۰ ومن سنن الوضوء ایصال الماء الی ما تحت الشارب والحاجبین وتکرار الغسل الی الثلث ۱۲ (منیۃ) صفحہ ۱۱ و ۱۲ ومنہا ای سنن الوضوء تخلیل الاصابع وہو ادخال بعضہا فی بعض ۲۴ بماء متقاطر وہذا سنۃ مؤکدۃ اتفاقا کذا فی النہر الفائق والاولی فی الیدین التشبیک ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۶ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ ملاحظہ ہو)

۱ واما ادابہ ای آداب الوضوء فہو ان یتاہب للصلوۃ قبل دخول الوقت وان یکون جلوسہ علی مکان مرتفع وان لا یتکلم بکلام الدنیا ۱۲ (منیہ) صفحہ ۱۲۔

۲ منہا ای من سنن الوضوء التسمیۃ ۔ التسمیۃ سنۃ مطلقا غیر مقید بالمستیقظ وتعتبر عند ابتداء الوضوء حتی لو نسیہا ثم ذکر بعد غسل البعض وسمّی لا یکون مقیما للسنۃ بخلاف الاکل ونحوہ ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ۶ ج ۱۔

۳ ومنہا غسل الیدین الی الرسغین ثلثا ابتداء ای فی ابتداء الوضوء ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ۶ ج ۱

۴ والسنۃ ان یتمضمض ثلثا اولا ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۶ ج ۱

۵ ومنہا السواک وینبغی ان یکون السواک من اشجار مرۃ لانہ یطیب نکہۃ الفم ویشد الاسنان ویقوی المعدۃ ولیکن رطبا فی غلظ الخنصر وطول الشبر ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۶ ج ۱ وفی مراقی الفلاح ویسن السواک فی ابتداء الوضوء وکان الاستیاک بالاصبع او خرقۃ خشنۃ عند فقدان السواک او فقد اسنانہ او ضرر بفمہ لقولہ علیہ السلام یجزئ من السواک الاصابع ۱۲ (مراقی الفلاح) صفحہ ۱۱ +

۶ ومن آداب الوضوء

کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے۔ پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن[لہ] کا مسح کرے۔ لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ بُرا اور منع ہے۔ کان[ئلہ] کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے اور تین[ٹلہ] بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھووے۔ پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھووے اور بائیں ہاتھ کی چھنگیا سے پَیر کی اُنگلیوں کا خلال کرے۔ پَیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اس میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہجائے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہیگی۔ ایسی چیزوں[لہ] کو **فرض** کہتے ہیں اور بعضی باتیں ایسی ہیں کہ اُن کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہوجاتا ہے لیکن اُن کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں[لہ] کو **سُنّت** کہتے ہیں۔ اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے۔ ایسی[ٹلہ] باتوں کو **مستحب** کہتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ومن الآداب ان یحرک خاتمہ ان کان واسعا مبالغة فی الاسباغ وان کان ضیقا لا یدخل الماء تحتہ بلا تحریکہ ففی ظاہر الروایة عن اصحابنا الثلاثة لابد من تحریکہ او نزعہ لیحصل الاستیعاب وبلوغ الماء الی کل جزء من الیدین بیقین ۱۲ (کبیری) صہ ۲۳ ۔ **ملہ** ویسن استیعاب الراس بالمسح کما فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ و یسن مسح الاذنین ولو بماء الراس لانہ صلی اللہ علیہ وسلم غرف غرفة فمسح بہا راسہ و اذنیہ ۱۲ (مراقی الفلاح) صہ ۱۹ ثم مسح ظاہر اذنیہ باطن ابہامیہ و باطن اذنیہ بباطن سبابتیہ ۱۲ (غنیہ) صہ ۲۔ حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا **لہ، ئلہ** ویسن ... الرقبة لا الحلقوم مسح الحلقوم بل ہو بدعة ۱۲ (مراقی) ... صہ ۱۰ و فی الکبیری ویسح ... لطہور الاء ... المتقدم ذکرہا لبقاء ... علی طہور و غیر مستعملة ۱۲ (کبیری) صہ ۲۱ ۔ **ٹلہ و لہ** وحینئذ فلا احتیاج الی قولہ ... حدیدہ ۱۲ (کبیری) صہ ۲۔ و فی الفتاوی الہندیة ومنہا مسح الاذنین یمسح مقدمہا و مؤخرہما بالماء ... الخفی ...

مسح برأسه ۱۲ (صہ ۱/۲) وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلا اتاہ علیہ الصلوۃ والسلام فقال یا رسول اللہ کیف الطہور فدعا بماء فی اناء فغسل کفیہ ثلاثا ثم غسل وجہہ ثلاثا ثم غسل ذراعیہ ثلاثا ثم مسح براسہ الی ان قال ثم غسل رجلیہ ثلاثا ثم قال ہکذا الوضوء فمن زاد علی ہذا او نقص فیہ اساء وظلم ۱۲ (کبیری) صہ ۲۵ ولیس البداءة بالمیامن ۱۲ (نور الایضاح) صہ ۲۳
۵ وفی الرجلین ان یخلل بخنصر یدہ الیسری خنصر رجلہ الیمنی ویختم بخنصر رجلہ الیسری ویدخل من اسفل کذا فی المضمرات ۱۲ (عالمگیری) صہ ۶ ج ۱ **۶** الوضوء علی ثلاثة اقسام الاول فرض علی المحدث (قولہ فرض) المراد بالفرض ہہنا الثابت بالقطعی فالمراد الوضوء من حیث ہو بقطع النظر عن اجزائہ دالا المحدود والمقدار فہو ما یفوت الجواز بفوتہ لیشمل الفرض الاجتہادی کربع الراس ۱۲ (نور الایضاح مع حاشیتہ) صہ ۳۴ +
۷ وہی فی اللغة الطریقة والسیرة یقال سنة فلان کذا ای طریقتہ وسیرتہ وفی الشرع الطریقة المرضیة المسلوکة فی الدین من غیر لزوم علی سبیل المواظبة وحکمہا ان یطالب المکلف باقامتہا من غیر افتراض ولا وجوب وانہ یثاب فاعلہا ویلام تارکہا ویستحق اثما ان اعتاد ترکہا ۱۲ (کبیری) بزیادہ صہ ۱۲ **۸** (قولہ یسمی مندوبا وادبا) زاد غیرہ نفلا وتطوعا وقد جری علیہ الاصولیون وہو المختار وقد یطلق علیہ اسم السنة وصرح القہستانی بانہ دون سنن الزوائد قال فی الامداد وحکمہ الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی الترک ۱۲ (رد المحتار) صہ ۱۵ ...

مسئلہ ۱۵ وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں۔ ایک مرتبہ سارا منہ دھونا۔ ایک ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ بس فرض اتنا ہی ہے۔ اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائیگی یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہجاویگی تو وضو نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۶ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا مسواک کرنا۔ سارے سر کا مسح کرنا۔ ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ کانوں کا مسح کرنا۔ ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ یہ سب باتیں سُنت ہیں۔ اور اسکے سوا جو اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔

مسئلہ ۱۷ جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دُھل جاوینگے تو وضو ہوجاویگا چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو۔ جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہالیوے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑی ہوجاوے اور وضو کے یہ اعضاء دُھل جاویں تو وضو ہوجاویگا لیکن ثواب وضو کا نہ ملیگا۔

مسئلہ ۱۸ سنت یہی ہے کہ اسی طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی اُلٹا وضو کرے کہ پہلے پاؤں دھوڈالے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھووے پھر مُنھ دھوڈالے یا اور کسی طرح اُلٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہوجاتا ہے لیکن سُنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔ مسئلہ ۱۹ اسی طرح اگر بایاں ہاتھ بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہوگیا لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۲۰ ایک عضو کو دھوکر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو سوکھ جاوے بلکہ اُس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھوڈالے۔ اگر پہلا عضو سوکھ

ھو التحفۃ والایضاح والوالی من السن وھو الاصح ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ج ۱ ۵ ویسن البداءۃ بالیامن جمع میمنۃ خلاف المیسرۃ فی الیدین والرجلین لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا توضأتم فابدؤا بمیامنکم ۱۲ (مراقی الفلاح) صفحہ ۲۰
۶ و منہا الموالاۃ وھی التتابع وحدہ ان لا یجف الماء علی العضو قبل ان یغسل ما بعدہ فی زمان معتدل ولا اعتبار بشدۃ الحر والریاح ولا شدۃ البرد ویعتبر ایضا استوا حالۃ المتوضی ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ج ۱

---

۱ ففرض الوضو غسل الاعضاء الثلاثۃ مرۃ یعنی الوجہ والیدین والرجلین ومسح الراس والوجہ ما بین قصاص الشعر عنہا باعتبار الغالب لان حد الوجہ فی الطول من مبدأ سطح الجبہۃ الی الذقن واسفل الذقن ھذا حدہ طولا والذقن بالتحریک مجتمع اللحیین وشحمۃ الاذنین ھذا حدہ عرضا الشحمۃ معلق القرط فیفرض غسل ما بین العذار والاذن ۱۲ (مجمع الانہر) صفحہ ج ۱
۲ فیسن غسل الیدین الی الرسغین فی ابتداء الوضوء والتسمیۃ ابتداء والسواک والمضمضۃ والاستنشاق واستیعاب الراس بالمسح مرۃ ومسح الاذنین ولو بماء الراس ۱۲ (مراقی الفلاح) صفحہ ۱۹
۳ واما النیۃ فلیست بشرط فی الوضوء والاغتسال حتی ان الجنب اذا انغمس فی الماء الجاری او فی الحوض الکبیر للتبرد او قام فی المطر الشدید فتمضمض واستنشق یخرج من الجنابۃ ۱۲ (منیۃ) صفحہ ۱۵
۴ ومنہا الترتیب وھو ان یبدأ بما بدأ اللہ تعالی بذکرہ وھو الترتیب صاحب الہدایۃ [illegible]

گیا تب دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائیگا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔
۲۱ مسئلہ۔ ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اُس پر ہاتھ بھی پھیر لیوے
تاکہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہے سب جگہ پانی پہنچ جاوے۔ ۲۲ مسئلہ۔ وقت آنے سے پہلے
ہی وضو نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔ ۲۳ مسئلہ۔ جب تک کوئی
مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے۔ کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو
کرنے میں دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے بلکہ ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ اور
کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن
تب بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی
طرح دھونے میں دقت ہو نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھووے اور منہ دھوتے
وقت پانی کا چھینٹا زور سے منہ پر نہ مارے۔ نہ پھنکار مار کے چھینٹیں اڑاوے اور اپنے
منہ اور آنکھوں کو بہت زور سے نہ بند کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں۔ اگر
آنکھ یا منہ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھا رہ گیا یا آنکھ کے کوئے میں
پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ ۲۴ مسئلہ۔ انگوٹھی۔ چھلّے۔ چوڑی۔ کنگن وغیرہ اگر ڈھیلے
ہوں کہ بے ہلائے بھی اُن کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی اُن کا ہلا لینا مستحب ہے۔
اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو اُن کو ہلا کر اچھی طرح پانی
پہنچا دینا ضروری اور واجب ہے۔ نتھ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سوراخ ڈھیلا ہے اُس
وقت تو ہلانا مستحب ہے اور جب تنگ ہو کہ بے پھرائے اور ہلائے پانی نہ پہنچیگا
تو منہ دھوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہنچانا واجب ہے۔

ل۵ ویسن الدلک لفعلہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الغسل بامرار یدہ علی الاعضاء ۱۲ (مراقی الفلاح) صـ۱۹۔

ع۵ ومن آداب الوضوء تقدیم التوضی قبل دخول الوقت مبادرۃ للطاعۃ لغیر المعذور لان وضوءہ ینتقض بخروج الوقت عندنا وبدخولہ عند زفر وبہما عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ (مراقی الفلاح) صـ۲۱ •

ع۵ ومن آداب الوضوء عدم الاستعانۃ بغیرہ لیقیم العبادۃ بنفسہ من غیر اعانۃ غیرہ علیہا بلا عذر وعدم التکلم بکلام الناس لانہ یشغلہ عن الدعاء الماثور ای المنقول عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ والتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲ (مراقی الفلاح) صـ۲۱

ومن الآداب ان لا یسرف فی الماء کان ینبغی ای یعد فی المناہی لان ترک الادب لا بأس بہ والاسراف مکروہ بل حرام ولو کان المتوضی علی شط نہر جار لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سئل او فی الوضوء سرف قال نعم ولو کنت علی ضفۃ نہر جار وضفۃ النہر جانبہ ۱۲ (کبیری) صـ۳۳ ش۵ وان لا یضرب وجہہ بالماء عند الغسل بل یرسل الماء من اعلی جبہتہ ایسالا وان لا یغمض فی الماء عند غسل وجہہ فان کل ذلک یکرہ من فعل العوام وان لا یغمض غاید عینیہ تغمیضا شدیدا بان یحکم ضم الشفتین ومحاجر العینین ای اطراف الاجفان ومنابت الہدب حتی لو لقیت علی شفتیہ او علی جفنہ لمعۃ ای بقیۃ ولو قدر موضع راس الابرۃ لا یجوز وضوءہ لوجوب استیعاب الوجہ ذہی منہ ۱۲ (کبیری) صـ۳۵ ش۵ ومن الآداب ان یحرک خاتمہ ان کان واسعا

مبالغۃ فی الاسباغ وان کان ضیقا لا یدخل الماء تحتہ بلا تحریکہ ففی ظاہر الروایۃ عن اصحابنا الثلاثۃ لا بد من تحریکہ او نزعہ لیحصل الاستیعاب ببلوغ الماء الی کل
الجزء من الیدین ۱۲ کبیری صـ۲۶ •

مسئلہ ۲۵- اگر کسی[۱] کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اُس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھوڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھلی ہو تو اُس کو لوٹاوے اور پھر سے پڑھے۔

مسئلہ ۲۶- کسی کے ماتھے پر افشاں چُنی ہو اور اوپر اوپر سے پانی بہا لیوے کہ افشاں نہ چھوٹنے پاوے تو وضو نہیں ہوتا۔ ماتھے کا سب گوند چھڑا کر مُنھ دھونا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷- جب[۲] وضو کر چکے تو سورۂ اِنَّا اَنزَلنا پڑھکر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ ترجمہ۔ خدایا مجھ کو شمار توبہ کرنیوالوں اور گناہوں سے پاک ہونے والوں میں فرما اور کردے مجھکو اپنے نیک بندوں اور ان لوگوں میں سے جنکو دونوں جہان میں کچھ خوف نہیں اور آخرت میں غمگین ہوں گے۔

مسئلہ ۲۸- جب[۳] وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے۔ اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب آیا ہے

مسئلہ ۲۹- اگر ایک[۴] وقت وضو کیا تھا۔ پھر دوسرا وقت آگیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر تازہ وضو کرلے تو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ ۳۰- جب[۵] ایک دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اُس وضو سے کوئی عبادت نہ کرے اُس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے۔ تو اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اُسی وضو سے نماز پڑھنا چاہیئے۔ بغیر اس کے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے۔ ہاں اگر کم سے کم دو ہی رکعت نماز اُس وضو سے پڑھ چکی ہو تو دوسرا وضو کر لے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

---

[۱] امرأۃ اغتسلت وقد کان بقی فی اظفارہا عجین قد جف لم یجز غسلہا وکذا الوضوء لافرق بین المرأۃ والرجل لان فی العجین لزوجۃ وصلابۃ تمنع نفوذ الماء ۱۲ (غنیہ ص۴۶)

[۲] ومن الآداب ان یقول عند تمامہ او فی خلالہ اللھم اجعلنی من التوابین ای المکثر التوبۃ والرجوع عن الذنب اذا اصدر منی الخ وان یقول بعد فراغہ من الوضوء سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لاشریک لک استغفرک واتوب الیک واشھد ان محمدا عبدک ورسولک ومن الاداب ان یقرأ بعد الفراغ من الوضوء سورۃ انزلناہ مرۃ او مرتین او ثلاثا ۱۲ (کبیری ص۳۴ و ص۳۵)

[۳] ومن الاداب ان یصلی ای الوضوء بسُبحۃ ای نافلۃ یصلی عقیبہ نافلۃ ولو رکعتین لما فی الصحیحین من حدیث عثمان رضی اللہ عنہ انہ دعا بوضوء فتوضأ ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ نحو وضوئی ہذا ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ نحو وضوئی ہذا ثم قام فرکع رکعتین لایحدث فیہا نفسہ غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ و لایصح التنفل فی وقت مکروہ فتامل ۱۲ (کبیری) ص۳۵ و ص۳۶

[۴] ومن الاداب ان یتوضأ علی الوضوء لمواظبتہ علیہ السلام علی الوضوء لکل صلوٰۃ ۱۲ (کبیری) ص۳۶

[۵] ویندب تجدید الوضوء علی الوضوء ۱۲ اذا تبدل مجلسہ لکنہ نوع علی نور واذا لم یتبدل فہو اسراف وقید بالوضوء لان الغسل والتیمم علی التیمم یکون عبثا ۱۲ (مراقی الفلاح) ص۳۰

مسئلہ ۳۱ کسی کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی اور اُس کے نکالنے سے ضرر ہوگا تو اگر بے اُس کے نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضو درست ہے۔ مسئلہ ۳۲۔ وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا چاہیئے۔ مسئلہ ۳۳۔ اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اُس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے۔ وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیر لیوے اس کو مسح کہتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔ مسئلہ ۳۴۔ اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو۔ یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دِقّت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں۔ پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہیئے۔ مسئلہ ۳۵۔ اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہیئے۔ اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کر لیوے جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔

مسئلہ ۳۶۔ ہڈی کے ٹوٹ جانے کے وقت بانس کی کھپچیاں رکھ کے کھٹی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ کہ جب تک کھٹی نہ کھول سکے کھٹی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی ہی پر مسح کر لے۔

م کان یضرہ حلہا الغسل غیر موضع الجراحۃ وان کان لایضرہ ذلک مسح علے مافوق الجراحۃ وغسل ماحولہا ان المسح للضرورۃ فیتقدر بقدرہا ولافرق فی جمیع ماتقدم بین الجبیرۃ وعصابۃ الفصادۃ والقروح والجراحات ١٢ (کبیری) صـ١١٥

۵۵ والمسح علے الجبائر انما یجوز اذا لم یقدر علی الغسل ولا علی المسح علے القرحۃ بان کان الماء یضرہا من الغسل ومن المسح اما اذا کان لایقدر علی الغسل ولکن یقدر علے المسح علی نفس القرحۃ فلا یجوز المسح علی الجبیرۃ ونحوہا لعدم الضرورۃ والحرج والجبائر جمع جبیرۃ وہی مایشد علی العظم المنکسر من العیدان ١٢ (کبیری) صـ١١١

۵١ واذا کان برجلہ شقاق فجعل فیہ الشحم او المرہم ان کان لایضرہ ایصال الماء لایجوز غسلہ وضوءہ وان کان یضرہ یجوز اذا امر الماء علی ظاہر ذلک ١٢ (صغیری) صـ٢٦

۵٢ وان کان اکثرہ صحیحا غسل ای الصحیح ومسح الجریح بمرورہ علی الجسد وان لم یستطع فعلی خرقۃ وان ضرہ ترکہ ١٢ (مراقی الفلاح) صـ٣٦

۵٣ وقال بعضہم ان کان حل العصابۃ وغسل ماتحتہا یضر الجراحۃ جاز المسح علیہا والا فلا وکذا الحکم فی کل خرقۃ جاوزت موضع الجراحۃ ١٢ (شرح وقایہ) صـ١١٦ ج ١

۵٤ ولو کانت الجراحۃ فی موضع الغسل ولیس تحت جمیع الجبیرۃ ونحوہا جراحۃ ویعسر علیہ حل الجبیرۃ مقدار الجراحۃ فحسب جاز المسح علی کل الجبیرۃ ماتحتہ جراحۃ ومالیس تحتہ تبعا لموضع الجراحۃ لان الجبیرۃ او العصابۃ لا توضع علی وجہ تاتی علی موضع الجراحۃ فحسب بل تکون علی ماحول الجراحۃ ایضا فتحققت الضرورۃ الی جواز المسح علی الزائد علی الجراحۃ ایضا اذا دام

مسئلہ ۳۷ ؎ کھپچی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری کھپچی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں مسئلہ ۳۸ ؎ اگر کھپچی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لیوے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر زخم اچھا ہوگیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے۔ سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱ ؎ پاخانہ پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔ مسئلہ ۲ ؎ اگر کسی کے کوئی زخم ہو اُس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کے گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اُس سے وضو نہیں ٹوٹا مسئلہ ۳ ؎ اگر کسی نے فصد لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں گیا۔ تو اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور جو ذرا بھی بہ پڑا ہو تو وضو ٹوٹ گیا۔

؎ انہ یستحب لہا ان توضأ وکذا الدود والحصاۃ اذا خرج من احد ہذین الموضعین ای الدبر والقبل فعلیہ الوضوء لاستتباع الرطوبۃ وہی حدث فی السبیلین ۱۲ ؎ وان خرج الدود من الفم او الاذن او من الجراحۃ لاینتقض ۱۲ (کبیری) ص ۱۲۳ ،

؎ اما الدم ونحوہ اذا خرج من البدن فاما ان یسیل اولا ان سال بنفسہ نقض والا فلا وعلی ہذا الاصل وہو اعتبار السیلان فی نقض الدم ونحوہ مسائل عدیدۃ منہا نفطۃ بکسر النون وفتحہا وہی الجدری والبثرۃ قشرت فسال منہا ماء خالص اجتذب من الخارج والتأمت علیہ او دم او صدید ای ماء اصفر رقیق عن الدم او القیح ان سال عن راس الجرح نقض الوضوء وان لم یسل عن راس الجرح لاینقضہ ۱۲ (غنیہ) ص ۱۲۵ ؛

؎ واما الاستیعاب فی مسح الجبیرۃ فشرط عند البعض قال قاضیخان وہو روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وبعضہم کشیخ الاسلام خواہر زادہ وغیرہ قالوا اذا مسح علی اکثرہا جاز والیہ مال صاحب الہدایۃ وان مسح علی النصف او اقل لایجوز ۱۲ (غنیہ) ص ۱۱۵ ،

؎ اذا سقطت الجبائر لا عن برء لایلزمہ الغسل ولا یبطل المسح وان سقطت عن برء بطل المسح ویجب غسل ذلک الموضع خاصۃ ہکذا فی الکافی والمحیط ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص ۳۳ ،

؎ المعانی الناقضۃ للوضوء کل ما خرج من السبیلین والمراد من المعانی العلل والمراد بما خرج خروج لا عینہ لان عینہ لیس بمعنی ولا یکون علۃ الانتقاض وان خرج من قبل الرجل والمرأۃ ریح منتنۃ الصحیح انہ ای الوضوء لاینتقض ذکرہ فی المحیط ۱۲ (کبیری) ص ۱۲۳ وان خرج الریح من المفضاۃ وہی التی انقطع الحجاب بین قبلہا ودبرہا فاتصل المسلکان فعن محمد رحمہ اللہ یجب علیہا الوضوء وبہ اخذ ابو حفص البخاری للاحتیاط وذکر فی جامع قاضیخان

مسئلہ ۔ اگر کسی نے ناک سنکی اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضو نہیں گیا۔ وضو جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہ پڑے۔ سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ ۔ کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہکر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا۔ اور جب ایسی جگہ پر آ جاوے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ مسئلہ ۔ کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگا۔ لیکن وہ خون پیپ اپنی جگہ پر ٹھیرا ہے کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور جو بہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ مسئلہ ۔ کسی کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر ہے باہر نکل کر بدن پر نہ آوے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ ۔ اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جاویگا جبکہ وہ خون بہ جائے۔

مسئلہ ۔ کسی کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلنے لگا۔ اس نے اس پر مٹی ڈالدی یا کپڑے سے پونچھ لیا۔ پھر ذرا سا نکلا پھر اس نے پونچھ ڈالا۔ اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر پونچھا نہ جاتا تو بہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹیگا۔ مسئلہ ۔ کسی کے تھوک میں خون

ان سیل ... [illegible]

۵۱ رجل امتخط ای استخرج ما فی الانف بالنفس فسقطت من انفہ کتلۃ دم لم ینتقض وضوءہ فان قطر ای الدم انتقض للسیلان وہو ظاہر ۱۲ (غنیہ ص ۱۳۳)
۵۲ مسئلہ نمبر ۵ صفحہ گذشتہ ملاحظہ کرو
۵۳ مسئلہ نمبر ۹ صفحہ گذشتہ میں گذر چکا
۵۴ یہ بھی مسئلہ نمبر ۱۰ کے ضمن میں بیان کیا گیا ۱۲
۵۵ ولا المخرج بعصر الخارج بنفسہ سیلان فی حکم النقض علی المختار کما فی البزازیۃ قال ای صاحب البزازیۃ لان فی الاخراج خروجا فصار کالفصد لو لا ای المخرج بعصر ای ما اخرج من القرحۃ بعصرہا وکان لو لم تعصر لا یخرج شئ مساویا للخارج بنفسہ ۱۲ شرح التنویر مع حاشیہ ص ۲۵/ج ۱
۵۶ وان مسح الدم عن راس الجرح بقطنۃ او غیرہا ثم خرج ایضا فمسحہ ثم او القی التراب علیہ ثم خرج وسری فیہ ینظر فیہ ان کان بحال لو ترکہ لسال نقض والا لا ای وان لم یکن بحال لو ترکہ لسال فلا ینقض ... المعتبر خروج ... [illegible]

معلوم ہوا۔ تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سپیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں گیا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سُرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ [۱] اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اُس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سُرخی دکھائی دی۔ لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ معلوم نہیں ہوتا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ [۲] کسی نے جونک لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہ پڑے تو وضو جاتا رہا۔ اور جو اتنا نہ پیا ہو بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر مچھر یا مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ [۳] کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے۔ اگرچہ کچھ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائیگا جب کان کے سوراخ سے نکل کر اُس جگہ تک آجاوے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اُس سے بھی وضو ٹوٹ جاویگا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دُکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دُکھتی ہوں نہ اُس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ [۴] اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے۔ اِس سے وضو جاتا رہیگا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹیگا۔

مسئلہ [۵] اگر قے ہوئی اور اُس میں کھانا یا پانی یا پت گرے تو اگر مُنہ بھر قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور منہ بھر قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور بھر مُنہ ہونے کا یہ

---

[۱] ..... وانما ..... فانقض ۱۲ شرح التنویر صفحہ ۲۷ [۴] کو صفحہ ہذا کے نمبر (۲) میں دیکھو ۱۲ [۵] اما القئ فانہ اذا کان ملأ الفم فانہ ینقض الوضوء سواء کان ذلک طعاما او ماء او مرۃ صفراء او سوداء فان کان القئ بلغما لا ینقض الوضوء عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ سواء نزل من الراس او صعد من الجوف وان تقاء دما فان کان سائلا من الراس او من الجوف سائلا او علقا ان کان سائلا نزل من الراس ینقض اتفاقا وان کان علقا لا ینقض وان صعد من الجوف ان کان علقا لا ینقض الا ان یملأ الفم وان کان سائلا فعلی قول ابی حنیفۃ ینقض وان لم یکن ملأ الفم وعند محمد لا ینقض ما لم یکن ملأ الفم ۱۲ (کبیری) صفحہ ۱۳۶ و ۱۴۰

[۶] مطلب یہ ہے کہ جب پانی آنکھ کے مرض کی وجہ سے نکلے تب وضو ٹوٹیگا اور اگر آنکھ میں ..... ہو اور ..... کی وجہ سے .....

---

[۱] منہا او عض شیئا فرای اثر الدم علیہ فلا وضوء علیہ وکذا لو رای الدم علی الخلال لانہ لیس بسائل قال قاضیخان وقال بعض المشائخ ینبغی ان یضع کمّہ او اصبعہ فی ذلک الموضع فینظر ان وجد الدم فیہ نقض الوضوء والا فلا وہذا ہو الاحوط ۱۲ (کبیری) صفحہ ۱۳۱

[۲] اما العلق اذا مصت الواحدۃ منہ العضو حتی امتلأت دما وکانت بحیث لو شقت سقطت وسال منہا الدم انتقض الوضوء وان مصت قلیلا بحیث لو شقت لم یسل لا ینقض وہو ظاہر واما الذباب والبعوض ونحوہا فلا ولہا واشباہہا لا ینقض لانہ غیر سائل ۱۲ (کبیری) صفحہ ۱۳۲

(شامیہ) صفحہ ۱۲۶ والقراد اذا ینقض العضو امتلأ دما ان کان کبیرا انتقض وان کان صغیرا لا ینقض ۱۲ (شامیہ) صفحہ ۱۲۶

[۳] کما لا ینقض لو خرج من اذنہ ونحوہا کعینہ وثدیہ قیح ونحوہ کصدید وماء سرۃ وعین لا بوجع وان خرج بہ ای بوجع نقض لانہ دلیل الجرح ..... دمع من بعینہ رمد او عمش ناقض .....

مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رُکے اور اگر قے میں نرا بلغم گرا تو وضو نہیں گیا چاہے جتنا ہو منہ بھر ہو جائے۔ سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا چاہے کم ہو چاہے زیادہ بھر منہ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور بھر منہ ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جاویگا۔

مسئلہ ۱۶۔ اگر تھوڑی تھوڑی کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو منہ بھر ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا۔ اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی اور جی اچھا ہو گیا تھا۔ پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی سی قے ہو گئی۔ پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ ۱۷۔ لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گئی اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو جاتا رہا۔ اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا۔ اور اگر سجدے میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاویگا۔ مسئلہ ۱۸۔ اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سووے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبا لیوے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگاوے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ ۱۹۔ بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑی تو اگر گرکے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا۔ اور اگر بیٹھی جھومتی رہی گری نہیں تب بھی وضو نہیں گیا

مسئلہ ۲۰۔ اگر بیہوش ہو گئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا۔ چاہے بیہوشی

م وظاہر ان المراد الہیئۃ المسنونۃ فی حق الرجل لا المرأۃ ۱۲ (رد المحتار) ۳ بحوالہ مد ۵ وان نام قاعدا ووضع الیتیہ علی عقبیہ او وضع بطنہ علی فخذیہ لا ینتقض وضوءہ ۱۲ کبیری ۳ بحوالہ مد ۵ وان نام متساندا متمایل فسقط او انتبہ حین سقط فلا نقض وذکر الشامی وکذا الحل بالسقوط فی حال السقوط او استقر ثم انتبہ نقض ۱۲ (رد شامی) صفحہ $\frac{۱۳۵}{۱}$ ۵ وینقضہ اغماء ومنہ الغشی وجنون وسکر بان یدخل فی مشیہ تمایل ولو باکل الحشیشۃ ۱۲ (رد) صفحہ ۱۳۵ ج ۱ + مد یہ حکم عورتوں کا لکھا ہے اور اگر مرد سجدہ میں سو گئے تو وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ اسی طرح سجدہ کرے جس طرح مردوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے ۱۲ مد ۵ مقصد یہ ہے کہ جس طرح عورتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے اگر وہ اسی طرح سجدہ کریں اور اس میں سو جاویں تو وضو ٹوٹ جائیگا ۱۲ تصحیح الاغلاط +

سلہ وان قاء طعاما قلیلا قلیلا متفرقا وکان بحیث لو جمع یملأ الفم یعتبر اتحاد المجلس بان قاء الجمیع فی مجلس واحد یجمع عند ابی یوسف وقال محمد ان اتحد السبب (وہو الغثیان) یجمع الی ملاء وتفسیر اتحاد السبب ان اذا قاء ثانیا قبل سکون النفس عن الغثیان والہیجان اعنی الاضطراب والحرکۃ لدفع المعدۃ ما لا تطیق حملہ وصححہ ۱۲ (غنیۃ المستملی) صفحہ ۱۲۱

سلہ ولو نام مستندا الی ما لو ازیل عنہ لسقط ان کانت مقعدتہ زائلۃ عن الارض نقض بالاجماع وان کانت غیر زائلۃ فالصحیح انہ لا ینقض کذا فی التبیین ۱۲ فتاوی ہندیہ مختصرا و فی البحر الحق انہ ینقض حکما لنوم یزیل مسکۃ بحیث تزول مقعدتہ من الارض ہو النوم علی احد جنبیہ او ورکیہ او قفاہ او وجہہ والا یزل مسکتہ لا ینقض وان تعمد فی الصلوٰۃ او غیرہا علی المختار کالنوم قاعدا او مستندا الی ما لو ازیل لسقط علی المذہب وساجدا علی الہیئۃ المسنونۃ علی المعتمد قال العلامۃ الشامی تحت قولہ ساجدا وکذا قائما وراکعا بالاولیٰ والہیئۃ المسنونۃ بان یکون رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ

اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمبا کو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا۔ اور قدم ادھر اُدھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہو تو بھی وضو جاتا رہا۔

مسئلہ [۲۱] اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اُس نے آپ بھی اپنی آواز سن لی اور اُس کے پاس والیوں نے بھی سن لی جیسے کھل کھلا کر ہنسنے میں سب پاس والیاں سن لیتی ہیں اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی۔ اور اگر ایسا ہو کہ اپنے کو تو آواز سنائی دیوے مگر سب پاس والیاں نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والی سن لے۔ اس سے نماز ٹوٹ جاوے گی وضو نہ ٹوٹیگا۔ اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔ البتہ اگر چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہیں ہوئی زور سے نماز میں ہنسے یا سجدہ تلاوت میں بڑی عورت کو ہنسی آوے تو وضو نہیں جاتا۔ ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہیگی جس میں ہنسی آئی۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۲ و نمبر ۲۳ و نمبر ۲۴ و نمبر ۲۵ صفحہ ۵۸ پر درج کیا گیا۔

مسئلہ [۲۶] وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا۔ نہ وضو کے دہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ [۲۷] وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا۔ یا ننگی ہو کر نہائی اور ننگے ہی ننگے وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ بدون لاچاری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا گناہ کی بات ہے۔

مسئلہ [۲۸] جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں۔ تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی منہ بھر نہیں ہوئی اور اُس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا بدن میں لگ جاوے اُس کا دھونا واجب نہیں۔ اور اگر منہ بھر کے قے ہوئی اور خون زخم سے بہ گیا تو وہ نجس ہے اُس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی

سلہ وکذا القہقہۃ فی کل صلوٰۃ ذات رکوع و سجود تنقض الوضوء و الصلوٰۃ جمیعاً سواء کان عامدا او ناسیا وان قہقہہ فی صلوٰۃ الجنازۃ او سجدۃ التلاوۃ او سجدۃ السہو لا تنقض وضوءہ وان قہقہہ الصبی فی صلوٰتہ لا تنتقض وضوءہ ۱۲ (منیہ) سلہ ولو حلق الشعر او قلم الاظفار بعد ما توضا لا یجب علیہ الاعادۃ ولا امرار الماء علیہ ۱۲ (منیہ) سلہ وفی الدر ولا ینقضہ الوضوء بل ولا بل المحل بحلق راسہ ولحیتہ کما لا یعاد الغسل لمحل لا لا الوضوء بحلق شاربہ وحاجبہ و قلم ظفرہ وکشط جلدہ ۱۲ (شرح التنویر صفحہ ۱۰) سلہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر ۱۲ (کبیری) سلہ وکل ما لیس بحدث لیس بنجس کقلیل دم لو ترک لم یسل ولیس بنجس عند الثانی وہو الصحیح رفقا باصحاب القروح خلافا لمحمد وفی الجوہرۃ یفتی بقول محمد لو اصاب مائعا ای کالماء ونحوہ والمصنف الثیاب والابدان یفتی بقول ابی یوسف ۱۲ الدر شامی

سے قال الطحطاوی ... سجدۃ التلاوۃ ... [illegible]

قے کرکے کٹورے یا لوٹے کو منھ لگا کر کُلّی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جاویگا اس لئے چُلّو سے پانی لینا چاہئے۔ مسئلہ ۲۹ چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر منھ بھر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منھ بھر ہو تو نجس ہے۔ اگر بے اس کے دھوئے نماز پڑھیگی تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ ۳۰ اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اُس کا وضو باقی سمجھا جائیگا۔ اسی سے نماز درست ہے۔ لیکن پھر وضو کر لینا بہتر ہے۔ مسئلہ ۳۱ جس کو وضو کرنے میں شک ہوا کہ فلانا عضو دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہئے۔ اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پرواہ نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جاوے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اُسکو کر لیو۔ مسئلہ ۳۲ بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھووے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے۔ دوپٹہ یا کُرتے کے دامن سے جبکہ اس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو چھونا درست نہیں۔ ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اُس سے چھونا درست ہے۔ اور زبانی پڑھنا درست ہے۔ اور اگر کلام مجید کھلا ہوا رکھا ہے اسکو دیکھ دیکھ کے پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی تشتری کا چھونا بھی درست نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت لکھی ہو خوب یاد رکھو،

معذور کے احکام

مسئلہ ۱ جس کو ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی۔ یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کوئی ساعت بہنا بند نہیں ہوتا۔ یا پیشاب کی بیماری ہے کہ

ف کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی وسرۃ ان استوعب عذرہ تمام وقت صلوٰۃ مفروضۃ بان لا یجد فی جمیع وقتہا زمنا یتوضأ ویصلی فیہ خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بہ وہذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو مرۃ وفی حق الزوال یشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقۃ لانہ الانقطاع الکامل وحکمہ الوضوء لا غسل ثوبہ ونحوہ لکل فرض اللام للوقت کما فی لدلوک الشمس ثم یصلی بہ فرضا و

ما یقتضی ملاقا من جرۃ از طعام اوماء اذا وصل الی معدتہ وان لم یستقر وہو نجس مغلظا ولو من صبی ساعۃ ارتضاعہ وہو الصحیح ۱۲ (در مختار) ص ۱۲۲ ج ۱ ۵۲ ولو ایقن بالطہارۃ او شک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین ۱۲ (در ص ۱۵۶ ج ۱) ۵۳ شک فی بعض اعضاء وضوءہ اعاد ما شک فیہ لو فی خلالہ ولم یکن الشک عادۃ لہ وان لم یکن فی خلالہ بل کان بعد الفراغ منہ وان کان اول ما عرض لہ الشک او کان الشک عادۃ لہ وان کان فی خلالہ فلا یعید شیئا قطعا للوسوسۃ عنہ ۱۲ (در و شامی) ص ۱۵۶ ج ۱ ، ۵۴ ویحرم بہ ای بالاکبر وبالاصغر مس مصحف ای ما فیہ آیۃ کدرہم وجدار الا بغلاف متجاف ولا یکرہ النظر الیہ ای القرآن لجنب وحائض ونفساء ۱۲ (در مختار) ص ۱۳۲ ج ۱ ، ۵۵ وصاحب عذر من بہ سلس بول لا یمکنہ امساکہ او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاضۃ او بعینہ رمد او عمش او غرب وکذا

ف ولطلاقہ عن الواجب بالاداء فی ... ۱۲ (در مختار) ص ۲۱۴ ج ۱

ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے تو ایسے آدمی کو معذور کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے۔ جب تک وہ وقت رہیگا تب تک اُس کا وضو باقی رہیگا۔ البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جاوے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہیگا اور پھر سے کرنا پڑیگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اُس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہیگا نکسیر کے خون کی وجہ سے اُس کا وضو نہ ٹوٹیگا۔ البتہ اگر پاخانہ پیشاب کیا۔ یا سُوئی چُبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہا۔ پھر وضو کرے۔ جب یہ وقت چلا گیا۔ دُوسری نماز کا وقت آگیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض نفل جو نماز چاہے پڑھے مسئلہ۔ اگر فجر کے[1] وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی دوسرا وضو کرنا چاہیے۔ اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے۔ ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب عصر کا وقت آویگا تب نیا وضو کرنا پڑیگا۔ ہاں اگر کسی اور وجہ سے ٹوٹ جاوے تو یہ اور بات ہے مسئلہ[2]۔ کسی کے ایسا زخم تھا کہ ہر دم بہا کرتا تھا اُس نے وضو کیا۔ پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔

مسئلہ[3]۔ آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اُس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گذر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتی ہے تو اُس کو معذور نہ کہیں گے۔ اور جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اُس پر نہ لگا دیں گے البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گذر گیا کہ اس کو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا یہ معذور ہو گئی اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے۔ پھر جب دوسرا وقت

---

[1] فان توضؤا عین تطلع الشمس اجزاہم حتی یذہب وقت الظہر وہا عند ابی حنیفۃ و محمد وقال ابو یوسف و زفر اجزاہم حتی یدخل وقت الظہر ۱۲ (شرح الہدایۃ) صفحہ ج ۱

[2] والمعذور انما تبقی طہارتہ فی الوقت بشرطین اذا توضأ لعذرہ ولم یطرأ علیہ حدث آخر اما اذا توضأ لحدث آخر وعذرہ منقطع ثم سال او توضأ لعذرہ ثم طرأ علیہ حدث آخر بان سال احد منخریہ او جرحیہ او قرحتیہ ولو من جدری ثم سال الآخر فلا تبقی طہارتہ ۱۲ (شرح التنویر ج ۱ ص ۲۱۶)

[3] مسئلہ نمبر (۵) صفحہ گذشتہ باب ۱ میں ملاحظہ کرو ۱۲ ویبطل الوضوء عند خروج وقت الطہر نعنہ بالحدث السابق عالمگیری ج ۱

آوے تو اُس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے۔ بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور باقی رہیگی۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گذر جاوے جس میں خون بالکل نہ آوے تو اب معذور نہیں رہی۔ اب اس کا حکم یہ ہے کہ جس دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جاویگا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

مسئلہ[1] ظہر کا وقت شروع ہو گیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا۔ تو اخیر وقت[5] تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جاوے تو خیر نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہا کیا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گذرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگادینگے۔ اور اگر عصر[6] کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے۔ جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں پھر سے پڑھے۔

مسئلہ[2] ایسی معذور نے پیشاب پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت خون بند تھا۔ جب وضو کر چکی تب خون آیا۔ تو اس خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاویگا۔ البتہ جو وضو نکسیر وغیرہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر کے بہنے سے نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ[3] اگر یہ خون وغیرہ کپڑے میں لگ جاوے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جاویگا تو اُس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھریگا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائیگی۔ تو دھوڈالنا واجب ہے اگر ایک روپیہ[4] سے بڑھ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

غسل کا بیان

مسئلہ[1] غسل کرنیوالی کو چاہیئے کہ پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھووے۔ پھر استنجے

[5] پھر اگر وقت ہی میں اس کا بہنا بند ہو گیا تو وہ وقت مکروہ ہو تو یہ شخص معذور نہ ہوگا اور وقت کی نماز جو پڑھ لی ہے قضا کرنی ہوگی البتہ اگر اتنا وقت اب نہیں رہا کہ فرائض وضو ادا کر کے فرض نماز ادا کرسکے تو قضا لازم نہیں ہے۔ اگر نفل یا سنت پڑھی ہوں تو اُن کی قضا واجب نہیں ۱۲ الشرع۔ [4] ایک روپیہ کی برابر غلطی سے لکھا گیا تھا اصل میں یہ ہے۔ بڑھ جانے کے یہ معنی ہیں کہ روپیہ کے برابر جگہ سے زیادہ جگہ میں پھیل جاوے ۱۲ [illegible] قبل غسل [illegible] اور غسل کا [illegible] کرے [illegible] غسل کرتی ہو [illegible] غسل

[1] وان عرض بعد دخول وقت فرض انتظر الی آخره فان لم ینقطع یتوضأ ویصلی ثم ان انقطع فی اثناء الوقت الثانی یعید تلک الصلوٰة وان استوعب الوقت الثانی لا یعید لثبوت العذر حینئذ من وقت العروض ہدر در المختار، صفحہ ۲۱۲ ج ۱

[2] مسئلہ نمبر ۳ صفحہ ۶۲ میں ملاحظہ کرو ۱۲

[3] وان سال علی ثوبہ فوق الدرہم جاز له ان لا یغسله ان کان لو غسله تنجس قبل الفراغ منہا ای الصلوٰة والا یتنجس قبل فراغه فلا یجوز ترک غسله ہو المختار للفتویٰ ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۲۱۵ ج ۱

[4] وسنة البداءة بغسل یدیه وفرجه وان لم یکن به خبث اتباعا للحدیث وخبث بدنه ان کان علیه خبث لئلا یشیع ثم یتوضأ ثم یفیض الماء علی کل بدنه ثلاثا بادیا بمنکبه الایمن ثم الایسر ثم برأسه ثم علی بقیة بدنه مع دلکه ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۱۴۱ ج ۱

[5] یعنی اخیر وقت تک انتظار کرے وقت باقی رہے جس میں وضو کے فرائض ادا کر کے چار فرض پڑھ سکے

[6] عصر کے وقت بھی غیر مکروہ وقت تک انتظار کرے اگر جب بھی بہنا بند نہ ہو تو وضو کر کے نماز پڑھ لے

کی جگہ دھووے۔ ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی ہر حال
میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہئے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے۔ پھر وضو
کرے۔ اور اگر کسی[۱] چوکی یا پتھر پر غسل کرتی ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولیوے اور اگر
ایسی جگہ ہے کہ پیر بھر جاوینگے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑینگے[۲] تو سارا وضو کرے مگر
پیر نہ دھووے۔ پھر وضو کے بعد[۳] تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے۔ پھر تین مرتبہ داہنے
کندھے پر۔ پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے ایسی طرح کہ سارے بدن پر پانی بہ
جاوے۔ پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آوے اور پھر پیر دھووے۔ اور اگر وضو کے
وقت پیر دھولئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں مسئلہ[۴]۔ پہلے سارے بدن
پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لیوے تب پانی بہاوے تاکہ سب کہیں اچھی طرح پانی پہنچ جاوے
کہیں سوکھا نہ رہے۔ مسئلہ۔ غسل[۵] کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سنت کے موافق ہے
اس میں سے بعضی چیزیں فرض ہیں کہ بے اُن کے غسل درست نہیں ہوتا آدمی ناپاک رہتا
ہے۔ اور بعضی چیزیں سنت ہیں اُنکے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل
ہو جاتا ہے۔ فرض فقط تین چیزیں ہیں۔ اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے
ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔ سارے بدن پر پانی پہنچانا۔
مسئلہ۔ غسل[۶] کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور
نہ بہت کم لیوے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اس کو کوئی نہ دیکھے
اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے۔ اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے
اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے
ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔
مسئلہ[۷]۔ اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پاوے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے
چاہے کھڑی ہو کر نہاوے یا بیٹھ کر۔ اور چاہے غسل خانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ پٹی ہو لیکن

[۱] و یؤخر غسل الرجلین ان کان یقف حال الاغتسال فی محل یجتمع فیہ الماء لاحتیاج لغسلھما ثانیا من الغسالۃ ۱۲ مراقی الفلاح [۲] وفی المنیۃ ثم یتنحی عن ذلک المکان (ای الذی اغتسل فیہ) فیغسل رجلیہ الا ان یکون علی حجر او خشب او غیر ذلک ۱۲ (منیہ) [۳] وان یدلک کل اعضائہ فی المرۃ الاولی ۱۲ (منیہ) [۴] و فرض الغسل المضمضۃ و الاستنشاق وغسل سائر البدن ۱۲ (شرح الہدایۃ) [۵] وان لا یسرف فی الماء وان لا یقتر وان لا یستقبل القبلۃ وقت الغسل وان یغتسل فی موضع لا یراہ احد و ان لا یتکلم بکلام الدنیا قط ویستحب ان یمسح بدنہ بمندیل بعد الغسل وان یغسل رجلیہ بعد اللبس ۱۲ (منیہ) [۶] ویستحب ان یغتسل بمکان لا یراہ فیہ احد لا یحل لہ النظر لعورتہ لاحتمال ظہورہا فی حال الغسل او لبس الثیاب لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر ۱۲ مراقی الفلاح

بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔ اور ناف سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک
دوسری عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا گناہ ہے۔ اکثر عورتیں دوسری کے سامنے
بالکل ننگی ہوکر نہاتی ہیں۔ یہ بڑی[۵۱] بُری اور بے غیرتی کی بات ہے۔
مسئلہ[۶] جب[۵۲] سارے بدن پر پانی پڑ جاوے اور کُلی کرلے اور ناک میں پانی ڈال
لے تو غسل ہو جاویگا۔ چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو۔ تو اگر پانی برستے میں
ٹھنڈی ہونے کی غرض سے کھڑی ہوگئی۔ یا حوض وغیرہ میں گر پڑی اور سب بدن بھیگ
گیا اور کُلی بھی کرلی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہوگیا۔ اسی طرح غسل کرتے وقت
کلمہ[۵۷] پڑھنا یا پڑھ کر پانی پر دم کرنا بھی ضروری نہیں۔ چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ ہر حال
میں آدمی پاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ نہاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے اس وقت
کچھ نہ پڑھے مسئلہ[۷] اگر بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جاویگی تو غسل نہ ہوگا
اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گئی یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا
مسئلہ[۸] اگر غسل کے بعد یاد آوے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب
نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اُسی کو دھولیوے۔ لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے
بلکہ تھوڑا پانی لیکر اس جگہ بہانا چاہیئے۔ اور اگر کلی کرنا بھول گئی ہو تو اب کُلی کرلے۔ اگر
ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے۔ غرضکہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کرلے۔ نئے
سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ[۹] اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر
پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر چھوڑ کر سارا بدن دھولیوے تب بھی غسل درست ہوگیا
لیکن جب اچھی ہو جائے تو اب سر دھو ڈالے۔ پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے
نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۰ صفحہ ۸۶ پر درج کیا گیا۔
مسئلہ[۱۱] اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں
پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک بال بھی سوکھا رہ گیا۔ یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا

---

۵۱ نظر الجنس الی الجنس مباح فی الضرورة لا فی حالة الاختیار ۱۲ (رد المحتار منہ ج ۱)

۵۲ لان النیة لیست بشرط فی الوضوء والاغتسال حتی ان الجنب اذا انغمس فی الماء الجاری او فی الحوض الکبیر او تبرد او قام فی المطر الشدید وتمضمض واستنشق یخرج من الجنابة ۱۲ (منیہ ص ۴۵)

۵۳ ولو بقی شیء من بدنہ لم یصبہ الماء لم یخرج من الجنابة قل ۱۲ (منیہ ص ۵۷)

۵۴ ولو ترکہا ای المضمضة او الاستنشاق او لمعة من ای موضع کان من البدن ناسیا ثم تذکر تمضمض ویغسل اللمعة ۱۲ (منیہ)

۵۵ ولو مرض غسلہا ترکہ و مسح ۱۲ (شرح التنویر ص ۱۵۹ ج ۱)

۵۶ والمرأة فی الغسل والاغتسال کالرجل لکن الشعر المسترسل منہا فلو کان شعرہا موضوعا فی الغسل اذا بلغ الماء اصول شعرہا بخلاف الرجل ۱۲ (منیہ ص ۱۶)

۵۷ بلکہ ایسے وقت کلمہ پڑھنا یا کلمہ پڑھ کر پانی پر دم کرنا اور اس خاص وقت میں اس کو ثواب سمجھنا بدعت ہے ۱۲

تو غسل نہ ہوگا۔ اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے۔ البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے۔ اور اگر بے کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگو دے۔

مسئلہ ۱۲: نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلّوں کو خوب ہلا لیوے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جاوے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصد کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے۔ ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو۔ البتہ اگر انگوٹھی چھلّے ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی پانی پہنچ جاوے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا اب بھی مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا۔ جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے۔ اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا وے۔ **مسئلہ ۱۴**: ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔

مسئلہ ۱۵: کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہئے۔ پانی نہ پہنچیگا تو غسل نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۶**: اگر نہاتے وقت کلّی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا۔ کیونکہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے کلّی کرے یا نہ کرے۔ البتہ اگر ایسی طرح پانی پیوے کہ سارے منہ میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے کلّی کر لینا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۷**: اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا غسل ہو گیا۔

مسئلہ ۱۸: اگر دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا دانہ پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

ف یہ حکم فقط عورتوں کا ہے اور اگر مرد کے بڑے بڑے بال ہوں اور چوٹی گندھی ہو تو مرد کو معاف نہیں بلکہ کھول کر سارے بال بھگونا فرض ہے ۱۲

ف امرأة اغتسلت هل تتكلف فى ايصال الماء الى ثقب القرط اھ قال تتكلف فيه كما تتكلف فى تحريك الخاتم ان كان ضيقا ۱۲ الاسفيه ص۵۰

ف امرأة اغتسلت وقد كان بقى فى اظفارها عجين قد جف لم يجز غسلها ۱۲ (منيه) ص۱۰ و (شامی) ص۱۶۰ ج۱

ف اذا كان برجله شقاق فجعل فيه الشحم ان كان لا يضره ايصال الماء الى ما تحته لا يجوز غسله ووضوءه وان كان يضره يجوز ۱۲ (منيه) ص۱۷

ف ويجب اى يفرض غسل كل ما يمكن من البدن بلا حرج كاذن وسرة وشارب وحاجب واثناء لحية ۱۲ (شرح التنوير) ص۱۵۷ ج۱

ف وشرب الماء يقوم مقام المضمضة اذا بلغ الماء الفم كله والا فلا ۱۲ (منيه) ص۱۵

ف دهن رجليه ثم توضأ امر الماء على رجليه ولم يقبل الماء للدسومة جاز لوجود غسل الرجلين ۱۲ (رد المحتار) ص۱۴۶ ج۱

ف رجل اغتسل وبقى بين اسنانه طعام قال الفقيه ان كان لم ينفذ الماء تحته لا يجوز ۱۲

مسئلہ[19] ہاتھ پیر اُنگلیاں پھٹ گئیں یا بالوں میں آٹا گوندلگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوندھ خوب چھڑا ڈالے اور انگلیاں دھو ڈالے۔ اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچے گا وہ یہی اوپر اوپر سے بہ جاویگا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ[20] اگر مسی کی دھڑی جمائی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے۔ نہیں تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ[21] کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لئے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑائے تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے اس کے چھڑائے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔ نوٹ۔ جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان صفحہ ۸۶ پر درج کیا گیا ہے۔

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس پانی سے درست نہیں

مسئلہ[1] آسمان سے برسے ہوئے پانی اور ندی نالے چشمے اور کنوئیں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری ہو۔ مسئلہ[2] کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔ مسئلہ[3] جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں جیسے شربت شیرہ اور شوربا اور سرکہ اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔ مسئلہ[4] جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بو میں کچھ فرق آگیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں ریت ملی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آگیا۔

ف[1] اذا کان علی ظاہر البدن جلد سمک او خبز ممضوغ قد جف فتوضأ ولم یصل الماء الی ما تحتہ لم یجز ۱۲ منیہ صفحہ ۱
ف[2] لان المضمضۃ فرض فی الغسل ولانہا فی حکم الشقۃ الاولی ۱۲
ف[3] رجل رمدت عینہ فرمصت فاجتمع رمصہا فی الماق یجب ان یتکلف فی ایصال الماء ان لم ینفسر کما یجب ان یتکلف فی ایصال الماء الی الماق ۱۲ منیہ صفحہ
ف[4] یرفع الحدث مطلقا بماء مطلق ہو ما یتبادر عند الاطلاق کماء سماء واودیۃ وعیون وآبار وبحار وثلج مذاب ۱۲ شرح التنویر
ف[5] وکذا یجوز بماء خالطہ طاہر جامد مطلقا … اوتغیر بطول مکث … او یقصد بخلط التنظیف کالاشنان والصابون او یکون شیئا آخر کالزعفران لکن فی البحران امکن الصبغ بہ لم یجز ۱۲ شرح التنویر درر صفحہ ۱۹۲ ج ۱
ف[6] ولا بعصیر نبات ای معتصر من شجر او ثمر ۱۲ شرح التنویر

یاصابون پڑ گیا۔ یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے[۱]۔

مسئلہ[۲] اور اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اُس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اُس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اُس سے وضو درست ہے جیسے مُردہ نہلانے کے لئے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈالدیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

مسئلہ[۳] کپڑا رنگنے کے لئے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اُس سے وضو درست نہیں

مسئلہ[۴] اگر پانی میں دودھ مل گیا۔ تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح پانی میں آگیا ہو تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ[۵] جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اُس سے وضو کرے۔ فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو۔ اگر اُس کے ہوتے ہوئے تیمم کریگی تو تیمم نہ ہوگا

مسئلہ[۹] کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتّے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اُس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے

مسئلہ[۱۰] جس پانی میں نجاست پڑ جاوے۔ اُس سے وضو غسل کچھ درست نہیں چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اُس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے۔ اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائیگا۔ اُس سے وضو درست نہیں۔ اور جو پانی گھاس تنکے پتّے وغیرہ کو بہالیجائے وہ بہتا پانی ہے چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو

مسئلہ[۱۱] بڑا بھاری حوض جو دس[۱۲] ہاتھ لمبا اور دس[۱۳] ہاتھ چوڑا ہو اور

والجاری مالا یتکرر استعمالہ وقیل ما یذہب بتبنۃ ۱۲ (شرح البدایۃ) ص۴۱ ج۱ ۷ اما الحوض اذا کان عشراً فی عشر

۱ ولو طبخ فیہ الحمص او الباقلاء وریح الباقلاء یوجد فیہ لا یجوز بہ وان طبخ فی الماء ما یقصد بہ المبالغۃ فی النظافۃ کالاشنان والصابون جاز الوضوء بہ بالاجماع الا اذا صار ثخیناً ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۱۳ ج۱

۲ التوضی بماء الزعفران والزردج والعصفر یجوز ان کان رقیقاً والماء غالب فان غلبت الحمرۃ وصار متماسکاً لا یجوز بہ التوضی ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۱۳ ج۱

۳ ان کان الذی یخالطہ مما یخالف لونہ لون الماء کاللبن وماء العصفر والزعفران ونحو ذلک تعتبر الغلبۃ فی اللون ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۱۲ ج۱

۴ لو وجد ماء قلیلاً ولم یتیقن بوقوع النجاسۃ یتوضأ بہ فیغتسل ولا یتیمم ۱۲ (منیہ) ص۳۲

۵ وکذا یجوز بماء خالطہ طاہر جامد کاشنان وزعفران وفاکہۃ وورق شجر ۱۲ (شرح التنویر) ص۱۹۲ ج۱

۶ وکل ماء وقعت النجاسۃ لم یجز الوضوء بہ قلیلاً کانت النجاسۃ او کثیراً او الماء الجاری اذا وقعت فیہ نجاسۃ جاز الوضوء بہ اذا لم یر لہا اثر

۲۴ فہو کبیر لا یتنجس بوقوع النجاسۃ اذا لم یر لہا اثر اذا کانت النجاسۃ غیر مرئیۃ ولیس الرجل بان یتوضأ او یغتسل فی الحوض الکبیر بناحیۃ الجیفۃ۔ والاصل فیہ انہا اذا کانت مرئیۃ لا یجوز ان یتوضأ واذا لم تکن مرئیۃ جاز مطلقاً ۱۲ (منیہ)

اتنا گہرا ہو کہ اگر چُلّو سے پانی اُٹھاویں تو زمین نہ کھُلے۔ یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے ایسے حوض کو دَہ در دَہ کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جاوے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب۔ خون۔ شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر چاہے وضو کرے۔ اور اگر ایسی نجاست پڑ جاوے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مُردہ کتا تو جدھر پڑا ہو اُس طرف وضو نہ کرے۔ اس کے سوا اور جس طرف چاہے کرے البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جاوے کہ رنگ یا مزہ بدل جاوے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جاویگا۔ مسئلہ ۱۲۔ اگر بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ حوض بھی دَہ در دَہ کے مثل ہے۔ مسئلہ ۱۳۔ چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالہ چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہے تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اُس سے مِل کر آتا ہے تو وہ پانی نجس ہے۔ مسئلہ ۱۴۔ اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ میں نہ آجاوے۔ مسئلہ ۱۵۔ دَہ در دَہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے۔ اگر وہیں سے پھر پانی اُٹھالیوے تو بھی جائز ہے۔ مسئلہ ۱۶۔ اگر کوئی کافر یا لڑکا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالدے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جاوے کہ اُس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جاویگا لیکن چونکہ چھوٹے بچوں کا کچھ اعتبار نہیں اس لیے جب تک کوئی اور پانی ملے اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ ۱۷۔ جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جاوے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ جیسے مچھر۔ مکھی۔ بھڑ۔ تتیا۔ بچھو۔ شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔

ولو ادخل الصبی یدہ فی الاناء لایتوضأ بہ استحسانا ولو توضأ بہ جاز ۱۲ (منیۃ المصلی) صـ۲۵ ‌ ۶ وموت الیس لہ نفس سائلۃ فی الماء لاینجسہ کالبق والذباب والزنابیر والعقرب ونحوہا ۱۲ (شرح البدایۃ) صـ۴۲ ج ۱

---

۱ ولو الطول لا عرض من یبلغ عشراً فی عشر جاز تیسرا ۱۲ (شرح التنویر) صـ۱۹۹ ج ۱

۲ ماء المطر اذا جری فی میزاب السطح وکان علی السطح عذرات فالماء طاہر اما اذا کانت العذرۃ عند المیزاب او کان الماء کلہ او نصفہ او اکثرہ یلاقی العذرۃ فہو نجس والا فہو طاہر وان سال المطر من السقف او من الثقب ان کان المطر دائما لم ینقطع بعد فہو طاہر وان انقطع المطر وسال الثقب ان کان علی جمیع السطح او علی اکثرہ نجاسۃ فہو نجس ۱۲ (منیہ) صـ۳۱

۳ وان کان الماء یجری ضعیفا ینبغی ان یتوضأ علی الوقار حتی یمر عنہ الماء المستعمل ۱۲ (منیۃ المصلی) صـ۲۷

۴ اذا غسل وجہہ فی حوض کبیر فسقط من غسالتہ فی الماء فرفع من موضع الوقوع قبل التحریک قالوا ۔۔۔ قول ابی یوسف لایجوز الا عند التحریک شرط ومشائخ بخاری قالوا یجوز لعموم البلوی ۱۲ (منیۃ المصلی) صـ۲۵

۵ ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیہم لاینجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسۃ حقیقیۃ

مسئلہ ۱۸ ؎ جس کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو۔ اُس کے مرجانے سے پانی خراب نہیں ہوتا پاک رہتا ہے جیسے مچھلی۔ مینڈک۔ کچھوا۔ کیکڑا وغیرہ۔ اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مرجائے جیسے سرکہ۔ شیرہ۔ دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے۔ یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے نہ اس کے مرنے سے۔ لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جاوے گی۔ فائدہ دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلّی لگی ہوتی ہے۔ اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔ مسئلہ ۱۹ ؎ جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اُس کی پیدائش پانی کی نہ ہو۔ اس کے مرجانے سے پانی خراب و نجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح الگ مرکر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے۔ مسئلہ ۲۰ ؎ مینڈک کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مرکر بالکل گل جاوے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں ملجاوے تو بھی پانی پاک ہے لیکن اس کا پینا اور اُس سے کھانا پکانا درست نہیں البتہ وضو اور غسل اُس سے کرسکتے ہیں۔ مسئلہ ۲۱ ؎ دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانیکا ڈر ہے اس لئے اُس سے وضو غسل نہ کرنا چاہیے۔ مسئلہ ۲۲ ؎ مُردار کی کھال کو جب دھوپ میں سُکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کریں کہ پانی مرجاوے اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے اُس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ اور مشک وغیرہ بنا کر اُس میں پانی رکھنا بھی درست ہے۔ لیکن سُور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔ مسئلہ ۲۳ ؎ کتا۔ بندر۔ بلی۔ شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے بسم اللہ کہکر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ ذبح کرنے سے اُن کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور اُن کا کھانا درست نہیں۔

؎ ویجوز رفع الحدث بما ذکر وان مات فیہ اے الماء ولو قلیلا غیر دموی کزنبور وعقرب وبق ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیرہ کسمک وسرطان وضفدع الا بریا لہ دم سائل وھو مالا سترۃ لہ بین اصابعہ فیفسد فی الاصح کحیۃ بریۃ ان لہا دم والا لا وکذا الحکم لو مات ماذکر خارجہ ولقی فیہ فی الاصح فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لا شربہ لحرمۃ لحمہ ۱۲ درمختار شرح التنویر بحذف ص ۱۸۹ ج ۱ ۱۲

؎ وینجس الماء القلیل بموت مائی معاش بری مولد فی الاصح کبط واوز ۱۲ در شرح التنویر ص ۱۹۱ ج ۱ ۱۲

؎ مسئلہ نمبر ۱۷ صفحہ ہذا کے حاشیہ نمبر ۱ میں گزر چکا ہے ۱۲

؎ قدمنا فی مندوبات الوضوء ان لا یکون بماء مشمس وبہ صرح فی الحلیۃ مستدلا بما صح عن عمر من النہی عنہ ولذا صرح فی الفتح بکراہتہ ۱۲ رد المحتار ص ۱۹۶ ج ۱ باب المیاہ

؎ کل اہاب دبغ فقد طہر الا جلد الخنزیر والآدمی ۱۲ شرح الہدایہ ص ۴۲ ج ۱ وفی شرح التنویر کل اہاب دبغ ولو بشمس وہو یحتملہما ص

[illegible]

مسئلہ[۱۴] مُردار کے بال اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں۔ اگر پانی میں پڑ جاویں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اُس مُردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جاویگا مسئلہ[۱۵] آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن اُن کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہیے

کنویں کا بیان

مسئلہ[۱] جب کنویں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت۔ سارا پانی نکالنا چاہیے۔ جب سارا پانی نکل جاویگا تو پاک ہو جاویگا۔ کنویں کے اندر کے کنکر دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب آپ ہی آپ پاک ہو جاویں گے۔ اسی طرح رسّی ڈول، جس سے پانی نکالا ہے۔ کنویں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جاویگا۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔ فائدہ۔ سب پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جاوے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے مسئلہ[۲] کنویں میں کبوتر یا گوریا یعنی چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا۔ اور مُرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے۔ اور سارا پانی نکالنا واجب ہے مسئلہ[۳] کتا۔ بلی۔ گائے۔ بکری پیشاب کر دے یا کوئی اور نجاست گرے تو سب پانی نکالا جاوے مسئلہ[۴] اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کے مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے اور اگر باہر مرے پھر کنویں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے کہ سب پانی نکالا جاوے مسئلہ[۵] اگر کوئی جاندار چیز کنویں میں مر جاوے اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے تب بھی سب پانی نکالا جاوے چاہے چھوٹا جانور ہو چاہے بڑا۔ تو اگر چوہا یا گوریا مر کر پھول جاوے یا پھٹ جاوے تو سب پانی نکالنا چاہیے ؛

[۱۴] شعر المیتة وعظمها طاهر ۱۲ (هدایه) وکذا لعصب والحافر والخف والظلف والقرن والصوف والوبر والریش والسن والمنقار والمخلب الی ان قال ولو وقع فی البئر عظم میتة وعلیه لحم او دسم ینجس والا لا ۱۲ (فتاوی هندیه) ص ۱۵ ج ۱

[۱۵] شعر الانسان وعظمه طاهر ۱۲ (شرح الہدایة) ص ۴۲ ج ۱

[۱] اذا وقعت فی البئر نجاسة نزحت وکان نزح ما فیها من الماء طهارة لها باجماع السلف ۱۲ (در مختار) ص ۱۴۰ (شرح الہدایة) ص ۴۵ تم بطهارة البئر یطهر الدلو والرشاء والبکرة ونواحی البئر والید ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص ۱۳

[۲] وان وقع خرء الحمام والعصفور فی البئر لم یفسدها وهذا مذهبنا وان وقع خرء الدجاجة افسده وکذا خرء البط والاوز ۱۲ (منیه) ص ۴۶

[۳] وان بالت فیها شاة او بقرة تنجس الا عند محمد ۱۲ (منیة المصلی) ص ۵۹

[۴] وان ماتت فیها شاة او آدمی او کلب نزح جمیع ما فیها من الماء ۱۲ (شرح الہدایة) ص ۴۵ وفی شرح التنویر فلو وقعت نجاسة فی بئر دون القدر الکثیر او مات فیها او خارجها والقی فیها حیوان ... کل مائها ۱۲ (مختصر) ص ۱۴

[۵] ...

مسئلہ[۶] اگر چوہا گوریا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں۔ تو بیس[۷] ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے۔ لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔ اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔

مسئلہ۔ بڑی چھپکلی[۸] جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جاوے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس[۷] ڈول نکالنا چاہئے۔ اور تیس[۸] ڈول نکالنا بہتر ہے۔ اور جس میں[۹] بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اُس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ۔ اگر کبوتر یا مُرغی یا بلّی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جاوے اور پھولا نہیں تو چالیس[۴] ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ[۵] ڈول نکال دینا بہتر ہے۔ مسئلہ[۹] جس کنوئیں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اُسی کے حساب سے نکالنا چاہئے۔ اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگا لینا چاہئے۔ اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں۔ اور اگر چار ڈول سماتا ہو تو چار ڈول سمجھنا چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جے ڈول پانی آتا ہوگا اُسی کے حساب سے کھینچا جاویگا۔ مسئلہ[۱۰] اگر کنوئیں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اُس میں سے اور نکلتا آتا ہے۔ تو جتنا پانی اُس میں اسوقت موجود ہے اندازہ کر کے اسقدر نکال ڈالیں

فائدہ پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگاتار سو ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا۔ اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب لگا لو کہ سو ڈول میں ایک ہاتھ پانی ٹوٹا تو پانچ ہاتھ پانی پانسو ڈول میں نکل جاویگا دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو۔ اور اُس کا اندازہ آتا ہو ایسے دو دیندار مسلمانوں سے اندازہ کرا لو جتنا وہ کہیں نکلوا دو۔ اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوا دیں مسئلہ[۱۱] کنوئیں میں مرا ہوا چوہا یا اور کوئی جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے۔ تو جن لوگوں نے اس کنوئیں سے وضو کیا ہے

---

۵۱ وان ماتت فیہا فارۃ او عصفورۃ او سودانیۃ او صعوۃ او سام ابرص نزح منہا عشرون دلوا الی ثلثین بحسب کبر الدلو وصغرہا یعنی بعد اخراج الفارۃ ۱۲ (شرح البدایۃ) ص۲۶ ج۱

۵۲ حاشیہ نمبر میں آگیا

۵۳ وموت مالیس لہ نفس سائلۃ فی الماء لاینجسہ ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص۵ ج۱

۵۴ فان ماتت فیہا حمامۃ او نحوہا کالدجاجۃ والسنور نزح منہا ما بین اربعین دلوا الی ستین ۱۲ (شرح البدایۃ) ص۲۷ ج۱

۵۵ ثم المعتبر فی کل بیر دلوہا الذی یستقی بہ منہا وقیل لو یسع فیہا صاع دلو نزح منہا بدلو عظیم مرۃ مقدار عشرین دلوا جاز لحصول المقصود ۱۲ (شرح البدایۃ) ص۲۷ ج۱

۵۶ وان کانت البیر معینۃ بحیث لایمکن نزحہا اخرجوا مقدار ما کان فیہا من الماء وطریق معرفتہ ان تحفر حفرۃ مثل موضع الماء من البیر ویصب فیہا ینزح منہا الی ان تمتلئ او ترسل فیہا قصبۃ وتجعل لمبلغ الماء علامۃ ثم ینزح منہا مثلا عشر دلاء ثم تعاد القصبۃ فتنظر کم انتقص فینزح لکل قدر منہا عشر دلاء وہذان عن ابی یوسف وعن محمد نزح مائتا دلو الی ثلثمائۃ وقیل یؤخذ بقول رجلین لہما بصارۃ فی امر الماء وہذا اشبہ بالفقہ ۱۲ (شرح البدایۃ بحذف) ص۲۷ ج۱ و (در المختار) ص۲۲ ج۱ و (ملیۃ المصلی) ص۵۹

۵۷ وان وجدوا فی البیر فارۃ او غیرہا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ایک دن رات کی نمازیں دہراویں اور اُس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر اُن کو دھونا چاہیئے اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہیئے۔ البتہ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو نہیں کیا ہے وہ نہ دہراویں۔ یہ بات تو احتیاط کی ہے اور بعضے عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنوئیں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے اس سے پہلے کی نماز وضو سب درست ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے

مسئلہ ۱۲ [1] جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈھنے کے واسطے کنوئیں میں اُترا اور اُس کے بدن اور کپڑے پر آلودگی نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا ایسے ہی اگر کافر اُترے اور اُس کے کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جاویگا اور سب پانی نکالنا پڑیگا اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کپڑا پاک ہے یا ناپاک ہے تب بھی کنواں پاک سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر دل کی تسلی کے لئے بیس یا تیس ڈول نکلوا دیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ ۱۳ [2] کنوئیں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے کچھ نہ نکالا جائے۔ مسئلہ ۱۴ [3] چوہے کو بلی نے پکڑا اور اُس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا۔ پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون بھرا ہوا کنوئیں میں گر پڑا۔ تو سارا پانی نکالا جاوے۔ مسئلہ ۱۵ [4] چوہا نابدان میں سے نکل کر بھاگا اور اُس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنوئیں میں گر پڑا تو سب پانی نکالا جاوے چاہے چوہا کنوئیں میں مر جاوے یا زندہ نکلے۔

مسئلہ ۱۶ [5] چوہے کی دُم کٹ کر گر پڑی تو سارا پانی نکالا جاوے۔ اسی طرح وہ [6] چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اُس کی دم گرنے سے بھی سب پانی نکالا جاوے ؏

[1] البدائع انہ روایۃ عن الامام لانہ لا یخلو من نجاسۃ حقیقیۃ او حکمیۃ حتی لو اغتسل فوقع فیہا من ساعتہ لا ینزح منہا شیٔ اولٰی ولعل نزحہا للاحتیاط ۱۲ (رد المحتار) ص۲۲ ج۱ [2] لو اخرج (ای الحیوان) حیا ولیس بنجس العین ولا بہ حدث او خبث لم ینزح شیٔ الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسؤرہ ۱۲ (شرح التنویر) [3] اذا کان فی الحیوان خبث ای نجاسۃ وعلم بہا فانہ نجس مطلقاً ۱۲ (رد المحتار) ص۲۱۹ ج۱ و (فتاویٰ ہندیہ) ص۲۰ ج۱ [4] حاشیہ نمبر ۳ میں دیکھو ۱۲ [5] لو قطع ذنب الفارۃ والقی فی البئر نزح جمیع الماء ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص۲۰ ج۱ و (رد المحتار) ص۲۱۸ ج۱ [6] وکذا (ای نجس) الوزغۃ اذا کانت کبیرۃ لہا دم سائل ۱۲ (غنیۃ المستملی) ص۹۰

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)
ولا یدری متی وقعت ولم تتفسخ اعادوا صلوٰۃ یوم ولیلۃ اذا کانوا توضأوا منہا وغسلوا کل شیٔ اصابہ ماؤہا وان کانت تفسخت او انتفخت اعادوا صلوٰۃ ثلٰثۃ ایام ولیالیہا وہذا عند ابی حنیفۃ وقالا لیس علیہم اعادۃ شیٔ حتی یتحققوا انہا متی وقعت لان الیقین لا یزول بالشک ۱۲ (شرح الہدایۃ) ص۴۰ (غنیہ) ص۵۲

حاشیہ متعلق صفحہ ہذا

[1] اذا انغمس فی البئر لطلب الدلو فعند ابی یوسف الرجل بحالہ لعدم الصب وہو شرط عندہ لاسقاط الفرض والماء بحالہ لعدم الامرین وعند محمد کلاہما طاہران الرجل لعدم اشتراط الصب والماء لعدم نیۃ القربۃ وعند ابی حنیفۃ کلاہما نجسان الماء لاسقاط الفرض عن البعض لاول الملاقاۃ والرجل لبقاء الحدث فی بقیۃ الاعضاء وقیل عندہ نجاسۃ الرجل بنجاسۃ الماء المستعمل وعنہ ان الرجل طاہر لان الماء لا یعطی لہ حکم الاستعمال قبل الانفصال وہو اوفق الروایات ۱۲ (شرح الہدایۃ) ص۴۱ (غنیہ) ص۵۲ وفی رد المحتار نقل فی الذخیرۃ عن کتاب الصلوٰۃ للحسن ان الکافر اذا وقع فی البئر نزح الماء وفی ص

مسئلہ ۱۸: جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز کیسی ہے۔ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہوگئی ہے جیسے ناپاک کپڑا، ناپاک گیند، ناپاک جوتہ تب تو اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں۔ اگر وہ ایسی چیز ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مُردہ جانور چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہوگیا ہے اُس وقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا اور جب یقین ہو جاوے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائیگا۔

مسئلہ ۱۹: جتنا پانی کنویں میں سے نکالنا ضرور ہو چاہے ایک قسم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کرکے کئی دفعہ نکالیں ہر طرح پاک ہو جائیگا۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ ۱: آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے بددین ہو یا حیض سے ہو یا ناپاک ہو یا نفاس میں ہو ہر حال میں پاک ہے۔ اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے۔ البتہ اگر اس کے ہاتھ یا منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جاویگا۔ مسئلہ ۲: کتے کا جھوٹا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں منہ ڈالدے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا۔ دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھووے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جاوے۔ مسئلہ ۳: سور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے پھاڑ چیر کر کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔ مسئلہ ۴: بلی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے۔ تو اور پانی ہوتے وقت اس سے وضو نہ کرے۔ البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اُس سے وضو کرلے۔ مسئلہ ۵: دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈالدیا

۴ مکروہ ۱۲ (شرح الہدایۃ) ص ۴۹ ج ۱ (در) ص ۲۳ ج ۱ ۔ ۵ سور ہرۃ ودجاجۃ مخلاۃ وسباع طیر وسواکن بیوت طاہر مکروہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلاً کاکلہ لفقیر ۱۲ (شرح التنویر) ص ۲۳ ج ۱ (ہدایہ) ص ۴۹ ج ۱

ملہ ولو غفت فی البیر خشبۃ نجسۃ او قطعۃ ثوب نجس وتعذر اخراجہا وتغیبت فیہا طہرت الخشبۃ والثوب تبعا لطہارۃ البیر ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ج ۱ ص ۱۲ وفیہ وفی المختار او وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجہ فما دام فیہا فنجسۃ فتترک مدۃ یعلم انہ استحال وصار حماۃ وقیل مدۃ ستۃ اشہر ۱۲ ص ۲۴ ج ۱
ملہ اذا نزح البعض ثم وجد فی الغد اکثر ما ترک فقیل نزح الکل وقیل مقدارہا عند الترک وہو الصحیح ۱۲ (رد المختار) ج ۱ ص ۲۱۱
ملہ سور الآدمی والاکل لحمہ طاہر لان المختلط اللعاب وقد تولد من لحم طاہر فیکون طاہراً ویدخل فی ہذا الجواب الجنب والحائض ۱۲ (شرح الہدایۃ) ص ۴۸ ج ۱ وفی الفتاوی الہندیۃ سور الآدمی طاہر ویدخل فی ہذا الجنب والحائض والنفساء والکافر الا سور شارب الخمر ومن دمی فوہ اذا شرب علی فور ذلک فانہ نجس الا ان ابتلع ریقہ مراراً طہر فمہ علی الصحیح ۱۲ ص ۱۵ ج ۱
ملہ وسور الکلب نجس ویغسل الاناء من ولوغہ ثلثا ۱۲ (شرح الہدایۃ) ص ۴۹ ج ۱ (در المختار) ص ۲۲۹ ج ۱
ملہ سور الخنزیر وسور سباع البہائم نجس ۱۲ (شرح الہدایۃ) ص ۴۹ ملہ سور الہرۃ [illegible]

تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہو تو اسے نہ کھانا چاہیے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھا لیوے اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے **مسئلہ**۶ بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جاویگا۔ اور جو تھوڑی دیر ٹھیر کر منہ ڈالے کر اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہی رہے گا **مسئلہ**۷ کھلی ہوئی مرغی جو ادھر ادھر گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہے اُس کا جھوٹا مکروہ ہے اور جو مرغی بند رہتی ہو اُس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔ **مسئلہ**۸ شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔ لیکن جو پالو ہو اور مردار نہ کھانے پاوے نہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے۔ **مسئلہ**۹ حلال جانور جیسے مینڈھا بکری۔ بھیڑ گائے بھینس۔ ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیاں جیسے مینا۔ طوطا۔ فاختہ۔ گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ **مسئلہ**۱۰ جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ بچھو۔ چوہا۔ چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ۱۱ اگر چوہا روٹی کتر کر کھاوے تو بہتر یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھاوے **مسئلہ**۱۲ گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے۔ سو اگر کہیں فقط گدھے خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور چاہے پہلے وضو کرے چاہے پہلے تیمم کرے دونوں اختیار ہیں۔ **مسئلہ**۱۳ جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے اُن کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے اُن کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے اُن کا پسینہ بھی مکروہ ہے۔ اور گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے کپڑے اور بدن پر لگ جاوے تو دھونا واجب نہیں لیکن دھو ڈالنا بہتر ہے **مسئلہ**۱۴ کسی نے بلی پالی وہ پاس آ کر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اُس کا لعاب لگے تو اس کو دھو ڈالنا چاہیے۔ اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔

۱۵ لحست الھرۃ کف رجل یکرہ ان یدعہا تفعل ذلک ۱۲ (تنبیہ الغافل صا۷ د فتاوی ہندیہ صا۱ ج۱)

ف۱ ولو اکلت الفارۃ ثم شربت علی فورہ تنجس الا اذا مکثت ساعۃ ۱۲ (شرح الہدایۃ صا۳ ج۱)
ف۲ وسور الدجاجۃ المخلاۃ مکروہ لانہا تخالط النجاسۃ وکانت محبوسۃ بحیث لا یصل منقارہا الی ما تحت قدمیہا لا یکرہ لتوقع الامن عن النجاسۃ ۱۲ (شرح الہدایۃ صا۳۰ ج۱)
ف۳ نیز صفحہ گذشتہ ملاحظہ کرو ۱۲
ف۴ سور ما یؤکل لحمہ من الدواب والطیور طاہر ما خلا الدجاجۃ المخلاۃ والابل الجلالۃ فسورہا یکرہ ۱۲ (فتاوی ہندیہ ص۱۵ ج۱، دہلی ص۲۳ ج۱)
ف۵ وسور ما یسکن البیوت کالحیۃ والفارۃ مکروہ ۱۲ (شرح الہدایۃ ص۲۹ ج۱)
ف۶ وسور سواکن البیوت یکرہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لا یکرہ اصلا کاکلہ لفقیر ۱۲ … اکل سورہا ای موضع فمہا واسقط منہ من الخبز ونحوہ من الجامدات لانہ لا یخلو من لعابہا ولیس المراد اکل الباقی ای ما لم یخالطہ لعابہا ۱۲ (رد المحتار ص۲۳۱ ج۱)
ف۷ سور الحمار والبغل مشکوک فان لم یجد غیرہ توضأ بہ وتیمم وبایہما قدم جاز ۱۲ (شرح الہدایۃ ص۲۹ ج۱)
ف۸ وحکم عرق کسور ۱۲ (شرح التنویر ص۲۴ ج۱)

مسئلہ[۱۵] - غیر مرد[۱] کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت[۷] کے لئے مکروہ ہے جبکہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تیمّم کا بیان

مسئلہ[۱] - اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمم کر لیوے۔ اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے۔ یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج[ف] نہ ہو ضروری ہے۔ بے ڈھونڈے تیمم کرنا درست[۸] نہیں ہے۔ اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب[۲] ہے۔ **فائدہ** - میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک میل پورا اور اس کا آٹھواں حصہ[ب] یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔ مسئلہ[۲] - اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ[۳] - اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمم کر لینا درست ہے چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو تھوڑی دور جانے کے لئے نکلی ہو۔ مسئلہ[۴] - اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اس لئے کنویں سے پانی نکال نہیں سکتی۔ نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمم درست[۵] ہے۔ مسئلہ[۶] - اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمم کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھووے اور سر کا مسح کر لیوے اور کلی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور

ف تکلیف یا حرج اس کا اور اس کے ساتھی کا ہو۔ ۱۲ ب یہ مقدار تخمینی ہے صحیح مقدار یہ ہو کہ ایک میل انگریزی اور ایک فرلانگ اور دس گز انگریزی کا ایک میل شرعی ہوتا ہے

ل ویکرہ سور الرجل کعکسہ للاستلذاذ ۱۲ (شرح التنویر صفحہ ۲۲۹ جلد ۱) ۲ و اما شرط فالنیۃ فلا یجوز بدونہا و کذا الطلب اذا غلب علی ظنہ ان ہناک ماء او کان فی العمرانات او اخبرہ وجب الطلب بلا جماع وانما الخلاف فیما اذا لم یغلب علی ظنہ او لم یخبرہ او کان فی الفلوات لا یجب عندنا خلافا للشافعی ولو اخبرہ انسان جاز بلا خلاف ۱۲ (غنیۃ المصلی صفحہ ۴۲ و در مختار صفحہ ۲۳۹ ج ۱) ۳ من عجز عن استعمال الماء لبعدہ میلا او لمرض او برد او خوف عدو او عطش او عدم آلۃ تیمم ۱۲ (شرح التنویر صفحہ ۲۳۹ ج ۱) ۴ وان خرج مسافرا او محتطبا او خرج من قریۃ الی قریۃ یجوز لہ التیمم وان کان بینہ وبین الماء نحو المیل او اکثر ۱۲ (غنیۃ المصلی) صفحہ ۳۳ ۵ حاشیہ نمبر ۳ میں دیکھو ۶ و ما تفضہ ناقض الاصل وقدرۃ ماء کاف لطہرہ ولو مرۃ مرۃ فضل عن حاجتہ کعطش و عجن و غسل و نجس مانع ۱۲ (شرح التنویر صفحہ ۲۶۱ ج ۱) ۷ اور اسی طرح سے غیر عورت کے سامنے کا مرد کے لئے بھی مکروہ ہے ۱۲ ۰ ۸ اگر ڈھونڈنے میں کچھ حرج یا تکلیف ہو تو اس صورت میں تلاش کرنا ضروری نہیں ۱۲ ۹ اگرچہ

اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم کر لے۔ مسئلہ ۔ اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گی تو بیماری بڑھ جاوے گی یا دیر میں اچھی ہو گی تب بھی تیمم درست ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔ مسئلہ ۔ اگر پانی قریب ہے یعنی یقیناً ایک میل سے کم دور ہے تو تیمم کرنا درست نہیں۔ جا کر پانی لانا اور وضو کرنا واجب ہے۔ مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جاوے ناجائز اور حرام ہے۔ برقع اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے۔ البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور اُن کے سامنے ہاتھ منھ نہ کھولے۔ مسئلہ ۔ جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمم کرتی رہے چاہے جتنے دن گذر جاویں۔ کچھ خیال و وسوسہ نہ لاوے۔ جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمم سے بھی ہو جاتی ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ تیمم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتی۔ مسئلہ ۹۔ اگر پانی مول بکتا ہے۔ تو اگر اُس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمم کر لینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور راستہ میں کرایہ بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑے گی اس سے زیادہ بھی ہے تو خریدنا واجب ہے۔ البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اُتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے۔ اور اگر کرایہ وغیرہ رستہ کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ ۱۰۔ اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر کے اُس میں گرم ہو جاوے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ ۱۱۔ اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمم کر لیوے۔ مسئلہ ۱۲۔ اگر کسی میدان میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمم اور نماز دونوں درست

له ولو كان يجد الماء الا انه مريض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه تيمم ولو خاف الجنب ان اغتسل ان يقتله البرد او يمرضه تيمم بالصعيد ١٢ (شرح الهداية) ص٣٥ ج١

له٢ وان غلب على ظنه ان هناك ماء لم يجز له ان يتيمم حتى يطلبه لانه واجد للماء نظرا الى الدليل ثم يطلب مقدار الغلوة ولا يبلغ ميلا كيلا ينقطع عن رفقته ١٢ (شرح الهداية) ص٣٥ ج١

له٣ روي ان قوما جاؤا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالوا انا قوم نسكن هذه الرمال لا نجد الماء شهرا او شهرين وفينا الجنب والحائض والنفساء فقال عليكم بارضكم ١٢ (شرح الهداية) ص٣٦ ج١

له٤ ان كان لا يعطيه الا بالثمن فان لم يكن له ثمن تيمم بالاجماع وان كان معه مال زائد على ما يحتاج اليه في الزاد ان باعه بمثل القيمة او بغبن يسير لا يجوز له التيمم وان باعه بغبن فاحش تيمم ١٢ (منية المصلي) ص٢٣

له٥ لو خاف الجنب ان اغتسل ان يقتله البرد او يمرضه تيمم بالصعيد ١٢ (شرح الهداية) ص٣٧ ج١

له٦ جنب على جميع جسده جراحة او على اكثره او به جدري فانه يتيمم ١٢ (منية المصلي) ص٢٢

له٧ اذا تيمم وصلى والماء قريب منه وهو لا يعلم اجزاه ١٢ (منية المصلي) ص٢٢

ہیں جب معلوم ہو تو دُہرانا ضروری نہیں۔ مسئلہ ۱۳ ؎ اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے۔ اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گی تو پانی مل جاوے گا تو بے مانگے ہوئے تیمم کر لینا درست نہیں۔ اور اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہ دے گا تو بے مانگے بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن اگر نماز کے بعد اُس سے پانی مانگا اور اُس نے دیدیا تو نماز کو دہرانا پڑیگا۔ مسئلہ ۱۴ ؎ اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں زمزمیوں کو کھول کر اُس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ ۱۵ ؎ کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا اس لئے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا درست ہے۔
مسئلہ ۱۶ ؎ اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کرے۔ پھر اگر تیمم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لیے تیمم نہ کرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہیئے اور اگر تیمم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمم کیا ہو تو یہی تیمم غسل و وضو دونوں کے لئے کافی ہے۔ مسئلہ ۱۷ ؎ تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لیوے۔ پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ملے۔ چوڑیوں کنگن وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اس کے گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جاوے گی تو تیمم نہ ہوگا۔ انگوٹھی چھلے اُتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جاوے۔ انگلیوں میں خلال کر لیوے۔ جب یہ دونوں چیزیں کر لیں تو تیمم ہو گیا
مسئلہ ۱۸ ؎ مٹی پر ہاتھ مار کے ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ ہاتھوں اور منہ پر بھبوت نہ لگ جاوے اور صورت نہ بگڑے۔ مسئلہ ۱۹ ؎ زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اُس پر بھی تیمم درست ہے۔ جیسے مٹی۔ ریت۔ پتھر۔ گچ۔ چونا۔ ہڑتال۔ سُرمہ۔ گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی

سلہ کالتراب والرمل والحجر والزرنیخ والکحل والمرداسنج والنورۃ والمغرۃ وما اشبہہا ولا یجوز عندنا بما لیس من جنس الارض کالذہب والفضۃ والحدید والرصاص والحنطۃ وسائر الحبوبات والاطعمۃ ولو کان علی ہذہ الاشیاء غبار یجوز بغبارہا عند ابی حنیفۃ وفی احدی الروایتین عن محمد ۱۲ (منیۃ المصلی) ص۲۷

سلہ وان کان مع رفیقہ ماء لایجوز لہ التیمم قبل ان یسأل اذا کان غالب ظنہ انہ یعطیہ وان تیمم قبل ان یسأل فصلی ثم سأل فاعطی لہ یلزمہ الا عادۃ ۱۲ (منیۃ المصلی) ص۲۴ سلہ رجل معہ ماء زمزم فی قمقمۃ و قد رصص راس الاناء وہو یجد المعطیۃ او الاستقاء لایجوز لہ التیمم ۱۲ (منیہ) ص۲۴ سلہ ولو کان معہ ماء ولکن یخاف علی نفسہ او دابتہ العطش یجوز لہ التیمم ۱۲ (منیہ) ص۲۶ سلہ فلو تیمم للجنابۃ ثم احدث صار محدثا لا جنبا فیتوضأ ۱۲ (شرح التنویر) ج۱ ص۲۶۲ سلہ وصورتہ ان یضرب علی الارض او علی جنس الارض ضربۃ مفرجا اصابعہ فینفضہما ویمسح بہما وجہہ ثم یضرب ضربۃ اخری فینفضہما ثم یمسح الیمنی بالیسری والیسری بالیمنی من رؤس الاصابع الی المرفقین ویستوعب العضوین واجب ۱۲ (منیہ) ص۲۷ سلہ نفض یدیہ بقدر ما ینتثر التراب کیلا یصیر مثلۃ ۱۲ (شرح الہدایۃ) ج۱ ص۵۲ سلہ ویجوز التیمم عند ابی حنیفۃ ومحمد بکل ما کان من جنس الارض ۱۲

قسم سے نہ ہو اُس سے تیمم درست نہیں جیسے سونا چاندی، رانگا، گیہوں، لکڑی، کپڑا اور اناج وغیرہ
ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ اُن پر تیمم درست ہے۔
مسئلہ۲۰- جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اُس پر تیمم درست
ہے۔ اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اُس پر تیمم درست نہیں۔ اسی طرح راکھ
پر بھی تیمم درست نہیں۔ مسئلہ۲۱- تانبے کے برتن تکیے اور گدے وغیرہ کپڑے
پر تیمم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر اُس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب اُڑتی ہے
اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو تیمم درست ہے اور اگر ہاتھ مارنے
سے ذرا ذرا گرد اُڑتی ہو تو بھی اُس پر تیمم درست نہیں ہے اور مٹی کے گھڑے بدھنے پر
تیمم درست ہے چاہے اُن میں پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو لیکن اگر اُس پر لُک (روغن)
چڑھا ہوا ہو تو تیمم درست نہیں۔ مسئلہ۲۲- اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمم درست ہے
بلکہ اگر پانی سے خوب دُھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے۔ ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے
اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے چاہے اُس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو۔
مسئلہ۲۳- کیچڑ سے تیمم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی
چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنے کپڑے میں کیچڑ بھر لیوے جب وہ سوکھ جائے تو اس
سے تیمم کر لے۔ البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے
یا خشک سے تیمم کر لے نماز قضا نہ ہونے دے۔ مسئلہ۲۴- اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی
نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی اُس
پر نماز درست ہے۔ لیکن اس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں۔ جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی
ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔ مسئلہ۲۵- جس طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے
اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمم درست ہے۔ ایسے ہی جو عورت حیض اور نفاس سے
پاک ہوئی ہو مجبوری کے وقت اُس کو بھی تیمم درست ہے وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں

۱۹ الفارق بين جنس الارض وغيره ان كل ما يحترق بالنار فيصير رمادًا كالشجر والحشيش او ينطبع ويلين كالحديد والصفر والذهب والزجاج ونحوها فليس من جنس الارض ۱۲ (رد المحتار) ج۱ ص۲۲۲ (عالمگیری) ج۱ ص۱۶

۲۰ يجوز بالحجر المدقوق او المغسول والحائط المطين او المجصص والاواني الطين غير المدهونة ۱۲ (رد المحتار وشرح التنوير) ص۲۴۴

۲۱ وضع يده على صخرة لا غبار عليها او على موضع ندي ولم يتعلق بيده شيء جاز عند ابي حنيفة وفي احدى الروايتين عن محمد ۱۲ (غنية) ص۲۸

۲۲ واذا لم يجد الا الطين يلطخ ثوبه منه فاذا جف تيمم به وان ذهب الوقت قبل ان يجف لا يتيمم به عند ابي يوسف لانه عنده لا يجوز الا بالتراب او الرمل وعند ابي حنيفة ان خاف ذهاب الوقت تيمم به لان التيمم بالطين عنده جائز ۱۲ (رد المحتار) ج۱ ص۲۴۴ وغنية ص۲۸

۲۳ وان اصابت الارض نجاسة فجفت بالشمس وذهب اثرها جازت الصلوة عليها ولا يجوز التيمم منها على ظاهر الرواية ۱۲ (منية المصلي) ص۲۹

۲۴ والتيمم في الجنابة والحدث سواء ۱۲ (منية) ص۲۹

۲۵ یعنی پگھل جاوے ۱۲

۲۶ اگرچہ وہ گرمی سے پگھلتی نہیں مگر جب بھی ان پر تیمم درست نہیں اور چونا اگرچہ جل جاتا ہے جب بھی اس پر تیمم درست ہے اور یہ دونوں چیزیں اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں واضح ہو کہ خواہ چاہے پتھر کا ہو یا کنکر کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے ۱۲

دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔ مسئلہ ۲۶ ؎ اگر کسی کو بتلانے کے لئے تیمم کر کے دکھلایا لیکن
دل میں اپنے تیمم کرنے کی نیت نہیں بلکہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اُس کا تیمم نہ ہوگا۔
کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمم کرنے کا ارادہ ہونا ضروری ہے تو جب تیمم کرنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ فقط
دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمم نہ ہوگا۔ مسئلہ ۲۷ ؎ تیمم کرتے وقت اپنے دل میں
بس اتنا ارادہ کر لے کہ میں پاک ہونے کے لئے تیمم کرتی ہوں یا نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتی
ہوں تو تیمم ہو جائے گا اور یہ ارادہ کرنا کہ میں وضو کا تیمم کرتی ہوں یا غسل کا کچھ ضروری نہیں
ہے۔ مسئلہ ۲۸ ؎ اگر قرآن مجید کے چھونے کے لئے تیمم کیا تو اُس سے نماز پڑھنا درست
نہیں ہے اور اگر ایک نماز کے لئے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا
درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔ مسئلہ ۲۹ ؎ کسی کو نہانے
کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمم کرے دونوں کے لئے الگ الگ
تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ ۳۰ ؎ کسی نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر پانی مل گیا اور
ابھی وقت باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں وہی نماز تیمم سے درست ہو گئی۔
مسئلہ ۳۱ ؎ اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی
لینے کو جاوے گی تو وقت جاتا رہے گا۔ تو بھی تیمم درست نہیں ہے پانی لاوے اور قضا
پڑھے۔ مسئلہ ۳۲ ؎ پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کے لئے تیمم کرنا درست
نہیں۔ مسئلہ ۳۳ ؎ اگر پانی آگے چل کر ملنے کی اُمید ہو تو بہتر ہے کہ اوّل وقت نماز نہ پڑھے
بلکہ پانی کا انتظار کرے لیکن اتنی دیر نہ لگاوے کہ وقت مکروہ ہو جاوے اور اگر پانی کا انتظار نہ
کیا اوّل ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔ مسئلہ ۳۴ ؎ اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر
ہے کہ اگر ریل پر سے اُتروں گی تو ریل چل دیوے گی تب بھی تیمم درست ہے۔ یا سانپ وغیرہ
کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمم درست ہے۔
مسئلہ ۳۵ ؎ اسباب کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد

ل ولا تشترط فالنیۃ خلا یجزیہ بدونہا ۱۲ (منیہ ص ۲۵ و شرح التنویر) ص ۲۳/ج۱ تو تیمم یرید بہ تعلیم الغیر ولا یرید بہ الصلوٰۃ لم یجزہ عند الثلثۃ ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص ۲۶/ج۱ ٢ اذا نوی الطہارۃ او استباحۃ الصلوٰۃ اجزاہ (شرح الہدایہ) ص ۵۵/ج۱ ۳ ولو تیمم لمس المصحف او لقراءۃ القرآن عند عدم الماء لاتجوز الصلوٰۃ بہ ۱۲ (منیۃ المصلی) ص ۲۵ ویصلی بتیممہ ما شاء من الفرائض والنوافل ۱۲ شرح الہدایہ ص ۵۵/ج۱ ٤ ولا تشترط نیۃ التیمم للحدث او للجنابۃ ۱۲ (ہدایہ) ص ۵۴/ج۱ ولا یجب التمییز بین الحدث والجنابۃ حتی لو تیمم الجنب یرید بہ الوضوء جاز ۱۲ (عالمگیری) ص ۲۶/ج۱ ۵ ولو صلی بالتیمم ثم وجد الماء فی الوقت لا یعید ۱۲ (منیہ) ص ۲۹ ٦ اذا خاف فوت الوقت لو توضأ لم یتیمم ویتوضأ ویقضی ما فاتہ ۱۲ (شرح الہدایہ) ص ۵۶/ج۱ ۷ ولو تیمم لمس المصحف او لدخول المسجد عند وجود الماء والقدرۃ علیہ فذلک لیس بشیء ۱۲ (منیۃ المصلی) ص ۲۹ ۸ ویستحب ان یؤخر الصلوٰۃ الی آخر الوقت اذا کان یرجو وجود الماء ثم لا یؤخر الی ان یخرج حتی لا تقع الصلوٰۃ فی وقت مکروہ ۱۲ (منیۃ المصلی) ص ۲۶ ۹ وکذا لو علم بالماء لم یقدر علی النزول لا علی الوضوء بخوف عدو او سبع او مرض ۱۲ (منیۃ المصلی) ص ۳۰ ۱۰ ولہ نسی المسافر الماء فی رحلہ فتیمم وصلی ثم ذکر الماء لم یعدہا ۱۲ (شرح الہدایہ) ص ۵۶/ج۱ و شرح التنویر ص ۲۳/ج۱

آیا کہ میرے اسباب میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دُہرانا واجب نہیں۔
مسئلہ ۳۶۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اُن سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تیمم کر کے آگے چلی اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمم ٹوٹ گیا۔ مسئلہ ۳۷۔ اگر وضو کا تیمم ہے تو وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمم ٹوٹیگا۔ اور اگر غسل کا تیمم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملیگا تب تیمم ٹوٹیگا۔ اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ ۳۸۔ اگر رستہ میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح اگر رستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا لیکن ریل پر سے نہ اُتر سکی تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ ۳۹۔ اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے تو تیمم ٹوٹ جاویگا اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔ مسئلہ ۴۰۔ پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمم کر لیا پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب وہ تیمم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا پھر سے تیمم کرے۔ مسئلہ ۴۱۔ اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لئے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوئی۔ اس لئے اس کو تیمم کر لینا چاہیے جب کہیں پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ دھو لیوے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ ۴۲۔ اگر ایسے وقت پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا۔ تو اُس سوکھی جگہ کو پہلے دھو لیوے اور وضو کے لئے تیمم کرے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہو سکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی سے نہیں دھل سکتی تو وضو کر لے اور اُس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمم کرے ہاں اگر اس شخص کا تیمم پہلے کر چکی ہو تو اب پھر تیمم کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلا تیمم باقی ہے۔ مسئلہ ۴۳۔ کسی کا کپڑا اور بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھو لیوے اور وضو کے بدلے تیمم کرے۔

۱؎ وینقض التیمم کل شیٔ ینقض الوضوء وینقضہ ایضا رؤیۃ الماء اذا قدر علی استعمالہ وفی الدر ولو تیمم لبعدہ میلا لسیرہ فانتقل الی البعد عن میل بسبب السیر انتقض (در و شامی) صفحہ ۲۶۴ ج ۱

۲؎ وناقضہ ناقض الاصل وقدرۃ ماء کاف لطہر مسلہ الوضوء لو محدثا وللاغتسال لو جنبا ولو مرۃ مرۃ (در و شامی) صفحہ ۲۶۴ ج ۱

۳؎ ولو ان التیمم مر بالماء وہو لا یعلم بہ او کان نائما لا ینتقض تیممہ وکذا لو علم ولم یقدر علی النزول (عالمگیریہ) صفحہ ۲۵ [illegible] تیمم المریض بطل ببرئہ (در و شرح التنویر) صفحہ ۲۶۳

۵؎ لو تیمم لعدم الماء ثم مرض مرضا یبیح التیمم لم یصل بذلک التیمم [illegible]

[illegible]

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لیوے اور پھر وضو ٹوٹ جاوے تو پھر وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر لینا درست ہے۔ اور اگر موزہ اُتار کر پیر دھو لیا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ مسئلہ ۲۔ اگر موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اُس پر مسح درست نہیں۔ اسی طرح اگر بغیر وضو کئے موزہ پہن لیا تو اُس پر بھی مسح درست نہیں اُتار کر پیر دھونا چاہیئے۔ مسئلہ ۳۔ مسافرت میں تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافرت میں نہ ہو اُس کو ایک دن ایک رات اور جس وقت وضو ٹوٹا ہے اُس وقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جاویگا جس وقت موزہ پہنا ہے اُس کا اعتبار نہ کریں گے جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے۔ اور مسافرت میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔ مسئلہ ۴۔ اگر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزہ اُتار کر نہاوے۔ غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ ۵۔ موزہ کے اوپر کی طرف مسح کرے تلوے کی طرف مسح نہ کرے۔ مسئلہ ۶۔ موزہ پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھو انگلیاں تو سموچی موزہ پر رکھدیوے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر اُن کو کھینچکر ٹخنے کی طرف لیجاوے۔ (یعنی پنڈلی) اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھدیوے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچکر لیجاوے تو بھی درست ہے۔ مسئلہ ۷۔ اگر کوئی اُلٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے

ف: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا پہلے سے وضو نہ ہو اور وہ باقی وضو نہ کرے اور موزہ پہن لے تو اُن پر مسح جائز نہیں لیکن اگر وہ باوضو کر کے موزے پہنے ہیں تو مسح جائز ہے اور اگر صرف پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اور باقی وضو نہیں کیا تب مسح جائز نہیں سلہ اگر پاؤں دھو کر موزے پہنے اور اس کے بعد وضو پورا کر لیا اس کے بعد وضو ٹوٹا تو اب مسح جائز ہے اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اس کے بعد باقی وضو کرنا شروع کیا مگر ابھی وضو نہ کرنے پائی تھی کہ وضو ٹوٹ گیا تو اب مسح جائز نہیں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

ف۱ المسح على الخفين جائز بالسنة والاخبار فيه مستفيضة حتى قيل ان من لم يره كان مبتدعا لكن من رآه ثم لم يمسح اخذا بالعزيمة كان ماجورا ۱۲ (شرح الوقاية) ص۵۶

ف۲ شرط مسحه كونه ساتر القدم مع الكعب ۱۲ (شرح التنوير) ص۲۶۹ وفي شرح الهداية يجوز من كل حدث موجب للوضوء اذا لبسهما على طهارة كاملة ثم احدث ۱۲ ص۵۷

ف۳ ويجوز للمقيم يوما وليلة وللمسافر ثلاثة ايام ولياليها وابتداؤها عقيب الحدث ۱۲ (شرح الوقاية) ص۵۶

ف۴ ولا يجوز المسح لمن وجب عليه الغسل ۱۲ (شرح الوقاية) ص۵۹

ف۵ ثم المسح على الظاهر حتى لا يجوز على باطن الخف وعقبه وساقه ۱۲ (شرح الوقاية) ص۵۸

ف۶ وكيفية المسح ان يضع يديه على مقدم خفيه ويجافي بطن كفيه ويمدهما الى الساق ويضع كفيه مع الاصابع ويمدهما جملة ۱۲ (منية المصلي) ص۸۰

ف۷ ولو وضع يديه من قبل الساق ومدهما الى رؤس الاصابع جاز ولو مسح عليهما عرضا جاز ۱۲ (منية المصلي) ص۸۰

کھینچکر انگلیوں کی طرف لاوے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کے چوڑان میں مسح کرے تو بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ مسئلہ ۸: اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزہ کے اغل بغل میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ مسئلہ ۹: اگر پوری انگلیوں کو موزہ پر نہیں رکھا بلکہ فقط انگلیوں کا سرا موزہ پر رکھدیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جاوے تو درست ہو جاویگا۔ مسئلہ ۱۰: مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے۔ اور اگر کوئی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے مسح کرے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ ۱۱: اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلی یا بھیگی گھاس میں چلی جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔ مسئلہ ۱۲: ہاتھ کی تین انگلیوں بھر ہر موزہ پر مسح کرنا فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۳: جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اُس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے اور موزوں کے اُتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ تو اگر کسی کا وضو تو نہیں ٹوٹا لیکن اُس نے موزے اُتار ڈالے تو مسح جاتا رہا۔ اب دونوں پیر دھو لیوے۔ پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ ۱۴: اگر ایک موزہ اُتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اُتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔ مسئلہ ۱۵: اگر مسح کی مدت پوری ہو گئی تو بھی مسح جاتا رہا۔ اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اُتار کر دونوں پاؤں دھو دے۔ پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں۔ اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اُتار کے پورا وضو کرے۔ مسئلہ ۱۶: موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لئے موزے کے اندر پانی چلا گیا۔ اور سارا

ولو مسح علی باطن خفیہ او من قبل العقبین او من جانبیہا لا یجوز ۱۲ (منیۃ المصلی، صفحہ ۔)

ولو مسح برؤس الاصابع وجافی اصولہا الاصابع والکف لا یجوز الا ان یکون الماء متقاطرا ۱۲ (منیہ، صفحہ ۔)

والمستحب ان یمسح بباطن الکف ولو مسح بظاہر کفیہ یجوز ۱۲ (منیہ، صفحہ ۔)

ولم یمسح خفیہ لکنہ خاض فی الماء الی ان یبتل المسح او مشی فی الحشیش المبتل بالماء او المطر یجزیہ وکذا اذا اصابہ المطر یجزیہ عن المسح ۱۲ (منیۃ المصلی)

وفرض ذلک مقدار ثلث اصابع من اصابع الید ۱۲ (منیۃ المصلی، صفحہ ۔)

وینقض المسح کل شیء ینقض الوضوء وینقضہ ایضا نزع الخف وکذا اذا انقضی المسح مضی المدۃ ... نزع خفیہ وغسل رجلیہ وصلی ولیس علیہ اعادۃ بقیۃ الوضوء ۱۲ (شرح البدایۃ، صفحہ ۔)

وینقض ایضا بغسل اکثر الرجل فیہ لو دخل الماء خفہ وصحح غیر واحد کصاحب الذخیرۃ والظہیریۃ ... انہ المنصوص علیہ فی عامۃ الکتب وعلیہ مشی فی نور الایضاح وشرح المنیۃ ... الا ینتقض وان بلغ الماء الرکبۃ ۱۲ (شرح التنویر ورد المحتار، صفحہ ۔ ج ۱)

جب وضو کرے اس وقت مسح بھی موزوں پر کر لے ۱۲ مدت کے اندر اندر ۱۲

پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا دوسرا موزہ بھی اُتار دیوے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھووے۔ مسئلہ ۱۷ جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اُس پر مسح درست نہیں۔ اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے۔ مسئلہ ۱۸ اگر موزہ کی سیون کھل گئی لیکن اُس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے۔ اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھلائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست نہیں۔

مسئلہ ۱۹ اگر ایک موزہ میں ڈیڑھ انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزہ میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں۔ اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔

مسئلہ ۲۰ کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گذرنے نہ پایا تھا کہ مسافر ہو گئی تو تین دن رات تک مسح کرتی رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گذر جاوے تو وقت ختم ہو چکا پیر دھو کر پھر سے موزہ پہنے۔

مسئلہ ۲۱ اور اگر مسافرت میں مسح کرتی تھی پھر گھر پہنچ گئی تو ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے اب اُس پر مسح درست نہیں۔ اور اگر ابھی ایک دن رات بھی نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کرلے۔ اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں۔

مسئلہ ۲۲ اگر جراب کے اوپر موزے پہنے ہیں تب بھی موزوں پر مسح درست ہے۔

مسئلہ ۲۳ جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے البتہ اگر اُن پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہو یا

مع بدلاً عن الرجل الی آخرہ یعلم منہ جواز المسح علی خف لبس فوق مخیط من کرباس او جوخ او نحوہما مالا یجوز علیہ المسح ۱۲ (غنیۃ المستملی ص ۱۰۹) [illegible] وہو جائز علی ظاہر خفیہ او عرقیہ او جوربیہ الثخینین المنعلین والمجلدین ۱۲ الشرح التنویر [illegible] ص ۲۷۵ / ۱۲

[illegible] انگلیوں [illegible] نہ پھٹا ہو بلکہ کسی اور جگہ سے پھٹا ہو۔ لیکن اگر انگلیوں پر سے پھٹا ہو تو اُس وقت ان انگلیوں کا اعتبار ہوگا جن پر سے پھٹا ہے۔ مثلاً انگوٹھے اور اُس کے پاس والی انگلی پر سے پھٹا ہے اور یہ دونوں ملکر [illegible]

م ص چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو جانے میں تو مسح ناجائز نہ ہوگا ۱۲

ف۱۵ ولا یجوز المسح علی خف فیہ خرق کثیر یتبین منہ قدر ثلث اصابع من اصابع الرجل وان کان اقل من ذلک جاز ۱۲ (شرح الہدایۃ) ج۱ ص ۹۹ ف۱۶ وکذا الفتق فی خرزہ الا انہ لا یری شیء من قدمہ یجوز المسح ولو کان یبدو حالۃ المشی لا حالۃ الوضع یمنع کذا ذکرہ فی المحیط ولو کان بالعکس لا یمنع وکذا اذا کان فوق الکعب لا یمنع ۱۲ (منیۃ المصلی ص ۳۳)

ف۱۷ ان کان الخرق فی خف واحد بقدر اصبعین فی موضع او فی موضعین وفی الآخر قدر اصبع جاز وان کان فی خف احد یجمع فلا یجوز ۱۲ (منیۃ المصلی ص ۲۱)

ف۱۸ ومن ابتدأ المسح وہو مقیم فسافر قبل تمام یوم ولیلۃ مسح تمام ثلاثۃ ایام ولیالیہا ۱۲

ف۱۹ ومن ابتدأ المسح وہو مسافر ثم اقام ان کان مسح یوما ولیلۃ او اکثر لزمہ نزعہما وغسل رجلیہ وان کان مسح اقل من یوم ولیلۃ اتم مسح یوم ولیلۃ ۱۲ (منیۃ المصلی)

ف۲۰ ثم لتفصیل الجراب الجرموق [illegible]

سارے موزہ پر چمڑا منڈھا یا چڑھایا ہو بلکہ مردانہ جوتہ کی طرح سے چمڑا لگا دیا گیا ہو۔ یا بہت سنگین اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھیرے رہتے ہوں اور اُن کو پہن کر تین چار میل رستہ بھی چل سکتی ہو۔ تو ان سب صورتوں میں جُراب پر بھی مسح درست ہے۔ مسئلہ ۲۲ برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا دے یا ہدایت کر دے کہ بعد میں اِن مسائل کو دیکھ لینا۔ اور اگر پڑھنے والا لڑکا کم عمر ہو اُس کو بھی نہ پڑھاویں بلکہ صرف ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لینا۔

صفحہ ۶۰ کے بقیہ مسائل

مسائل

وضو کو توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۲۲ مرد کے ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے مَذِی کہتے ہیں۔ مسئلہ ۲۳ بیماری کی وجہ سے رینٹ کی طرح لیسدار پانی آگے کی طرف سے آتا ہو تو احتیاط اس کہنے میں ہے کہ وہ پانی نجس ہے اور اُس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ ۲۴ پیشاب یا مذی کا قطرہ سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس کھال کے اندر ہے جو اوپر ہوتی ہے تب بھی وضو ٹوٹ گیا۔ وضو ٹوٹنے کے لئے کھال سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵ مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام ملجاوے

---

۱ ولا یجوز المسح علی العمامۃ والقلنسوۃ والبرقع والقفازین ۱۲ (شرح البدایۃ ص ۶۱ ج ۱)

۲ منہا اے من نواقض الوضوء ما یخرج من السبیلین من الغائط والبول والریح الخارجۃ من الدبر والودی والمذی والمنی والدودۃ والحصاۃ ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ ص ۹ ج ۱) والمذی ماء رقیق یضرب الی البیاض عند ملاعبۃ الرجل اہلہ ۱۲ (شرح البدایۃ ص ۳۵ ج ۱)

۳ والودی الغلیظ من البول یتعقب الرقیق منہ خروجا فیکون معتبرا بہ ۱۲ (ہدایہ ص ۳۹ ج ۱)

۴ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظہور حتی لو نزل البول الی قصبۃ الذکر لا ینقض لعدم ظہورہ بخلاف القلفۃ فانہ بنزولہ الیہا ینقض الوضوء ۱۲ (شرح التنویر ورد ص ۱۳۹ ج ۱)

۵ (ینقضہ) مباشرۃ فاحشۃ بتماس الفرجین ولو بین المرأتین والرجلین مع الانتشار للجانبین المباشر والمباشر ولو بلا بلل علی المعتمد ۱۲ (شرح التنویر ص ۱۴۱ ج ۱)

اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر دو عورتیں اپنی اپنی پیشاب گاہیں ملاویں تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن خود[ا] یہ نہایت برا اور گناہ ہے۔ دونوں صورتوں میں چاہے کچھ نکلے چاہے نہ نکلے ایک ہی حکم ہے۔

غسل کا بیان

بقیہ مسئلہ صفحہ ۶۵

مسئلہ:۔ پیشاب[ا] کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے[ب] اگر پانی نہ پہنچایا تو غسل نہ ہوگا۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہو اُن کا بیان

مسئلہ[ا]:۔ سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آوے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے مرد کے ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح نکلے ہر حال میں غسل واجب ہے۔

مسئلہ[ب]:۔ اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔

تنبیہ

جوانی کے جوش کے وقت اوّل اوّل جو پانی نکلتا ہے اُس کے نکلنے سے جوش زیادہ ہو جاتا ہے کم نہیں ہوتا اس کو مذی کہتے ہیں اور خوب مزہ آکر جب جی بھر جاتا ہے اُس وقت جو نکلتا ہے اُس کو منی کہتے ہیں۔ اور پہچان اِن دونوں کی یہی ہے کہ منی نکلنے کے بعد جی بکھر جاتا ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اور مذی نکلنے سے جوش

ہ ہوئی ہو تو مرد کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کھال کے کھولنے میں دقت نہ ہوتی کھال کے اندر پانی ڈالنا فرض ہے اور اگر

جو اگر دقت ہو تو فرض نہیں ۱۲

ا۔ ویجب غسل سرۃ وشارب وحاجب ولحیۃ وفرج خارج ۱۲ (شرح التنویر صفحہ ۱۵۷ ج ۱)

ب۔ وسببہ (ای الغسل) خروج المنی بشہوۃ بالاجماع ۱۲ (غنیۃ المصلی صفحہ ۱ و در مختار صفحہ ۱۶۵ ج ۱)

ج۔ ومن استیقظ فوجد علی فراشہ او ثوبہ او فخذہ بللا وہو یتذکر الاحتلام فان تیقن انہ منی او مذی او شک فعلیہ الغسل اما اذا لم یتذکر الاحتلام وتیقن انہ منی او شک ذکر ذلک (ای یجب علیہ الغسل) فی ہما الثنتین اجماعا للاحتیاط (غنیۃ المستملی صفحہ ۴۲ ۱۲)

د۔ دیکھو نمبر ۵۵ حاشیہ نمبر ۱۲ ۱۲

ہ۔ وہو قولہ علیہ السلام فی حدیث ام سلیم ان ماء الرجل غلیظ ابیض وماء المرأۃ رقیق اصفر متفق علیہ وذلک باعتبار الغالب وعدم العارض ۱۲ (غنیۃ المستملی صفحہ ۴۲)

و۔ لیکن خود سے برا اور گناہ ہے تک پہلے حاشیہ میں تھا اس مرتبہ داخل متن کیا گیا ۱۲

ز۔ اگر گنجائش ہو

کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور مذی پتلی ہوتی ہے اور منی گاڑھی ہوتی ہے تو فقط مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ ۲؎: جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری ۱؎ اندر چلی جاوے اور چھپ جاوے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو جب بھی غسل واجب ہے۔ لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ ۲؎: جو خون ہر مہینے آگے کی راہ سے آیا کرتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں جب یہ خون بند ہو جاوے تو غسل کرنا واجب ہے۔ اور جو خون لڑکا پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اس کے بند ہونے پر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے۔ جوش کے ساتھ منی نکلنا۔ مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا۔ حیض اور نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔

مسئلہ ۳؎: چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہے لیکن عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہئے۔

مسئلہ ۴؎: سوتے میں مرد کے پاس رہنے اور صحبت کرنے کا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ مذی ہے منی نہیں تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵؎: اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا۔ پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی ۲؎ تو پھر نہانا واجب ہے۔ اور اگر نہانے کے بعد شوہر ۳؎ کی منی نکلی جو عورت کے اندر تھی تو

۱؎ یعنی مرد کی پیشاب گاہ کا سر جہاں تک ختنہ ہوتی ہے ۱۲ منہ ۲؎ یہ حکم جب ہے کہ جب وہ منی قبل سونے اور قبل پیشاب کرنے اور چالیس قدم یا زیادہ چلنے کے قبل نکلی ہو ۱۲ منہ ۳؎ جبکہ کسی علامت سے شوہر کی منی معلوم ہو جاوے ورنہ غسل واجب ہوگا ۱۲

سے ۱ وكذا الايلاج في احد السبيلين من الرجل والمرأة اذا توارت الحشفة انزل او لم ينزل وجب الغسل على الفاعل والمفعول به ۱۲ (كبيري شرح المنيه) ص ۴۱

سے ۲ والاغتسال على احد عشر وجها خمسة منها فريضة من الحيض والنفاس ومن التقاء الختانين مع غيبوبة الحشفة ومن خروج المني على وجه الدفق والشهوة ومن الاحتلام اذا خرج منه المني او المذي ۱۲ (منية المصلي ص ۳۱)

سے ۳ صبية يجامع مثلها يستحب لها ان تغتسل ۱۲ (فتاوى هندية ص ۱۶ ورد المحتار ص ۱۶۷ ومنيه ص ۳۱)

سے ۴ وان احتلم ولم يخرج منه شيء فلا غسل عليه وكذا المرأة ۱۲ (منية المصلي ص ۱۵)

سے ۵ لو جامع او احتلم واغتسل قبل ان يبول او ينام او يمشي ثم خرج منه بقية المني يجب عليه الغسل ثانيا ولو اغتسلت ثم خرج منها بقية مني الزوج لا غسل عليها ۱۲ (منية المصلي ص ۱۵ وشرح التنوير ص ۱۷۹ ج ۱)

غسل درست ہوگیا پھر نہانا واجب نہیں۔

مسئلہ[۸] بیماری کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہیں تھی تو غسل واجب نہیں۔ البتہ وضو ٹوٹ جاویگا۔

مسئلہ[۹] میاں بی بی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اُٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو تو دونوں نہالیویں۔ احتیاط[۱] اسی میں ہے کیونکہ معلوم نہیں یہ کس کی منی ہے +

مسئلہ[۱۰] جب کوئی کافر مسلمان ہووے تو اُس کو غسل کر لینا مستحب[۲] ہے۔

مسئلہ[۱۱] جب کوئی مُردے کو نہلاوے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے

مسئلہ[۱۲] جس پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے کے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور مُنھ دھولیوے اور کلّی کر لیوے تب کھائے پیئے۔ اور اگر بے ہاتھ مُنھ دھوئے کھاپی لیوے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ[۱۳] جن کو نہانے کی ضرورت ہے ان کو کلام مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا و خانۂ خدا میں داخل ہونا جائز نہیں اور نام اللہ تعالیٰ کا اور کلمہ پڑھنا درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اس قسم کے مسئلوں کو ہم انشاء اللہ حیض کے باب میں اچھی طرح بیان کریں گے وہاں دیکھ لینا چاہیے +

مسئلہ[۱۴] تفسیر کی کتابوں کو بے نہائے اور بے وضو چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے +

بہشتی زیور کا پہلا حصہ تمام ہوا

۴ مس تفسیر القرآن وکتب الفقہ ۱۲ حلبی ۵ یہ احتیاط واجب ہے تو احتیاط کے لفظ سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ شاید واجب نہ ہو کتابوں میں اس کو واجب لکھا ہے ۱۲ منہ ۶ یعنی نفس اسلام لانے کے لیے غسل کر لینا مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی امر موجب غسل موجود ہو مثلاً جنابت یا حیض نفاس سے پاکی اور قبل اسلام غسل ہی نہیں کیا تھا یا غسل تو کیا تھا مگر جس طرح شریعت میں معتبر ہے اس طرح نہیں کیا تو اُس پر غسل واجب ہے ۱۲

۱ لو سال (ای المنی) من ضرب او حمل ثقیل او سقوط من علو لا یجب الغسل عندنا ۱۲ (غنیۃ المستملی) ص ۴۹

۲ ان استیقظ الرجل والمرأۃ فوجدا منیا علی الفراش وکل واحد منہما ینکر الاحتلام وجب علیہما الغسل احتیاطاً ۱۲ (منیۃ المصلی) ص ۱۱

۳ و واحد منہا (ای من انواع الغسل) مستحب وہو غسل الکافر اذا اسلم ۱۲ (منیۃ المصلی) ص ۱۱

۴ (وندب) لمن لبس ثوبا جدیدا او غسل میتا ۱۲ (شرح التنویر) ص ۱۶۷ ج ۱ +

۵ واذا اراد الجنب الاکل والشرب ینبغی له ان یغسل یدہ وفمہ ثم یاکل ویشرب ۱۲ (منیۃ المصلی) ص ۲۱ +

۶ لا یجوز لہم مس المصحف وکذا لا یجوز لہم دخول المسجد سواء دخلوا للعبور او للجلوس وان قرأ ما دون الآیۃ او قرأ الفاتحۃ علی قصد الدعاء والآیات التی تشبہ الدعاء علی نیۃ الدعاء یجوز ۱۲ (منیۃ المصلی) ص ۲۰ و ص ۲۱

۷ ویکرہ المحدث ۱۲

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی جوہر حصہ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْد حمد و صلوٰۃ کے مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ رسالہ بہشتی زیور جیسا کچھ مقبول و مفید عام و خاص ہوا ہے ظاہر ہے حاجت بیان نہیں۔ مگر اس میں ایسے مضامین کم ہیں جن سے جنت کی رغبت اور دوزخ سے خوف اور نفرت پیدا ہو۔ اکثر حصہ اس کا فقط مسائل سے آراستہ ہے اس لیے حضرت مرشدی و مولائی مولوی حافظ قاری حاجی شاہ اشرف علی صاحب کی رائے ہوئی کہ اس رسالہ کے ہر حصہ میں ضمیمہ بڑھا دیا جاوے جس میں مضامین ترغیب[1] و ترہیب[2] نیز دیگر ضروری مسائل کے ہوں اور جہاں کوئی عبارت اصل رسالہ یعنی بہشتی زیور کی دشوار ہو اس کی توضیح بھی حاشیہ بہشتی زیور پر کر دی جائے۔ اور دیگر مضامین جدا ضمیمہ کی صورت میں تحریر کیے جائیں۔ چنانچہ ۱۳۳۲ھ میں ہر حصہ کے ساتھ ایسے مضامین بطور ضمیمہ کے لگا دیئے گئے تھے۔ اور ۱۳۳۵ھ میں سب سے پہلے شائع ہوئے تھے اور اس وقت سے لے کر اس وقت تک بار بار شائع کیے گئے ہیں۔

ناظرین دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اس کو دونوں جہان میں نافع فرماوے واضح ہو کہ مضامین ترغیب و ترہیب اور اگر کوئی مسئلہ مستقلہ ضروری سمجھا جاویگا تو وہ بھی داخل اوراق ضمیمہ ہوگا۔ اور توضیح عبارت بہشتی زیور کی ضمیمہ سے جدا رہیگی وہ بہشتی زیور کے حاشیہ پر درج ہوگی۔ اور ہر جگہ عبارت کا جیسا اصل رسالہ میں اہتمام کیا گیا ہے ایسا ہی انشاء اللہ تعالیٰ ضمیمہ میں بھی رکھا جاویگا۔ اور مضامین معتبر کتابوں سے لکھے جاویں گے اور ہر حصہ کا ضمیمہ جدا ہوگا۔

علم کی بزرگی کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی اللہ تعالیٰ

[1] اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور جنت وغیرہ کی طرف رغبت دلانا ۱۲ [2] اللہ تعالیٰ کے عذاب اور دوزخ سے خوف دلانا ۱۲

بلند کرتا ہے اُن لوگوں کے درجے جو تم میں سے ایمان لائے (یعنی ایمان کو کامل کیا نیک اعمال اور شرع کی پابندی کرکے اور قرآن وحدیث میں جہاں کہیں ایمان لانے کی بڑی بزرگی بیان ہوئی ہے وہاں ایمان کامل ہی مُراد ہے خوب سمجھ لو) اور اُن کے جو علم دیئے گئے ہیں درجے (اُن پر جو ایمان لائے اور عالم نہیں ہیں) یہاں سے کس قدر بزرگی اہل علم کی قرآن مجید سے ثابت ہوئی کہ پہلے ایمان والوں کی مدح فرمائی اور پھر اہل علم کو اُن میں سے خاص کیا اور ان کو بڑے رتبے والا قرار دیا اور جس کو اللہ تعالیٰ بڑا فرمائیں اُس کی بڑائی کا کیا ٹھکانا ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ فرما دیجیئے (اے رسول اللہ) کیا برابر ہیں جو علم نہیں رکھتے اور وہ جو علم رکھتے ہیں استفہام انکاری ہے یعنی اہل علم کا رتبہ غیر اہل علم سے بڑا ہے۔

حدیث صحیح میں ہے جس کو جامع صغیر میں روایت کیا ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان پر (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اور فرض کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے اور جاننا چاہیئے کہ جس کام کا کرنا بندہ پر فرض ہے اس کام کے کرنے کا طریقہ بھی سیکھنا اس پر فرض ہے اور جس کام کا کرنا مستحب ہے اُس کا طریقہ سیکھنا بھی مستحب ہے۔ پس جب نماز فرض ہوگی اس کے مسئلے سیکھنا بھی فرض ہونگے۔ اسی طرح روزہ وغیرہ کا حال ہے اور جب نوکری تجارت وغیرہ کریگا تو نوکری و تجارت وغیرہ کے متعلق جو شریعت کے حکم ہیں ان کا سیکھنا اور اُن پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ یہ تفصیل اُس علم کی ہے جو ہر شخص پر فرض ہے۔ اور بعضے علوم ایسے ہیں کہ اگر تھوڑے سے آدمی خواہ ایک یا دو جتنوں سے کام چل جاوے ان علوم کو حاصل کرلیں تو اور لوگوں کے ذمے اُن علوم کا طلب کرنا ضروری نہیں رہتا۔ مثلاً ہر قصبہ و شہر میں ایک ایسا عالم ہونا ضروری ہے جو قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ علوم اچھی طرح جانتا ہو کہ مخالفین اسلام کا رد بھی کرسکے اور جب کوئی مسئلہ اُس سے پوچھا جائے بے تکلف اُس کا جواب دے سکے تو ایسے علوم ہر شخص پر فرض نہیں ہوتے۔ ہاں اگر کسی کو فرصت ہو اور شوق و موقع ہو اور بغیر فرض ہونے کے وہ ان علوم کو حاصل کرے تو مستحب ہے اور بڑا ثواب ہے یہ مختصر بیان تھا علم کے فرض ہونے کا۔

حدیث ۲ میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے

اُس کو دینی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اور میں بانٹنے والا (علم کا) ہوں اور اللہ دینے والا ہے (بخاری ومسلم)
حدیث[۳] میں ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین عمل (کا ثواب)
نہیں منقطع ہوتا۔ اوّل صدقہ جاریہ (مثل وقف کنواں مسجد وغیرہ جو اللہ واسطے تیار کرایا ہو) دوسرے علم کہ
اُس سے لوگوں کو نفع پہنچے (مثلاً تعلیم تصنیف وغیرہ) تیسرے نیک فرزند کہ میّت کے لئے دعائے خیر کرے
(مسلم) مطلب یہ ہے کہ تمام نیک کاموں کا ثواب مرنے سے ختم ہوجاتا ہے اس لئے کہ مُردہ عمل نہیں کرتا پس
ثواب کیونکر ملے۔ مگر یہ تین کام ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں کام
بعد مرنے کے جاری رہتے ہیں، اس لئے کہ صدقہ جاریہ میں مخلوق کا نفع جاری رہتا ہے اور اسی طرح علم کا نفع
بھی جاری رہتا ہے۔ اور نیک اولاد دعائے خیر والدین کے لئے کرتی ہے لہٰذا یہ عمل بھی بعد مرنے کے باقی رہا۔
کثیر[۴] رح بن قیس سے روایت ہے (یہ تابعی ہیں اور تابعی اس کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں کسی صحابی
کو دیکھا اور وہ دیکھنے والا ایمان ہی کی حالت میں مرگیا (دیکھنے اور مرنے دونوں حالتوں میں تابعی کا مسلمان
ہونا شرط ہے) کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابودردا رض (یہ ایک بڑے درجہ کے صحابی ہیں یہ بڑے
عالم تھے اور ان کو حکیم اُمت کہتے ہیں یعنی اُمت محمدیہ میں دینی سمجھ اُن کو اعلیٰ درجہ کی عطا ہوئی تھی۔ اور
اُن کی بیوی حضرت ام الدردا بھی بڑی عالمہ تھیں۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول) کے پاس بیٹھا تھا۔ سو ابودردا رض
کے پاس ایک مرد آیا پھر اُس نے کہا اے ابودردا میں بیشک تمہارے پاس (مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
سے تم سے ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں جس کی نسبت مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وہ حدیث رسول (مقبول)
سے روایت کرتے ہو اور کسی حاجت کے لئے (تمہارے پاس) نہیں آیا۔ حضرت ابودردا رض نے فرمایا بیشک
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص کوئی راستہ چلے کہ اُس میں کوئی
علم دین کا طلب کرتا ہے تو چلا دیگا اُس کو حق تعالیٰ کوئی راہ جنت کی راہوں سے۔ اور بیشک فرشتے اپنے
بازو رکھدیتے ہیں طالب علم کی خوشنودی کے لئے (بازو رکھنے سے مراد بازوؤں کا بچھا دینا ہے۔ طالب علم
کے ساتھ تواضع کے لئے یا مراد شفقت ورحمت ہے۔ فرشتوں کی طالب علم کے ساتھ یہ کام انجام دعائے
خیر ہے طالب علم کی کامیابی کے لئے اور یہ علامت ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونے کی۔ اسلئے کہ

فرشتے معصوم اور بیگناہ اور اللہ کے خاص بندے ہیں اُن کے نزدیک مقبول ہونا گویا خدا کے نزدیک مقبول
ہونا ہے۔ اس لئے کہ دوست کا دوست اپنا دوست ہوتا ہے اور بیشک عالم کے لئے تحقیق وہ جو آسمانوں
میں ہیں اور جو زمین میں ہیں استغفار کرتے ہیں (یعنی اسکے گناہ معاف ہونے کی دعا مانگتے ہیں) اور مچھلیاں پانی کے اندر
(اس کے لئے استغفار کرتی ہیں اور بظاہر کفار و شیاطین استغفار کرنے والوں میں داخل نہیں۔ اس لئے
کہ وہ اس نعمت کے اہل نہیں جب اپنے خالق کے ساتھ سرکشی کرتے ہیں تو خالق کے دوستوں کے ساتھ
کیسے اُن کا برتاؤ اچھا ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر تھی اسلئے حدیث میں اس کو بیان نہیں کیا۔ اور علماء
نے فرمایا ہے کہ مراد تمام حیوانات ہیں۔ مچھلیوں کی خصوصیت اس لئے کی گئی کہ پانی بہ برکت وجود علماء
کے آتا ہے جس سے ان کی نیز دیگر اہل دُنیا کی) زندگی ہے (اور مچھلیوں کا تعلق پانی سے ہے) اور تحقیق
بزرگی عالم کی عبادت کرنے والے پر مثل بزرگی چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر ہے (یعنی
گویا عالم چودھویں رات کا چاند ہے۔ اور عبادت کرنے والا مثل ستاروں کے ہے اور عالم کو تشبیہ دی
چودھویں چاند کے ساتھ جو چودھویں رات کو ہوتا ہے اور روشنی اس کی تمام زمین کو گھیرے ہوتی ہے
اور چونکہ فائدہ علم کا اپنے سوا اوروں کو بھی پہنچتا ہے اور تمام عالم اُس سے روشن ہوتا ہے پس یہ مناسبت
ہے درمیان مشبہ یعنی عالم اور مشبہ بہ یعنی چودھویں رات کے چاند کے اور عبادت کرنیوالے کا نفع فقط
اُس کی ذات تک محدود ہے۔ دوسرے لوگ اس سے منتفع نہیں ہو سکتے اس لئے اس کو ستاروں سے
تشبیہ دی گئی اور اگر کوئی کہے کہ عابد کو دیکھکر دوسرے لوگ حرص کرتے ہیں عبادت کی اور اُس کی عبادت
کی برکت سے اللہ پاک کی رحمت ہوتی ہے لوگوں پر اور اسی طرح ستاروں سے بھی زمین روشن ہوتی ہے
تو جواب یہ ہے کہ یہ تھوڑا سا نفع عابد اور ستاروں کا چاند اور عالم کے نفع کے مقابل کالعدم ہے قابل اعتبار
نہیں اور عالم سے وہ شخص مُراد ہے جو ضروری علم مثل علم نماز روزہ وغیرہ سے زیادہ جانتا ہو۔ اور عابد سے
مُراد وہ عبادت گذار ہے جو بقدر ضرورت عبادت علم جانتا ہو۔ اور کثرت سے عبادت کرتا ہو مشغلہ علمی نہ رکھتا ہو
اس لئے کہ جاہل کیا عبادت کر سکتا ہے اور اس کی عبادت صحیح نہیں ہوتی۔ پس عابد کا بقدر ضرورت علم جاننا
ضروری ہے) اور علماء ہی بیشک وارثان انبیاء علیہا السلام ہیں اور تحقیق انبیاء نے درہم و دینار ترکہ میں نہیں چھوڑے

(یعنی دنیاوی سامان کا کسی کو وارث نہیں بنایا) اور کچھ ترکہ نہیں چھوڑا مگر علم۔ تو جس شخص نے اس کو حاصل کیا اُس نے بڑی دولت حاصل کرلی۔ اس حدیث کو احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ دارمیؒ نے مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن کا علم عطا ہونے اور دینی سمجھ حاصل ہونے کی دعا دی تھی چنانچہ قبول ہوئی اور یہ بڑے عالم ہوئے ان کو ترجمان القرآن کہتے ہیں) سے روایت ہے کہ علم پڑھنا پڑھانا تصنیف و تالیف کرنا وغیرہ گھڑی بھر رات میں بہتر ہے تمام رات عبادت کرنے سے (دارمی) جاننا چاہئے کہ ان فضائل کے بیان کرنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ نفل عبادت بالکل چھوڑ دے بلکہ کچھ شغل نفل عبادت کا بھی رکھے لیکن علمی خدمت میں زیادہ وقت صرف کرے کہ یہ سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہے۔ اور علم سے مراد دینی علم ہے۔

حدیث میں ہے کہ ویل ہے بے علم کے لئے (ویل جہنم میں ایک آگ کا جنگل ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور ویل کے معنی سخت خرابی کے ہیں۔ کنز العمال) خوب کہا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ؎

	سرانجام جاہل جہنم بود		کہ جاہل نکو عاقبت کم بود	

یعنی انجام جاہل کا جہنم ہے اس لئے کہ جاہل کا خاتمہ بخیر کم ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کو جہنم میں داخل نہ کریگا۔ اس حدیث کو صحیح سند سے جامع صغیر میں روایت کیا ہے اور ظاہر ہے کہ عالم باعمل ہی خدا کا محبوب اور پیارا ہوسکتا ہے اور جاہل تو مقبول ہو ہی نہیں سکتا اس لئے خدا کے عذاب دردناک سے بچنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کو علم و عمل سے آراستہ ہونا چاہئے۔ شاعر نے اس معنی میں کہا ہے ؎

	حَسْبُ الْمُحِبِّيْنَ فِي الدُّنْيَا عَذَابُهُمُ		تَاللّٰهِ لَا عَذَّبَتْهُمْ بَعْدَهَا سَقَرُ	

یعنی خدا کے دوستوں کو دنیا میں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں۔ وہی اُن کا عذاب ہے۔ اور معافی گناہوں کے لئے کافی ہے خدا کی قسم اس کے بعد اُن کو دوزخ عذاب نہ کریگی۔ مگر خوب سمجھ لو کہ خدا کا دوست جس کے لئے اتنی بڑی خوشخبری ہے وہی شخص ہو سکتا ہے جو ہر وقت اس کی رضا کا طالب اور اس کے احکام کا پابند رہے اگر اتفاقاً کوئی گناہ ہوجائے فوراً توبہ کرلے ✦

حدیث میں ہے کہ تم خدا کو لوگوں کا پیارا بنا دو اللہ میاں تم کو اپنا پیارا بنا لیویں گے (کنز العمال) یعنی لوگوں کو وعظ سنا کر اور خدا کے احسانات اور نعمتیں یاد دلا کر خدا کی طرف رجوع کر دو۔ اور اُن کو اس طریق سے تعلیم دو کہ وہ خدا کو چاہنے لگیں۔ پس اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تم کو چاہنے لگے گا یعنی تم پر اعلیٰ درجہ کی رحمت فرمائیگا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام بجز عالم باعمل کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور اس میں کس قدر خوشخبری ہے علماء و مشائخ کو اس سے بڑھ کر دارین میں کونسی نعمت ہے کہ مالک حقیقی کا بندہ پیارا بن جائے (یا اللہ مجھے بھی اپنا اعلیٰ درجہ کا غلام بنائے۔ آمین) حدیث ۹ میں ہے کہ جو عالم اپنے علم پر عمل کرے وارث کریگا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے علم کا جس کو وہ نہیں جانتا ہے (حلیۃ الاولیاء) یعنی اسرار علوم کے اس کو عطا ہونگے اور علم میں ترقی ہوگی۔

حدیث ۱۰ میں ہے کہ بیشک عالم جبکہ ارادہ کریگا اپنے علم سے رضائے حق کا تو ڈریگی اس سے ہر چیز۔ (مختصر)

حدیث ۱۱ میں ہے اگر فقہاء (علماء دین) اولیاء اللہ نہیں ہیں آخرت میں تو کوئی خدا کا ولی نہیں (یعنی عالم ضرور ولی ہے) (بخاری) حدیث ۱۲ میں ہے کہ عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے (دیلمی عن انس مرفوعاً بغیر ذکر سند)۔

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تروتازہ (یعنی خوش بامراد) کرے اللہ اس مرد (و عورت) کو جس نے ہم سے کچھ سُنا پھر پہنچا دیا اُس کو جیسا کہ سُنا اس کو۔ اس لئے کہ بہت سے وہ لوگ جن کو کلام پہنچایا جائے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں اُس کلام کے سُننے والے سے (ترمذی و ابن ماجہ) اس میں علم دین کی خدمت کی کس قدر فضیلت ہے کہ سید المرسلین نے خادم دین کو خصوصاً جبکہ وہ خادم حدیث ہو اپنی دعائے بابرکت سے مشرف فرمایا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر حدیث یاد کرنے اور دوسروں کو تعلیم کرنے میں سوائے اس دعا کی برکت کے اور کچھ نفع نہ ہوتا تو بھی یہ برکت چھوڑنے کے لائق نہ تھی۔ حالانکہ ثواب عظیم برکت دعا کے علاوہ موجود ہے۔ لوگو اس پاک دُعا کی قدر کرو۔ علم دین پڑھو۔ دین و دنیا میں فلاح ہوگی۔

حدیث ۱۳ میں ہے کہ جس کے ہاتھوں پر ایک شخص بھی مسلمان ہو جاوے تو اس کو ضرور جنت ملیگی (طبرانی) اس میں خوشخبری ہے خاتمہ بخیر ہونے کی کیونکہ جب خاتمہ بخیر ہوگا تو جنت ضرور ملیگی۔ اور کسی کو مسلمان عالم ہی کر سکتا ہے جاہل تو خود ہی احکام سے واقف نہیں وہ دوسرے کو کیا ہدایت کریگا۔ اور عالم سے یہ مراد نہیں کہ اعلیٰ درجہ کا عالم ہو بلکہ جس قدر بھی علم ہو اس کے موافق فضیلت ہوگی ÷

صحیح حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی چالیس حدیثیں میری اُمت کو پہنچا دے تو میں قیامت میں خاص طور پر اس کی سفارش کرونگا۔ (جامع صغیر) پہنچانا عام ہے خواہ پڑھاوے خواہ تصنیف کرے خواہ وعظ کہے۔ غرضیکہ لوگوں کو اس قدر حدیثیں پہنچ جائیں خواہ کسی طرح پہنچیں۔ اسی لئے علماء نے بہت سی چہل حدیثیں لکھی ہیں۔ حدیث میں ہے ان اللہ یکرہ الحبر السمین یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے موٹے عالم کو (بیہقی) یعنی جو عالم باعمل ہوگا وہ تو خدمت دینی اور خوف آخرت کی وجہ سے موٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس موٹا ہونا علامت ہے عیش ونشاط میں رہنے اور غفلت میں پڑنے کی۔ سو ایسا شخص مقبول نہیں ہو سکتا۔ اور بعضی غفلت اور بعضا عیش ونشاط گناہ ہوتا ہے اور بعضا مکروہ اور درجہ کمال کے خلاف جیسی غفلت ہوگی اسی درجہ کی اللہ کی ناپسندیدگی ہوگی۔ اور اگر پیدائشی یا مرض کی وجہ سے فربہی ہو وہ فربہی باعث ناپسندیدگی اللہ تعالیٰ کا نہیں +

حدیث میں ہے کہ سخت تر عذاب والا وہ عالم ہوگا روز قیامت میں جسے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا (جامع صغیر) حدیث میں ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس سے وہ ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے اور اس میں ریاکار علماء داخل ہونگے (مشکوٰۃ) یعنی وہ عالم جو لوگوں کے دکھلانے کو علمی خدمت کرے اور اس لئے علم پڑھے پڑھاوے کہ لوگ مجھے عالم سمجھیں اور میری عزت کریں۔ روپیہ پیش کریں۔ بزرگ سمجھیں۔ خدا کے سوا دوسرے کے دکھلانے کو عبادت کرنا سخت گناہ ہے اور ایک طرح کا شرک ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر اہل علم حفاظت کرتے علم کی (اور اس کی قدر پہچانتے اور اس کو رکھتے اس کے اہل کے پاس یعنی جس میں علم سیکھنے اور پیشوا ہونے کی قابلیت ہو ان کو علم پڑھاتے اور قدر ضرورت علم جو ہر شخص پر فرض ہے اس کا سکھانا تو ہر شخص کو چاہیئے لیکن اس کے علاوہ اور زیادہ پڑھانا جس سے مقتدا اور پیشوا ہو جائے سوائے اہل کے اور کسی کو روا نہیں) بیشک سردار بنجاتے (یہود ونصاریٰ) بسبب علم کے اپنے اہل زمانہ کے مگر انہوں نے صرف کیا علم کو اہل دنیا پر۔ تاکہ اُن سے دنیوی منافع حاصل کریں سو خوار وذلیل ہو گئے دُنیاداروں کی نظروں میں (اس لئے کہ علم کا حق یہ تھا کہ اُس سے رضائے حق طلب کی جاتی۔ پس جبکہ اُس سے دُنیا طلب کی گئی تو علم کو ذلیل کیا جس کا یہ انجام ہوا کہ خود ذلیل ہو گئے

جو عالم طمع نہ رکھے اور دین کا حق ادا کرے خود بخود لوگوں کے قلب میں اللہ تعالیٰ اس کی عظمت پیدا کر دیتا ہے اور اسی طرح جو علم سے دُنیا طلب کرے اور علم کا حق ادا نہ کرے اس کو ذلیل فرماتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہان میں ٹوٹا پانیوالا ہے) میں نے (جناب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص تمام افکار (اور مقاصد) کو ایک فکر کرلے اور وہ فکر آخرت ہے (یعنی اُس کی مُراد آخرت ہو اور اُسی کی درستی کی فکر میں رہے اور باقی مرادوں اور فکروں کو موافق قواعد شریعت اللہ کے سپرد کرے) کافی ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے دنیا کے فکر کو یعنی دنیا کے کاروبار جس قدر اس کے لئے مفید ہونگے اللہ پاک عمدہ طور پر اُس کا بندوبست فرمادیگا۔ اور جو پریشان ہو بوجہ غم اور مقاصد دنیا تو خدا پروا نہیں کرتا کہ اس کو دنیا کی کونسی وادی (وادی یعنی جنگل اور یہاں مراد مصیبت و مشقت ہے) میں ہلاک کر دے۔ (ابن ماجہ) +

اے مسلمان بھائیو اور سلیم دینی بہنو! ذرا غور کرو اور اپنی ذات اور اپنے بچوں کو جہالت کے اندھیرے سے بچاؤ اور اللہ تعالےٰ کے احکام کے ہر وقت پابند ہو۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ میاں بھی اس سے محبت فرماتے ہیں اور ہر طرح کی مدد فرماتے ہیں۔ اور جس کا اللہ ہو گیا اسے کس چیز کی کمی ہے۔ کونسی چیز خدا کے خزانے میں موجود نہیں ہے۔ مگر یہ سب فضل اس کی تابعداری کرنے سے میسّر ہو سکتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ ملسکتا ہے وہ اُس کی اطاعت سے ملسکتا ہے۔ آجکل ایسے بُرے خیالات ہو گئے ہیں کہ دینی علم کو عیب شمار کیا جاتا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے گداگری کے سوا اور کیا ہوگا۔ نئی تہذیب نئی روشنی کے خیالات کافروں کی پیروی کو باعث فخر و عزت و ترقی سمجھا جاتا ہے یہی باتیں ہیں جن سے شب و روز عذاب الٰہی اتر رہا ہے۔ کبھی طاعون ہے کبھی افلاس اور تفکرات کا ہجوم ہے۔ کبھی قحط ہے اور یہ دنیا کی مصیبتیں ہیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اللہ پاک مسلمانوں پر رحم فرماویں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ دنیا کے علم بقدر ضرورت نہ پڑھے جاویں یا نوکری تجارت وغیرہ چھوڑ دی جاوے بلکہ غرض یہ ہے کہ دین سے جاہل مت رہو اور دین مت خراب کرو سب کام شریعت کے موافق کرو اور شریعت کی تابعداری بغیر دینی علم کے ہو نہیں سکتی۔ تجربہ ہے کہ جو لوگ پورے دین کے پابند ہیں وہ دنیا میں بھی باعزت اور آرام سے رہتے ہیں۔ بھلا کوئی بتا دیگا ایک تو دکھلادے کہ گداگری کرتا ہو

اور پریشان وذلیل وخوار پھرتا ہو۔ دنیا امتحان کی جگہ ہے اصلی گھر آخرت ہے اور وہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ زیادہ اُس گھر کی آبادی کا بندوبست لازم ہے۔ اور یہاں تو ایسا رہنا ہے جیسا سرائے میں ہوتا ہے ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے		یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے		

خود اپنی ذات اور اپنے بچوں کو نئی روشنی کی ظلمت سے بچاؤ۔ یہ روشنی حقیقت میں سخت اندھیرا ہے جو دین کا تباہ کرنیوالا ہے۔ جب آدمی دین کو مضبوط پکڑتا ہے دنیا ذلیل ہوکر اس کو ملتی ہے اور وہ اُس سے علیحدہ رہتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالیٰ نے اختیار دیدیا تھا کہ یا تو علم لیلو یا ملک (وسلطنت) لیلو۔ آپ نے علم قبول فرمایا اللہ نے علم بھی دیا اور ملک بھی دیدیا اور ملک کیسا دیا کہ وہ ضرب المثل ہوگیا کہ مثال میں مبالغہ کے موقع پر ملک سلیمانی بولا جاتا ہے اور قیامت تک ایسا ملک کسی کو نہ ملیگا اور نہ حضرت سلیمانؑ سے پہلے کسی کو ایسا ملک میسر ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس درجہ دُنیا کا ذلیل ہونا حضرت سلیمانؑ کے واسطے دین کی برکت سے تھا کہ انہوں نے علم قبول کیا تھا اور ملک کو چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت سالم بن ابی الجعد جو ایک بڑے تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ جب میرے آقا نے مجھے آزاد کردیا (یہ غلام تھے) تو میں نے خیال کیا کہ کونسا پیشہ اختیار کروں جس سے بسر اوقات ہو (اب تک تو آقا کے حکم کی تعمیل کرتا تھا اور وہیں بسر اوقات ہوئی تھی اور اب آزاد کیا گیا تو کوئی دوسرا بندوبست چاہیئے) پس میری سمجھ میں یہ آیا کہ علم حاصل کروں۔ چنانچہ یہی کیا۔ ایک سال نہ گذرا تھا کہ حاکم مدینہ منورہ مجھ سے ملنے آئے اور میں نے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ مطلب یہ ہے کہ کسی خاص وجہ سے اُن سے نہ ملے ورنہ بلاوجہ ایسا کرنا دین کے خلاف اور بد اخلاقی ہے۔ لیکن یہاں اس بیان سے یہ غرض ہے کہ میرا ایسا رتبہ اس تھوڑے عرصہ میں ہوگیا کہ حکام زیارت کو آنے لگے اور مجھے کچھ اندیشہ نہ ہوا ہے موقع میں نہ ملسکا اور صاف انکار کردیا گیا۔ واقعی دین کی یہی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہیں رہتا اور جو خدا سے ڈرتا ہے اُس سے ہر چیز ڈرتی ہے نہ ایسے لوگ طمع کرکے ذلیل ہوتے ہیں نہ کسی سے کچھ خواہاں ہوتے ہیں۔ خوب غور سے اِن مضامین کو پڑھو۔ یہ دونوں قصے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت سالم رحمہ کا احیاء العلوم اور اس کی شرح سے لکھے گئے ہیں +

حدیث[۱۹] میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو۔ اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ (کنز العمال)، اور یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے مطلب یہ ہے کہ کتاب شروع کرنا دوشنبہ اور جمعرات کے روز بہتر ہے اسی طرح اور کوئی علمی کام شروع کرنا بھی اِن دنوں میں بہتر ہے۔

حدیث[۲۰] میں ہے کہ جس نے کسی کو ایک آیت بھی کلام اللہ کی سکھادی تو وہ سکھانیوالا طالب علم کا آقا بن گیا (طبرانی)، یعنی طالب علم غلام اور معلم آقا ہوگیا۔ غرض یہ ہے کہ اُستاد کا بہت بڑا حق ہے جہاں تک ہوسکے اُستاد اور پیر کی ہر طرح تابعداری اور دلداری کرے کہ یہ لوگ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لیجاتے ہیں اور حقیقی محبوب یعنی حق تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا سلوک ہوگا اور غلام ہونے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اُستاد اس کو فروخت کرسکتا ہے بلکہ مراد اُس کے حق کی عظمت کا اظہار کرنا ہے بطریق مبالغہ اور استاد اور پیر کا درجہ والدین سے کم ہے خوب سمجھ لو۔

حدیث[۲۱] میں ہے جس عالم سے مسئلہ دریافت کیا جاوے اور وہ بغیر عذر شرعی اُس کو چھپالے اور بیان نہ کرے قیامت کے دن اُس کے آگ کی لگام دی جاویگی (مشکوٰۃ) مراد وہ علم ہے جس کا بتلانا ضروری ہے اور بخل کرنا علم سے خواہ اُس کا بتلانا فرض ہو یا مستحب بلا عذر شرعی ہرگز زیبا نہیں۔

یہاں پر ایک خاص مضمون جو عورتوں کی تعلیم کے متعلق ہے اور نہایت مفید ہے جس کو حضرت حکیم الامۃ مقتدائے ملت علامۂ زماں قطب دوراں مولانا و مرشدنا حافظ قاری حاجی مولوی شاہ اشرف علی صاحب مدظلہم العالی نے پرچہ القاسم میں مرحمت فرمایا تھا مسلمانوں کے نفع پہنچانے کی غرض سے درج کیا جاتا ہے۔ بعضے مشکل الفاظ کا ترجمہ حاشیہ پر کردیا گیا ہے۔ اس مضمون کے بعد علم کی بزرگی کا بیان ختم ہوجاویگا اور طہارت کی فضیلت بیان ہوگی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِصلاحِ مُعاملہ بہ تعلیمِ نسواں

ہر چند کہ بعد وُرود حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ وغیر ذٰلک من النصوص الموجبۃ

ل علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت [illegible] حاصل کرنے کو مردوں اور عورتوں پر ۱۲

تحصیل العلم علی الرجال والنساء اس بحث پر مستقل کلام کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی خصوصاً جبکہ اس سے بہت قبل اسی رسالہ القاسم کی جلد اول نمبر ۱ صفحہ ۱۹ و ۲۰ و نمبر ۵ صفحہ ۰ ۲ میں مجملاً اس سے تعرض بھی ہو چکا ہے لیکن بوجہ بعض واقعات و خصوصیات کے ذکر زیادہ ان میں ہندوستانی مستورات کے حالات ہیں جن کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس باب میں مستقل اور کسی قدر مفصل گفتگو کئے جانے کو مقتضی ہونے کے سبب اس کا بقدر ضرورت مکرر ذکر کیا جاتا ہے۔ سو جاننا چاہیے کہ اس مقدمہ میں جہاں تک تتبع کیا گیا تین خیال کے لوگ ہیں ایک وہ کہ تعلیم نسواں کے نہ مخالف ہیں نہ حامی مگر تعلیم کا اہتمام نہیں۔ دوسرے وہ کہ اس کے مخالف ہیں تیسرے وہ کہ اس کے حامی ہیں اور ان سب سے مختلف کوتاہیاں واقع ہوتی ہیں۔ چنانچہ اول حصہ کی کوتاہی جو سب کوتاہیوں سے اشد و اعظم ہے یہ ہے کہ سرے سے مستورات کو تعلیم دینے ہی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ نہ مردوں کے نزدیک اور نہ خود ان مستورات کے نزدیک۔ اور دلیل ان لوگوں کی جو ان کے نقصان کا منشاء ہو گیا ہے یہ ہے کہ کیا عورتوں کو کوئی نوکری کرنا رہ گیا ہے جو ان کے پڑھانے کا اہتمام کیا جاوے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے نہ تعلیم کی غرض سمجھی اور نہ ان نصوص و روایات میں غور کیا جو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ایک درجہ میں تحصیل علم کو فرض و واجب قرار دے رہے ہیں اور نہ اس تعلیم کو سمجھا جو کہ فرض ہے۔ سو سمجھ لینا چاہیے کہ علم سے غرض نوکری نہیں ہے۔ کیونکہ جو علم علی العین[1] واجب التحصیل ہے وہ علم معاش نہیں ہے بلکہ وہ علم دین ہے جس سے انسان کے عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت[2] و اخلاق درست ہوں جن کا ثمرہ دنیا میں أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ[3] کی دولت اور آخرت میں أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[4] کی بشارت ہے سو اس کا وجوب ظاہر ہے سمعاً بھی عقلاً بھی۔ دلائل سمعیہ یہ ہیں طلب العلم واجب علی[5] کل مسلم (بیہقی عن انس) طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (الدیلمی عن علی) طلب الفقہ حتم واجب علی کل مسلم (حاکم فی تاریخہ عن انس) تعلموا[6] العلم وعلموہ الناس (دارقطنی عن ابی سعید و بیہقی عن ابی بکرۃ) تعلموا[7] العلم قبل ان یرفع (الدیلمی عن ابن مسعود و عن ابی ہریرۃ) یا ایہا[8] الناس علیکم بالعلم قبل ان یقبض (طبرانی والخطیب عن ابی امامۃ) یا ایہا الناس

ف[1] یعنی مختصراً ۱۲ ف[2] حیثیت کرنیوالا ۱۲ ف[3] جماعت ۱۲ ف[4] یعنی ہر شخص پر ۱۲ ف[5] باہم رہنا سہنا ۱۲ ف[6] یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے ۱۲ ف[7] یہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں ۱۲ ف[8] علم کا طلب کرنا واجب ہے ہر مسلمان پر ۱۲ ف[9] علم سیکھو اور اس کو لوگوں کو سکھاؤ ۱۲ ف[10] علم سیکھو اس سے پہلے کہ وہ اٹھا لیا جائے ۱۲ ف[11] اے لوگو علم کو لازم پکڑو اس سے پہلے کہ وہ اٹھا لیا جاوے ۱۲ ف[12] اے لوگو [illegible]

خذوا من العلم قبل ان یقبض العلم (احمد والدارمی طب وابو الشیخ فی تفسیرہ وابن مردویہ عن ابی امامۃ) فی لیل لمن لا یعلم وحل عن حذیفۃ کذا فی کنز العمال وغیر ذلک من النصوص العامۃ للرجل والمرأۃ۔

اور دلیل عقلی یہ ہے کہ اصلاح عقائد و اعمال کی فرض ہے اور وہ موقوف ہے ان کی تحصیل علم پر چنانچہ ظاہر ہے اور فرض کا موقوف علیہ فرض ہے پس تحصیل علم فرض ہوا۔ اور ہر چند کہ موقوف ہونا عمل کا علم پر بالکل بدیہی ہے مگر اس سے ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ حسی بھی ہے۔ چنانچہ بے علم عورتیں جس حالت میں ہیں سب دیکھتے ہیں کہ نہ ان کو کفر و شرک کی کچھ تمیز ہے نہ ایمان و اسلام کی کچھ محبت ہے۔ جو جاہیں خدا تعالیٰ کی شان میں بک دیتی ہیں۔ جو جاہیں احکام شرعیہ کے مقابلہ میں زبان درازی کر بیٹھتی ہیں۔ اولاد کے لئے یا شوہر کو مسخر کرنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے جادو منتر جو کچھ کوئی بتلا دیتا ہے بلا امتیاز مشروع نامشروع کے سب ہی کچھ کر گذرتی ہیں۔ جب عقائد ہی میں یہ حالت ہے تو نماز روزہ کا تو کیا ذکر ہے۔ حتیٰ کہ بعض کی نوبت ترک سے گذر کر استخفاف بلکہ تشاؤم و تطیر تک پہنچ جاتی ہے۔ یعنی بعض تو باوجود فرض سمجھنے کے اس کو ترک ہی کر دیتی ہیں اور بعض اُس کی وقعت بھی نہیں کرتیں کوئی ضروری امر نہیں سمجھتیں اور بعض اُس کو منحوس و موجب مضرت اعتقاد کرتی ہیں اور یہ دو درجے کفر صریح ہیں اور اول فسق و کبیرہ ہے۔ اور جب نماز و روزہ میں یہ کیفیت ہے جس میں ایک پیسہ خرچ بھی نہیں ہوتا تو زکوٰۃ اور حج جس میں پیسہ کا بھی خرچ ہے اس کو تو پوچھو ہی مت۔ اور جب عقائد اور اعمال دیانت کا یہ حال ہے تو معاملات کی درستی کا تو احتمال ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ نماز روزہ کی صورت تو دین کی ہے اور معاملات تو عوام کی نظر میں بالکل دنیا ہی کی شکل رکھتے ہیں اس لئے ان کی درستی کا اہتمام تو خاص ہی خاص لوگ کرتے ہیں۔ جاہل مستورات کیا درستی کرینگی۔ پھر جب معاملات کیساتھ یہ طرز عمل ہے تو معاشرت کی اصلاح تک تو کہاں ذہن جاویگا۔ کیونکہ معاملات کو حقوق العباد تو سمجھا جاتا ہے بخلاف معاشرت کے کہ اس میں یہ پہلو بھی ظاہر نہیں ہے اس لئے اس کا بالکل ہی اہتمام کم ہے۔ پھر جب معاملات و معاشرت سے اتنی بے پروائی ہے تو اخلاق باطنی مثل تواضع و اخلاص و خوف و محبت و صبر و شکر و نحو ذلک کی طرف تو کیا توجہ ہوگی۔ کیونکہ معاملات کا زیادہ اور معاشرت کا اس سے کم دوسروں تک تو اثر پہنچنا معلوم ہے۔ نیز اُن پر بعض اوقات نیکنامی و بدنامی کا ترتب بھی ہو جاتا ہے۔ بخلاف

لہ خرابی ہے بے علم سے۔ عہ اور سوا اس کے اور دلیلیں جو عام ہیں مرد اور عورتوں کے بارے میں ۱۲

اخلاق باطنی کے کہ اس کا غالب اثر بھی اپنی ہی ذات تک محدود ہے۔ اور بوجہ خفا کے دوسروں کو اُن کا علم بھی کم ہوتا ہے جس سے نیک نام یا بدنام کر سکیں اس لئے اُس کا اہتمام تو بالکل ہی نادرہ ہے حتی کہ بہت سے خواص میں بھی تا بعوام چہ رسد۔ بہر حال ان سب امور مبینہ میں قلت مبالاۃ کا اصل منشا و سبب قلت علم دین ہے پھر جہاں بالکل ہی علم نہ ہو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ فطرۃً عقل بھی کم ہو کیونکہ طبقۂ اناث قدرتی طور پر ناقص العقل ہوتی ہیں غرض جہاں نہ عقل ہو نہ علم رہا تو وہاں تو امور مذکورہ میں کوتاہی کی کیا حد ہوگی۔ غرض عقل اور شاہد دونوں شاہد ہیں کہ بدون علم کے عمل کی تتمیم ممکن نہیں اور عمل کی تتمیم واجب اور فرض۔ پس تحصیل علم دین کا فرض ہونا جیسا اوپر دعوی کیا گیا ہے عقلاً بھی ثابت ہو گیا اور سمعاً فرض ہونا اُس سے اوپر بیان کیا گیا ہے تو دونوں طرح تحصیل علم دین فرض ہوا پس ان لوگوں کا یہ خیال کہ جب عورتوں کو نوکری کرنا نہیں ہے تو ان کی تعلیم کیا ضرور ہے محض غلط ٹھیرا۔ یہ جواب ہوا ان کی مذکورہ کوتاہی کا۔ البتہ اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ علم دین کی فرضیت سے تعلیم بطریق متعارف کا واجب ہونا لازم نہیں آتا کہ مستورات کو کتابیں بھی پڑھائی جاویں بلکہ یہ فرض اہل علم سے پوچھ پاچھ رکھنے سے ادا ہو سکتا ہے۔ سو اس کی تحقیق یہ ہے کہ واقعی یہ بات صحیح ہو اور ہم تعلیم متعارف کو فی نفسہ واجب بھی نہیں کہتے لیکن یہاں تین مقدمے قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے گو بالغیر سہی جیسے جو شخص پیادہ سفر حج قطع کرنے پر قادر نہ ہو اور اس شخص کے زمانہ میں ریل اور آگبوٹ ہی ذریعہ قطع سفر کا متعین ہو اور اس کے پاس اس قدر وسعت اور استطاعت بھی ہو تو اُس شخص پر واجب ہوگا کہ سفر کا عزم کرے اور ریل اور آگبوٹ کا ٹکٹ خرید کر اس میں سوار ہو۔ سو ریل اور آگبوٹ کا ٹکٹ خریدنا اور اُس پر سوار ہونا فی نفسہ شرعاً فرض نہیں لیکن چونکہ ایک فرض کا ذریعہ ہے اس لئے یہ بھی فرض ہوگا مگر بالغیر پس یہ مقدمہ تو ثابت ہو چکا۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ علم کا اذہان میں قابل اطمینان درجہ میں محفوظ رہنا موقوف ہے کتب کے پڑھنے پر جو کہ تعلیم کا متعارف طریق ہے اور محفوظ رکھنا علم دین کا واجب ہے پس بنا بر مقدمہ اولیٰ بطریق متعارف تعلیم کا جاری رکھنا بھی واجب ہے البتہ یہ واجب علی الکفایہ ہے یعنی ہر مقام پر اتنے آدمی دینیات پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں کہ اہل حاجت کے سوالوں کا جواب دے سکیں تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ یہ بھی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات

کی ضروریات دینیہ کے لئے کافی ووافی نہیں۔ دُوسری وجہ سے اولاً پردہ کے سبب (کہ وہ بھی اہم الواجبات سے ہے) سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا قریباً ناممکن ہے۔ اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جاوے تو بعض مستورات کو تو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کے لئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق ازبس دشوار ہے اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہو گئی یا کسی کے گھر ہی میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا خود عادۃً ناممکن ہے تو ان کی عام احتیاج رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات اُن سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں پس کچھ عورتوں کو بطریق متعارف تعلیم دین دینا واجب ہوا پس اس شبہ کا بھی جواب ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ لکھے پڑھے مردوں کی طرح عورتوں میں ایسی تعلیم کا ہونا ضرور ہے۔ اور اس غلط خیال عدم ضرورت تعلیم نسواں کا بالکلیہ استیصال ہو گیا۔

اب دوسرے طبقہ کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے جو تعلیم نسواں کے مخالف ہیں اور اس کو سخت ضرر رساں سمجھتے ہیں۔ دعویٰ اُن کا یہ ہے کہ ہم نے لکھی پڑھی عورتوں کو اکثر آزاد اور بیباک اور قلیل الحیا اور مکار اور عفت سوز دیکھا ہے۔ خاصکر اگر لکھنا بھی جانتی ہوں تو اور بھی شوخ چشم ہو جاتی ہیں جس کو چاہا خط لکھ بھیجا جس کو چاہا پیام وسلام پہنچا دیا۔ اسی طرح دوسروں کو بھی طمع ہوتی ہے کہ اپنے نفسانی جذبات کو اُن تک بذریعہ تحریر پہنچا دیتے ہیں اور اُن کے پاس جب ایسی تحریرات پہنچتی ہیں کبھی تو وہ بھی متاثر ہو کر نرم جواب دیتی ہیں اور سلسلہ بڑھتا ہے یہانتک کہ جو کچھ واقع ہونا ہے واقع ہوتا ہے۔ اور کبھی جواب نہیں دیتیں اور سکوت کرتی ہیں تو مریض القلب لوگ اس سے بھی استدلال کرتے ہیں ان کے نیم راضی ہونے پر پھر وہ لوگ آئندہ کے پیام وسلام وتحریر سے اس کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ گوش زدہ اثرے دارد۔ قاعدہ اکثریہ ہے۔ پھر بعض کا طرز بیان جادو نشان ہوتا ہے۔ پھر نسوانی طبائع معمولی طور پر نرم بھی ہوتی ہیں تو شیطان کا جال پھیل جانا زیادہ عجیب نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی مکتوب الیہا نے ناراضی بھی ظاہر کی اور اسی ناراضی کا جواب کاتب تک بھی پہنچا دیا مگر اپنے شوہر یا خاندان کے خوف سے کہ خدا جانے کیا گمان کریں گے اور کیا

معاملہ کرینگے۔ اپنے گھر والوں سے اس کا اخفا کرتی ہیں۔ اور اس طور پر وہ کاتبین ہر طرح کی مضرت سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی جرات بڑھتی ہے اور پھر دوسرے موقع پر اس کی سلسلہ جنبانی کرتے ہیں اور ان سب واقعات کا مبنیٰ ان مستورات کا تعلیم یافتہ ہونا ہے اگر وہ ناخواندہ ہوں تو ان کے پاس کوئی مضمون بھیجنے سے اندیشہ ہوگا دوسرے کے مطلع ہونے کا اور یہ سبب ہو جاویگا اس باب کے مسدود ہو جانے کا اور یہ مفسدہ اُس صورت میں زیادہ محتمل ہے جبکہ کسی عورت کے مضامین اخباروں میں بھی چھپنے لگیں۔ تو اِن مضامین کو دیکھکر سخن شناس شیاطین اندازہ کرتے ہیں کاتبہ کے رنگِ طبیعت اور جذبات اور خیالات کا تو اس شرارت کے شرارے وہاں زیادہ پھیلتے ہیں بالخصوص اگر وہ کلام نظم بھی ہو تو اور بھی آفت ہے اور اس زمانہ میں تو ایک اور غضب ہے کہ افتخار کے لئے صاحب مضامین کا نام اور پتہ تک صاف لکھدیا جاتا ہے کہ فلانے کی بیٹی فلانے کی بیوی فلاں جگہ کی رہنے والی۔ اور یہ تمامتر خرابیاں اُن کے لکھے پڑھے ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر ان خفیہ ریشہ دوانیوں کی کسی طور پر شوہر یا اہل خاندان کو اطلاع ہی ہو گئی تو چونکہ لکھا پڑھا آدمی ہوشیار اور سخن سازی پر زیادہ قادر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں کرینگی کہ کبھی اُن پر حرف ہی نہ آویگا اور اُلٹا مُنہ ناک بناوینگی مکاری سے روویگی کہ ہم کو یوں کہا۔ کہیں خودکشی اور کنویں میں ڈوبنے کی دھمکی دینگی۔ حتیٰ کہ اُس غریب بازپرس کرنے والے کو خوشامد کرنا پڑیگی اور ڈر کے مارے پھر کبھی زبان تک نہ ہلاویگا۔ ایک خرابی اس تعلیم یافتہ فرقۂ اناث میں یہ ہوتی ہے کہ ہر طرح کی کتابیں منگا کر پڑھتی ہیں عشق بازی کے قصے۔ سازش اور لگاوٹ کے ناول شوق انگیز غزلیں۔ پھر اُن سے طبیعت بگڑتی ہے۔ کبھی ایسی غزلیں ذرا کھل کر پڑھتی ہیں کہ دروازہ میں یا پڑوس اور محلہ میں یا سڑک پر آواز جاتی ہے اور آواز پر کوئی فریفتہ ہو کر درپے ہو جاتا ہے اور اگر وہ ناکام بھی رہا تاہم رسوائی اور پریشانی کا سبب تو بن ہی جاتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ ان صاحبوں کے خیالات کا۔ اور میں ان واقعات کی تکذیب نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہونگا کہ ان صاحبوں نے کوتاہ نظری سے کام لیا۔ واقعات سے حقائق میں غور نہیں کیا۔ اصل یہ ہے کہ ان سب خرابیوں کی ذمہ دار تعلیم نہیں ہے بلکہ طرزِ تعلیم ہے یا نصاب تعلیم ہے یا طرزِ عمل کہ یا سوءِ تدبیر ہے یعنی یا تو یہ ہوا ہے کہ ایسی کتابیں نہیں پڑھائی گئیں جن سے احکام حلال و حرام اور تفصیل ثواب و عقاب اور طریقہ تہذیب اخلاق معلوم ہو اور جس سے خوف و خشیت و معرفت و عظمتِ حق حاصل ہو۔ الی کو عمر

حرف شناس بنا کر چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اپنی رائے سے اُردو کے مختلف رسالوں کا مطالعہ کر کے لکھنے پڑھنے کی مہارت بڑھائی ہے۔ اور تعلیم یافتہ کا لقب پا کر اس طرح تعلیم کو بدنام کیا ہے تو ظاہر ہے کہ محض حرف شناسی کو نہ تعلیم کہہ سکتے ہیں اور نہ حرف شناسی اصلاح اعمال و احوال کی کفالت کر سکتی ہے۔ اور یا یہ ہوا ہے کہ باوجود نصاب تعلیم کے مفید و کافی ہونے کے اس نصاب کے مضامین کو قلب میں جمانے کی کوشش نہیں کی گئی اور عمل کی نگرانی نہیں کی گئی۔ مثلاً اس کی ضرورت ہے کہ جس روز کسی لڑکی نے یہ مسئلہ پڑھا کہ غیبت گناہ ہے اس کے بعد اگر وہ غیبت کرے تو فوراً اس کو یاد دلاوے کہ دیکھو تم نے کیا پڑھا تھا اس کے خلاف کرتی ہو اور مثلاً ان کو پردہ کی ضرورت یا پست آواز سے بولنے کی تاکید پڑھائی گئی اور پھر اس میں کوتاہی یا غفلت کا مشاہدہ ہوا۔ فوراً اس کو روکنا چاہیئے یا ان کو حرص مال و زیور کی مذمت پڑھائی تھی پھر انہوں نے کبھی تکلف کے کپڑے یا غیر ضروری زیور کی ہوس کی تو فوراً اُن کو متنبہ کیا جاوے۔ اسی طرح اُمید ہے کہ اخلاق فاضلہ و اعمال صالحہ کا ملکہ ان میں پیدا ہو جاویگا اور یا یہ ہوا ہے کہ اُن کی خود طبیعت اور طینت ہی میں صلاحیت اور قابلیت نہیں ہے تو اس صورت میں مصرعہ "تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد است" کا اور شعر ؎

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے	ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس

کا مضمون ہے۔ یہ گفتگو تو خود اُن کے احوال و اعمال کے متعلق تھی اور جو افعال دوسرے شریر لوگوں کے شمار کرائے ہیں اُنکا انسداد تدبیر سے ہوتا ہے۔ اس کے انسداد کی اچھی تدبیر یہ ہے کہ واسطہ کے ساتھ نہایت سختی کی جائے اور اپنے مردوں کو بالکل صاف صاف اطلاع دیدی جائے۔ غرض مفاسد کے اسباب یہ ہیں۔ جب یہ ہے تو اس میں عورتوں کی کیا تخصیص ہے۔ یہی اسباب فساد اگر مردوں کو پیش آویں وہ بھی ایسے ہی ہونگے۔ پھر کیا وجہ کہ عورتوں کو تعلیم سے روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دی جاوے بلکہ اہتمام کیا جاوے۔ اس فرق کی وجہ بعد تامل بجز اس کے کچھ نہیں معلوم ہوئی کہ عورت سے صدور قبائح یا اس کی طرف نسبت قبائح عرفاً موجب ذلت و رسوائی ہے اور یہی امور اگر مرد سے صادر ہوں یا اُس کی طرف منسوب ہوں تو وہ عرفاً موجب ذلت و رسوائی نہیں ہے۔ اس لئے عورت کے لئے ان مفاسد کے احتمال کو موانع تعلیم سے قرار دیا ہے اور مردوں کے لئے نہیں۔ باقی شرعاً ظاہر ہے کہ اس باب میں مرد و عورت یکساں ہیں

اگر عورت کے لئے معصیت مذموم و قابل لوم ہے تو اسی درجہ میں مرد کے لئے بھی۔ اور اگر مرد کے لئے موجب
طہارت و نزاہت ہے تو اسی درجہ میں عورت کے لئے بھی پس جب شرعاً دونوں برابر ہیں اور عرفاً
متفاوت پس اس تفاوت سے عملاً متاثر ہونا یعنی ایک کے لئے ان احتمالات کا اعتبار کرنا اور دوسرے
کے لئے نہ کرنا صاف عرف کو شرع پر ترجیح دینا ہے جو بہت بڑا شعبہ ہے جاہلیت کا جس کا منشاء کبر
اور ترفع ہے وبس۔ اور یہ صرف میرا ہی دعویٰ نہیں بلکہ مدعا علیہم کا اقرار بھی ہے چنانچہ بکثرت اُن لوگوں کی
زبان سے سنا گیا ہے کہ میاں مرد کا کیا ہے اس کی تو مثال برتن کی سی ہے کہ دس دفعہ سن گیا اور جب دھو دیا
صاف ہو گیا۔ اور عورت کی مثال موتی کی آب کی سی ہے کہ اگر ایک دفعہ اتر گئی پھر چڑھ ہی نہیں سکتی
اس کے معنے دوسرے الفاظ میں صاف یہ بھی ہیں کہ مردوں کے لئے معصیت کو خفیف سمجھتے ہیں اور عورتوں
کے لئے شدید تو علاوہ کبر کے اس میں تو نوبت استخفاف کے جاری ہونے کا بھی اندیشہ بلکہ سخت اندیشہ ہے

اب صرف تیسرے طبقہ کے متعلق کلام باقی رہ گیا جو تعلیم کے حامی تو ہیں لیکن اس تعلیم کی تعیین
میں یا اس طریقہ کی تجویز میں اُن سے غلطی ہوئی چنانچہ ان میں سے بعض کا بیان بضمن اصلاح خیال
طبقہ ثانیہ کے اوپر ہو چکا ہے مثلاً ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دینا پھر اُن کا اپنی رائے سے مختلف رسالوں
کا مطالعہ کرنا اور مثلاً بعد تعلیم کے عمل کی نگرانی نہ کرنا جس کی متعدد مثالیں بھی ساتھ ساتھ مذکور ہوئی ہیں۔ اور بعض کا
بیان اب کیا جاتا ہے مثلاً بعضے مستورات کو بجائے علوم دینیہ پڑھانے کے ان کو تاریخ و جغرافیہ یا اس سے
بڑھ کر انگریزی پڑھاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انجیل پڑھاتے ہیں جس کا سبب صرف تقلید اہل یورپ کی
ہے یعنی اُن کے نصاب تعلیم میں شائستگی کو منحصر سمجھنا اس کی بنا ہے مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم میں اور ان
میں اگر رسوم و عادات اور طبائع و خواص کا بھی فرق نہ ہوتا تاہم سب سے بڑا فرق مذہب ہی کا ہے کہ ہم مذہب
اسلام کا التزام کئے ہوئے ہیں اور وہ یا تو کوئی مذہب نہیں رکھتے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں اور یا ہمارے
مذہب کے مغائر دوسرا مذہب رکھتے ہیں اس لئے اُن کے یہاں یا تعلیم مذہبی بالکل نہ ہوگی صرف زبان کی تعلیم
ہوگی یا دنیوی معلومات کی تعلیم ہوگی اور یا دوسرے مذہب کی تعلیم ہوگی۔ بہر حال ان لوگوں کے اس تعلیم کا تو
ایک خاص مقتضا ہے لیکن ہم لوگ اگر اُن کی تعلیم کو اختیار کریں تو اس کا کیا معنی ہے جب غرض تعلیم سے اپنی

اور سہ جس کا ابھی ذکر ہوا اور ہماری غرض اور ہے جس کا مختصر بیان طبقۂ اولیٰ کی اصلاح خیال کے ذکر میں ہوا ہے یعنی اصلاح عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق اور یہ غرض منحصر ہے علم دین میں۔ تو ظاہر ہے کہ ہم کو ان کی تعلیم کا اختیار کرنا ہر طرح بے ربط ہے البتہ اگر کسی کو تحصیل معاش کی بھی حاجت واقع ہونیوالی ہو تو بعد علوم دینیہ کے اُس کو ان علوم کا حاصل کر لینا بھی مضائقہ نہیں۔ جو اس زمانہ میں معاش کا موقوف علیہ ہو۔ جیسے اِس وقت انگریزی و تاریخ و جغرافیہ وغیرہ۔ باقی انجیل کی اُس شخص کو بھی ضرورت نہ ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ کسب معاش کی حاجت صرف مردوں کو ہوتی ہے اور عورتیں اوّل اس وجہ سے کہ اُن کا نان و نفقہ مردوں کے ذمے ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ اسلام میں پردہ کی تاکید ہے اور وہ ابواب خاصہ معاش کے جو خاص علوم پر موقوف ہیں پردہ کے ساتھ حاصل نہیں کئے جاسکتے۔ اس لئے عورتوں کے لئے یہ تعلیم بالکل فضول اور اُن کے وقت کی اضاعت ہوگی بلکہ فضول سے متجاوز ہو کر ہر طرح مضر ہوگی جیسا کہ عنقریب اُن مضامین کا بیان بھی آویگا۔ بہر حال یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے۔ عورتوں کے لئے ہرگز زیبا نہیں۔ البتہ فنونِ دنیا میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دستکاری کہ اگر کسی وقت کوئی سرپرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار پیسے کما سکے یہ مناسب ہے۔ رہا قصہ شائستگی کا تو جس کا دل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ علم دین کی برابر دنیا بھر میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب نہیں سکھلاتا۔ چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جس پر علم دین نے پورا اثر کیا ہے۔ اور ایک وہ شخص لیجئے جس پر تہذیب جدید نے پورا اثر کیا ہے پھر دونوں کے اخلاق و معاشرت و معاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان و زمین کا تفاوت پایئے گا البتہ اگر تصنع و تکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اس کی یہی غلطی ہوگی کہ ایک مفہوم کا مصداق اُس نے غلط ٹھہرا لیا۔

اور اگر کسی کے ذہن میں اس وقت کوئی دیندار ایسا آیا ہو جس میں تہذیب حقیقی کی کمی ہو تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اُس نے علوم دینیہ کا پورا اثر نہیں لیا یعنی دین کے اجزاء متعدد ہیں۔ عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق باطنہ بعضے لوگ صرف نماز روزہ کے احکام کے جاننے کو علم دین اور ان احکام کی پابندی کرنے والے کو دیندار کا لقب دیدیتے ہیں۔ سو خود یہی غلط ہے سب اجزاء مذکورہ کے احکام ضروریہ کا اچھی طرح جاننا علم دین اور سب کی پابندی دینداری ہی سو جس کو دیندار لقب دیکر قلیل التہذیب قرار دیا گیا ہے وہ واقع میں

سب اجزائے دین کا مستوعب نہیں۔ اور کلام اس میں ہے کہ جس نے سب اجزاء کا اثر لیا ہو بس وہ شبہ رفع ہو گیا بندہ نے اس قسم کے شبہات کے جواب کے لئے رسالہ حقوق العلم لکھا ہے (جو قابل ملاحظہ ہے) غرض تہذیب علم دین کی برابر کسی علم سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی علم دین تو تھا جس نے سلف میں اپنے اثر سے وہ اخلاق وشائستگی پیدا کی کہ خود یورپ کو بھی اس کا اعتراف بلکہ اس سے اعتراف بھی ہے مگر ہم اپنے گھر کی دولت سے بے خبر ہو کر دوسروں سے اس کی دریوزہ گری کر رہے ہیں۔ وَاللہ درالعارف الرومی حیث قال ؂

	یک سبد پر ناں ترا بر فرق سر		تو ہمی جوئی لب ناں در بدر	
	تا بزانوئے میانِ قعرِ آب		وز عطش وز جوع گشتستی خراب	

بعضے آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بے باک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں۔ یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق وجذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے۔ خاصکر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ اوستاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا تو اس صورت میں وہ آزادی وبیباکی اُن لڑکیوں میں بھی آویگی۔ اور میری رائے میں سب سے بڑھکر جو عورت کا حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح ہے تمام خیر کی جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے ہر چند کہ اذا فاتك الحياء فافعل ما شئت حکم عام ہے۔ لیکن میرے نزدیک ما شئت کا عموم نساء کے لئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اس لئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی کمی ہوتی ہے۔ اس لئے کوئی مانع ہی نہ رہیگا۔ اسی طرح اگر اُستانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اسی کے قریب مضرتیں واقع ہونگی۔ اس تقریر سے دو خرابیوں کا حال بھی معلوم ہو گیا ہوگا جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے۔ ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف اقوام اور مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلمہ مسلمان ہی ہو اور یہ آنا ڈولیوں ہی میں ہو۔ اور گو یہاں آکر بھی پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو لیکن تاہم واقعات نے دکھلا دیا ہے اور تجربہ کرا دیا ہے کہ یہاں ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں جن کا ان کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے اور یہ صحبت ... عفت سوز ثابت ہوتی ہے اور اگر اُستانی بھی کوئی آزاد یا مکار مل گئی تو کریلا اور نیم چڑھا کی مثال

صادق آجاتی ہے۔ اور دوسری غرض یہ کہ اگر انہیں مشن کی میم سے بھی روزانہ یا ہفتہ وار نگرانی تعلیم یا صنعت کھلانے کے بہانہ سے اختلاط ہونے لگے تب تو نہ آبرو کی خیر ہے اور نہ ایمان کی مگر افسوس صد افسوس ہے کہ بعضے لوگ ان آفات کو مایۂ افتخار سمجھکر خود اپنے گھروں میں بلاتے ہیں۔ میرے نزدیک تو ان آفات مجسمہ سے بچی تو بچی اور تابع ہوکر تو کیا ذکر کسی بڑی بڈھی مسلمان عورت کا متبوع ہوکر بھی عمر بھر میں ایک بار ہمکلام ہونا بھی خطرناک ہے جن مضرتوں کے ذکر کا اوپر وعدہ تھا ان میں سے بعض یہی ہیں اور بعض کا ذکر اوپر دوسرے طبقہ کے منشا خیال کے ضمن میں ہو چکا ہے۔ اسلم طریق لڑکیوں کے لیے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے کہ دو دو چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں اور حتی الامکان اگر ایسی استانی ملجاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور باثر ثابت ہوئی ہے۔ اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی مضائقہ نہیں۔ اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں پڑھانے کا تو یہ طرز ہو۔ اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے۔ پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزائے دین کی مکمل تعلیم ہو (میرے نزدیک اس وقت بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے لئے کافی ہیں) اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں ان کو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعہ سے سمجھوا دے اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان کر دے تاکہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں۔ پھر وہ سیانی ہوکر خود سمجھ لیں گی۔ یا اگر عالم شوہر میسر ہوا اس سے پوچھ لینگی۔ یا شوہر کے ذریعہ سے کسی عالم سے تحقیق کرا لینگی (چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو دیباچہ کے صفحہ ۲ کے حاشیہ پر شروع ہوا ہے اس کا خلاصہ لکھدیا ہے مگر بعضے لوگ اس کو دیکھتے نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھاوے اس لئے ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا کیسی کچی سمجھ ہے) بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھدیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ ان کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اس کا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس کا شوق ہو تاکہ عمر بھر علمی شغل رہے تو اس سے علم و عمل کی تجدید و تحریض ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت

[illegible] اس کے [illegible] بیان کر دیا گیا ہے۔ تقریر دہلوی

میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کریں تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کے لئے مناسب نہیں۔

یہ تو سب پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرائن سے طبیعت میں بیباکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ضروریات خانگی کے لئے اس کی بھی حاجت ہوجاتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی کا ہو تو مفاسد سے بچنا جلب مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے۔ ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھلاویں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ کیا ہے عقلاء نے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔

اب مضمون کو ختم کرتا ہوں اور غالباً اس مضمون کو بعنوان تسہیل اعادہ کی حاجت نہ ہوگی۔

کتبہ

اشرف علی تھانوی

سلخ شوال المکرم سنہ ۱۳۳۱ ہجری

طہارت یعنی وضو اور غسل کی فضیلت اور ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ جو کوئی وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھے (بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا زیادہ بہتر ہے) پھر ہر عضو دھوتے وقت یہ پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ تو اس کے لئے آٹھوں دروازے جنت کے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو (بعد مرنے کے) اگر فوراً دو رکعت (نفل) نماز پڑھے کہ ان میں قرآن پڑھے (جیسے کہ پڑھا کرتے ہیں) اور اس کو جان لے (یعنی غفلت سے نہ پڑھے جس میں پتہ ہی نہ لگے کہ کیا پڑھا کیا نہیں بلکہ حضور قلب سے پڑھے تاکہ معلوم رہے کہ میں کیا پڑھتا ہوں) اور تمام نماز اسی طرح حضور قلب سے پڑھے تو وہ نماز سے ایسے حال میں فارغ ہوگا کہ گناہوں سے پاک ہوگا مثل اس دن کے جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا یعنی ایسے

کہا جاویگا کہ نئے سرے سے عمل کر (رواہ الحافظ المستغفری وحسنہ کذا فی احیاء السنن) اُس وقت تک کے گناہ معاف ہو گئے اور علماء نے گناہ صغیرہ مراد لئے ہیں دوبارہ عمل کرنے کے لئے کہنا کیسے معلوم ہوگا سو اس کی یہ صورت ہے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرما دینے سے معلوم ہوگیا اور اس قدر کہہ دینا مسرت حاصل ہونے اور عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ حدیث میں ہے کہ اُس شخص کا وضو کامل نہیں ہوتا جو مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اور دوسری حدیث میں درود پڑھنے کا وقت وضو کے بعد آیا ہے (احیاء السنن) حدیث میں ہے کہ جو مسلمان وضو کرتا ہے پس منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر گناہ دور ہو جاتا ہے جس کی طرف اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا پانی کے ساتھ یا یہ فرمایا کہ آخر قطرہ پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں ہاتھ (کہنیوں تک) دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھ کے گناہ دُور ہو جاتے ہیں جن کو ہاتھوں سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا یہ فرمایا کہ آخری قطرے پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں پیر دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں جن کو پیروں سے کیا تھا یہاں تک کہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے (مسلم) (ان گناہوں سے مراد صغیرہ ہیں جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے۔ اور آنکھ کا گناہ جیسے کسی کو بُری نظر سے دیکھنا اور ہاتھ کا گناہ مثلاً کسی کو بُری نیت سے ہاتھ لگانا اور پیروں کا گناہ مثلاً بُری نیت سے کہیں جانا۔ خوب اچھی طرح وضو کیا کرو۔ کس قدر فضیلت و بزرگی وضو کی ہے اس کی قدر کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں اور دس برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے ان سے ایک طویل حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے انس مبالغہ کر غسل میں جنابت سے (یعنی جو حاجت غسل سے کیا جاتا ہے) پس تو بے شک نہانے کی جگہ سے ایسے حال میں نکلیگا کہ کوئی گناہ اور خطا تجھ پر کچھ باقی نہ رہیگا۔ (گناہ صغیرہ کی معافی یہاں بھی مراد ہے) میں نے (یہ قول حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہے) عرض کیا کہ غسل میں مبالغہ کی کیا صورت ہے اے رسول اللہ فرمایا (وہ یہ ہے) کہ تو بالوں کی جڑیں تر کرے اور بدن کو خوب صاف کرے (بدن کو مَل کر صاف کرنا مستحب ہے اور اچھی طرح صفائی بغیر ملنے کے نہیں ہوتی۔ اور مبالغہ سے مراد بہت اچھی طرح نہانا ہے جس کی تفسیر اور شرح حضور نے بیان فرمائی) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے پیارے بیٹے (شفقت سے یہ لفظ استعمال فرمایا) اگر تو طاقت رکھے ہر وقت وضو سے رہنے کی تو ایسا کر ہر وقت وضو سے رہنا مستحب ہے پس جس کو

موت اس حالت میں آوے کہ وہ باوضو ہو تو اُسے شہادت (کا ثواب) مرحمت ہوگا (ابو یعلی)

تمام شُد

(١٦ صفر ١٣٣٣ھ یوم چہار شنبہ)

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی عفی عنہ نے اس ضمیمہ و حواشی متعلقہ حصّہ اوّل بہشتی زیور کو حرفاً حرفاً خود مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ سے سُنا میں سب مضامین سے متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہ اللہ کو جزائے خیر دے اور اس تالیف کو مقبول و مثمر بنا دے۔ آمین۔ ١٦ صفر ١٣٣٣ھ

ضمیمۂ ثانیہ بہشتی زیور حصہ اوّل مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط و تنقیح الاغلاط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمہید

از حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا مولوی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ یہ کتاب درحقیقت استقلالاً تصحیح ہے ان اغلاط کی جو احقر کی تالیفات میں ناقلین وکاتبین کے تغافل سے رہ گئی ہیں اور استطراداً ان مسامحات کی جو خود احقر سے صادر ہوئی ہیں ان سب کی تصحیح کی صورت یہ رکھی ہے کہ اوّل ایک کتاب کو مع قید نام مطبع و سن طبع لیکر اس کے ایسے مقامات کو مع صفحہ و سطر اس طرح لکھا ہے کہ اوّل سُرخی اصل کے بعد عبارت [illegible] پھر سُرخی اصلاح کے بعد عبارت مقصودہ (جو بعد تصحیح ہونا چاہیے) یا مضمون ضروری لکھدیں تاکہ ناظرین اپنے نسخوں کو اسی کے مطابق صحیح کر لیں اس تفصیل سے کہ جو نسخے دوسرے مطبع اور سنہ کے چھپے ہوئے ہوں ان کو مطالعہ کے قبل اس نسخہ ماخوذ اور ان مقامات کے مجموعہ سے درست کر لیں۔ البتہ اگر کوئی مقام ان دوسرے ہی نسخوں میں صحیح ہو اور اس نسخہ ماخوذ میں غیر صحیح ہو مگر اس فہرست میں غفلت سے رہ گیا ہو اس مقام کو اس فہرست کے بھروسہ نہ بگاڑیں بلکہ ہم لوگوں کو

بھی اطلاع کردیں۔ چونکہ مجھ کو اس قدر فرصت نہ تھی اس لئے اس کام میں احقر نے اپنے بعض ثقات سے بہت زیادہ مدد لی ہے جن کے علم و استعداد و تفقہ و تدیّن پر مجھ کو اپنے گمان میں وثوق تھا۔ آخر میں چند دیگر ضروری امور پر تنبیہ کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (۱) تصحیح کے لیے ہر کتاب کا وہ نسخہ اختیار کیا گیا ہے جو سب سے آخر میں طبع ہوا ہے باستثناء ان تالیفات کے جو صرف ایک ہی مرتبہ طبع ہوئی ہیں۔

(۲) جن نسخ ماخوذہ بغرض تصحیح کے ساتھ غلط نامہ منضم ہے اس تالیف کی غلطیوں میں سے صرف وہ غلطیاں لی جائینگی جو اس غلط نامہ میں موجود نہیں ہیں لہذا تمام غلط نامے اس کتاب کا ضمیمہ سمجھے جاویں۔

(۳) اس کتاب میں صرف وہ غلطیاں لیجائینگی جو ناظرین کے لئے فہم مضامین میں دشواری پیدا کرنیوالی یا ان کو غلطی میں ڈالنے والی ہوں۔ محاورہ اور زبان کی غلطیاں اس میں داخل نہ کی جائیں گی۔

(۴) جو کتابیں ہمارے علم میں شائع ہوچکی ہیں ان کی اغلاط کی تصحیح جن پر ہم کو اس وقت تک تنبہ ہوا ہے تصحیح الاغلاط و تنقیح الاغلاط کی جلد اوّل قرار دی گئی ہے اور جن تالیفات کی اشاعت کا ہم کو بعد کو علم ہوگا یا جو تالیفات آئندہ شائع ہونگی یا تالیفات مطبوعہ ۱۳۳۶ھ تک کی جن اغلاط پر ہم کو بعد کو تنبہ ہوگا ان کی تصحیح کتاب موسوم کی جلد ثانی میں کی جائیگی۔ (۵) جس تالیف کو کوئی صاحب چھاپنا چاہیں ان کو چاہیئے کہ اوّل وہ تصحیح الاغلاط کا مطالعہ فرمالیں اور جن غلطیوں کا تعلق کتابت سے ہو اُن کو صحیح کرلیں اور جن مسامحات کا تعلق مضمون سے ہے ان کی تنبیہات کو لفظاً بطور حاشیہ کے کتاب پر چڑھاویں۔ ہم اس تنبیہ نمبر ۵ کو اس کتاب میں ہر تالیف کی تصحیح کے ابتداء میں یاددہانی کے لیئے اعادہ کریں گے۔ (۶) جن اغلاط کا ترجیح الراجح میں ذکر کیا گیا ہے ان سے اس کتاب کی اصلاحات کے ذیل میں جس سے ان کا تعلق ہے تفصیلاً یا اجمالاً تعرض کیا جاویگا۔ (۷) تصحیح الاغلاط میں ہر کتاب کی تصحیح و اصلاح ایک جداگانہ حصہ قرار دی جاویگی۔

(۸) جس کتاب میں غلط نامہ لگا ہوا ہے اس کے غلط نامہ کی تصحیح بھی تصحیح الاغلاط میں اصل کتاب کیساتھ کیجاویگی

(۹) اس کتاب میں صرف ان ہی مضامین کی اصلاح کی جاویگی جو احقر سے تعلق رکھتے ہیں اور جو مضامین بطور حواشی وغیرہ کے دوسرے اشخاص کی طرف سے ان کے ساتھ ملحق ہیں ان سے تعرض نہ کیا جاویگا۔ الافادرا

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

تمہید

از مولانا مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی

احقر حبیب احمد کیرانوی معاً نگار ہے کہ اعلیحضرت مجدد الملۃ والدین دامت فیوضہم نے اپنے اس حُسنِ ظن کے سبب جو آنجناب کو اس ہیچ میرز سے ہے اپنی تصنیفات پر نظرِ ثانی کی خدمت احقر کے سپرد فرما رکھی ہے۔ بنا بریں یہ احقر اپنی استعداد کے موافق اس خدمت کو انجام دے رہا ہے۔ اس کے متعلق چند امور کا اظہار کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (الف) جن اصلاحات کا تعلق حضرت مولانا مدظلہم العالی کے مضامین سے ہے ان کے متعلق یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ ان میں سے جن میں حضرت مولانا مدظلہم العالی سے کثرتِ مشاغل وغیرہ کے سبب بداہۃً تسامح ہوا ہے اُن کے متعلق تو کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن جن اصلاحات کا تعلق ایسے مضامین سے ہے جن میں وقوعِ تسامح نظری ہے ان کے متعلق یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ احتمالِ خطا ہر دو جانب ہے یعنی یہ بھی ممکن کہ فی الواقع حضرت مولانا سے تسامح ہوا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ احقر کی غلطی ہو۔ پس ایسے مقامات پر جو حضرات اہلِ علم اور ذی رائے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اصل مضمون اور اصلاح دونوں پر نظر کر کے امرِ محقق کو اختیار کریں۔ اور جو حضرات اہل الرائے نہیں ہیں وہ دیگر علماء سے تحقیق فرما لیں۔ (ب) بعض اصلاحات ایسی بھی ہیں جن کا تعلق اصلاحِ تسامح سے نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق توضیحِ مضمون یا کسی اور فائدہ سے ہے۔ (ج) بہشتی زیور کی ان مسائل کی تحقیق کے لئے جن پر معاندانہ اعتراضات کئے گئے ہیں ہم نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام تحقیقاتِ مُفیدہ رکھا گیا ہے۔ پس اس کتاب میں جہاں اُن مسائل کا ذکر آئیگا وہاں اُن مسائل پر اجمالاً کلام کر کے تفصیل کے لئے تحقیقاتِ مفیدہ کا حوالہ دیدیا جاویگا جن کو ان مسائل کی تحقیق اور تفصیل معلوم کرنے کا شوق ہو وہ اس کتاب میں دیکھ لیں۔ وہ کتاب تمہیدِ ثانیہ "الامداد" میں شائع ہوئی ہے۔ (د) اس کتاب میں تحقیقاتِ مفیدہ کا انہیں مسائل کے تحت میں حوالہ دیا جاویگا جن کے متعلق معاندانہ اعتراضات کا ہم کو علم ہو چکا ہے اور جن کے متعلق علم نہیں ہوا ان کے متعلق حوالہ نہ ہوگا۔

احقر حبیب احمد کیرانوی عفی عنہ

تمہیدیں ختم ہوئیں آگے ضمیمہ ثانیہ شروع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب بعد تمہید

اصل صفحہ ۲۶ اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں الخ **تحقیق** اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول نے دین کی سب باتیں بندوں کو بتلادی ہیں خواہ اصول کلیہ کے طور پر ہوں یا تفریعات جزئیہ کے طور پر اور بدلالۃ النص ہوں یا باشارۃ النص الی غیر ذلک من وجوہ البیان اس لئے اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں اور ایسی نئی بات کو جو نہ نصوص میں منصوص ہو نہ ان سے مستنبط ہو بدعت کہتے ہیں اور بدعت بایں معنی بڑا گناہ ہے اس توضیح سے معلوم ہوا کہ اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین چونکہ نصوص سے مستنبط ہیں بدعت نہیں ہیں۔ ہاں جو امور مستند الی الدلالۃ الشرعیہ نہیں ہیں اور اہل بدعت نے ان کو زبردستی دین میں ٹھونس دیا ہے وہ ضرور بدعت ہیں۔ اصل صفحہ ۲۷ تمام امت میں سب سے بہتر ہیں الخ **تحقیق** یہ عنوان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منصوص ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے پاس ہو چکا ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں خیر ہذہ الامۃ بعد نبینا ابوبکر الخ کذا فی مسند احمد اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض فرماتے ہیں کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ النبی بعدہ ابوبکر الخ کما فی المشکوۃ پس اس عنوان پر اعتراض کرنا درحقیقت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنا ہے۔ بکمال تفصیل تحقیقات مفیدہ میں ہے۔ اصل صفحہ ۲۹ کسی کا نام لیکر کافر کہنا الخ

تحقیق اس میں دو جزو ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کا نام لیکر کافر کہنا بڑا گناہ ہے اور دوسرا کسی کا نام لیکر اس پر لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ سو جزو اول کے معنی یہ ہیں کہ کسی کا نام لیکر اس کو قطعی طور پر کافر کہنا بڑا گناہ ہے بشرطیکہ اس کا کفر قطعی نہ ہو۔ کیونکہ اس میں دعویٰ ہے علم غیب کا۔ ہاں باعتبار ظاہر حال اس کو کافر کہنا اور اس کے ساتھ کفار کا سا معاملہ کرنا گناہ نہیں بشرطیکہ وہ مقر بالکفر ہو یا مدعی اسلام تو ہو مگر ضروریات دین میں سے کسی امر کا منکر ہو جیسے روافض کہ مع ہیں الاختین کو حرام نہیں مانتے اور قرآن پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اس کو محرف

اور بدل سکتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور ابوبکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ و عثمان غنی رضؓ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مومن ظاہراً و باطناً نہیں جانتے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو مومن ظاہراً و باطناً جاننا اور ماننا ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ نماز روزہ وغیرہ کا ماجاء بہ الرسولؐ ہونا۔ اس لئے ان کے ایمان کا انکار بے شبہ تکذیب ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ رہا جزو ثانی۔ سو اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کا نام لیکر اس پر لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر بہ شرط گناہ ہے بشرطیکہ اس کا کفر قطعی نہ ہو کیونکہ اگر اس کا کفر قطعی نہیں ہے تو اس میں احتمال ہے اس امر کا کہ وہ فی علم اللہ مرحوم ہو لکونہ مومنا باطنا او ظاہراً حالاً او مآلاً اور جب وہ احتمالاً فی علم اللہ مرحوم ہوا تو اس پر لعنت کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر وہ مسلمان ہے تب تو عدم جواز ظاہر ہے لان کل مومن مرحوم ولیس بملعون بعض لوگوں کو مشروعیت لعان سے جواز لعن معین کا شبہ ہوا ہے مگر یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ اگر مشروعیت لعان جواز لعن شخصی کو مستلزم ہوگی تو لازم آئیگا کہ جس کے لئے لعان مشروع ہو اس پر لعن جائز ہو حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا کیونکہ لعان تو صحابہ اور غیر صحابہ سب کے لئے مشروع ہے پس چاہئے کہ صحابہ پر بھی لعن جائز ہو ولا یقول بہ مسلم۔ پس معلوم ہوا کہ مشروعیت لعان اور چیز ہے اور جواز لعن شخصی دوسری چیز ہے اور اول ثانی کو مستلزم نہیں۔ نیز بعض لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے اور انہوں نے لعن کے معنی ابعاد عن الرحمۃ بیان کر کے کہا ہے کہ ابعاد عن الرحمۃ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ابعاد عن الرحمۃ مطلقاً اور دوسری ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ بالابرار۔ سو لعن بالمعنی الاول مسلمان پر نہیں ہو سکتی ہاں لعن بالمعنی الثانی اس پر ہو سکتی ہے مگر یہ بھی ان کی غلطی ہے کیونکہ رحمۃ مختصہ بالابرار کے بھی درجات متفاوت ہیں۔ ایک وہ رحمت ہے جو مختص بالانبیا ہے۔ اور دوسری وہ جو مختص بالصحابہ ہے پس چاہئے کہ نعوذ باللہ صحابہ پر لعن بمعنی ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ بالانبیا جائز ہو۔ ولا یقول بہ مسلم علی ہذا رحمۃ مختصۃ بالانبیاء کے بھی درجات متفاوت ہیں۔ چنانچہ ایک وہ رحمت ہے جو مختص بجناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے ایک وہ ہے جو اس سے کم ہے پس چاہئے کہ نعوذ باللہ انبیاء پر لعن بمعنی ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہو۔ ولا یقول بہ مسلم۔ پس ثابت ہوا کہ لعن شخصی بجز ان کفار کے جن کا کفر قطعی ہے کسی پر جائز نہیں اور جو لوگ جواز کے قائل ہوئے ہیں ان کو اس کے مفاسد لوازم پر تنبہ نہیں ہوا ورنہ وہ ہرگز اس کے قائل نہ ہوتے۔ اصل نمبر ۵۴ علی بخش حسین بخش۔ عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا الخ۔ تحقیق اس مسئلہ پر

بعض جہلا نے اعتراض کیا ہے مگر ہم اس مسئلہ کے ثبوت میں خاتم علماء فرنگی محل جناب مولوی عبد الحی صاحب قدس سرہٗ کا فتویٰ پیش کرتے ہیں جن کو یہ جہلاء اپنا استاد بھی مانتے ہیں اور ان کو علماء محققین میں ہی شمار کرتے ہیں اور ان کی تصانیف مثل سعایہ سے استدلال بھی کرتے ہیں مولوی صاحب موصوف رحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب ایسا نام جس میں اضافت عبد کی طرف غیر خدا کے ہو درست نہیں ہے اور اگرچہ عرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہ ہو بسبب احتمال اس کے کہ عبد سے مراد خادم و مطیع ہے مگر بوئے شرک سے ایسا نام خالی نہیں ہے (بہشتی زیور میں اسی بوئے شرک کی بنا پر اس کو افعال شرک و کفر میں درج کیا ہے حبیب احمد) قرآن و حدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہیں اور علماء امت محمدیہ نے بھی جابجا اس کی تصریح کی ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل خلق منہا زوجہا حواء لیسکن الیہا فلما تغشاھا حملت حملا (خفیفا ھو النطفۃ فمرت بہ ذھبت وجاءت لخفتہ) فلما اثقلت بکبر الولد فی بطنہا واشفقا ان یکون بہیمۃ دعوا اللہ ربہما لئن اتیتنا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین فلما اتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتاھما بتسمیۃ عبد الحارث ولا ینبغی ان یکون عبدا الا للہ ولیس باشراک فی العبودیۃ لعصمۃ آدم وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما ولدت حواء طاف بہا ابلیس وکان لا یعیش لہا ولد فقال سمیہ عبد الحارث فانہ یعیش فسمتہ فعاش فکان ذلک من وحی الشیطان وامرہ رواہ الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب انتہی ملخصا اور کمل کے حواشی جلالین میں ہے۔ ولیس الجعل المذکور باشراک اللہ بل ھو شرک فی التسمیۃ وھذا لا یقتضی الکفر اھ او شرعۃ الاسلام میں ہے ولا یسمیہ حکیما والحکما ولا ابا عیسیٰ ولا عبد فلان انتہی اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک انتہی اور ملا علی قاری کی شرح مشکوٰۃ میں ہے ولا یجوز نحو عبد الحارث وعبد النبی ولا غیرہما مما شاع بین الناس اھ اور ابن محمد مکی کی شرح منہاج میں ہے ویحرم ملک الاملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبۃ او الدار او العلی او الحسن لایہام التشریک انتہی واللہ اعلم حررہ عبدہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۲۹۶ وصفحہ ۲۹۷ - رہا علی بخش سو اس کا موہم شرک ہونا اس وجہ سے ہے کہ جس طرح عبد مشترک ہے یوں ہی علی بھی مشترک ہے درمیان اسم خدا اور اسم علی مرتضیٰ کے اور متبادر اس سے اسم علی مرتضیٰ ہی ہے کیونکہ یہ امر کہ خدا کا نام بھی علی ہے عوام اس کو نہیں جانتے اور حسین بخش اس کا واضح قرینہ ہے۔ پس اس کے موہم شرک ہونے میں شبہ کرنا سراسر جہل ہے۔ **اصل صفحہ ۵۴** اچھی بُری تاریخ اور دن کا پوچھنا الخ۔

تحقیق مطلب یہ ہے کہ عورتوں وغیرہ میں جو اختلاط ہنود یا روافض کے سبب یہ بات پیدا ہو گئی ہے کہ وہ نجومیوں وغیرہ سے اچھی بُری تاریخیں اور دن پوچھا کرتی ہیں حالانکہ شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہوتی یہ امر شرک اور کفر کی باتوں میں سے ہے۔ بایں معنی کہ یہ کفار کا طریقہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا اور یہ مطلب نہیں ہو کہ اگر شریعت سے (فرضاً یا حقیقۃً) کسی تاریخ یا دن کی بُرائی یا اچھائی ثابت ہو تو اس کا دریافت کرنا بھی شرک اور کفر کی بات ہے بھلا کون مسلمان ہوگا جو ایسا کہیگا یہ معترضین کا عناد ہے کہ وہ کلام کو ایسے محمل پر محمول کرتے ہیں جو قائل کے ذہن سے کوسوں دور ہے۔ رہا یہ امر کہ شرعاً بعض دنوں کا بعض کاموں کے لیے اچھا ہونا اور بعض دنوں کا بعض کاموں کے لئے بُرا ہونا ثابت ہے یا نہیں سو یہ امر آخر ہے اور بہشتی زیور اس سے ساکت ہے نہ وہ اس کی نفی کرتی ہے نہ اثبات پس اس پر یہ اعتراض کرنا کہ یہ مسئلہ شریعت کے خلاف ہے غلط ہے اور پوچھنے سے مراد بغرض تصدیق پوچھنا ہے نہ کہ مطلقاً جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے من اتی عرافا فسألہ عن شئ لم یقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ۔

اصل صفحہ ۵۴ شگون لینا **تحقیق** واضح ہو کہ فال شرعی اور چیز ہے اور شگون جو عوام میں اختلاط ہنود وغیرہ کے سبب مروج ہے وہ اور ہے چنانچہ فال شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص اتفاقاً کسی کے منہ سے کوئی اچھا لفظ سُنے اور اس کو سُنکر حق سبحانہ کی جانب سے وصول خیر کا امیدوار ہو۔ اور شگون مروج یہ ہے کہ ہتھیلی میں کھجلی ہوئی سمجھا کہ روپیہ ہاتھ آئیگا۔ کسی نے چھینک دیا سمجھا کہ کام نہ ہوگا۔ داہنی آنکھ پھڑکی سمجھا کہ خوشی ہوگی۔ بائیں آنکھ پھڑکی سمجھا کہ رنج ہوگا۔ اس قسم کے شگون از قسم عرافہ ہیں اور فال شرعی میں داخل نہیں ہیں بلکہ وہ طیرہ میں داخل ہیں۔ اور بحدیث الطیرۃ شرک امور شرکیہ میں داخل ہیں۔ پس بعض حمقا کا یہ سمجھنا کہ شگون نیک مطلقاً جائز ہے اور بہشتی زیور کا مسئلہ غلط ہے جہل صریح اور واضح گمراہی ہے۔ **اصل صفحہ ۵۴** تصویر رکھنا۔

تحقیق تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ہے اور مقصود اس سے ان لوگوں کی اصلاح ہے

عہ ۔ وفی الصحیح لمسلم لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ ۔ الفقیر الدخوش

جو نئی روشنی سے متاثر ہو کر اپنے دوست احباب کی تصویریں رکھتے ہیں یا جاہلانہ اعتقاد سے مغلوب ہو کر بزرگو
کی تصویریں بغرض تبرک رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں جو کہ حالاً یا مآلاً شرک ہے اور ہر تصویر مراد نہیں
ہے خواہ جاندار کی ہو یا بے جان کی اور چھوٹی ہو یا بڑی بضرورت ہو یا بلا ضرورت۔ مہان ہو یا معظم جیسا کہ بعض
حمقاء کا خیال ہے اور نظیر اس کی حدیث مسلم ہے جس میں جبرئیل علیہ السلام کے یہ الفاظ ہیں انا لاندخل بیتافیہ
کلب او صورۃ کیونکہ جس طرح حدیث مذکور میں صورۃ و کلب لفظاً مطلق ہیں اور معنیً مقید یوں ہی بہشتی زیور
میں تصویر لفظاً مطلق ہے اور معنیً مقید فتنبہ۔ **اصل صفحہ ۴۵** چراغ جلانا۔ **تحقیق** جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ الترمذی
وغیرہ۔ اس میں قبروں پر چراغ جلانے کی صریح ممانعت موجود ہے اور اصل راز اس ممانعت کا یہ ہے کہ قبروں پر
چراغ جلانے میں بہت بڑا خطرہ تھا قبر پرستی کا جو کہ شرک ہے اس لئے سد باب شرک کے لئے اس کی ممانعت
فرمائی گئی لیکن بعض لوگوں نے اس دقیقہ اور راز کو نہیں سمجھا اور بدیں عذر کہ اس میں تعظیم شان اولیاء اللہ ہے
اس کو جائز کہدیا اور یہ خیال نہ کیا کہ جو تعظیم حد شرک تک پہنچی ہوئی ہو یا منجر الی الشرک ہو وہ خود جائز نہیں پس
اس کی بنا پر کسی محرم منصوص کو کیسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ واضح ہو کہ جب کسی مستحب امر میں کوئی مصلحت ہو اور
اس سے بڑا مفسدہ ہو تو وہ مصلحت نظر انداز کر دی جاتی ہے اور مفسدہ کا لحاظ کیا جاتا ہے چنانچہ حق سبحانہ جوئے
اور شراب کی نسبت فرماتے ہیں یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس واثمہما
اکبر من نفعہما دیکھو باوجودیکہ جوئے اور شراب میں منفعتیں بھی تھیں مگر مفسدۂ اثم کا لحاظ کیا گیا اور منافع کو
نظر انداز کر دیا گیا۔ بس قبروں پر چراغ جلانے میں بھی اگر کوئی مصلحت ہو تو مفسدۂ عظیم کے مقابلہ میں جس کا آج
کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا جا رہا ہے اور اس تعظیم مفرط کے سبب لوگ برابر شرک جلی میں گرفتار ہو رہے ہیں ہرگز اسکو
جائز نہیں کیا جا سکتا اور کسی کے قول کے مقابلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔
تعجب ہے حمقاء زمانہ سے کہ وہ ایک طرف تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ اتباع حدیث کا دعویٰ کر کے فقہاء کے اقوال مفتی بہ
کو چھوڑ دیتے ہیں اور دوسری طرف وہ اس قدر کمی کرتے ہیں کہ بعض علماء کے اقوال کو آڑ بنا کر نصوص صریحہ کو رد کرتے
ہیں نیز کبھی تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ باوجود وسعت فی المسالک کے احتیاطی مسلک کے چھوڑ دینے پر اعتراض کرتے ہیں

اور کبھی اس قدر کمی کرتے ہیں کہ لوگوں کے مشرک اور بت پرست ہو جانے کی بھی پرواہ نہیں کرتے بلکہ شرک و بت پرستی
کی بنیاد مضبوط کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ قبروں پر چراغ جلانا بنص صریح حرام ہے اور یہ ان امور میں سے ہے جو
اسلام میں بت پرستی کی جڑ قائم کرتے ہیں اور جن کا مفضی الی الشرک ہونا مشاہدہ ہو چکا ہے ایسی حالت میں کوئی مصلحت
اس کی حرمت کی معارض ہو کر اس کو نہیں اٹھا سکتی۔ اور اس کے جواز میں کسی عالم کا قول معتبر نہیں۔ غایۃ ما فی الباب
یہ ہے کہ جو علماء اس کے جواز کی طرف گئے ہیں وہ اس بنا پر معذور ہیں کہ ان کو مفسدہ کا احساس نہیں ہوا مگر بعد وضوح
مفسدہ کسی کو ان کی کورانہ تقلید کی گنجائش نہیں ہے۔ **اصل** صفحہ ۴۵ عورتوں کا وہاں جانا الخ۔
تحقیق عورتوں کا قبروں پر جانا گو فی نفسہ مشروع ہے مگر عوارض خارجیہ کی وجہ سے غیر مشروع ہے جیسا
کہ مساجد میں جانا اور جماعتوں میں شریک ہونا بلکہ مقابر پر جانے میں مفاسد زیادہ ہیں کیونکہ عموماً مقابر جنگلوں میں
ہوتے ہیں جہاں ناموس کا زیادہ خطرہ ہے۔ **اصل** صفحہ ۴۵ پختہ قبریں بنانا۔ **تحقیق** فی المشکوۃ
عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يبنى عليه وان يقعد عليه رواه
مسلم وفيه ايضا عن ابي مرثد الغنوي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجلسوا على القبور
ولا تصلوا اليها رواه مسلم وفيه ايضا عن ابي الهياج الاسدي قال قال لي علي الا ابعثك على ما بعثني
عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سويته رواه مسلم
وفيه ايضا عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تجصص القبور وان يكتب عليها
وان توطأ رواه الترمذي۔ ان روایات میں تجصیص قبور کی ممانعت صراحۃً موجود ہے اور اس کے علاوہ
قبر کے اوپر کوئی شے بنانے اُن پر کتبہ قائم کرنے ان کی طرف نماز پڑھنے ان کے زیادہ اونچا بنانے کی بھی
ممانعت موجود ہے اور ان پر مساجد بنانے اور چراغ جلانے کی ممانعت پیشتر گذر چکی ہے۔ ان تمام نصوص میں
غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ قبروں کے اندر کوئی شان
عظمت کی پیدا نہ ہونے پائے تاکہ لوگ ان کی پرستش نہ کرنے لگیں۔ لیکن شیخ عبد الغنی نابلسی وغیرہ نے ان
نصوص صریحہ کا معارضہ کیا اور جن امور کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً اور نام لیکر منع فرمایا تھا
انہوں نے بیدھڑک ان کو بدعت حسنہ فرما دیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ امر [illegible] [illegible]

ھ کذا فی المشکوۃ وکذا فی الصحیح لمسلم [illegible] فی المشکوۃ [illegible] الفقیر [illegible] فی المشکوۃ [illegible] فی صحیح مسلم [illegible] الفقیر [illegible]
[illegible] فی المشکوۃ وکذا فی الصحیح لمسلم بزیادۃ "ان" قبل قولہ "لا تدع" [illegible] فی المشکوۃ وکذا فی الجامع للترمذی [illegible] الفقیر [illegible]

والثیاب ونذر شمع وزیت للوقود عند القبور کو بھی جائز فرمادیا اور وجہ اس کی یہ بیان فرمائی کہ اس میں اولیاء اللہ کی تعظیم ہے نیز اس میں مصلحت یہ ہے کہ عوام ان کو محترم سمجھینگے۔ اب اہل انصاف غور کریں کہ کیا یہ صاف شریعت کا کھلا ہوا معارضہ نہیں ہے اور شریعت مصطفویہ کے مقابلہ میں نئی شریعت ایجاد کرنا نہیں ہے کہ صاحب شریعت تو ان امور کو منع فرمادیں ان کے کرنیوالے پر لعنت کریں اور شیخ صاحب وغیرہ فرمادیں جائز (اینبغی النہی) نیز اس کو بدعت حسنہ اور سنت قرار دیں فیا للعجب حقیقت امر یہ ہے کہ تجصیص قبور ووضع الستور والبناء علی القبور وایقاد قنادیل وغیرہ جو کہ لوگوں کے لئے شرک جلی کا دروازہ کھولتے ہیں اور چونکہ نصوص میں منہی عنہ ہیں تمام بدعات سیئہ اور مقصود شارع کے بالکل خلاف ہیں نہ کہ بدعت حسنہ اور سنت۔ کیونکہ بدعت حسنہ کے متعلق شیخ موصوف نے لکھا ہے ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ لمقصود الشرع تسمی سنۃ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نئی بات کے بدعت حسنہ اور سنت ہونے کے لئے ضرورت ہے اس کی کہ وہ مقصود شارع کے موافق ہو اور امور مذکورہ نہ صرف مقصود شارع کے خلاف بلکہ صراحۃً منہی عنہ ہیں پس وہ ضرور بدعت سیئہ ہونگے اور شیخ موصوف اور ان کے متبعین کا قول جو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صریحہ کے خلاف اور ان کے مقصود یعنی سد باب شرک کے مزاحم ہے ہرگز مقبول نہ ہوگا اور جو مصلحت انہوں نے بیان کی ہے وہ مفسدۂ شرک کے مقابلہ میں ہرگز قابل وقعت نہ ہوگی۔ واضح ہو کہ میرا مقصود حضرت شیخ اور ان کے موافقین علمائے ربانی پر طعن نہیں ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ان کا مقصود شریعت کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے خدا معاف کرے۔ لیکن بعد وضوح مفاسد کے اب کسی کو گنجایش نہیں ہے کہ ان کی کورانہ تقلید کرے بالخصوص ان لوگوں کو جو بزعم خود مجتہد ہیں اور اپنے اجتہاد کے زور میں جمہور فقہاء کو بھی بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ اب ہم اپنے بیان کی بعض روایات فقہیہ سے بھی تائید کرتے ہیں اسکے کہ در مختار میں ہے لا یجصص للنہی عنہ نیز اسی میں ہے لا یرفع علیہ بناء اور رد المحتار میں ہے قولہ لا یرفع علیہ بناء ای یحرم لو للزینۃ ویکرہ لو للاحکام بعد الدفن وفیہ ایضا اما البناء علیہ فلم ار من اختار جوازہ وفی شرح المنیۃ المختار انہ لا یکرہ التطیین وعن ابی حنیفۃ یکرہ ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبۃ او نحو ذلک لما روی جابر نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیہا وان یبنی علیہا رواہ مسلم وغیرہ اھ

ان روایات سے ثابت ہوا کہ پختہ قبریں بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ ان میں ایک تو بناء علی القبر ہوتی ہے دوسرے تجصیص اور یہ دونوں ناجائز ہیں اور بعض لوگوں نے جو کہا ہے لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات سو یہ بوجہ معارض ہونے نصوص اور مذہب حنفی کے مقبول نہیں نیز جو مفاسد عام قبروں پر عمارت وغیرہ بنانے میں ہیں مشائخ وغیرہ کی قبور پر عمارات وغیرہ بنانے میں ان سے زیادہ مفاسد ہیں۔ کیونکہ وہاں علاوہ زینت واحکام واسراف کے فتح باب شرک بھی ہے۔ پس ان کی قبور پر عمارات بنانا بالاولیٰ ناجائز ہوگا اور بعض لوگوں نے جو کہا ہے الیوم اعتادوا التسنیم باللبن صیانۃ للقبر عن النبش ورأوا ذلک حسنا وقال صلی اللہ علیہ وسلم ما رأہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اھ سو یہ اس لئے نامقبول ہے کہ نہ مسلموں سے مراد عام مسلمان ہیں اور نہ ما رأہ المسلمون عام ہے بلکہ ما رأہ المسلمون سے مراد وہ امر ہے جو مقصود شارع کے خلاف نہ ہو اور مسلمون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل اجماع ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جو امر مقصود شارع کے خلاف نہ ہو اور اہل اجماع اس پر اجماع کر لیں وہ عند اللہ حسن ہے نہ یہ کہ جس چیز کو بھی بعض مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک اچھی ہے ورنہ بدعت کا کوئی مصداق ہی باقی نہ رہیگا وھو ظاہر پس اس سے استدلال قبروں کے پختہ بنانے پر صحیح نہیں کیونکہ وہ مقصود ونص شارع کے خلاف ہے کما تبین نیز جن لوگوں نے اس کو مستحسن سمجھا ہے وہ بعض علماء ہیں جن کی دوسرے علمائے محققین مخالفت کرتے ہیں۔ رہی علت صیانۃ عن النبش سو وہ اس لئے صحیح نہیں کہ یہ علت علماء مجوزین کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ یہ علت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین ومجتہدین کے زمانہ میں بھی موجود تھی مگر انہوں نے اس کا لحاظ نہیں کیا اور بناء علی القبر اور تجصیص کی اجازت نہیں دی۔ ایسی حالت میں کسی عالم کو کیا مجاز ہے کہ وہ اس علت کا لحاظ کر کے جواز کا فتوے دے بالخصوص اس وقت میں جبکہ اس کا مؤدی الی الشرک ہونا اور بانیوں کی نیت کا صیانۃ عن النبش نہ ہونا معلوم ومشاہد ہو خلاصہ یہ کہ بحکم نبوی اور بحکم مذہب حنفی قبروں کا پختہ بنانا ممنوع ہے اور اس کے خلاف کسی عالم کا قول معتبر نہیں واللہ اعلم **اصل** صفحہ ۵۴ سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا الخ **تحقیق** چونکہ سلام کی جگہ بندگی کرنا ہندوؤں کی رسم ہے اس لئے ممنوع ہے اور آداب میں مشابہت نیا پیدا و ترک سنت ہے اس لئے بدعت ہے اور بہشتی زیور میں جو خطوط میں لفظ آداب استعمال کیا گیا ہے وہ آداب بمعنی سلام نہیں ہے بلکہ وہ اپنے لغوی معنے

میں مستعمل ہے اور ادب کی جمع ہے یعنی ضمن القاب میں اور اس کے بعد ان آداب کو بجا لا کر جن کا بجا لانا چھوٹوں پر لازم ہے عرض یہ ہے الخ۔ پس اس سے اعتراض حمقاء ساقط ہے۔ **اصل ۴۶** گانا سننا۔ **تحقیق** گانا سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادی میں ڈومنیوں کا گانا یا عرسوں میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتوں میں رائج ہے اور منشاء حرمت نفس انشاد شعر بصوت حسن نہیں ہے بلکہ دیگر مفاسد کے سبب اس کو ممنوع کہا گیا ہے۔ حضرت مولانا مدظلہم العالی نے اس بحث کو اصلاح الرسوم میں قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اس میں دیکھ لینا چاہیئے۔ اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا۔

اصل نمبر ۴۶ پیشہ کو ذلیل سمجھنا۔ **تحقیق** اس سے مراد جائز پیشہ ہے نہ کہ عام خواہ جائز کام ہو یا ناجائز اور مقصود اس سے اس خرابی کی اصلاح ہے جو کہ شرفاء میں پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بھوکا رہنا اور ہنود وغیرہ کی جوتیاں سیدھی کرنا گوارا کرتے ہیں مگر درزی کا کام یا لوہار کا کام یا اور کوئی جائز کام کرنا گوارا نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری ذلت ہے پس حمقاء زمانہ کا یہ اعتراض کہ اس میں ناجائز پیشوں کے ذلیل سمجھنے کی ممانعت ہے سراسر بیہودہ اعتراض ہے۔ **اصل ۴۷** کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا شیر کا گوشت کھلانا۔

تحقیق اس سے مقصود اس مقام پر اس خرابی کی اصلاح ہے جو کہ عوام میں رائج ہے کہ بدون رائے طبیب حاذق اور بلا تحقیق اس امر کے کہ اس مرض کا علاج کچھ اور ہے یا نہیں ان اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ اگر کسی مرض کی نسبت طبیب مسلم حاذق یہ تجویز کرے کہ اس مرض کا علاج بجز شیر کے دودھ وغیرہ محرمات کے اور کچھ نہیں تو ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں سو یہ امر آخر ہے بہشتی زیور میں اس سے تعرض نہیں کیونکہ اوّل تو ایسا اتفاق ہی نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو شاذ و نادر ہوتا ہے۔ اور جو صورت رائج ہے اور جس کے انسداد کی ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ بلا تحقیق اور بدون تجویز طبیب حاذق کے گوشت وغیرہ کھلا پلا دیا جاتا ہے لیکن اگر بالفرض اس کا عموم بھی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اس لئے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ظاہر مذہب تحریم ہے گو بعض لوگوں نے اجازت دی ہے اور اس کو مفتی بہ بھی کہا ہے۔ پس اگر بہشتی زیور میں ظاہر مذہب کا اختیار کیا گیا جو کہ اصل مذہب ہے اور متاخرین کے قول کو نہ لیا تو کیا گناہ کیا۔ بالخصوص اس حالت میں جبکہ اس کو اختیار کرنے میں احتیاط بھی ہو اور احادیث کے بھی مطابق ہو۔ اور حمقاء زمانہ

حضرت مولانا نے بغرض تسہیل مسلک احتیاط کے چھوڑ دیئے پر حضرت مولانا پر اعتراض بھی کرتے ہیں اور ظاہر احادیث کی بنا پر جمہور فقہاء کی مخالفت کو جائز بھی رکھتے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ تداوی بالحریر مختلف فیہ ہے اس سے بہشتی زیور میں تعرض نہیں بلکہ اس کی ممانعت ہے جو بالاتفاق حرام ہے اور بہ تقدیر تنزل اگر تداوی مختلف فیہ سے تعرض بھی ہو تب بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اول اس لئے کہ اصل مذہب تحریم ہے دوسرے اس لئے کہ یہ مسلک احتیاط ہے۔ تیسرے اس لئے کہ وہ ظاہر احادیث کے موافق ہے

اصل عـ ۵۳ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو الخ **تحقیق** دلیل اس مسئلہ کی یہ ہے در مختار میں ہے یکرہ ان یستعین فی وضوئہ بغیرہ الا لعذر العجز لیکون اعظم لثوابہ واخلص لعبادتہ آہ وجہ استدلال استعانت مطلق ہے جو کہ استعانت فی المباشرۃ و استعانت فی الصب دونوں کو شامل ہے علی ہذا دلیل کراہت بھی دونوں کو شامل ہے پس استعانت فی الصب مکروہ ہوگی اور علامہ شامی کا یہ کہنا کہ شاید صاحب در مختار کی مراد استعانت فی المباشرۃ ہو سو یہ صحیح نہیں کہ لا یدل علیہ دلیلہ۔ **اصل عـ ۵۴** جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے الخ **تحقیق** اس میں یہ ضرور شرط ہے کہ اوقات مکروہہ میں سے کوئی وقت نہ ہو لیکن جس طرح اور شرائط نماز کو اس بنا پر ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ اپنے مقامات پر مذکور ہیں۔ یوں ہی اس شرط کو بھی ذکر نہیں کیا گیا معہذا یہ عنوان اس حدیث کے بھی موافق ہے جس میں تحیۃ الوضو کی مشروعیت کا ذکر ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں ما من احد یتوضأ ویصلی رکعتین یقبل بقلبہ و بوجہہ الا وجبت لہ الجنۃ اھ اس حدیث میں شرط انتفاء وقت مکروہ لفظاً مذکور نہیں ہے پس بہشتی زیور پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسئلہ مقید ہے اور بہشتی زیور میں اس کو مطلق لکھا لہذا یہ مسئلہ غلط ہے جیسا کہ حمقاء زمانہ کرتے ہیں۔ **اصل عـ ۵۵** جب ایک دفعہ وضو کر لیا الخ **تحقیق** دلیلہ ما فی الغنیۃ وھذہ عند [illegible] متوضئا تنا المقوسۃ الوضوء عبادۃ غیر مقصودۃ لذاتہا ولا خلاف فیہا لاحد فان الورود بہ عمر من ہو عضو من تمامیتہ کالصلوۃ و سجدۃ التلاوۃ و مس المصحف ینبغی ان لا یشرع تکرارہ قربۃ لکونہ غیر مقصود لذاتہ والا لزم کونہ مشروعا لذاتہ وھو قلب الموضوع (اذا کان کذلک) فیکون اسرافا محضا لیس ما لنافعۃ الاخرویۃ والدنیویۃ اما الاخرویۃ فلانہ غیر مشروع للزوم قلب موضوع الشارع

کما تبین و اما الدینویۃ فلان الکلام فی الوضوء المستقل الذی ینوی بہ التقرب لا الذی یقصد بہ التبرد و ازالۃ الوسخ وغیرہ و ایضا قد قالوا فی السجدۃ لہ لکن مقصودۃ لو یشرع التقرب بہا مستقلۃ وکانت مکروہۃ فہذا اولی لان السجدۃ عبادۃ مقصودۃ فی الجملۃ بخلاف الوضوء فانہا لیست لعبادۃ مقصودۃ لذاتہا اصلا انتہی کلامہ بتوضیح ما المفوسۃ وھذا کلام متین اوھو من بتوھینات سخیفۃ وقد زل قدم خاتم علماء فرنگی محل فی ھذا المقام زلۃ ظاھرۃ وقال فی السعایۃ قولا سخیفا لعفا اللہ عنہ۔ اصل ص ۵۷ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے الخ۔

تحقیق یہ حکم عام عورتوں کا ہے نہ کہ مفضاۃ کا ہے بلکہ مفضاۃ کے حکم سے اس جگہ اس وجہ سے تعرض نہیں کیا گیا ہے کہ وہ نادرالوقوع ہے۔ اصل ص ۵۹ اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدہ میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ **تحقیق** مطلب یہ ہے کہ جس قاعدہ سے عورتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے اگر وہ اس طرح سجدہ کریں جیسا کہ کیا کرتی ہیں اور اس میں سو جاویں تو وضو ٹوٹ جاویگا۔ رہا یہ امر کہ اگر وہ مردوں کی طرح سجدہ کریں اور سو جاویں یا نماز سے باہر سو جاویں تو وضو ٹوٹیگا یا نہیں۔ اس سے بہشتی زیور میں تعرض نہیں کیا گیا۔ جب بہشتی زیور کے مسئلہ کا مطلب معلوم ہو گیا تو اب اس کی دلیل سنو۔ عمدۃ الرعایہ میں ہے الحق یشلیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع اخرجہ احمد فی مسندہ وحدیث لا یجب الوضوء علی من نام جالسا او قائما او ساجدا حتی یضع جنبیہ فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ اخرجہ البیہقی وقد حسنہ ابن الہمام سندہ بکثرۃ الطرق ان احادیث کے الفاظ حتی یضطجع اور اذا اضطجع استرخت مفاصلہ سے ایک صاحب بصیرت و ثاقب ذہن شخص بہت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ عدم انتقاض بالنوم فی سجود الصلوٰۃ کوئی امر تعبدی نہیں ہے بلکہ وہ معلول بعلت عدم استرخاء مفاصل ہے۔ سو جس حالت میں استرخاء مفاصل پایا جاویگا انتقاض وضوء کا حکم کیا جاویگا اور جس حالت میں استرخاء مفاصل نہ پایا جاویگا حکم بانتقاض نہ کیا جاویگا۔ اس میں نہ خصوصیت سجود کو دخل ہے نہ ہیئت مسنونہ کے داخل صلوٰۃ ہونے کو جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب سمجھنا چاہیے کہ عورتوں کے سجدہ کی ہیئت مسنونہ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اسی میں سو جانے سے استرخاء مفاصل ہو جاتا ہے اسلئے اگر

عورتیں بحالت سجدہ میں سوجائینگی تو وضو ٹوٹ جائیگا جیساکہ بہشتی زیور میں لکھا ہے۔ اور مردوں کی ہیئتِ مسنونہ اس طرح پر قائم ہوئی ہے کہ جب تک وہ باقی ہے اس وقت تک استرخاءِ مفاصل نہیں ہوتا اس لئے اگر مرد سوجاویگا تو وضو نہ ٹوٹیگا جیساکہ حاشیہ بہشتی زیور میں لکھا ہے لیکن اگر عورتیں مردوں کی طرح سجدہ کرینگی اور مرد عورتوں کی طرح تو حکم اُلٹا ہوجاویگا پس جس نے اس راز کو سمجھ لیا اُس نے صحیح حکم قائم کیا اور جس نے اس کو نہ سمجھا اس نے اپنے فہم کے موافق حکم کیا چنانچہ حلبی اس راز کو صغیری شرح منیہ میں سمجھ گئے اور انہوں نے کہا المعتمد انہ ان نام الرجل، علی الہیئۃ المسنونۃ فی السجود رافعا بطنہ عن فخذہ مجافیا مرفقیہ عن جنبیہ لایکون حدثا اقول وکذا المرأۃ ان نامت علی ہیئۃ الرجل، و الا اقول بان نام الرجل علی الہیئۃ الغیر المسنونۃ او المرأۃ علی الہیئۃ المسنونۃ) فہو حدث لوجود الاسترخاء سواء فی الصلوٰۃ او خارجہا انتہی کلام الحلبی مع توضیحاتنا المخوسۃ اور دوسرے لوگوں نے نہیں سمجھا اس لئے وہ چار قولوں پر متفرق ہوگئے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا تمام علماء فرنگی محل ہیں کہ وہ سعایہ میں اس اقوی الاقوال واصح کو اسخف الاقوال فرماتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسئلہ بہشتی زیور غلط نہیں ہے اور نہ اس کو حقاً ضعیف کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ بھی اسی قبیل کا ہے جیسے اور مسائل مختلف فیہا ہیں۔ **اصل** ۶۰ اگر بھر منہ قے ہوئی الی قولہ تو وہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے **تحقیق** یعنی اصل حکم تو یہی ہے کہ اس کا دھونا واجب ہے (چنانچہ اگر انگلی وغیرہ میں تھوڑا خون لگا ہو اور پانی وغیرہ میں ہاتھ ڈالنا چاہے تو اس کا دھونا ضروری ہے ورنہ پانی ناپاک ہوجاویگا گو حق صلوٰۃ میں دفعاً للحرج مقدار درہم یا اس سے کم کے دھونے کا وجوب ساقط ہوگیا ہے جیساکہ مسئلہ نمبر صفحہ (۲) بہشتی زیور حصہ دوم میں اس کی تصریح موجود ہے پس معترض زمانہ کا اعتراض ساقط ہوگیا۔

اصل صفحہ ۸۷ اگر تھوڑی سی منی نکلی الخ **تحقیق** اس مقام پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر منی شہوت و دفق کے ساتھ اپنے مقر سے الگ ہوجاوے اور کچھ حصہ اس کا خارج ہوجاوے اور کچھ حصہ کسی وجہ سے اندر رک جاوے اور غسل کرنے کے بعد خارج ہو تو بلا شرط اس پر غسل دوسری مرتبہ واجب ہوتا ہے اور اگر غسل کے بعد بلا شہوت و دفق کے جدید منی نکلے تو بلا شرط اس پر دوبارہ غسل واجب نہیں۔ اصل قاعدہ وجوب غسل مکرر کا یہ ہے لیکن

چونکہ اس کا معلوم ہونا مشکل ہے کہ جو منی بعد غسل بلا شہوت نکلی ہے وہ منی سابق ہے یا منی جدید۔ اس لیے فقہاء نے امارات کا لحاظ کیا اور کہا کہ جو منی قدر معتدبہ چلنے پھرنے یا سونے یا پیشاب کرنے کے بعد نکلے وہ منی جدید ہے اور چونکہ وہ بلا شہوت خارج ہوئی ہے اس لیے دوبارہ غسل واجب نہیں اور جو منی قبل معتدبہ چلنے پھرنے وغیرہ کے نکلے وہ منی سابق ہے اور چونکہ وہ اپنے مقر سے شہوت و دفق کے ساتھ جدا ہوئی تھی اور اب وہ نکلی ہے اس لیے دوبارہ غسل واجب ہے۔ جب یہ تفصیل معلوم ہو گئی تو اب سمجھنا چاہیے کہ بہشتی زیور میں جو صورت فرض کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ منی اپنے مقر اصلی سے دفق اور شہوت کیساتھ جدا ہو جاوے اور اس کا کچھ حصہ نکل جاوے اور کچھ حصہ کسی وجہ سے اندر رہ جاوے اور بعد غسل کے وہ حصہ باقیہ خارج ہو اور اس پر بلا شرط دوبارہ وجوب غسل کا حکم کیا ہے پس یہ حکم صحیح ہے جیسا کہ تفصیل بالا سے معلوم ہوا لیکن چونکہ یہ امر معلوم ہونا مشکل تھا کہ جو منی بعد غسل خارج ہوئی ہے وہ بقیہ منی سابق ہے یا منی جدید۔ بنا بریں حاشیہ میں اس کی توضیح کر دی گئی ہے اور کہہ دیا گیا ہے کہ یہ حکم جب ہے جبکہ وہ منی قبل سونے اور قبل پیشاب کرنے اور قبل چالیس قدم یا زیادہ چلنے کے نکلے دیکھو صفحہ ۸۷ بہشتی زیور حصہ اول حاشیہ ۵ پس حمقاء زمانہ کا یہ اعتراض کہ یہ مسئلہ بعمومہ صحیح نہیں ہے غلط ہے۔

اصل صفحہ ۱۰۸ جب کوئی کافر مسلمان ہو تو اُس کو غسل کر لینا مستحب ہے **تحقیق** یعنی نفس اسلام لانے کے لئے غسل کر لینا مستحب ہے لیکن اگر کوئی امر موجب غسل موجود ہو مثل جنابت یا حیض نفاس سے پاکی تو اس کا حکم یہاں بیان نہیں کیا گیا بلکہ بہشتی گوہر میں بیان کیا گیا ہے جو تتمہ ہے بہشتی زیور کا۔ خاتم علماء فرنگی محل نے سعایہ صفحہ ۳۲۹ جلد اول میں اس مسئلہ کو اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح بہشتی زیور میں مذکور ہے۔ چنانچہ وہ غسل مندوب کے اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ومنہا غسل الکافر اذا اسلم بل الثابت امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من جاء یرید الاسلام کذا فی التجنیس اھ پس حمقاء زمانہ کا بہشتی زیور پر یہ اعتراض کہ یہ مسئلہ مطلق صحیح نہیں ہے بلکہ ایک قید کی تھی یعنی یہ کہ وہ جنب اور حائض ولنفساء نہ ہو سراسر لغو ہے۔

اصل صفحہ ۱۷۱ مردار کے بال اور سینگ الخ۔ **تحقیق** مردار سے مراد غیر خنزیر ہے کما فی تنویر الابصار شعر المیتۃ وعظمہا وعصبہا وحافرہا وقرنہا الی قولہ طاہر وکما فی الدر المختار وشعر المیتۃ وعظمہا وعصبہا وحافرہا وقرنہا وشعر الانسان

وتحفظہ ظاہر فلا اعتراض علی بہشتی زیور نما یفعلہ جہلۃ زمانۃ۔

اصل صفحہ ۷۶ اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے۔ تحقیق اس فقرہ پر حمقاء زمانہ نے یوں اعتراض کیا ہے۔ اس کا صدق تو کسی لایعقل ہی پر ہوگا ورنہ یہ بالکل نہ جاننا کہ پانی کہاں ہے کسی سمجھدار پر تو صادق نہ ہوگا اھ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اتنی بات تو ہر سمجھدار جانتا ہے کہ سمندر میں اور دریا ؤں میں اور چشموں میں پانی موجود ہے لہذا یہ صورت کہ بالکل نہ معلوم ہو کہ پانی کہاں ہے کسی سمجھدار پر صادق نہیں آسکتی۔ اگر یہ مطلب ہے اور غالباً یہی ہے تو یہ حمق صریح اور جہل عظیم ہے یا عناد ظاہر ہے کیونکہ اتنی بات ہر سمجھدار جانتا ہے کہ اس مقام پر لفظ کہاں اتنا عام نہیں ہے جتنا یہ جہلاء سمجھتے ہیں بلکہ اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس جنگل میں پانی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ایک میل کے اندر ہے یا باہر ہے اور اگر اندر ہے تو کس جگہ ہے اب کوئی اعتراض نہیں نیز اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس صورت میں تو تیمم کے جواز کی بہت سی صورتیں نکل جائینگی آہ لیکن یہ بھی ان کی حماقت اور جہالت ہے کیونکہ یہ جواز تیمم کی ایک خاص صورت ہے نہ کہ اس کے جواز کا قاعدہ کلیہ اور شمول جمیع صور قاعدہ کلیہ کے لئے ضرور ہے نہ کہ کسی خاص صورت کے لئے مثلاً کوئی یوں کہے کہ اگر کسی نے وضو کیا اور بعد کو پیشاب کیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس سے انتقاض وضو کی بہت سی صورتیں نکل گئیں۔ یہ ہیں وہ لچر اعتراضات جن کی بنا پر بہشتی زیور کو ناقابل اشاعت قرار دیا جاتا ہے اور اس کے لئے سازشی جلسے کئے جاتے ہیں

اصل صفحہ ۷۷ اگر پانی قریب ہے الخ۔ تحقیق مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں محض پردہ کے خیال سے اور بوجہ شرم کے تیمم کرنا درست نہیں۔ کما یدل علیہ قولہ مردوں سے شرم کی وجہ سے الخ رہا یہ امر کہ اور کوئی وجہ ہو مثل خوف ناموس وغیرہ تو یہ امر آخر ہے۔ بہشتی زیور میں اس کی نفی نہیں ہے۔ پس حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط +

ضمیمہ ثانیہ تمام شد

تمت بالخیر

فہرست مضامین

بہشتی زیور حصہ اول مکمل والحمد للہ

مضمون	صفحہ
دیباچہ قدیمہ در وجہ تالیف	۲
اصلی النسائی زیور نظم	۶
مفرد حروف کی صورت	۷
مرکب حروف	۱۱
دنوں اور مہینوں کے نام	۱۲
جملے	"
قواعد مخصوصہ استعمال حروف ذیل یعنی ن و ہ ی ے ل	۱۳
حرکات و سکنات کے نام و صورت آواز مشق	۱۵
خط لکھنے کا بیان	۱۶
بڑوں کے القاب و آداب	۱۷
چھوٹوں کے القاب و آداب	۱۸
شوہر کے القاب و آداب	"
بیوی کے القاب و آداب	۱۹
باپ کے نام خط	"
بیٹی کے نام خط	"
بیٹی کی طرف سے خط کا جواب	۲۱
بھابھی کے نام خط	۲۲
القاب لکھنے کا طریقہ	۲۳

مضمون	صفحہ
خط کا پتہ لکھنے کا طریقہ	۲۳
گنتی	۲۴
سچی کہانیاں	۲۵
دوسری کہانی	"
تیسری کہانی	۲۷
چوتھی کہانی	۲۸
عقیدوں کا بیان	۳۱
فصل	۴۳
کفر اور شرک کی باتوں کا بیان	"
بدعتوں اور بری رسموں کا بیان	۴۵
بعضے بڑے بڑے گناہوں کا بیان جن پر بہت سختی آئی ہے	۴۷
گناہوں سے بعضے دنیا کے نقصانوں کا بیان	۴۹
عبادت سے بعضے دنیا کے فائدوں کا بیان	"
وضو کا بیان یعنی طریقہ	۵۰
وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان	۵۶
معذور کے احکام	۶۱
غسل کا بیان	۶۴
آغاز کتاب بعد تمہید	۱۱۴

مضمون	صفحہ
کس پانی سے وضو و غسل درست ہے اور کس سے درست نہیں	۶۷
کنویں کا بیان	۷۱
جانوروں کے جھوٹے کا بیان	۷۴
تیمم کا بیان	۷۶
موزوں پر مسح کرنے کا بیان	۸۲
مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ	۸۵
وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان	"
غسل کا بیان	۸۶
جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان	"
فہرست مضامین ضمیمہ اولیٰ	
دیباچہ	
علم کی بزرگی کا بیان	
اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں	
طہارت یعنی وضو اور غسل کی بزرگی کا بیان	۱۰۹
فہرست مضامین ضمیمہ ثانیہ	
تصحیح الاغلاط و تنقیح الاختلاط	۱۱۱
تمہید از حکیم الامۃ دامت برکاتہم	"
تمہید از مولانا مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی	۱۱۳

تمت الفہرس

بہشتی زیور
کا
دُوسرا حصہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نجاست کے پاک کرنے کا بیان

مسئلہ نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے۔ تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو نجاست غلیظہ[1] کہتے ہیں دوسری وہ جسکی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو نجاست خفیفہ[2] کہتے ہیں۔ (منیہ ص۴۶)

مسئلہ ۲۔ خون اور آدمی کا پاخانہ پیشاب اور منی اور شراب[3] اور کتے بلی کا پاخانہ پیشاب اور سور کا گوشت اور اس کے بال ہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے گدھے خچر کی لید اور گائے بیل بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرضکہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں (ص۱۱۲ و ص۱۱۳ ج۱۔ درمختار و شامی)

مسئلہ ۳ چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے (صفحہ ۲۱۲ ج۱ درمختار)

مسئلہ ۴ حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری گائے بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے (ص۲۱۲ ج۱ درمختار)

ف۱ نجاست غلیظہ اسے کہتے ہیں جسکی نجاست آیت یا حدیث سے ثابت ہو اور دوسری آیت یا حدیث اس کے مخالف نہ آئی ہو اور جس چیز کو یہ نجاست غلیظہ عارض ہوتی ہے اس کو نجس غلیظ کہتے ہیں ف۲ نجاست خفیفہ وہ ہے جو موافق غلیظ کے ہو جس کو یہ عارض ہو اس کو نجس خفیف کہتے ہیں۔ ف۳ ومن النجاسات الغلیظۃ کالغائط والبول والمنی والمذی والودی والقیح والصدید والقیئ اذا ملأ الفم ۱۲

ف۴ فانہ مغلظ باتفاق الروایات لان حرمتہا قطعیۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۳ ج۱

ف۵ ومن المغلظۃ ایضاً خرء الکلب وبولہ وخرء جمیع السباع وابوالہا وخرء السنور وبولہ وخرء الفارۃ وبولہ وخرء الدجاج والبط الخ ۱۲ شرح قدوری صفحہ ۱۱ ج۱

ف۶ وکذا بول الصغیر الذی لم یطعم وشمل بول الہرۃ والفارۃ وفیہ اختلاف ویستثنی منہ بول الخفاش فانہ طاہر ۱۲ بحر تغیر۔

ف۷ واما النجاسۃ الخفیفۃ کبول مایؤکل لحمہ والفرس وخرء طیر لا یؤکل لحمہ ۱۲ اکثر صفحہ ۲۴۔

مسئلہ ۵ - مرغی بطخ مرغابی[۱] کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر - گوریا یعنی چڑیا مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے - (صفحہ ۶۵ بینہ و صفحہ ۲۱۲ ج ۱ - درمختار)

مسئلہ ۶ - نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جاوے تو اگر پھیلاؤ میں روپئے کے برابر یا اس[۲] سے کم ہو تو معاف ہے بے اس کے دھوئے اگر نماز پڑھ لیوے تو نماز ہو جاویگی[۳]۔ لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپئے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں۔ بے اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جاوے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ - تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں ہے (صفحہ ۲ و صفحہ ۲۱ ج ۱ - درمختار)

مسئلہ ۷ اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگجائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے - اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں بھری ہو تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے - اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے غرضکہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو اور اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں۔ اس کا دھونا واجب ہے یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں - (صفحہ ۲۱۳ ج ۱ - شامی)

مسئلہ ۸ نجاست غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے تو وہ بھی نجس غلیظ[۵] ہو جاتا ہے اور نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے - چاہے کم پڑے یا زیادہ۔

مسئلہ ۹ کپڑے میں نجس تیل لگ گیا۔ اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپئے سے کم بھی ہے لیکن

---

[۱] قال فی البحر واشار بخرء الدجاج الی خرء کل طیر لا یذرق فی الھواء کالدجاج والبط لوجود معنی النجاسۃ فیہ وھو کونہ مستحیلا الی نتن وفساد رائحۃ فاشبہ العذرۃ وفی الاوی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ روایتان روی ابو یوسف رحمہ اللہ عنہ انہ لیس بنجس وروی الحسن عنہ انہ نجس کذا فی البدائع وفی البزازیۃ وخرء البط اذا کان یعیش بین الناس ولا یطیر فکالدجاج وان کان یطیر ولا یعیش بین الناس فکالحمام وقید بہ لان خرء الطیور التی تذرق فی الھواء نوعان ما یؤکل لحمہ کالحمام والعصفور فانہ طاہر وما لا یؤکل لحمہ کالصقر والبازی والحدأۃ فسیذکر انہ مخفف ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۲۳۲

[۲] وفیہ تفصیل فان النجاسۃ المغلظۃ ان کانت متجسدۃ فیعتبر قدر الدرہم وزنا وھو عشرون قیراطا وان کانت مائعۃ فیعتبر مساحۃ وھو قدر مقعر الکف داخل مفاصل الاصابع کما فی تحفۃ الھندی وھو الصحیح ۱۲

[۳] مقدار الدرہم جازت الصلوۃ معہ ولکن یکرہ ان کانت قدر الدرہم یکرہ اجماعا وان کانت اقل وقد دخل فی الصلوۃ ان کان فی الوقت سعۃ فالافضل ان یقطعہا ویغسل ثوبہ ویستقبل الصلوۃ وان کان تفوتہ الجماعۃ ان کان یجد الماء ویجد جماعۃ اخری فی موضع آخر فکذلک ایضا وان کان فی آخر الوقت او لا یجد جماعۃ فی موضع آخر یمضی علی صلاتہ ولا یقطعہا ۱۲ شرح قدوری صفحہ ۳۸ ج ۱

[۴] وان اصابہ نجاسۃ مخففۃ کبول ما یؤکل لحمہ جازت الصلوۃ معہ ما لم یبلغ ربع الثوب ہذا انما یستقیم علی قولہما اما عند محمد رحمہ اللہ لا یستقیم لانہ طاہر عندہ لا یمنع جواز الصلوۃ وان کان الثوب مملوا منہ واختلف فی ربع الثوب علی قولہما فقیل ربع جمیع الثوب ای ثوب اصابہ وکذا ۱۲

دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہوگیا تو جب تک روپئے سے زیادہ نہ ہو معاف ہی اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا۔ اب اس کا دھونا[1] واجب ہے بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔ (صفحہ ۲۱۲ ج ۱ شامی)

مسئلہ ۱۰ - مچھلی کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں اسی طرح مکھی کھٹمل مچھر کا خون بھی نجس[2] نہیں ہے۔ صفحہ ۲۱۲ ج ۱ درمختار)

مسئلہ ۱۱ - اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جاویں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیویں تو اس کا کچھ حرج[3] نہیں دھونا واجب نہیں ہی (صفحہ ۲۱۲ ج ۱ - درمختار)

مسئلہ ۱۲ - اگر دلدار نجاست لگ جاوے جیسے پاخانہ خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ[4] جائے اور دھبہ جاتا رہے۔ چاہے جے دفعہ میں چھوٹے جب نجاست چھٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائیگا۔ اور بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے۔ اور اگر دو مرتبہ میں چھوٹی تو ایک مرتبہ اور دھوئے۔ غرضکہ تین مرتبہ پورے کر لینا بہتر ہے (صفحہ ۲۱۲ ج ۱ - درمختار)

مسئلہ ۱۳ - اگر نجاست ایسی ہی کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی۔ یا کچھ دھبہ رہ گیا۔ تب بھی کپڑا پاک ہوگیا۔ صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور[5] کرنا ضرور نہیں۔ (صفحہ ۲۱۹ ج ۱ - درمختار)

مسئلہ ۱۴ - اور اگر پیشاب کے مانند کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار[6] نہیں ہی تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا۔ تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑیگی تو کپڑا پاک نہوگا۔ صفحہ ۲۲۲ ج ۲ - درمختار)

مسئلہ ۱۵ - اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتی جیسے[7] تخت چٹائی زیور مٹی یا چینی وغیرہ کے برتن بوتل جوتہ وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھیر جاوے جب پانی ٹپکنا بند ہو جاوے۔ پھر دھوئے پھر جب پانی ٹپکنا موقوف ہو تب

---

[1] لو صبغ ثوب او یدہ بصبغ او حناء نجسین فغسل الی ان صفا الماء یطہر مع قیام اللون وقیل یغسل بعد ذالک ثلاثا. وفی المجتبی غسل یدیہ من دہن نجس طہرت و بقی اثر الدہن علی الاصح ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۶ ج ۱

[2] ودم السمک لیس بنجس وکذا دم القمل والذباب والبرغوث ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱ ج ۱

[3] واما البول المنتضح قدر رؤس الابر فمعفو عنہ للضرورۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۵ ج ۱

[4] یطہر محل نجاسۃ مرئیۃ بزوال عینہا لان تنجس المحل باعتبار العین فیزول بزوالہا ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۶ ج ۱

[5] انہ یعفی عن الرائحۃ بعد زوال العین مطلقا واما اللون فان شق ازالتہ یعفی ایضا والا فلا ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۶ ج ۱

[6] اعلم ان النجاسۃ علی نوعین مرئیۃ وغیر مرئیۃ فالمرئیۃ ما یری بعد الجفاف کالدم والعذرۃ وغیر المرئیۃ ما لا یری بعدہ کالبول فہذہ المسئلۃ متعلقۃ بنجاسۃ غیر المرئیۃ یطہر بثلاث غسلات وبالعصر فی کل مرۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۶ ج ۱

[7] ای مالا ینعصر فطہارتہ غسلہ ثلاثا وتجفیفہ فی کل مرۃ لان للتجفیف اثرا فی استخراج النجاسۃ وحدہ ان یخلیہ حتی ینقطع التقاطر ولا یشترط فیہ الیبس وفی الحاوی القدسی ومالا ینعصر ثلاثۃ انواع خزف وخشب وحدید ونحوہا وتطہیرہا علی الاولیۃ الحجر والآجر والخشب ومسح وحشن ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۹ ج ۱

پھر دھوئے۔ اسی طرح تین دفعہ دھونے تو وہ چیز پاک ہو جائیگی (صفحہ ۳۱ ج ۲ - درمختار)

مسئلہ ۱۶ - پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے بھی نجاست کا دھونا درست ہے تو اگر کوئی گلاب[۱] یا عرق گاؤزبان یا دوسرے عرق سے یا سرکہ سے دھوئے تو بھی چیز پاک ہو جائے گی۔ لیکن گھی اور تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جنمیں چکنائی ہو وہ چیز ناپاک رہے گی۔ (صفحہ ۲۰۷ درمختار)

نوٹ مسئلہ ۱۷ صفحہ ۹ پر درج کیا گیا۔

مسئلہ ۱۸ - جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دلدار نجاست لگ کر سوکھ جاوے جیسے گوبر پاخانہ خون وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست چھڑا ڈالنے سے پاک[۲] ہو جاتا ہے ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر سوکھی نہ ہو تو بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دیوے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے تو پاک ہو جاوے گا۔ صفحہ ۲۰۶ ج ۱ درمختار[۳]

مسئلہ ۱۹ - اور اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے میں یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو بے[۴] دھوئے پاک نہ ہو گا۔ (حوالۂ بالا)

مسئلہ ۲۰ - کپڑا اور بدن فقط دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے چاہے دلدار لگے یا بیدل کی کسی اور طرح پاک نہیں ہوتا۔ (صفحہ ۲۰۶ ج ۱ درمختار)

مسئلہ ۲۱ - آئینہ کا شیشہ اور چھری چاقو چاندی سونے کے زیور پھول تانبے لوہے گلٹ شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جاویں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانجھ ڈالنے سے پاک[۵] ہو جاتی ہیں لیکن اگر نقشی چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہوں گی (حوالۂ بالا)

مسئلہ ۲۲ - زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح[۶] سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ نماز پڑھنا درست ہے جو اینٹیں یا پتھر چونہ یا گارے سے زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے جدا نہ ہو سکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ

---

[۱] لیطہر البدن والثوب بالماء وبمائع مزیل کالخل وما الورد لا الدھن ای لا یجوز التطہیر بالدھن لانہ لیس بمزیل وقیدہ بکونہ مزیلا لیخرج الدھن والسمن واللبن وما اشبہ ذالک بحر شبیر صفحہ ۲۳۲ ج ۱

[۲] ویطہر الخف ونحوہ (ای کالنعل) بالدلک من نجاسۃ لھا جرم ولو کانت رطبۃ وعلیہ عامۃ المشائخ ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۳۲

[۳] قال فی البحر الرائق لیطہر الخف بالدلک اذا اصابتہ نجاسۃ لھا جرم وان لم یکن لھا جرم فلا بد من غسلہ ۱۲

[۴] لان الثوب والبدن لایطہران بالدلک الا فی المنی لان الثوب تتخلل فیہ اخلہ کثیر من اجزاء النجاسۃ فلا یخرجھا الا الغسل والبدن للینہ ورطوبتہ وما بہ من العرق لایجف ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۳ ج ۱

[۵] یطہر کل جسم صقیل لا مسام لہ کالسیف والمرآۃ حدیدا او غیرہ فخرج الحدید اذا کان علیہ صدأ او منقوشا فانہ لایطہر الا بالغسل وزاد فی السراج الوہاج العظم والآبنوس وصفائح الذہب والفضۃ اذا لم تکن منقوشۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۵ ج ۱

[۶] وتطہر الارض المتنجسۃ بالجفاف اذا ذہب اثر النجاسۃ فتجوز الصلوٰۃ علیھا لا التیمم منھا وقید بذھاب الاثر الذی ھو الطعم واللون والریح لانھا لو جفت ولم یذھب اثرھا لم تجز الصلوٰۃ علیھا ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۶ ج ۱

[۷] قال فی النہایۃ ان کان الآجر مفروشاً فحکمہ حکم الارض ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۶ ج ۱

سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جاویں گے۔ (صفحہ ۲۰۷ ج ۱۔ درمختار)

مسئلہ ۲۳۔ جو اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہیں چونہ یا گارے سے ان کی جڑائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی اُن کو دھونا پڑیگا۔ (حوالۂ بالا)

مسئلہ ۲۴۔ زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہو جاتی ہے اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بے دھوئے پاک نہ ہوگی۔ (صفحہ ۷۹ منیہ)

مسئلہ ۲۵۔ نجس چاقو چھری یا مٹی تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ (صفحہ ۲۰۵ ج ۱۔ درمختار)

مسئلہ ۲۶۔ ہاتھ میں نجس کوئی چیز لگی تھی اسکو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائیگا۔ مگر چاٹنا منع ہے۔ یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا (صفحہ ۸۴ منیہ)

مسئلہ ۲۷ اگر کورا برتن نجس ہو جاوے اور وہ برتن نجاست کو چوس لیوے تو فقط دھولینے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اس میں پانی بھر دیوے۔ پھر جب نجاست کا اثر پانی میں آجاوے تو گرا کر کے پھر بھر دیوے۔ اسی طرح برابر کرتی رہے۔ جب نجاست کا نام و نشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بدبو تب پاک ہوگا۔ (صفحہ ۸۵ منیہ)

مسئلہ ۲۸۔ نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں جب پکائے گئے تو پاک ہو گئے (صفحہ ۲۲۲ ج ۱ شامی)

مسئلہ ۲۹۔ شہد یا شیرہ یا گھی یا تیل ناپاک ہو گیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکاوے جب پانی جل جاوے تو پھر پانی ڈالکر جلاوے اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہو جاویگا یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈالکر ہلاؤ۔ جب وہ پانی کے اوپر آجاوے تو کسی طرح اٹھا لو اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھاؤ تو پاک ہو جاویگا۔ اور گھی اگر جم

لہ ۸ ۸ ۲ ۳ ۱ منیہ کذا ۱۲ ا کبیری ۱۲ کبیر ۱۲ منیہ ۱۲ منیہ شہود ۱۲

لہ وان کانت موضوعۃ تنقل وتحول فان کانت النجاسۃ علی الجانب الذی یلی الارض جازت الصلوٰۃ علیہا وان کانت النجاسۃ علی الجانب الذی قام علیہ المصلی لا تجوز صلاتہ ہکذا فی السراج بحر صفحہ ۲۲۶ ج ۱

۲ ویشارک الارض فی حکمہا کل ما کان ثابتا فیہا کالحیطان والاشجار والکلا والقصب ما دام قائما علیہا فیطہر الیبس وہو المختار کذا فی الخلاصۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۲۶ ج ۱

۳ فان قطع الخشب والقصب واصابتہ نجاسۃ فانہ لا یطہر الا بالغسل ۱۲ بحر صفحہ ۲۲ ج

۴ وکذا تجوز ازالتہا بالنار لان المقصود قطع اثرہا فاذا حصل بالنار اجزأ وحصول ذالک فی ہذا الموضع منہا اذا تلطخ السکین ونحوہا بالدم مثلا ثم ادخل ذالک المتلطخ فی النار فاحترق الدم وزال اثرہ طہر السکین وکذا الحکم الاوانی المتخذۃ من الطین والنحاس ۱۲ ہکذا ذکرہ الحلبی فی شرحہ

۵ وکذا الریق وعلی ہذا فرعوا طہارۃ الثدی اذا قاء علیہ الولد ثم رضعہ حتی ازال اثر القئ وکذا اذا لحس اصبعہ من النجاسۃ بہا حتی ذہب الاثر او شرب خمرا ثم تردد ریقہ فی فیہ مرارا طہر حتی م

کو صلی صحت صلاتہ وعلی قول محمد رحمہ اللہ لا یصح ۱۲ بحر صفحہ ۲۲۲ ج ۱ ۶ وان کان ذالک الشیء الذی اصابہ النجاسۃ صلبا کالجر والآجر والخشب والاوانی فانہ یغسل مقدار ما یقع فی اکبر رایہ انہ قد طہر ولا توقیت فیہ وانما حکم بالطہارۃ اذا کان لا یوجد بعد ذالک طعم النجاسۃ ولا رائحتہا ولا لونہا فاذا وجد منہا احد ہذہ الاشیاء الثلاثۃ فلا یحکم بطہارتہا سواء کانت الآنیۃ من الخزف او من غیر جدید کان او غیر جدید وفی الخلاصۃ الکوز اذا کان فیہ خمر تطہیرہ ان یجعل فیہ الماء ثلاث مرات کل مرۃ ساعۃ وان کان جدیدا عند ابی یوسف رحمہ اللہ وعند محمد لا یطہر ابدا ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۷ ج ۱ ۷ والطین النجس اذا جعل منہ الکوز او القدر او غیرہما فطبخ یکون ذالک المعمول

گیا ہو تو پانی ڈال کے آگ پر رکھ دو جب پگھل جاوے تو اس کو نکال لو (صفحہ ۲۲۲ ج ۱۔ شامی)

مسئلہ ۳۰۔ نجس رنگ میں کپڑا رنگا تو پھر اتنا دھووے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہو جاویگا چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے[۱] یا نہ چھوٹے (صفحہ ۷/۹ ج ۱۔ درمختار)

مسئلہ ۳۱۔ گوبر کے کنڈے اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ[۲] پاک ہے اور ان کا[۳] دھواں بھی پاک ہے۔ روٹی میں لگ جاوے تو کچھ حرج[۴] نہیں (صفحہ ۲۳۶ ج ۱ ش و کبیری صفحہ ۱۱۹)

مسئلہ ۳۲۔ بچھونے کا ایک کونا نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست[۵] ہے (صفحہ ۳۲/۸ ج ۱ ہدایہ و صفحہ ۱۱۶ ج ۱ شامی)

مسئلہ ۳۳۔ جس زمین کو گوبر سے لیپا ہو وہ نجس ہے[۶] اس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں۔ (صفحہ ۵۶/۱۴ منیہ باب الاسآر)

مسئلہ ۳۴۔ گوبر سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی[۷] ہو تو اس پر گیلا کپڑا بھی بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں بھر جاوے (حوالہ بالا)

مسئلہ ۳۵۔ پیر دھو کر ناپاک زمین پر چلی اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جاوے کہ زمین کی کچھ مٹی یا یہ نجس پانی پیر میں لگ جاوے تو نجس ہو جاویگا۔ (حوالہ بالا)

مسئلہ ۳۶۔ نجس بچھونے پر سوئی اور پسینہ سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا ہاں اگر اتنا بھیگ جاوے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ کر بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو نجس ہو جاوے گا (صفحہ ۵۷/۲ منیہ)

مسئلہ ۳۷۔ نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جاوینگے۔ رنگ کا چھڑانا واجب[۸] نہیں (صفحہ ۲۰۶ ج ۱۔ درمختار)

مسئلہ ۳۸۔ نجس سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں

[۱] قالوا لو صبغ ثوبه او يده بصبغ او حناء نجسين فغسل الى ان صفا الماء يطهر مع قيام اللون وقيل يغسل بعد ذلك ثلاثا ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۷ ج۱

[۲] والاسرقين والعذرة تحترق فتصير رمادا تطهر عند محمد رحمه الله خلافا لابي يوسف رحمه الله ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۷ ج۱

[۳] دما نصيب الثوب من بخارات النجاسة قيل نجس الثوب بها وقيل لا ينجس وهو الصحيح ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۷ ج۱

[۴] والتنور اذا رش بماء نجس لا باس بالخبز فيه كذا في المجتبى ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۵ ج۱

[۵] ولو صلى على البساط وعلى طرف منه نجاسة جاز ۱۲

[۶] ولو افترش نعليه وقام عليها جازت الصلوة بمنزلة ما لو بسط الثوب الطاهر على الارض النجسة وصلى عليه جاز ۱۲ شامی ۹

[۷] وكذا الحكم الثوب اليابس ايضا اذا بسط على ارض نجسة رطبة بالماء فظهرت رطوبتها فيه لكن لا يقطر لو عصر فانه لا يتنجس وكذا لو نشر الثوب المبلول الطاهر على مكان يابس نجس فابتل منه ان لم يظهر عين النجاسة في الثوب وكذا قال صاحب بحر الرائق والكبيري وان نام احد على فراش نجس او تراب نجس وصار الفراش او التراب مبتلا من عرقه او مشى احد على الفراش النجس او التراب النجس وصار الفراش او التراب مبتلا من قدمه وظهر اثر النجاسة في البدن او القدم يحكم بنجاسة البدن والقدم ۱۲

[۸] المرأة اذا اختضبت بحناء نجس فغسلت ذلك الموضع ثلاثا يطهر لانها اتت بما في وسعها وينبغي ان لا يكون طاهرا ما دام يخرج منه الماء الملون بلون الحناء ۱۲ بحر صفحہ ۲۳۶ ج۱

ہاں اگر پھیل کر باہر آنکھ کے آگیا ہو تو دھونا[1] واجب ہے (صفحہ ۲۰۲ ج ۱ ۔ شامی مطلب فی حکم الوشم)

مسئلہ ۳۹ ۔ نجس تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا[2] ۔ کھلی ڈال کر یا صابون لگا کر تیل کا چھڑانا واجب نہیں ہے (صفحہ ۵۶ منیہ)

مسئلہ ۴۰ ۔ کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال ڈالے[3] باقی سب پاک ہے ۔ صفحہ ۱۹۱ کبیری

مسئلہ ۴۱ ۔ کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں ۔ سو اگر کتا کسی سے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا ۔ چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا ۔ ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے (حوالہ بالا)

مسئلہ ۴۲ ۔ رومالی بھیگی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوا[4] (صفحہ ۲۱۶ ج ۱ شامی)

مسئلہ ۴۳ ۔ نجس پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور اس کی تری اس پاک کپڑے میں آگئی لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی ۔ تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے[5] سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جاوے گا اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہیگا اور اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اس کی نمی اور دھبہ آگیا تو نجس ہو جائیگا ۔ (صفحہ ۵۶ منیہ)

مسئلہ ۴۴ ۔ اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چر سکتا ہے تو اس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست[6] ہے ۔ اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں ۔ (کبیری صفحہ ۲۰۰)

---

[3] ولا رطوبة فيها وان اخذه في حالة المزاح يتنجس لانه ياخذه بالاسنان والشفتين وشفتاه رطبة فيتنجس ۱۲ بحر صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ ج ۱

[4] وكذا اذا كان قد لبس سراويله مبتلة فخرج منه الريح لا يتنجس السراويل ۱۲ منیہ صفحہ ۶۵

[5] ولا يتنجس ثوب جاف طاهر لف في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب لو عصر بخلاف المبلول بعين النجاسة كالبول ونحوه فان النداوة حينئذ عين النجاسة وان لم يقطر بالعصر كما لو عصر الثوب المبلول بالبول ونحوه حتى انقطع التقاطر منه فانه لا يطهر وكما بعد العصر في المرة الاولى والثانية وكذا ينبغي ان تقيد المسئلة ايضاً بما اذا لم يظهر في الثوب الطاهر اثر النجاسة من لون او ريح حتى لو كان المبلول متلوناً بلون فتكيف بريح فظهر ذلك في الطاهر يجب ان يكون نجسا ۱۲ بحر صفحہ ۲۲۲ ج ۱

[6] ولو صلى على ماله بطانة متنجسة وهو قائم على ما يلي موضع النجاسة من الظاهرة

[1] اذ اخرج الدم وتجاوز الى موضع آخر يلحقه حكم التطهير اي يجب حكم التطهير في الجملة يجب تطهيره في حال ارادة الصلوٰة عليه كما ان البدن يجب تطهيره اذا اراد الصلوٰة والاحتراز بالقيد المذكور وهو التجاوز الى ما يلحقه حكم التطهير مما لا يلحقه حكم التطهير كداخل العين ونحوه مما حكم داخل العين من كل وجه حتى لو تشربت نقطة داخل العين وسال ما فيها ولم يخرج منها لم ينتقض ۱۲

[2] اذا تنجس اليد بدهن نجس فغسلها ثلاثا من غير حرض طهرت لا يضره بقاء اثر الدهن على قياس ابي يوسف رحمه الله ۔ ۱۲ قاضیخان

[3] ۔ واتفقوا على ان سؤر الكلب نجس لما انه مختلط بلعابه ولعابه متولد من لحمه وهو نجس قال صاحب السراج ان جلد الكلب نجس وشعره طاهر وهو المختار ويتفرع عليه اذا دخل الماء فانتفض ثوب انسان افسده ولو اصابه ماء المطر لم يفسد لانه في الوجه الاول الماء اصاب الجلد وجلده نجس وفي الوجه الثاني اصاب شعره وشعره طاهر وكذا ايضاً الكلب اذا اخذ ثوب انسان او عضوه ان اخذ في حالة الغضب لا يتنجس لانه ياخذه بالاسنان

مسئلہ ۴۵ - دوتہ کا کوئی کپڑا ہے ۔ اور ایک تہ نجس ہے ۔ دوسری پاک ہے تو اگر دونو تھیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر سلی ہوئی ہوں تو پاک تہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں (صفحہ ۵۶/۱۳ منیہ)

استنجے کا بیان[۱]

مسئلہ ۱ - جب سو کر اُٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے ۔ تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو ۔ اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا آبخورہ تو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین[۲] دفعہ دھوئے پھر برتن داہنے ہاتھ میں لیکر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے ۔ اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورہ وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پادیں اور اگر آبخورہ وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چلو بنا کر پانی نکالے اور جہانتک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکالکر پہلے داہنا ہاتھ دھوئے ۔ جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈالدے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اسوقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہوں اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے بلکہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پاوے مثلاً پاک رومال ڈال کے نکالے ۔ اور جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کرے ۔ اور جس طرح ممکن ہو (صفحہ ۵ بحر اور مختار)

مسئلہ ۲ - جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا سنت[۳] ہے ۔ (صفحہ ۲۲۳ ج ۱ - در مختار فصل فی الاستنجاء)

مسئلہ ۳ - اگر نجاست بالکل اِدھر اُدھر نہ لگے ۔ اور اس لئے پانی سے استنجا نکرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست[۴] جاتی رہے اور بدن صاف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷) واما اذا اصابت النجاسة خشبة فاقبلها ان کان ضخم الخشبة يقبل القطع فان صلى على الطرف الآخر وهو طاهر جازت صلوته بحر صفحہ ۲۶۵ ج ۱

[۱] انسان کے اعضائے مخصوصہ پر پاخانہ پیشاب کے نکلنے سے جو نجاست لگ جاتی ہے چونکہ اس کے پاک کرنیکے طریقے اور دوسری ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کے طریقے میں کچھ فرق ہے اس لیے اس کے مسائل اور اس کے آداب علیحدہ بیان کیے جاتے ہیں (مخصوص با مداد یہ)

[۲] وسنن الطهارة فغسل اليدين قبل ادخالهما الاناء الى الرسغ ثلاثا لما في الصحيحين من حديث ابي هريرة رضي الله عنه انه عليه الصلوة والسلام قال اذا استيقظ احدكم من نومه فلا يغمس يده في الاناء حتى يغسلها ثلاثة فانه لايدري اين باتت يده وفي مسند البزار فلا يغمسن يده في طهوره بنون التاكيد وليست في رواية الصحيحين وكيفية الغسل ان ياخذ الاناء اذا كان صغيرا بشماله ويصب على يمينه ثلاثا ثم ياخذ الاناء ويصب على يساره كذالك وكذا ان كان الاناء كبيرا ومعه اناء صغير والا يدخل اصابع يده اليسرى مضمومة في الاناء ويصب على كفه اليمنى ويدلك الاصابع بعضها ببعض حتى تطهر ثم يدخل اليمنى في الاناء بالغا ما بلغ ويغسل اليسرى وهذا اذا لم يكن في يده نجاسة فالنهي محمول على الاناء الصغير فلا يدخل يده اصلا وفي الكبير على ادخال الكف لمكان الضرورة ۱۲ كبيرى صفحہ ۲۰

[۳] سن ۳۴ يلزم الرجل الاستبراء حتى يزول اثر البول ويطمئن قلبه على حسب عادته والاستنجاء سنة من نجس يخرج من السبيلين ما لم يتجاوز المخرج وان تجاوز وكان قدر الدرهم وجب ازالته بالماء وان زاد على الدرهم افترض غسله

[۴] وسن ان يستنجي بحجر منق ونحوه والغسل بالماء المطلق احب والافضل الجمع بين الماء والحجر ويجوز ان يقتصر على الماء او الحجر والسنة انقاء المحل والعدد في الاحجار مندوب لا سنة

ہو جائے تو بھی جائز ہے۔ لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے

مسئلہ ۴۔ ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر اُدھر پھیلنے نہ پاوے بدن خوب صاف ہو جاوے (صفحہ ۲۲۵ ج ۱۔ در مختار و شامی)

مسئلہ ۵۔ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپئے سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے بے دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۶۔ پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھو لیوے۔ پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتی ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھو لیوے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

مسئلہ ۷۔ اگر کہیں تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے ایسے وقت استنجا نہ کرے، اور بے استنجا کئے نماز پڑھ لے کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ ۸۔ ہڈی اور نجاست جیسے گوبر لید وغیرہ اور کوئلہ اور کنکر اور شیشہ اور پکی اینٹ کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے نہ کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی کرے تو بدن پاک ہو جاویگا۔

مسئلہ ۹۔ کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۱۱۔ چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھلا کر ہگانا مُتانا بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

ملاحظہ حاشیہ گذشتہ دیکھئے

ش٥ ویکرہ الاستنجاء بعظم وطعام لآدمی او بہیمۃ وآجر وخزف وفحم وزجاج وجص وشئ محترم کخرقۃ دیباج وقطن وبالید الیمنی الا من عذر ۱۲

ش٥ ویکرہ ان یبول قائما او مضطجعا او متجردا عن ثوبہ من غیر عذر وکذا اکل ذلک فی استقبال القبلۃ واستدبارہا ولو فی البنیان ۱۲

ش٥ وکذا یکرہ للمرأۃ ان تمسک ولدہا للبول والغائط نحو القبلۃ واختلفوا فی الاستقبال للتطہیر ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۳ ج ۱

ش٥ ویجوز الوضوء بالماء الذی یبقی بعد الاستنجاء وان شاء یستنجی بفضل الوضوء ولکن لا ینبغی ان یفعل ذالک کما صرح بعض العلماء فی مؤلفاتہ ۱۲

مسئلہ ۱۳۔ جب پاخانہ پیشاب کو جاوے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ اور ننگے سر نہ جاوے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ رسول کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لیوے اگر چھینک آوے تو فقط دل ہی دل میں اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہے زبان سے کچھ نہ کہے نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے اور دروازہ سے نکل کر یہ دعا پڑھے غُفۡرَانَکَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡهَبَ عَنِّی الۡاَذٰی وَعَافَانِیۡ اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر دھوئے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا مرتبہ ہے کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں اُن کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور اُن کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخشدیگا اور جنت دیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اُس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا یعنی نماز نہ پڑھی اس نے دین برباد کر دیا اور حضرت نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کیطرح چمکتے ہونگے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا اس لئے نماز پڑھنا بہت

---

۴ لا حاجۃ الی التقیید بکیفیۃ من المذکور یعنی مقصود صفائی ہے وہ جسطرح بھی حاصل ہو جائے۔ ۱۲ ؎۵ نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسوقت تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو ان پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ ان پانچ وقتوں کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے اگلی امتوں میں کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی

مسئلہ ۱۲ ویدخل الخلاء مستور الراس ویقول عند دخولہ بسم اللہ اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۲ ج ۱ ؎۲ ویکرہ ان یدخل الخلاء ومعہ خاتم مکتوب علیہ اسم اللہ تعالیٰ او شیء من القرآن ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۲ ج ۱ ؎۳ ویبدأ برجلہ الیسریٰ ولا یتکلم علی الخلاء فان اللہ تعالیٰ یمقت علی ذالک ولا یذکر اللہ ولا یحمد اذا عطس ولا یشمت عاطسا ولا یرد السلام ولا یجیب المؤذن فاذا فرغ قام ویقول الحمد للہ الذی اذہب عنی الاذیٰ وعافانی۔ ۱۲ ؎۴ جب آدمی اپنی اس مخصوص ضرورت سے اچھی طرح فارغ ہو جائے تو بقدر ضرورت ڈھیلوں کا استعمال کرے اس طرح کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لیجائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کو اور تیسرا پہلے کی طرح بشرطیکہ گرمی کا زمانہ ہو ورنہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا اس کے خلاف اور تیسرا پہلے کی طرح اور یہ دو صورتیں مردوں کے لئے ہیں عورتوں کو ہر زمانہ میں دوسری صورت کے موافق کرنا چاہیئے اگرچہ استنجے کیلئے کوئی مخصوص کیفیت نہیں

ضروری ہی اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا کا بہت نقصان ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں[۱] کے ساتھ کیا گیا ہے بے نمازی کافروں کی برابر سمجھا گیا خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بُری بات ہی البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں مجنون اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں باقی سب مسلمانوں[۲] پر فرض ہی لیکن اولاد جب سات برس کی ہو جاوے تو ماں باپ کو حکم ہی کہ اُن سے نماز پڑھوائیں اور جب دس برس کی ہو جاوے تو مار کر پڑھواویں اور نماز کا چھوڑنا کبھی کسی وقت درست نہیں ہی جس طرح ہو سکے نماز ضرور پڑھے البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گئی بالکل یاد ہی نہ رہا جب وقت جاتا رہا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسی غافل سو گئی کہ آنکھ نہ کھُلی اور نماز قضا ہو گئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آوے اور آنکھ کھلے تو وضو کر کے فوراً قضا پڑھ لینا فرض ہی البتہ اگر وہ وقت مکروہ ہی تو ذرا ٹھہر جاوے تاکہ مکروہ وقت نکل جاوے اسی طرح جو نمازیں بیہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اُنمیں بھی گناہ نہیں لیکن ہوش آنیکے بعد فوراً قضا پڑھنی پڑیگی۔

نوٹ: مسئلہ ع۱۱ اور جوان ہونے کا بیان صفحہ ۸ پر درج کیا گیا۔

نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ ۱۔ پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب کیطرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہی آسمان کے لمبان پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑان میں سپیدی معلوم ہوتی ہے آناً فاناً بڑھتی جاتی ہی اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سپیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت آجاتا ہی اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہی جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہی لیکن اول ہی وقت بہت تڑکے نماز پڑھ لینا بہتر ہی۔

مسئلہ ۲۔ دوپہر ڈھلجانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہی اور دوپہر ڈھلجانے کی نشانی

[۱] بے نمازیوں اور نماز سے غفلت کرنے والوں کا حشر فرعون اور دوسرے بڑے بڑے دشمنان خدا کے ساتھ ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے ۱۲ [۲] نماز کی تاکید اور اس کی فضیلت سے قرآن و حدیث کے صفحے بھرے ہوئے ہیں نماز کی طرح کسی اور عبادت کی اسقدر تاکید نہیں آئی۔ ۱۲ تخصیص امدادی [۳] قال فی المنیۃ الصادق ہو البیاض المنتشر فی الافق وقال فی البحر وقت الفجر من الصبح الصادق الی طلوع الشمس وقید بالصادق احترازعن الکاذب فانہ من اللیل وہو المستطیل الذی یبدو کذنب الذئب ثم یعقب الظلام والاول المستطیر وہو الذی ینتشر ضوءہ فی الافق وفی اطراف السماء [illegible] [۴] وندب تاخیر الفجر لما رواہ اصحاب السنن الاربعۃ [illegible] للاسفار [illegible] والختم بہ خلافا للطحاوی [illegible] فی البدائع الوجہ حد الاسفار ان یصلی فی النصف الثانی لا یخفی ان الکارخ مردانہ [illegible]

[۵] ای وقت الظہر من الزوال الی بلوغ الظل مثلیہ سوی الفیئ وفی معرفۃ الزوال روایات [illegible] [illegible] ان کان [illegible] فالشمس لم تزل [illegible] کذا فی الظہیریۃ ۱۲ بحر [illegible]

یہ ہے کہ جب چیزوں کا سایہ پچھم سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا بالکل شمال کی سیدھ میں کر پورب کیطرف مڑنے لگے بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی اور پورب کی طرف منھ کرکے کھڑے ہونیسے بائیں ہاتھ کیطرف کا نام شمال ہے اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکلکر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جاوے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اسکو چھوڑ کر جبتک ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جاوے اسوقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جبتک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر[1] کا وقت آگیا اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جاوے اور دھوپ زرد پڑ جائے[2] اسوقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لیوے قضا نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے نہ قضا نہ نفل کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۳ - جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت[3] آگیا پھر جبتک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چھٹک جائیں کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے پھر جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشا کا[4] وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لئے اتنی دیر کرکے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پڑھ لیوے۔

مسئلہ ۴ - گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے[5] گرمی کی تیزی کا وقت جاتا رہے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اول وقت پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵ - اور عصر کی نماز ذرا اتنی دیر کرکے پڑھنا بہتر ہے[6] کہ وقت آنیکے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے۔ کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے

ف۱ والعصر منه الى الغروب اى وقت العصر من بلوغ الظل مثليه سوى الفئ الى غروب الشمس ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۵ ج ۱

ف۲ قال الحسن اذا اصفرت الشمس خرج وقت العصر ولنا رواية الصحيحين من ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب فقد ادرك العصر - ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۵ ج ۱

ف۳ والمغرب منه الى غروب الشفق اى وقت المغرب من غروب الشمس الى غروب الشفق لرواية مسلم وقت صلوٰة المغرب ما لم يسقط نور الشفق ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۵ ج ۱

ف۴ والعشاء والوتر منه الى الصبح اى وقتهما من غروب الشفق على الخلاف فيه وكون وقتهما واحدا مذهب الامام وعندهما وقت الوتر بعد صلوٰة العشاء له حديث مفصل فى سنن ابى داؤد رحمه الله فارجع ان شئت اليه ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۶ ج ۱

ف۵ مذهب تاخيره لرواية البخاري رحمه الله كان اذا اشتد البرد بكر بالصلوٰة واذا اشتد الحر ابرد بالصلوٰة والمراد الظهر ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۷ ج ۱

ف۶ قال ابو داؤد رحمه الله كان يؤخر العصر ما دامت الشمس بيضاء نقية اطلقه فشمل الصيف والشتاء لما فى ذالك من تكثير النوافل لكراهتها بعد العصر ۱۲ بحر ملخصا صفحہ ۲۴۷ ج ۱

کا دونوں کا ایک حکم ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آجاوے اور دھوپ کا رنگ بدلجاوے اور مغرب[1] کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶ - جو کوئی تہجد کی نماز پچھلی رات کو اٹھکر پڑھا کرتی ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اسکو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہو اور سوجانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ[2] لینا چاہیئے۔

مسئلہ ۷ - بدلی کے دن فجر اور ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر[3] کرکے پڑھنا بہتر ہے اور عصر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۸ - سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں[4] ہے البتہ عصر کی نماز اگر ابھی نہ پڑھی ہو تو وہ سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقت سجدہ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ ۹ - فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کے اونچا نہ ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدہ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک روشنی نہ آجائے قضا نماز بھی درست نہیں ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز[5] نہیں البتہ قضا اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے لیکن جب دھوپ پھیکی پڑجائے تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ ۱۰ - فجر کے وقت سورج نکل آنیکے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لئے تو اب جبتک سورج اونچا اور روشن نہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے جب ذرا روشنی آجائے تب سنت وغیرہ جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ ۱۱ - جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آجائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے البتہ قضا نماز[6] پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔

ف۱ ونُدب تعجیلها لحدیث الصحیحین کان یصلی المغرب اذا غربت الشمس وتوارت بالحجاب ویکره تاخیرها الی اشتباک النجوم لروایة احمد رحمه الله ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۰ ج۱

ف۲ والوتر الی آخر اللیل لواثق ای وندب تاخیره لروایة الصحیحین اجعلوا آخر صلوتکم وترا والامر للندب لروایة الترمذی من خشی منکم ان لا یستیقظ من آخر اللیل فلیوتر اوله ومن طمع منکم ان یوتر فی آخر اللیل فلیوتر من آخر اللیل

ف۳ ویؤخر غیر ما فی اوله عین یوم غیم وهی الفجر والظهر والمغرب لان الفجر والظهر لا کراهة فی وقتهما فلا یضر التاخیر والمغرب یخاف وقوعها قبل الغروب للشک الا لالتباس ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۹ ج۱

ف۴ ومنع عن الصلوة وسجدة التلاوة وصلوة الجنازة عند الطلوع والاستواء والغروب الا عصر یومه ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۹ ج۱

ف۵ ومنع عن التنفل بعد صلوة الفجر والعصر لا عن قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلوة جنازة ۱۲ بحر صفحہ ۲۵۰ ج۱

ف۶ وکذا یکره الفرض والتطوع عند طلوع الشمس وعند غروبها الا عصر یومه واما الوقتان فانه یکره فیهما التطوع ولا یکره فیهما الفرض یعنی الفوائت وصلوة الجنازة وسجدة التلاوة وما بعد طلوع الفجر الی ان تطلع الشمس الا سنة الفجر وما بعد صلوة العصر الی غروب الشمس وما بعد غروب الشمس قبل المغرب ایضا مکروه لتاخیر المغرب ۱۲ غنیه صفحہ ۹۲

مسئلہ ۱۲۔ اگر فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی سورج میں روشنی آجانیکے بعد قضا پڑھے۔ اور اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہوگئی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۔ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سو رہنا مکروہ ہے نماز پڑھ کے سونا چاہیئے لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کیوقت جگا دینا تو سو رہنا درست ہے

نماز کی شرطوں کا بیان

مسئلہ ۱۔ نماز شروع کرنیسے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے نہانیکی ضرورت ہو تو غسل کرے بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے جس جگہ نماز پڑھتی ہے وہ بھی پاک چاہیئے فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک لیوے قبلہ کی طرف منہ کرے جس نماز کو پڑھنا چاہتی ہے اسکی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے وقت آنیکے بعد نماز پڑھے یہ سب چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں اگر اس میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جاویگی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲۔ باریک تنزیب یا بکّ یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر نماز پڑھتے وقت چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بانہہ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہوگئی اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اسمیں سے جب چوتھائی عضو کھل جائیگا تو نماز نہ ہوگی جیسے ایک کان کا چوتھائی، چوتھائی سر، چوتھائی بال، چوتھائی پیٹ، چوتھائی پیٹھ، چوتھائی گردن، چوتھائی سینہ، چوتھائی چھاتی، وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی

مسئلہ ۴۔ جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اگر اس کی اوڑھنی سر کے گئی اور اس کا سر کھل گیا تو اسکی نماز ہوگئی

ف دو کذا فی الذخیرۃ ولو صلی رکعتین علی ظن انہ لم یطلع الفجر وقد تبین انہ کان قد طلع الفجر فعند المتاخرین یجزیہ عن رکعتی الفجر ولو تبین انہ کانت من رکعتی الفجر بالاتفاق واذا طلعت الشمس حتی ارتفعت قدر رمحین او قدر رمح تباح الصلوٰۃ ولو طلعت الشمس فی خلال الفجر تفسد صلوٰۃ الفجر

غربت الشمس فی خلال العصر لا تفسد ۱۲ ف ۲ وروی الامام احمد رحمہ اللہ وغیرہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یستحب ان یؤخر العشاء وکان یکرہ النوم قبلہا والحدیث بعدہا وقید بعض العلماء کراہۃ النوم قبلہا بمن خشی علیہ فوت وقتہا او فوت الجماعۃ فیہا والا فلا ۱۲ بحر صفحہ ۲۴۸

ف ۳ لابد لصحۃ الصلوٰۃ من الاشیاء المذکورۃ: الطہارۃ من الحدث وطہارۃ الجسد والثوب والمکان من نجس غیر معفو عنہ حتی موضع القدمین والیدین والرکبۃ والجبہۃ علی الاصح وستر العورۃ ولا یضر نظرہا من جیبہ واسفل ذیلہ واستقبال القبلۃ والوقت واعتقاد دخولہ والنیۃ والتحریمۃ وغیر ذالک ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۲۹

ف ۴ وحد الستران لا یری ما تحتہ حتی لو سترہا بثوب رقیق یصف ما تحتہ لا یجوز ۱۲ بحر صفحہ ۲۶۶

ف ۵ وکشف ربع ساق یمنع وکذا الشعر والبطن والفخذ والعورۃ الغلیظۃ ... الانکشاف ... للضرورۃ ... فی المنیۃ ... الانکشاف الکثیر ... فی فتح القدیر ... الانکشاف الکثیر فی الزمن القلیل لا یفسد والانکشاف القلیل فی الزمن الکثیر ... [illegible] ... قال فی المحیط مراہقۃ صلت بغیر وضوء ... عریانۃ ... [illegible]

مسئلہ ۵ - اگر کپڑے یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی نہیں ملتا تو اسی طرح نجاست کیساتھ نماز پڑھ لیوے۔

مسئلہ ۶ - اور اگر سارا کپڑا نجس ہو یا پورا کپڑا تو نجس نہیں لیکن بہت ہی کم پاک ہے یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے اور باقی سب کا سب نجس ہے تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے کہ اس کپڑے کو پہنے پہنے نماز پڑھے اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اُتار ڈالے اور ننگی ہو کر نماز پڑھے لیکن ننگی ہو کر نماز پڑھنے سے اسی نجس کپڑے کو پہنکر پڑھنا بہتر ہے اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہو تو ننگی ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں اسی نجس کپڑے کو پہنکر پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۷ - اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگی نماز پڑھے لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر پڑھے، اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر کھڑے کھڑے پڑھے اور رکوع سجدہ ادا کرے تو بھی درست ہی نماز ہو جائے گی لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۸ - مسافرت میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے کہ اگر نجاست دھوتی ہے تو وضو کیلئے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کیلئے پانی نہ بچیگا تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے پھر وضو کے لئے تیمم کرے۔

مسئلہ ۹ - ظہر کی نماز پڑھی لیکن جب پڑھ چکی تو معلوم ہوا کہ جس وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا بلکہ عصر کا وقت آ گیا تھا تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آ جاوے گی اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا قضا پڑھی تھی۔

مسئلہ ۱۰ - اور اگر وقت آ جانے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۱۱ - زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں جب اتنا سوچ لیوے کہ میں آج کی ظہر کی نماز پڑھتی ہوں اور اگر سنت پڑھتی ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتی ہوں بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لیوے تو نماز ہو جاوے گی جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اسکا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

ف وفاقد ما يزيل به النجاسة يصلي معها ولا إعادة عليه أي من عدم ما يزيل به النجاسة من الماء والمائع والتراب ما يجب عليه غسل النجاسة بل يصلي معها ثم إذا وجد المزيل ما يجب عليه إعادة ما صلى معها وإن كان الوقت باقياً ۱۲ نور الإيضاح صفحہ ۴۴

ف ولو وجد ثوباً ربعه طاهر وصلى عارياً لم يجز وخير إن طهر أقل من ربعه ولو عدم ثوباً صلى قاعداً مومياً بركوع وسجود وهو أفضل من القيام بركوع وسجود ۱۲ كنز

ف ولو وجد ما يكفي للحدث أو إزالة النجاسة المانعة غسل به الثوب منها وتيمم للحدث عند عامة العلماء ۱۲ بحر صفحہ ۱۳۹

ف۵ وأما إذا ظن أنه يوم كعصر اليوم مثلاً وخرج الوقت فلا نية أنه قضاء بلفظ الأداء وهو جائز على الصحيح وقال السيد محمد أمين الشهير بابن عابدين رحمه الله ولو خرج الوقت وهو لا يعلم فنوى ظهر اليوم جاز ۱۲ بحر صفحہ ۲۹۵

ف وإن صلى وعنده أن الوقت لم يدخل فظهر أنه كان قد دخل لا تجزيه لأنه حكم بفساد صلوته بناء على دليل شرعي ۱۲ نور الإيضاح صفحہ ۴۴ حاشیہ

ف وقد أجمع العلماء على أنه لو نوى بقلبه ولم يتكلم فإنه يجوز ۱۲ بحر صفحہ ۲۷۷

مسئلہ ۱۲ - اگر زبان سے نیت کرنا چاہے تو اتنا کہہ لینا کافی ہے[1] - نیت کرتی ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر - یا نیت کرتی ہوں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر - اور چار رکعت نماز وقت ظہر منہ میرا طرف کعبہ شریف کے یہ سب کہنا ضروری نہیں ہے چاہے کہے چاہے نہ کہے۔

مسئلہ ۱۳ - اگر دل میں تو یہی خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتی ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو[2] جاوے گی۔

مسئلہ ۱۴ - اگر بھولے سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین زبان سے نکل جاوے تو بھی نماز ہو جاوے[3] گی۔

مسئلہ ۱۵ - اگر کئی نمازیں قضا ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر[4] کر کے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کے فرض پڑھتی ہوں اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتی ہوں - اسی طرح جس وقت کی قضا پڑھنا ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہیئے اگر فقط اتنی نیت کر لی کہ میں قضا نماز پڑھتی ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہ ہو گی پھر سے پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ ۱۶ - اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہو گئیں تو دن[5] تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہیئے جیسے کسی کی سنیچر، اتوار، پیر اور منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتی ہوں درست نہیں ہے بلکہ یوں نیت کرے کہ سنیچر کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں پھر ظہر پڑھتے وقت کہے سنیچر کی ظہر کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح کہتی جاوے پھر جب سنیچر کی سب نمازیں قضا کر چکے تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح سب نمازیں قضا پڑھے اگر کئی مہینے یا کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینہ اور سال کا بھی نام لیوے اور کہے کہ فلانے سال کے فلانے مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں بے اسطرح نیت کرے قضا صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۷ - اگر کسی کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہوں تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نمازیں

---

[1] وفی القنیۃ اذا اراد النفل او السنۃ یقول اللہم انی ارید الصلوٰۃ فیسرہا لی وتقبلہا منی وفی الفرض اللہم انی ارید ان اصلی فرض الوقت او فرضا کذا فیسرہ لی وتقبلہ منی واذا عزم علی صلوٰۃ الظہر وجری علی لسانہ نویت صلوٰۃ العصر یجزئہ - وقال السید رحمہ اللہ ولو قال نویت ظہر الیوم فیجزئہ سواء کان الوقت خارجا او باقیا ۱۲ بحر صفحہ ۲۷۰ و ۲۶۹ ج ۱

[3] لان نیۃ عدد الرکعات لیست بشرط فی الفرض والواجب لان قصد التعیین مغن عنہ ولو نوی الظہر ثلاثا والفجر اربعا جاز ۱۲ بحر صفحہ ۲۸۲ ج ۱

[5] ولو کانت الفوائت کثیرۃ فاشتغل بالقضاء یحتاج الی تعیین الظہر والعصر وینوی ایضا ظہر یوم کذا وعصر یوم کذا ۱۲ ہکذا ذکر الغفار

جتنی میرے ذمے قضا ہیں اُنمیں سے جو سب سے اول ہے اُسکی قضا پڑھتی ہوں یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں اُنمیں سے جو سب سے اول ہے اُس کی قضا پڑھتی ہوں اسیطرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتی رہے جب دل گواہی دے کہ اب سب نمازیں جتنی جاتی رہی تھیں سب کی قضا میں پڑھ چکی ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔

مسئلہ ۱۸ سنت اور نفل اور تراویح کی نمازمیں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں سنت ہونے اور نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے۔ مگر سنت تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

قبلہ کی طرف منھ کرنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ اگر کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اُسی طرف پڑھ لیوے اگر بے سوچے پڑھ لیویگی تو نماز نہ ہوگی۔ بلکہ اگر بعد میں معلوم ہو جاوے کہ ٹھیک قبلہ ہی کی طرف پڑھی ہے تب بھی نماز نہیں ہوئی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پردہ اور شرم کے مارے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی۔ تو بھی نماز نہیں ہوئی ایسے وقت ایسی شرم نہ کرنا چاہئے بلکہ پوچھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۔ اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ جدھر نماز پڑھی اُدھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہو گئی۔

مسئلہ ۳۔ اگر بے سوچے نماز پڑھتی تھی پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جاوے اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۔ اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اُس کے اندر نماز پڑھے

---

۱ فان اراد تسہیل الامر ینوی اول ظہر علیہ او آخر ظہر علیہ فرق بین الصلوٰۃ والصوم فی الصوم وکان علیہ قضاء یومین نقضی یوما ولم یعین جاز لان فی الصوم السبب واحد وہو الشہر فکان الواجب علیہ اکمال العدد واما فی الصلوٰۃ فالسبب مختلف وہو الوقت و باختلاف السبب یختلف الواجب فلابد من التعیین حتی لو کان علیہ قضاء یومین من رمضانین یحتاج الی التعیین ۱۲ بحر صفحہ ۳۰۱

۲ ویکفیہ مطلق النیۃ للنفل والسنۃ والتراویح والاحتیاط فی التراویح ان ینوی التراویح او السنۃ الوقت او قیام اللیل وفی السنۃ ینوی السنۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۹۶

۳ ومن اشتبہت علیہ القبلۃ تحری و ان اخطاء لم یعد وان علم بہ فی صلوٰۃ استدار وقید بالتحری لان من صلی ممن اشتبہت علیہ بلا تحر فعلیہ الاعادۃ وقید باشتباہ لانہ لو صلی فی الصحراء الی جہۃ من غیر شک ولا تحر ان تبین انہ اصاب جاز وکان اکبر رایہ ولم یظہر من حالہ شی حتی ذہب عن الموضع فصلوتہ جائزۃ وان تبین انہ اخطاء او کان اکبر رایہ فعلیہ الاعادۃ ولو صلی فی جوف الکعبۃ او علی ظہرہا جاز الی ای جہۃ توجہ وکذا یصح فرض الصلوٰۃ وفی الکعبۃ ۱۲ بحر صفحہ ۱۲

والیکو اختیار ہی جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۵ - کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہی اور نفل بھی درست ہی۔

فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کا بیان

مسئلہ ۱ - نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک اُٹھاوے لیکن ہاتھونکو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے پھر سینے پر ہاتھ باندھے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھدے اور یہ دُعا پڑھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھکر الحمد پڑھے اور وَلَا الضَّالِّيْن کے بعد آمین کہے پھر بسم اللہ پڑھکر کوئی سورت پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کے رکوع میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ کہے اور رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھدے اور دونوں بازو پہلو سے خوب ملائے رہے اور دونوں پیر کے ٹخنے بالکل ملادیوے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتی ہوئی سر کو اُٹھاوے جب خوب سیدھی کھڑی ہوجاوے تو پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدے میں جاوے زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے اور انگلیاں خوب ملالیوے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدہ کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھدے اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے مگر پاؤں کھڑے نکرے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب سمٹکر اور دبکر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے ملادیوے اور دونوں بانہیں زمین پر رکھدے اور

مسئلہ فرض نمازوں کا پڑھنا ایک حق واجب کا ذمہ سے اتار دینا ہے اور حق واجب کے ادا کرنے میں نہ کسی انعام کا استحقاق ہوتا نہ کوئی کمال مگر اللہ تعالیٰ کی عنایت نے جو اس امت پر حد سے زیادہ ہے ان فرائض کے ادا کرنے میں بھی بے حد ثواب مقرر فرمایا ہے چنانچہ پانچ نمازوں کے پڑھنے سے پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکالکر کانوں تک اٹھائے اس طرح دونوں انگوٹھے کانوں کی لو سے مل جائیں دونوں ہتھیلیاں قبلے کی طرف ہوں انگلیاں نہ بہت کشادہ ہوں نہ ملی ہوئی ... جس نماز کو پڑھنا ہے اسکی نیت دل میں کرے اور زبان سے بھی دلی ارادے کو ظاہر کرے اس نیت کے ساتھ ہی اللہ اکبر کہکر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے مگر کانوں تک ہاتھوں کا اٹھانا انگلیوں کا کچھ کشادہ رکھنا یہ مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کا طریقہ وہی ہے جو حضرت تھانوی مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے گویا عورتوں کو چند مقامات پر مردوں کے خلاف کرنا چاہئے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکالکر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر سردی وغیرہ کا خوف نہو

عورتوں کو ہر زمانہ میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانوں تک اٹھانا چاہئے۔ (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینہ پر۔ (۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے۔ اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھدینا چاہئے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔ (۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہوجائیں اور عورتوں کو اسقدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر جسمیں انکے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملاکر۔ (۶) مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔ (۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملا ہوا۔ (۸) مردوں کو سجدہ میں کہنیاں زمین سے ابھری رکھنا چاہئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔ (۹) مردوں کو سجدوں میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو نہیں۔ (۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے۔ اور دونوں پیر داہنی طرف نکالدینا چاہئے اس طرح کہ داہنی

سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی اُٹھے اور خوب اچھی طرح بیٹھ جاوے تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہکے کرے اور کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کے اللہ اکبر کہتی ہوئی کھڑی ہو جاوے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر کے نہ اُٹھے پھر بسم اللہ کہکر الحمد اور سورت پڑھ کے دوسری[1] رکعت اسی طرح پوری کرے جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں چوتڑ پر بیٹھے[2] اور اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیوے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے پھر پڑھے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لا الٰہ کہنے کے وقت انگلی اٹھا دے اور الا اللہ کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد و حلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ[3] اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کے اُٹھ کھڑی ہو اور دو رکعتیں اور پڑھے اور فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت[4] نہ ملاوے جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر التحیات پڑھ کے یہ درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ پھر یہ دعا پڑھے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن میں آئی ہو پھر اپنے داہنے طرف سلام پھیرے[5] اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنیکی نیت کرے یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے لیکن اسمیں جو فرائض ہیں انمیں سے ایک بات بھی چھوٹ جاوے تو نماز نہیں ہوتی۔ چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے اور بعضی چیزیں واجب ہیں کہ اسمیں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز

[1] والرکعۃ الثانیۃ کالاولی الا انہ لا یثنی ولا یتعوذ ۱۲ نور الایضاح۔ [2] والمرأۃ تتورک وقرء التشہد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہو رواہ اصحاب الکتب الستۃ وہو التحیات الخ واشار بالمسبحۃ فی الشہادۃ یرفعہا عند النفی ویضعہا عند الاثبات ۱۲ [3] ولا یزید علی التشہد فی القعود الاول ۱۲ [4] وقرء الفاتحۃ فیما بعد الاولین من الفرائض ثم جلس کما فی القعدۃ الاولیٰ وقرء التشہد ثم صلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم دعا بما یشبہ القرآن ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۵ [5] ثم یسلم یمینا ویسارا فیقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ ناویا من معہ ۱۲ [6] واعلم ان للصلوٰۃ فرائض فمن ترک شیئا منہا بطلت صلوتہ ۱۲

نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جاوے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی اور بعضی چیزیں سنت ہیں اور بعضی چیزیں مستحب ہیں

مسئلہ ۲ - نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں[۱] نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا - کھڑا ہونا - قرآن شریف میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا - رکوع کرنا اور دونوں سجدے کرنا - اور نماز کے اخیر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا -

مسئلہ ۳ - یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں[۲] - الحمد پڑھنا - اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا - ہر فرض کو اپنے اپنے موقع پر ادا کرنا - اور پہلے کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا - پھر سورت ملانا - پھر رکوع کرنا پھر سجدہ کرنا - دو رکعت پر بیٹھنا - دونوں بیٹھکوں میں التحیات پڑھنا - وتر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنا - ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا - بہت جلدی نہ کرنا -

مسئلہ ۴ - ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں[۳] - لیکن بعضی اسمیں سے مستحب ہیں[۴] -

مسئلہ ۵ - اگر کوئی نماز میں الحمد نہ پڑھے[۵] بلکہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط الحمد پڑھے اس کے ساتھ کوئی سورت یا آیت نہ ملا دے یا دو رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے بے بیٹھے التحیات پڑھے تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو جاوے یا بیٹھ تو گئی لیکن التحیات نہ پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اتر جاوے گا لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے پھر سے پڑھنا واجب ہے[۶] نہ دہراوے گی تو بڑا گناہ ہو گا - البتہ اگر بھولے سے ایسا کیا ہو تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاوے گی -

---

[illegible] فی الرکوع والسجود والزیادۃ علی القراءۃ المسنونۃ وقد شرع لاکمال السنۃ ۱۲ الطحطاوی ۵ [illegible] فی الصلوۃ [illegible] باعادۃ الصلوۃ وقالوا لو قرأ حرفا من السورۃ قبل الفاتحۃ ساھیا ثم تذکر یقرأ الفاتحۃ ثم السورۃ ویلزمہ [illegible] سجدۃ السہو ولو ترکہا عمدا یکرہ اشد الکراہۃ ویلزمہ ان یعید الصلوۃ ۱۲ بحر صفحہ ۳۱۶

حاشیہ:
۱ ثم اعلم انہ یشترط لثبوت الشیء ستۃ اشیاء - العین وھی ماہیۃ الشیء - والرکن وھو جزء الماہیۃ والحکم وھو الاثر الثابت بالشیء - والمحل ذالک الشیء - والشرط - والسبب فلا یکون الشیء ثابتا الا بوجود ہذا الستۃ [illegible] ہنا الصلوۃ - والرکن القیام والقراءۃ والرکوع والسجود - والمحل للشیء ہو الآدمی المکلف والشرط ہو ما تقدم من الطہارۃ وغیرہا - والحکم جواز الشیء و فسادہ وثوابہ - والسبب الاوقات وقال صاحب الکنز فرضہا التحریمۃ والقیام والقراءۃ والرکوع والسجود والقعود الاخیر قدر التشہد والخروج بصنعہ ای ان الخروج منہا بفعلہ فرض ۱۲ -
۲ وقال صاحب الکنز والبحر واجبہا قراءۃ الفاتحۃ وضم سورۃ وتعیین القراءۃ فی الاولیین ورعایۃ الترتیب فی فعل مکرر وتعدیل الارکان والقعود الاول والتشہد ولفظ السلام للمواظبۃ علیہ و قنوت الوتر وتکبیرات العیدین والجہر والاسرار فیما یجہر ویسر ۱۲ صفحہ ۲۸۶
۳ اعلم ان ترک السنۃ لا یوجب فسادا ولا سہوا بل اسائۃ لو عامدا غیر مستخف وقالوا الاسائۃ ادون من الکراہۃ التحریمیۃ [illegible]
[illegible]

مسئلہ ۶ - اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے موقع پر سلام نہیں پھیرا بلکہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑی باتیں کرنے لگی یا اُٹھ کے کہیں چلی گئی یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر جاویگا[۵۱] لیکن نماز کا دہرانا واجب ہے پھر سے نہ پڑھیگی تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ ۷ - اگر پہلے سورت پڑھی پھر الحمد پڑھی تب بھی نماز دہرانا پڑے گی[۵۲] اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ ۸ - الحمد کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں[۵۳] اگر ایک ہی آیت یا دو آیتیں الحمد کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی چھوٹی تین آیتوں کی برابر ہو جاوے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ ۹ - اگر کوئی رکوع سے کھڑی ہو کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم نہ پڑھے یا سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہ پڑھے[۵۴] یا اخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہو گئی لیکن سنت کے خلاف ہے اسی طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود پڑھکر سلام پھیر دیا تب بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۱۰ - نیت باندھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے اگر نہ اٹھاوے[۵۵] تب بھی نماز درست ہے مگر خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۱۱ - ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھکر الحمد پڑھے اور جب سورت ملاوے تو سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیوے یہی بہتر ہے[۵۶]۔

---

۵۱ الخروج من الصلوٰۃ قصدًا من المصلی بقول او عمل ینافی الصلوٰۃ بعد تمامہا فرض سوا کان ذالک قول السلام علیکم ورحمۃ اللہ کما تعینہ لنا ائمہ ہو الواجب او کان فعلا کروھا کراہۃ تحریم ککلام الناس او اکل او شرب او مشی و انما کان مکروھا کراہۃ تحریم لانہ فوت الواجب وھو السلام وقال صاحب البحر الرائق فی مقام آخر اذا سبقہ الحدث بعد ما قعد قدر التشہد فی القعدۃ الاخیرۃ فان صلوتہ تامۃ فرضا عندھما وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لم تتم صلوتہ فرضا فیتوضأ ویخرج منہا بفعل مناف لہا فلو لم یتوضأ ولم یات بالسلام حتی اتی بمناف فسدت عندہ لا عندھما لافتقارہ علی الوضوء والسلام ۱۲ - بحر صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۵ ج ۱

۵۲ ولو قرأ سورۃ ولم یقرأ الفاتحۃ متعمدًا فعلیہ اعادۃ الصلوٰۃ وان ترکہا سہوا یسجد السہو ۱۲ -

۵۳ وقرأ الفاتحۃ وسورۃ او ثلاث آیات ای والثلاث آیات القصار تقوم مقامہا فان نقص عن ثلاث قصار او آیۃ طویلۃ فقد ارتکب کراہۃ التحریم وقد قالوا کل صلوٰۃ ادیت مع کراہۃ التحریم یجب اعادتہا ۱۲ بحر صفحہ ۳۱۳ ج ۱

۵۴ ویکرہ ان یترک التسبیحات فی الرکوع والسجود وان ینقص من ثلث تسبیحات ۱۲ منیہ صفحہ ۱۱۱

۵۵ وسننہا رفع الیدین للتحریمۃ وقد قال فی الذخیرۃ وقد روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ما یدل علی عدم الاثم فانہ قال ان ترک رفع الیدین جاز وان رفع فہو افضل ۱۲ بحر صفحہ ۳۰۲ ج ۱

۵۶ ویسمی المصلی سرا فی کل رکعۃ بان یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ہو المراد بالتسمیۃ ھنا وقولہ فی کل رکعۃ ای فی ابتداء کل رکعۃ فلا تسن التسمیۃ بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقا عندھما وقال محمد تسن اذا خافت لا ان جہر وصحح فی البدائع قولہما والخلاف فی الاسنیۃ فان عدم الکراہۃ متفق علیہ وبہ صرح فی الذخیرۃ والمجتبی ان سمّی بین الفاتحۃ والسورۃ کان حسنا عند الامام رحمہ اللہ تعالیٰ سواء کانت تلک السورۃ مقروءۃ سرا او جہرا ورجحہ المحقق ابن الہمام وتلمیذہ الحلبی ۱۲ بحر صفحہ ۳۱۲ ج ۱

مسئلہ ۱۲ - سجدہ کیوقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط ماتھا[۱] زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی[۲] البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ ۱۳ - اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑی نہیں ہوئی ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلی گئی تو نماز پھر سے پڑھے[۳]۔

مسئلہ ۱۴ - اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھی ذرا سا سر اٹھا کے دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں[۴] ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی اور اگر اتنی ہی اٹھی کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گئی ہے تو خیر نماز سر سے تو اتر گئی لیکن بڑی نکمی اور خراب ہوئی اس لئے پھر سے پڑھنا چاہیئے۔ نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۵ - اگر پیال پر یا روئی[۵] کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر سجدہ کرے اتنا دبائے کہ اس سے زیادہ نہ دب سکے اگر اوپر اوپر ذرا اشارہ سے سر رکھدیا یا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔

مسئلہ ۱۶ - فرض نماز میں پچھلی[۶] دو رکعتوں میں اگر الحمد کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ گئی تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا نماز بالکل صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷ - اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے لیکن الحمد للہ پڑھ لینا[۷] بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکی کھڑی رہے تو بھی کچھ حرج نہیں نماز درست ہے۔

مسئلہ ۱۸ - پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب[۸] ہے اگر کوئی پہلی رکعتوں[۹] میں فقط الحمد پڑھے سورت نہ ملاوے یا الحمد بھی نہ پڑھے سبحان اللہ پڑھتی رہے تو

۱ فیجوز بالجبہۃ وحدہا اتفاقا علی ما علیہ الجم الغفیر من اہل المذہب ۱۲ بحر صفحہ ۳۱۷ ج ۱

۲ وما فی المفید والمزید من انہ لا یتادی الفرض عندہما الا بوضعہا خلاف المشہور عنہما وانما محل الاختلاف فی الاختصار علی الانف فعندہ یجوز مطلقا وعندہما لا یجوز الا من عذر بالجبہۃ کما صرح بہ صاحب الہدایہ وقال العلامۃ علاء الدین فی شرحہ انہ صح رجوع الامام رحمہ اللہ الی قول صاحبیہ رحمہما اللہ ۱۲ بحر صفحہ ۳۱۷ ج ۱ وقال الشیخ لا تجوز الصلوٰۃ بالاقتصار علی الانف فی السجود علی الصحیح ما لم یکن بالجبہۃ عذر ۱۲ صفحہ ۱۵ ج ۱

۳ وکذا رفع الراس من الرکوع والانتصاب والقیام والطمانینۃ فیہ فیجب ان یکمل الرکوع حتی یطمئن کل عضو منہ ویرفع راسہ من الرکوع حتی ینتصب قائما ویطمئن کل عضو منہ وکذا فی السجود ولو ترک شیئا من ذالک ناسیا یلزمہ سجدۃ السہو ولو ترکہا عمدا یکرہ اشد الکراہۃ ویلزمہ ان یعید الصلوٰۃ ۱۲ بحر صفحہ ۳۰۰ ج ۱

۵ ولو صلی علی القطن المحلوج ان وجد صلابۃ الارض اجزاہ والا فلا وکذا علی الحشیش المحشو والتبن فان سجد علی الحنطۃ والشعیر جاز وعلی الذرۃ والدخن لا یجوز نعم فان کانت ہذہ الاشیاء فی الجوالق ...

۴ جاز فی جمیعہا ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۵۳ ۶ کذا حققہ الشامی ۱۲ ۷ واما فی الاخریین فالافضل ان یقرأ فیہما بفاتحۃ الکتاب ولو سبح فی کل رکعۃ ثلاث تسبیحات مکان فاتحۃ الکتاب او سکت اجزأتہ صلاتہ ولا یکون مسیئا ان کان عامدا ولا سہو علیہ ان کان ساہیا کذا روی عن ابی یوسف رحمہ اللہ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ مخیر بین قراءۃ الفاتحۃ والتسبیح والسکوت وہذا جواب ظاہر الروایۃ لما روینا عن علی وابن مسعود رضی اللہ عنہما وعبارۃ الذخیرۃ وفی الاخریین ہو بالخیار ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سکت ثم قال وان ترک القراءۃ والتسبیح لم یکن علیہ حرج ولا سجدتا سہو وان کان ساہیا لکن القراءۃ افضل ہو الصحیح من الروایات کذا ذکرہ القدوری فی شرحہ وعبارۃ قاضیخان فی سجود السہو ولو لم یقرأ شیئا من القرآن فی الشفع الثانی ولم یسبح عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ لا حرج علیہ فی العمد ولا سجود علیہ فی السہو وعلیہ الاعتماد ۱۲ بحر صفحہ ۳۲۶ ج ۱ ۸ وہذا الضم واجب فی الاولیین من الفرض وفی جمیع رکعات النفل والوتر ... ویقدم الفاتحۃ ثم یقرأ السورۃ ... ۱۲ صفحہ ۲۹ ج ۱ ۹ وقال الشیخ ... ولو ترک السورۃ فی اولیی العشاء قرأہا فی الاخریین ...

اب پچھلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہئیے پھر اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہو تو سجدہ سہو کرلے ۔

مسئلہ ۱۹ - نماز میں الحمد اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے[۱] لیکن ایسی طرح پڑھنا چاہئیے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آوے اگر اپنی آواز خود اپنے آپ کو بھی نہ سنائی دیوے تو نماز نہ ہوگی ۔

مسئلہ ۲۰ - کسی نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے بلکہ جو جی[۲] چاہے پڑھا کرے سورت مقرر کرلینا مکروہ ہے ۔

مسئلہ ۲۱ - دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی[۳] سورت نہ پڑھے ۔

مسئلہ ۲۲ - سب عورتیں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں جماعت[۴] سے نہ پڑھیں اور جماعت کیلئے مسجد میں جانا اور وہاں جاکر مردوں کے ساتھ پڑھنا نہ چاہئیے ۔ اگر کوئی عورت اپنی شوہر وغیرہ کسی محرم کے ساتھ جماعت کرکے نماز پڑھے تو اس کے مسئلے کسی سے پوچھ لے چونکہ ایسا اتفاق کم ہوتا ہے اس لئے ہم نے بیان نہیں کئے البتہ اتنی بات یاد رکھے کہ اگر کبھی ایسا موقع ہو تو کسی مرد کے برابر نہ کھڑی ہو پیچھے رہے ورنہ اس کی نماز بھی خراب ہوگی اور اس مرد کی نماز بھی برباد جاوے گی[۵] ۔

مسئلہ ۲۳ - اگر نماز پڑھنے میں وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کرکے[۶] پھر سے نماز پڑھے ۔

مسئلہ ۲۴ - مستحب یہ ہے کہ جب کھڑی ہو تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر ۔ سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب[۷] جمائی آوے تو منہ خوب بند کرلے اگر اور کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے روکے اور جب گلا سہلاوے تو جہانتک ہو سکے کھانسی کو روکے[۸] اور ضبط کرے ۔

---

[۱] ولا یجب فی حقہا الجہر بالقرأۃ فی الصلوٰۃ الجہریۃ بل قدمنا فی شروط الصلوٰۃ ان صوتہا عورۃ ۱۲ بحر صفحہ ۳۲۱ ج ۱

[۲] ولیس فی شیٔ من الصلوٰۃ قرأۃ سورۃ بعینہا یعنی ان الصلوٰۃ لا تتعقد صحتہا علی سورۃ مخصوصۃ بل یقرأ ما تیسر من القرآن ویکرہ ان یتخذ سورۃ للصلوٰۃ بعینہا لا یقرأ غیرہا ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۵۶

[۳] ویکرہ تطویل الثانیۃ علی الاولیٰ فی جمیع الصلوات نور الایضاح صفحہ ۷

[۴] ویکرہ للنساء حضور الجماعۃ یعنی الشواب منہن لما فیہ من خوف الفتنۃ قال فی الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۶۰ و یکرہ ایضاً جماعۃ النساء وحدہن کما فی ملتقی الابحر ۱۲ -

[۵] انت تعلم ان ہذا المسئلۃ خلاف المنقول فانہ ثبت بالروایات الحدیثیۃ والفقہیۃ انہ الفساد علی ما صلے الا ان الاحتیاط افضل منہذا فاعلم ان حکیم الامۃ قدس سرہ ہہنا جوز الاستینات علی ان ضرا لعلہ غیر ملومۃ للعوام خصوصاً للنساء لانہ تغیر لما فیہ عند الفقہاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ۱۲

[۶] وکظم فمہ عند التثاؤب لما ورد فی الحدیث قال فی الظہیریۃ فان لم یقدر غطاہ بیدہ او کمہ ۱۲ من البحر صفحہ ۳۰۲ ج ۱

[۷] ودفع السعال ما استطاع لانہ لیس من اعمال الصلوٰۃ ۱۲ بحر صفحہ ۳۰۲

قرآن پڑھنے کا بیان

مسئلہ ۱ - قرآن شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب[1] ہے ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ح اور ہ میں اور ذ ظ ز ض میں اور س ص ث میں ٹھیک نکال کے پڑھے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔

مسئلہ ۲ - اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ح کی ہ پڑھتی ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث س ص سب کو سین ہی پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کریگی تو گنہگار ہوگی اور اُس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری[2] ہے۔

مسئلہ ۳ - اگر ح وغیرہ سب حرف نکلتے تو ہیں لیکن ایسی بے پروائی سے پڑھتی ہے کہ ح کی جگہ ہ اور ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتی ہے کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتی تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی[3]

مسئلہ ۴ - جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ لی تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں[4]

مسئلہ ۵ - جس طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہیے جسطرح عم کے سیپارے میں لکھی ہیں اسطرح نہ پڑھے یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس سے بعد والی سورت پڑھے اُس کے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں قُلْ یَاۤ اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی تو اب اِذَا جَآءَ یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اور لِاِیْلٰفِ وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ[5] ہے لیکن اگر بھول سے اسطرح پڑھ جاوے تو مکروہ نہیں ہے

مسئلہ ۶ - جب کوئی سورت شروع کرے تو بے ضرورت اُسکو چھوڑ کر دوسری سورت شروع[6]

---

[1] اخبران مراعاة قواعد التجوید والاخذ بذالک الی العمل بہ فرض عین لازم لکل من قراء القرآن ثم اخبران من لم یقرأ القرآن بالتجوید عاص . . . . و اثم . . . . والاثم معاقب فعلم ان ترک التجوید حرام لان الحرام ہو الذی یعاقب علی فعلہ ویثاب علی ترکہ انتہیٰ وعللوا وجوب التجوید بان القرآن ہکذا ای بصفة التجوید نزل لقولہ تعالیٰ ورتلناہ ترتیلا ای انزلناہ بالترتیل وہو التجوید فاذا لم یرتل فکانہ لم یقرأ ما انزل او قراہ محرفا الخ ۱۲ درة الفرید صفحہ

[2] ثم اختلفوا فی حکم الالثغ فذکر فی واقعات الناطفی عن ابی شجاع انہ قال فی الالثغ قراءۃ کان اصوب اوما اشبہ ذالک تجوز صلوتہ وقال صاحب المحیط والمختار للفتویٰ فی جنس ہذہ المسائل انہ ان کان یجتہد اناء اللیل واطراف النہار فی التصحیح ولا یقدر علیہ فصلوتہ جائزۃ وان ترک جہدہ فصلوتہ فاسدۃ وان ترک جہدہ فی بعض عمرہ لا یسعہ ان یترک فی باقی عمرہ ولو ترک تفسد صلوتہ ۱۲ کبیری صفحہ ۴۸۲

[3] وان بدل حرفا مکان حرف الاصل فیسا ان کان بینہما قرب المخرج او کان من مخرج واحد لا تفسد کما اذا قرأ طا مکہر بالکاف مکان تقہر اما اذا قرأ مکان الذال ظاء او مکان الصاد الضاد طاء او ذلوا القلب تفسد صلوتہ وعلیہ اکثر الائمۃ وروی عن محمد بن سلمۃ لا تفسد لان العجم لا یمیزون وان الحاصل فیہ ان کان لا یغیر المعنی لا یفسد وان غیر المعنی فانہا تفسد ۱۲

[4] ویکرہ تکرار السورۃ فی الفرض اذا کان قادرا علی قراءۃ سورۃ اخری اما اذا لم یقدر علی قراءۃ غیرہا فلا یکرہ تکرارہا فی الرکعۃ الثانیۃ للضرورۃ وہذا اذا کان عن قصد ۱۲ منیہ وکذا قال صاحب نور الایضاح والمحشی وتکرار السورۃ فی رکعۃ واحدۃ من الفرض وقراءۃ سورۃ فوق التی قراہا وفصلہ بسورۃ بین سورتین قراہما فی رکعتین وقولہ قراءۃ سورۃ الخ حتی قرأ فی الاولی سورۃ الاخلاص وفی الثانیۃ سورۃ لہب قال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قرأ القرآن منکوسا فہو منکوس ما خرج لتعلیم الاطفال الا لتیسیر الحفظ بقصر السورۃ ۱۲

[5] ولو قرأ المصلی بکلمۃ او کلمتین من سورۃ ثم یترک ویبدأ من سورۃ اخریٰ یکرہ ۱۲ منیہ

کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ جس کو نماز نہ آتی ہو یا نئی نئی مسلمان ہوئی ہو وہ سب جگہ سبحان اللہ سبحان اللہ وغیرہ پڑھتی رہے تو فرض ادا ہو جائے گا لیکن نماز برابر سیکھتی رہے اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گی تو بہت گنہگار ہوگی۔

نماز توڑ دینے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱۔ قصداً یا بھولے سے نماز میں بول اُٹھے تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۲۔ نماز میں آہ یا اوہ یا اُف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر جنت دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ ۳۔ بے ضرورت کھکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔

مسئلہ ۴۔ نماز میں چھینک آئی اس پر الحمد للہ کہا تو نماز نہیں گئی لیکن نہ کہنا چاہئے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز ہی میں اس کو یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۵۔ قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ ۶۔ نماز میں اتنی مڑ گئی کہ سینہ قبلہ کی طرف سے مڑ گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ ۷۔ کسی کے سلام کا جواب دیا اور وعلیکم السلام کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۸۔ نماز کے اندر جوڑا باندھا تو نماز جاتی رہی۔

کان لعذر کنحو البلغم من القرأة لا یفسد ومنہ التنحنح لاصلاح الصوت وتحسینہ او لیہتدی امامہ من خطأہ او للاعلام بانہ فی الصلوٰۃ علی الصحیح ۱۲ م ـ ن ـ ۱۵ صفحہ ۱۱ وصفحہ ۵۰ ویفسد تشمیت عاطس بیرحمک وجواب مستفہم عن ند بلا الہ الا اللہ وخبر سوء بالاسترجاع وسار بالحمد للہ وعجب بلا الہ الا اللہ او سبحان اللہ وکل شیٔ قصد بہ الجواب کیا کعبی خذ الکتاب ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۲۰ وتفسد قرأۃ من مصحف عند الامام قلیلا او کثیرا کما فی الجامع وخالفاہ ای لا تفسد قرأۃ المصلی من المصحف عندہما ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۲۰ بتحویل الصدر عن القبلۃ یفسد صلوٰتہ الملقہ وہو مقید بما اذا لم یکن بعذر اولغیر صلوٰۃ الخوف اما اذا سبقہ حدث فخرج للوضوء وحول صدرہ عن القبلۃ او حول بعذر ولا صطفاف حراسۃ بازاء العدو فلا تفسد صلوٰتہ ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۵۹ ورد السلام بلسانہ عمدا او ناسیا مفسد کما فی الشمنی ۱۲ ورد السلام مفسد عمدا کان او سہوا لان رد السلام لیس من الاذکار بل ہو کلام وخطاب والکلام مفسد مطلقا ۱۲ بحر و نور الایضاح صفحہ ۵۹ ویکرہ عقص شعرہ وہو شدہ علی القفا او الرأس ثم الکراہۃ اذا فعل قبل الصلوٰۃ وصلی بہ علی تلک الہیئۃ مطلقا ... او فعلہ فی الصلوٰۃ ...

سلہ عن ابن ابی اوفیٰ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لا استطیع ان آخذ شیئا من القرآن فعلمنی شیئا یجزئنی من القرآن فقال قل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ نسائی شریف

سلہ یفسدہا ای صلوٰۃ التکلم ولو سہوا او جہلا او خطأ او مکرہا او ناسیا ... التکلم مفسد ... قائما او قاعدا ... یاہو نطق بہا سہوا ... کونہ لیس فی الصلوٰۃ ... ببانغان کما لو اراد ان یقول یا ایہا الناس فقال یا زید ... ولو کان فی حالۃ ... مفسد ولو کان ناسیا فی صلاتہ ۱۲ مجمع الانہر بزیادۃ صفحہ ۱۱

سلہ ویفسدہا البکاء بصوت یحصل بہ حروف لوجع او مصیبۃ لا لذکر جنۃ او نار وکذا الانین والتأوہ والتأفیف ... کقولہ آہ بالمد ... کقولہ اف ... مکذا الحرف ... ولو استطاعت ... ساقی حماز لا تفسد ... لا یجوز ...

مسئلہ ۹ - نماز میں کوئی چیز کھالی یا کچھ پی لیا تو نماز جاتی رہی یہاں تک کہ اگر تل یا دھرا اٹھا کر کھالیوے تو بھی نماز ٹوٹ جاویگی البتہ اگر دھرا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اس کو نگل گئی تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہو گئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ ۱۰ - منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اسکی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۱۱ - کوئی میٹھی چیز کھائی پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگی لیکن منہ میں اس کا مزہ کچھ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲ - نماز میں کچھ خوشخبری سنی اور اس پر الحمد للہ کہدیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اسپر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۱۳ - کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا اس کے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۱۴ - نماز میں بچہ نے آکر دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔

مسئلہ ۱۵ - اللہ اکبر کہتے وقت اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا یا آللہ اکبر کہا تو نماز جاتی رہی اسی طرح اگر اکبر کی بے کو بڑھا کر پڑھا اور اللہ اکبار کہا تو بھی نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۱۶ - کسی خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گئی تو نماز نہیں ٹوٹی البتہ اگر زبان سے پڑھ لیوے تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۱۷ - نمازی کے سامنے سے اگر کوئی چلا جاوے یا کتا، بلی، بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جاوے تو نماز نہیں ٹوٹی۔ لیکن سامنے سے جانے والے آدمی کو بڑا گناہ ہوگا۔ اس لئے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہیے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھرنے چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور اگر ایسی

معراج الروایۃ ۱۲ بحر ۱۲ ۔ دہران لایاتی بالمد فی ہمزۃ اللہ ولا فی باء اکبر فان اتی بہ ان کان فی الہمزۃ فہو مفسد لانہ استفہام وان تعمدہ یکفر ... فیہ کلام لان الہمزۃ یجوز ان تکون للتقریر ... وان اتی بہ فی باء اکبر فقد قیل تفسد لان اکبار جمع کبر ... وقیل اکبار اسم الشیطان ... لکن حذفہ اولی ... ولا یکرم ... التکبیر ... علیہ الصلوۃ والسلام قال ... جزم والاقامۃ جزم والتکبیر جزم ... مجمع الانہر صفحہ ۹۲ ... ولایفسد ان نظر الی مکتوب وفہمہ یعنی اذا کان قدام المصلی شیء مکتوب علی الجدار او کتاب ... انہ لا یفسد صلوتہ بالاجماع وقال صاحب المنیۃ ... مجمع الانہر ... وان مر مار فی موضع

الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑ لیوے جو کم سے کم ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگل موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کو کھڑی ہو اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے۔ اگر کوئی لکڑی نہ گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز سامنے رکھ لیوے جیسے مونڈھا تو اب سامنے جانا درست ہے کچھ گناہ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۔ کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گئی یا پیچھے ہٹ آئی لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جاوے گی تو نماز نہ ہوگی۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ اور منع ہیں اُن کا بیان

مسئلہ ۱۔ مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہوتا ہے

مسئلہ ۲۔ اپنے کپڑوں یا بدن یا زیور سے کھیلنا کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹا دینا درست ہے۔

مسئلہ ۳۔ نماز میں انگلیاں چٹخانا اور کولہے پر ہاتھ رکھنا اور داہنے بائیں منہ موڑ کے دیکھنا یہ سب مکروہ ہے البتہ اگر کن انکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو ویسا مکروہ تو نہیں ہے لیکن بلا ضرورت شدید ایسا کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۔ نماز میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چہار زانو بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اُس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکے اُس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔

کان المشی خارج الصلوٰۃ حرام [illegible] کثیراً۔ وقلب الحصی [illegible] المسجد [illegible] عنہ ایضاً والحجۃ فی المرۃ [illegible] الاصابع [illegible] الاصابع الاخری فی الصلوٰۃ [illegible] ووضع الید علی [illegible] [illegible] وصلوٰۃ بغیۃ السلام والتربع [illegible] قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی احدکم [illegible] تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

ف دکرہ ایضاً ان بعد خطوات بغیر عذر [illegible] الذخیرۃ المشی فی الصلوٰۃ اذا کان مستقبل القبلۃ لا تفسد اذا لم یکن متلاحقا ولم یخرج من المسجد وفی الفضاء ما لم یخرج من الصفوف وبعض المشائخ قالوا رجل رای فرجۃ فی الصف الثانی فمشی الیہا لا تفسد ولو مشی الی الصف الثالث تفسد [illegible] اذا لم یکن مستدبر القبلۃ واما اذا استدبر القبلۃ فسدت کما اذا [illegible] المسجد [illegible] ان لم یخرج من المسجد ۱۲ [illegible] ۱۴۴

ف۲ المکروہ عند [illegible] ما کان [illegible] النہی فیہ ظنیا [illegible] تحریمۃ الا [illegible] وان لم یکن الدلیل نہیا بل کان مفیدا للترک الغیر الجازم فہی تنزیہیۃ والمکروہ تنزیہا الی الحل اقرب والمکروہ تحریما الی الحرمۃ [illegible] [illegible] ۱۲ [illegible] ۷۹

[illegible] وکرہ [illegible] [illegible] الصلوٰۃ [illegible]

مسئلہ ۵ - سلام کے جواب میں ہاتھ اُٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا[لہ] مکروہ ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

مسئلہ ۶ - نماز میں اِدھر اُدھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا۔ سنبھالنا کہ مٹی نہ بھرنے پاوے مکروہ[لہ] ہے

مسئلہ ۷ - جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسا دیگا یا خیال بٹ جاویگا اور نماز میں بھول چوک ہو جاویگی تو ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ[لہ] ہے۔

مسئلہ - اگر کوئی آگے بیٹھی باتیں کر رہی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو تو اسکے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ[لہ] نہیں ہے لیکن اگر بیٹھنے والی کو اس سے تکلیف ہو اور وہ اس کے جانے سے گھبرا دے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کرتی ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہو تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہیے مکروہ ہے اور کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹ - اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کچھ حرج[لہ] نہیں۔

مسئلہ ۱۰ - جس فرش پر تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے لیکن تصویر پر سجدہ نکرے اور تصویر دار جانماز رکھنا مکروہ[لہ] ہے اور تصویر کا گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ ۱۱ - اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت یا چھتگیری میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا دائیں طرف یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ[لہ] ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھدو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہو بلکہ سر کٹا ہوا اور مٹا ہوا ہو تو ان کا کوئی حرج نہیں ایسی تصویر[لہ] سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو مسئلہ ۱۲ - تصویر دار کپڑا پہنکر نماز پڑھنا مکروہ[لہ] ہے۔ مسئلہ ۱۳ - درخت یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ مسئلہ ۱۴ - نماز کے اندر[لہ] آیتوں کا یا کسی

لہ حاشیہ ۵ دیکھئے صفحہ ۲۷ ۱۲

لہ والصلوٰۃ متوجہا الی ظہر قاعد یتحدث بذا اذ علی قال کرہ ذلک لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ان یصلی وعندہ قوم یتحدثون وتاویل ذلک عندنا اذا رفعوا اصواتہم علی وجہ یخاف وقوع الغلط فی الصلوٰۃ قالا فی الا صحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کان بعضہم یستتر بعضہم یقرؤن القرآن وبعضہم یتعلمون القرآن والفقہ ولم ینہ عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی البنایۃ وقیدہ بالظہر لان الصلوٰۃ بالوجہ مکروہ ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۲۶ لہ ا الصلوٰۃ متوجہا الی مصحف او سیف معلق ای لا یکرہ ان یصلی وامامہ مصحف او سیف سواء کانا معلقین او بین یدیہ لانہما لا یعبدان وکذا لا یکرہ علی بساط ذی تصاویر ان لم یسجد علیہا لانہ لا یعبد لیہ مکروہ کما فی المنتخب ... وقال صاحب المنیۃ ولا بأس بان یصلی علی بساط فیہ تصاویر اذا لم یسجد علی التصاویر ویکرہ ان یسجد علیہا ویکرہ ان یکون

فوقہ یصلی السقف او بین یدیہ او بحذائہ تصاویر او صورۃ موضوعۃ معلقۃ واما اذا کانت مقطوعۃ الرأس یعنی اذا لم یکن لہ رأس او کان ممحوا ... او کانت صغیرۃ لا تبدو للناظر فلا یکرہ صفحہ ۱۲ لہ ولو لبس ثوبا فیہ تصاویر ذی روح یکرہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۲۲ وقال صاحب ... یکرہ للمصلی لبس ثوب فیہ تصاویر وان یکون فوق راسہ او خلفہ او بین یدیہ او بحذائہ صورۃ الا ان تکون صغیرۃ او مقطوعۃ الرأس او لغیر ذی روح کالاشجار ... ونحو ذلک ۱۲ صفحہ لہ وعد الآی والتسبیح بید مکروہ عند الامام لان ذلک لیس من عمل الصلوٰۃ ... لا بأس بہ لان المصلی یضطر الی ذلک لمراعاۃ سنۃ القراءۃ والعمل بما جاءت بہ السنۃ فی صلوٰۃ التسبیح قلنا یمکنہ ان یعد ذلک قبل الشروع ... عن العد فیہ ... فی الصلوٰۃ ... ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۲۴ لہ حاشیہ ۵ صفحہ ہذا دیکھئے

اور چیزوں کا انگلیوں پر گننا مکروہ ہے البتہ انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۵۔ دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۔ کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۷۔ کندھے پر رومال ڈال کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۔ بہت برے اور میلے کچیلے کپڑے پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۹۔ پیسہ کوڑی وغیرہ کوئی چیز منہ میں لے کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف وغیرہ نہیں پڑھ سکتی تو نماز نہیں ہوئی ٹوٹ گئی۔

مسئلہ ۲۰۔ جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۱۔ جب بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لے تب نماز پڑھے بے کھانا کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ ۲۲۔ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ ۲۳۔ بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آگیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں

لہ وتطویل الرکعۃ الثانیۃ علی الرکعۃ الاولی فی جمیع الصلوات الفرض مائل مکروہ ونقل ابن فرشتہ فی شرح المجمع عن جامع المحبوبی ان اطالۃ الثانیۃ انما تکرہ فی الفرائض واما فی النفل فغیر مکروہۃ والاصح کراہۃ اطالۃ الثانیۃ علی الاولی فی النفل ایضا الحاقا لہ بالفرض واما اطالۃ الثالثۃ علی الثانیۃ والاولی فلا یکرہ لانہ شفع آخر ۱۲ کبیری صفحہ ۳۵۰ سے ۲ یکرہ للمصلی تعیین سورۃ لا یقرا غیرہا الا لتیسر علیہ او تبرکا لقراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۲۰۶ کس ۲ یکرہ للمصلی سدلہ وھوان یجعل ثوبہ علی رأسہ او کتفیہ ویرسل جوانبہ ومنہ ان یجعل القباء علی کتفیہ ولم یدخل یدیہ فی کمیہ حتی لو ادخل یدیہ فی کمیہ لا یکرہ۔ وکذا فی ثیاب البذلۃ والمہنۃ وہی ما یلبس فی البیت ولا یذہب بہ الی الاکابر لانہا لا تخلو عن النجاسۃ القذر وعن الاوساخ الکریہۃ ۱۲ شرح الانہر صفحہ ۱۳۰ ۔ ۳۲ ۔ ۱ ویکرہ وضع شیٔ فی فمہ یمنع القراءۃ المسنونۃ اما اذا منع اصل القراءۃ اولزم منہ تغییر لفسدت صلاتہ واذا منع الواجب کرہ تحریما ۱۲ ی ۔ ط ۔ صفحہ ۱۰۰ ۔ ۶ یکرہ للمصلی مدافعۃ الاخبثین

اوالریح مع نجاسۃ غیر مانعۃ الا اذا خاف فوت الوقت او الجماعۃ۔ الاندب قطعہا وفی الزیلعی ینبغی ان یقطعہا اذا کان فی الوقت سعۃ اما اذا ضاق بحیث تفوتہ الصلوٰۃ اذا اشتغل وتوضأ فانہ یصلی بہذہ لکن الاداء مع الکراہیۃ اولی من القضاء ۔ ۱۲ ش ۷ وکذا یکرہ بحضرۃ الطعام یمیل الیہ قولہ طعام مقیدبما اذا کان مباحا اما اذا کان للغیر ولم یأذن لہ لا یکرہ اذا وجد لہ یمیل الیہ طبعہ انہ اذا کان لا یمیل الیہ فلا کراہۃ ۔ ۱۲ صفحہ ۷ ۸ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا قام احدکم الی الصلوٰۃ فلا یغمض عینیہ ولانہ ینافی الخشوع وفیہ نوع عبث زیلعی وقال المحشی علامۃ نوراہ یصلح وتحسین الطاعۃ وھو مقید بغیر مصلحۃ واما اذا کان فیہ مصلحۃ کما اذا غمضہا الرؤیۃ ما یمنع خشوعہ فلا کراہۃ ۱۲ صفحہ ۹ ۹ ویرمی بزاقہ او نخامۃ فی اثناء الصلوٰۃ مکروہ وہذا ایضا انما یکرہ اذا لم یکن مدفوعا الیہ فلا ینبغی لا فائدۃ فیہ اما اذا اضطر الیہ بان خرج بسعال او تنحنح ضروری فلا یکرہ الا ان الاولی حینئذ ان یاخذہ بثوبہ او یلقیہا تحت رجلہ الیسری اذا لم یکن فی المسجد کذا روی فی البخاری ۱۲ کبیری صفحہ ۳۵۶

ے کر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ ۲۴ - نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اُس کو پکڑ کے چھوڑ دے نماز پڑھنے میں مارنا اچھا نہیں اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے[1]۔

مسئلہ ۲۵ - فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے[2]۔

مسئلہ ۲۶ - ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلی گئی اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی[3]۔

مسئلہ ۲۷ - اگر سجدہ کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کتنی اونچی ہے اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہیں ہے[4] اور اگر بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے اُن کا بیان

مسئلہ ۱ - نماز پڑھتے میں ریل چل دے اور اُس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔

مسئلہ ۲ - سامنے سانپ آگیا تو اُس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے[6]۔

مسئلہ ۳ - رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آگئی تو اس کے خوف[5] سے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ ۴ - نماز میں کسی نے جوتی اٹھالی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گی تو لیکر بھاگ جاویگا۔ تو اس کے لئے نیت توڑ دینا درست ہے۔

وقال في الدر المختار كما لو ندت دابة وفار قدرها او خاف ضياع درهم من ماله ولو كان في النفل فجيء بجنازة وخاف فوتها قطعها لتمكن ادائه ويجب القطع لنحو انجاء غريق او حريق وكذا لا يجب قطع الصلوة بنداء احد الابوين بل يجوز قطعها باستغاثة الملهوف والمساوي ومنها لو لغيره ذئب على غنم او خوف تردي اعمى في بئر ونحوه ... قطع الصلوة بنداء احد الابوين ... فان قطع الصلوة لا يجوز

بقیہ صفحہ ۳۱ پر

۱ قال في الظهيرية فان اخذ قملة في الصلوة كره ان يقتلها لكن يدفنها تحت الحصى وهو قول ابي حنيفة رحمه الله وروي عنه اذا اخذ قملة او برغوثا فعقد او دفنه فقد اساء وعن محمد رحمه الله ان قتلها احب الي من دفنها واي ذلك فعل لا بأس به وقال ابو يوسف رحمه الله يكره كلاهما في الصلوة ۱۲ بحر صفحہ ۳۲/۲ ۲ وهو دركي المصلي ان يعتمد على حائط او اسطوانة من غير عذر فهو مكروه ۱۲ قاضیخان ۳ وكذا اكره اتمام القراءة في الركوع على الاذكار بعد تمام الانتقال ۱۲ عالمگیری۔ صفحہ ۶۱/۱ ۴ وذكر في الخلاصة قال مشايخنا ان سجد على لبنة جاز وعلى لبنتين لا يجوز ان كانت احدهما فوق الاخرى وان كانتا اجرتين يجوز لان الارتفاع قليل انتهى ۱۲ ۵ المسافر او اذا ندت دابته او خاف الراعي على غنمه الذئب يقطع الصلوة عالمگیری بتغير صفحہ ۱۴۰ ۶ رجل قام الى الصلوة فسرق منه شيء قيمته درهم له ان يقطع الصلوة ويطلب السارق سواء كانت فريضة او تطوعا لان الدرهم مال عالمگیری صفحہ ۱۰۸

مسئلہ ۵ - کوئی نماز میں ہے اور ہانڈی اُبلنے لگی جس کی لاگت تین چار آنے ہیں تو نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے غرضکہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہو جانیکا ڈر ہو۔ جس کی قیمت تین چار آنے ہو اُس کی حفاظت کے لئے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ - اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔

مسئلہ - کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنیکا ڈر ہے تو اُس کے بچانے کے لئے نماز کا توڑ دینا فرض ہے اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گنہگار ہوگی

مسئلہ - کسی بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اُس کے لئے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔

مسئلہ ۹ - ماں باپ - دادا - دادی - نانا - نانی - کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے جیسے کسی کا باپ ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے میں یا جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اُسے اٹھا لیوے لیکن اگر اور کوئی اٹھانیوالا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔

مسئلہ ۱۰ - اور اگر ابھی گرا نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اُس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔

مسئلہ ۱۱ - اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں پکارا یوں ہی پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۲ - اور اگر نفل یا سنت پڑھتی ہو اسوقت باپ ماں دادا دادی نانا نانی پکاریں لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلانی نماز پڑھتی ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر ان کی بات کا

الا لضرورۃ وقال الطحطاوی رحمہ اللہ ہذا فی الفرض وان کان فی نافلۃ ان علم احد ابویہ انہ فی الصلوٰۃ وناداہ لا یجیبہ وان لم یعلم یجیبہ ایضاً ا راۃ تصلی فمار قدرہا جاز لہا قطع الصلوٰۃ ... عالمگیری صفحہ

جواب دینا واجب ہے چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بےضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے اگر نماز توڑ کے نہ بولے گی تو گناہ ہوگا۔ اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتی ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونیکا ڈر ہو تو نماز توڑدے

وتر نماز کا بیان

مسئلہ۔ وتر کی نماز واجب[1] ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے اگر کبھی چھوٹ جاوے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ ۲۔ وتر کی تین رکعتیں[2] ہیں۔ دو رکعتیں پڑھکے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے بلکہ التحیات پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑی ہو اور الحمد اور سورت پڑھکر اللہ اکبر کہے اور کندھے تک ہاتھ اٹھاوے اور پھر ہاتھ باندھ لے پھر دعا قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کے التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے۔

مسئلہ ۳۔ دعا قنوت یہ[3] ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ

مسئلہ ۴۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا چاہیئے[4] جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا۔

مسئلہ ۵۔ اگر تیسری رکعت میں دعا قنوت پڑھنا بھول گئی[5] اور جب رکوع میں چلی گئی تب یاد آیا تو اب دعا قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے ختم پر سجدۂ سہو کرے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور دعا قنوت پڑھ لے تب بھی خیر نماز ہو گئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا اور سجدۂ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۶۔ اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعا قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنی[6] چاہیئے اور سجدۂ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتروا واقبل ابن تقصیر ۱۲ اوکما قال۔ الوتر فرض عملا واجب عند الامام اعتقادا وسنۃ فیہما وقالا سنۃ عملا واعتقادا ودلیلا لکنہ آکد من سائر السنن ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۲۸

[2] وہن ثلاث رکعات بتسلیمۃ ویقرأ وجوبا فی کل رکعۃ منہ الفاتحۃ وسورۃ ویجلس وجوبا علی راس الاولیین منہ ویقتصر علی التشہد ولا یستفتح اذا قام للثالثۃ ... اذا استقلت ... قیامہ الثالثۃ ... فرغ من قراءۃ السورۃ فیہا رفع یدیہ حذاء اذنیہ ثم کبر وقنت ... الدعاء فی جمیعا لسنۃ و یقنت فی غیر الوتر والقنوت ہنا الدعاء ... ان یقول اللہم انا نستعینک الی آخرہ ۱۲ نور الایضاح صفحہ ...

[4] حاشیہ گذشتہ دیکھو

[5] واذا نسی القنوت فی الوتر وتذکرہ فی الرکوع او الرفع منہ لا یقنت ولو قنت بعد رفع راسہ من الرکوع لا یعید الرکوع ویسجد للسہو لزوال القنوت عن محلہ الاصلی

[6] واذا کان الشک بعید لاحتمال ان واجب لم یقع فی موضعہ فکیف لا یعید اس کا بعد ما تیقن ذالک ۱۲ کبیری صفحہ ...

مسئلہ۔ جس کو دعاء قنوت یاد نہ ہو یہ دعا پڑھ لیا کرے[۱] رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا تین دفعہ یہ کہہ لیوے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ یا تین دفعہ یَا رَبِّ۔ یَا رَبِّ یَا رَبِّ کہہ لیوے تو نماز ہو جاوے گی۔

سُنّت اور نفل نمازوں کا بیان

مسئلہ۱۔ فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اسکو نہ چھوڑے اگر کسی دن دیر ہو گئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہو گیا تو مجبوری کے وقت فقط دو رکعت فرض پڑھ لیوے لیکن جب سورج نکل آوے اور اونچا ہو جاوے تو سنت کی دو رکعت قضا پڑھ لیوے۔

مسئلہ۲۔ ظہر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت ظہر کیوقت کی یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں ان کے پڑھنے کی بہت تاکید ہے بے وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ۳۔ عصر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں ہے اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ۴۔ مغرب کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں بھی ضروری ہیں نہ پڑھنے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ۵۔ عشا کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت

ای بعد صلوٰۃ العشاء وہو افضل وقیل اربعاً عندہ ورکعتین عندہما کما فی النہایۃ وفی المضمرات الاحسن ان یصلی ستا وارلعا ثم رکعتین والاصل فی ہذا قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ثابر ای داوم علی ثنتی عشرۃ رکعۃ فی الیوم واللیلۃ بنی اللّٰہ لہ بیتا فی الجنۃ رکعتین قبل الفجر واربعا قبل الظہر ورکعتین بعدہا ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء وہذہ مؤکدات لا ینبغی ترکہا ولم یذکر فی ہذا الحدیث الاربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدہا ولہذا اطلق علیہا اسم المندوب لاختلاف الآثار فیہا - ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱ / ۱۲۰ ۵ نمبر حاشیہ گذشتہ دیکھئے - ۱۲

ا۔ ومن لم یحسن دعاء القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار او یقول اللہم اغفر لی ثلاثا او یقول یارب یارب ثلاثا - ۱۲

۱ ومن لم یقدر علی نہا - ای بالقنوت لما لسنہ یسکت او یقول اللہم اغفر لی ثلاثا وہو اختیار الامام ابی اللیث او یقول یارب یارب او یقول اللہم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار کما فی سراج الوہاج ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۲۹ / ۱۲۰ ۲ اعلم ان ترک السنۃ لا یوجب فسادا ولا سجدۃ سہو بل اساءۃ لو عامدا غیر مستخف وقالوا الاساءۃ ادون من الکراہۃ التحریمیۃ ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۲۷ ۳ عبر بالنوافل ... السنن ۱۵ النفل اعم ... کل سنۃ نافلۃ ولا عکس والنفل فی الشرع فعل ما لیس بفرض ولا واجب ولا مسنون من العبادۃ والسنۃ فی الشریعۃ الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر افتراض ولا وجوب ۱۲ ن صفحہ ... ۴ والسنۃ المؤکدۃ قبل فرض الفجر وبعد الظہر والمغرب والعشاء رکعتان وقبل الظہر والجمعۃ وبعدہا اربع بتسلیمۃ واحدۃ وعند ابی یوسف رحمہ اللّٰہ بعد الجمعۃ ست و ندب ای حبب الاربع قبل العصر او رکعتان لاختلاف الآثار والاخبار لکن ... الاربع اظہر والست بعد المغرب تسمی صلوٰۃ الاوابین والاربع قبل العشاء وبعدہا

فرض، پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر اگر جی چاہے دو رکعت نفل بھی پڑھ لے اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر وتر پڑھے عشاء کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں نہ پڑھے گی تو گنہگار ہو گی۔

مسئلہ ۶۔ رمضان کے مہینہ میں تراویح[۱] کی نماز بھی سنت ہے اسکی بہت تاکید آئی ہے چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھے چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے چاہے چار چار رکعت کی مگر دو دو رکعت پڑھنا اولیٰ ہے۔ جب بیسوں رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے۔

فائدہ۔ جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے یہ سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ ہیں دو فجر کی چار ظہر کے پہلے دو ظہر کے بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد اور رمضان میں تراویح اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی مؤکدہ میں گنا ہے۔

مسئلہ ۷۔ اتنی نمازیں تو شرع کی طرف سے مقرر ہیں اگر اس سے زیادہ پڑھنے کو کسی کا جی چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت جی چاہے پڑھے فقط اتنا خیال[۲] رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اُس وقت نہ پڑھے فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گی اسکو نفل کہتے ہیں جتنی زیادہ نفلیں پڑھیگی اتنا ہی زیادہ ثواب ملیگا اس کی کوئی حد نہیں ہے بعضے خدا کے بندے[۳] ایسے ہوئے ہیں کہ ساری رات نفلیں پڑھا کرتے تھے اور بالکل نہیں سوتے تھے

مسئلہ ۸۔ بعضی نفلوں کا ثواب نہایت زیادہ ہوتا ہے اس لئے اور نفلوں سے انکا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں تحیۃ الوضو[۴]۔ اشراق۔ چاشت[۵] اوابین۔ تہجد۔ صلوٰۃ التسبیح[۶]۔

[۱] لقوله عليه الصلوة والسلام وسننت لكم قيامه ورواه البيهقى فى سننه باسناد صحيح عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضى الله عنه فى شهر رمضان بعشرين ركعة والاصح ان التراويح سنة موكدة للرجال والنساء جميعا باجماع الصحابة رضى الله عنهم ومن بعدهم من الائمة رحمهم الله منكرها مبتدع مردود الشهادة كما فى المضمرات وقال صاحب المجمع الانهر التراويح سنة موكدة فى كل ليلة من رمضان بعد العشاء قبل الوتر وبعده بجماعة عشرون ركعة بعشر تسليمات وجلسة بعد كل اربع بقدر ربعها ۱۲ صفحہ ۱۴

[۲] ثلاثة اوقات لا يصح فيها شئ من الفرائض والواجبات التى لزمت فى الذمة قبل دخولها عند طلوع الشمس الى ان ترتفع وعند استوائها الى ان تزول وعند اصفرارها الى ان تغرب والاوقات الثلاثة المذكورة كره فيها النافلة كراهة تحريم۔ ۱۲ نور الایضاح۔ صفحہ ۳۰

[۳] حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا رات بھر نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تعجب ہے کہ لوگ راتوں کو سوتے ہیں حالانکہ ان کو قبر میں سونا ہی سونا ہے ۱۲

[۴] الطيب لشنكرام [۵] ليس ركعتان تحية المسجد ولو بعد القعود على المذهب ويكفيه لكل يوم مرة وينوب عنها الفرض وغيره وندب ركعتان بعد الوضوء واربع فصاعدا الى الضحى وصلوٰة التسبيح والاستخارة والحاجة ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۳۱ [۶] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان رکعتوں کی طرف دھیان رکھے تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی ۱۲ مشکوٰۃ

مسئلہ ۹۔ تحیۃ الوضوء اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیا کرے حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے[1] لیکن جس وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۔ اشراق کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے[5] تو جانماز پر سے نہ اُٹھے اُسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا اور کوئی وظیفہ پڑھتی رہے اور اللہ کی یاد میں لگی رہے دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے نہ دنیا کا کوئی کام کرے جب سورج نکل آوے اور اونچا ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گئی پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۱۔ پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جاوے اور دھوپ تیز ہو جاوے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یعنی چار رکعت[۲] یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھ لے اسکو چاشت کہتے ہیں اس کا بھی بہت[۳] ثواب ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے[۴] کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے اس کو اوابین[۵] کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳۔ آدھی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے اسی کو تہجد کہتے ہیں یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول[۶] ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا[۷] ہے تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے۔ مگر ویسا ثواب نہ ہوگا۔ اس کے سوا بھی رات دن میں جتنی چاہے نفلیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۔ صلوٰۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بڑا ثواب[۸] آیا ہے اس کے پڑھنے سے انتہا

---

[1] رواہ الترمذی واخرجہ فی المشکوٰۃ وفی جامع الاصول عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول یا ابن آدم اکفنی اول نہار باربع رکعات اکفک بہن آخر یومک ۱۔ مہ صفحہ ۱۱۲

[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان صلیت الضحیٰ رکعتین لم تکتب من الغافلین وان صلیت اربعا کتبت من العابدین وان صلیت ستا لم یلحقک ذنب وان صلیت ثمانیا کتبت من القانتین وان صلیت ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی لک بیت فی الجنۃ ۱۲ جامع الاصول صفحہ ۱۲۴

[۳] فرمایا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ چاشت کی دو رکعت پڑھنے کے سبب جسم کے تین سو ساٹھ جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۶

[۴] اعلم انہ قال فی نور الایضاح واتبداؤھا من ارتفاع الشمس الی قبیل زوالہا ووقتہا المختار اذا مضی ربع النہار ۱۲ صفحہ ۹۶

[۵] حدیث میں ہے کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی تو یہ رکعتیں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کی برابر ہوں گی اور ایک حدیث میں ہے کہ جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اس کے لئے خدا جنت میں ایک گھر بناویگا ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۴

[۶] عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا من صلی بعد المغرب ست رکعات کتب من الاوابین وتلا قولہ تعالیٰ انہ کان للاوابین غفورا ۱۲

[۷] وندب صلوٰۃ اللیل واقل ما ینبغی ان یتنفل باللیل ثمان رکعات وفضلہا لا یحصی والذی فی الحاوی القدسی انہ اقلہ رکعتان واکثرہ ثمان ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۹۶

[۸] فی فتح القدیر وفی الجامع صفحہ ۱۲۷ قام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی تورمت قدماہ فقیل لہ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال افلا اکون عبدا شکورا ۱۲

ثواب ملتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جائیں گے اور فرمایا تھا اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو اگر ہر ہفتہ میں نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں پڑھ لیا کرو ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک دفعہ پڑھ لو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے پھر سبحانک اللھم اور الحمد اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر رکوع میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے پھر رکوع سے اٹھے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اسمیں بھی دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لئے کھڑی ہو اسیطرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھ لے تب التحیات پڑھے اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۵ - ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں ہے

فصل

مسئلہ ۱ - دن کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ[ا] ہے اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲ - اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی چاہے تو جب[ب] دو رکعت پڑھ کے

ا؎ وکرہ الزیادۃ علی اربع بتسلیمۃ فی النہار وعلی ثمان لیلا والافضل فیہما رباع عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وعندہما الافضل فی اللیل مثنی مثنی وبہ یفتی ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۶ ۔ ب؎ ولیقتصر ای المتنفل فی الجلوس الاول من الرباعیۃ المؤکدۃ علی التشہد ولا یاتی فی الثالثۃ بدعاء الاستفتاح بخلاف المندوبۃ فیستفتح ویتعوذ ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۔ وقال صاحب الجوہرۃ النیرۃ وتکرہ الزیادۃ فی صلوٰۃ النہار علی اربع بتسلیمۃ وموجب الفساد فی الشارع رکعتان وانما یلزمہ الشفع الثانی بالقیام الیہ فی الثالثۃ لان کل شفع من التطوع کصلوٰۃ علی حدۃ الا تری انہ یقرأ فی کل رکعۃ منہ الفاتحۃ وسورۃ واذا قام فی الثالثۃ استفتح کما یستفتح عقیب التحریمۃ فعلی ہذا اذا افتتح التطوع بنیۃ الاربع او الست او الثمان ثم افسدہ لم یلزمہ الا قضاء رکعتین فی ظاہر الروایۃ وعن ابی یوسف رحمہ اللہ وروایۃ فی روایۃ یلزمہ اربع وفی روایۃ یلزمہ ما نوی ۱۲ صفحہ ۳۔

ج؎ وقال الترمذی عن ابی رافع سبحان اللہ واکبر والحمد للہ ولا الہ الا اللہ وسبحان اللہ وقال ولو کانت ذنوبک مثل رمل عالج غفر اللہ لک ۱۲ جامع صفحہ ۱۲۰

بیٹھے اُس وقت اختیار ہے التحیات کے بعد دُرود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام پھیرے اُٹھ کھڑی ہو پھر تیسری رکعت پر سبحانک اللّٰھم پڑھ کے اعوذ و بسم اللہ کہہ کے الحمد شروع کرے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کر اٹھ کھڑی ہو اور تیسری رکعت پر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی ہے اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو اسی طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں چاہے التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑی ہو جاوے اور پھر سبحانک اللّٰھم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کر کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور اسی طرح چھٹی رکعت پر بیٹھ کر بھی چاہے التحیات و درود دعا سب کچھ پڑھ کے کھڑی ہو پھر سبحانک اللّٰھم پڑھے اور چاہے فقط التحیات پڑھ کے کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اور اسی طرح ہر دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۳۔ سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب[1] ہے اگر قصداً سورت نہ ملاویگی تو گنہگار ہوگی اور اگر بھول گئی تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا اور سجدۂ سہو کا بیان آگے آویگا۔

مسئلہ ۴۔ نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب[2] ہو گیا اگر توڑ دیگی تو گنہگار ہوگی اور جو نماز توڑ دی ہے اُس کی قضا پڑھنا پڑیگی۔ لیکن نفل کی ہر دو رکعت الگ ہیں اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوا چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں پس اگر کسی نے چار رکعت کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ ۵۔ اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔

---

[1] والقراءة فی الفرائض واجبة فی الرکعتین الاولیین والقراءة واجبة فی جمیع رکعات النفل وفی جمیع الوتر ۱۲ جوہرہ نیرہ صفحہ ۷۳ ج ۱

[2] ومن دخل فی صلوٰة نفل ثم افسدها قضاها فان صلی اربع رکعات وقعد فی الاولیین ثم افسد الاخریین قضی رکعتین وقال ابو یوسف رحمہ اللہ یقضی اربع جوہرة صفحہ ۷۳ وقال صاحب المجمع ولو نوی اربعا وافسد بعد القعود الاول او قبلہ یقضی رکعتین عند الطرفین وقال ابو یوسف رحمہ اللہ یقضی اربعا لو افسد قبلہ ۱۲ صفحہ ۱۳۳

مسئلہ ۶ - اور اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکی تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھکر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھی بے التحیات پڑھے بھولے سے کھڑی ہو گئی یا قصداً کھڑی ہو گئی تو پوری چار رکعتوں کی قضا پڑھے۔

مسئلہ ۷ - ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جاوے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کے التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ ۸ - نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لئے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے اسمیں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آگئیں البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑی نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا اور فرض نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ ۹ - اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑی ہو گئی یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ ۱۰ - نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گئی تو یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ ۱۱ - نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گئی تو کسی لاٹھی کی ٹیک لگا لینا اور اُس کے سہارے سے کھڑا ہونا بھی درست ہے مکروہ نہیں۔

استخارہ کی نماز کا بیان

مسئلہ ۱ - جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لیوے اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہو گی۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ نمبر ۳۴۲ - ۵۱ ویصلی النافلۃ قاعدا مع القدرۃ علی القیام لقولہ علیہ السلام صلوٰۃ القاعد علی النصف من صلوٰۃ القائم ای فی حق الاجر قیل الاجماع منعقد علی ان صلوٰۃ الفرض قاعدا مع القدرۃ علی القیام لایجوز وکذا الاجماع منعقد علی ان صلوٰۃ المریض العاجز عن القیام قاعدا مساویۃ لصلوٰۃ القائم فی الفضیلۃ والاجر فلم یبق حینئذ الا صلوٰۃ التطوع قاعدا بدون العذر فھو علی نصف الاجر من صلوٰۃ القائم وانما جازت النافلۃ قاعدا مع القدرۃ علی القیام فان افتتحہا قائما ثم قعد من غیر عذر جاز عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ہذا استحسان وعندہما لایجوز الا من عذر وہو القیاس ولو افتتح التطوع قاعدا ثم بدالہ ان یقوم وصلی ما بقی جاز عندہم جمیعا ۱۲ جوہرہ نیرہ صفحہ ۵ ج ۱ ۔ ۵۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم میں آپ کا اہتمام ہوتا تھا بخاری ترمذی ابو داؤد وغیرہ ۵۳ اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتی ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا حیض ونفاس کی وجہ سے تو صرف دعا پڑھکر کام شروع کر دے۔ طحطاوی وغیرہ۔

مسئلہ ۲ - استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت[۱] نفل پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ اور جب ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جس لفظ پر لکیر بنی ہے تو اُس کے پڑھتے وقت اُسی کام کا دھیان[ع] کرے جس کے لئے استخارہ کرنا چاہتی ہے اُس کے بعد پاک و صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو[ع] سو جاوے جب سو کر اُٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آوے وہی بہتر ہے۔ اس کو کرنا چاہئیے۔

مسئلہ ۳ - اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جاوے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے اسی طرح سات دن تک کرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴ - اگر حج کے لئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ[عہ] کرے کہ فلانے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔

نماز توبہ[۲] کا بیان

مسئلہ ۱ - اگر کوئی بات خلاف شرع ہو جاوے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کئے پر پچھتاوے اور اللہ تعالیٰ سے معاف کراوے اور آئندہ کے لئے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کرونگی اس سے بفضل خداوند گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

---

۱ نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْاِسْتِخَارَۃِ مستحب ہے کہ دعا کے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف الحمد و درود شریف بھی پڑھ لیا جائے ۲ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے اور وہ اس کے بعد فوراً طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا پھر آپ نے بطور سند اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ۔ الآیۃ ۱۲ - عہ مثلاً سفر کے لئے استخارہ کرنا ہو تو ھٰذَا السَّفَرَ کہے اور نکاح کے لئے کرنا ہو تو ھٰذَا النِّکَاحَ کہے کسی چیز کے خرید و فروخت کے لئے کرنا ہو تو ھٰذَا الْبَیْعَ کہے۔ عہ اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھے کہ یہ کام اچھا ہے کرنا چاہئیے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام برا ہے نہ کرنا چاہئیے۔

قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان

مسئلہ ۱ - جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آوے فوراً[1] اس کی قضا پڑھے۔ بلا کسی عذر کے پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے سو جس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ٹال دی کہ فلانے دن پڑھ لوں گی اور اس دن سے پہلے ہی اچانک موت سے مر گئی تو دہرا گناہ ہوا ایک تو نماز کے قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔

مسئلہ ۲ - اگر کسی کی نمازیں قضا ہو گئیں تو جہاں تک ہو سکے جلدی[2] سے سب کی قضا پڑھ لیوے ہو سکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے یہ ضروری نہیں کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضا عصر کے وقت اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو ان کی قضا بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔

مسئلہ ۳ - قضا پڑھنے کا کوئی وقت[3] مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ ۴ - جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی[4] اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنی باقی ہے تو پہلے اس کی قضا پڑھ لیوے تب کوئی ادا نماز پڑھے اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں[5] ہوئی قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی[6] بالکل بھول گئی تو ادا درست ہو گئی اب یاد آوے تو فقط قضا پڑھ لے ادا کو نہ دہراوے۔

مسئلہ ۵ - اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گی تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہیگا

---

[1] ومن فاتتہ صلوٰۃ وجب علیہ قضاؤہا اذا ذکرہا ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من نام عن صلوٰۃ او نسیہا فلم یذکرہا الا وہو مع الامام فلیصل التی ہو فیہا ثم لیصل التی ذکرہا ثم لیعد التی صلی مع الامام ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۳۴۶/۱

[2] وفی القہستانی قضاء الصلوٰۃ یجب علی التراخی عند محمد رحمہ اللہ وعلی الفور عند ابی یوسف رحمہ اللہ وعن الامام روایتان وفی المجتبیٰ یجوز تاخیر الفوائت یعنی قضاءہا وان وجب فوراً لعذر السعی علی العیال والحوائج علی الاصح صفحہ ۳۳۹

[3] ثم لیس للقضاء وقت معین بل جمیع اوقات العمر وقت الا ثلاثۃ وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فانہ لا تجوز الصلوٰۃ فی ہذہ الاوقات ۱۲ بحر صفحہ ۱۴۰/۲

[4] کما فی الہدایہ الا ان یزید الفوائت علی ستۃ صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بین الفوائت بنفسہا کما یسقط بینہا وبین الوقتیۃ وحد الکثرۃ ان تصیر الفوائت ستا بخروج وقت الصلوٰۃ السادسۃ وہو المراد ۱۲ صفحہ ۱۴۳

[5] وعن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انہ علیہ السلام صلی العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلی المغرب بعدہا فدل علی ان الترتیب مستحق ۱۲ عینی صفحہ ۵ وفیہ ایضاً علی العصر مثلا ذاکرا انہ لم یصل الظہر فسد عصرہ موقوفا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

[6] لان الترتیب یسقط بالنسیان للفاتۃ لانہ عذر ۱۲ فتح القدیر بزیادۃ صفحہ ۳۴۶/۱

تو پہلے ادا پڑھ لے[1] تب قضا پڑھے۔

مسئلہ ۶- اگر دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمے کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوئی ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا قضا تو ہو گئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لیوے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی اسی طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء پھر اسی ترتیب[2] سے قضا پڑھے اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ ۷- اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب بے ان کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنی جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اسی کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنی واجب نہیں[3]۔

مسئلہ ۸- دو چار مہینے یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہو گئی تھیں اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتی رہی کبھی قضا نہیں ہونے پائی مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنی درست ہے اور ترتیب[4] واجب نہیں۔

مسئلہ ۹- کسی کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھی لیکن اس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی اب کسی نماز کی قضا پڑھنی باقی نہیں رہی تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جاویں تو ترتیب سے

[1] یسقط الترتیب المستحق بضیق وقت المکتوبۃ لانہ وقت للوقتیۃ بالکتاب ووقت للفائتۃ بخبر الواحد وھو قولہ علیہ السلام من نام عن صلوٰۃ او نسیہا فلیصلہا اذا ذکرہا والکتاب مقدم علی الخبر الواحد ۱۲ بحر صفحہ ۹۲ ج ۲

[2] عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شغل عن اربع صلوات یوم الخندق فقضاھن مرتبا ثم قال صلوا کما رأیتمونی اصلی امر بالتشبیہ مطلقا والکامل منہ ما یقع علی کل وجہ فدل علی ان الاداء بوصف الترتیب شرط ۱۲ زیلعی صفحہ ۳۴۹ ج ۱

[3] ولیجزی جامع ۱۲

[4] ولا فرق بین الفوائت القدیمۃ والحدیثۃ حتی لو ترک صلوٰۃ شہر فسقا ثم اقبل علی الصلوٰۃ ثم ترک فائتۃ حادثۃ فان الوقتیۃ جائزۃ مع تذکر الفائتۃ الحادثۃ لانضمامہا الی الفوائت القدیمۃ وھی کثیرۃ فلم یجب الترتیب ۱۲ بحر صفحہ ۹۶ ج ۲

پڑھنی پڑے گی اور بے اُن پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنی درست[1] نہیں البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جاویں تو پھر ترتیب معاف ہو جاوے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنی درست ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۔ کسی کی بہت سی نمازیں قضا ہو گئی تھیں اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے سب کی قضا پڑھ لی اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں[2] ہے بلکہ اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے اور بغیر ان باقی نمازوں کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا بھی پڑھ لینا درست ہے۔

مسئلہ ۱۱۔ اگر وتر کی نماز قضا ہو گئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اُس کے ذمہ قضا نہیں تو بغیر وتر کی قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنی درست[3] نہیں ہے اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھی بلکہ فجر کی نماز پڑھ لی تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز قضا پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ ۱۲۔ فقط عشاء کی نماز پڑھ کے سو رہی پھر تہجد کے وقت اُٹھی اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی پھر صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب[4] فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۔ قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا[5] نہیں ہے۔ البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جاوے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۔ اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لئے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے[6]۔ لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۔ کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنی واجب ہے توبہ سے نمازیں معاف[7] نہیں ہوتیں البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ

---

[1] لان الترتیب بین الفائتة والوقتیة مستحق کما رتب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ بحر بزیادۃ صفحہ ۹۷ ج ۲

[2] ای لم یعد وجوب الترتیب لعود الفوائت الی القلة بسبب القضاء بعد سقوطہ بکثرتہا کما اذا ترک رجل صلوٰۃ شہر ثم قضاہا الا صلوٰۃ ثم صلی الوقتیة ذاکرا لہا فانہا صحیحة ۱۲ بحر صفحہ ۹۶ ج ۲

[3] ولو صلی الفجر وہو ذاکر انہ لم یوتر فہی فاسدۃ عند ابی حنیفة رحمہ اللہ ہدایہ صفحہ ۱۳۶ ج ۱

[4] وعلی ہذا اذا صلی العشاء ثم توضأ وصلی السنة والوتر ثم تبین انہ صلی العشاء بغیر طہارۃ فعندہ یعید العشاء والسنة دون الوتر لان الوتر فرض علی حدۃ عندہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۲۶ ج ۱

[5] لم تقض سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفرض تقضی تبعا للفرض سواء قضاہا مع الجماعة او منفردا لان الاصل فی السنة ان لا تقضی لاختصاص القضاء بالواجب ۱۲ بحر صفحہ ۷۹ ج ۲

[6] وقال صاحب الہدایہ واذا فاتت رکعتا الفجر لا یقضیہا قبل طلوع الشمس ولا بعد ارتفاعہا عند الشیخین رحمہما اللہ وقال محمد رحمہ اللہ احب الی ان یقضیہما الی وقت الزوال واما سائر السنن سوٰہا ای سوی سنة الفجر لا تقضی بعد الوقت ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۳۲ ج ۱ ای ان فاتہ الفرض لا یقضی قبل طلوع الشمس وکذا بعد الطلوع عند الشیخین رحمہما اللہ وعند محمد رحمہ اللہ یقضیہما الی الزوال و بعدہ قولہ یقضیہما الحدیث من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلہما بعد ما تطلع الشمس اخرجہ الترمذی شرح وقایہ مع حاشیہ صفحہ ۲۱۲ ج ۱ سنة الفجر فاتت بدون الفرض

[7] والتاخیر بلا عذر کبیرۃ لا تزول بالقضاء بل بالتوبة او الحج فالقضاء مزیل لاثم ...

سے معاف ہوگیا اب ان کی قضا نہ پڑھے گی تو پھر گنہگار ہوگی۔

مسئلہ ۱۶۔ اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور اُن کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے نہیں تو گناہ ہوگا۔ اور نماز کے فدیہ[۱] کا بیان روزے کے فدیہ کے ساتھ آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سجدۂ سہو کا بیان

مسئلہ ۱۔ نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں اس میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدۂ سہو کرنا واجب[۲] ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ ۲۔ اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جاوے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی[۳] پھر سے پڑھے۔

مسئلہ ۳۔ سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ[۴] ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سے سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔

مسئلہ ۴۔ کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدۂ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح[۵] ہو گئی۔

مسئلہ ۵۔ اگر بھولے سے دو رکوع کر لئے یا تین سجدے تو سجدۂ سہو کرنا واجب[۶] ہے۔

مسئلہ ۶۔ نماز میں الحمد پڑھنا بھول گئی فقط سورت پڑھی یا پہلے سورت پڑھی اور پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا واجب[۷] ہے۔

---

[۱] بعوض ہر نماز نصف صاع از گندم و فرض وتر برابر است ویک روزہ در حکم یک نماز است پس اگر میت وصیت ادائے کفارہ ساختہ است ادائے آں از ثلث مال او واجب است واگر وصیت نکرد و بعض ورثاء تبرع واحسان کردہ ادائے کفارات ساختند جائز خواہد شد کذا فی المحلاویۃ قال فی العالمگیریۃ وان لم یوص وتبرع بعض الورثۃ یجوز ۱۲ مجموعہ فتاویٰ ج ۳

[۲] سجدۃ السہو واجبۃ لا یجب الا بترک الواجب او بتاخیرہ او بتاخیر رکن عن محلہ ۱۲ منیہ بزیادۃ صفحہ ۱۲۴

[۳] یجب ای السہو بترک الفرائض لان ترکہا مفسد ان لم یتدارک فیہا ۱۲ کبیری صفحہ ۱۲۴

[۴] ویسن الاتیان بسجود السہو بعد السلام ویکتفی بتسلیمۃ واحدۃ عن یمینہ فی الاصح فان سجد قبل السلام کرہ تنزیہا ولا یعیدہ لانہ مجتہد فیہ فکان جائزا ۱۲ نور الایضاح بزیادۃ صفحہ ۹۴

[۵] وقال صاحب البحر الرائق لو سجد قبل السلام لا یعیدہ [illegible] جائز [illegible] ۱۲ بحر صفحہ ۹

[۶] دیکھئے حاشیہ ۱ صفحہ ہذا۔ [۶] لو رکع رکوعین او سجد ثلاثا فی رکعۃ لزمہ السجود لتاخیر الفرض وہو السجود فی الاول والقیام فی الثانی ۱۲ بحر صفحہ ۹۷ / ۲

[۷] فان ترک الفاتحۃ فی احد الاولیین او اکثرہا وجب علیہ السہو وقال فی مقام آخر انہ یجب تقدیم الفاتحۃ علی السورۃ وانہ یجب ان لا یؤخر السورۃ عن قراءۃ الفاتحۃ فلو بدأ بالسورۃ ثم تذکر یبدأ بالفاتحۃ ثم یقرأ السورۃ ویسجد للسہو وان قرأ من السورۃ حرفا کذا فی المتبنیٰ ۱۲ بحر صفحہ ۹۷ / ۲

مسئلہ ٧۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گئی تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملا دے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملا دے اور سجدۂ سہو کرے(۵۱) اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا، نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جاوے گی۔

مسئلہ ٨۔ سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اس لئے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جاوے تو سجدۂ سہو کرے(۵۲)۔

مسئلہ ٩۔ الحمد پڑھ کر سوچنے لگی کہ کونسی سورت پڑھوں اور اسی سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی تھی تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے(۵۳)۔

مسئلہ ١٠۔ اگر بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین اسی سوچ میں خاموش(۵۴) بیٹھی رہی اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے پھر یاد آ گیا کہ میں نے چاروں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ١١۔ جب الحمد اور سورت پڑھ چکی بھولے سے کچھ سوچنے لگی اور رکوع کرنے میں اتنی دیر(۵۵) ہو گئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ١٢۔ اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گئی اور کچھ سوچنے لگی اور سوچنے میں دیر لگ گئی(۵۶) یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھی تو فوراً التحیات نہیں شروع کی کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اٹھی تو دیر تک کچھ کھڑی سوچا کی یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھی تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے غرضکہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر

---

۵۱ فلو لم يقرأ شيئا مع الفاتحة او قرأ آية قصيرة لزمه السجود ۱۲ بحر ص ۹۴ ج ۲

۵۲ اما في النفل والوتر فلابد من القراءة في الكل ۱۲ بحر ص ۹۴ ج ۲

۵۳ ومن شك في القيام انه كبر للافتتاح ام لا فتفكر وطال تفكره فعليه ان يسجد للزوم تاخير الواجب وهو القراءة من تفكره وكذا ان شك في انه في الظهر ام في العصر مثلا او انه صلى ثلاثا ام اربعا او فرغ من الفاتحة وتفكر اي سورة يقرأ ونحو ذلك يجب عليه السهو ان طال تفكره ثم الاصل في التفكر ان منعه عن اداء ركن او واجب يلزمه السهو وقال بعض المشايخ ان منعه عن القراءة او التسبيح يجب السهو والا فلا وان تفكر قدر ركن كالركوع او السجود يجب عليه سجود السهو ۱۲ منية بزيادة ص ۱۲۶

۵۴ واذا قعد في صلاة قدر التشهد ثم شك في شيء من صلاته انه صلى ثلاثا او اربعا حتى شغله ذلك عن التسليم ثم استيقن واتم صلاته فعليه السهو ۱۲ بحر ص ۹۵ ج ۲

۵۵ و ۵۶ دیکھو ۵۳ صفحہ ہذا۔

کردے گی یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جاوے گی تو سجدہ سہو واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۳۔ تین رکعت یا چار رکعت فرض نماز میں جب دو رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھی تو دو دفعہ[1] التحیات پڑھ گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر التحیات کے بعد اتنی درود شریف بھی پڑھ گئی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اس سے زیادہ پڑھ گئی تب یاد آیا اور اُٹھ کھڑی ہوئی تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۴۔ نفل نماز میں دو دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنی جائز ہے۔ اس لئے نفل میں درود شریف کے پڑھنے سے سجدۂ سہو کا نہیں ہوتا البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جاوے تو نفل میں بھی سجدہ سہو واجب[2] ہے۔

مسئلہ ۱۵۔ التحیات پڑھنے بیٹھی مگر بھولے سے التحیات کی جگہ اور کچھ پڑھ گئی یا الحمد پڑھنے لگی تو سجدہ واجب[3] ہے۔

مسئلہ ۱۶۔ نیت باندھنے کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی جگہ دعاء قنوت پڑھنے لگی تو سہو کا سجدہ واجب نہیں اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگی تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۔ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیٹھنا بھول[5] گئی اور دو رکعت پڑھ کے تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو گئی تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑی ہو ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑی ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لیوے فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے اگر سیدھی کھڑی

---

[1] ولو قرأ التشهد مرتین فی القعدة الاخیرة یجب علیه السهو وان زاد فی التشهد فی القعدة الاولی ان قال اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد یلزمه السهو بالاتفاق ۱۲ منیه ص ۱۲۶ وقال فی مجمع الانهر وتاخیر القیام الی الثالثة بزیادة علی التشهد واختلفوا فی قدر الزیادة فقال بعضهم بزیادة حرف و کلام المصنف یشیر الی هذا وقال بعضهم بقدر رکن وهو الصحیح کما فی اکثر الکتب وقال بعضهم بقوله اللهم صل علی محمد وقال بعضهم لا یجب حتی یقول وعلی آل محمد والاول اصح ۱۲ ص ۱۴۸/۱۴۰

[2] ولو کرر التشهد فی النفل او الوتر یجب علیه السهو ۱۲ بحر بتغیر ص ۹۴/۲۲۰

[3] ولو قرأ القرآن فی رکوعه او فی سجوده او فی التشهد یجب علیه السهو ۱۲ منیه ص ۱۲۶

[4] وفی الظهیریة لو تشهد فی القیام ان کان فی الرکعة الاولی لا یلزمه شئ وان کان فی الثانیة اختلف المشائخ فیه الصحیح انه لا یجب ۱۲ بحر ص ۹۴/۲۲۰

[5] وان سهی عن القعود الاول فی ذوات الاربع او الثلث فی الفرض وهو الی القعود اقرب بان لم یرفع رکبتیه وعلیه الاعتماد کما فی المضمرات وقیل بان لم یستو قائما وهو ظاهر الروایة وفی التبیین وهو الاصح عاد الی القعود وتشهد ولا یجب علیه سجدة السهو وهو الصحیح والا ای وان لم یکن الی القعود اقرب لا یعود لانه قائم معنی فکان کالقائم حقیقة ویسجد للسهو لترک الواجب وهو القعود الاول ۱۲ مجمع الانهر بحذف ص ۱۵۰/۱۴۰

ہوجانے کے بعد پھر لوٹ آوے گی[1] اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گی تو گنہگار ہوگی اور سجدۂ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۔ اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گئی تو اگر نیچے[2] کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جاوے اور التحیات اور درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر سیدھی کھڑی ہوگئی ہو تب بھی بیٹھ جاوے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکی ہو یا رکوع بھی کر چکی ہو تب بھی بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ کے سجدۂ سہو کرے۔ البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض پھر سے پڑھے یہ نماز نفل ہوگئی ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ رکعت کرلے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی یا پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہوگئیں اور ایک رکعت اکارت گئی۔

مسئلہ ۱۹۔ اگر چوتھی رکعت پر بیٹھی اور التحیات پڑھ کے کھڑی ہوگئی تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آوے بیٹھ جاوے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر ترت سلام پھیر کے سجدۂ سہو کرلے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکی تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کرلے چار فرض ہوگئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو[3] بھی کرے اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرلیا تو برا کیا چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔

مسئلہ ۲۰۔ اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گئی تو جب[4] تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیئے اگر سجدہ کرلیا تو خیر تب بھی نماز ہوگئی اور سجدۂ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ ۲۱۔ اگر نماز میں شک ہوگیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہوگیا ہے ایسا شبہ پڑنے کی اُس کو عادت نہیں ہے تو پھر

[1] ثم لو عاد فی موضع وجوب عدمہ اختلفوا فی فساد صلوتہ فصحح الشارح الفساد لتکامل الجنایۃ برفض الفرض بعد الشروع فیہ لاجل ما لیس بفرض و فی المجتبیٰ انہ غلط لانہ لیس بترک وانما ھو تاخیر والحق عدم الفساد ولکن قد یقال المستحق لزوم الاثم ۱۲ بحر

[2] بحذف ص ۱۰۹/۲۷ ج ۱ و سکہ

وان سہا عن القعدۃ الاخیرۃ فقام الی الخامسۃ یعود الی القعدۃ ما لم یسجد للخامسۃ ویسجد للسہو وان قید الخامسۃ بالسجدۃ بطل فرضہ وتحولت صلوتہ نفلا وعلیہ ان یضم الیہ رکعۃ سادسۃ ویسجد للسہو وان قعد فی الرابعۃ کان فرضہ تاما وکذا ما قبلہ

[3] یسجد للسہو منیہ ص ۱۲۶

[4] سکہ اما فی النفل اذا قام الی الثالثۃ من غیر قعدۃ فانہ یعود ولو استتم قائما ما لم یقید بالسجدۃ فعلیہ السہو ۱۲ بحر ص ۱۱۰/۲۷

سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر التحیات پڑھے تب کھڑی ہو کے چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

مسئلہ ۲۲ اگر یہ شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے[ف] یا دوسری رکعت تو اس کا بھی حکم ہے کہ اگر کبھو اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اگر اکثر شک پڑ جاتا ہو تو جدھر زیادہ گمان ہو جاوے اس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے لیکن اس پہلی رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے پھر بیٹھے اور اس میں الحمد کے ساتھ سورت بھی ملاوے پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھی بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ ۲۳۔ اگر یہ شک ہو کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کا بھی یہی حکم[ف] ہے کہ اگر دونوں گمان برابر درجہ کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کے التحیات پڑھے کہ شاید یہی چوتھی ہو۔ پھر چوتھی پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے

مسئلہ ۲۴ اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار[ف] نہیں نماز ہو گئی البتہ اگر ٹھیک یاد آجاوے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے

ف واماد کلامنا السابق ہذا ان الشک کان قبل الفراغ منہا فلو شک بعد الفراغ منہا انہ صلی ثلاثا او اربعا لاشئی علیہ ویحمل کانہ صلی اربعا حملا لامرہ علی الصلاح کذا فی المحیط والمراد بالفراغ منہا الفراغ من ارکانہا سواء کان قبل السلام او بعدہ او الکلام او عمل آخر منافیا فی الصلوٰۃ لکن السلام قاعدا اولی وبمجرد النیۃ لم تکف فی الفلاح کذا فی الخلاصۃ فیا ستثنی فی فتح القدیر ما اذا وقع الشک فی التعیین لیس غیر بان تذکر بعد الفراغ انہ ترک فرضا وشک فی تعینہ قالوا یسجد سجدۃ واحدۃ ثم یقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ بسجدتین ثم یقعد ثم یسجد سہوا الی آخرہ ۱۲ بحر صفحہ ۱۲۵/۲۲۰

ف ۳ وان شک فیہ انہ کم صلی اول مرۃ استانف وان کثر تحری والا اخذ بالاقل۔ بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا سہی احدکم فی صلوتہ فلم یدر واحدۃ صلی او ثنتین فلیبن علی واحدۃ وان لم یدر ثنتین صلی او ثلاثا فلیبن علی ثنتین فان لم یدر ثلاثا صلی او اربعا فلیبن علی ثلاث ولیسجد سجدتین قبل ان یسلم ۱۲ رواہ الترمذی مرفوعا وصححہ یحمد علی ما اذا لم یکن لہ ظن فانہ یبنی علی الاقل وعند البناء یقعد فی کل موضع توہم انہ محل قعود فرضا کان القعود او واجبا کیلا یصیر تارکا فرض القعدۃ او واجبہا فان وقع فی رباعی انہا الاولی او الثانیۃ یجعلہا الاولی ثم یقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ اخری ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ اخری ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ اخری فیاتی باربع قعدات قعدتان مفروضتان وہی الثالثۃ والرابعۃ وقعدتان واجبتان ولو شک انہا الثانیۃ او الثالثۃ اتمہا ویقعد ثم یصلی اخری ویقعد ثم الرابعۃ ویقعد ثم یسجد للسہو ویقال التحری فی باب الصلوٰۃ او حلہ ۱۲ بحر صفحہ ۱۱۶/۲۲۰

ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لیوے اور سجدۂ سہو کر لے اور اگر پڑھ کے بول پڑی ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آوے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جاوے اور شبہ باقی نہ رہے۔

مسئلہ ۲۵۔ اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے ہو جاوے گا[1] ایک نماز میں دو دفعہ سجدۂ سہو نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ ۲۶۔ سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدۂ سہو کافی ہے اب پھر سجدۂ سہو[2] نہ کرے۔

مسئلہ ۲۷۔ نماز میں کچھ بھول گئی تھی جس سے سجدۂ سہو واجب تھا لیکن سجدہ[3] کرنا بھول گئی اور دونوں طرف سلام پھیر دیا لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا نہ کسی سے کچھ بولی نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدۂ سہو کر لے بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگی تب بھی کچھ حرج نہیں اب سجدۂ سہو کر لے تو نماز ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۲۸۔ سجدۂ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدۂ سہو نہ کروں گی تب بھی جب تک کوئی بات ایسی نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے[4]۔

مسئلہ ۲۹۔ چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ[5] کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدۂ سہو کر لے البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۰۔ بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گئی تو اس کا

ف۱ لقوله عليه الصلوٰة والسلام سجدتان بعد السلام تجزيان عن كل زيادة ونقصان ۱۲ مجمع الانهر صفحہ ۱۴۹/۱

ف۲ لان تكرارها غير مشروع ولو سهى في سجود السهو لا سهو عليه ۱۲ در المنتقى صفحہ ۱۴۹/۱

ف۳ و۴ ولو نسي السهو ولسقط ما لم يخرج من المسجد وكذا لو سلم من عليه السهو بنية ان لا يسجد بطلت نيته لانها نية لتغير المشروع كنية الظهر ستا ولذا ان يسجد للسهو لبقاء التحريمة ما لم يتكلم او يتحول عن القبلة او ما لم يفعل ما ينافي الصلوٰة ۱۲ في المنتقى ومجمع الانهر صفحہ ۱۵۲/۱

ف۵ ولان توهم مصلي الظهر انه اتمها فسلم ثم علم انه صلى ركعتين اتمها وسجد للسهو والحكم انه ان كان في المسجد اي على مكانه ولم يتكلم وجب عليه ان ياتي به وان انحرف عن القبلة لان السلام لم يخرجه عن الصلوٰة ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۱۰۶/۲

کچھ اعتبار نہیں تیسری رکعت میں پھر پڑھے اور سجدۂ سہو کرے[1]۔

مسئلہ ۳۱۔ وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعاء قنوت پڑھے[2] اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑی ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اسمیں بھی دعاء قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ ۳۲۔ وتر میں دعاء قنوت کی جگہ سبحانک[3] اللّٰہم پڑھ گئی پھر جب یاد آیا تو دعاء قنوت پڑھی تو سجدۂ سہو کا واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۳۔ وتر میں دعاء قنوت پڑھنا بھول گئی سورت پڑھ کے رکوع میں چلی گئی تو سجدۂ سہو واجب[4] ہے۔

مسئلہ ۳۴۔ الحمد پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گئی تو کچھ ڈر[5] نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۵۔ فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت[6] ملالی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۶۔ نماز میں اول سبحانک اللّٰہم پڑھنا بھول گئی یا رکوع میں سبحان ربی العظیم نہیں پڑھا یا سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہنا یاد نہ رہا یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یوں ہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب[7] نہیں۔

مسئلہ ۳۷۔ فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنی بھول گئی چپکے کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدہ سہو واجب[8] نہیں۔

---

[1] ولو شک فی صلوٰۃ الوتر وھو قائم انہا ثانیۃ ام ثالثۃ یتم تلک الرکعۃ ویقنت فیہا ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ اخریٰ ویقنت فیہا ایضا ھو المختار فانہ یجب السجود للسہو ۱۲ بحر ص ۱۲۶ ج ۲

[2] وشک انہ فی الاولیٰ او فی الثانیۃ او الثالثۃ فانہ یقنت فی الرکعۃ التی ھو فیہا ثم یقعد ثم یقوم فیصلی رکعتین بقعدتین ویقنت فیہا احتیاطا ویسجد للسہو ۱۲ بحر ص ۴۴ ج ۲

[3] ھذا وروی عن الصحابۃ رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین ادعیۃ مختلفۃ فی حال القنوت ففی دعاء القنوت اولیٰ لان الصحابۃ اتفقوا علیہ فالاولیٰ ان یقرأہ ولو قرأ غیرہ جاز ولو قرأ معہ غیرہ کان حسنا والاولیٰ ان یقرأ بعدہ ما علمہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحسن بن علی فی قنوتہ اللّٰہم اھدنی فیمن ھدیت الی آخرہ ۱۲ بحر ص ۴۵ ج ۲

[4] واذا نسی القنوت حتی رکع ثم تذکر فان کان بعد رفع الراس من الرکوع لا یعود ویسقط عنہ القنوت وان تذکرہ فی الرکوع فکذا فی ظاہر الروایۃ کما فی البدائع وصححہ فی الخانیۃ ۱۲ بحر ص ۴۵ ج ۲ وقال الحلبی وان تذکر القنوت بعد الرکوع لم یعد وان تذکر فی الرکوع ففیہ روایتان فی روایۃ یعود والصحیح انہ لایعود وقال الطحطاوی رحمہ اللّٰہ سواء عاد او لم یعد یسجد للسہو ۱۲ بحر ص ۱۲۶ ج ۲

[5] ولو جمع سورتین او سورًا بعد الفاتحۃ لم یمتنع ولا یجب علیہ شیء بفعل مثل ذالک ۱۲ بحر ص ۱۰۲ ج ۲

[6] ولو ضم السورۃ الی الفاتحۃ فی الاخریین لا سہو علیہ فی الاصح ۱۲ بحر ص ۱۰۲ ج ۲

[7] انہ لا یجب بترک سنۃ کالثناء والتعوذ والتسمیۃ وتکبیرات الرکوع والسجود وتسبیحاتہا ورفع الیدین فی تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرات العیدین والتامین والتسبیح والتحمید کذا فی المحیط ۱۲ بحر ص ۱۰۱ ج ۲

[8] ولو ترکہا فی الاخریین [illegible] فی النفل او الوتر وجب [illegible] ص ۹۹ ج ۲

مسئلہ ۳۸۔ جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً[۱] کرے تو سجدۂ سہو واجب نہیں بلکہ نماز پھر سے پڑھے اگر سجدۂ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب[۲] ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ ۱۔ قرآن شریف میں سجدے تلاوت کے چودہ ہیں جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر سجدہ لکھا رہتا ہے اُس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب[۳] ہو جاتا ہے اور اس سجدہ کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۔ سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت[۴] ہاتھ نہ اُٹھاوے سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اُٹھالیوے بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

مسئلہ ۳۔ بہتر یہ ہے کہ کھڑی ہو کر اول اللہ اکبر کہہ کے سجدہ[۵] میں جاوے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑی ہو جاوے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جاوے پھر اللہ اکبر کہہ کے اُٹھ بیٹھے کھڑی نہ ہو تب بھی درست ہے۔

مسئلہ ۴۔ سجدہ کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے[۶] اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے چاہے قرآن [illegible] سننے کے قصد سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ آہستہ پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

مسئلہ ۵۔ جو چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لئے بھی شرط[۷] ہیں یعنی وضو کا ہونا جگہ کا پاک ہونا بدن اور کپڑے کا پاک ہونا قبلہ کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔

۱؎ ولو تركه عامداً قيل يأثم لانه ذنب عظيم لا ترفعه السجدتان وقيل تفسد صلوته وهو الاصح ۱۲ مجمع الانهر صفحہ ۱۴۸/۱۳۰ ۲؎ فلا تجب بترك السنن والمستحبات كالتعوذ والتسمية والثناء وغير ذالك ۱۲ شرح منيه صفحہ ۴۲۴ ۳؎ تجب سجدة التلاوة بسبب تلاوة آية من اربع عشرة آية ۱۲ بحر صفحہ ۱۲۸ ۴؎ و ۵؎ وكيفية ان يسجد بشرائط الصلوٰة بين تكبيرتين بلا رفع يد وتشهد وتسليم والاصح سبحان ربي الاعلى ثلاثا في المضمرات يستحب ان يقوم ويسجد ويقوم بعد رفع الرأس من السجدة ولا يقعد ۱۲ بحر صفحہ ۳۵/۲۲ ۶؎ لقوله عليه الصلوٰة والسلام السجدة على من سمعها وعلى من تلاها ويجب على من تلا آية تامة او اكثرها او نصفها مع كلمة السجدة على خلاف ويجب على من سمع ولو غير قاصد ۱۲ ۷؎ وشرط لصحتها شرائط الصلوٰة من الطهارة عن الحدث وغيرها الا التحريمة ۱۲ نور الايضاح صفحہ ۱۱۱

مسئلہ ۶۔ جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدہ تلاوت بھی کرنا چاہئے[1] بعضی عورتیں قرآن شریف ہی پر سجدہ کر لیتی ہیں۔ اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور سر سے نہیں اترتا۔

مسئلہ ۷۔ اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری[2] نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

مسئلہ ۸۔ اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں۔ اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کرے عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں کبھی ادا نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی۔

مسئلہ ۹۔ اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا اور اگر ایسی حالت میں سنا جبکہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب[3] ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ اگر بیماری کی حالت میں سنے۔ اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتی ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارہ[5] سے کرے۔

مسئلہ ۱۱۔ اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد ترت نماز ہی میں سجدہ کر لے پھر باقی سورۃ پڑھ کے رکوع میں جاوے اگر اس آیت کو پڑھ کر ترت سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست[6] ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔

مسئلہ ۱۲۔ اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز کے بعد

---

٥ ولو تلاها وهو مريض قادر على السجود ولم يسجدها حتى مرض وعجز عنه يجوز الايماء بها ولا يلزمه اعادتها ١٢ كبيري ص٥٠٠ ٦ وان تلا آية سجدة في الصلاة فان كان في وسط القراءة فالافضل ان يركع او يسجد للتلاوة في الحال غير ركوع الصلاة وغير سجودها ثم يقوم ويقرأ ويتم صلاته ولو قرأ بعدها آيتين او ثلاث آيات ثم ركع وسجد للصلاة جاز وسقطت سجدة التلاوة عنه لان هذا القدر لا يقطع الفور ولو ركع للصلاة على الفور وسجد تسقط السجدة [illegible] في السجدة التلاوة [illegible] انه يسجد للتلاوة [illegible] بسجدة الصلاة [illegible] في الركوع وقال شيخ الاسلام لا بد للركوع من النية حتى ينوب عن السجدة [illegible] رحمه الله [illegible] قرأ بعد السجدة ثلاث آيات [illegible] سجدة التلاوة لا ينوب الركوع عن السجدة لان هذا القدر يقطع الفور وقال شمس الائمة رحمه الله [illegible] ١٢ مجمع الانهر ص١٥٨

١ وما وجب من السجدة على الارض لم يجز على الدابة وما وجب على الدابة يجوز على الارض لان ما وجب على الارض وجبت تامة فلا تسقط بالايماء قال رحمه الله وركنها وضع الجبهة على الارض او ما يقوم مقامه من الركوع ذكره ابن حجر رحمه الله في شرح البخاري ولو تلا على المنبر ينزل الى الارض ليسجد اذا لم يتمكن من السجود فوق المنبر انتهى ١٢ بحر ص١٢٩ و ٢ ص٣١ فان تاخير السجدة جائز لا بعد بل يكره تاخيرها عن وقت وجوبها اذا كان على التراخي جائز ١٢ شرح وقايه ص٢٣٠ وقال الحلبي رحمه الله ولا تجب على الفور حتى لو سجدها بعد مدة او اكثر تقع اداء لا قضاء لعدم التقييد بالوقت ١٢ ص٥٠٠ ٤ واذا لم يسجد لم يبق عليه الا الاثم هذا من الواجبات الذي اذا فات وقته تقرر الاثم على المكلف والخروج عنه التوبة كسائر الذنوب واياك ان تتوهم من توهم بسقوطها عدم الاثم فانه خطأ فاحش ١٢ بحر ملخصاً ص٢٣٠ ٣ وتجب على جنب اذا سمعها دون الحائض والنفساء والمجنون والصبي والكافر كذا في بعض المعتبرات ١٢ جمع الانهر ص١٥٦

سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا[۱] ہمیشہ کے لئے گنہگار رہے گی اب سوائے توبہ و استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ سجدہ کی آیت پڑھ کے اگر ترت رکوع میں چلی جاوے اور رکوع میں یہ نیت کرلے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتی ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جاوے گا۔ اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کریگی تو اسی سجدہ سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جاویگا[۲] چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔

مسئلہ ۱۴۔ نماز پڑھتے میں کسی اور سے سجدہ کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے اگر نماز ہی میں کرے گی تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا[۳]۔ پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔

مسئلہ ۱۵۔ ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے[۴] چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلے پھر اسی کو بار بار دہراتی رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اُسی آیت کو دہرایا۔ پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پڑھی اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دہراوے اتنی ہی دفعہ سجدے کرے۔

مسئلہ ۱۶۔ اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنے[۵] آیتیں پڑھے اتنے سجدے کرے۔

مسئلہ ۱۷۔ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کھڑی ہوئی لیکن چلی پھری نہیں جہاں[۶] بیٹھی تھی وہیں کھڑے کھڑے وہی آیۃ پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۔ ایک ہی جگہ سجدہ کی آیت پڑھی پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکی تو اسی جگہ آکر وہی آیۃ پڑھی تب بھی دو سجدے[۷] کرے۔

ف ۵ واما اذا اتکل او شرب او نام مضطجعا او عمل کثیرا او ارضعت ولدھا او اخذ فی عقد بیع ثم تلا فتلزمہ سجدۃ اخری استحسانا ۱۲ مجمع بزیادۃ صفحہ ۱۵۸/۱۶۰

ف ۱ و کل سجدۃ وجبت فی الصلوٰۃ ولم تؤد فیھا۔ سقطت ای اثم السجود لھا مشروعا بفوات محلہ ۱۲ کبیری صفحہ ۵۰۰ ف ۲ حاشیہ صفحہ ۱۵ نمبر ۶ دیکھیے ف ۳ ولو سمعھا المصلی ممن لیس معہ فی الصلوٰۃ لا یسجد فی الصلوٰۃ لانھا لیست بصلوتیۃ لان سماعہ ھذہ القراءۃ لیس من افعال الصلوٰۃ ویسجد بعدھا لتحقق سببھا وھو السماع للاٰ صحیحۃ فان سجد فیھا لا تجزئہ فیعیدھا لان فعلھا فی الصلوٰۃ وقع ناقصا لکونہ فی غیر محلہ ۱۲ مجمع الانھر صفحہ ۱۵۷/۱۶۰ ف ۴ ولو کرر تلاوۃ آیۃ واحدۃ او سمعھا من واحد او متعدد فی مجلس واحد کفتہ سجدۃ واحدۃ وان بدلھا ای آیۃ السجدۃ او المجلس لا ای فکلھا سجدۃ واحدۃ ۱۲ مجمع صفحہ ۱۵۸/۱۶۰ ف ۵ وان بدلھا ای الآیۃ او بدل المجلس بان قرا آیتین فی مجلس او آیۃ فی مجلسین لا یکفیہ سجدۃ واحدۃ لعدم الاتحاد ۱۲ مجمع الانھر صفحہ ۱۵۸/۱۶۰ ف ۶ اذا کان قاعدا فتلا آیۃ وسجد ثم قام فی ذلک المکان ولم ینتقل منہ فقرأھا قائما لا تجب الا سجدۃ واحدۃ لعدم تبدل المجلس ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۲۳/۱۶

مسئلہ ۱۹۔ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گئی جیسے کھانا کھانے لگی یا سینے پرونے میں لگ گئی یا بچہ کو دودھ پلانے لگی اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے[۱] واجب ہوئے اور جب اور کوئی کام کرنے لگی تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ ۲۰۔ ایک کوٹھری یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ[۲] ہی کافی ہے چاہے جے دفعہ پڑھے البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھیگی تو تیسرا سجدہ واجب ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۲۱۔ اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب[۳] ہوگا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔

مسئلہ ۲۲۔ مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم[۴] ہے کہ اگر سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں اِدھر اُدھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ ۲۳۔ اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک[۵] ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لیا پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ ۲۴۔ سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جاویں[۶] گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۲۵۔ اگر سجدہ کی آیت پڑھ کے سجدہ کر لیا تب اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں[۷] پھر سجدے کرے۔

[۱] حاشیہ صفحہ ۵۲ پر دیکھیے
[۲] و [۳] لان المجلس لا یختلف بمجرد القیام ولا بخطوة او خطوتین ولا بالانتقال من زاویة الی زاویة الا ان یکون کبیرا کالمسجد الحرام ۱۲ مجمع الانہر ص ۱۵۸ ج ۱
[۴] الدار والبیت والمسجد ففی حکم مکان واحد ۱۲ شرح وقایہ ص ۲۳۳ ج ۱
[۵] وان کررہا فی رکعۃ واحدۃ تکفی سجدۃ واحدۃ سواء سجد ثم اعاد او اعاد ثم سجد او کررہا فی رکعۃ اخری ۱۲ شرح وقایہ ص ۲۳۳ ج ۱
[۶] تلا ثم شرع فی الصلوٰۃ واعادہا تکفیہ سجدۃ ۱۲ شرح وقایہ ص ۲۳۳ ج ۱
[۷] وان تلا ثم سجد ثم شرع فیہا واعادہا سجد اخری ۱۲ شرح وقایہ ص ۲۳۳ ج ۱

مسئلہ ۲۶۔ پڑھنے والی کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتی رہی لیکن سننے والی کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا دوسری دفعہ اور جگہ تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہے[1]۔ اور سننے والی پر کئی سجدے واجب ہیں جے دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ ۲۷۔ اگر سننے والی کی جگہ نہیں بدلی پڑھنے والی کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والی کو کئی سجدے واجب ہونگے[2] اور سننے والی پر ایک ہی سجدہ ہے۔

مسئلہ ۲۸۔ ساری سورت پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ[3] اور منع ہے فقط سجدہ سے بچنے کے لئے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدہ سے گویا انکار ہے۔

مسئلہ ۲۹۔ اگر سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں اور اگر نماز میں ایسا کرے[4] تو اسمیں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

بیمار کی نماز کا بیان[5]

مسئلہ ۱۔ نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتی رہے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے بیٹھے بیٹھے رکوع کرے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کرے اور رکوع کے لئے اتنا جھکے کہ پیٹھ برابر ہو جاوے

مسئلہ ۲۔ اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔

مسئلہ ۳۔ سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں[6] جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے۔ تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

[1] و[2] وتجب اخری ای علی السامع لو تبدل مجلس السامع دون التالی ای عکسہ ای لا تجب سجدۃ اخری علی السامع ان تبدل مجلس التالی دون السامع ۱۲ فرح وقایہ ص۲۳۳

[3] وکرہ ان یقرأ سورۃ ویدع آیۃ السجدۃ لا عکسہ وندب ان یضم الیہا آیۃ او آیتین قبلہا ۱۲ مجمع الانہر ص۱۰۵

[5] عجز عن القیام او خاف زیادۃ المرض بسببہ ای القیام صلی قاعدا کیف شاء وقال زفر رحمہ اللہ یقعد قعود التشہد وعلیہ الفتوی یرکع ویسجد وان تعذر الرکوع او السجود اومأ برأسہ ای یشیر بہ الی الرکوع والسجود قاعدا ان قدر علی القعود لانہ وسعہ وجعل سجودہ بالایماء اخفض من رکوعہ لان نفس السجود اخفض من الرکوع فکذا الایماء بہ ۱۲ مجمع ص۱۵۰

[6] ولا یرفع الی وجہہ شیئا للسجود فان فعل ذالک وہو یخفض رأسہ صح ایماؤہ لوجود الایماء والا ای وان لم یخفض لا یصح لعدم الایماء ۱۲ مجمع ص۱۵۰

مسئلہ ۴ - اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانیکا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ ۵ - اگر کھڑی تو ہو سکتی ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتی تو چاہے کھڑی ہو کر پڑھے اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے دونوں اختیار ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۶ - اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لیوے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلاوے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے اور سجدے کا اشارہ زیادہ نیچا کرے اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جاوے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھدیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے آسمان کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔

مسئلہ - اگر چت نہ لیٹے بلکہ داہنے یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کرے یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔

مسئلہ - اگر سر سے اشارہ کرنیکی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہو گئی اچھے ہونیکے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارہ سے پڑھنے کی طاقت آگئی تو اشارہ ہی سے اُن کی قضا پڑھے اور یہ ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھی ہو جاؤں گی تب پڑھوں گی کہ شاید مر گئی تو گنہگار مرے گی۔

۴ اذا کان صحیحا فہو الصحیح کما فی الہدایۃ وفی الخانیۃ الاصح انہ لا یقضی اکثر من یوم ولیلۃ کالمغمی علیہ وہو ظاہر الروایۃ وہذا اختیار فخر الاسلام وشیخ الاسلام وفی الخلاصۃ وہو المختار لان مجرد العقل لا یکفی لتوجہ الخطاب وفی الدر المختار وعلیہ الفتوی فان مات بلا قضاء فلا شئ علیہ کما فی الشمنی ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۵۲

وان جاز صفحہ ۵۵ دیکھئے۔ ۵۵ وان تعذر علی القیام وعجز عن الرکوع والسجود ویومی قاعدا وہو الی الایماء قاعدا افضل من الایماء قائما لکون رأسہ فیہ اقرب الی الارض ۱۲ مجمع صفحہ ۱۴۶ ۶ وما روی عن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی المریض ان لم یستطع قاعدا فعلی القفا یومی ایماء وان التوجہ الی القبلۃ بالقدر الممکن فرض وذلک فی الاستلقاء لان الایماء ہو تحریک الرأس فاذا صلی مستلقیا یقع ایماؤہ الی القبلۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۲ وقال صاحب نور الایضاح وان تعسر القعود اوما مستلقیا او علی جنبہ والاول اولی ویجعل تحت رأسہ وسادۃ لیصیر وجہہ الی القبلۃ لا السماء ولیشبہ نصب رکبتیہ ان قدر حتی لا یمدہما الی القبلۃ لان مد الرجلین الی القبلۃ مکروہ تنزیہا وعلی الا منکشف عنہ ۱۲ صفحہ ۵ وان تعذر الاستلقاء یضطجع علی شقہ الایمن او الایسر ووجہہ الی القبلۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۳ ۵ وان تعذر الایماء برأسہ اخر الصلوۃ فلا تسقط عنہ بل یقضیہا اذا قدر علیہا ولو کان اکثر من صلوۃ یوم ولیلۃ

مسئلہ ۹۔ اسی طرح اگر اچھا خاصا آدمی بیہوش ہو جاوے تو اگر بیہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی ہو تو قضا پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۰۔ جب نماز شروع کی اسوقت بھلی چنگی تھی پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکی تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑی نہ ہو سکی تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے نہیں تو رکوع سجدہ کو سر کے اشارہ سے کرے اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں رہی اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔

مسئلہ ۱۱۔ بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز ہی میں اچھی ہو گئی تو اسی نماز کو کھڑی ہو کر پورا کرے۔

مسئلہ ۱۲۔ اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدہ کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کیا پھر جب کچھ نماز پڑھ چکی تو ایسی ہو گئی کہ اب رکوع سجدہ کر سکتی ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۔ فالج گرا اور ایسی بیمار ہو گئی کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتی تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کرا دے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے پونچھنے کی بھی طاقت نہیں تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں نہ ماں نہ باپ نہ لڑکا نہ لڑکی البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔

مسئلہ ۱۴۔ تندرستی کے زمانہ میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں پھر بیمار ہو گئی تو بیماری کے زمانہ میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آوے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آوے تب

ف ۱۔ ومن اغمی علیہ او جن یوما ولیلۃ قضی ما فات وہذا استحسان ووجہہ ان المدۃ اذا طالت کثرت الفوائت فیلزم الحرج واذا قصرت قلت فلا حرج والکثیر ان یزید علی یوم ولیلۃ لانہ یدخل فی حد التکرار ولہذا قال وان زاد الجنون او الاغماء علیہما ساعۃ لا یقضی ما فات من الصلوات الخمس بزیادۃ ساعۃ من وقت صلوۃ اخری وعند محمد رحمہ اللہ یقضی ما لم یدخل وقت صلوۃ کاملۃ سادسۃ لان التکرار یتحقق بہ وہو الاصح ۱۲ مجمع ۱۵۵/۱۲۰
ف ۲۔ ولو مرض فی اثناء الصلوۃ بنی بما قدر یعنی لو شرع فی الصلوۃ صحیحا قائما فحدث بہ مرض یمنعہ عن القیام صلی ما بقی قاعدا یرکع ویسجد او مومیا قاعدا ان لم یقدر او مستلقیا ان لم یقدر لانہ بنا الادنی علی الاعلی کاقتداء المومی بالقیم ۱۲ مجمع الانہر ۱۵۵/۱۲۰
ف ۳۔ ولو افتتحہا قاعدا للعجز یرکع ویسجد فقدر علی القیام بنی قائما عند الشیخین رحمہما اللہ وقال محمد رحمہ اللہ یستانف ۱۲ مجمع الانہر ۱۵۵/۱۲۰
ف ۴۔ وان افتتحہا بایماء لعجز فقدر علی الرکوع والسجود استانف ۱۲ مجمع ۱۵۵/۱۲۰
ف ۵۔ ذکرہ الحلبی فی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ۱۲
ف ۶۔ واذا مرض یقضی بالایماء فائتۃ الصحۃ لسقوط الرکوع والسجود بالعذر وزوالہما بالقدرۃ حال القضاء ۱۲ مراقی ص ۲۳۳

پڑھوں یہ سب شیطانی خیالات ہیں دینداری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔

مسئلہ ۱۵۔ اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہوگی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔[ا]

مسئلہ ۱۶۔ حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے چلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتی رہے۔[ع]

مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدہ سے اس کو مسافر نہیں کہتے اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہئیں جیسے کہ اپنے گھر کرتی تھی چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔[۳]

مسئلہ ۲۔ جو کوئی تین منزل جانے کا قصد کر کے نکلے وہ شریعت کے قاعدہ سے مسافر ہے جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گئی تو شریعت سے مسافر بن گئی[۴] اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتی رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۳۔ تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے تین روز میں پہنچا کرتے ہیں[۵] تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا ۴۸ میل انگریزی ہے۔

مسئلہ ۴۔ اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ یا تیز بہلی پر سوار ہے اس لئے دو ہی دن میں پہنچ جاوے گی یا ریل پر سوار ہو کر ذرا دیر میں پہنچ جاوے گی تب بھی شریعت سے[۶] وہ مسافر ہے۔

مسئلہ ۵۔ جو کوئی شریعت سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشا کی فرض نماز دو دو رکعتیں[۷] پڑھے اور سنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا

---

[۱] کذا فی عالمگیری ۱۲

[۲] شامی و درمختار ۱۲

[۳] اقل سفر تتغیر بہ الاحکام مسیرۃ ثلٰثۃ ایام ۱۲ نور الایضاح صفحہ ۲۲

[۴] من جاوز بیوت مصرہ بریۃ وہو ما حول المدینۃ من بیوت و مساکین وکذا الشعر مجاوزۃ القریۃ المتصلۃ بالربض ہو بحر ۱۲ مجمع صفحہ ۱۶۰/۱۲

[۵] اقل مدۃ سفر تتغیر بہ الاحکام مسیرۃ ثلاثۃ ایام السیر وسط مع الاستراحات ۱۲ مراقی الفلاح صفحہ ۲۳۸

[۶] ولو کانت المسافۃ ثلاثا بالسیر المعتاد فسار الیہا علی الفرس او البرید جرا انقطاعا لو صل فی یومین قصر ۱۲ جوہرہ صفحہ ۸۵

[۷] المسافر عندنا فی کل صلوۃ رباعیۃ رکعتان قید بالرباعیۃ احترازا عن الفجر والمغرب فانہ لا قصر فیہما وقید بالفرض احترازا عن السنن فانہا لا تقصر ۱۲ جوہرہ صفحہ ۸۲

درست ہے اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے رہجانیکا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کچھ کمی نہیں ہے

مسئلہ ۶۔ فجر اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے[۱] ہمیشہ پڑھتی ہے ویسے پڑھے۔

مسئلہ ۷۔ ظہر عصر عشاء کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے[۲] پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے جیسے ظہر کے کوئی چھ فرض پڑھے تو گنہگار ہوگی۔

مسئلہ ۸۔ اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھکر التحیات[۳] پڑھا ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہو گئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جاویں گی اور سجدہ سہو کرنا پڑیگا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھی ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ ۹۔ اگر رستہ میں کہیں ٹھیر گئی تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھیرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گی چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھتی رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھیرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں[۴] رہی پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانیکا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گی نمازیں پوری پوری پڑھے پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتی ہے تو پھر مسافر ہو جاوے گی۔ اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۱۰۔ تین منزل جانیکا ارادہ کر کے گھر سے نکلی لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلانے گاؤں میں پندرہ دن ٹھیرونگی تو مسافر نہیں رہی راستہ بھر پوری نمازیں پڑھے۔ پھر اگر گاؤں میں پہنچ کے پورے پندرہ دن نہیں ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔

مسئلہ ۱۱۔ تین منزل جانے کا ارادہ ہے لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑے[۵] گا تب بھی مسافر نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۱۲۔ چار منزل جانیکی نیت سے چلی لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گذریں

[۱] حاشیہ گذشتہ صفحہ ۵۷ پر دیکھئے۔ [۲] فان تجوز له الزيادة عليها لقوله كل فلما دم يكتف بقول فرض المسافر ركعتان يسلم انه اذا زادهما كان عاصيا عنده و قال صاحب البحر الرائق والمراد وجوب قصرها حتى لو اتم فانه اثم جاهل لان الفرض عندنا من ذوات الاربع ركعتان في حقه لا غير ۱۲ منه۔ [۳] فاذا اتم الرباعية وقعد القعود الاول صحت صلوته لوجود الفرض في محله وهو الجلوس على الركعتين وتصير الاخريان نافلة له مع الكراهة لتاخير الواجب وهو السلام عن محله ان كان عامدا فان كان ساهيا يسجد للسهو والا فلا تصح صلوته لترك فرض الجلوس في محله و اختلاط النفل بالفرض قبل كماله ۱۲ مراقی ص ۲۳۱ [۴] ولیتم ان نوی اقامة نصف شهر ببلد او قرية و قصر ان نوی اقل منه او لم ینو ولو بقی سنین ۱۲ مراقی ص ۲۳۱ [۵] واذا دخل المسافر مصره اتم الصلوة وان لم ينو المقام فيه سواء دخله بنية الاجتياز او دخله لقضاء حاجة لان مصره متعين للاقامة ۱۲ جوہرہ ص ۸۴

تب بھی وہ مسافر نہیں ہے[1] اب بہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ اگر تین منزل ہو یا چلتے وقت پاک تھی رستہ میں حیض آ گیا ہو تو وہ مسافر ہے نماز مسافروں کی طرح پڑھے۔

مسئلہ ۱۳ - نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہو گئی تو مسافر نہیں رہی یہ نماز بھی پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۴ - دو چار دن کے لئے رستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا ہے روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلی جاؤں گی لیکن نہیں جانا ہوتا اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گی چاہے جتنے دن اسی طرح گذر جاویں۔

مسئلہ ۱۵ - تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلی پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آئی تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہی۔

مسئلہ ۱۶ - کوئی اپنے خاوند کے ساتھ ہے رستہ میں جتنا وہ ٹھہریگا اتنا ہی یہ ٹھہریگی اس کے زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر نہیں رہی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے۔

مسئلہ ۱۷ - تین منزل چل کے کہیں پہنچی تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہی چاہے کم رہے یا زیادہ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہی اب نمازیں پوری پوری پڑھے اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گی چار رکعت فرض کی دو دو رکعتیں پڑھتی رہے۔

مسئلہ ۱۸ - رستہ میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے دس دن یہاں پانچ دن وہاں بارہ دن وہاں لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گی۔

[1] [illegible] حیض او طہرت من حیضہا و بینہا و بین المقصد اقل من مسیر ثلاثۃ [illegible] الی الاربع ۱۲ بحر ... ۲ واذا نوی المسافر الاقامۃ فی الصلوٰۃ اتمہا سواء کان منفرداً او مقتدیاً مسبوقاً کان او مدرکاً ۱۲ بحر ... ۳ [illegible] اقل من نصف شہر او لم ینو شیئاً و بقی علی ذلک سنین و ہو ینوی الخروج فی غد او بعد جمعۃ لان علقمۃ بن قیس مکث کذلک ... بخوارزم سنتین یقصر الصلوٰۃ ۱۲ مراقی ... ۴ [illegible] اذا اراد الرجوع الی وطنہ قبل مضی ثلاثۃ ایام تم بمجرد الرجوع الی وطنہ ... نقض السفر لانہ ترک بخلاف السفر ۱۲ مراقی ... ۵ و نیۃ الاقامۃ و السفر تعتبر من الاصل دون التبع کالعبد مع مولاہ و المرأۃ مع زوجہا فانہا تکون تبعاً ۱۲ مجمع ... ۶ ثم لا یزال المسافر [illegible] حتی یدخل وطنہ او ینوی اقامۃ خمسۃ عشر یوماً فی بلد واحد ... قریۃ [illegible] ... [illegible]

۴ [illegible] عشر یوماً ۱۲ کبیری ... الاقامۃ ... [illegible] ... ۱۲ مجمع ... قال المراقی ... نیۃ الاقامۃ ... [illegible]

مسئلہ ۱۹ - کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا کسی دوسری جگہ گھر بنا لیا اور وہیں رہنے سہنے لگی اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت رستہ میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہیگی نمازیں سفر کی طرح پڑھے[۱]۔

مسئلہ ۲۰ - اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر[۲] بھی ظہر عصر عشاء کی دو ہی دو رکعتیں قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔

مسئلہ ۲۱ - بیاہ کے بعد اگر عورت مستقل طور پر اپنی سسرال رہنے لگی تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے تو اگر تین منزل چل کے میکے گئی اور پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہیگی مسافرت کے قاعدے سے نماز روزہ کرے اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کے لئے دل میں نہیں ٹھانا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہی اب بھی اصلی رہیگا

مسئلہ ۲۲ - دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آگیا تو اسی چلتی کشتی پر نماز پڑھ لے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر[۳] پڑھے۔

مسئلہ ۲۳ - ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست[۴] ہے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ ۲۴ - نماز پڑھتے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں[۵] گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کرے۔

مسئلہ ۲۵ - اگر تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں[۶] ہے بے محرم کے ساتھ سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں حدیث میں اس کی بھی بڑی ممانعت آئی ہے۔

[۱] ویبطل الوطن الاصلی بمثلہ وہو موطن ولادتہ او تاہلہ او توطنہ بنقلہ اذا لم یبق لہ بالاول اہل وان بقی لم یبطل بل یتم فیہا۔ بحر ج۲ ص۱۳۴
[۲] وفائتۃ السفر تقضی فی الحضر رکعتان لان القضاء علی حسب الاداء ۱۲ مجمع
[۳] صح الفرض والوتر فیہا ای السفینۃ جاریۃ قاعدا بلا عذر صحیحۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ بالرکوع والسجود وقالا لا تصح الا من عذر وہو الاظہر والعذر کدوران الراس وعدم القدرۃ علی الخروج ولا تجوز فیہا الایماء اتفاقا
[۴] نور الایضاح ص۵۳
[۵] ویتوجہ المصلی فیہا الی القبلۃ عند افتتاح الصلوۃ وکلما استدارت عنہا یتوجہ الیہا فی خلال الصلوۃ حتی یتمہا مستقبلا فلو ترکہ لا تجزیہ فی تعلیم جیبیا او راکبا نور الایضاح ص۵۳
[۶] وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسافر امراۃ مسیرۃ یوم ولیلۃ الا ومعہا ذو محرم متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۲۲۱

مسئلہ ۲۶۔ جس محرم کو خدا رسول کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے[۱]۔

مسئلہ ۲۷۔ یکہ یا بہلی جارہی ہے اور نماز کا وقت آگیا تو بہلی سے اتر کر کسی الگ جگہ پر کھڑی ہو کر نماز پڑھ لیوے اسی طرح اگر بہلی پر وضو نہ کر سکے تو اتر کر کہیں آڑ میں بیٹھکر وضو کرے اگر برقع پاس نہ ہو تو چادر وغیرہ میں خوب لپٹکر اترے اور نماز پڑھے ایسا گہرا پردہ جسمیں نماز قضا ہو جاوے حرام ہے ہر بات میں شریعت کی بات کو مقدم رکھے پردہ کی بھی وہی حد رکھے جو شریعت نے بتلائی ہے شریعت کی حد سے آگے بڑھنا اور خدا سے زر ور دہونا بڑی بیوقوفی اور نادانی ہے البتہ بلاضرورت پردہ میں کمی کرنا بیغیرتی اور گناہ ہے[۲]۔

مسئلہ ۲۸۔ اگر ایسی بیماری کہ بیٹھکر نماز پڑھنا درست ہے تب بھی چلتی بہلی پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر بہلی ٹھیرالی لیکن جوا بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہوا ہے تب بھی اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے[۳] بیل الگ کر کے نماز پڑھنا چاہیئے یکہ کا بھی یہی حکم ہے کہ جبتک گھوڑا کھول کر الگ نہ کر دیا جائے اسوقت تک اُس پر نماز پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ ۲۹۔ اگر کبھی کو بیٹھکر نماز پڑھنا درست ہو تو پالکی اور میانے پر بھی نماز پڑھنا درست ہے لیکن پالکی جسوقت کہاروں کے کندھوں پر ہو اس وقت پڑھنا درست نہیں زمین پر رکھوا لیوے تب پڑھے[۴]۔

مسئلہ ۳۰۔ اگر اونٹ سے یا بہلی سے اترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدوں اترے بھی نماز درست ہے۔

گھر میں موت ہو جانیکا بیان[۵]

مسئلہ ۱۔ جب آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹا دو اور اس کے پیر قبلہ کی طرف کردو

[۱] وہ بمنزلہ من رفیق صالح۔ در و مع الزوج او المحرم منہا ۱۲ بحر ص ۳۳۳ و ص ۳۳۴ [۲] ما ولیستر منہا مشیٰ علی الارض فلا یضیع الصلوٰۃ فیہا ۱۲ مراقی الفلاح [۳] و رکنہ و الصلوٰۃ فی المحمل علی الدابۃ کالصلوٰۃ علیہا سواء کانت سائرۃ او واقفۃ ولو جعل تحت المحمل خشبۃ حتی بقی قرارہ الی الارض کان بمنزلۃ الارض فیصح الفرض فیہ قائماً او قاعداً فان لم یمکنہ القیام صلاہ بالنزول صلی قاعداً ۱۲ الدر الا بصنیع بزیادۃ۔

[۵] ... یصنع بالمحتضر عشرۃ اشیاء یوجہ الی القبلۃ علی قفاہ او یمینہ والمختار فی زماننا ان یلقی علی قفاہ و قدماہ الی القبلۃ و یمد اعضاؤہ و یغمض عیناہ۔ و لیقرأ عندہ سورۃ یٰسین و یبخر عندہ من الطیب و یلقن لا الٰہ الا اللہ۔ و یکرہ من عندہ الحائض و النفساء والجنب۔ و یقرأ عندہ القرآن الی ان یخرج الروح و قال فی القرآن یکرہ عندہ حتی یغسل و یقول سنمعہ بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم سہل علیہ ما خرج الیہ خیرا مما خرج عنہ۔ و یشد لحییہ بعصابۃ عریضۃ یشدہا من لحیہ الاسفل و یربطہا فوق

راسہ والتلقین مستحب بالاجماع و محلہ عند النزع قبل الغرغرۃ و صورتہ ان یقولوا عندہ کلمتی الشہادۃ ولا یقولوا لہ قل کیلا یابی عنہا قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ فاذا قالہا مرۃ کفاہ ولا یکثر علیہ ما لم یتکلم بعدہ الخ و اما تلقینہ کلمات توحید الکفر فالحکم بکفرہ و دیانہ حالۃ موتی المسلمین یحملہ علی انہ فی حال زوال عقلہ ۱۲ بحر بتصرف ص ۱۸۴

اور سر اونچا کر دو تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے اور اس کے پاس بیٹھکر زور زور سے کلمہ پڑھو تاکہ تم کو پڑھتے سنکر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جاوے

مسئلہ ۲۔ جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو رہو یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہیئے اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو جب وہ پڑھ لیوے تو پھر چپ ہو رہو۔

مسئلہ ۳۔ جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جاویں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جاوے اور کنپٹیاں بیٹھ جاویں تو سمجھو اس کی موت آگئی اسوقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔

مسئلہ ۴۔ سورۂ یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہوتی ہے اس کے سرھانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھکر پڑھ دو یا کسی سے پڑھوا دو۔

مسئلہ ۵۔ اس وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جاوے کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا ہے ایسے کام کرو ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاوے کہ مردہ کی خیر خواہی اسی میں ہے ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا یا اور کوئی جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اسے سامنے لانا ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف متوجہ ہو جاوے اور ان کی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بری بات ہے دنیا کی محبت لیکے رخصت ہوئی تو نعوذ باللہ بری موت مری۔

مسئلہ ۶۔ مرتے وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس

کا خیال نہ کرو نہ اس کا چرچا کرو بلکہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی اس وجہ سے ایسا ہوا اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو سب معاف ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتی رہو۔

مسئلہ۔ جب مر جائے تو سب عضو درست کردو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکالکر اس کے دونوں سرے سر پر لیجاؤ اور گرہ لگا دو تا کہ منہ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کردو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کے باندھ دو تا کہ ٹانگیں پھیلنے نہ پاویں پھر کوئی چادر اڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہوسکے جلدی کرو۔

مسئلہ۔ منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

مسئلہ۔ مر جانے کے بعد اسکے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دیجائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔

مسئلہ۔ مر جانیکے بعد جبتک اس کو غسل نہ دیا جاوے اسکے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں۔

نہلانے کا بیان

مسئلہ۔ جب گور و کفن کا سب سامان ہو جاوے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختہ کو لوبان یا اگر کی بتی وغیرہ خوشبو دار چیز کی دھونی دیدو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مردے کو اس پر لٹادو اور کپڑے اتار لو اور کوئی کپڑا ناف سے لیکر زانو تک ڈالدو کہ اتنا بدن چھپا رہے۔

مسئلہ۔ اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی سب الگ بہجاوے گا تو خیر نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوا لو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے

له واذا اريد غسله وضع على سرير مجمر وترا الى سبع ليتيسر سيلان الماء وينصب عنه الماء عند غسله وهذا لازالة الرائحة الكريهة وكيفيته ان يدار المجمرة حول السرير مرة او ثلثا او خمسا او سبعا السرير مجمر قبل وضعه عليه وستر عورته لان النظر اليها حرام ويغسل عورته تحت الخرقة بعد ان يلف على يده خرقة لتصير الخرقة حائلة بينهما وبين العورة لان اللمس حرام كالنظر وجرد اي من ثيابه ليمكنهم التنظيف ووضئ بلا مضمضة ولا استنشاق ويجعل الغاسل خرقة في اصبعه يمسح بها اسنانه ولهاته وشفتيه ويدخل منخريه ايضا وصب عليه ماء مغلى بسدر او حرض والا فالقراح اي ان لم تيسر ذلك فيصب عليه الماء الخالص لان المقصود هو الطهارة ويغسل به وغسل راسه ولحيته بالخطمي وان لم يكن فبالصابون ونحوه واضجع على يساره فيغسل حتى يصل الماء الى ما يلي التخت منه ثم على يمينه كذلك ثم اجلس مسندا اليه ومسح بطنه رفيقا وما خرج منه غسله تنظيفا له ولم يعد غسله وقال خواهر زاده ... المرتاه الا ذلك

بقیہ صفحہ ۶۴ پر۔

گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی گر گرا نہ پڑے۔

مسئلہ ۳۔ نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردے کو استنجا کرا دو لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو اور جو کپڑا ناف سے لیکر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلاؤ پھر اس کو وضو کرا دو لیکن نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منھ دھلاؤ پھر ہاتھ کہنی سمیت پھر سر کا مسح پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح منھ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منھ اور کانوں میں روئی بھر دو تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پاوے جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا اور کسی چیز سے جس سے صاف ہو جاوے جیسے بیسن یا کھلی سے ملکر دھوئے اور صاف کرکے پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جاوے پھر داہنی کروٹ پر لٹا دے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جاوے اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلا دے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھو ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں اب نہ دہراؤ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا دے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔

مسئلہ ۴۔ اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلا دیوے اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلاؤ اور نہلانے

بقیہ صـ۶۳ـ الفراج والثانیۃ بالماء المغلی فیہ سدر او حرض والثالثۃ بالماء الذی فیہ الکافور ونشفہ فی ثوب کیلا یبتل اکفانہ ویجعل الحنوط علی راسہ ولحیتہ لان التطیب سنۃ والکافور علی مساجدہ فیہ موضع سجودہ وذکر الکرخی انہا الجبہۃ والانف والیدان والرکبتان والقدمان ولا یسرح شعرہ ولحیتہ ولا یقص ظفرہ وشعرہ ۱۲ بحر بتصرف صـ۱۸۵ـ ج ۲

کا یہ طریقہ جو بیان ہوا سُنّت ہے اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلا دے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ۔ جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو اگر مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگا دو پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو اور بعضے بعضے کفن میں عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھدیتے ہیں یہ سب جہالت ہے جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔

مسئلہ۔ بالوں میں کنگھی نہ کرو نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو سب اسی طرح رہنے دو

مسئلہ۔ اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں اگرچہ محرم ہی ہو اگر بیوی نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دو ولیکن اس کے بدن میں ہاتھ نہ لگاؤ بلکہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو تب تیمم کراؤ۔

مسئلہ۔ کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بی بی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے۔ اور اگر بیوی مر جاوے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ۔ جو عورت حیض یا نفاس سے ہو وہ مردے کو نہ نہلاوے کہ یہ مکروہ اور منع ہے

مسئلہ۔ بہتر یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلائے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دیندار نیک عورت نہلا دے۔

مسئلہ۔ اگر نہلانے میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے اگر خدانخواستہ مرنے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور کالا ہو گیا تو یہ بھی نہ کہے اور بالکل اس کا چرچا نہ کرے کہ یہ سب ناجائز ہے ہاں اگر وہ کھلم کھلا کوئی گناہ کرتی ہو جیسے ناچتی تھی یا گانے بجانے کا پیشہ کرتی تھی یا رنڈی تھی تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں کہ اور لوگ ایسی باتوں سے بچیں اور توبہ کریں۔

سله و سله ولا یغسل الرجل المرأة ولا المرأة الرجل واذا مات رجل بین النساء تیممه ذات رحم محرم منه او زوجته او امته بغیر ثوب وغیرهن بثوب ولا یغسل الرجل زوجته ما لها تغسل زوجها۔ والما یستحب لغاسل فالاولی ان یکون اقربها الناس الی المیت فان لم یعلم الغسل فاهل الدیانة والورع للحدیث فان کان الغاسل جنبا او حائضا او نفساء جاز ذلك مع الکراهة ۱۲ بحر صاحب الجوهرة وکره للحائض والنفساء والجنب غسل الموتی فان غسلوا اجزأهم لحصول المقصود والا ان غیرهم اولی منهم ۱۲ سله ولا یحکی ما یری من العیوب المکروهة ... او نحوه ستره ۱۲ کبیری

کفن دینے کا بیان

مسئلہ ۱۔ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے ایک کرتہ دوسری ازار تیسرے سر بند چوتھے چادر پانچویں سینہ بند ازار سر سے لیکر پاؤں تک ہونا چاہیئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتہ گلے سے لیکر پاؤں تک ہو لیکن نہ اس میں کلی ہوں نہ آستین اور سر بند تین ہاتھ لمبا ہو اور سینہ بند چھاتیوں سے لیکر رانوں تک چوڑا اتنا لمبا ہو کہ بندھ جاوے

مسئلہ ۲۔ اگر کوئی پانچ کپڑوں میں نہ کفناوے بلکہ فقط تین کپڑے کفن میں دیوے ایک ازار دوسرے چادر تیسرے سر بند تو یہ بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے اور تین کپڑوں سے بھی کم دینا مکروہ اور برا ہے ہاں اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو کم دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ ۳۔ سینہ بند اگر چھاتیوں سے لیکر ناف تک ہو تب بھی درست ہے لیکن رانوں تک ہونا زیادہ اچھا ہے۔

مسئلہ ۴۔ پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دیدو تب اس میں مردے کو کفناؤ۔

مسئلہ ۵۔ کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ پھر ازار اس کے اوپر کرتا پھر مردے کو اس پر لیجا کے پہلے کرتا پہناؤ اور سر کے بالوں کو دو حصہ کرکے کرتے کے اوپر سینے پر ڈالدو ایک حصہ داہنی طرف اور ایک بائیں طرف اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈالدو اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو پھر ازار لپیٹ دو پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر داہنی طرف اس کے بعد پھر سینہ بند باندھو پھر چادر لپیٹو پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف پھر کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ رستہ میں کہیں کھل نہ پڑے۔

سلہ قال فی البحر وکفنہا سنۃ درع وازار ولفافۃ وخمار وخرقۃ لیشد بہا ثدیاہا لحدیث ام عطیۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطی اللواتی غسلن ابنتہ خمسۃ اثواب واختلف فی ابنتہا ففی مسلم انہا زینب وفی ابی داؤد انہا ام کلثوم وقال صاحب المجمع الانہر وسنۃ کفن المرأۃ خمسۃ ازار ودرع ای قمیصہا وہو من المنکب الی القدم بلا جیب ولا دخریص ولا کمین ولفافۃ وخمار وخرقۃ ثم ما من القرن ای من الراس الی القدم والانبعاث فمار وہو ما تغطی بہ المرأۃ راسہا وخاشہا خرقۃ تربط علی ثدییہا وکفایتہا ازار وخمار ولفافۃ وعند الضرورۃ یکفی الحاضر ولا ینقص عن الثلاثۃ بلا ضرورۃ فانہ کرہ ما نقص دلباس کمیمی والصغیرۃ فی قرب والصغیرۃ فی قوبین کلہا الحسن ان یکفن فیما یکفن فیہ البالغ والمراہق بمنزلۃ البالغ و بحر الاکفان وترا بان یدار المجمر ثلاثا او خمسا او سبعا قبل ان یدرج المیت فیہا ای الاکفان والا جمار ہو التطیب والمرأۃ تلبس الدرع اولا وتجعل شعرہا ضفیرتین علی صدرہا فوقہ ای فوق الدرع ثم الخمار فوق ذالک تحت اللفافۃ ثم یعطف الازار ثم اللفافۃ کما فی الرجل ثم الخرقۃ فوق الاکفان لکی لا تنتشر الاکفان وعرضہا ما بین الثدی الی السرۃ ولیعقد الکفن ان خیف ان ینتشر صیانۃ عن الکشف ۱۲ مجمع الانہر

مسئلہ ۶۔ سینہ بند کو اگر سربند کے بعد ازار لپیٹنے سے پہلے ہی باندھ دیا تو یہ بھی جائز ہے اور اگر سب کفنوں کے اوپر سے باندھے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ ۷۔ جب کفنا چکو تو رخصت کرو کہ مرد لوگ نماز پڑھ کر دفنا دیویں۔

مسئلہ ۸۔ اگر عورتیں جنازے کی نماز پڑھ دیں تو بھی جائز ہے لیکن چونکہ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوتا ہے اس لئے ہم نماز اور دفنانے کے مسئلے بیان نہیں کرتے۔

مسئلہ ۹۔ کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں عـــہ ۵ اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں البتہ کعبہ شریف کا غلاف یا اپنے پیر کا رومال وغیرہ کوئی کپڑا تبرکاً رکھدینا درست ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ جو لڑکا زندہ پیدا ہوا پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلایا جاوے اور کفنا کے نماز پڑھی جاوے پھر دفن کر دیا جاوے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جاوے لـــہ۔

مسئلہ ۱۱۔ جو لڑکا ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اس کو بھی اسی طرح نہلاؤ لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دو بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہئیے۔

مسئلہ ۱۲۔ اگر حمل گر جاوے تو اگر بچہ کے ہاتھ پاؤں منہ ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلاوے اور نہ کفناوے کچھ بھی نہ کرے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دے اور اگر اس بچہ کے کچھ عضو بن گئے ہیں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جاوے اور نہلا دیا جاوے لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دیا جائے نہ نماز پڑھی جائے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر کے دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ ۱۳۔ لڑکے کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا حکم ہے البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا

لـــہ ومن استہل بعد الولادۃ سمی وغسل وصلی علیہ والمراد بہ رفع الصوت والاستہلال الصبی ان یرفع صوتہ بالبکاء عند ولادتہ او یوجد منہ ما یدل علی الحیوۃ من تحریک عضو او صراخ او عطاس او تثاؤب او غیر ذلک ۔ وان لم یستہل ادرج فی خرقۃ ولم یصل علیہ وفی الغسل روایتان المختار انہ یغسل ۱۲ جوہرہ ج ۱ ص ۱۲۰

وفی الغسل روایتان المختار انہ یغسل عـــہ ۲ ومن استہل صلی علیہ والا لا والمراد فی الشرع ان یکون منہ ما یدل علی حیاۃ من رفع صوت او حرکۃ عضو ولو ان یطرف بعینہ وذکر المصنف رحمہ اللہ ان الصلوۃ علیہ ویلزم ان یغسل وان یرث ویورث وان یسمی وان لم یستہل یغسل ویسمی ویدرج فی خرقۃ وفی المحیط قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ وان خرج بعض الولد فتحرک فمات فان کان خرج اکثرہ صلی علیہ وان کان اقلہ لم یصل علیہ وفی المجتبی الولد اذا خرج رأسہ وہو یصیح ثم مات قبل ان یخرج لم یرث ولم یصل علیہ ما لم یخرج اکثر بدنہ حیا وتوالد الولد اذا لم یستہل لا یصل علیہ ویلزم منہ ان لا یغسل ولا یورث ولا یرث ولا یسمی واختلفوا فی غسلہ وتسمیتہ واختلفوا فیہا فظاہر الروایۃ عدمہا وفی شرح المجمع اذا وضع المولود سقطا تام الخلقۃ قال ابو یوسف رحمہ اللہ یغسل وقال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ لا یغسل والصحیح وقال ابو یوسف رحمہ اللہ وانا المختار تمام الخلقۃ لا یغسل اجماعا ۱۲ بحر الرائق ۔ ج ۲ ص ۱۹۳

عـــہ ۵ فتاوی ابن الصلاح بعدم جواز کتابۃ سورۃ یٰسین ونحوہا علی الکفن ذکرہ الشامی ج ۱

ہوا اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصّہ نکل آیا اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۴۔ اگر چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئی ہے تو اس کے کفن کے بھی وہی پانچ کپڑے سنت ہیں جو جوان عورت کے لئے ہیں اگر پانچ کپڑے نہ دو تین ہی کپڑے دو تب بھی کافی ہے غرضیکہ جو حکم سیانی عورت کا ہے وہی کنواری اور چھوٹی لڑکی کا بھی حکم ہے مگر سیانی کے لئے وہ حکم تاکیدی ہے اور کم عمر کے لئے بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۵۔ جو لڑکی بہت چھوٹی ہو جوانی کے قریب بھی نہ ہوئی ہو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑے دیئے جائیں اور دو کپڑے دینا بھی درست ہے ایک ازار اور ایک چادر۔

مسئلہ ۱۶۔ اگر کوئی لڑکا مر جاوے اور اس کے نہلانے اور کفنانے کی تم کو ضرورت پڑے تو اسی ترکیب سے نہلاؤ جو اوپر بیان ہو چکی اور کفنانے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر تم کو معلوم ہوا بس اتنا ہی فرق ہے کہ عورت کا کفن پانچ کپڑے ہیں اور مرد[1] کا کفن تین کپڑے ایک چادر ایک ازار ایک کرتہ۔

مسئلہ ۱۷۔ مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ ۱۸۔ جو چادر جنازے کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

مسئلہ ۱۹۔ جس شہر میں کوئی مرے وہیں اسکا گور کفن کیا جاوے[2] دوسری جگہ لیجانا بہتر نہیں ہے۔

---

[1] والسنة ان یکفن الرجل فی ثلاثة اثواب ازار و قمیص و لفافة ... وهذا کفن الکفایة ... واما الثوب الواحد فیکره الا فی حالة الضرورة ... ۱۲ جوہرہ صفحہ ۱۳۰

[2] ولا باس بان ینقل قبل ان یدفن الی قدر میل او میلین ... والی مصر آخر ۱۲ منتقی و مجمع صفحہ ۱۲۰ قال فی مراقی الفلاح ... ۱۲ منہ

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانیوالا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھا دے یا تو اپنی بیوی کی معرفت سمجھا دے یا پڑھنے والی کو ہدایت کر دے کہ ان مسائل کو بطور خود دیکھ لینا اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو اُس کو بھی نہ پڑھا دیں بلکہ ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لے۔ فقط

مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیض اور استحاضہ کا بیان

مسئلہ ۱۔ ہر مہینہ میں جو آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۔ کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کہ کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے اور اگر دس دن رات سے زیادہ خون آیا ہے تو جتنے دن دس سے زیادہ آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر تین دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۴۔ حیض کی مدت کے اندر سرخ زرد سبز خاکی یعنی مٹیالہ سیاہ جو رنگ آوے حیض ہے جب تک گدی بالکل سپید نہ دکھائی دے اور جب بالکل سپید رہے جیسی کہ

لہ وسلہ ہو الدم الخارج من رحم امرأة سلیمۃ من الداء ... ولا یزید علی العشرۃ ولا ینقص عن الثلاث واقل الحیض ثلاثۃ ایام ولیالیہا فما نقص من ذلک فلیس الحیض وہو استحاضۃ اقول علیہ العلومۃ والسلام اقل الحیض ثلثۃ ایام واکثرہ عشرۃ ایام ۱۲ جوہرۃ صفحہ ۱۰/۳۰ سلہ احدلاث عند طلوع الفجر یوم السبت وانقطع عند غروب الشمس یوم الاثنین لا یکون حیضاً ۱۲ بحر صفحہ ۱۹/۱ سلہ الالوان الدمار ستۃ السواد والحمرۃ والصفرۃ والکدرۃ والخضرۃ والتربیۃ وکل ہذہ الالوان حیض فی ایام الحیض الی ان تری البیاض خالصاً لما رویٰ عن یحییٰ بن سعید عن بنت ... عمرۃ عن عمرۃ انہا کانت تقول للنساء اذا ادخلت احداکن الکرسف فخرجت متغیرۃ فلا تصلی حتی لا تری شیئاً ۱۲ بحر صفحہ ۱۹/۱

کر رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہو گئی۔

مسئلہ ۵۔ نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا ہے اس لئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آوے وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اگر پچپن برس کے بعد کچھ نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جاویں گے۔ اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۶۔ کسی کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا پھر کسی مہینے میں زیادہ آگیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں نو دن یا پورے دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آوے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہیں۔

مسئلہ۔ ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آوے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینے میں کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے ہیں گے اور باقی سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ۔ کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا پھر ایک مہینے میں پانچ دن خون آیا اس کے بعد دوسرے مہینے میں پندرہ دن خون آیا تو اس پندرہ دن میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن استحاضہ ہے اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت

سه وما تراه الصغيرة قبل ان تبلغ تسع سنين فليس بمعتبر في الشرع ... ثم اعلم ان الحيض موقت الى سن الاياس واكثر المشائخ قدروه بستين سنة ومشائخ بخارى وخوارزم بخمس وخمسين وعليه الفتوى ... فما رأت بعده لا يكون حيضا في ظاهر المذهب ... ان الحكم بالاياس بعد الخمسين ... وفي شرح الوقاية والمختار انها ان رأت دما قويا كالاسود ... كان حيضا ... وبعده ... دون ذلك ... البحر الرائق بزيادة

صـ۱۹۱ ... سه فلو زاد على عشرة ايام ولها عادة معروفة دون العشرة ردت الى ايام عادتها باتفاق اصحابنا ... فيكون الزائد على العادة استحاضة وان كان داخل العشرة وان لم يجاوز الزائد العشرة فالكل حيض بالاتفاق ۱۲ فتح القدير صـ۲۲۷ ... سه واذا كانت لها عادة في الحيض وفرضنا سبعة اى كانت عادتها ان تحيض سبعة ايام فرأت الدم ... عشر يوما فخمسة ايام بعد السبعة استحاضة ۱۲ شرح وقايه۔ سه وكذا في البحر الرائق صـ۲۱۳

بدل گئی۔ اور پانچ دن کی عادت ہوگئی۔

مسئلہ ۹۔ کسی کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینہ میں کے دن خون آیا تھا تو اس کے مسئلے بہت باریک ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور ایسا اتفاق بھی کم پڑتا ہے اس لئے ہم اس کا حکم بیان نہیں کرتے اگر کبھی ضرورت پڑے تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لینا چاہئیے[۱] اور کسی ایسے ویسے معمولی مولوی سے ہرگز نہ پوچھے[۲]۔

شامی و درمختار ص ۲۹۴/۲۰

مسئلہ ۱۰۔ کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آوے تو سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آوے تو پورے دس دن حیض ہے[۳] اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۱۱۔ کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اس دن سے لے کر دس دن[۴] رات حیض ہے اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جاوے گا۔

مسئلہ ۱۲۔ دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں[۵] سو اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جاوے تو جتنے مہینے تک خون نہ آوے گا پاک رہے گی۔

مسئلہ ۱۳۔ اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ[۶] ہے۔

مسئلہ ۱۴۔ اور ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے اِدھر اُدھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے[۷]۔

[۷] الحیضتین فلا یصلح للفصل بین الدمین ... فان کان خمسۃ عشر یوما فصاعدا یکون فاصلا ۱۲ بحر ص ۲۰۵/۱۲

[۱] اس لئے احکام کو شرع میں حیرہ و متحیرہ کہتے ہیں کیونکہ ان کے مسائل بہت مشکل ہیں اس لئے کتب فقہ میں دیکھنے چاہئیں اور علماء سے تحقیق کرنے چاہئیں ۱۲

[۲] ... ولو کانت المرأۃ مبتدأۃ نحیضہا من کل شہر عشرۃ ایام ای لو کانت المستحاضۃ ابتدأت مع البلوغ مستحاضۃ وبہ الطہر للاول فحیضہا ونفاسہا الاکثر ۱۲ بحر الرائق ص ۲۱۹

[۳] وان کانت مبتدأۃ وزاد علی العشرۃ فالعشرۃ حیض وما زاد استحاضۃ لان الحیض لا یزید علیہا ۱۲ مجمع الانہر ص ۵۴/۱۰

[۴] لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اقل الحیض ثلاثۃ واکثرہ عشرۃ ایام

[۵] واقل الطہر ای الطہر ما بین الحیضتین خمسۃ عشر یوما کذا فی النتائج ۱۲ فتح القدیر ص ۱۲۱/۱۲

[۶] ودور رأت ثلاثۃ دما وخمسۃ عشر طہرا ... الطہر ای خمسۃ عشر یوما ... خمسۃ من اصحاب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وہم ابو یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد وابن المبارک رحمہم اللہ روی کل منہم عنہ فی ہذہ المسئلۃ ای الطہر المتخلل روایۃ الا محمدا رحمہ اللہ فانہ روی عنہ روایتین والمختار باحدہما فالاصل عند ابی یوسف رحمہ اللہ وہو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ الآخر علی ما فی المبسوط ان الطہر المتخلل بین الدمین اذا کان اقل من خمسۃ عشر یوما لا یصیر فاصلا بل یجعل کالدم المتوالی لانہ لا یصلح للفصل ۱۲

مسئلہ ۱۵۔ اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا سو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں باقی سب استحاضہ ہے مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ حیض آنیکا معمول ہے پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آیا کیا۔ سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے اور اگر چوتھی، پانچویں، چھٹی، تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۔ حمل کے زمانہ میں جو خون آوے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ[۱] ہے چاہے جتنے دن آوے۔

مسئلہ ۱۷۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آوے وہ بھی استحاضہ[۲] ہے بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آوے تب تک جو خون آوے گا اس کو استحاضہ ہی کہیں گے۔

حیض کے احکام کا بیان

مسئلہ ۱۔ حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست[۳] نہیں اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد قضا رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ ۲۔ اگر فرض نماز پڑھتے میں حیض آگیا تو وہ نماز بھی معاف[۴] ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آگیا تو اس کی قضا پڑھنا پڑیگی۔ اور اگر

---

[۱] و[۲] وصہ والدم الذی تراہ الحامل وما زاد المز. فی حالۃ ولادتہا قبل خروج الولد استحاضۃ وان لم یکن فیسعا الولد والحیض لانہ انما یخرج من الرحم بخلاف دم الاستحاضۃ فانہ یخرج من الفرج لا من الرحم ۷۰ جوہرہ نیرہ صفحہ ۳۶ سطر ۵

[۳] یمنع صلوٰۃ وصوما فتقضیہ دونہا ای تقضی الصوم ولا تقضی الصلوٰۃ لما فی الکتب الستۃ عن معاذۃ قالت سألت عائشۃ رضی اللہ عنہا فقلت ما بال الحائض تقضی الصوم ولا تقضی الصلوٰۃ ۱۲ بحر صفحہ ۱۹۰ سطر ۱

[۴] ولو حاضت المرأۃ فی وقت الصلوٰۃ ویجب علیہا قضاؤہا بعد الطہر قال فی الجوہرۃ ثم قال بعد سطر ولو شرعت فی الصلوٰۃ النفل او الصوم النفل ثم حاضت وجب علیہا القضاء ۱۲

آدھے روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے اگر نفل روزہ میں حیض آجاوے تو اس کی بھی قضا رکھے۔

مسئلہ ۳۔ اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی[۵] ہے تب بھی معاف ہوگئی۔

مسئلہ ۴۔ حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست[۶] نہیں اور صحبت کے سوا اور سب باتیں درست ہیں یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا وغیرہ درست ہے۔

مسئلہ ۵۔ کسی کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہوگیا تو جب تک نہا نہ لیوے تب تک صحبت کرنا درست[۷] نہیں اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گذر جائے کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جاوے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں۔

مسئلہ ۶۔ اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آکے بند ہوگیا تو نہا کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہولیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں[۸] ہے کہ شاید پھر خون آجاوے۔

مسئلہ ۷۔ اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہو جاوے اسی وقت سے صحبت کرنا درست[۹] ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔

مسئلہ ۸۔ اگر ایک یا دو دن خون آکر بند ہوگیا تو نہانا واجب نہیں ہے وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں اگر پندرہ دن گذرنے سے پہلے خون آجاوے گا تو اب معلوم ہوگا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گذر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم

---

۱۰ انقطع لما دون العشرة دون عادتها لا یقربها وان اغتسلت لانہ یمکن عادتها وفیما اذا انقطع لاقل لتمام عادتها ان اغتسلت او مضی علیها وقت صلوٰة حل وطؤها ۱۲ بحر صـ ۲۰۳/۱

۵ او رکبھا الحیض بعد ما شرعت فی الصلوٰة او قبل الشروع وسواء بقی من الوقت مقدار ما یسع الاداء الفرض ام لا ولو شرعت فی صلوٰة التطوع او صوم النفل ثم حاضت وجب علیها القضاء ۱۲ الجوہرة صـ ۳۱/۱ ۶ وقربان ماتحت الازار ای ویمنع الحیض قربان زوجها ماتحت ازارها ۱۱ وحرمة وطئها یحکم علیها بالله تعالیٰ ولا تقربوهن حتی یطهرن ووطئها فی الفرج عالما بالحرمة عامدا مختارا کبیرة لا جاهلا ولا ناسیا ولا مکرها فلیس علیه الا التوبة والاستغفار ۱۲ بحر صـ ۱۹۷/۱ ونقل صاحب البحر فی مقام آخر انه یجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها وماتحت الرکبة ما تحتها والحرم الاستمتاع بما بینهما وفی آکی التسق من عبارة لبعضهم یستمتع بما فوق السرة وما تحت الرکبة کما لا یخفی فیجوز الاستمتاع فیما ماذکر ولو بلا حائل وکذا بما بینهما بحائل بغیر الوطء ۱۲ صـ ۱۹۵/۱ ۷ اعلم ان الدم اذا انقطع علی عادتها وصلاة الدم اما ان ینقطع لتمام العشرة او دونها لتمام العادة او دونها فاذا انقطع لتمام العشرة ... الانقطاع ویستحب ان لا یطأها حتی تغتسل ...

ہوا کہ استحاضہ تھا سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھنا چاہیئے۔

۹ مسئلہ - تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جاوے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ قضا نہ پڑھنا پڑے گی اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اس لیئے سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے۔ پس گیارہویں دن نہاوے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔

۱۰ مسئلہ - اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کے نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جاوے گی اور قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔

۱۱ مسئلہ - اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنا چاہیئے۔

۱۲ مسئلہ - اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے شام تک روزہ داروں کی طرح سے رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں حساب نہ ہو گا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑے گی۔

ف ولو زادت وانقطع (؟) ولم تجاوز العشرة كان الكل حيضها بالاتفاق . . . . .

. . . . . .

۱۲ بحر صفحہ ۲۰۳ ۔ وما علم ان مدة الاغتسال معتبرة من الحيض في الانقطاع لاقل من العشرة وان كان تمام عادتها بخلاف الانقطاع للعشرة حتى لو طهرت في الاول والباقي قدر الغسل والتحريمة فعليها قضاء تلك الصلوة ولو طهرت في الثانية تشترط ان يكون الباقي قدر التحريمة فقط والانقطاع ان كان في اول الوقت فلا شيء (؟) فلا بد للحل من خروج الوقت وان كان في آخره فان بقي منه مقدار الغسل والتحريمة وخرج الوقت حل وطؤها ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۲۰۳ ج ۱

سکہ حاشیہ سابقہ دیکھیئے

سکہ ويمسك بقية يوم حيض بلغ وكافر اسلم وحائض طهرت ومسافر قدم ولا يقضي الا ولكن يقضيان الثانية ای ادائهما في نهار رمضان يمسك بقية اليوم لحرمة رمضان ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۳۱۶ ج ۱

مسئلہ ۱۳۔ اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ پھرتی سے غسل تو کر لے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ پاوے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کر لے اور صبح کو نہا لیوے۔ اور جو اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے۔ لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ ۱۴۔ جب خون سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آوے تب سے حیض شروع ہو جاتا ہے اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لیوے جس سے خون باہر نہ نکلنے پاوے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگاویں گے جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آ جاوے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔

مسئلہ ۱۵۔ پاک عورت نے رات کو فرج داخل میں گدی رکھ لی تھی جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگا دیں گے۔

استحاضہ کے احکام کا بیان

مسئلہ ۱۔ استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کی نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو ایسی عورت نماز

۱؎ صبح وضعت ۱۲ شرح وقایہ صفحہ

لہ و اذا طہرت فی اللیل لعشرۃ ایام یصح صومہ ذلک الیوم وان کان الباقی من اللیل لمحۃ وان طہرت لاقل من عشرۃ یصح الصوم ان کان الباقی من اللیل مقدار ما یسع الغسل والتحریمۃ فان لم تغتسل فی اللیل بل فی النہار لا یضر ذلک ولا یحل صومہا ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۲۹ سلہ وسلہ اعلم ان مبدأ الحیض من وقت خروج الدم الی الفرج الخارج ما دام لم یصل الی الفرج الخارج بحیلولۃ الکرسف لا تقطع الصلوۃ فعند وضع الکرسف انما یتحقق الخروج اذا وصل الدم الی ما یحاذی حرف الفرج الخارج من الکرسف فاذا احمر من الکرسف ما یحاذی الفرج الداخل لا یتحقق الخروج الا اذا رفعت الکرسف لیتحقق الخروج من وقت الرفع وکذا فی الاستحاضۃ والنفاس والبول موضع الکرسف موضع البکارۃ ویکرہ فی الفرج الداخل فالطاہرۃ اذا وضعت اول اللیل وحین اصبحت رأت علیہ اثر الدم فالآن یثبت حکم الحیض والحائضۃ اذا وضعت اول اللیل ورأت علیہ البیاض فی الصبح ...

بھی پڑھے روزہ بھی رکھے قضا نہ کرنا چاہئیے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے ۔

نوٹ :- استحاضہ کے احکام بالکل معذور کے احکام کی طرح ہیں جو حصہ اوّل میں بیان ہو چکے ہیں ملاحظہ ہوں ۔ ۱۲

نفاس کا بیان

مسئلہ ۱ ۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے[2] جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی آ کر خون بند ہو جاوے تو وہ بھی نفاس ہے ۔

مسئلہ ۲ ۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آوے تب بھی جننے[3] کے بعد نہانا واجب ہے ۔

مسئلہ ۳ ۔ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا اسوقت جو خون آوے وہ بھی نفاس ہے[4] اور اگر آدھے سے کم نکلا تھا اسوقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے اگر ہوش و حواس باقی ہوں تو اسوقت بھی نماز پڑھے نہیں تو گنہگار ہوگی نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضا نہ کرے لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہو جانیکا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے ۔

مسئلہ ۴ ۔ کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آوے گا وہ بھی نفاس ہے[5] اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں پس اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض بھی نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آوے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے ۔

مسئلہ ۵ ۔ اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل ہی بچہ ہوا تو چالیس دن نفاس

کو لو لم یظہر من خلقہ شئی فلا یکون ولدا ولا تثبت ہذہ الاحکام فلا نفاس لہا لکن ان امکن جعل المرئی من الدم حیضا بان یدوم الی اقل مدۃ الحیض وتقدمہ طہر تام یجعل حیضا وان لم یمکن کان استحاضۃ ۱۲ بحر ص ۲۱۸ و ۲۱۹ ج ۱

[1] ثم بین المصنف حکم الاستحاضۃ فقال لا تمنع ای الاستحاضۃ صلوٰۃ و صوما و وطیا و دم الاستحاضۃ کرعاف دائم ۱۲ شرح وقایہ ص ۱۳۰ ج ۱

[2] ہو دم خارج من الرحم من القبل بعد خروج اکثر الولد ۱۲ و قال فی شرح الوقایہ والنفاس دم یعقب الولد ولا حد لاقلہ واکثرہ اربعون یوما ۱۲ ص ۱۳۰ ج ۱

[3] ولو ولدت ولم تر دما فعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ و زفر رحمہ اللہ علیہا الغسل احتیاطا و یبطل صومہا ان کانت صائمۃ ۱۲ دیبقی ص ۶۴

[4] والدم الخارج عقب خروج اکثر الولد کالخارج عقب کلہ فیکون نفاسا وان خرج الاقل لا یکون حکمہا حکم النفساء ولا تسقط عنہا الصلوٰۃ ولو لم تصل تکون عاصیۃ لربہا وافاد ان ما تراہ من الدم فی حال ولادتہا قبل خروج اکثر الولد استحاضۃ فتوضا ان قدرت فی ہذہ الحالۃ او تیمم و تومی بالصلوٰۃ ولا تؤخر لا عذر الصبی القادر کذا فی المجتبیٰ ۱۲ بحر ص ۲۱۸ ج ۱

[5] وہو الولد الساقط قبل تمامہ وہو کالساقط بعد تمامہ فی الاحکام فتصیر المرأۃ بہ نفساء

کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے۔[۵] پس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کرے خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اسکی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اُتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۶۔ کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گذر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہاوے اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جاوے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے[۱] اس لئے اب فوراً غسل کر ڈالے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔

مسئلہ ۷۔ اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس کا بند ہو جاوے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کرے ہر گز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔

مسئلہ ۸۔ نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ اسکی قضا رکھنا چاہیئے اور روزہ و نماز اور صحبت کرنے کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۹۔ اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس[۲] کی مدت پہلے بچہ سے لی جائے گی۔ اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا دو ایک مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچہ سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔

نفاس اور حیض وغیرہ کے احکام کا بیان

مسئلہ ۱۔ جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں

نفتسل وتصلی کما وصفت الثانی وهو الصحیح ۱۲ بحر صفحہ ۲۲۰

---

۵ واکثرہ اربعون یوما والزائد استحاضۃ ومراد المبتداۃ واما صاحبۃ العادۃ فاذا زاد دمہا علی الاربعین فانہا ترد الی ایام عادتہا ۱۲ بحر وقد بیّن صفحہ ۲۲۰ ۱ ولو زاد الدم علی اکثر الحیض والنفاس فما زاد علی عادتہا استحاضۃ ۱۲ بحر صفحہ ۲۱۳ ۳ وذکر شیخ الاسلام فی مبسوطہ اتفق اصحابنا علی ان اقل النفاس ما یوجد فانہا کما ولدت اذا رأت الدم ساعۃ ثم انقطع الدم عنہا فانہا تصوم وتصلی ۱۲ بحر صفحہ ۲۲۰ ۴ والنفساء کالحائض ثم ان احکام الحیض والنفاس اثنا عشر ثمانیۃ مشترکۃ واربعۃ مختصۃ بالحیض ۱۲ بحر بلفظہ صفحہ ۱۹۴ ۵ ونفاس التوامین من الاول وہما الولدان اللذان بین ولادتہما اقل من ستۃ اشہر وہذا مذہب ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ وقال محمد وزفر رحمہما اللہ من الثانی والاول استحاضۃ وافاد المصنف رحمہ اللہ ان ما تراہ عقب الثانی ان کان قبل الاربعین فہو نفاس الاول وتمامہا استحاضۃ بعد تمامہا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ۔

جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں البتہ اگر کلام مجید جزدان میں یا رومال میں لپٹا ہو یا اُس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہو لی ہو اور جلد کے ساتھ سِلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اتار سکے تو اس حال میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے ۔

مسئلہ ۲ - جس کا وضو نہ ہو اس کو بھی کلام مجید کا چھونا درست نہیں البتہ زبانی پڑھنا درست ہے ۔

مسئلہ ۳ - جس روپیہ یا پیسہ میں یا طشتری میں یا تعویذ میں یا اور کسی چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی چھونا ان لوگوں کے لئے درست نہیں البتہ اگر کسی تھیلی میں یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے ۔

مسئلہ ۴ - کرتے کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کو پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اس سے پکڑ کے اٹھانا جائز ہے ۔

مسئلہ ۵ - اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن وہ آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جاوے ۔

مسئلہ ۶ - اگر الحمد کی پوری سورت دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور یہ دعا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا آخر تک جو سورۂ بقر کے آخر میں

ے الحدث المس ای مس القرآن ومنہا ای المس وقراۃ القرآن الجنابۃ ملخصا کذا فی البحر ۲۰۳ ۱۲ ؎ وکذا لا یجوز لہا مس شئی مکتوب فیہ شئی من القرآن من لوح او درہم او غیر ذالک ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ ۳۰ ؎ ولا یجوز لہ مس المصحف بالثیاب التی علیہ لانہا بمنزلۃ البدن ۱۲ حاشیہ بحر ۲۶ ؎ قال فی البحر وقد اختلف فیما دون الآیۃ والذی ینبغی ترجیح القول بالمنع ۱۲ بحر ۱۹۹ ؎ واما اذا قرأ علی قصد الثناء او افتتاح امر لا یمنع فی اصح الروایات وفی التسمیۃ اتفاق انہ یجیع اذا کان علی قصد الثناء او افتتاح امر کذا فی البحر بیت ولو انہ قرأ الفاتحۃ علی سبیل الدعاء او شیئا من الآیات التی فیہا معنی الدعاء ولم یرد بہ القراۃ فلا باس بہ الخ واختارہ الحلوانی وذکر فی غایۃ البیان انہ المختار ۱۲ بحر ۱۹۹

ف ۵ ویمنع دخول المسجد لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانی لا احل المسجد لحائض ولا جنب ۱۲ مجمع الانہر ۵۳ ویمنع الحیض الطواف بالبیت وکذا الجنابۃ لما فی الصحیحین انہ علیہ الصلوٰۃ قال لعائشۃ رضی اللہ عنہا حاضت بسرف افعلی ما یفعل الحاج غیر ان لا تطوفی بالبیت حتی تغتسلی فکان حراما ولو تطہرت کانت عاصیۃ سابقہ ۱۲ بحر ۱۹۶ ویمنع الحیض قراۃ القرآن وکذا الجنابۃ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن رواہ الترمذی وابن ماجہ وحسنہ المنذری ویمنع الحائض مس القرآن الا بغلافہ لما روی الحاکم فی المستدرک وفی تفسیر الغلاف اختلاف فقیل الجلد المشرز وفی غایۃ البیان انہ مشرز ای عزاہ مشدود بعضہا الی بعض من التشریز ولیست بعربیۃ وفی الکافی والغلاف الجلد الذی علیہ فی الاصح وقیل ہو المتصل کالخریطۃ ونحوہا والمنفصل بالمصحف منہ حتی یدخل فی بیعہ بلا ذکر وصححہ القول فی الہدایۃ وکثیر من الکتب وزلوتی السراج الوہاج انہ علیہ الفتوی ۲ ؎ ویمنع

لکھی ہیں یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔[1]

مسئلہ۔ دعاء قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔[2]

مسئلہ۔ اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے کرانا درست ہے[3] اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر کے آیت کا رواں کہلا دے۔

مسئلہ ۹۔ کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ منع نہیں ہے یہ سب درست ہے[4]

مسئلہ ۱۰۔ حیض کے زمانہ میں مستحب ہے[5] کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھکر اللہ اللہ کر لیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جاوے۔ اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبراوے نہیں۔

مسئلہ ۱۱۔ کسی کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آگیا تو اب اسپر نہانا واجب[6] نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو تب نہاوے ایک ہی غسل دونوں باتوں کی طرف سے ہو جاوے گا۔

نجاست کے پاک کرنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ بدن میں یا کپڑے میں منی لگ کر سوکھ گئی تو کھرچ کر خوب مل ڈالنے سے پاک ہو جاوے[2] گا اور اگر ابھی سوکھی نہ ہو تو فقط دھونے سے پاک ہوگی۔ لیکن اگر کسی نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا تھا ایسے وقت منی نکلی تو وہ ملنے سے پاک نہ ہوگی اس کو دھونا چاہیئے۔

[1] فعند ابی یوسف رحمہ اللہ الغسل من الاول وہو الجنابۃ وعند محمد رحمہ اللہ ہو منہما جمیعا ۱۲ جوہرۃ نیرہ ص۱۲ج۱ [2] ویطہر البدن والثوب والخف اذا اصابہ منی لیفرکہ ان کان یابسا ولغسلہ ان کان رطبا ۱۲ بحر ص۲۳۴ج۱

[1] واما الاذکار فالمنقول منہا مطلقا ویدخل فیہا۔ اللہم اہدنا الی آخرہ واما اللہم انا نستعینک الی آخرہ الذی ہو دعاء القنوت عندنا فالظاہر من المذہب انہ لا یکرہ بہا وعلیہ الفتوی کذا فی الفتاوی الظہیریۃ وعن محمد رحمہ اللہ یکرہ فلذا حصل الاجماع القطعی الیقینی علی انہ لیس بقرآن ۱۲ بحر ص۲۰۰ج۱

[2] ولا یکرہ التہجی للجنب بالقرآن والتعلم للصبیان حرفا حرفا ای کلمۃ کلمۃ مع القطع بین کل کلمتین علی قول الکرخی وفی السراج قال اصحابنا المتأخرون ولو کانت الی النصف او النصف معلمۃ جاز لہا ان تلقن اصبیان کلمۃ کلمۃ وتقطع بین الکلمتین ۱۲ حاشیہ بحر ص۲۰۱ج۱

[3] حاشیہ بحر صفحہ ہذا کذا

[4] واما الحائض فقالوا انہ یستحب لہا ان تتوضأ لوقت کل صلوۃ وتقعد علی مصلاہا تسبح وتہلل وتکبر وفی روایۃ یکتب لہا ثواب احسن صلوۃ کانت تصلی وصحح فی الظہیریۃ انہا تجلس مقدار اداء فرض الصلوۃ کیلا تنسی العادۃ ۱۲ بحر ص۲۰۳ج۱

[5] ولو اجنبت المرأۃ ثم حاضت فاغتسلت

نماز کا بیان

مسئلہ۔ کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے لیکن ابھی سب نہیں نکلا کچھ باہر نکلا ہے اور کچھ نہیں نکلا ایسے وقت بھی اگر ہوش و حواس باقی ہوں تو نماز پڑھنا فرض ہے قضا کر دینا درست نہیں[۱] البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز قضا کر دینا درست ہے۔ اسی طرح دائی جنائی کو اگر یہ خوف ہو کہ اگر میں نماز پڑھنے لگوں گی تو بچہ کو صدمہ پہنچیگا۔ تو ایسے وقت دائی کو بھی نماز کا قضا کر دینا درست ہے لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا پڑھ لینا چاہیئے۔

جوان ہونے کا بیان

مسئلہ[۱]۔ جب کسی لڑکی کو حیض آگیا یا ابھی تک کوئی حیض تو نہیں آیا لیکن اس کے پیٹ رہ گیا یا پیٹ بھی نہیں رہا لیکن خواب میں مرد سے صحبت کراتے دیکھا اور اس سے مزہ آیا اور منی نکل آئی[۲] ان تینوں صورتوں میں وہ جوان ہو گئی روزہ وغیرہ شریعت کے سب حکم احکام اس پر لگائے جاویں گے اور اگر ان تینوں باتوں سے کوئی بات نہیں پائی گئی لیکن اس کی عمر پورے پندرہ برس کی ہو چکی ہے تب بھی وہ جوان سمجھی جاوے گی۔ اور جو حکم جوان پر لگائے جاتے ہیں اب اس پر لگائے جاویں گے۔

مسئلہ۲۔ جوان ہونے کو شریعت میں بالغ ہونا کہتے ہیں نو برس[۳] سے پہلے کوئی عورت جوان نہیں ہو سکتی اگر اس کو خون بھی آوے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے جس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

دوسرا حصہ بہشتی زیور کا تمام ہوا۔

سلہ ولا تسقط عنها الصلوٰة ولو لم تصل تكون عاصية لربها ثم كيف تصلي قالوا تؤتى بقدر فيجعل القدر تحتها ويحفر لها حفيرة تجلس هناك وتصلي كيلا تؤذي ولدها فتتوقعا ان فعلت في هذه الحالة اوتيمم وتومي بالصلوٰة ولا تؤخرها فاذا خافت القابلة اوامرها فلا بأس بتأخير الصلوٰة ۱۲ بحر برباد حصہ ۲

سلہ وبلوغ الجارية بالحيض والاحتلام والحبل فان لم يوجد فحتى يتم لها سبعة عشر سنة وقال ابو يوسف ومحمد رحمهما الله اذا تم للغلام والجارية خمسة عشر سنة فقد بلغ ۱۲ ق. ہدی ع ۸

سلہ وادنى المدة في حقه اثنتا عشرة سنة وفي حقها تسع سنين ۱۲ كنز بلفظہ ۳ ولقد استراح البال لیدان بسط البلوغ عن التحشية على الكتاب التالية على الكتاب الازهر المعروف به بہشتی زیور والحمد لله على تمامه وحسن ختامه وانا العبد المعروف بمحمد عتيق الله مبندی [illegible]

۱۲

ضمیمہ اُولیٰ بہشتی زیور ۲

مُلقبہ بہشتی جوہر کا دُوسرا حصہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نماز کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ یعنی بیشک نماز روک دیتی ہے بیحیائی اور گناہ سے غرض یہ ہے کہ نماز باقاعدہ پڑھنے سے ایسی برکت ہوتی ہے جس سے نمازی تمام گناہوں سے باز رہتا ہے۔ اگرچہ اور بھی بعض عبادتیں ایسی ہیں جن سے یہ برکت حاصل ہوتی ہے۔ مگر نماز کو اس میں خاص دخل ہے اور نماز کو اس باب میں اعلیٰ درجہ کی تاثیر ہے مگر یہ ضرور ہے کہ نماز سنت کے موافق عمدہ طور سے ادا کی جائے۔ نمازی یہ سمجھے کہ میں اللہ پاک کی عظمت بجا لاتا ہوں ظاہر اور باطن سکون و عاجزی سے بھرا ہو۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ جس درجہ نماز کو کامل ادا کریگا اسی درجہ کی برکت حاصل ہوگی۔ کوئی عبادت نماز سے زیادہ محبوب حق تعالیٰ کو نہیں ہے۔ پس مسلمان کو ضرور ہے کہ ایسی عبادت جو تمام گناہوں سے روک دے۔ اور دوزخ سے نجات دلادے۔ اس کو نہایت اہتمام سے ادا کرے اور کبھی قضا نہ کرے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حضرت امام حسن بصری بڑے درجہ کے عالم اور دُرویش ہیں۔ اور صحابہ کے دیکھنے والے ہیں۔ حافظ محدث ذہبیؒ نے ان کے حالات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے) کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے ایسی نماز پڑھی کہ اس نماز نے اس نمازی کو بیحیائی کے (کاموں) اور گناہ (کی باتوں) سے نہ روکا تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے دُوری کے سوا اور کسی بات میں نہ بڑھا۔ اس نماز کے سبب یعنی اس کو نماز کے سبب

---

۱ عن عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] واجب دخل الجنۃ ۱۲ جامع الاصول [illegible] عن ابن [illegible] رضی اللہ [illegible] ادم [illegible]

[illegible] جامع الاصول [illegible]

مراد اس آیت میں نماز [illegible] حدیث سے مراد [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

احب الی اللہ [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۹۰

قرب خداوندی اور ثواب میسر نہ ہوگا بلکہ اللہ میاں سے دوری بڑھے گی۔ اور یہ سزا ہے اس بات کی کہ اس نے ایسی پیاری عبادت کی قدر نہ کی۔ اور اس کا حق ادا نہ کیا۔ پس معلوم ہوا کہ نماز قبول ہونے کی کسوٹی اور پہچان یہ ہے کہ نمازی نماز پڑھنے کے سبب گناہوں سے باز رہے اور کبھی اتفاق سے کوئی گناہ ہو جاوے تو فوراً توبہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ بڑے درجہ کے صحابی اور بڑے عالم اور متقی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک حال یہ ہے کہ اس نمازی کی نماز مقبول نہیں ہوتی۔ اور اس کو ثواب نہیں ملتا۔ گو بعضی صورتوں میں فرض سر سے اتر جاتا ہے اور کچھ ثواب بھی ملجاتا ہے۔ جو نماز کی تابعداری نہ کرے اور نماز کی تابعداری (کی پہچان یا اس کا اثر) یہ ہے کہ نماز نمازی کو بے حیائی (کے کاموں) اور گناہ (کی باتوں) سے روک دے (۱) ھ اور حدیث میں ہے کہ ایک مرد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ تحقیق فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے۔ یعنی شب بیدار اور عبادت گذار ہے، پھر جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا بیشک عنقریب نماز اس کو اس کام سے روک دیگی جسے تو بیان کرتا ہے۔ (یعنی چوری کرنا چھوڑ دیگا اور گناہ سے باز آوے گا) اخرجہ احمد و ابن حبان والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلفظ قال رای ابو ہریرۃ جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فلانا یصلی باللیل فاذا اصبح سرق قال انہ سینہاہ ما تقول اوردہ الامام السیوطی فی الدر المنثور۔

حضرت عبادہ بن الصامت (یہ صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت بندہ وضو کرتا ہے پس عمدہ وضو کرتا ہے (یعنی سنت کے موافق اچھی طرح وضو کرتا ہے) پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے پس پورے طور پر نماز کا رکوع کرتا ہے اور پورے طور پر نماز کا سجدہ کرتا ہے۔ اور پورے طور پر نماز میں قرآن پڑھتا ہے (یعنی رکوع سجدہ قرأت اچھی طرح ادا کرتا ہے) تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی۔ (یعنی میرا حق ادا کیا مجھے ضائع نہ کیا) پھر وہ نماز آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں کہ اس میں چمک اور روشنی ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں (تاکہ اندر پہنچ جاوے اور مقبول ہو جاوے۔ اور جبکہ

سلہ وعن انس رضی اللہ عنہ من صلی الصلوات لوقتہا واسبغ لہا وضوءہا واتم لہا قیامہا وخشوعہا ورکوعہا وسجودہا خرجت وہی بیضاء مسفرۃ تقول حفظک اللہ کما حفظتنی ومن صلی لغیر وقتہا ولم یسبغ لہا وضوءہا ولم یتم لہا خشوعہا ولا رکوعہا ولا سجودہا خرجت وہی سوداء مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بہا وجہہ ۱۲ مجمع الزوائد ص ۳۰۲/۱

بندہ اچھی طرح وضو نہیں کرتا اور رکوع اور سجدہ اور قرأت اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ (نماز) کہتی ہے خدا تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں کہ اس پر اندھیرا ہوتا ہے اور دروازے آسمان کے بند کر دیئے جاتے ہیں (تاکہ وہاں نہ پہنچے اور مقبول نہ ہو) پھر لپیٹ دی جاتی ہے جیسے کہ پرانا کپڑا (جو بیکار ہوتا ہے) لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر وہ نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے (یعنی قبول نہیں ہوتی اور اس کا ثواب نہیں ملتا۔

حضرت عبداللہؓ بن مغفل (صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوروں میں بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس طرح اپنی نماز کو چراتا ہے فرمایا پورے طور سے اس کا رکوع اور اس کا سجدہ نہیں ادا کرتا اور بخیلوں میں بڑا بخیل وہ شخص ہے جو سلام سے بخل کرے (رواہ الطبرانی فی الثلثة و رجالہ ثقات کذا فی مجمع الزوائد۔) غرض یہ ہے کہ نماز جیسی سہل اور عمدہ عبادت کا حق نہ ادا کرنا بڑی چوری ہے جس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے مسلمانوں کو غیرت چاہیے کہ نماز پورے طور پر ادا نہ کرنے سے ان کو ایسا برا خطاب دیا گیا۔

حضرت انسؓ بن مالک (یہ صحابی ہیں) جن کا ذکر ضمیمہ حصہ اوّل میں گذر چکا ہے ان سے روایت ہے کہ باہر تشریف لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس دیکھا ایک مرد کو مسجد میں کہ اپنا رکوع اور اپنا سجدہ پورے طور سے ادا نہیں کرتا سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قبول کی جاتی نماز اس مرد کی جو پورے طور سے اپنا رکوع اور اپنا سجدہ نہیں ادا کرتا۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر وفیہ ابراہیم بن عبادہ الکرمانی ولم اجد من ذکرہ کذا فی مجمع الزوائد)

حضرت ابوہریرہؓ (یہ بڑے درجہ کے عالم اور بڑے عبادت گذار اور بڑے ذکر کرنے والے اور صحابی ہیں) صحابہ میں حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ حدیث کے جاننے والے تھے اور کوئی صحابی ابوہریرہؓ سے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہ تھا ان کا نام عبدالرحمن ہے ابوہریرہ کنیت ہے اور ابتدائی حال میں یہ تنگدست تھے یہاں تک کہ فاقوں اور بھوک کی تکلیف بھی اٹھائی ان کے اسلام لانے کا قصہ طویل ہے۔ ابتداء میں باوجود ضرورت کے بوجہ تنگدستی کے نکاح بھی نہ کر سکے۔ پھر بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی دنیاوی حالت درست ہو گئی اور مال میں ترقی ہوئی اور مدینہ منورہ کے حاکم مقرر کیے گئے۔ حاکم ہونے کی حالت میں لکڑیوں کا گٹھا لے کر بازار میں گذرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ راستہ کشادہ کرو حاکم کے لئے۔ یعنی میرے نکلنے کے لئے راستہ چھوڑو دیکھو باوجود اتنے بڑے عہدہ دار ہونے

کے اپنا کام (اور وہ بھی اس طرح کہ معمولی عزت دار آدمی اس طرح کام کرنے سے اپنی ذلت سمجھتا ہے) خود کرتے تھے۔ اور ذرا بڑائی کا خیال نہ تھا کہ میں گنگر ہوں کسی ماتحت یا نوکر سے یہ کام لے لوں۔ یہ طریقہ ان حضرات کا جنہوں نے سالار انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی تھی اور آپ کی صحبت اٹھائی تھی۔ آج ہر شخص اپنے کو ذرا سا رتبہ حاصل ہونے پر بہت بڑا سمجھنے لگتا ہے اور پھر دعویٰ اسلام اور دعویٰ محبت رسول مقبول کرتا ہے مگر حقیقت میں محبت رسول کی وہ ہے جو آپ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور آپ کی سنت کی ہر کام میں تابعداری کرتا ہے خوب کہا ہے۔ ؎

وکل یدعی وصلا بلیلی ولیلی لا تقر لہم بذاک

یعنی ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے لیلیٰ کا وصال ہو گیا۔ اور لیلیٰ اس بات کا ان لوگوں کے لئے اقرار نہیں کرتی۔ سو ان لوگوں کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ و رسول کی محبت کا مدعی ہو۔ اور حدیث و قرآن کے خلاف عمل کرے۔ اور اللہ و رسول اس کے دعوے کی تکذیب کریں تو اس کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حدیث میں صاف مذکور ہے کہ طریق حق وہ ہے جس پر میں (یعنی رسول اللہؐ) اور میرے صحابہ ہیں۔ اس حدیث سے خوب واضح ہے کہ جو طریقہ خلاف طریق رسولؐ ہو وہ گمراہی ہے اور اس پر عمل کرنے والے سے رسول اللہؐ سخت ناخوش ہیں۔ اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پرورش پائی اس حال میں کہ میں یتیم تھا۔ اور میں نے ہجرت کی (مدینہ کو) اس حال میں کہ میں مسکین تھا اور میں غزوان کی بیٹی کا نوکر تھا کھانے کی عوض اور اس شرط پر کہ کبھی سفر میں پیدل چلوں اور کبھی سوار ہولوں۔ میں ان کے اونٹ ہانکتا تھا شعر پڑھ کر۔ - - - - - (عرب میں اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلاتے ہیں جس سے اونٹ بسہولت چلے جاتے ہیں) اور میں لکڑیاں لاتا تھا ان کے (یعنی اپنے مالک کے گھر والوں کے لئے) جب وہ اترتے تھے (یعنی کہیں پڑاؤ ڈالتے تھے) پس شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو مضبوط کیا۔ اور ابوہریرہؓ کو امام اور پیشوا بنایا۔ یعنی دین اسلام قبول کر کے یہ دولت حاصل ہوئی کہ امامت دین کی میسر ہوئی اور یہ خدا کی نعمت کا شکر ادا فرمایا۔ بطور تکبر اور فخر کے اپنے کو پیشوا نہیں کہا اور خدا کی نعمت کا اظہار کرنے اور اس کا شکریہ ادا کرنے کو کہ جتنا درجہ انسان کو حاصل ہو اس کا ظاہر کرنا ثواب ہے اور باعتبار فخر و تکبر منع اور حرام ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان غنیمتوں کے مال میں ہم سے کچھ نہیں مانگتے۔ پس میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے علم سکھلائیں اس علم میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلایا ہے۔ سو اتار لیا آپ نے اس کملی کو جو میرے پشت پر تھی (یعنی میں اس کو اوڑھے ہوئے تھا۔ پھر اسے بچھایا میرے

اور اپنے درمیان) یہاں تک کہ گویا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں جوؤں کی طرف جو چلتی تھیں اس پر پھر آپ نے مجھ سے کچھ کلمات فرمائے (بطور تعلیم کے دیر تک) یہاں تک کہ جب آپ وہ کلمات پورے فرما چکے تو فرمایا کہ اس کو اکٹھا کر لے اور سمیٹ لے پھر اس کو اپنے سینے سے لگا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں ایسا ہو گیا کہ میں ایک حرف نہیں ساقط کرتا ہوں اس (علم) سے جو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا (یعنی حافظہ بہت عمدہ ہو گیا) اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار بارہ ہزار بار روز کرتا ہوں یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ یا اس کے مثل اور کچھ الفاظ بارہ ہزار بار روز پڑھتے تھے۔ اور ان کے پاس ایک ڈورہ تھا جس میں دو ہزار گرہ لگی تھیں سوتے نہیں تھے جب تک کہ اس تعداد یعنی دو ہزار بار سبحان اللہ نہ پڑھ لیتے یعنی سونے سے پہلے اس قدر سبحان اللہ پڑھتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو بڑے درجہ کے صحابی اور عالم ہیں اور سنت کی تابعداری کا اس قدر شوق تھا کہ آپ نے طریقہ سنت کا اس قدر تلاش کیا کہ لوگوں کو یہ اندیشہ تھا اس محنت میں شاید ان کی عقل جاتی رہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نعم الرجل عبد اللہ لو کان یصلی من اللیل یعنی اچھا مرد ہے عبداللہ ابن عمر کاش کہ نماز پڑھتا تہجد کی۔ سبب اس کے آپ نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑی۔ اور رات کو کم سوتے تھے۔ سو وہ فرماتے ہیں کہ اے ابوہریرہؓ تم بیشک زیادہ رہنے والے تھے ہم لوگوں (یعنی صحابہ) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور زیادہ جاننے والے تھے ہم لوگوں میں آپ کی حدیث کے حضرت طفاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں چھ ماہ تک ابوہریرہؓ کا مہمان رہا۔ سو نہ دیکھا میں نے کسی مرد کو صحابہ میں سے کہ بہت مستعد ہو اور بہت خدمت کرے مہمان کی۔ ابوہریرہؓ سے زیادہ اور حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سات روز تک حضرت ابوہریرہؓ کا مہمان رہا۔ سو ابوہریرہؓ اور آپ کی بیوی اور آپ کا خادم یکے بعد دیگرے رات کے تین حصوں میں نوبت بنوبت جاگتے تھے (یعنی ایک شخص) نماز پڑھتا تھا۔ پھر دوسرے کو جگاتا تھا اور خود آرام کرتا تھا) پس (وہ) نماز پڑھتا تھا (دوسرا آرام کرتا تھا اور) تیسرے کو جگاتا تھا۔ (اور وہ نماز پڑھتا تھا یہ قصے تذکرۃ الحفاظ بخاری وغیرہ سے لکھے گئے ہیں) سو ان سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم میں کسی کی یہ ستون ملک ہوتا تو وہ شخص اس بات کو برا جانتا کہ وہ ستون خراب کر دیا جائے سو کیونکر تم میں سے کوئی (ایسا کام کرتا ہے کہ) اپنی نماز خراب کرتا ہے۔ ایسی نماز کے وہ اللہ کے لئے ہے۔ پس تم پورے طور پر (باقاعدہ) اپنی نماز ادا کرو اس لئے کہ بیشک اللہ نہیں قبول کرتا مگر کامل کو (یعنی ناقص نماز اور تمام ناقص عبادتیں مقبول نہیں ہوتیں) رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے (جو صحابی ہیں) روایت ہے کہ تحقیق ایک مرد حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا افضل اعمال سے (یعنی افضل عمل دین میں کونسا ہے بعد ایمان کے) سو فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز فرض) اس نے عرض کیا پھر (اس کے بعد) کونسا (عمل افضل ہے) فرمایا کہ نماز اس نے عرض کیا پھر کونسا (عمل افضل ہے) فرمایا نماز (یہ ارشاد) تین بار فرمایا (نماز کی فضیلت اس قدر تاکید سے نماز کی عظیم الشان ہونے کی وجہ سے آپ نے بیان فرمائی تاکہ لوگ اس کا خوب اہتمام کریں اور ضائع نہ ہونے دیں) پھر جب غلبہ کیا اس نے آپ پر (یعنی بار بار پوچھا کہ اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے اور یہ سوال بظاہر چوتھی بار ہوگا) تو فرمایا رسول اللہ نے جہاد اللہ کے راستے میں (یعنی نماز کے بعد کافروں سے لڑنا اس لئے کہ خدا کا دین غالب ہو۔ نہ اس لئے کہ مجھے کچھ نفع مال تعریف وغیرہ حاصل ہو۔ اگرچہ مال وغیرہ مل جاوے لیکن نیت یہ ہونی چاہیئے سو یہ سب اعمال سے بعد فرض نماز کے افضل ہے۔ اس مرد نے عرض کیا پھر یہ گذارش ہے کہ میرے والدین (زندہ) ہیں (ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے) فرمایا رسول اللہ نے میں تجھے والدین سے بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں (یعنی ان سے نیکی کر اور انکو تکلیف نہ پہنچا کہ ان کو تکلیف دینا حرام ہے اس قدر حق والدین کا فرض اور ضروری ہے کہ جس کام میں ان کو تکلیف ہو وہ نہ کرے۔ بشرطیکہ وہ کوئی ایسا کام نہ ہو جس کا درجہ والدین کے حق ادا کرنے سے بڑا ہے۔ اور اس میں حق تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔ اور تکلیف سے مراد وہ تکلیف ہے جس کو شریعت نے تکلیف شمار کیا ہے۔ اور اس سے زیادہ حق ادا کرنا مستحب ہے ضروری نہیں خوب سمجھ لو اس مسئلہ میں عام لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں اور اس کو مفصل طور پر رسالہ ازالۃ الرین عن حقوق الوالدین میں بیان کیا ہے۔ اس (مرد) نے عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں البتہ ضرور جہاد کروں گا۔ اور بیشک ضرور ان دونوں (والد اور والدہ) کو چھوڑ جاؤں گا۔ فرمایا رسول اللہ نے تو خوب جاننے والا ہے (یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرنے اور جہاد کرنے میں سے جس طرف تیری طبیعت راغب ہو اس کو کر) اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جہاد کا درجہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے سے بڑھ کر ہے اور بعضی حدیثوں میں بعد نماز فرض کے حقوقِ والدین کے ادا کرنے کا بڑا درجہ وارد ہوا ہے اس کے بعد جہاد کا مرتبہ سو جواب یہ ہے کہ یہاں جہاد سے حقوق والدین کے افضل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حقوق والدین چونکہ بندوں کے حق ہیں جو بغیر معافی

ؔ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ان رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسأل عن افضل الاعمال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ قال ثم ماذا قال ثم الصلوٰۃ قال ثم ماذا قال ثم الصلوٰۃ ثلاث مرات قال ثم ماذا قال الجہاد فی سبیل اللہ فذکر الحدیث ۱۲ الترغیب والترہیب

بندوں کے معاف نہیں ہو سکتے۔ اس اعتبار سے ان کا مرتبہ جہاد سے بڑھ کر ہی اگر کوئی فرض جہاد ادا نہ کرے اور اس کا وقت نکل جاوے تو توبہ کر لینے سے یہ گناہ معاف ہو جاوے گا مگر حق العباد فقط توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔ دوسرا جواب یہ ہی کہ جناب رسول مقبول کی خدمت میں مختلف قسم کے سائل حاضر ہوتے تھے۔ اور آپ ہر شخص کو اس کی حالت کے موافق جواب دیتے تھے رواہ احمد وفیہ ابن لہیعۃ وعلی زنۃ تعلیہ وھو ضعیف وقد حسن لہ الترمذی وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح کذا فی مجمع الزوائد۔

حضرت ابو ایوب انصاری (یہ صحابی ہیں مدینہ میں اول ان ہی کے مکان میں حضور سرور عالم نے نزول فرمایا تھا جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تھے) سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک ہر نماز (نمازی کے) ان گناہوں کو جو اس نماز کے آگے ہیں مٹا دیتی ہے۔ رواہ احمد باسناد حسن۔ مطلب یہ ہے کہ ہر نماز پڑھنے سے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نماز سے دوسری نماز پڑھنے تک کرے۔

حضرت ابو امامہ رض باہلی (صحابی) سے روایت ہی کہ میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے کہ ایک فرض نماز دوسری نماز کے ساتھ ملکر مٹا دیتی ہے (ان گناہوں) کو جو اس (نماز) سے پہلے ہوئے، یعنی (اس نماز سے پہلے جو گناہ صغیرہ ہوئے وہ معاف ہو گئے اسی طرح ۱۲) اور دوسری نماز تک جو گناہ صغیرہ ہوئے وہ اس سے معاف ہو گئے اور (نماز) جمعہ مٹا دیتی ہے ان (گناہوں) کو جو اس (جمعہ) سے پہلے ہوئے یہاں تک کہ دوسرا جمعہ پڑھے (اور بعضی حدیثوں میں اس سے آگے تین دن آگے تک گناہ معاف ہو جانا وارد ہے یعنی جمعہ کی نماز سے تین دن آگے کے گناہ صغیرہ معاف کئے جاتے ہیں) (اور روزہ) ماہ رمضان کا مٹا دیتا ہے ان (گناہوں) کو جو اس (رمضان) سے پہلے ہوئے یہاں تک کہ دوسرے رمضان کے روزے رکھے اور حج مٹا دیتا ہے ان (گناہوں) کو جو اس سے پہلے ہوئے یہاں تک کہ دوسرا حج کرے پھر کہا (راوی نے) فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے کہ کسی مسلمان عورت کو حج کرنا مگر ہمراہ خاوند کے یا ذی محرم کے (رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ المفضل بن صدقۃ وھو منزوک الحدیث) اگر کوئی کہے جس شخص سے گناہ صغیرہ نہوں تو اسکو کیا فضیلت

ل وعن ابی ایوب رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان کل صلوۃ تحط ما بین یدیہا من خطیئۃ ۱۲ وعن الحارث مولی عثمان قال جلس عثمان رضی اللہ عنہ یوما وجلسنا معہ فجاءہ المؤذن فدعا بماء فی اناء اظنہ یکون فیہ مد فتوضا ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضا وضوئی ہذا ثم قال من توضا وضوئی ہذا ثم قام فصلی صلوۃ الظہر غفر لہ ما کان بینہا وبین الصبح ثم صلی العصر غفر لہ ما بینہا وبین الظہر ثم صلی المغرب غفر لہ ما کان بینہا وبین صلوۃ العصر، ومن الحسنات یذہبن السیئات الحدیث ۱۲ الترغیب والترہیب ۵۲ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ کفارۃ لما بینہن ما لم تغش الکبائر ۱۲ الترغیب والترہیب جلد ۱ ۱۲۰

حاصل ہوگی دوسرے یہ کہ نمازوں کے اِدھر اُدھر کے سب گناہ معاف ہوئے تو جیہ وغیرہ سے کونسے گناہ معاف ہونگے اب تو کوئی گناہ ہی نہ رہا جو صغیرہ ہو جواب یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں درجے بلند ہوں گے ۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال پانچوں نمازوں کی ایسی ہے جیسے بہتی (غیر کھاری) پانی کی نہر جو جاری ہو تم میں سے کسی کے دروازہ پر اور وہ نہاوے اس میں روزمرہ پانچ بار سو کیا باقی رہیگا اس پر کچھ میل رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عفیر بن معدان وھو ضعیف جدا کذا فی مجمع الزوائد ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اول وہ چیز کہ اس کا بندہ سے حساب لیا جائے گا روز قیامت وہ اس کی نماز ہے پس اگر درست ہوگی (حساب میں) درست ہوں گے اس کے باقی اعمال (اس لئے کہ نمازی کے نماز کے سوا باقی اعمال بھی نماز کی برکت سے درست ہوجاتے ہیں) اور اگر خراب ہوگی تو خراب ہوں گے اس کے باقی اعمال پھر فرمائے گا (حق تعالیٰ) دیکھو اے فرشتو کیا میرے بندہ کی کچھ نفل نمازیں (بھی نامۂ اعمال میں) ہیں سو اگر ہوں گی اس کی کچھ نفل نمازیں تو ان نفلوں سے فرض (نماز) کی (خرابی) کو پورا کیا جائے گا پھر (باقی) فرائض بھی اسی طرح (حساب لئے جاویں گے اور نوافل سے بھی پوری کی جاوے گی جیسے فرض روزہ نفل روزہ فرض صدقہ نفل صدقہ وغیرہ بسبب مہربانی اور رحمۃ اللہ کے (یعنی یہ خدا کی رحمت ہے کہ فرض کو نفل سے پورا کیا جاوے گا ورنہ قاعدہ تو یہی چاہتا ہے کہ فرض نفل سے پورا نہ ہو اور جب پورا نہ ہو تو عذاب دیا جاوے ۔ مگر سبحان اللہ کیا رحمت خداوندی ہے اور جس کے فرائض درست نہوں گے اور نوافل بھی نہ ہوں گے تو اسے عذاب دیا جائے گا ۔ ہاں اگر خدائے تعالیٰ رحم کردے تو یہ دوسری بات ہے ۔ رواہ ابن عساکر بسند حسن کذا فی کنز العمال (۲۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز افضل ان عبادتوں کی ہے جنکو اللہ نے (بندوں پر) مقرر فرمایا ہے ۔ سو جو طاقت رکھے بڑھانے کی سو چاہیے کہ بڑھاوے (یعنی کثرت سے پڑھے

۱؎ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ارأیتم لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ہل یبقی من درنہ شیء قالوا لا یبقی من درنہ شیء قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بہن الخطایا ۱۲ الترغیب والترھیب صلاۃ ۲؎ وعن عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوۃ فان صلحت صلح سائر عملہ وان فسدت فسد سائر عملہ ۱۲ الترغیب والترھیب صفحہ

تاکہ ثواب کثرت سے ملے۔
حضرت عبادہؓ بن الصامت سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس جبرئیل اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس سے آئے پس کہا اے محمدؐ تحقیق اللہ عزوجل فرماتا ہے بیشک میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کر دیں جس شخص نے اُن کو پورا ادا کیا ان کے وضو کے ساتھ اور ان کے وقتوں کے ساتھ اور ان کے رکوع کے ساتھ اور ان کے سجدہ کیساتھ ہو گیا۔ اس کے لئے ذمہ بسبب ان نمازوں کے اس بات کا کہ میں اس کو داخل کردوں بسبب ان نمازوں کے جنت میں اور جو ملا مجھ سے اس حال میں کہ بیشک کمی کی ہے اس نے اس میں سے کچھ سو نہیں ہے اس کے لئے میرے پاس ذمہ اگر چاہوں اسے عذاب دوں اور اگر چاہوں اس پر رحم کروں (کنز العمال) حدیث میں ہے کہ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا۔ پھر نماز پڑھی دو رکعت اس طرح کہ نہ بھولے اور سہو نہ ہو ان دونوں میں بخشدیگا اللہ اس کے گذشتہ گناہ (رواہ احمد وابوداؤد والحاکم عن زید بن الخالد الجہنی کذا فی الکنز) دو رکعت نماز پڑھنی اس اہتمام سے کہ اسمیں سہو نہ ہو ممکن ہے اور سہولت سے ادا ہو سکتی ہے غرض یہ کہ غفلت سے نہ ہو۔ اکثر سہو غفلت سے ہی ہوتا ہے حدیث میں ہے مرد (وعورت) کی نماز نور (پیدا کرتی) ہے سو جو چاہے تم میں سے روشن کرے اپنے دل کو۔
حدیث میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے نہیں فرض کی کوئی چیز زیادہ بزرگ توحید (یعنی خدا کو اس کی ذات وصفات وافعال میں یکتا ماننا) اور نماز سے اور اگر اس (مذکورہ) سے افضل کوئی چیز ہوتی۔ البتہ فرض کرتا اس کو اپنے فرشتوں پر کوئی ان (فرشتوں) میں سے رکوع کر رہا ہے اور کوئی ان میں سے سجدہ کر رہا ہے یعنی فرشتے چونکہ پاکیزہ اور اللہ کے مقرب بندے ہیں اور ان میں عبادت ہی کا مادہ رکھا گیا ہے جس سے ان کو عبادت سے بہت بڑا تعلق ہے سو اگر کوئی عبادت نماز سے افضل ہوتی تو ان پر فرض کی جاتی اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجموعی ہیئت سے نماز جس طرح ہم پر فرض ہے اس طرح ملائکہ پر نہیں بلکہ اس نماز کے بعض اجزاء بعض ملائکہ پر فرض ہیں سو ہماری کیسی خوش نصیبی ہے کہ وہ اجزاء نفیسہ عبادت کے جو ملائکہ کو تقسیم کئے گئے مجموعی ہیئت سے ہم کو عطا ہوئے سو اس نعمت کی بڑی قدر کرنی چاہیئے۔
حضرت انسؓ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی نماز میں موت کو یاد کر اس لئے کہ بیشک مرد

لہ وعن عبادۃ بن الصامت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوات کتبہن اللہ علی العباد فمن جاء بہن ولم یضیع منہن شیئا استخفافا بحقہن کان لہ عند اللہ عہدا ان یدخلہ الجنۃ ومن لم یات بہن فلیس لہ عند اللہ عہد ان شاء عذبہ وان شاء ادخلہ الجنۃ ۱۲ الترغیب والترہیب ص ۹۵/۱۷ لہ وعن زید بن خالد رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضا فاحسن وضوءہ ثم صلی رکعتین لا یسہو فیہما غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ۱۲ مجمع الزوائد ص ۵۳/۱۷

(یا عورت) جب موت کو یاد کرے گا اپنی نماز میں البتہ لائق ہو وہ اس بات کے کہ اچھی نماز ادا کرے اور نماز پڑھے اس مرد کی جیسی نماز جو نہیں گمان کرتا ہے نماز پڑھنے کا سوا اس نماز کے (جسے ادا کر رہا ہے) اور بچا تو اپنی ذات کو ایسے کام سے کہ جس سے معذرت کی جاتی ہے (یعنی ایسا کام نہ کر جس سے ندامت ہو اور معذرت کرنی پڑے (رواہ الدیلمی عن انس مرفوعاً وحسنہ الحافظ ابن حجر) حدیث میں ہے کہ افضل نماز وہ ہے کہ جس میں قیام طویل ہو[1] (یعنی قیام زیادہ ہو اور قرآن زیادہ پڑھا جاوے۔ (رواہ الطحاوی وسعید بن منصور)

حدیث میں ہے کہ اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو اپنی نماز میں عاجزی نہیں کرتا۔ تخشع کا لفظ جو حدیث میں ہے جس کا ترجمہ عاجزی سے کیا گیا اصل یہ ہے کہ اس کے معنی سکون کے ہیں مگر چونکہ سکون کے ساتھ نماز پڑھنا بغیر عاجزی کے میسّر نہیں ہو سکتا اس لئے عاجزی سے ترجمہ کیا گیا۔ کیونکہ یہ زیادہ مشہور ہے اور سکون بغیر عاجزی اس لئے میسر نہیں ہو سکتا کہ جب آدمی بیدھڑک اور بیباکی سے اٹھے بیٹھے گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے بلا ضرورت ہلے جلے نہیں بلکہ آزاد رہے گا اور جب عاجزی ہوگی تو ادب کے ساتھ بغیر اِدھر اُدھر دیکھے اچھی طرح نماز ادا کرے گا۔

حضرت علیؓ سے بسند صحیح روایت ہے کہ آخر کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ (اہتمام رکھو) نماز کا (اہتمام رکھو) نماز کا اور خدا سے ڈرو لونڈی غلاموں کے بارے میں (کنز العمال) یہ دونوں باتیں اس قدر اہتمام کے لائق تھیں کہ حضور سرورِ عالم نے دنیا سے روانگی کے وقت بھی اس کا اہتمام فرمایا اس لئے کہ نماز میں لوگ کوتاہی زیادہ کرتے ہیں۔ نیز لونڈی غلاموں (نوکر، بیوی بچوں) کو تکلیف دینے اور ان کو حقیر سمجھنے کو بھی معمولی بات خیال کرتے ہیں پس مسلمانوں کو اس طرف بڑا اہتمام کرنا چاہیئے۔ اللہ پاک کے بعض نیک اور بزرگ بندوں کو تو نماز سے اس قدر شوق تھا کہ حضرت منصور بن زاذان (تابعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ آفتاب نکلنے سے عصر تک برابر نماز پڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ فرض تو اس درمیان میں فقط دو نمازیں تھیں ظہر اور عصر باقی نفل پڑھتے رہتے تھے۔ پھر بعد عصر مغرب تک سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ پھر مغرب پڑھتے تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ ملک الموت دروازے پر ہیں تو اپنے عمل میں کچھ زیادتی نہ فرما سکتے (یعنی اپنے دینی کاموں کو موت کے قریب ہونے سے بڑھا نہیں سکتے تھے اس لئے کہ بڑھا وہ سکتا ہے جو موت سے غافل ہو اور تمام

---

[1] وفی روایۃ فرأیتہ یطیل القیام ویکثر الرکوع والسجود فذکرت ذالک لہ فقال ما الوت ان احسن انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رکع رکعۃ او سجد سجدۃ رفع لہ بہا درجۃ وحط عنہ خطیئۃ ۱۲ الترغیب والترہیب صہ؟

وقت یادِ الٰہی میں صرف نہ کرتا ہو تو جب وہ موت کا نزدیک آنا سنے گا عمل میں ترقی کریگا اور جس کا کوئی وقت ہی خالی نہیں اور ہر وقت یادِ حق میں مصروف ہے اور موت کو ہر وقت پاس ہی سمجھتا ہے سو وہ کس طرح ترقی کرے۔ اور یہ عالم بھی بڑے تھے اور بڑے بڑے علماء نے ان سے حدیث حاصل کی ہے اور حضرت منصور بن المعتمر یہ بھی تابعی اور بڑے عالم اور پارسا ہیں ان کے حال میں لکھا ہے کہ چالیس سال تک ان کا یہ حال رہا ہے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو جاگتے تھے (یعنی عبادت کرتے تھے) اور تمام رات (گناہوں کے عذاب کے خوف سے) روتے تھے اگر ان کو کوئی نماز پڑھتے دیکھتا تو یہ خیال کرتا کہ ابھی مرجائیں گے (یعنی اس قدر آہ وزاری واہتمام سے نماز ادا کرتے تھے) اور جب صبح ہوتی تو دونوں آنکھوں میں سرمہ لگاتے اور دونوں ہونٹوں کو آبدار (یعنی ترم) کر لیتے اور سر میں تیل ڈالتے پس ان کی ماں اُن سے فرماتیں کہ کیا تم نے کسی کو مار ڈالا ہے جو ایسی صورت بناتے ہو (کہ رات کو عبادت کرنے اور رونے سے جو صورت ہو گئی اس کو بدلتے ہو) سو عرض کرتے آپکی خوب جانتا ہوں اس چیز کو جو میرے نفس نے کیا ہے (یعنی نفس کو خواہش ہی یا اس کا احتمال ہے کہ یہ خواہش کرے کہ میری شہرت ہو لوگوں میں عبادت کا چرچا ہو۔ لوگ بزرگ سمجھیں اور صورت سے عبادت کرنا ثابت ہو جاوے یا یہ مطلب کہ میرے نفس نے کچھ عبادت اچھی نہیں کی سو وہ کس شمار میں ہے اور میری صورت سے عبادت گذاری معلوم ہوتی ہے سو لوگ دیکھ کر دھوکہ میں پڑیں گے اور مجھے بزرگ سمجھیں گے حالانکہ میں ایسا نہیں اس لئے صورت بدلتا ہوں) اور یہ روتے روتے چندھے ہو گئے تھے امیر عراق نے ان کو بلایا تاکہ ان کو کوفہ (ایک شہر کا نام ہے ملک شام میں اس) کا قاضی بنادے اُنھوں نے انکار کیا تو ان کے بیڑیاں ڈالی گئیں پھر چھوڑ دیا گیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو مہینے (مجبوری کو) قاضی رہے (یہ دونوں قصے تذکرۃ الحفاظ جلد اول میں ہیں) صاحبو ذرا غور کرو کہ ان بزرگ کو خدا کی عبادت سے کیسی کچھ رغبت تھی اور دنیا سے کیسی نفرت تھی کہ حکومت کا عہدہ ان کو بغیر طلب اور بغیر کوشش کئے ملتا تھا جس میں بہت بڑی عزت اور آمدنی تھی اور جس کے لئے لوگ بڑی بڑی کوشش کرتے ہیں۔ مگر انھوں نے پروانہ کی اور بیڑیاں ڈلوانی گوارا کیں مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہئیے کہ بقدرِ ضرورت کھانے پہننے کا بندوبست کرلے باقی وقت یادِ الٰہی میں صرف کرے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے بارہ رکعت نماز دن رات میں ایسی پڑھی جو فرض نہیں ہے (یہاں سنت موکدہ مراد ہیں یا دو فجر کی چھ ظہر

لہ عن ام حبیبۃ رملۃ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد مسلم یصلی للہ تعالیٰ فی کل یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ تطوعا غیر فریضۃ الا بنی اللہ تعالیٰ لہ بیتا فی الجنۃ او الا بنی لہ بیت فی الجنۃ وعن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ثابر علی ثنتی عشرۃ رکعۃ فی الیوم واللیلۃ دخل الجنۃ اربعا قبل الظہر ورکعتین بعدہا ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء ورکعتین قبل الفجر ۱۲ الترغیب والترہیب صفحہ ۱۴۲ ج ۱

کی یعنی چار قبل ظہر اور دوؔ بعد ظہر اور دو بعد مغرب اور دوؔ بعد عشاء تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک مکان جنت میں تیار کریں گے (رواہ فی الجامع الصغیر بسند صحیح)

حدیث میں ہے جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان چھ رکعت پڑھیں[1] اس طرح کہ ان کے درمیان کوئی بُری بات نہ کی تو وہ بارہ برس کی (نفل) عبادت کی برابر (ثواب میں) کی جائیں گی۔ (رواہ فی الجامع الصغیر بسند ضعیف) یعنی ان چھ رکعات پڑھنے کا ثواب بارہ سال کی نفل عبادت کے برابر ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ جس نے دو رکعت نماز پڑھی تنہا جگہ میں جہاں نمازی کو اللہ کے سوا اور (اُن) فرشتوں کے (جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اور پیشاب پاخانہ جماع کے وقت جُدا ہو جاتے ہیں ان کے سوا کوئی اس (نمازی) کو نہیں دیکھتا لکھی جائیگی اس کے لئے نجات دوزخ سے (رواہ الامام السیوطی بسند ضعیف) یعنی گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائے گی جس سے جہنم میں نہ جائے گا۔ مگر پڑھتا رہے جب یہ برکت حاصل ہوگی۔

حدیث میں ہے جو چاشت[2] کی بارہ رکعت نماز پڑھے تو اللہ اس کے لئے ایک محل سونے کا جنت میں تیار فرمائے گا۔ (جامع صغیر)

حدیث میں ہے جس نے چار رکعت چاشت اور چار رکعت (سوائے سنت مؤکدہ کے) قبل ظہر پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنایا جاوے گا۔ رواہ الطبرانی باسناد حسن۔

حدیث میں ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان بیسؔ رکعت (نفل) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک مکان جنت میں بنائیں گے۔ (رواہ الامام السیوطی باسناد ضعیف

حدیث میں ہے[3] من صلی قبل العصر اربعا حرمہ اللہ علی النار (یعنی جس نے نماز (نفل) پڑھی عصر سے پہلے چار رکعت حرام کردے گا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر (رواہ الطبرانی عن ابن عمر مرفوعا باسناد حسن) مطلب یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنے سے نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق ہوگی۔ جس کی برکت سے جہنم سے نجات ملے گی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ عبادت اس قدر کرے جس کا نباہ ہمیشہ ہو سکے۔ اگرچہ تھوڑی ہی ہو یوں کبھی کسی مجبوری سے ناغہ ہو جاوے وہ دوسری بات ہے سو جب نوافل پڑھنا شروع کرے تو ہمیشہ اس کو نباہنا ضرور ہے۔ شروع کر کے چھوڑ دینا بہت بری

---

[1] عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینہن بسوء عدلن لہ بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ ۱۲ الترغیب والترہیب صفحہ ۱۱/۱۷۰

[2] عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی الضحی ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللہ لہ قصرا فی الجنۃ من ذہب ۱۲ الترغیب والترہیب صفحہ ۱۳۸/۱۷۰

[3] عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی اربع رکعات قبل العصر حرم اللہ بدنہ علی النار الحدیث ۱۲ الترغیب والترہیب صفحہ ۱۵۱/۱۷۰

بات ہے۔ اور شروع نہ کرنے سے یہ فعل زیادہ بُرا ہے۔

حدیث میں ہے[1]۔ رحم اللہ امرأ صلی قبل العصر اربعاً یعنی رحم کرے اللہ اس مرد یا عورت پر جس نے نماز پڑھی قبل عصر کے چار رکعت (رواہ الامام السیوطی باسناد صحیح) اے مسلمان بھائیو اور اے دینی بہنو اس حدیث کے مضمون پر فدا ہو جاؤ دیکھو تھوڑی سی محنت میں کسقدر درجہ ملتا ہے کہ حضور سرور عالم ؐ کی دعا کی برکت اور گناہوں سے بچنے کی توفیق اس کی جو کچھ بھی قدر کی جاوے اور جسقدر بھی ایسی عبادت مقرر کرنے پر حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جاوے وہ کم ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کسی خوش نصیب ہی کو میسر ہوتی ہے دونوں وقت یعنی صبح وشام ہمارے نامۂ اعمال حضرت رسول مکرم نبی معظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں جو شخص نیکی کرتا ہے اور آپ کی رغبت دلائی ہوئی عبادت بجالاتا ہے اس سے آپ بہت خوش ہوتے ہیں اور آپ کی خوشنودی اور رضامندی سے دونوں جہاں میں رحمت اور چین میسر ہوتا ہے۔

فان من جودك الدنيا وضرتها   ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی آپ کی سخاوت اور بخشش میں تو دنیا اور اس کی مقابل یعنی آخرت موجود ہے اور آپ کے علوم میں لوح محفوظ (یعنی جس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھا ہوا ہے اس کا علم موجود ہے غرض یہ ہے کہ آپ کی توجہ اور سخاوت سے دین و دنیا کی نعمتیں میسر آسکتی ہیں اور آپ کی تعلیم سے لوح محفوظ کا علم میسر ہو سکتا ہے اور اس علم کے میسر ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آپ کی فرمائی ہوئی حدیثوں میں غیبی اسرار موجود ہیں اور اللہ کے خاص بندوں کو منکشف ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ علاوہ ان اسرار کے حق تعالیٰ کی عنایت اور آپ کی احادیث پڑھنے کی برکت اور اس پر عمل کرنے کے سبب اور غیبی بھید بھی طالبانِ حق پر کھل جاتے ہیں۔ خوب سمجھ لو اور عمل کرو۔ فقط پڑھنے سے بغیر عمل کچھ زیادہ فائدہ نہیں اصل فائدہ تو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ رات[2] کی نماز (یعنی تہجد کی) اپنے اوپر لازم کرلو۔ اگرچہ ایک ہی رکعت ہو (رواہ الامام السیوطی بسند صحیح۔ مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز اگرچہ تھوڑی ہی ہو مگر ضرور پڑھ لیا کرو اس لئے کہ اس کا ثواب بہت ہے گو فرض نہیں ہے

---

[1] روایت کیا اس حدیث کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے الترغیب والترہیب صہ ۱۸ [2] عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشراف امتی حملۃ القرآن واصحاب اللیل رواہ البیہقی ۱۲ الترغیب والترہیب صہ ۲۶ ۱۲

اور یہ غرض نہیں ہے کہ ایک رکعت پڑھ لو اس لئے کہ ایک رکعت نماز کا پڑھنا درست نہیں کم از کم دو رکعت پڑھے۔
حدیث میں ہے کہ رات کے قیامؒ کو (یعنی نماز تہجد کو) اپنے ذمہ لازم کر لو اس لئے کہ وہ عادت ان نیکوں کی ہے جو تم سے پہلے تھے اور نزدیکی (کرنے والی) ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور گناہ سے روکنے کا ذریعہ ہے اور مٹاتی ہے گناہوں (صغیرہ) کو اور ہٹانے والی ہے مرض کو جسم سے (رواہ السیوطی بسند صحیح) ذرا غور کرو کہ کسقدر نفع ہے اس نماز کے پڑھنے میں کہ ثواب بھی گناہوں کی معافی اور گناہوں سے روکدینا بھی اور جسمانی مرض کی شفا بھی اور باطنی بیماریوں کی تو شفا ہے ہی اس لئے کہ حدیث میں ہے خدا کا ذکر دلوں (کی بیماری) کے لئے شفا ہے اور نماز اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے اور کچھ دشوار بھی نہیں تہجد کیوقت خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ رات بھر خدا کی عبادت کرتے تھے۔
حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک سے روایت فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم تو چار رکعت (نفل) پڑھ میرے لئے (یعنی اخلاص سے) اول دن میں تو میں تجھے (تیرے کاموں میں) کفایت کر دوں گا۔ آخر دن تک (رواہ الترمذی وغیرہ) یہ اشراق کی نماز کی فضیلت ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ اصل کتاب (یعنی بہشتی زیور) میں تحریر ہو چکا ہے دیکھو ثواب بھی ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کاموں کو پورا بھی فرماتے ہیں دین دنیا کی۔ نعمتیں میسر آتی ہیں لوگ مصیبت میں ادھر اُدھر مارے پھرتے ہیں مخلوق کی خوشامد کرتے ہیں کاش کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کریں اور اس کے بتلائے ہوئے وظیفے اور نمازیں پڑھیں تو دنیا کے کام بھی خوب درست ہو جاویں اور ثواب بھی میسر ہو۔ اور مخلوق کی خوشامد کی ذلت سے بھی نجات ملے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک پیشہ ہے (جس سے وہ لوگ معاش حاصل کرتے ہیں) اور ہمارا پیشہ تقویٰ اور توکل ہے تقویٰ پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کو کہتے ہیں اور توکل کے معنی ہیں خدا پر بھروسہ کرنا اور اس کا مفصل بیان ساتویں حصے کے ضمیمہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ غرض یہ ہے کہ دینداری سے دنیا کی مشقتیں اور مصیبتیں بھی جاتی رہتی ہیں۔

ؒ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ تعالیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم وافضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ صلوٰۃ اللیل
رواہ مسلم ۲: الترغیب والترہیب صفحہ $\frac{۱۲۴}{۱۲۰}$

مسئلے

(۱) آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں تو ان بالوں کا سر ناپاک ہی بوجہ اس چکنائی کے جو اس میں لگی ہوتی ہے (شامی)

(۲) عیدین کی نماز جہاں واجب ہے وہاں کے سب مرد و عورت کو قبل نماز عیدین کے بعد نماز فجر کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہی۔ (بحر الرائق)

(۳) حالت جنابت میں ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے کے یا اور کسی مقام کے بال دور کرنا مکروہ ہے (عالمگیری مصطفائی ج ۶ ص ۲۳۸)

(۴) نابالغ بچوں کو نماز وغیرہ ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو ان کو تعلیم کرے اسے تعلیم کا ثواب ملتا ہی۔

(۵) جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہی ان وقتوں میں اگر قرآن مجید کی تلاوت کرے تو مکروہ نہیں ہی یا بجائے تلاوت کے درود شریف پڑھے یا ذکر کرے (صغیری مجتبائی ص ۲۵۸)

(۶) اگر نماز میں پہلی رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس صورت کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہی اور اسی طرح اگر اول رکعت میں کسی سورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پڑھے پھر دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کا درمیانی یا ابتدائی حصہ یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہی (صغیری ص ۲۸۶) مگر اس عادت کا ڈالنا خلاف اولیٰ ہے بہتر ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھے۔

(۷) تراویح میں قرآن پڑھتے وقت کوئی آیت یا سورت غلطی سے چھوٹ جاوے اور اس آیت یا سورت کے آگے پڑھنے لگے اور پھر یاد آوے کہ فلاں آیت یا سورت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہی کہ چھٹی ہوئی آیت یا سورت کو پڑھے پھر جسقدر قرآن شریف چھوٹ جانے کے بعد پڑھ لیا تھا اس کو دوبارہ پڑھے۔ تاکہ قرآن مجید با ترتیب ختم ہو (عالمگیری مصطفائی ص ۷۰ ج ۱) اور چونکہ ایسا کرنا مستحب ہی ہے لہذا اگر کسی شخص نے بوجہ اس کے کہ بہت زیادہ پڑھنے کے بعد یاد آیا تھا کہ فلاں جگہ کچھ رہ گیا اور اس وجہ سے وہاں سے یہاں تک کل کا پڑھنا گراں ہے اس لئے فقط اسی چھوٹے ہوئے کو پڑھکر پھر آگے سے پڑھنا شروع کر دیا تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

سلہ لحدیث ابن ماجہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی قبل العید شیئا الحدیث ۱۲ بحر ص ۱۴۲/۲۶

(٨) مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا آنکھوں سے پانی بہنا اور ناک کے نتھنوں کے پردہ کا کشادہ ہو جانا اچھی موت کی علامت ہے اور فقط پیشانی پر پسینہ آنا بھی اچھی موت کی نشانی ہے (تذکرۃ الموتی والقبور از جامع ترمذی وغیرہ) (٩) رآتوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو (مراقی الفلاح) (١٠) مستعمل پانی یعنی ایسا پانی کہ جس سے کسی بے وضو نے وضو کیا ہو یا جس سے کسی نہانے کی حاجت والے نے غسل کیا ہو یا جس سے کسی باوضو شخص نے ثواب کیلئے پھر وضو کیا ہو یا جس سے کوئی شخص بلا غسل واجب ہونے کے نہایا ہو ثواب کیلئے مثلاً جمعہ کے دن محض ثواب کیلئے نہایا ہو حالانکہ اسے نہانے کی حاجت نہ تھی سو ایسے پانی سے وضو غسل جائز نہیں اور ایسے پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے (شامی) یہ جو بیان ہوا ہے کہ نہانے کی حاجت والے نے غسل کیا ہو یہ جب ہے کہ نہانے والے کے بدن پر نجاست حقیقیہ نہ لگی ہو اور جو لگی ہو تو اسکا دھوون ناپاک ہے اور اسکا پینا اور کھانیکی چیزوں میں استعمال حرام ہے

تمام شد ضمیمہ اولی بہشتی زیور

فہرست مضامین بہشتی زیور حصہ دوم مکمل ومدلل

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
نجاست کے پاک کرنے کا بیان	١	نماز توبہ کا بیان	٣٩	نفاس اور حیض وغیرہ کے	٧٧
استنجے کا بیان	٨	قضا نمازوں کے پڑھنے بیان	٤٠	احکام کا بیان	٧٧
نماز کا بیان	١٠	سجدۂ سہو کا بیان	٤٣	نجاست کے پاک کرنے کا بیان	٧٩
نماز کی رکعتوں کا بیان	١١	سجدۂ تلاوت کا بیان	٥٠	نماز کا بیان	٨٠
نماز کی شرطوں کا بیان	١٤	بیمار کی نماز کا بیان	٥٣	جوان ہونے کا بیان	"
قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان	١٧	مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان	٥٧	**فہرست مضامین ضمیمہ اولی**	
فرض نماز پڑھنے کے طریقے کا بیان	١٨	گھر میں موت ہو جانے کا بیان	٥٨	**مسماة بہ بہشتی جوہر**	
قرآن شریف پڑھنے کا بیان	٢٤	نہلانے کا بیان	٦٣		
نماز توڑ دینے والی چیزوں کا بیان	٢٥	کفنانے کا بیان	٦٦	نماز کی فضیلت کا بیان	٨١
جو چیزیں نماز میں مکروہ اور منع ہیں	٢٧	مسائل ذیل کے پڑھانے کا		مسئلے	٩٥
جن وجہوں سے نماز توڑ دینا درست ہے	٣٠	طریقہ	٦٩	زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل	٩٧
وتر نماز کا بیان	٣٢	حیض اور استحاضہ کا احکام	"	غسل اور کفنانے کا طریقہ	٩٩
سنت اور نفل نمازوں کا بیان	٣٣	حیض کے احکام کا بیان	٧٢	ضمیمہ ثانیہ مسماة تصحیح الاغلاط مولفہ	١١٠
فصل	٣٦	استحاضہ کے احکام کا بیان	٧٢	مولوی حبیب احمد کیرانوی	
استخارہ کی نماز کا بیان	٣٨	نفاس کا بیان	٧٦	خانقاہ امدادیہ (تھانہ بھون)	

اِضافہ جدیدہ

زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل

مرنے کا شرعی دستور العمل

نزع کے وقت سورۂ یٰسین شریف پڑھو اور قریب موت داہنی کروٹ پر قبلہ رُخ لٹاؤ کہ مسنون ہے۔ جبکہ مریض کو تکلیف نہ ہو۔ ورنہ اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اور چت لٹانا بھی جائز ہے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور سر کسی قدر اونچا کر دیا جائے اور پاس بیٹھنے والے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کسی قدر بلند آواز سے پڑھتے رہیں میت کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہیں نہیں[1] کبھی وہ ضد میں آکر منع کر دے۔ مرنے پر ایک چوڑی پٹی لے کر اور ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر سر پر لا کر گرہ دیدو۔ اور آنکھیں[2] بند کر دو۔ اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دو۔ اور ہاتھ داہنے بائیں رکھو۔ سینے پر نہ رہیں۔ اور لوگوں کو مرنے کی خبر کر دو۔ اور دفن میں بہت جلدی کرو۔ سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور کفن دفن کے لئے سامان ذیل کی فراہمی کر لو جس کو اپنے اپنے موقعہ پر صرف کرو تفصیل اس کی آئندہ ہے۔ گھڑے[3] دو عدد (اگر گھر میں برتن موجود ہوں تو کوسے کی حاجت نہیں) لوٹا (اگر موجود ہو تو حاجت نہیں) تختہ غسل کا (اکثر مساجد میں ہوتا ہے) لوبان ایک پیسہ کا۔ روئی ایک پیسہ کی۔ گل خیرو ایک پیسے کی۔ کافور[4] ایک پیسہ کا۔ تختہ یا لکڑی برائے پٹاؤ قبر۔ بقدر پیمائش قبر۔ بوریا ایک عدد بقدر قبر۔ کفن جس کی ترکیب مرد کے لئے یہ ہے کہ مردے کے قد کے برابر ایک لکڑی لو۔ اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگا لو . . . . اور ایک تاگہ سینے کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں کو نکالو کہ دونوں سرے اس تاگے کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جاویں اور اس کو وہاں سے توڑ کر رکھ لو پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض اس تاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اسمیں جوڑ لگا کر پورا کر لو اور اس لکڑی کے برابر ایک چادر پھاڑ لو اس کو ازار کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسری چادر پھاڑو جو عرض میں تو اسی قدر ہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ زیادہ ہو (اس کو لفافہ کہتے ہیں)

---

[1] یہ طریقہ مستحب ہے کلمہ طیبہ پڑھنے سے اس بشارت کا مستحق ہو جاتا ہے جو احادیث میں آیا ہے کہ جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ہکذا فی بحر رائق

[2] عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ابی سلمۃ بعد الوفاۃ وقد شق بصرہ فاغمضہ ۱۲ بحر صفحہ ۱۸۴ ج ۲

پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض بقدر چوڑائی جسم مردہ کے ہو اور لکڑی کے نشان سے آخیر تک جس قدر طول ہے اس کا دگنا پھاڑ لو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر اتنا چاک کھولو کہ سر کی طرف سے گلے میں آ جاوے اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں عورت کے لئے یہ کپڑے تو ہیں ہی اس کے علاوہ دو اور ہیں ایک سینہ بند دوسرا سربند جسے اوڑھنی کہتے ہیں سینہ بند زیر بغل سے گھٹنے تک اور تاگے مذکور کے بقدر چوڑا اور سربند نصف ازار سے تین گرہ زیادہ لمبا اور بارہ گرہ چوڑا یہ تو کفن ہوا اور کفن مسنون اسی قدر ہے اور بعض چیزیں کفن کے متعلقات سے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔

تہ بند بدن کی لمبائی سے تین گرہ زیادہ بڑے آدمی کے لئے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے۔

تنبیہ کفن اور اس کے متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کر دیں۔ تنبیہ اب مناسب ہے کہ بڑے شخص کے کفن کو یکجائی طور پر لکھ دیا جائے تاکہ اور آسانی ہو۔

نام پارچہ بزبان ہندی مستعمل	نام پارچہ بزبان عربی	طول	عرض	اندازہ پیمائش	کیفیت
تہ بند	ازار	اڑھائی گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک	سر سے پاؤں تک	چوڑا پاٹ زیادہ اگر دو عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ میں ہوگا
چادر	لفافہ	پونے تین گز	"	ازار سے چار گرہ زیادہ	"
کفنی	قمیص	اڑھائی گز لمبا پونے تین گز	ایک گز	کندھے سے نصف ساق تک	چودہ گرہ یا ایک گز کے عرض کی تیار ہوتی ہے دو برابر حصے کرکے اور چاک کھول کر گلے میں ڈال لیتے ہیں گو دامنوں میں چاک نہیں
چھاتی بند	خرقۃ الثدیین	دو گز	سوا گز	زیر بغل سے ساق تک	
اوڑھنی	خمار	ڈیڑھ گز	بارہ گرہ	جہاں تک آ جائے	سر کے بال کے دو حصے کرکے اور اس میں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینہ پر رکھے جاتے ہیں۔

تنبیہ تخمیناً مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا دس گز صرف ہوتا ہے اور عورت کے لئے مع چادر گہوارہ ساڑھے اکیس گز اور تہ بند اور دستانہ اس سے جدا ہیں اور بچہ کا کفن اس کے مناسب حال مثل سابق لے لو

فقط

غسل اور کفنانے کا طریقہ

ایک گھڑے میں دو مٹھی بیری کے پتے ڈال کر پانی جوش دے لو اور اس کے دو گھڑے بنا لو اور ایک گڑھا شمالاً جنوباً لمبا کھود دو۔ یہ ضروری نہیں اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ پانی کسی نالی وغیرہ کے ذریعہ سے نکل جاوے تو ان کے قریب تختہ رکھ لینا کافی ہے۔ اور اس پر تختہ اسی رُخ سے بچھا کر تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان کی دھونی دے لو۔ اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور کرتا انگرکھا وغیرہ کو چاک کر کے نکال لو۔ اور ستر بند ستر پر ڈال کر استعمالی پارچہ اندر ہی اندر اتار لو اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو۔ نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورت میں مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کر دو پھر پانی سے پاک کرو پھر سر اور ڈاڑھی کو گل خیرو یا صابون سے دھو دو پھر دستانہ پہن کر بار اول وضو کراؤ اول دونوں ہاتھ پہنچے تک دھو دو۔ پھر روئی کا پھایا تر کر کے ہونٹوں اور دانتوں پر پھیر کر پھینک دو اسی طرح تین دفعہ کرو اور اسی صورت سے تین دفعہ ناک اور رخساروں پر پھیرو پھر منہ اور ناک اور کان میں روئی اڑا دو کہ پانی نہ جاوے پھر کہنیوں سمیت تک دونوں ہاتھ پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں دھو دو۔ پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ۔ پھر بائیں کروٹ لٹا کر پانی بہاؤ پھر داہنی کروٹ پر ایسا ہی کرو۔ پھر دوسرا دستانہ پہن کر بدن کو صاف کر دو۔ اور ستر بند دوسرا بدل دو پھر چارپائی بچھا کر اس پر اول لفافہ اس پر ازار پھر اس پر نیچے کا حصہ کفنی کا بچھا کر باقی حصہ بالائی کو سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو پھر مردے کو تختہ سے باآہستگی اُٹھا کر اس پر لٹاؤ اور کفنی کے حصہ کو سر کی طرف الٹ دو کہ گلے میں آجاوے اور پیروں کی طرف بڑھا دو۔ اور ستر بند نکال دو۔ اور کافور سر اور ڈاڑھی اور سجدہ کے موقعوں پر یعنی پیشانی ناک دونوں ہتھیلی دونوں گھٹنے دونوں پنجے پر ملو پھر ازار کا بایاں پلہ لوٹ کر اس پر دایاں پلہ لوٹ دو اور لفافہ کو بھی ایسے ہی کر دو۔ اور ایک کترے کر سرہانے اور پائینتی چادر کے گوشہ چن کر باندھ دو۔ سینہ بند سے عورت کی چھاتیاں لپیٹ دو۔ سربند کا ذکر نقشہ میں ہو گیا عورت کے گہوارے پر چادر ڈالی جاتی ہے جس کا ذکر اوپر ہو لیا۔

تنبیہ ۔ بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں حالانکہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں۔ ترکہ میت سے ان کا خریدنا جائز نہیں وہ یہ ہیں جائے نماز[1] طول سوا گز۔ عرض چودہ گرہ پٹکا[2] طول ڈیڑھ گز عرض چودہ گرہ یہ مردے کے قبر میں اتارنے کے لئے ہوتا ہے بچھونا[3] طول اڑھائی گز۔ عرض سوا گز یہ چارپائی پر بچھانے کے لئے ہوتا ہے

دامنی طول ۲ گز عرض سوا گز بقدر استطاعت چار سے سات تک محتاجین کو دیتے ہیں جو بعض عورت کے لئے مخصوص ہیں چادر کلاں مرد کے جنازے پر طول تین گز عرض پونے دو گز جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے البتہ عورت کیلئے ضروری ہے مگر یہ کفن سے خارج ہے اس لئے اسکا ہمرنگ کفن ہونا ضروری نہیں پردہ کے لئے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے۔

تنبیہ۔ اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت کبھی خیال میں آئے تو گھر کے کپڑے کار آمد ہو سکتے ہیں۔ ترکہ میت سے ضرورت نہیں۔ یا کوئی عزیز اپنے مال سے خرید دے۔

مسئلہ سامان غسل و کفن میں سے اگر کوئی چیز گھر میں موجود ہو اور پاک و صاف ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔

مسئلہ۔ کپڑا کفن کا اسی حیثیت کا ہونا چاہیئے جیسا مردہ اکثر زندگی میں استعمال کرتا تھا تکلفات فضول ہیں

مسئلہ۔ جو بچہ علامت زندگی کی ظاہر ہو کر مر گیا تو اس کا نام اور غسل اور نماز سب ہوگی۔ اور اگر کوئی علامت نہ پائی گئی تو غسل دے کر اور پاک کپڑے میں لپیٹ کر بدون نماز دفن کردیں گے۔ اس کے بعد بقاعدہ معروف نماز پڑھیں اور دفن کردیں۔

قبر میں مُردے کو قبلہ رُخ اس طرح کہ تمام جسم کو کروٹ دی جاوے لٹادیں اور کفن کی گرہ کھول دیں اور سلف صالحین کے موافق ایصال ثواب کریں۔ وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ کریں اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جسقدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اُس کو ثواب پہنچادیں اور قبل دفن قبرستان میں جو فضول وقت خرافات باتوں میں گزارتے ہیں اس وقت کلمہ کلام پڑھتے اور ثواب بخشتے رہا کریں۔ فقط

تمام شُد

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ دوم

مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصل مسئلہ حیض کے زمانہ میں الخ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو اس وقت تمتع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ متمتع مرد ہو اور فعل اس کی جانب سے پایا جاوے اور دوسرا یہ کہ متمتع عورت ہو اور فعل اس کی جانب سے پایا جاوے سو اگر متمتع مرد ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو اپنی عورت حائضہ سے جماع کرنا اور مابین السرہ الی الرکبتہ سے بذریعہ مباشرت وغیرہ متمتع ہونا ناجائز ہے جیسا کہ بہشتی گوہر میں مصرح ہے اور اگر متمتع عورت ہے جیسا کہ بہشتی زیور میں فرض کیا گیا ہے کیونکہ اس میں عورتوں کے احکام بیان کئے گئے ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس طرح مرد کو عورت کے مابین السرۃ الی الرکبتہ سے بذریعہ مس بالید ونظر وغیرہ کے تمتع ناجائز تھا اس طرح عورت کے لئے ناجائز نہیں.. ہے بلکہ اس کو مابین السرۃ الی الرکبتہ کو دیکھنا اس کو ہاتھ لگانا اس کا بوسہ لینا وغیرہ امور جائز ہیں۔ لیکن یہ عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مابین السرۃ الی الرکبتہ سے مرد کے کسی عضو کو مس کرے۔ قال فی الشامی فلذا ہی لہا ان تلمس بجمیع بدنہا الا ما تحت الازار جمیع بدنہ حتی ذکرہ والا فلو کان لمسہا الذکرہ حراما لحرم علیہا تمکینہ من لمسہ بذکرہ لما عدا تحت الازار منہا واذا حرم علیہ مباشرۃ ما تحت ازارہا حرم علیہ تمکینہ منہا فیحرم علیہا مباشرتہا لہ بما تحت ازارہا بالاولیٰ۔ یہ تو تحقیق تھی اس مسئلہ کی اب ہم بہشتی زیور کے مسئلہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں سو واضح ہو کہ مسئلہ مذکورہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے جو کہ بہشتی زیور کے جامع ہیں . . . غالبًا بحر الرائق سے اخذ کیا ہے اور بحر الرائق کی عبارت علی ما فی الشامی یہ ہے لم ار لہم حکم مباشرتہا لہ ولقائل ان یمنعہ بانہ لما حرم تمکینہا من استمتاعہ بہا حرم فعلہا بہ بالاولی ولقائل ان یجوزہ بان حرمتہ علیہ لکونہا حائضا وہو مفقود فی حقہ فحل لہا الاستمتاع بہ ولان غایۃ مسہا الذکر انہ استمتاع بکفہا وہو جائز قطعًا۔ ا ھ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب بحر کا میلان جواز کی طرف ہے۔ نیز ان کی تعلیل اول سے جس میں کہ جواب

ہے بحجت ما نعبن ... اور ہی کہ وہ مباشرت حائض للزوج کو مطلقاً جائز کہتے ہیں خواہ بمادون السرۃ ہو یا بما فوق السرۃ
وباستثناء جماع ، معہذا یہ عبارت محتمل التاویل بھی ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مباشرت حائض للزوج بغیر مابین
السرۃ والرکبۃ جائز ہی جیسا کہ صاحب نہر نے سمجھا ہی گو یہ توجیہ بظاہر تعلیل اول کے خلاف ہی۔ پس اگر عبارت بہشتی زیور
وبحر کو اپنے ظاہر پر رکھا جاوے تو کہا جاوے گا کہ مسئلہ بہشتی زیور غلط ہی مگر مصنف بہشتی زیور پر کوئی الزام نہ ہو گا کیونکہ
انھوں نے اسمیں بحر الرائق کی تقلید کی ہے اور اگر عبارت بحر الرائق اور بہشتی زیور کو مؤول کہا جاوے تو پھر کوئی اعتراض ہی
نہیں ہے اور اگر عبارت بحر الرائق کو مؤول کہا جاوے اور عبارت بہشتی زیور کو ظاہر رکھا جاوے تو یہ مکابرہ صریح ہی لیکن بہتر
یہ ہی کہ عبارت بحر الرائق اور عبارت بہشتی زیور دونوں کو مصروف عن الظاہر کہا جاوے تاکہ دونوں عبارتیں اعتراض سے
محفوظ رہیں اسوقت عبارت بہشتی زیور کا مطلب یہ ہو گا حیض کے زمانے میں مرد کے پاس جانا یعنی صحبت کرنا درست نہیں
اور صحبت کے سوا اور سب باتیں جنمیں عورت کے مابین السرۃ الی الرکبۃ کا مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو۔ درست ہیں یعنی
کھانا پینا لیٹنا وغیرہ درست ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب۔ جب یہ بھی معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ حمقار زمانہ کو اس مقام پر التباس
ہوا اور انھوں نے اس مسئلہ کو جو کہ فعل عورت سے تعلق رکھتا ہے فعل مرد سے متعلق سمجھ کر اس پر اعتراض کیا کہ یہ صحیح نہیں
ہے کیونکہ علاوہ صحبت کرنے (جماع) کے مباشرت مابین الرکبۃ والسرۃ بمذہب امام اعظم[رح] وامام مالک[رح] وامام ابو یوسف[رح]
وامام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ ناجائز ہے جیسا کہ عامہ کتب سے واضح ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ مولانا نے خلاف تحقیق وخلاف
قول مفتی بہ لکھا ہی آہ انتہی ہذیانہم یہ ان کی نہایت واضح حماقت ہی کیونکہ مذہب امام ابو حنیفہ[رح] وغیرہ فعل زوج سے متعلق ہی
نہ کہ فعل زوجہ سے کیونکہ فعل زوجہ کی نسبت بحر الرائق میں لکھا ہی کہ لم ار لہم حکم مباشرتہا لہ۔ بلکہ مباشرت زوجہ کا حکم متاخرین
نے استنباط کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہی کہ بہشتی زیور کے مسئلہ میں جو خدشہ تھا اس تک حمقار زمانہ کی رسائی نہیں
ہوئی اور جو انھوں نے اعتراض کیا ہی وہ مسئلہ بہشتی زیور سے تعلق نہیں رکھتا۔ وتمام تحقیق فی التحقیقات المفیدہ
اصل ص۲ مسئلہ چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے۔ تحقیق دلیلہ فی الدر المختار حیث قال الا بول الخفاش وخرءہ فظاہرہ
ومافی البدائع وغیرہ حیث قالوا بول الخفافیش وخرءہا لیس بنجس لخ فلا اعتراض علی بہشتی زیور
اصل ص۲ مسئلہ اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر الخ تحقیق روپے سے مراد یا تو شرعی روپیہ ہے جس کو درہم کہتے ہیں یا سکہ رائج
پہلی صورت میں تو اعتراض حمقار ساقط ہی رہی دوسری صورت سو اس کی توجیہ یہ ہی کہ سکہ رائج تقریباً مقعر کف کے برابر

ہوتا ہے سو اب بھی کوئی اعتراض نہیں۔ اور تفصیل اس کی تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل ص۲۳ مسئلہ۱۱ اگر پیشاب کی چھینٹیں الخ تحقیق اس مسئلہ میں سوئی کی نوک کی قید احترازی نہیں ہے بلکہ مقصود بیان غایت صغر رشاش ہے اور دیکھنے سے نہ دکھائی دیں اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے سے بے تکلف نہ دکھائی دیں اگر دکھائی دیں تو غور سے دیکھنے سے دکھائی دیں اور مقصود یہ ہے کہ اگر چھینٹیں بہت چھوٹی ہوں اور بے تکلف نہ دکھائی دیں تو ان کا اعتبار نہیں کیونکہ کرؤس الابر کی تمثیل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تھی۔ اور دکھائی نہ دینے کی قید امام ابو یوسف سے اور مقصود دونوں کا بعنوانات مختلفہ بیان صغر رشاش تھا اس لئے مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے جمع بین القولین کے لئے دونوں عبارتیں لے لیں یہ ہے صحیح مطلب بہشتی زیور کا۔ مگر حمقاء زمانہ نے سوئی کی نوک کو قید احترازی قرار دے کر سوئی کے دوسرے سرے کو خارج کیا ہے اور نہ دکھائی دینے کی قید کو قید احترازی قرار دے کر ان چھینٹوں کو نکالا ہے جو دکھلائی دیتی ہیں خواہ بغور دکھلائی دیں یا بدوں غور کے اور اس طرح کلام میں تحریف کر کے اس پر اعتراض کیا ہے سو یہ ان کا جہل ہے۔ (مزید بحث تحقیقات مفیدہ میں ہے)

اصل ص۲۳ مسئلہ۱۲ اگر پیشاب کے مانند کوئی نجاست لگ گئی الخ تحقیق واضح ہو کہ دلدار ترجمہ ہے ذی جرم کا اور ذی جرم کی تعریف درمختار میں یہ کی ہے ہو کل مایری بعد الجفاف ولو من غیرہا کخمر و بول اصابہ تراب۔ اس بناء پر غیر ذی جرم کی تعریف یہ ہوگی۔ ہو کل مالایری بعد الجفاف جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سنو کہ غایۃ البیان میں نجاست مرئیہ وغیر مرئیہ کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ المرئیۃ مایکون مرئیا بعد الجفاف وغیر المرئیۃ مالایکون مرئیا بعد الجفاف کالبول ونحوہ۔ پس اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ نجاست ذی جرم اور مرئیہ ایک چیز ہیں اور غیر ذی جرم وغیر مرئیہ ایک چیز۔ پس عبارت بہشتی زیور پر یہ اعتراض کرنا حماقت ہے کہ فقہاء نے مرئیہ اور غیر مرئیہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لہذا بہشتی زیور میں دلدار اور غیر دلدار کا استعمال غلط ہے اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا اعتراض اول ساقط ہو گیا جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ نجاست غیر مرئیہ کی تطہیر کے بارے میں اصل مذہب تو یہی ہے کہ جب طہارت کا ظن غالب ہو جاوے اس وقت پاک ہو جاوے گا۔ لیکن چونکہ اس میں فی الجملہ دشواری تھی اور اغلب احوال میں تین مرتبہ دھونے سے طہارت کا غلبہ ظن حاصل ہو جاتا تھا۔ بناء بریں تین مرتبہ دھونے کو قائم مقام حصول غلبہ ظن قرار دیا گیا تیسیر اللامر علی الناس وقطعاً للوسوسۃ چنانچہ غنیہ میں ہے۔ فعلم بہذا ان المذہب ہو اعتبار غلبۃ الظن وانہا مقدرۃ بثلث لحصولہا بہا فی الغالب وقطعاً للوسوسۃ فانہ من اقامۃ السبب مقام المسبب الذی فی الاطلاع علی حقیقتہ عسر کالسفر مقام المشقۃ وامثال ذالک الخ اس سے معلوم ہوا کہ بہشتی زیور میں تین مرتبہ

دھونے کا حکم خلاف مذہب اور اعتبار غلبہ ظن کے معارض نہیں ہے بلکہ سراسر موافق مذہب اور موافق اعتبار غلبہ ظن ہے اس تقریر سے حمقار زمانہ کا دوسرا اعتراض بھی ساقط ہوگیا جب یہ بھی معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور میں صرف تیسری مرتبہ مبالغہ کے ساتھ نچوڑنے کا حکم دیا ہے اور ہر مرتبہ میں مبالغہ کا حکم نہیں دیا۔ سو وجہ اس کی یہ ہے کہ شامی میں ہے جعلها فی الدرر شرطا للمرة الثالثة فقط وكذا في الايضاح لابن الكمال وصدر الشريعة وكافي النسفي وعزا في الحلية الى فتاوى ابي الليث وغيرها اس سے معلوم ہوا کہ جمہور فقہا کا مسلک یہ ہے کہ صرف تیسری مرتبہ میں مبالغہ شرط ہے نہ کہ ہر مرتبہ میں پس ان فقہا کے خلاف ان لوگوں کی رائے حجت نہ ہوگی جنھوں نے قاضیخان کی عبارت سے جس میں مبالغہ کی بالکل نفی ہے نہ کہ صرف تیسری مرتبہ میں مبالغہ کی دھوکہ کھاکر جمہور فقہار کے خلاف ایک مسلک نکالا ہے اور ہر مرتبہ میں مبالغہ شرط کیا ہے اس تقریر سے حمقاً زمانہ کا اعتراض ثالث بھی ساقط ہوگیا۔ اور بہشتی زیور کا مسئلہ بے غبار رہا۔ پوری تحقیق تحقیقات مفیدہ میں ہے

اصل ص۴۲ مسئلہ کپڑا اور بدن فقط دھونے ہی سے پاک ہوتا ہے۔ تحقیق یعنی اصل حکم یہی ہے رہے مواقع ضرورت وہ اس سے مستثنیٰ ہیں بہشتی زیور کا یہ مسئلہ ایسا ہے جیسا کہ فقہار کہتے ہیں کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے کیونکہ اس کے معنی بھی یہی ہوتے ہیں کہ اصل حکم یہی ہے مگر مواقع ضرورت اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پس جسطرح فقہار کے اس حکم پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا یوں ہی بہشتی زیور کے مسئلہ پر بھی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اس کی مزید تفصیل تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل ص۴۵ مسئلہ ۲۶ ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی۔ الخ تحقیق۔ اس مسئلہ کی صحت پر حمقار زمانہ کو اعتراض نہیں ہے بلکہ انھوں نے اور بیہودہ بکواس کی ہے جس کے جواب کے لئے تحقیقات مفیدہ موضوع ہے نہ کہ تصحیح الاغلاط وتنقیح الاغلاط اس لئے ہم اس کے متعلق اس جگہ پر کچھ نہیں لکھتے۔ بلکہ تحقیقات مفیدہ میں لکھیں گے۔

اصل ص۴۵ مسئلہ ۲۸ نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے الخ تحقیق اس مسئلہ کا ماخذ تنویر الابصار ہے جس کے الفاظ یہ ہیں كطين تنجس فجعل منه كوز بعد جعله على النار۔ آه اور چونکہ اس عبارت میں ذہاب اثر کی قید نہیں ہے اس لئے بہشتی زیور میں بھی نہیں لگائی۔ پس اگر بہشتی زیور پر اعتراض ہے تو تنویر الابصار پر بھی ہونا چاہئیے۔ اور اگر تنویر الابصار کی عبارت کا کوئی جواب ہے تو بہشتی زیور کی عبارت کا جواب کیوں نہیں۔

حاصل یہ ہے کہ تنویر الابصار پر اعتراض نہ کرنا اور بہشتی زیور پر اعتراض کرنا سراسر بے انصافی اور ہٹ دھرمی ہے اگر اعتراض ہو تو دونوں پر ہونا چاہئیے۔ اور اگر نہ ہو تو دونوں پر نہ ہونا چاہئیے۔ یہ گفتگو علی سبیل التنزل ہے اب ہم ترقی

کرکے کہتے ہیں کہ بہشتی زیور کی عبارت میں اس قید کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جب کمہار آوے میں برتن کو پکا لیتے ہیں تو نجاست کا اثر باقی ہی نہیں رہتا تاکہ شرط لگانے کی ضرورت پڑے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تنور میں یہ شرط نہیں لگائی۔ کیونکہ جعلہ علی النار سے مراد جعل مخصوص ہے یعنی متعارف پکانا نہ کہ مطلق طبخ و جعل۔ اور در مختار میں جو شرط لگائی ہے وہ بالنظر الی المفہوم العام ہے۔ کیونکہ مطلق جعل علی النار اور طبخ شامل ہے پورے طور پر پکانے اور کسی قدر پکانے وغیرہ کو غلط اعتراض۔

اصل صفحہ مسئلہ شہد شیرہ یا گھی تیل ناپاک ہوگیا الخ تحقیق۔ تحقیق اس مقام کی یہ ہے شامی میں ہے۔ قال فی الدرر ولو

تنجس العسل فتطہیرہ ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی یعود الی مکانہ والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشیء

ہکذا ثلاث مرات آہ۔ وہذا عند ابی یوسف خلافا لمحمد وہو اوسع وعلیہ الفتوی کما فی شرح الشیخ اسمعیل عن جامع الفتاوی اور

کبیری میں ہے الایری الی ما روی عن ابی یوسف فی تطہیر الدہن النجس ای المتنجس انہ اذا جعل الدہن فی اناء فصب علیہ الماء فیعلو الدہن علی وجہ الماء فیرفع بشیء ویراق الماء ثم یفعل ہکذا حتی اذا فعل کذلک ثلث مرات حکم بطہارۃ الدہن۔ اور مجمع الانہر میں

وشرح قدوری میں ہے۔ یصب علیہ مثلہ ماء ویحرک اور در مختار میں ہے۔ ویطہر لبن وعسل ودبس ودہن یغلی ثلاثا وقال فی الفتاوی الخیریۃ ظاہر الخلاصۃ عدم اشتراط التثلیث۔ ان روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طہارت دہن وغیرہ کے لئے فی الحقیقۃ نہ غلیان ضروری ہے نہ تحریک بلکہ اُن کی ضرورت اگر کسی درجہ میں ہے تو محض اس لئے کہ روغن وغیرہ پانی کے اوپر آجاوے اور پانی سے جدا ہوسکے پس یہ مقصود جس طریق سے بھی حاصل ہو جاوے کافی ہے اور اس کے سوا دوسرے طریق کی ضرورت نہ ہوگی۔ دلیل ہمارے اس بیان کی یہ ہے کہ بعض فقہاء نے غلیان کا ذکر کیا ہے اور بعض نے تحریک کا اور کبیری نے نہ غلیان کا ذکر کیا نہ تحریک کا۔ پس معلوم ہوا کہ غلیان وتحریک مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ اس لئے مقصود ہیں کہ روغن وغیرہ اوپر آجاوے اور تیل اور پانی جدا ہو جاویں۔ ویدل علیہ قول الدرر فیغلی فیعلو الدہن الخ نیز عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرط تثلیث مختلف فیہ ہے۔ بعض کے نزدیک ضروری ہے اور بعض کے نزدیک ضروری نہیں پس ہم کو ترجیح کی ضرورت ہے سو ہم دیکھتے ہیں کہ اشتراط تثلیث امام ابو یوسف کا مذہب ہے کما یظہر من الدرر والمنیۃ وشرحہا اور عدم اشتراط خلاصہ وغیرہ کا اور ظاہر ہے کہ صاحب مذہب کا قول دیگر علماء سے مقدم ہے اس لئے اشتراط راجح ہوگا بالخصوص اسوقت جبکہ منشاء عدم اشتراط خود غلط ہو۔ کیونکہ اس کا منشاء قیاس علی الثوب ہے اور یہ دو وجہ سے غلط ہے اول اس لئے کہ ثوب میں بھی تثلیث شرط ہے۔ کما تبین سابقاً فی مسئلہ تطہیر الثوب۔ دوسرے اس لئے کہ قیاس دہن علی الثوب قیاس

مع الفارق ہے۔ کیونکہ دہن وغیرہ کی نجاست نجاست ثوب سے اقوی ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ امام محمد رحمۃ تطہیر روغن وغیرہ کو جائز نہیں رکھتے حالانکہ وہ تطہیر ثوب کو جائز رکھتے ہیں۔ نیز صاحب درمختار تطہیر ثوب میں غلبۂ ظن کا اعتبار کرتے ہیں مگر روغن میں تثلیث کو شرط کرتے ہیں۔ پس فرق ظاہر ہے جب یہ امر معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ ظاہر روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدار آب میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مقدار روغن وغیرہ کے برابر ہونا ضروری ہے۔ بعض کے نزدیک برابری شرط نہیں لیکن ہم نظر کو غائر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی نے ابتداءً قدرہ من الماء کہا ہے اس نے قید قدرہ کو احترازاً نہیں بیان کیا بلکہ اتفاقاً بیان کیا ہے۔ اور جنھوں نے اس کے بعد اس قید کا ذکر کیا ہے انھوں نے شخص مذکور کی تقلید کی ہے اور جس نے اس قید کا ذکر نہیں کیا ہے اس نے حقیقت پر نظر کی ہے۔ دلیل اس کی دو ہیں اول یہ کہ اشتراط مساوات بے دلیل ہے دوم یہ کہ بعض روایتوں میں قدراً من الماء منصوص ہے اور اس کو تصنیف قدرہ کہنا بلا دلیل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قید مذکورہ قدرہ من الماء اتفاقی ہے اور جنھوں نے اس کو احترازی سمجھا ہے انھوں نے دھوکہ کھایا ہے۔ پس حاصل تحقیق ہذا یہ نکلا کہ تطہیر دہن وغیرہ کے لئے نہ غلیان ضروری ہے اور نہ تحریک نہ مقدار خاص ہاں تثلیث بیشک ضروری ہے جب یہ امر محقق ہو چکا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور کی تشقیق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسف رح کے نزدیک غلیان یا تحریک ضروری نہیں ہے کما ہو الحق۔ رہی مقدار کی تعیین سو وہ محض اتفاقی ہے نہ کہ احترازی جیسا کہ دیگر فقہاء کے کلام میں موجود ہے۔ اور قید تثلیث ضروری ہے۔ اس تحقیق کے بعد حمقاء زمانہ کے اعتراضات کا خاتمہ ہوگیا۔ اور ان کے کلام کا فساد ظاہر ہوگیا

اصل صـ۶ مسئلہ ۳۷۔ نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی۔ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ شامی میں ہے کہ قد ذکر سیدی عبد الغنی کلاماً حسناً سبقاً الیہ صاحب الحلیۃ وہو ان مسئلۃ الاختضاب الی قولہ لم ار من رجح خلافہ فافہم یہ عبارت بتلاتی ہے کہ مسئلہ حناء میں دو قول ہیں ایک یہ کہ پانی صاف گرنے لگے تب پاک ہوگا خواہ کتنی ہی مرتبہ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔ خواہ پانی صاف گرنے لگے یا نہ اور مفتیٰ بہ ان میں قول اول ہے۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور میں جو کہا ہے کہ تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تین مرتبہ اس قدر دھو لیا گیا کہ پانی صاف گرنے لگے کما یدل علیہ قولہ خوب لانہ یدل علی المبالغۃ وہو یستلزم صفو الماء۔ تو ہاتھ پاؤں پاک ہو جاویں گے اور اس میں ابو یوسف رحمہ اللہ نے دونوں مسلکوں کی رعایت کی ہے تاکہ دونوں پر عمل ہو جاوے اور ہاتھ پاؤں بالاتفاق پاک ہو جاویں۔

فلا اعتراض علیہ کما یفعلہ حمقار زمانہ۔ شاید کسی کو شبہ ہو کہ ص۵ سطر ۱۲ میں یہ مذکور ہے کہ جس رنگ میں کپڑا رنگا الخ اور اس میں تین مرتبہ کی قید نہیں لگائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مواقع اختلاف میں رعایت اختلاف اولی ہے نہ کہ واجب پس وہاں اختلاف کی رعایت نہ کرنا قابل اعتراض نہیں ہو سکتا اس مسئلہ کی تحقیق مزید تحقیقات مفیدہ میں کی جائے گی۔

اصل ص۷ مسئلہ ۲۴۔ اگر لکڑی کا تختہ الخ تحقیق یہ مسئلہ غنیۃ المستملی سے ماخوذ ہے اور عبارت اس کی یہ ہے۔ ومثلہ ایضاً ای مثل الحکم المذکور وہو عدم الفساد اذا اصابت النجاسۃ خشبۃ فقلبہا وصلی علی الوجہ الطاہر ان کان غلظ الخشبۃ بحیث یقبل القطع ای یمکن ان ینشر نصفین فیما بین الوجہ الذی فیہ النجاسۃ والوجہ الآخر فیجوز الصلوٰۃ علیہا حینئذ والا فلا لانہا حینئذ بمنزلۃ اللبد فی الوجہ الاول وبمنزلۃ الثوب فی الوجہ الثانی آہ ص۲۰۰ لیکن حلیہ میں شبہ بالحق مطلقاً جواز کو کہا ہے اور اس کے اصول نے دلائل بھی بیان کئے ہیں جن کا ہمکو علم نہیں ہو سکا تاکہ ہم دونوں کے دلائل کو دیکھ کر فیصلہ کر سکتے کہ حق صاحب منیہ وغنیہ کی طرف ہے یا صاحب حلیہ کی طرف نیز چونکہ اصل مؤلفہ بہشتی زیور یعنی مولوی احمد علی صاحب کا انتقال ہو چکا ہے اس لئے ہم کو یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا کہ انھوں نے کس بنا پر صاحب غنیہ کے بیان کو ترجیح دی ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اختیار مسلک صاحب غنیۃ اقرب الی الاحتیاط ہے ایسی حالت میں اگر کوئی مسئلہ بہشتی زیور پر معترض ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ دلائل سے صاحب غنیہ کے مسئلہ کی غلطی ثابت کرے۔ اور یہ کہدینا کافی نہیں ہے کہ حلیہ میں اس کے خلاف کو حق کہا ہے کیونکہ اس کا جواب یہ ہے کہ غنیہ میں اس کے خلاف کو اختیار کیا ہے۔ لہٰذا وہ اقرب الی الاحتیاط بھی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ صاحب غنیہ کے بیان کو چھوڑ دیا جائے۔ اس تفصیل سے حمقار زمانہ کی خرافات کا جواب معلوم ہو گیا۔

اصل ص۱۰ مسئلہ ۴ ڈھیلے سے استنجا کرنے کا الخ تحقیق۔ در مختار میں ہے۔ ولا تقیید باقبال وادبار شتاء او صیفاً۔ اور اس کے ذیل میں شامی نے لکھا ہے۔ ای بناء علی ماذکر من ان المقصود ہو الانقاء فلیس لہ کیفیۃ خاصۃ وہذا عند بعضہم وقیل کیفیتہ فی المقعدۃ فی الصیف للرجل ادبار الحجر الاول والثالث واقبال الثانی وفی الشتاء بالعکس وہکذا تفعل المرأۃ فی الزمانین کما فی المحیط ولہ کیفیات اخر فی النظم والظہیریۃ وغیرہما وفی الذکر ان یاخذہ بشمالہ ویمرہ علی حجر او جدار او مدر کما فی الزاہدی آہ قہستانی واختار ماذکرہ الشارح فی المجتبیٰ والفتح والبحر وقال فی الحلیۃ انہ الاوجہ الخ اور صاحب وقایہ وصاحب شرح وقایہ اور صاحب عمدۃ الرعایۃ نے سنیت عدد کی نفی کی ہے ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حق اور مختار مذہب یہی ہے کہ استنجے کے لئے کوئی کیفیت مخصوص نہیں اور نہ کوئی عدد مسنون ہے بلکہ مقصود انقار ہے وہ جس طریق سے بھی حاصل

ہوجاوے کافی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا کیفیات بتلانا سو ان کا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات مقصود ہیں بلکہ انھوں نے اپنے ذہن میں جس کیفیت کو معین فی الانفار سمجھا اس کو بتلادیا۔ پس حاصل اُن کے کلام کا یہ ہے کہ مقصود انفار ہے اور کوئی کیفیت مقصود نہیں لیکن ہماری رائے میں یہ کیفیت معین فی الانفار ہے۔ اس لئے اگر اس کیفیت سے استنجاء کیا جاوے تو اس سے حصول مقصود میں اعانت کی پوری توقع ہے۔ سو یہ بہشتی زیور کے خلاف نہیں کما ہو ظاہر پس جہلاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہوگیا۔ اور بہشتی زیور کا مسئلہ بے غبار رہا۔ مزید تفصیل اس کی تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل صفحہ ۱۲ مسئلہ ۲ جب تک ہر چیز کا سایہ دُونا نہ ہوجاوے الخ تحقیق۔ دلیلہ ما فی التنویر وقت الظہر من زوالہ الی بلوغ الظل مثلہ فی الوقایۃ وغیرہا وقال فی رد المحتار جوابا لمن خالف ہذا المسلک فیہ ان الادلۃ تکافات ولم یظہر ضعف دلیل الامام بل ادلتہ قویۃ ایضا کما یعلم من مراجعۃ المطولات وشرح المنیۃ وقد قال فی البحر لا یعدل عن قول الامام الی قولہما او قول احدہما الا لضرورۃ من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ کالمزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولہما کما ہنا آہ وقال ایضا تحت قول المصنف الی بلوغ الظل مثلیہ ہذا ظاہر الروایۃ عن الامام نہایۃ وہو الصحیح بدائع ومحیط وینابیع وہو المختار غیاثیہ واختار الامام المحبوبی وعول علیہ النسفی وصدر الشریعۃ تصحیح قاسم واختارہ اصحاب المتون وارتضاہ الشارحون لقول الطحاوی وبقولہما ناخذ لایدل علی انہ المذہب وما فی الفیض من انہ یفتی بقولہما فی العصر والعشاء مسلم فی العشاء فقط الخ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ جمہور ائمہ حنفیہ کا مسلک وہی ہے جو بہشتی زیور میں اختیار کیا ہے۔ فلا یعترض علیہ بما اعترض بہ جہلۃ زماننا۔

اصل صفحہ ۱۲ مسئلہ ۲ جب تک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے الخ۔ تحقیق۔ یہ مسئلہ بھی تنویر الابصار وغیرہ سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ تنویر الابصار میں ہے۔ والمغرب منہ الی الشفق وہو الحمرۃ اور در مختار میں ہے۔ عندہما وبہ قالت الثلثۃ والیہ رجع الامام کما فی شروح المجمع وغیرہا فکان ہو المذہب اور گو ابن الہمام و علامہ قاسم نے اس میں کلام کیا ہے۔ مگر عامۂ فقہاء مثل صاحب نہر و نقایہ و وقایہ و درر و اصلاح و درر البحار و امداد و مواہب و برہان وغیرہم کا مسلک یہی ہے اور امام صاحب سے ایک روایت بھی اس کے موافق ہے۔ فیکون ہو المعتمد فلا اعتراض علیہ بما اعترض جہلۃ زماننا۔

اصل صفحہ ۱۳ مسئلہ ۱ فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا الخ تحقیق۔ ہتھیلی سے باطن کف و ظاہر کف دونوں مراد ہیں نہ کہ صرف باطن اور دلیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ کنز الدقائق میں ہے۔ الا وجہہا وکفیہا وقدمیہا اور وقایہ میں ہے الا الوجہ والکف والقدم و ذکرہ فی شرح الوقایۃ اور تنویر الابصار میں ہے خلا الوجہ والکفین والقدمین۔ مزید تحقیق اس مسئلہ کی

تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل صہ مسئلہ ۱ اگر بے سوچے نماز پڑھ لیوے تو نماز نہ ہوگی الخ تحقیق۔ دلائل اس مسئلہ کے یہ ہیں تنویر الابصار میں
ہے۔ ان شرع بلا تحرٍّ لم یجز وان اصاب۔ اور شرح وقایہ میں ہے۔ وان شرع بلا تحرٍّ لم یجز وان اصاب لان قبلتہ جہۃ تحریہ
ولم یجز آہ والیہ مال ابن الہمام فی بعض تحریراتہ وقال تلمیذہ قاسم بن قطلوبغا فی رسالۃ الفوائد الجلۃ فی اشتباہ القبلۃ وصاحب
الہدایہ فی مختارات النوازل کما فی عمدۃ الرعایۃ وتمام الکلام علیٰ ہذہ المسئلۃ فی التحقیقات المفیدہ

اصل صہ مسئلہ ۴ نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں۔ نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ تحقیق۔ مطلب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ
فرض ہے نہ کہ خاص یہ لفظ۔ اور چونکہ نمازیں علی العموم اللہ اکبر سے شروع کی جاتی ہیں اور عام نمازوں میں تکبیر اللہ اکبر
ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو فرائض میں شمار کیا گیا۔ اور چھ کا عدد فرائض متفق علیہا کے لئے ہے۔ یعنی متفق علیہ فرض چھ ہیں
نیز اس سے حصر مقصود نہیں ہے۔ فلا اعتراض۔ اس کی تفصیل تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل صہ ۲۲ مسئلہ ۱۳ سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے۔ فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی
نماز درست الخ تحقیق۔ قال خاتم علماء فرنگی محل فی عمدۃ الرعایۃ معلقاً علیٰ قول صاحب الوقایۃ والسجود بالجبہۃ والانف وبہ
اخذا ہ قولہ وبہ اخذ ای اخذ بہ المشائخ وافتوا بہ وہذا الکلام لا یخلو عن مسامحۃ لان المفہوم من ظاہر قولہ والسجود بالجبہۃ والانف
عند تعداد الفرائض ان وضع الجبہۃ والانف کلیہما فرض وانہ المفتی بہ مع انہ لیس مذہباً لاحد من ائمتنا فان ابا حنیفۃ یجوز الاکتفاء
بالانف وخالفہ فیہ صاحباہ واما الاکتفاء بالجبہۃ فہو متفق بینہم علیٰ جوازہ وبالجملۃ اتفقوا علیٰ ان المسنون وضع الجبہۃ والانف
کلیہما وعلیٰ انہ یکفی وضع الجبہۃ فقط الا انہ یکرہ وانما اختلفوا فی الاکتفاء بالانف الی آخر ما قال خاتم علماء فرنگی محل کا یہ قول مسئلہ
بہشتی زیور کی واضح دلیل ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل صہ ۲۳ مسئلہ ۲ کسی نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے۔ تحقیق۔ قال فی الہدایہ یکرہ ان یوقت بشیٔ من القرآن لشیٔ
من الصلوٰۃ وقال فی الفتح ان المداومۃ مطلقاً مکروہۃ سواء رأہ حتماً یکرہ غیرہ اولا لان دلیل الکراہۃ لا یفصل الخ۔ اور در مختار
میں ہے۔ یکرہ التعیین کالسجدۃ وہل اتیٰ والفجر کل جمعۃ بل یندب قراءتہما احیاناً۔ اور شامی میں ہے لان الشارع اذا لم یعین
علیہ شیئاً تیسیراً علیہ کرہ لہ ان یعین الخ یہ عبارت بہشتی زیور کی واضح دلیل ہے۔ اور حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہے۔ مزید
تفصیل اس کی تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل صنہ ۴۰ مسئلہ ۱ بلا کسی عذر کے دیر لگانا گناہ ہے۔ تحقیق۔ لعل ہذہ المسئلۃ مبنیۃ علی مذہب الکرخی واختارہ ہہنا للاحتیاط وزجرا للعوام عن التکاسل تبعا لصاحب الدر المختار والشامی۔

اصل صہ ۴۳ مسئلہ ۱ جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے الخ۔ تحقیق۔ اس پر مولوی احمد حسن صاحب نے لکھا تھا۔ خدا جانے اس وقت یہ تین دفعہ کی مقدار کہاں سے لکھی تھی۔ طحطاوی اور رد المختار میں ایک مرتبہ سبحان کہنے کی مقدار لکھی ہے۔ پس اسی پر عمل لازم ہے آھ۔ اس مسئلہ کی مفصل تحقیق کی جاتی ہے۔ وہو ہذا رد المختار میں ایک دفعہ کی مقدار میری نظر سے نہیں گذری شاید مولوی صاحب نے اس کے کسی مقام سے استنباط کیا ہو۔ اور طحطاوی میرے سامنے نہیں ہے۔ کہ اس میں دیکھا جاتا۔ لیکن رد المختار وغیرہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشتی زیور میں جو مقدار لکھی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ تفکر موجب سہو اسی لئے ہے کہ وہ مستلزم ہے تاخیر واجب کو اس لئے اس کا اور زیادہ علی التشہد کا حکم یکساں ہونا چاہیئے۔ اور یہ صرف میری رائے نہیں ہے بلکہ ان کا تماثل مصرح بھی ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔ نیز فقہ میں واقعہ جہر فی موضع المخافتہ اور مخافتہ فی موضع الجہر کو بھی اس کا مماثل بتایا گیا ہے اس بنا پر اگر یوں کہا جاوے کہ تلبس بالنجاستہ فی الصلوۃ وانکشاف عورت بھی اس کے مماثل ہیں تو صحیح ہے۔ کیونکہ یہ امر سب میں مشترک ہے کہ زمان قلیل بوجہ ضرورت تسہیل علی الامۃ سب میں معفو ہے اور زمان کثیر بوجہ عدم ضرورت کے غیر معفو۔ پس جس زمانہ کو ایک مسئلہ میں کثیر سمجھا جاوے گا اس کو سب میں کثیر ہونا چاہیئے اور جس زمانہ کو ایک میں قلیل سمجھا گیا ہے اس کو سب میں قلیل ہونا چاہیئے ورنہ فرق ہونا چاہیئے اور وجہ فرق کوئی ہے نہیں تو لامحالہ جو زمانہ ایک میں قلیل سمجھا گیا ہے وہ سب میں قلیل ہوگا۔ اور جو زمانہ ایک میں کثیر سمجھا گیا ہے وہ سب میں کثیر ہوگا۔ اور اگر یہ فرق کیا جاوے کہ بعض میں چونکہ ضرورت کم ہے اس لئے وہاں کم زمانہ کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اور بعض میں ضرورت زیادہ ہے اس لئے وہاں زیادہ زمانہ لیا گیا ہے تو یہ فرق اس کو مقتضی ہے کہ تفکر کا زمانہ سب سے زیادہ ہو۔ کیونکہ یہ سب سے زیادہ کثیر الوقوع ہے۔ بہر حال زمانہ تفکر کسی طرح زمانہ زیادۃ علی التشہد وجہر موضع مخافتہ وتلبس بالنجاستہ وانکشاف عورت وغیرہ سے کم نہیں ہو سکتا یا ان کے برابر ہوگا یا ان سے زائد۔ جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب ہم ان تمام متشابہ اور متماثل مسائل پر کلام کرتے ہیں۔

بحث مسئلہ تفکر

منیۃ المصلی اور اس کی شرح غنیۃ المستملی صفحہ ۴۳۷ میں ہے۔ من شک فی حال القیام انہ ہل کبر للافتتاح ام لا فتفکر فی ذالک وطال تفکرہ مقدار اداء رکن الی ان قال فعلیہ السہو لان تفکرہ یستلزم تاخیر الواجب وہو القراءۃ الی ان قال ثم الاصل فی حکم التفکر انہ ان منعہ عن اداء رکن کقراءۃ آیۃ او ثلث او رکوع او سجود او عن اداء واجب کالقعود یلزمہ السہو لاستلزام ذالک ترک الواجب وہو الاتیان بالرکن او الواجب فی محلہ وان لم یمنعہ عن شیء من ذلک بان کان یؤدی الارکان و یتفکر لا یلزم السہو وقال بعض المشائخ وہو الامام الصفار ان منعہ التفکر عن القراءۃ او عن التسبیح یجب علیہ سجود السہو وان کان لا یمنعہ بان کان یقرأ و یتفکر او یسبح و یتفکر لا یجب علیہ سجود السہو فعلی ہذا القول لو شغلہ التفکر عن تسبیح الرکوع وہو راکع مثلا یلزمہ السجود وعلی القول الاول لا یلزمہ لانہ لم یمنعہ عن اداء رکن ولا واجب انتہی بحذف الزوائد واقول فیہ نظر لان ایجاب الصفار سجود السہو علی الراکع الذی شغلہ التفکر عن التسبیح لیس لاجل انہ شغلہ عن التسبیح بل لانہ شغلہ عن القومۃ التی ہی واجبۃ لان اطالۃ الرکوع کان مشروعا لاجل التسبیح فلما ترکہ لم یکن لہ اطالۃ الرکوع بل کان علیہ ان ینتقل منہ الی القومۃ فلما ترکہ اخر الواجب عن محلہ فیلزمہ علیہ سجود السہو فح لا مخالفۃ بین الجمہور والصفار فتدبر۔ من حلبی احمد؟ اور رد المحتار میں ہے۔ الحاصل انہ اختلف فی التفکر الموجب للسہو فقیل ما یلزم منہ تاخیر الواجب او الرکن عن محلہ بان قطع الاشتغال بالرکن او الواجب قدر اداء الرکن وہو الاصح انتہی بقدر الضرورۃ۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تفکر مطلقاً موجب سہو نہیں ہے بلکہ اس وقت ہے جبکہ وہ تاخیر رکن یا واجب کو مستلزم ہو جاوے اور تاخیر کا زمانہ مقدار اداء رکن ہے مگر اداء رکن کا زمانہ نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کے نظائر میں غور کیا جاوے۔ سو منجملہ اس کے نظائر کے ایک نظیر مسئلہ انکشاف عورت فی الصلوٰۃ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ درمختار صفحہ ۴۲۳ میں ہے۔ ویمنع حتی انعقادہا کشف ربع عضو قدر اداء رکن۔ شامی نے اس کے تحت میں لکھا ہے۔ قولہ اداء رکن ای بسنتہ فیہ قال شارحہا وذلک قدر ثلث تسبیحات اھ وکانہ قید بذلک حملا للرکن علی القصیر منہ للاحتیاط الی ان قال ثم ما ذکرہ الشارح قول ابی یوسف واعتبر محمد اداء الرکن حقیقۃ ہو الاول المختار للاحتیاط کما فی شرح المنیۃ اھ بحذف الزوائد۔ غنیہ فی شرح منیہ صفحہ ۲۱۳ میں ہے وان کشف عضو ہو عورۃ فی الصلوٰۃ فسترہ من غیر لبث لا یضرہ ذالک ولا یفسد صلوتہ لان الانکشاف الکثیر فی الزمان القلیل عفو کالانکشاف القلیل فی الزمن الکثیر وان ادی معہ ای مع الانکشاف رکنا کالقیام ان کان فیہ او الرکوع او غیرہا یفسد ذالک الانکشاف صلوتہ وان لم یؤد مع الانکشاف رکنا ولکن مکث مقدار

ای زمن یودی فیہ رکنا بسنتہ وذلک مقدار ثلث تسبیحات فلم یستر ذلک العضو فسدت صلوٰۃ عند ابی یوسف خلافاً لمحمد رحمہ اللہ
وکذا اذا وقع الرجل المصلی للمزاحمۃ فی صف النساء او وقع امام امامہ ای قدام الامام او رفع نجاسۃ ثم القی ای تلک النجاسۃ فعلی
ہذا الخلاف المذکور ان مکث قدر اداء رکن من غیر ان یؤدیہ تفسد عند ابی یوسف خلافاً لمحمد وقد تقدم الدلیل من الجانبین
فی بحث النجاستہ وان المختار قول ابی یوسف فی الجمیع للاحتیاط انتہی بقدر الضرورۃ۔ ان عبارتوں سے اداء رکن کا زمانہ
معلوم ہوگیا کہ مقدار تین تسبیحات ہے اور اس سے زمانہ تفکر کی بھی شرح ہوگئی۔ دوسری نظیر تلبس بالنجاستہ فی الصلوٰۃ
ہے اس میں بھی امام ابویوسف اور امام محمد کا وہی اختلاف ہے جو کشف عورت کے بارے میں ہے ۔چنانچہ غنیہ ص۱۹۹ میں ہے
قال محمد تجوز الم یؤد رکنا علی ذلک الحال لانہ لم یؤد جزء من الصلوٰۃ مع المانع فلا تفسد ولابی یوسف ان المعفو ہو المقدار
القلیل من الزمان والذی یمکن فیہ اداء رکن کثیر فلا یعفی سواء ادی الرکن او لم یؤد اھ اس سے معلوم ہوا کہ مقدار قلیل زمان
دونوں کے نزدیک معاف ہے مگر امام محمد کے نزدیک قلیل وہ ہے جو حقیقۃً اداء رکن سے کم ہو اور امام ابویوسف کے نزدیک
قلیل وہ ہے جو تین تسبیحات سے کم ہو۔ پس چونکہ تفکر فی الزمان القلیل بھی معفو ہے۔ اس لئے اس میں بھی یہی اختلاف ہوگا۔
اور چونکہ امام ابویوسف کے نزدیک قلیل وہ ہے جو تین تسبیحات سے کم ہو اور یہی مختار بھی ہے اس لئے اگر زمان تفکر تین تسبیحات
سے کم ہے تو معاف ہوگا اور اگر تین تسبیحات کے برابر یا اس سے زائد ہو تو معاف نہ ہوگا۔ اب تیسری نظیر کو دیکھئے۔ تیسری
نظیر جہر فی موضع المخافتہ وبالعکس ہے اس کے متعلق درمختار ص۷۸ میں ہے والاصح تقدیرہ بقدر ما تجوز بہ الصلوٰۃ فی الفصلین
وقیل قائلہ قاضی خاں یجب السہو بہما ای بالجہر والمخافتہ مطلقاً ای قل او کثر وہو ظاہر الروایۃ التی نقلہ الثقات من اصحاب
الہندوانی اھ زاد الشامی فی منحہ وانما عولنا علی الاول تبعا للہدایۃ وانا اعجب من کثیر من کمل الرجال کیف یعدل عن ظاہر الروایۃ
الذی ہو بمنزلۃ نص صاحب المذہب الی ما ہو کالروایۃ الشاذۃ اھ ۔اقول لا عجب من کمل الرجال کصاحب الہدایۃ والزیلعی
وابن الہمام حیث عدلوا عن ظاہر الروایۃ لما فیہ من الحرج وصحح الروایۃ الاخری للتسہیل علی الامۃ وکم لہ من نظیر ولذا قال
القہستانی یجب السہو بمخافتہ کلمۃ لکن فیہ شدۃ قال فی شرح المنیۃ الصحیح ظاہر الروایۃ وہو التقدیر بما تجوز بہ الصلوٰۃ من غیر
تفرقۃ لان القلیل من الجہر فی موضع المخافتہ معفو ایضا ففی حدیث ابی قتادۃ فی الصحیحین انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یقرأ
فی الظہر فی الاولیین بام القرآن وسورتین وفی الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الآیۃ احیانا اھ فیہ لتصریح بان ما صحح فی الہدایۃ
ظاہر الروایۃ ایضا فان ثبت ذلک فلا کلام والا فوجہ تصحیح ما قلناہ وتائیدہ بحدیث الصحیحین وقدمنا فی واجبات الصلوٰۃ

عن شرح المنیۃ انہ لاینبغی اَن یعدل عن الدرایۃ ای الدلیل اذا وافقہا روایۃ اھ مافی الشامی۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جہر
ومخافتہ کے مسئلہ میں قابلِ تصحیح یہ امر ہے کہ ماتجوز بہ الصلوٰۃ کثیر ہے اور اس سے کم قلیل اب دیکھنا یہ ہے کہ ماتجوز بہ الصلوٰۃ
سے اِس جگہ کیا مراد ہے سو واضح ہو کہ ماتجوز بہ الصلوٰۃ میں اختلاف ہے۔ ایک روایت امام کی تو یہ ہے۔ ایک ایسی
آیت جو کم از کم چھ حرف کی ہو خواہ تحقیقاً جیسے ثم نظر۔ یا تقدیراً جیسے لم یلد۔ بشرطیکہ ایک کلمہ نہ ہو اس سے نماز جائز ہے۔
اور دوسری روایۃ ان کی یہ ہے کہ جس مقدار پر قرآن کا اطلاق آسکے اور اس سے قصد خطاب کا دھوکہ نہ ہو اس سے نماز
جائز ہے۔ اِس روایۃ کو قدوری نے امام کا صحیح مذہب سمجھا ہے اور زیلعی نے بھی اِسی کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ یہ اقرب
الی القواعد الشرعیہ ہے اور تیسری روایۃ امام صاحب کی اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی
آیۃ سے نماز جائز ہے۔ ان میں مذہب امام صاحب مرجوح اور اِس کا خلاف راجح ہے کیونکہ منشاء عفو تسہیل علی الامۃ ہے۔
اور تسہیل مذہب مخالف میں ہے نہ کہ مذہب امام صاحب میں، اِسلئے وہی مذہب مختار ہوگا اور کہا جاویگا کہ اگر تین چھوٹی
آیتوں کے برابر جہر یا مخافتہ ہوئی ہے تو سجدہ سہو لازم ہوگا ورنہ نہیں۔ اور تین چھوٹی آیتیں یا تو ثم نظر ثم نظر ثم نظر ہیں جن کے
(اٹھارہ ۱۸) حروف ہیں یا ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر جن کے ملفوظی حروف (انتیس ۲۹) ہیں، پہلی صورت
میں زمانہ جہر ومخافتہ دو مرتبہ سُبحان اللہ کہنے کے برابر ہوگا۔ اور اگر جلدی سُبحان اللہ کہا جاوے تو تین مرتبہ بھی کہا
جا سکتا ہے۔ اور دوسری صورت میں تین مرتبہ سُبحان اللہ کہنے کی برابر۔ کیونکہ اِس کے حروف ملفوظی (۹) ہیں۔ اور گو
۹ × ۳ = ۲۷ ہوتے ہیں مگر ۲۷۔ اور ۲۹ میں کوئی معتد بہ فرق نہیں ہے، اس لئے اِس مسئلہ کا حاصل یہ ہوگا کہ اگر
جلدی یا اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سُبحان اللہ کہنے کی مقدار جہر ومخافتہ وقوع میں آئی ہیں تو سجدۂ سہو لازم ہوگا
ورنہ نہیں۔ اِس مقام پر ایک شُبہ کا ازالہ مناسب معلوم ہوتا ہے جو کہ ہمارے بیان سابق سے پیدا ہوتا ہے وہ
یہ کہ مسئلہ انکشاف عورت وغیرہ میں امام محمدؒ کے نزدیک ادا رکن حقیقۃً معتبر ہے اور مسئلہ جہر ومخافتہ میں مقدار
ماتجوز بہ الصلوٰۃ تو اِس سے ہر دو مسائل میں فرق ثابت ہوا، اور تم فرق نہیں کرتے بلکہ سب کو یکساں
سمجھتے ہو، اور ایک دوسرے پر قیاس کرتے ہو، اِس کا جواب اوّلاً یہ ہے کہ ان مسائل میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ نہیں
ہے بلکہ امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے پس اگر ان کے قول پر فرق ہو بھی تو ہمیں مضر نہیں ہے اور ثانیاً یہ کہ ماتجوز
بہ الصلوٰۃ سے امام محمدؒ کے نزدیک تین آیتیں مراد نہیں ہیں بلکہ وہ پُوری قراۃ مراد ہے جو وہ اس رکعت میں کرتا ہے

کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس قدر قرأۃ ایک رکعت میں کیجاوے خواہ طویلہ ہو یا قصیرہ سب فرض واقع ہوتی ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کی مقدار مراد ہے جو کہ تین مرتبہ سُبحان اللہ کہنے کے برابر ہے، اُس وقت نہ امام محمدؒ کے نزدیک فرق ہوگا اور نہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واللہ اعلم۔ حاصل اِس تقریر کا یہ ہے مفتی بہ اور قابل اعتماد مذہب مسئلہ جہر و مخافتہ میں یہی ہے کہ تین مرتبہ سُبحان اللہ کہنے کی برابر جہر یا مخافتہ ہو تو سجدۂ سہو لازم ہوگا پس اِس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ تفکر میں بمقدار ثلث تسبیحات معتبر ہے۔ چوتھی نظیر اس کی زیادۃ علی التشہد الاولیٰ ہے، اِس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔ "غنیہ شرح منیہ صہ ۳۲۱ میں ہے۔ فان زاد علی التشہد قال بعض المشائخ ان قال اللّٰہم صل علی محمد ساہیا یجب علیہ سجدۃ السہو عن ابی حنیفۃؒ فیما رواہ عنہ الحسن ان زاد حرفا واحدا فعلیہ سجدتا السہو قال المص و اکثر المشائخ علی ہذا ای علی انہ یلزمہ السہو بزیادۃ حرف واحد وفی الخلاصۃ والمختار انہ یلزمہ السہو ان قال اللّٰہم صل علی محمد قال البزازی لانہ ادی سنۃ وکیدۃ فیلزم تاخیر الرکن ای وبتاخیر الرکن یجب سجدۃ السہو وہذا باطلاقہ یصلح دلیلا لمن اختار روایۃ الحسن فان مطلق تاخیر الرکن موجود فی زیادۃ الحرف ونحوہ ولا یخص ما اختارہ ہو وصاحب الخلاصۃ من التقیید بقولہ اللّٰہم صل علی محمد والصحیح ان قدر زیادۃ الحرف ونحوہ غیر معتبر فی جنس ما یجب لسجود السہو وانما المعتبر قدر ما یودی فیہ رکن کما فی الجہر فیما یخافت وعکسہ وکما فی التفکر حالۃ الشک ونحوہ علی ما عرف فی باب السہو وقولہ اللّٰہم صل علی محمد یشغل من الزمان ما یمکن ان یودی فیہ رکن بخلاف ما دونہ لانہ زمن قلیل یعسر الاحتراز عنہ فبہذا یتم مراد البزازی ویعلم منہ انہ لا یشترط التکلم بذلک بل لو مکث مقدار ما یقول اللّٰہم صلی علی محمد یجب السہو لانہ اخر الرکن بمقدار ما یودی فیہ رکن آہ درمختار صہ ۲۳۵ فصل اذا اراد الشروع میں ہے ولا یزید فی الفرض علی التشہد فی القعدۃ الاولیٰ اجماعا فان زاد عامدا کرہ فتجب الاعادۃ او ساہیا وجب علیہ سجود السہو اذا قال اللّٰہم صل علی محمد فقط علی المذہب المفتی بہ آہ۔ اور باب سجود السہو صہ ۵۷۷ میں ہے وتاخیر قیام الی الثالثۃ بزیادۃ علی التشہد بقدر رکن وقیل بحرف وفی الزیلعی الاصح وجوبہ باللّٰہم صل علی محمد آہ۔ شامی میں ہے قولہ وفی الزیلعی جزم بہ المصنف فی متنہ فی فصل اذا اراد الشروع قال انہ المذہب واختارہ فی البحر تبعا للخلاصۃ والظاہر انہ لا ینافی قول المص ہنا بقدر رکن تامل وقدمنا عن القاضی الامام انہ لا یجب ما لم یقل وعلی آل محمد وفی شرح المنیۃ الصغیر انہ قول الاکثر وہو الاصح وقال الخیر الرملی فقد اختلف التصحیح کما تری وینبغی ترجیح ما قالہ القاضی الامام آہ۔ وفی التاتارخانیۃ عن الحاوی وعلی قولہما لا یجب السہو ما لم یبلغ الی قولہ حمید مجید آہ۔ ما فی الشامی۔" اِن عبارات سے معلوم ہوا کہ زیادہ علی التشہد

کے موجب سہو ہونے میں چار قول ہیں، ایک یہ کہ ایک حرف کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ اللّٰھم صل علی محمدؐ کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، اور تیسرا یہ کہ اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، اور چوتھا یہ کہ ایک حمید مجید تک پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، ان میں سے مذہب اوّل و رابع تو ناقابل اعتماد ہیں، رہے ثانی و ثالث سو میرے نزدیک وہ دونوں ایک ہیں کیونکہ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ مقدار ادا رکن مؤخر کرنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اور مقدار ادا رکن تین تسبیحات کا زمانہ ہے۔ کما صرح بہ الشامی و صاحب الغنیۃ فی مسئلۃ انکشاف العورۃ وغیرہا پس جن لوگوں نے یہ دیکھا کہ جتنی دیر میں مصلّی اللّٰھم صل علیٰ محمد کہتا ہے اتنی دیر میں جلدی جلدی تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکتا ہے، انھوں نے اتنی مقدار پر سجدۂ سہو کو واجب کہا، اور جنہوں نے دیکھا کہ اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ اتنی دیر میں کہا جا سکتا ہے جتنی دیر میں اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد کہا جاتا ہے (کیوں کہ سبحان اللہ حرف نو ہیں اور نو کو تین میں ضرب دینے سے ۲۷ ہوتے ہیں اب اگر اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد میں دونوں تنوینوں کو حذف کر دیا جائے تو کل تیس ۳۰ حرف ہوتے ہیں اور اگر دونوں کو پڑھا جاوے تو بتیس ۳۲ ہوتے ہیں اور اگر ایک کو پڑھا جاوے تو اکتیس ۳۱ ہوتے ہیں پہلی صورت میں تین حرف کا فرق ہوگا اور دوسری صورت میں پانچ کا، اور تیسری میں چار کا۔ سو یہ تفاوت کوئی تفاوت نہیں ہے) انھوں نے اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کے پڑھنے پر سجدۂ سہو کو واجب کہا۔ حاصل یہ ہے کہ زیادۃ علی التشہد میں بھی مقدار ادا رکن معتبر ہے، بعضے کہتے ہیں کہ ادا رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا اتنی دیر میں ممکن ہے جتنی دیر میں اللّٰھم صل علیٰ محمد کہا جاتا ہے نیز وہ تین آیات قصیرہ یعنی ثم نظر ثم نظر ثم نظر کے برابر ہے کیونکہ دونوں کے حرف اٹھارہ ہیں اسی لئے اتنی مقدار سے سجدۂ سہو لازم ہو جاوےگا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ اتنی دیر میں کہا جا سکتا ہے جتنی دیر میں اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کہا جاوے۔ نیز وہ تین آیات قصیرہ ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر واستکبر کے تقریباً برابر ہے اس لئے اتنی مقدار سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یہ اختلاف تخریج ہے نہ کہ اختلافِ اصل نیز اول میں احتیاط کو مدِّ نظر رکھا گیا ہے اور ثانی میں تسہیل کا لحاظ کیا گیا ہے پس جبکہ زیادۃ علی التشہد کا حکم معلوم ہو گیا کہ اس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے یا تین آیات قصیرہ کی تلاوت کا زمانہ معتبر ہے تو اس سے مسئلہ تفکر کا زمانہ بھی معلوم ہو گیا۔ اس تمام تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ طریان مفسد صلوٰۃ مثل تلبس بالنجاستہ و انکشاف عورت وغیرہ اور جہر فیما یخافت و بالعکس و تاخیر الواجب مثل تفکر فی الصلوٰۃ و زیادۃ تشہد تمام مسائل متشابہ اور متماثل ہیں اور سب کا

حکم یکساں ہے، اور ان میں امام صاحب کا مذہب مختار نہیں ہے بلکہ صاحبین کا مذہب مختار ہے یعنی اگر قدر ادائے رکن تلبس و تاخیر رکن ہے تو قابل اعتبار ہے۔ اور اگر اس قدر نہیں تو قابل اعتبار نہیں۔ مگر اس کی تشریح میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ میں اختلاف ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ادائے رکن حقیقتاً معتبر ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ تین مرتبہ سُبحان اللہ کہنے یا تین آیات قصیرہ کی تلاوت کے برابر معتبر ہے ان دونوں مذہبوں میں امام ابو یوسف کا مذہب مختار ہے اس کے بعد امام ابو یوسف کے مذہب کی تفصیل میں علماء کا اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ تین مرتبہ سُبحان اللہ کہنے سے مراد جلدی جلدی کہنا ہے اور تین آیات قصیرہ سے مراد ثم نظر ثم نظر ثم نظر مراد ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ اطمینان سے تین مرتبہ سُبحان اللہ کہنا اور ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر واستکبر کا تلاوت کرسکنا مراد ہے (ان دونوں مذہبوں میں میرے نزدیک مذہب ثانی مختار ہے اور میں خیر رملی کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں) ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسئلہ تفکر میں تین تسبیحوں کی مقدار صحیح ہے اور جنھوں نے اسکی مقدار ایک مرتبہ سُبحان اللہ کہنا بتائی ہے وہ نہ امام صاحب کے مسلک پر صحیح ہے کہ وہ ادنیٰ تاخیر وادنیٰ جہر وادنیٰ تلبس کو معتبر کہتے ہیں کما یستفاد من نقل مذہبہ فی زیادۃ التشہد والجہر اور نہ صاحبین کے قول پر بلکہ یہ اُن کا ذاتی اجتہاد واستنباط ہے واللہ اعلم۔ اس مقام پر ایک بات اور بھی قابلِ تنبیہ ہے کیونکہ ناظرین کے مغالطہ میں پڑجانے کا خطرہ ہے وہ یہ کہ شامی نے زیادۃ تشہد کے بارے میں اوّل تین قول نقل کئے ہیں۔ اوّل یہ کہ زیادۃ حرف واحد موجب ہے سہو کا، دوم یہ کہ اللّٰھم صل علی محمد موجب سہو ہے اور سوم یہ کہ اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد موجب سہو ہے اسکے بعد کہا ہے ہذا کلہ علی قول۔ ابی حنیفۃ والا ففی التاتارخانیۃ عن الحاوی انہ علی قولہما لایجب السہو مالم یبلغ الیٰ قولہ حمید مجید اھ شامی صـ۳۲ـ لیکن یہ نقل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد اور اللّٰھم صل علی محمد کا موجب سہو ہونا بنا بر مذہب ابو یوسفؒ ہے نہ کہ بنا بر مذہب ابی حنیفہؒ اور حمید مجید تک کا موجب سہو ہونا بنا بر اُصول امام محمدؒ ہے نہ کہ بنا بر مذہب ابی یوسفؒ۔ کیونکہ امام محمد کا یہ اُصول ہے کہ جس رکن یعنی جزو صلوٰۃ میں وہ مشغول ہو خواہ سنت ہو، یا واجب یا فرض اس کے پورا کرنے تک کا زمانہ کثیر ہے اور اس سے کم قلیل اس لئے جب اس نے درود شریف کو شروع کیا تو جب اُس کو پورا کرلے گا تب اس زمانہ کو کثیر سمجھا جاوے گا ورنہ قلیل ہوگا۔ فتدبر واللہ اعلم۔

حبیب احمد کیرانوی

فہرست مضامین

بہشتی زیور حصہ سوم مکمل و مدلل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
روزے کا بیان	٢	جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے		چاندی سونے کے برتنوں کا بیان	٦٧
رمضان شریف کے روزے کا بیان	٣	ان کا بیان	٣٢	لباس اور پردے کا بیان	٦٧
چاند دیکھنے کا بیان	٥	صدقہ فطر کا بیان	٣٦	متفرقات	٧١
قضا روزے کا بیان	٧	قربانی کا بیان	٣٨	کوئی چیز پڑی پانے کا بیان	٧٤
نذر کے روزے کا بیان	٨	عقیقے کا بیان	٤٥	وقف کا بیان	٧٥
نفل روزے کا بیان	٩	حج کا بیان	٤٦	مسائل ذیل کے بڑھانے کا طریقہ	٧٦
جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن		زیارت مدینہ کا بیان	٤٩	جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور	
چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ		منّت ماننے کا بیان	٥٠	جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا	
لازم آتا ہے ان کا بیان	١١	قسم کھانے کا بیان	٥٤	یا کفارہ لازم آتا ہے ان کا بیان	٧٧
سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان	١٥	قسم کے کفارے کا بیان	٥٦	جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز	
کفارے کا بیان	١٦	گھر میں جانے کی قسم کھانے کا بیان	٥٧	ہے ان کا بیان	٧٨
جن وجہوں سے روزہ توڑ دینا جائز		کھانے پینے کی قسم کھانے کا بیان	٥٩	ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور	٧٩
ہے ان کا بیان	١٨	نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان	٦٠	اعتکاف کی فضیلت کا بیان	٨٤
جن وجہوں سے روزہ رکھنا جائز ہے		بیچنے اور مول لینے کی قسم کھانے کا بیان	٦٠	لیلۃ القدر کی فضیلت کا بیان	٨٥
ان کا بیان	١٨	روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان	٦١	تراویح کی فضیلت	٨٧
فدیہ کا بیان	٢١	کپڑے وغیرہ کی قسم کھانے کا بیان	٦١	عیدین کی راتوں کی فضیلت	٨٧
اعتکاف کا بیان	٢٣	دین سے پھر جانے کا بیان	٦٢	خیرات کرنے کے ثواب کا بیان	٨٧
زکوٰۃ کا بیان	٢٤	ذبح کرنے کا بیان	٦٤	حج کی فضیلت کا بیان	٩١
زکوٰۃ کے ادا کرنے کا بیان	٢٩	حلال و حرام چیزوں کا بیان	٦٥	ضمیمۂ ثانیہ بہشتی زیور	
پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان	٣١	شبہ کی چیزوں کا بیان	٦٦	حصہ سوم	٩٢

تمت الفہرس

بہشتی زیور کا تیسرا حصہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روزے کا بیان

حدیث شریف میں روزے کا بڑا ثواب آیا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے نبی[1] علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھکر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہ بخشدیئے جاویں گے۔ اور نبی[2] علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کے منھ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے قیامت کے دن روزہ کا بیحد ثواب ملیگا۔ روایت[3] ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دسترخوان چناجاویگا وہ لوگ اس پر بیٹھکر کھانا کھاویں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہونگے۔ اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھاپی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو جواب ملیگا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھتے تھے۔ روزہ بھی دینِ اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ ہوگا اور اس کا دین کمزور ہوجاویگا۔ مسئلہ (۱) رمضان[4] شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض[5]

---

۴ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات یعنی اے مسلمانو تم پر روزے فرض ہوئے جو طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک نیت صوم کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام ہے جیسا کہ فرض ہوئے تھے تم سے پہلے انبیاء اور گذشتہ امتوں پر تاکہ تم پرہیزگاروں کے زمرہ میں شامل ہو جاؤ اور انکی تعداد معین اور وقت مخصوص ہے ۵ع وصیام رمضان فریضۃ علی کل مسلم مکلف اداء وقضاء وصیام المنذور والکفارۃ واجب وغیر ذلک نفل ۱۲ ملتقی الابحر ص۲۳ ۶ قولہ فریضۃ لقولہ تعالیٰ کتب علیکم الصیام الآیۃ وعلی فرضیتہ انعقد الاجماع ولہذا یکفر جاحدہ کما فی الہدایۃ وقولہ علی کل مسلم مکلف خلا یجب علی الکافر والصبی والجنون المستغرق جمیع الشہر بالاتفاق علم ان شرطہ ثلاثۃ انواع شرط وجوبہ کالاسلام والبلوغ والعقل وشرط وجوب ادائہ کالصحۃ والاقامۃ وشرط صحۃ ادائہ وقد مر بیانہ انفا ۱۲ مجمع الانہر ص۲۳۱ ج ۱ ۲ع یعنی قیامت کے روز روزہ کی بدبو کے عوض مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو روزہ دار کو مرحمت ہوگی۔ اور خداوند تعالیٰ کو محبوب ہوگی۔ اور یہ بدبو اس خوشبو کے حاصل ہونے کا سبب ہے اس لئے یہ بھی ۱۲ ہم حق تعالیٰ کو دنیا میں مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے اور اس سے یہ غرض نہیں کہ مسواک نہ کرے اور منھ میں بدبو قائم رکھے ۱۲ محشی

۱ع عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ مختصرا ۱۲ ترغیب وترہیب ص۱۷ ج ۲ طبع مصر ۲ع والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک ۱۲ بخاری شریف ص۲۵۵ ج ۱ ۳ع عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اعطیت امتی فی شہر رمضان خمسا لم یعطہن نبی قبلی اما واحدۃ فانہ اذا کان اول لیلۃ من شہر رمضان ینظر اللہ عزوجل الیہم ومن نظر اللہ الیہم لم یعذبہ ابدا واما الثانیۃ فان خلوف افواہہم حین یمسون اطیب عند اللہ من ریح المسک واما الثالثۃ فان الملائکۃ تستغفر لہم فی کل یوم ولیلۃ واما الرابعۃ فان اللہ عزوجل یامر جنتہ فیقول لہا استعدی وتزینی لعبادی اوشک ان یستریحوا من تعب الدنیا الی داری وکرامتی واما الخامسۃ فانہ اذا کان آخر لیلۃ غفر اللہ لہم جمیعاً الحدیث رواہ البیہقی واسنادہ مقارب اصلح مما قبلہ ۱۲ ترغیب وترہیب ص۱۴۲ ج ۱ ۵ع موافق قول اللہ تعالیٰ

ہیں جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے اہ اگر کوئی روزہ کی نذر کرلے تو نذر کرلینے سے روزہ فرض ہوجاتا ہے اور قضا اور کفارہ کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عید[۱] اور بقرعید کے دن اور بقرعید سے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ مسئلہ (۲)[۲] جب سے فجر کی نماز کا وقت آتا ہے اس وقت سے لیکر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا اور پینا چھوڑدے اور مرد سے ہمبستری نہ ہو شرع میں اسکو روزہ کہتے ہیں۔

مسئلہ (۳)[۳] زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ہمبستری ہوئی تو اس کا روزہ ہوگیا۔ اور اگر کوئی زبان سے بھی کہدے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھونگی یا عربی میں یہ کہدے کہ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی بہتر ہے۔ مسئلہ (۴)[۴] اگر کسی نے دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکی پیاسی رہی لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزہ کا ارادہ کرلیتی تو روزہ ہوجاتا

مسئلہ (۵)[۵] شرع سے روزہ کا وقت صبح سے شروع ہوتا ہے اس لئے جب تک صبح نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے بعضی عورتیں پچھلے کو سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹ رہتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اب نیت کرلینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہیئے یہ خیال غلط ہے جب تک صبح[۶] نہ ہو برابر کھاتی پیتی رہے چاہے نیت کر چکی ہو یا ابھی نہ کی ہو۔

رمضان شریف کے روزے کا بیان

مسئلہ (۱)[۷] رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کرلے تو بھی فرض ادا ہوجاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہوگئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا

۶ من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل ص ۱۹۶ ج ۱ ۷ فیصح اداء صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیة من اللیل الی الضحوة الکبری ۱۲

۱ واما المکروہ فہو قسمان مکروہ تنزیہا ومکروہ تحریما الاول کصوم عاشوراء مفردا عن التاسع والثانی صوم العیدین ای الفطر والنحر وایام التشریق ۱۲ نور الایضاح ص ۱۳۶ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن صیام یومین یوم الفطر ویوم النحر ۱۲ مسلم شریف ص ۳۶۰ ج ۱

۲ الباب الاول فی تعریفہ ای الصوم وتقسیمہ وسببہ ووقتہ وشرطہ اما تفسیرہ فہو عبارة عن ترک الاکل والشرب والجماع من الصبح الی غروب الشمس بنیة التقرب من الاہل کذا فی الکافی ۱۲ عالمگیری ص ۱۹۱ ج ۱

۳ والنیة معرفتہ بقلبہ ان یصوم کذا فی الخلاصة ومحیط السرخسی والسنة ان یتلفظ بہا کذا فی النہر الفائق ۱۲ عالمگیری ص ۱۹۳ ج ۱ والشرط فیہا ان یعلم بقلبہ ای صوم یصوم والسنة ان یتلفظ بہا ۱۲ در مختار ص ۱۴۷ ج ۱

۴ ویشترط لصحة ادائہ ثلاثة النیة والخلو عما ینافیہ من حیض ونفاس وعما یفسدہ ۱۲ نور الایضاح ص ۱۳۵

۵ و ۶ ووقت الصوم من حین طلوع الفجر الثانی الی غروب الشمس لقولہ تعالیٰ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود

۷ لا بعدہا ولا عندہا ۱۲ شرح التنویر ص ۱۴۶ ج ۱ ۸ یعنی صبح صادق کے رات سے ۱۲

روزہ نہ رکھونگی پھر دن چڑھے خیال آگیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے اس لئے اب روزہ کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکی ہو تو اب نیت نہیں کر سکتی مسئلہ (۲)[۱] اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ[ع۵] پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۳)[۲] رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جاویگا اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جاویگا مسئلہ (۴)[۳] رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ کل نفل کا روزہ رکھونگی رمضان کا روزہ نہ رکھونگی بلکہ اس روزہ کی پھر کبھی قضا رکھ لونگی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا اور نفل کا نہیں ہوا مسئلہ (۵)[۴] پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گذر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی پھر جب رمضان کا مہینہ آگیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور قضا کا روزہ نہ ہوگا قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے مسئلہ (۶)[۵] کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو میں اللہ تعالیٰ کے دو روزے یا ایک روزہ رکھونگی پھر جب رمضان کا مہینہ آیا تو اس نے اسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں جب کسی روزے کی نیت کریگی تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا کوئی اور روزہ صحیح نہ ہوگا مسئلہ (۷)[۶] شعبان کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آوے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر ابر ہو اور چاند نہ

ع۵ قاعدہ اس کا یہ ہے کہ اول دیکھ لیا جاوے کہ صبح صادق کتنے بجے ہوتی ہے اور سورج کتنے بجے غروب ہوتا ہے ان کے درمیان کے گھنٹوں کو شمار کرے ان کا نصف دیکھ لیا جاوے۔ اس نصف کے اندر اندر اگر نیت کر لی گئی تو روزہ ہو جاویگا اور اگر نصف دن پورا یا اس سے زیادہ گذر جائیگا تو روزہ نہ ہوگا ایک گھنٹہ کی مقدار احتیاطاً لگائی گئی ہے اس مسئلہ پر ایک اشکال اور اسکا جواب صفحہ ... ثانیہ ... والفتاوی ص۱۶۲ ... درج ہے ... الاغلاط حسن سے مسئلہ ہٰذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ محشی

ص۱ دیکھو حاشیہ ۵ ص۳
ص۲ دیکھو زاد ادا رمضان والنذر المعین بنیۃ من اللیل والی ما قبل نصف النہار لا عندہ فی الاصح بمطلق النیۃ وبنیۃ النفل ۱۲ ملتقی الابحر ص۴۳
ص۳ فی الفتاوی الہندیۃ یجاز صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیۃ ذلک الیوم او بنیۃ مطلق الصوم او بنیۃ النفل من اللیل الی ما قبل نصف النہار وہو المذکور فی الجامع الصغیر ۱۲ (عالمگیری) ص۱۹۳ ج۱
ص۴ تا ص۵ وان نوی فیہا آخر فی یوم رمضان یقع عن رمضان ۱۲ فتاوی ہندیہ ص۱۹۴ ج۱ ولو صام مقیم عن غیر رمضان ولو لجہلہ بہ لیس رمضان فہو عنہ لا عما نوی لحدیث اذا جاء رمضان فلا صوم الا عن رمضان ۱۲ شرح التنویر ص۱۴۷ ج۱ وان اخرہ ای رمضان حتی دخل رمضان آخر صام رمضان الثانی وقضی الاول بعدہ ۱۲ قدوری ص۴۷
ص۶ ینبغی للناس ان یلتمسوا الہلال فی الیوم التاسع والعشرین من شعبان فان راوہ صاموا وان غم علیہم اکملوا عدۃ شعبان ثلثین یوماً ثم صاموا ۱۲ قدوری ص۴۵

دکھائی دے تو صبح کو روزہ نہ رکھو۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے بلکہ[۴۱]
شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرو۔ مسئلہ[(۸)] انتیسویں[۲۹]
تاریخ ابر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو ہاں
اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتی تھی اور کل وہی دن
ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے۔ پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو اسی نفل روزے
سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اس کی قضا نہ رکھے۔ مسئلہ[(۹)][۴۲] بدلی کی وجہ سے انتیس[۲۹]
تاریخ رمضان کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھاؤ نہ پیو اگر
کہیں سے خبر آجاوے تو اب روزہ کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آوے تو کھاؤ پیو۔ مسئلہ[(۱۰)][۴۴] انتیسویں[۲۹]
تاریخ چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں لاؤ میرے ذمہ جو
پارسال کا ایک روزہ قضا ہے اسکی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اس کا روزہ
رکھ لوں۔ اُس دن قضا کا روزہ اور کفارہ کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے کوئی روزہ
نہ رکھنا چاہیئے اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہو گیا۔
قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزہ کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ[(۱)] اگر آسمان[۴۵] پر بادل ہے یا غبار ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا
لیکن ایک دیندار پرہیزگار سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا
ہے تو چاند کا ثبوت ہو گیا چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔

---

۴۳ ویأمر المفتی العامة بالتلوم ای بالانتظار بلا نیة صوم یوم الشک ثم بالافطار اذا ذہب وقت النیة ولم یتعین الحال ویصوم فیہ المفتی والقاضی ومن کان من الخواص ۱۲ (نور الایضاح) صفحہ ۱۳۸ ۴۴ ویکرہ لو نوی ان کان الغد من رمضان فانا صائم عنہ والا فعن واجب آخر فان ظہر رمضانیة کان عنہ والا فتنفل فیہا والا فعن واجب آخر ۱۲ (شرح وقایہ) صفحہ ۳۰۸/۱ج ۴۵ واذا کان فی السماء علة ای غبار او سحاب قبل الامام شہادة الواحد العدل فی رؤیة الہلال رجلا کان او امرأة حرا کان او عبدا ۱۲ (قدوری) صفحہ ۴۵

۴۱ قولہ لا یصام یوم الشک) ہو استواء طرفی الادراک من النفی والاثبات (بحر) (قولہ یوم الثلاثین من شعبان) الاولی قول نور الایضاح ہو ما یلی التاسع والعشرین من شعبان ای لانہ لا یعلم کون یوم الثلاثین لاحتمال کونہ اول شہر رمضان ویمکن ان یکون المراد انہ یوم الثلاثین من ابتداء شعبان فمن ابتدائیة لا تبعیضیة تامل وان لم یکن علة ای علی القول بعدم اعتبار اختلاف المطالع لجواز تحقق الرؤیة فی بلدة اخری الا نفلا والتنفل فیہ احب ای افضل اتفاقا ان وافق صوما یعتادہ کما لو کان عادتہ ان یصوم یوم الخمیس والاثنین فوافق ذلک یوم الشک (سراج) (در و شامی) صفحہ ۱۱۹ و ۱۲۰ ج ۲ ۴۲ وہذہ المسألة علی وجوہ احدہا ان ینوی صوم رمضان وہو مکروہ لما روینا ولانہ تشبہ باہل الکتاب لانہم زادوا فی مدة صومہم ثم ان ظہر ان الیوم من رمضان یجزیہ لانہ شہد الشہر وصامہ وان ظہر انہ من شعبان کان تطوعا وان افطر لم یقضہ لانہ فی معنی المظنون ۱۲ (ہدایہ) صفحہ ۱۹۳ ج ۱ صفحہ

مسئلہ (۲) اور اگر بدلی کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو بلکہ جب دو معتبر اور پرہیزگار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دیویں تب چاند کا ثبوت ہوگا، اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تو بھی قبول نہیں۔ مسئلہ (۳) جو آدمی دین کا پابند نہیں برابر گناہ کرتا رہتا ہے مثلاً نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شرع میں اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے چاہے جتنی قسمیں کھا کر بیان کرے بلکہ ایسے اگر دو تین آدمی ہوں ان کا بھی اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۴) یہ جو مشہور ہے کہ جس دن رجب کی چوتھی اس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہے شریعت میں اس کا بھی کچھ اعتبار نہیں ہے اگر چاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ مسئلہ (۵) چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے بری بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے جب قیامت قریب ہوگی تو لوگ ایسا کہا کریں گے۔ خلاصہ یہ کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی کچھ اعتبار نہ کرو نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو کہ آج دوج ہے آج ضرور چاند ہے شریعت سے یہ سب باتیں واہیات ہیں۔ مسئلہ (۶) اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں تو اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہو سکتا تب چاند ثابت ہوگا۔ مسئلہ (۷) شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا بہت لوگوں نے دیکھا لیکن بہت ڈھونڈا تلاش کیا پھر بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جس نے خود چاند دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۸) کسی نے رمضان شریف کا چاند اکیلے دیکھا سوائے اس کے شہر

ان تاتی من تلک البلدۃ متعددون کل منہم یخبر عن اہل تلک البلدۃ انہم صاموا عن رؤیۃ لا مجرد الشیوع من غیر علم من اشاعہ کما قد تشیع اخبار یتحدث بہا سائر اہل البلدۃ ولا العلم من اشاعہا ۱۲ (حاشیہ درمختار) مجتبائی ص ۱۴۵ ۔ ومن رای ہلال رمضان وحدہ صام وان لم یقبل الامام شہادۃ ۱۲ (قدوری) ص ۴۵ ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑی نشانیاں جو قیامت کے قریب ہونگی ان میں سے ایک یہ بھی ہے ۱۲ محشی

ومن رای ہلال الفطر وحدہ لم یفطر واذا کانت بالسماء علۃ یقبل الامام فی ہلال الفطر الا شہادۃ رجلین او رجل و امرأتین وان لم یکن بالسماء علۃ لم یقبل الا شہادۃ جماعۃ یقع العلم بخبرہم ۱۲ (قدوری) ص ۴۵

ولا تقبل شہادۃ مخنث الی ان قال ولا تقبل شہادۃ من یاتی بابا من الکبائر التی یتعلق الحد بالفسق ۱۲ ہدایہ اخیرین) ص ۳۶۷ وتشترط العدالۃ فی الکل لان قول الفاسق فی الدیانات التی یمکن تلقیہا من العدل غیر مقبول کالہلال و روایۃ الاخبار ولو تعدد وکفا سقین فاکثر ۱۲ (بحر) ص ۲۶۶ ج ۲

وعنہ عن ابی عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصوموا حتی تروا الہلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہ ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص ۱۷۴ ج ۱

فان لم یکن فی السماء علۃ لم تقبل الشہادۃ حتی یراہ جمع کثیر یقع العلم بخبرہم ۱۲ (قدوری) ص ۴۵

وہذا استجماع شرائط الدعوی یقضی ای جاز لہذا القاضی ان یحکم بشہادتہما لان قضاء القاضی حجۃ وقد شہدنا بہ لا لو شہدوا برؤیۃ غیرہم لانہ حکایۃ نعم لو استفاض الخبر فی البلدۃ الاخری لزمہم علی الصحیح من المذہب ۱۲ (شرح التنویر) ص ۱۴۵ ج ۱ (قولہ استفاض الخبر الخ) معنی الاستفاضۃ

بھر میں کسی نے نہیں دیکھا لیکن یہ شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی گواہی سے شہر والے تو روزہ نہ رکھیں لیکن خود یہ روزہ رکھے اور اگر اس اکیلی دیکھنے والی نے تیس روزے پورے کر لئے لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کے ساتھ عید کرے

مسئلہ (۹) اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا اس لئے اس کی گواہی کا شریعت نے کچھ اعتبار نہیں کیا تو اس دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے صبح کو روزہ رکھے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔

قضا روزے کا بیان

مسئلہ (۱) جو روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہو سکے ان کی قضا رکھ لے دیر نہ کرے بے وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ مسئلہ (۲) روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا رکھتی ہوں یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضا ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینا چاہیئے۔ البتہ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا ہو گئے اس لئے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے۔ یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزے کی قضا رکھتی ہوں۔ مسئلہ (۳) قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا قضا کا روزہ پھر سے رکھے

مسئلہ (۴) کفارے کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہیئے اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارہ کا روزہ صحیح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵) جتنے روزے قضا ہو گئے ہیں چاہے سب کو ایک دم سے رکھ لیوے چاہے تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے دونوں باتیں درست ہیں۔

مسئلہ (۶) اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے لیکن اتنی دیر کرنا بری بات ہے۔

ف ولو اکمل ھذا الرجل ثلثین لم یفطر الا مع الامام ۱۲ (عالمگیری) ج ۱ ص ۱۹۸ مصری ۲ رجل رأی ہلال الفطر وشہد لم تقبل شہادتہ کان علیہ ان یصوم وان افطر فی ذلک الیوم کان علیہ القضاء دون الکفارۃ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۸ ۳ وقضاء رمضان ان شاء فرقہ وان شاء تابعہ ۱۲ (قدوری) ص ۴۴ لاطلاق النص لکن المستحب المتابعۃ مسارعۃ الی اسقاط الواجب ۱۲۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۲) ۴ ولو نوی قضاء رمضان ولم یعین الیوم صح ولو عن رمضانین کقضاء الصلوٰۃ صح ایضاً قال الزیلعی الاصح اشتراط التعیین فی الصلوٰۃ وفی رمضانین ۱۲ (درمختار) مسائل شتی ج ۲ ص ۲۴۳ ۵ و ۶ والضرب الثانی ما یثبت فی الذمۃ کقضاء رمضان والنذر المطلق والکفارات فلا یجوز صومہ الا بنیۃ من اللیل (یعنی من غروب الشمس) (قدوری) ص ۴۵ ۷ و ۸ وقضاء رمضان ان شاء فرقہ وان شاء تابعہ وان آخرہ حتی دخل رمضان آخر صام رمضان الثانی (لانہ فی وقتہ) وقضی الاول بعدہ (لانہ وقت القضاء) ولا فدیۃ علیہ ۱۲ (قدوری) ص ۴۷

مسئلہ (۷) رمضان کے مہینے میں دن کو بیہوش ہو گئی اور ایک دن سے زیادہ بیہوش رہی تو فقط ۵ دن کے روزے قضا رکھے۔ جس دن بیہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے کیونکہ اس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہو گیا ہاں اگر اس دن روزے سے نہ تھی یا اس دن حلق میں کوئی دوا ڈالی گئی اور وہ حلق سے اتر گئی تو اس دن کی قضا بھی واجب ہے۔ مسئلہ (۸) اور اگر رات کو بیہوش ہوئی ہو تب بھی جس رات کو بیہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے باقی اور جتنے دن بیہوش رہی سب کی قضا واجب ہے ہاں اگر اس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضا رکھے۔ مسئلہ (۹) اگر سارے رمضان بھر بیہوش رہی تب بھی قضا رکھنا چاہیئے یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہو گئے البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان بھر سڑن دیوانی رہی تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے ان کی قضا بھی رکھے۔

نذر کے روزے کا بیان

مسئلہ (۱) جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر نہ رکھے تو گنہگار ہو گی۔ مسئلہ (۲) نذر دو طرح کی ہے ایک تو یہ کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جائے تو کل ہی تیرا روزہ رکھونگی یا یوں کہا کہ یا اللہ میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھونگی ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لیوے

ع۵ بجائے تین دن تک برابر بیہوش رہی کے ایک دن سے زیادہ بعد تحقیق لکھا گیا ہے ۱۲ محشی ع۵ مطلب یہ ہے کہ جس دن بیہوش ہوئی ہے اس دن کا روزہ ہو گیا اب اگر ایک دن سے زیادہ بیہوش رہی خواہ کتنے ہی دن ہوں ایک ہو یا دو یا زیادہ اس کی قضا واجب ہے ۱۲

۱ (۱) ومن اغمی علیہ فی رمضان لم یقض الیوم الذی حدث فیہ الاغماء لوجود الصوم فیہ وہو الامساک المقرون بالنیۃ اذ الظاہر وجودہا منہ وقضی ما بعدہ ۱۲ (قدوری) ص۴۷ (ہدایہ) ج۱ ص۲۰۴ / ۲۰۲ ۵۲ و ۵۳ ومن اغمی علیہ ایاما قضاہا الا یوما حدث فیہ او فی لیلتہ ولو جن کل رمضان لا یقضی وان افاق ساعۃ منہ قضی ما مضی ۱۲ (ملتقی الابحر) ص۴۶ ۵۴ اذا نذر شیئا لزمہ الوفاء بہ اذا اجتمع فیہ ثلاثۃ شروط ان یکون من جنسہ واجب (ای فرض) وان یکون مقصودا (والذاتہ لا بغیرہ) وان یکون لیس واجبا فیصح بالعتق والاعتکاف والصلوٰۃ غیر المفروضۃ والصوم فان نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط ووجد لزمہ الوفاء ۱۲ (نور الایضاح) ص۸۱ ۵۵ وصح المنذر المعین بنیۃ من اللیل الی ما قبل نصف النہار ۱۲ (کنز) ص۶۶ بمائہ النصم الذی لا یشترط فیہ تعیین النیۃ لما بصومہ ولا تبییتہا ای النیۃ ثم یؤدی رمضان واداء المنذر المعین زمانہ کقولہ للّٰہ علی صوم یوم الخمیس من ہذہ الجمعۃ فاذا اطلق النیۃ لیلۃ او نہارہ الی ما قبل نصف النہار صح وخرج بہ عن عہدۃ المنذور ۱۲ (مراقی الفلاح) ص۱۱۱ ولو علق الناذر نذرہ بشرط بان قال ان اعطانی اللہ تعالیٰ کذا فلِلّٰہ تعالیٰ علیّ ان اصوم شہرا لا یلزمہ بادار المنذر الا بعد وجود الشرط (احسن المقالات) ص۶۶

یہ بھی درست ہے نذر ادا ہو جاوے گی۔ مسئلہ (۳) جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ نذر کا روزہ ہے یا کہ نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا۔ البتہ اس جمعہ کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ قضا کا روزہ ہو جاوے گا۔ نذر کا روزہ پھر رکھے مسئلہ (۴) اور دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہا یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو ایک روزہ رکھوں گی یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہدیا کہ پانچ روزے رکھوں گی ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے۔ اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔

نفل روزے کا بیان

مسئلہ (۱) نفل روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتی ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتی ہوں تب بھی صحیح ہے۔ مسئلہ (۲) دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دس بجے دن تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے مسئلہ (۳) رمضان شریف کے مہینے کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ رکھیگی زیادہ ثواب پاوے گی۔ البتہ عید کے دن اور بقر عید کی دسویں۔ گیارھویں۔ بارھویں اور تیرھویں سال بھر میں فقط پانچ دن روزے رکھنے حرام ہیں۔ اس کے سوا سب روزے درست ہیں مسئلہ (۴) اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لیوے۔ مسئلہ (۵) اگر کسی نے یہ منت مانی کہ میں پورے سال کے روزے رکھوں گی سال میں کسی دن کا روزہ بھی نہ چھوڑوں گی تب بھی یہ پانچ روزے نہ رکھے باقی سب رکھ لے پھر ان پانچ روزوں کی

له واذا نذر صوم يوم معين فنوى في ذلك اليوم واجبا آخر يقع عن ذلك الواجب ۱۲ (شرح وقایہ) صفحہ ۳۰۶ جلد ۱ ويصح ايضا كل من اداء رمضان والنذر المعين والنفل بمطلق النية من غير تقييد بوصف للمعيارية اللتذ معتبرة ... بالله تعالى وصحة النفل ايضا بكذا في حاشية الكتب ۵ له التعال لله علي ان اصوم رجبا ثم صام عن كفارة ظهار شهرين متتابعين احدهما رجب ... اجزاه ... وعليه قضاء رجب ۱۲ (الکبیری) (مصری) صفحہ ۳۱۰ جلد ۱ ... والباقي لم يجز الا بنية معينة مبيتة ۱۲ (الکبیر اللدانی) صفحہ ۲۶۷ واما القسم الثاني وهو ما يشترط التعيين والنية وتبييتها فهو قضاء رمضان وقضاء ما افسده من نفل وصوم الكفارات بانواعها والنذر المطلق عن تقييده بزمان كقوله لله علي صوم يوم فانها ليس لها وقت معين فلزم التبييت والتعيين ... مبيتة ۱۲ (مراقی الفلاح) صفحہ ۱۹۵ ... دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۳) باب ... ۵ والنفل كله يجوز بنية قبل الزوال ۱۲ (قدوری) صفحہ ۴۸ ... ولو نوى النفل ففيه اتيا كذا في الكافي والاصح انه يقع عن رمضان ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ... وعن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن صيام يوم الفطر ويوم النحر رواه مسلم

۲۲ (مشکوٰۃ شریف) ... ۵ وشه ... بصوم يومي العيد وايام التشريق ... فالفطر ... شرح وقایہ صفحہ ۳۱۳ جلد ۱ ولو قال لله علي صوم هذه السنة ... يوم الفطر ويوم النحر وايام التشريق ... (ہدایہ) صفحہ ۲۱۷ جلد ۱

قضا رکھ لیوے۔ مسئلہ (۶) نفل کا روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ سو اگر صبح کو یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔ مسئلہ (۷) کسی نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گی لیکن پھر صبح ہونے سے پہلے ارادہ بدل دیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں۔ مسئلہ (۸) بے شوہر کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر بے اس کی اجازت روزہ رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے۔ مسئلہ (۹) کسی کے گھر مہمان گئی یا کسی نے دعوت کر دی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی بُرا ہوگا دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر سے نفل روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر سے گھر والی کو بھی توڑ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰) کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کر لی تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنا بھی واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۱) محرم کی دسویں تاریخ روزہ رکھنا مستحب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گذرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ (۱۲) اسی طرح بقرعید کی نویں تاریخ روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (اور اگر شروع چاند سے نویں تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

م ص۲۰۲ ج۱ واما القسم الثالث وہو المسنون فہو صوم عاشوراء فانہ یکفر السنۃ الماضیۃ مع صوم التاسع لصومہ صلی اللہ علیہ وسلم العاشر وقال لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع ۱۲ (مراقی الفلاح) ص۱۹۳ ۵ ویستحب صوم تسعۃ ایام من اول ذی الحجۃ ۱۲ (عالمگیری) ص۲۰۱ ج۱

عہ صبح سے پہلے صبح صادق مراد ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط عہ یعنی جب دن میں دوپہر سے پہلے پہلے نیت کی ہو اور اگر رات کی نیت کی تو واجب نہیں ہوا صبح صادق سے پہلے پہلے اپنے ارادہ کو بدل دینے کا اختیار ہے جیسا کہ اگلے مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط عہ یہ حکم جب ہے جبکہ شوہر مکان پر موجود ہو ۱۲ محشی۔

للہ یعنی جبکہ مہمان کا دل بُرا ہو میزبان کے ساتھ نہ کھانے سے ۱۲ محشی صہ لیکن مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نویں تاریخ یا گیارھویں تاریخ کو بھی روزہ رکھے صرف دسویں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے ۱۲

لہ ومن دخل فی صوم التطوع ثم افسدہ قضاہ ۱۲ (قدوری) ص۴۷،
۵۲ ولو نوی من اللیل ثم رجع عن نیتہ قبل طلوع الفجر صح رجوعہ فی الصیامات کلہا کذا فی السراج الوہاج ۱۲ (عالمگیری) ص۱۹۳ ج۱
۵۳ ولا تصوم المرأۃ تطوعا الا باذن زوجہا ان امکنہ وطؤہا فلہ ان یفطرہا ۱۲ (فتاوی خانیہ) برحاشیہ عالمگیری ص۲۹۴ ج۱،
۵۴ ویباح بعذر ضیافۃ ہذا الحکم یشمل المضیف والضیف ۱۲ (شرح نقایہ) ص۳۲۶ ج۱ ۱۲
۵۵ ومن اصبح یوم النحر صائما ثم افطر لا شیٔ علیہ ۱۲ (ہدایہ) ص۲۰۳ ج۱ والثانی الذی کرہ تحریما صوم العیدین الفطر والنحر للاعراض عن ضیافۃ اللہ ومخالفۃ الامر منہ صوم ایام التشریق لورود النہی عن صیامہا ہذا التقسیم ذکرہ المحقق الکمال ابن الہمام رحمہ اللہ وقد صرح بحرمۃ صوم العیدین وایام التشریق فی البرہان ۱۲ (مراقی الفلاح) ص۱۹۴
۵۶ المسنون ان یصوم عاشوراء مع التاسع کذا فی فتح القدیر ویکرہ صوم عاشوراء مفردا کذا فی محیط السرخسی ۱۲ (فتاوی ہندیہ)

مسئلہ (۱۳) شب برات کی پندرھویں اور عید کے چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی اور نفلوں سے زیادہ ثواب ہے۔ مسئلہ (۱۴) اگر ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں پندرھویں تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین روزے رکھا کرتے تھے ایسے ہی ہر دوشنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے اُن کا بیان

مسئلہ (۱) اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا لیوے یا پی لیوے یا بھولے سے خاوند سے ہمبستر ہو جاوے تو اس کا روزہ نہیں گیا۔ اگر بھول کر پیٹ بھر بھی کھا پی لیوے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ (۲) ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت دار ہے کہ روزہ سے تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی ناطاقت ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلاوے کھانے دیوے۔

نوٹ:۔ مسئلہ نمبر ۳ صفحہ ۷ پر درج کیا گیا ۱۲

مسئلہ (۴) دن کو سرمہ لگانا تیل لگانا خوشبو سونگھنا درست ہے اس سے روزہ میں کچھ

مہذب از جامع ناسیا لم یفطر ۱۲ (قدوری) ص۳۵ مسئلہ رجل نظر الی صائم یاکل ناسیا ان رای فیہ قوۃ یمکنہ ان یتم الصوم الی اللیل فالمختار انہ یکرہ ان لا یذکرہ کان فی البحر ص۲۷۶ ج ۲۔ والظاہر انہا تحریمیۃ وان کان یضعف فی الصوم ان کان شیخا کبیرا یسعہ ان لا یخبرہ ۱۲ (عالمگیری) ص۲۰۲ ج ۱ مسئلہ او ادھن او اکتحل او قبل لم یفطر ۱۲ (قدوری) ص۳۶ او ادھن مریضہ سدہ او اکتحل او وجد طعمہ الکحل فی حلقہ او لونہ فی بزاقہ او نخامتہ فی الاصح و ہو قول للاکثر وسواء کان مطیبا او غیرہ و تفید مسئلۃ الاکتحال ودھن الشارب الاتیۃ اطلاقہ و لو صائم شم رائحۃ المسک والورد ونحوہ مما لا یکون جوہرا متصلا کالدخان ۱۲ (مراقی الفلاح) ص۲۰۰

عہ یعنی ان نفل عبادتوں سے بڑی کوئی خاص بندگی اور بات نہیں ۱۲ محشی۔

عہ پہلے نسخوں میں بارھویں تیرھویں چودھویں چھپ گیا ہے وہ غلط ہے ۱۲ ..

لہ المرغوبات من الصیام انواع اولہا صوم المحرم والثانی صوم رجب والثالث صوم شعبان ۱۲ عالمگیری ص۲۰۲ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا یومہا فان اللہ تعالی ینزل فیہا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر ۱۲ ابن ماجہ ۱۲ (مشکوٰۃ شریف) ص۱۱۵ جلد ۱۔ لہ واما القسم الرابع وہو المندوب فہو صوم ثلاثۃ ایام من کل شہر لیکون کصیام جمیعہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ویندب کونہا ایام البیض الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر سمیت بذلک لتکامل ضوء الہلال وشدۃ البیاض فیہا لما فی ابی داؤد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان نصوم البیض ثلاث عشرۃ واربع عشرۃ وخمس عشرۃ قال وقال ہو کہیئۃ الدہر ای کصیام الدہر ومن ہذا القسم صوم یوم الاثنین ویوم الخمیس و ندب صوم ستۃ من شہر شوال لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان فاتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدہر ۱۲ مراقی الفلاح ص۱۲۹ ...

نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو۔ بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک میں یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا نہ مکروہ ہوا۔

نوٹ:۔ مسئلہ نمبر ۵ صفحہ ۷ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ (۶) حلق[۱] کے اندر مکھی چلی گئی یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔ مسئلہ (۷) لوبان[۲] وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ البتہ ان دھونیوں کے سوا عطر کیوڑہ گلاب پھول وغیرہ اور خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔ مسئلہ (۸) دانتوں[۳] میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا ڈلی کا ذرا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کر کھا گئی لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا۔ اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گئی تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا چاہے وہ چیز چنے کی برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ مسئلہ (۹) تھوک[۴] نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔ مسئلہ (۱۰) اگر پان[۵] کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا۔ (ق)

نوٹ:۔ مسئلہ نمبر ۱۱ صفحہ ۷ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ (۱۲) ناک[۶] کو اتنے زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سڑک کر کے نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔ مسئلہ (۱۳) منہ[۷] میں پان دبا کر سو گئی اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴) کلی[۸] کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے

[۸] ولو تمضمض فوصل الماء جوفه فسد صومه وعليه القضاء دون الكفارة ۱۲ (فتاوی خانیہ) ص ۲۰۹ ج ۱ وان افطر خطا كان تمضمض فسبقه الماء او فقد به نامًا قضى فقط ۱۲ (در مختار) ص ۱۵۰ ج ۲

[۱] وسلہ اذا دخل الدخان او الغبار او ریح العطر او الذباب حلقه لا يفسد الصوم ۱۲ (فتاوی خانیہ) بر عالمگیری ص ۲۹۵ ج ۱ ومفاده انه لو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان كان ولو عودا او عنبرا كان لو ذاكر لامكان التحرز عنه فليتنبه كما بسطه الشرنبلالی ۲ (در مختار) ص ۱۴۶ ج ۲

[۲] لو دخل بلا قصد لا يفسد اما لو ادخل هذه الاشياء متعمدا فقد افسد صومه ۱۲ (فتاوی قاضیخان) ص ۲۹۵ ج ۱

[۳] وسلہ ولو كان بين اسنانه شئ فدخل حلقه وهو ذاكر او متعمدا لا يفسد صومه اذا كان دون الحمصة لانه قليل يبتلع تبعا للريق وان كان قدر الحمصة فاكله متعمدا عن ابی یوسف انه يفسد صومه ۱۲ (فتاوی قاضیخان) بر عالمگیری ص ۲۰۸ ج ۱ لو جمع الريق قصدا ثم ابتلعه فانه لا يفسد صومه ۱۲ طحطاوی شرح مراقی الفلاح ص ۳۶۲

[۵] اذا خرج الدم من بين اسنانه والبزاق غالب فابتلعه ولم يجد طعمه لا يفسد صومه وان كانت الغلبة للدم فسد صومه وان استويا فسد احتياطا ۱۲ (فتاوی خانیہ) بر عالمگیری ص ۲۹۵ ج ۱

[۶] خرج بزاقه من الفم الى الذقن ولم ينقطع واستنشقها لا يفسد صومه ۱۲ (فتاوی خانیہ) بر عالمگیری ص ۲۰۸ ج ۱

کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۵) آپ ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور بھر منہ قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔ مسئلہ (۱۶) تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصداً لوٹا لیتی تو روزہ ٹوٹ جاتا۔ مسئلہ (۱۷) کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اُس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۸ و نمبر ۱۹ صفحہ ۷ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ (۲۰) روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جبکہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو البتہ اگر اس روزے کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آگیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ (۲۱) کسی نے روزہ میں ناس لیا یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دوا نہیں پی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن صرف قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور اگر کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۲ و نمبر ۲۳ صفحہ ۷ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ (۲۴) منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گئی تو روزہ ٹوٹ گیا البتہ

۲ او دما فطرولزمہ القضاء دون الکفارۃ۔ الوجہ حسب الماء او اللبن او الدواء فی الفم ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۱۳۵ ج ۱ ۳ اذا خرج الدم من بین اسنانہ والبزاق غالب فاتبعہ ولم یجد طعمہ لا یفسد صومہ وان کانت الغلبۃ للدم فسد صومہ فلا یبح المستو یافسد ۱۲ م

۱ و ۲ اذا قاء او استقاء ملأ الفم او دونہ عاد بنفسہ او اعاد او خرج فلا فطر علی الاصح الا فی الاعادۃ والاستقاء بشرط ملأ الفم کذا فی النہر الفائق وہذا کلہ اذا کان القئ طعاما او ماء او مرۃ فان کان بلغما فغیر مفسد للصوم عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص۲۰۳ ج ۱ وان ذرعہ القئ لم یفطر ای سبقہ بغیر صنعہ سواء کان ملأ الفم او اکثر بالاجماع ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۱۴۴ وان استقاء عامدا ان کان ملأ الفم فسد بالاجماع مطلقا وان قل لا ۱۲ (در مختار) ص۱۴۷ ج ۲ ۳ ومن ابتلع الحصا او الحدید افطر ولا کفارۃ علیہ او اکل او شرب ما یتغذی بہ او یتداوی بہ فعلیہ القضاء والکفارۃ ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۱۴۷ ج ۱ ۴ و ۵ ولیس فی افساد الصوم فی غیر رمضان کفارۃ ولو فی قضاء رمضان ۱۲ (قدوری) ص۴۶ لانہ فی رمضان ابلغ فی الجنایۃ لانہ جنایۃ علی الصوم والشہر وفی غیرہ جنایۃ علی الصوم لا غیر ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۱۴۵ ۶ ومن احتقن او استعط او اقطر فی اذنیہ فطر او داوی جائفۃ او آمۃ بدواء رطب توصل الدواء الی جوفہ

اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ (۲۵) اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر کسی کا شوہر بڑا بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک پانی درست نہ ہوا تو ناک میں دم کر دیگا اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۲۶) اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جاوے تو مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۲۷) کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جاویگا تو روزہ جاتا رہیگا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑواپن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۸ حصہ ۵ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ (۲۹) اگر کسی نے بھولے سے کچھ کھا لیا اور یوں سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھا لیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۰) اگر کسی کو قے ہوئی اور وہ سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۱) اگر سرمہ لگایا یا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھا لیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ (۳۲) رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ مسئلہ (۳۳) کسی نے رمضان میں روزہ کی نیت ہی نہیں کی اس لئے کھاتی پیتی رہی اس پر کفارہ واجب نہیں۔ کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے توڑ دے۔

۱۲ البحر الرائق ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۰۴ ج ۱ [illegible] واذا احتلم او ادّعی نفسہ او شاربہ ثم اکل متعمداً علیہ الکفارۃ الا اذا کان جاہلاً فافتی لہ بالفطر فلا یلزمہ الکفارۃ کذا فی فتاوی قاضیخان ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۰۳ ج ۱ [illegible] ویجب الامساک بقیۃ الیوم علی من فسد صومہ (قولہ فسد) اطلقہ فشمل ما اذا کان العذر ثم زال کالمسافر [illegible] ۱۲ (نور الایضاح [illegible] حاشیہ) [illegible] من لم ینو فی رمضان کلہ [illegible]

ل ومکروہ لہ الذوق ومضغ شیئ الا الطعام الصبی ضرورۃ فان کانت ہناک ضرورۃ یجوز کما فی اطعام الصبی وکذا اذا کان سیدہا او زوجہا سیئ الخلق یجوز لہ الذوق ۱۲ (شرح وقایہ) صفحہ ۳۱۳ ج ۱ وکرہ لہ ذوق شیئ وکذا مضغہ بلا عذر قید فیہما قال العینی ککون زوجہا او سیدہا سیئ الخلق فذاقت ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۱۵۲ ج ۱ [illegible] ولا یکرہ لہ (ای الصائم) السواک آخر النہار بل ہو سنۃ کاولہ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من خیر خلال الصائم السواک وفی الکفایۃ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستاک اول النہار وآخرہ وہو صائم ولا یکرہ ولو کان رطباً اخضر او مبلولاً بالماء لاطلاق ما رویناہ ۱۲ (مراقی الفلاح) صفحہ ۲۱ [illegible] (قولہ او اکل عمداً بعد اکلہ ناسیاً الخ) ای لفسد الصوم ولا تجب الکفارۃ علی من اکل ناسیاً ثم اکل عمداً لانہ ظن فی موضع الاشتباہ بالنظیر وہو الاکل عمداً لان الاکل مضاد للصوم ساہیاً کان او عامداً فاورث شبہۃ ۱۲ (نور الایضاح وبحر بزیادہ) صفحہ ۱۳۵ [illegible] لو ذرعہ القیئ فظن انہ یفطر فافطر فلا کفارۃ علیہ فان علم ان ذلک لا یفطرہ فعلیہ الکفارۃ کذا فی

[illegible] قضارہ ۱۲ (ہدایہ) صفحہ ۲۰۳ ج ۱ [illegible] اس سے ظاہر [illegible] مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ منہ

سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان

مسئلہ (۱) سحری کھانا سنت ہے[1] اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو[2] تین[3] چھوہارے ہی کھا لیوے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھا لیوے۔ کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لیوے۔ مسئلہ (۲) اگر کسی نے سحری نہ کھائی[1] اُٹھ کر ایک آدھ پان کھا لیا تو بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔ مسئلہ (۳) سحری میں جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے[3] لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزہ میں شبہ پڑ جاوے۔ مسئلہ (۴) اگر سحری[4] بڑی جلدی کھائی مگر اس کے بعد پان تمباکو چائے پانی دیر تک کھاتی پیتی رہی جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کلی کر ڈالی تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانے کا حکم ہے۔ مسئلہ (۵) اگر رات[5] کو سحری کھانے کے لئے آنکھ نہ کھلی سب کے سب سو گئے تو بے سحری کھائے صبح کا روزہ رکھو سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات اور بڑا گناہ ہے (د ظ)۔ مسئلہ (۶) جب تک[6] صبح نہ ہو اور فجر کا وقت نہ آوے جس کا بیان نمازوں کے وقتوں میں گذر چکا ہے تب تک سحری کھانا درست ہے اس کے بعد درست نہیں۔ مسئلہ (۷) کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھا لی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں لیکن پھر بھی کچھ کھائے پئے نہیں۔ روزہ داروں کی طرح رہے۔ اسی طرح اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا اس کی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور اب جب تک سورج نہ ڈوب جاوے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ مسئلہ (۸) اگر اتنی[8] دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا لیا یا پانی پی لیا تو بُرا کیا اور گناہ ہوا پھر اگر معلوم ہو گیا کہ اس وقت صبح ہو گئی تھی تو اس روزہ کی قضا رکھے

[1] و [2] السحر مستحب لقولہ علیہ السلام تسحروا فان فی السحور برکۃ ۱۲ (ہدایہ ص ۲۰۵ ج ۱) وظاہر الحدیث یفیدہ وہو ما رواہ احمد عن ابی سعید مسندا السحور کلہ برکۃ فلا تدعوہ ولو ان یجرع احدکم جرعۃ من ماء فان اللہ وملائکتہ یصلون علی المتسحرین ۱۲ (بحر) ص ۲۹۲ ج ۲ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس انی ارید الصیام اطعمنی شیئاً فاتیتہ بتمر واناء فیہ ماء ۱۲ (نسائی شریف) ص ۲۰۵ ج ۱

[3] والمستحب تاخیرہ لقولہ علیہ السلام ثلاث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواک ۱۲ (شرح البدایۃ)

[4] ص ۲۰۵ ج ۱ دیکھو مسئلہ نمبر ۳ باب ہذا ۱۲

[5] ہذہ المسئلۃ لا تحتاج الی الدلیل فلذلک لم نذکرہ ۱۲

[6] کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود ۱۲ (پارہ سیقول رکوع ۷)

[7] والمستحب تاخیر الاکل اذا شک فی الفجر الا ان الافضل ان یدع الاکل ۱۲ (ہدایہ ص ۲۰۶ ج ۱)

[8] ولو ظہر ان الفجر قد طلع ولا کفارۃ علیہ لانہ شک فی غروب الشمس لایحل لہ الفطر ولو اکل فعلیہ القضاء (ہدایہ ص ۲۰۶ ج ۱) [8] دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۷ باب ہذا

اور اگر کچھ نہ معلوم ہو شبہ ہی شبہ رہ جاوے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لیوے مسئلہ (۹) مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جاوے تو فوراً روزہ کھول ڈالے دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے مسئلہ (۱۰) بدلی کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو جب خوب یقین ہو جاوے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو اور صرف گھڑی گھڑیال وغیرہ پر کچھ اعتماد نہ کرو جب تک کہ تمہارا دل گواہی نہ دیدے کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہو گئی ہو بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہدیوے لیکن ابھی وقت آنے میں کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں مسئلہ (۱۱) چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے بعضی عورتیں اور بعضے مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط عقیدہ ہے۔

مسئلہ (۱۲) جب تک سورج کے ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔

کفّارے کا بیان

مسئلہ (۱) رمضان شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے برابر لگاتار روزے رکھے تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنے درست نہیں اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے ہاں جتنے روزے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہیں وہ معاف ہیں ان کے چھوٹ جانے سے کفارہ میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن پاک ہونے کے بعد فوراً پھر روزے رکھنے شروع کرے اور ساٹھ روزے پورے کر لیوے۔ مسئلہ (۲) نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا سب روزے پھر سے رکھے۔

مسئلہ (۳) اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب

۱۲ (شامی) صفحہ ۱۵۰ ج ۲ ۔ ۵۷ و شک فان افطرا بعذر کسفر ونفاس بخلاف الحیض استانف الصوم ۱۲ (درمختار) صفحہ ۲۵ ج ۱۶؟

---

۵۱ و ۵۲ ویستحب
لہ ثلاثۃ اشیاء السحور وتاخیرہ وتعجیل الفطر فی غیر یوم غیم ۱۲ (نور الایضاح) صفحہ ۱۴۳ (قولہ وتعجیل) ویستحب الافطار قبل الصلوٰۃ وفی البحر التعجیل المستحب التعجیل قبل اشتباک النجوم (حاشیہ نور الایضاح) صفحہ ۱۴۳ ۵۳ وفی الغیم یحتاط حفظاً للصوم عن الافساد ۱۲ (مراقی الفلاح) صفحہ ۱۴۳ قولہ وتعجیل الفطر ای الا فی یوم غیم ولا یفطر ما لم یغلب علی ظنہ غروب الشمس وان اذن المؤذن (بحر) عن البزازیۃ ۱۲ (شامی) صفحہ ۱۵۷ ج ۲ ۵۴ وانما یستحب الافطار بالتمر ثم الماء لما روی عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجد تمرا فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر بالماء فانہ طہور ۱۲ (رواہ ابو داؤد و ترمذی) وقال حدیث حسن ۱۲ ۵۵ ولو شک فی غروب الشمس لا یحل لہ الفطر ۱۲ (ہدایہ) صفحہ ۲۰۵ ج ۱ ۵۵ کفر ککفارۃ المظاہر فیعتق اولا فان لم یجد صام شہرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا ۱۲ (شامی) صفحہ ۱۵۰ ج ۲ ۵۶ ولو افطر ولو لعذر استانف الا لعذر الحیض ۱۲

بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے شروع کرے۔

مسئلہ (۴) اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آگیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵) اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کے کھانا کھلادیوے جتنا اُنکے پیٹ میں سماوے خوب تنکر کھالیویں۔ مسئلہ (۶) ان مسکینوں میں اگر بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلاوے۔

مسئلہ (۷) اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی روٹی کھلانا بھی درست ہے اور اگر جو، باجرہ، جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیے جس کے ساتھ روٹی کھاویں۔

مسئلہ (۸) اگر کھانا نہ کھلاوے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دیدے تو بھی جائز ہے ہر ایک مسکین کو اتنا اتنا دے جتنا صدقۂ فطر دیا جاتا ہے اور صدقۂ فطر کا بیان زکوٰۃ کے باب میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ مسئلہ (۹) اگر اتنے اناج کی قیمت دیدے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۱۰) اگر کسی اور سے کہدیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کردو اور ساٹھ مسکینوں کو کھلادو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلادیا یا کچا اناج دیدیا تب بھی کفارہ ادا ہوگیا اور اگر اس کے بے کہے کسی نے اس کی طرف سے دیدیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۱) اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلادیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتی رہی تب بھی کفارہ صحیح ہوگیا۔ مسئلہ (۱۲) اگر ساٹھ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہوگئے تو کچھ حرج نہیں یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۳) اگر ساٹھ دن کا اناج حساب کرکے ایک فقیر کو ایک ہی دن دیدیا تو درست نہیں اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ دفعہ کرکے دیدیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا۔ ایک کم ساٹھ مسکینوں کو پھر دینا چاہیے۔ اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۴) اگر کسی فقیر کو صدقۂ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

ملہ لیس فیہا رمضان وایام نہی عن صومہا مکذا کل صوم شرط فیہ التتابع ۱۲ (در مختار صفحہ ۱۲۵ ج ۱)

ملہ فان عجز عن الصوم لمرض او کبر اطعم ستین مسکینا وان غداہم وعشاہم او اشبعہم جاز مختصرا (در مختار صفحہ ۱۲۵ ج ۱)

ملہ ولو کان فیہم فطیم او فوقہ قبل الاکل صبی جبرا ہیق لم یجز ۱۲ وشامی صفحہ ۸۰۳ ج ۲

ملہ ولا بشرط الادام فی خبز شعیر وذرۃ لا خبز بر ۱۲ اشرح التنویر صفحہ ۸۰۳ ج ۲ مصری وفی التتارخانیۃ واستحب ان یطعمہم ویشبعہم بخبز مع ادام ۱۲ ردشامی صفحہ ۸۰۳ ج ۲

ملہ مہمان عجز عن الصوم ای ملک ستین مسکینا کالفطرۃ قدرا او مصرفا او قیمۃ ذلک ۱۲ (در مختار صفحہ ۲۵ ج ۱)

ملہ امر غیرہ ان یطعم عنہ عن ظہارہ ففعل اجزاہ الغیر من اطعم عنہ بلا امر لم یجز ۱۲ (در مختار و شامی صفحہ ۸۰۳ ج ۲)

ملہ فان اطعم مسکینا واحدا ستین یوما اجزاہ ۱۲ (قدوری صفحہ ۱۶۸)

ملہ ولو فی اوقات متفرقۃ لحصول الواجب ۱۲ (مراقی الفلاح صفحہ ۲۰۵)

ملہ ولو اباحہ کل الطعام فی یوم واحد دفعۃ اجزء عن یوم واحد فقط کذا اذا ملکہ الطعام بدفعات فی یوم واحد علی الاصح در مختار صفحہ ۲۵ ج ۱ الخ واشار بقولہ کالفطرۃ الی انہ لو اعطی مسکینا اقل من نصف صاع جتنا صدقۂ فطر ہوتا ہے اس سے کم دیا تو پھر کھلا دے۔ فقیر حبیب احمد

مسئلہ (۱۵) اگر ایک ہی رمضان کے دو یا تین روزے توڑ ڈالے تو ایک ہی کفارہ واجب ہے البتہ اگر یہ دونوں روزے ایک رمضان کے نہ ہوں تو الگ الگ کفارہ دینا پڑیگا۔

جن وجہوں سے روزہ توڑ دینا جائز ہے انکا بیان

مسئلہ (۱) اچانک ایسی بیمار پڑ گئی کہ اگر روزہ نہ توڑیگی تو جان پر بن آویگی یا بیماری بہت بڑھ جاویگی تو روزہ توڑ دینا درست ہے جیسے دفعۃً پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بیتاب ہو گئی یا سانپ نے کاٹ کھایا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے ایسے ہی اگر ایسی پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی توڑ ڈالنا درست ہے مسئلہ (۲) حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آگئی جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے مسئلہ (۳) کھانا پکانے کی وجہ سے بیحد پیاس لگ آئی اور اتنی بیتابی ہو گئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار ہوگی۔

جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے انکا بیان

مسئلہ (۱) اگر ایسی بیماری ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھیگی تو بیماری بڑھ جاویگی یا دیر میں اچھی ہوگی یا جان جاتی رہیگی تو روزہ نہ رکھے جب اچھی ہو جاوے تو اس کی قضا رکھ لے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار حکیم طبیب کہدے کہ روزہ تم کو نقصان

م بغلبۃ الظن بامتلاء و تجربۃ او اخبار طبیب حاذق مسلم مستور و افاد فی النہر جواز التطبب بالکافر فیما لیس فیہ ابطال عبادۃ ۱۲ در مختار ص۱۵۲ ج ۱ الحاشیہ اس مسئلہ کے متعلق سوال و جواب تتمہ ثانیہ امداد الفتاویٰ ص۲۷ و ۲۶ ج۲ میں درج ہیں اور ہم نے اسکی تحقیق جواب کو نکی اصلاح میں کی ہے تصحیح الاغلاط اور اس اصلاح میں مسئلہ ہذا کی تائید ہے ۱۲ ش عمسہ یا ایسی ہو کہ لگی ۱۲ ای منہ مگر روزہ رکھنا اس حالت میں بھی درست ہے ۱۲ محشی للمحشی یا تجربہ سے ظن غالب نقصان کا ہے جیسا کہ مسئلہ نمبر ۲

ف اس مسئلہ میں تفصیل ہے کہ اگر کسی شخص نے جماع یا اور کوئی ایسا فعل کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے تو اگر کفارہ ادا کرکے دوبارہ پھر ایسا ہی فعل کیا تو دوسرا کفارہ دینا پڑیگا چاہے ایک ہی رمضان کا واقعہ ہو لیکن اگر پہلے کا کفارہ ابھی ادا نہیں کیا تھا کہ دوسرا روزہ توڑ دیا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے چاہے دونوں الگ رمضان کے ہوں ... تو دوسرا کفارہ بھی واجب ہوگا۔ تقریر دہلوی

ملہ ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد و علیہ الاعتماد بزازیۃ ۱۲ در مختار ص۱۵۱ ج۱

سلہ ومن کان مریضاً فی رمضان فخاف ان صام ازداد مرضہ افطر و قضی ۱۲ ہدایہ ص۲۰۱ ج۱

سلہ یباح الفطر فیجوز لمن خاف وھو مریض زیادۃ المرض وجاز الفطر لمن حصل لہ عطش شدید وجوع مفرط یخاف منہ الہلاک او نقصان العقل لعذر اباحۃ الاکل ۱۲ مراقی الفلاح ص۲۱۱ و ص۲۱۲

سلہ الحامل والمرضع اذا خافتا علی انفسہما او ولدیہما افطرتا و قضتا فقط للحرج ولا کفارۃ علیہما لانہ افطار بعذر ولا فدیۃ علیہما ۱۲ شرح الہدایہ ص۲۰۲ ج۱

ھ ان الحر الخادم او العبد او الذاہب لسد النہر او کریہ اذا اشتد الحر وخاف الہلاک فلہ الافطار کحرۃ او امۃ ضعفت للطبخ او غسل الثوب ۱۲ شامی ص۱۵۹ ج۲

لہ لا یکون لمن یعمل عملا یصل بہ الی الضعف فیجز نصف النہار ویستریح الباقی ۱۲ در مختار ص۱۵۲ ج۱

ےہ ولو مریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض والمراد بالخوف غلبۃ الظن وخادمۃ خافت الضعف

کرے گا تب چھوڑنا چاہئے۔ مسئلہ (۲) اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔ مسئلہ (۳) اگر حکیم نے تو کچھ نہیں کہا لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کریگا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر دیندار حکیم کے بغیر بتائے اور بے تجربہ کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا روزہ توڑیگی تو کفارہ دینا پڑیگا اور اگر روزہ نہ رکھیگی تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۴) اگر بیماری سے اچھی ہوگئی لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ غالب گمان ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جائیگی تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مسئلہ (۵) اگر کوئی مسافرت میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لیوے اور مسافرت کے معنے وہی ہیں جس کا نماز کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے یعنی تین منزل جانے کا قصد ہو۔ مسئلہ (۶) شرعی مسافرت میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤنگی یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ قضا رکھ لیوے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہیگی اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۷) اگر بیماری سے اچھی نہیں ہوئی اسی میں یا ابھی گھر نہیں پہنچی مسافرت ہی میں مر گئی تو جتنے روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں اُن کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔ مسئلہ (۸) اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے پھر پانچ دن اچھی رہی لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑی جاویگی۔ اور اگر پورے دس دن اچھی رہی تو پورے دسوں دن کی

سلہ اما الکافر فلا یعتمد علی قولہ لاحتمال ان غرضہ افساد العبادۃ ۱۲ شامی ملخصاً ج ۲ سلہ حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا دیکھو سلہ حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا دیکھو سلہ وفیہ وان کان مسافرا لا یستضر بالصوم فصومہ افضل وان افطر جاز ۱۲ شرح الہدایۃ ص ۲۰۱ ج ۱، سلہ وللمسافر الخ صوم احب ان لم یضرہ قولہ للمسافر اراد بالمسافر الذی انشأ السفر قبل طلوع الفجر اذ لا یباح له الفطر بانشائہ بعد ما اصبح صائما بخلاف ما لو حل بہ مرض بعدہ فلہ الفطر ۱۲ نور الایضاح مع الحاشیۃ ص ۱۴۸ سلہ وسلہ فان ماتوا فیہ ای فی ذلک العذر فلا تجب علیہم الوصیۃ بالفدیۃ لعدم ادراکہم عدۃ من ایام اخر ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیۃ بقدر ادراکہم عدۃ من ایام اخر ۱۲ در مختار ص ۱۲۳ ج ۱، وفدی عن المیت ولیہ کالفطرۃ لعدد کفارۃ علیہ وبوصیۃ ای فوت القضاء بالموت ظرفا فاتہ عشرۃ ایام بقدر علی قضاء خمسۃ فداہا فقط ۱۲ الطحطاوی شرح التنویر جلد ۱ ص ۱۲۲ ج ۱

[illegible]

پکڑ ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونیوالا ہے اتنے دنوں کا فدیہ دینے کے لئے کہہ مرے جبکہ اس کے پاس مال ہو اور فدیہ کا بیان آگے آتا ہے۔

مسئلہ (۹) اسی طرح اگر مسافرت میں روزے چھوڑ دیئے تھے پھر گھر پہنچنے کے بعد مرگئی تو جتنے دن گھر میں رہی ہے فقط اتنے دن کی پکڑ ہوگی اس کو بھی چاہئے کہ فدیہ کی وصیت کر جاوے اگر روزے اس سے زیادہ چھوٹے ہوں تو ان کا مواخذہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۰) اگر راستہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گئی تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہی۔ البتہ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۱) حاملہ عورت اور دودھ پلانیوالی عورت کو جب اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا کچھ ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے پھر کبھی قضا رکھ لیوے لیکن اگر اپنا شوہر مالدار ہے کہ کوئی انّا رکھکر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے اس کو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ ایسا لڑکا ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا ہے تو ایسے وقت ماں کو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ (یعنی دودھ پلانیوالی ۱۲)

مسئلہ (۱۲) کسی انّا نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آگیا اور روزہ سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انّا کو بھی روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۳، نمبر ۱۴ صفحہ ۶۷ پر درج کیا گیا ہے۔

مسئلہ (۱۵) اسی طرح اگر کوئی دن کو مسلمان ہوئی یا دن کو جوان ہوئی تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھالیا تو اس روزہ کی قضا رکھنا بھی نئی مسلمان اور نئی جوان کے ذمے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۶) مسافرت میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے گھر پہنچ گئی یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گئی اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کر لیوے۔

م والارضاع واجب علیہا بالعقد واما الام فلوجوبہ دیانۃ مطلقًا وقضاءً اذا کان الاب معسرًا او کان الولد لا یرضع من غیرہا ۱۲ (شامی) ص۱۵۹ ج۲ ۔ ن ۔ اذا بلغ الصبی او اسلم الکافر فی رمضان امسکا بقیۃ یومہما لو افطرا فیہ لا قضاء علیہما ۱۲ (ہدایہ مجتبائی) ص۲۰۳ ج۱ ۔ س ۔ واذا قدم المسافر الافطار ثم قدم المصر قبل الزوال فنوی الصوم اجزاہ وان کان فی رمضان فعلیہ ان یصوم ۱۲

ل الاصح المریض و اقام المسافر ثم ماتا لزمہما القضاء بقدر الصحۃ والاقامۃ ووجب الوصیۃ بالاطعام ۱۲ (شرح الہدایۃ) ص۲۰۲ ج۱ ۔ ع ۔ ولو ان مسافرًا افطر او لم یجز فاقام ونوی الصوم فی وقتہا قبل الزوال صح مطلقًا ویجب علیہ الصوم لو کان فی رمضان لزوال المرخص ۱۲ (درمختار) ص۱۵۲ ج۲ ۔ ف ۔ المسافر اذا نوی الاقامۃ فی اقل من نصف شہر یحل الفطر فی ہذہ المدۃ کما یحل لہ قصر الصلاۃ سکت عنہ ولم اصرح بہ اوانما رأیت فی البدائع وغیرہا لو اراد المسافر دخول مصرہ او مصر آخر ینوی فیہ الاقامۃ یکرہ لہ ان یفطر فی ذلک الیوم وان کان مسافرًا فی اولہ لانہ اجتمع المحرم للفطر وہو الاقامۃ والمبیح والمرخص وہو السفر فی یوم واحد فکان الترجیح للمحرم احتیاطًا وان کان اکبر رأیہ انہ لا یتفق دخول المصر حتی یغیب الشفق فلا بأس بالفطر لہ اہ والحاصل ان مقتضی القواعد الجواز ما لم یوجد نقل صریح بخلافہ تأمل ۱۲ (شامی) ص۱۶۸ ج۲ ۔ ک و ص ۔ اما کانت او ظئرًا اما الظئر فلان م

م ہ لزوال المرخص فی وقت النیۃ ۱۲ (ہدایہ) ص۲۰۳ ج۱ ۔ ت ۔ لیکن جتنے روزے چھوڑے ہیں ان سب کی قضا رکھنی پڑیگی۔
[illegible]

فدیہ کا بیان

مسئلہ(۱) جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنی بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں نہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزے نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلّہ دیدے یا صبح شام پیٹ بھر کے اس کو کھلا دیوے شرع میں اس کو فدیہ کہتے ہیں اور اگر غلّہ کے بدلے اسی قدر غلّہ کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ(۲) گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دیوے تو بھی صحیح ہے۔ مسئلہ(۳) پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھی ہو گئی تو سب روزے قضا رکھنے پڑینگے اور جو فدیہ دیا ہے اسکا ثواب الگ ملیگا۔ مسئلہ(۴) کسی کے ذمّہ کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دیدینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دیدے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آوے تو دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ(۵) اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دیدیا تب بھی خدا سے امید رکھے کہ شاید قبول کرلے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کئے خود مردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تہائی مال سے زیادہ ہو جاوے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا بدون رضامندی سب وارثوں کے جائز نہیں ہاں اگر سب وارث خوشی دل سے راضی ہو جاویں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے بالغ وارث اپنا حصّہ جدا کر کے اس میں سے دیدیں تو درست ہے۔ مسئلہ(۶) اگر کسی کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وصیت کر کے مر گئی کہ میری نمازوں کے بدلے میں فدیہ دیدینا اُس کا بھی یہی حکم ہے۔

ف یعنی فدیہ کے گیہوں ۱۲ منہ ف اگر سب فدیہ نہ نکلے تو جس قدر نکلے اس قدر دیدیا جاوے ۱۲ محشی

سلہ الشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا ولو فی اول الشہر بلا تعدد فقیر کالفطرة لو موسرا والا فیستغفر اللہ و مثلہ المریض اذا تحقق الیأس من الصحة فعلیہ الفدیة لکل یوم من المرض ۱۲ در مختار برحاشیۂ شامی ص۱۲۶ ج۲ سلہ ومن ابی یوسف لو اعطی نصف صاع من بر عن یوم واحد لمساکین یجوز قال الحسن وبہ ناخذ ۱۲ (شامی) ص۱۲۶ ج۲ سلہ و متی قدر ای الشانی علی الصوم بطل ای الفدیة وقضی ۱۲ (شامی) ص۱۲۶ ج۲ ورقدر علی الصیام بعد ما فدی بطل حکم الفداء الذی فداہ حتی یجب علیہ الصیام کذا فی النہایة ۱۲ (عالمگیری) ص۲۰۵ ج۱ سلہ وفدی لزوما عنہ ای عن المیت ولیہ الذی یتصرف فی مالہ کالفطرة بعد قدرہ بعد وصیة من اثلث ثلث مالہ بعد تجہیزہ والعار ولو لم یمات فلو زادت الفدیة علی الثلث لا یجب الزائد الا باجازة الوارث ۱۲ (در مختار) ص۱۶۱ ج۲ سلہ وان لم یوص و تبرع عنہ ولیہ جاز القضاء نعم یقولہ بقول للولی ۱۲ (در مختار) ص۱۲۵ ج۲ سلہ ولو مات وعلیہ صلوات فائتہ واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف صاع من بر کالفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ ۱۲ (در مختار) ص۱۲۵ ج۱

مسئلہ (۷) ہر وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے اس حساب سے دن رات کے پانچ فرض اور ایک وتر چھ نمازوں کی طرف سے ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں اسی روپے کے سیر سے دیوے مگر احتیاطاً پورے بارہ سیر دیوے۔ مسئلہ (۸) کسی کے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے ابھی ادا نہیں کی تو وصیت کر جانے سے اسکا بھی ادا کر دینا وارثوں پر واجب ہے اگر وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی خوشی سے دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۹) اگر ولی مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لیوے یا اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ لیوے تو یہ درست نہیں یعنی اس کے ذمہ سے نہ اتریگی۔ مسئلہ (۱۰) بے وجہ رمضان کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں بڑا گناہ ہے یہ نہ سمجھے کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا رکھ لونگی کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے ایک روزے کے بدلے میں اگر سال بھر برابر روزے رکھتی رہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملیگا جتنا رمضان میں ایک روزے کا ثواب ملتا۔ مسئلہ (۱۱) اگر کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے کچھ نہ کھائے نہ پئے نہ یہ ظاہر کرے کہ آج میرا روزہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ گناہ کر کے اس کا ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اگر سب سے کہدیگی تو دوہرا گناہ ہوگا۔ ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا۔ یہ جو مشہور ہے کہ خدا کی چوری نہیں تو بندہ کی کیا چوری یہ غلط بات ہے بلکہ جو کسی عذر سے روزہ نہ رکھے اسکو بھی مناسب ہے کہ سب کے روبرو نہ کھاوے۔ مسئلہ (۱۲) جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جاویں تو ان کو بھی روزہ کا حکم کرے اور جب دس برس کی عمر ہو جاوے تو مار کر روزہ رکھاوے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھاوے۔ مسئلہ (۱۳) اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھاوے۔ البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ دے تو اسکو دہراوے۔

۱۲ (درمختار) صہ ۱۸۱ ج ۱ ۔ ے الصبی اذا افسد صومہ لا یقضی لانہ یلحقہ فی ذلک مشقۃ بخلاف الصلوٰۃ فانہ یؤمر بالاعادۃ لانہ لا یلحقہ مشقۃ ۱۲ (شامی) صہ ۱۲۳ ج ۲ ۔ عہ بعد کفن۔ فن و قرض ادا کرنے کے جو مال بچے اس کی تہائی میں سے زکوٰۃ بھی وصیت کر جانے کی صورت میں نکالنا واجب ہے جیسا کہ فدیہ روزہ کا تہائی مال میں سے نکالا جاتا ہے ۱۲ محشی عہ گذشتہ کو ادا کر دینا اچھا ہی ہے علامہ شامی مصنف رد المحتار نے کتاب السراج الوہاج سے نقل کیا ہے کہ اگر وارث بغیر وصیت ادا کریگا تو ادا ہو جاویگی ۱۲ منہ

ے وفدیۃ کل صلوٰۃ ولو وتراً کما تقدم صوم یوم ۱۲ (درمختار) صہ ۲۳ ج ۱ ۔ ے ومن اوصی بوصایا من حقوق اللہ تعالیٰ قدمت الفرائض منہا قدمہا الموصی او اخرہا مثل الحج والزکوٰۃ والکفارات ۱۲ (ہدایہ) صہ ۲۶ ج ۴ ۔ ے ولا یصوم عنہ الولی ولا یصلی ۱۲ (ہدایہ) صہ ۲۰۳ ج ۱ ۔ ے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من افطر یوماً من رمضان بغیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدہر کلہ وان صامہ ۱۲ (ترمذی شریف) صہ ۹ ج ۱ ۔ ے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل امتی معافاۃ الا المجاہرین وان من الاجہار ان یعمل العبد باللیل عملا ثم یصبح قد سترہ ربہ فیقول یا فلان عملت البارحۃ کذا وکذا ۱۲ (مسلم شریف) صہ ۴۱۲ ج ۲ باب النہی عن ہتک الانسان ستر نفسہ ۱۲ ۔ ے ویؤمر الصبی بالصوم اذا اطاق ویضرب علیہ ابن عشر کالصلوٰۃ فی الاصح ۱۲

اعتکاف کا بیان

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس[۲۹] یا تیس[۳۰] تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آجاوے اُس تاریخ کے دن چھپے تک اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کے لئے جگہ مقرر کر رکھی ہو اُس جگہ پابندی سے جمکر بیٹھنا اسکو اعتکاف[لہ] کہتے ہیں اسکا بڑا ثواب ہے اگر اعتکاف[ٹ] شروع کرے تو فقط پیشاب پاخانہ یا کھانے پینے کی ناچاری سے تو وہاں سے اٹھنا درست ہے اور اگر کوئی[عہ] کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کے لئے بھی نہ اُٹھے ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سووے اور بہتر[ٹ] یہ ہے کہ بیکار نہ رہے قرآن پڑھتی رہے نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے اور[ھ] اگر حیض یا نفاس آجاوے تو اعتکاف چھوڑ دے ایسی میں درست نہیں[عہ] اور اعتکاف[لہ] میں مرد سے ہمبستر ہونا لپٹنا چمٹنا بھی درست نہیں

زکوٰۃ کا بیان

جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی گنہگار ہے قیامت کے دن اُس پر بڑا سخت عذاب ہوگا رسول[لہ] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لئے[لہ] آگ کی تختیاں بنائی جاویگی پھر انکو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جاویگی اور جب ٹھنڈی ہو جاویگی پھر گرم کر لیجاویگی اور نبی[شہ] علیہ السلام نے

---

۱۲ ہندیہ ص۱۲۸ ج۱ لہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما من صاحب ذہب ولا فضۃ لا یؤدی منہا حقہا الا اذا کان یوم القیامۃ صفحت له صفائح من نار فاحمی علیہا فی نار جہنم فیکوی بہا جنبہ وجبینہ وظہرہ کلما بردت اعیدت له فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضی بین العباد ۱۲ (ترغیب ترہیب ص۲۳۲ ج۱) شہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ویاتی الکنز شجاعا اقرع فیلقی صاحبہ یوم القیمۃ فیفر منہ صاحبہ مرتین ثم یستقبلہ فیفر فیقول مالی ولک فیقول انا کنزک انا کنزک فیتقیہ بیدہ فیلقمہا ۱۲ (سنن ابن ماجہ ص۱۲۹) عہ اور مردوں کیلئے ایسی مسجد میں درست ہے جسمیں پانچوں وقت نماز ہوتی ہو ۱۲ منہ عہ لیکن بعد پاک ہوجانے کے خاص اس دن کے اعتکاف کی قضا ضروری ہے پھر اگر یہ قضا رمضان ہی میں کی تو رمضان ہی کا روزہ کافی ہوگا اور اگر بعد رمضان کے قضا کی تو اس دن روزہ رکھنا ضروری ہوگا ۱۲ بہشتی

لہ الاعتکاف ہو لبث ذکر فی مسجد جماعۃ اوامرأۃ فی مسجد بیتہا وہو المسجد محلہا الذی یندب لہا ولکل احد اتخاذہ وہو سنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان ۱۲ (درر شامی ص۱۰۹ ج۱) لہ حرم علیہ ای علی المعتکف اعتکافا واجبا الخروج الا لحاجۃ الانسان طبیعیۃ کبول وغائط وغسل لو احتلم ولا یمکنہ الاغتسال فی المسجد او شرعیۃ کعید واذان لو مؤذنا وباب المنارۃ خارج المسجد ۱۲ (در مختار ص۱۵۶ ج۱) لہ و اما الاکل والشرب والنوم یکون فی معتکفہ فلا یمکن قضاء ہذہ الحاجۃ فی المسجد فلا ضرورۃ الی الخروج ۱۲ (شرح الہدایۃ ص۱ ج۲) عہ وکرہ تحریما صمت ان اعتقدہ قربۃ والا لا لحدیث من صمت نجا ویحرم الا بخیر وہو ما لا اثم فیہ ومنہ المباح عند الحاجۃ الیہ لا عند عدمہا کقراءۃ قرآن وحدیث وعلم وتدریس فی سیرۃ الرسول علیہ السلام ۱۲ (در مختار ص۱۵۶ ج۱) ھ ومنہا الاسلام والعقل والطہارۃ عن الجنابۃ والحیض والنفاس والجنب والحائض والنفساء ممنوعون عن المسجد ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ ص۱ ج۱) لہ ومنہا الجماع ودواعیہ فیحرم علی المعتکف الجماع ودواعیہ نحو المباشرۃ والتقبیل واللمس والمعانقۃ ۱۲ (فتاویٰ ہ

فرمایا ہے جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جائیگا وہ اس کی گردن میں لپٹ جاویگا پھر اس کے دونوں جبڑے نوچیگا اور کہیگا میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔ خدا کی پناہ بھلا اتنے عذاب کی کون سہار کر سکتا ہے تھوڑے سے لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بیوقوفی کی بات ہے خدا ہی کی دی ہوئی دولت کو خدا ہی کی راہ میں نہ دینا کتنی بیجا بات ہے۔

مسئلہ (۱) جس[1] کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور ایک سال[2] تک باقی رہے تو سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر اس[3] سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ (۲)** کسی[4] کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینے یا چھ مہینے تک رہا پھر وہ کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مال ملگیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے غرضکہ جب ایک سال کے اوّل و آخر میں مالدار ہو جاوے اور سال کے بیچ میں اس مقدار سے کم رہجاوے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی البتہ اگر سب مال جاتا رہے اسکے بعد پھر مال ملے تو جب سے ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جاویگا **مسئلہ (۳)** کسی[5] کے پاس آٹھ تولہ سونا تھا لیکن سال گذرنے سے پہلے پہلے جاتا رہا پورا سال نہیں گذرنے پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں **مسئلہ (۴)** کسی[6] کے پاس دو سو روپیہ ہیں اور اتنے ہی روپیوں کی وہ قرضدار بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں چاہے سال بھر تک رہے چاہے نہ رہے۔ اور اگر ڈیڑھ سو روپیہ کی قرضدار ہے تو بھی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ ڈیڑھ سو روپے قرضہ میں چلے گئے

بھر چاندی اور پانچ رتی کم چھ روپیہ بھر سونا ہیں دیدے اور صدقہ فطر میں اسّی روپیہ کے سیر سے دو سیر گیہوں دیدے اور نجاست غلیظہ میں ساڑھے تین ماشہ سمجھے اور مہر فاطمہ میں عورت کو احتیاط اسیں ہے کہ سو روپیہ سے زیادہ نہ مانگے اور یاد رہے کہ ہمنے سب اوزان میں لکھنؤ کے تولہ ماشہ کا اعتبار کیا ہے جس کی رو سے روپیہ سکہ انگریزی ساڑھے گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے جن شہروں میں تولہ کا وزن کم زیادہ ہو وہاں کے حساب لگالیویں ۱۲ منہ

میرے حساب سے جبکہ روپیہ ساڑھے گیارہ ماشہ کا لگایا جاوے ساڑھے ۳ رتی بھر چاندی ہوتی ہے اور سونا چھ رتی یعنی اسّی سے کچھ زائد ہوتا ہے اور یہی صحیح ہے حاشیہ بہشتی میرے حساب بجائے اس رقم کے ماشہ پانچ یعنی ماشہ کے قریب ہوتے ہیں لہذا اس کو غلط ہیں۔ اور اگر بارہ ماشہ کا روپیہ ہو تو پورے ماشے ہوتے ہیں اور میرا یہ حساب باعتبار چار سو مثقال چاندی

مہر کے ہے یعنی مہر حضرت فاطمہؓ کا چار سو مثقال چاندی تھا اور بعض روایات میں پانچ سو مثقال چاندی سے زیادہ بھی آیا ہے پس احتیاط یہ ہے کہ جب نکاح میں مہر فاطمی مقرر کیا جاوے تو تصریح روپوں کی بھی کردیجاوے کہ مہر فاطمی یعنی اس قدر روپیہ ہے مقرر کیا گیا ۱۲ حشی + اسی سلسلہ میں بعض اشخاص نے لکھا ہے کہ اور حضرت فاطمہؓ کے مہر کی اس مقدار کو اپنے حساب سے غلط بتایا ہے جالانکہ یہ خود انکی غلطی ہے۔ یہ مہر قریب قریب مثقال کا نہیں تحقیق کے لئے کسی ماہر سے رجوع کیا جاوے۔

[1] باب زکوٰۃ المال نصاب الذہب عشرون مثقالا والفضۃ مأتا درہم کل عشرۃ دراہم وزن سبعۃ مثاقیل ۱۲ درمختار ص۳۱

[2] و [3] فاذا کانت مأتین وحال علیہا الحول ففیہا خمسۃ دراہم ولا شیء فی الزیادۃ حتی تبلغ اربعین فیکون فیہا درہم ثم فی کل اربعین درہم درہم ولیس فیما دون عشرین مثقالا من ذہب صدقۃ فاذا کانت عشرین مثقالا ففیہا نصف مثقال ثم فی کل اربعۃ مثاقیل قیراطان ولیس فیما دون اربعۃ مثاقیل صدقۃ ۱۲ ہدایہ ص۱۶۸

[4] وشامی اس وان کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانہ فیما بین ذلک لا یسقط الزکوٰۃ ۱۲ ہدایہ ص۱۷۶ ج ۱

[5] فان ہلک المال بعد وجوب الزکوٰۃ سقطت الزکوٰۃ ۱۲ ہدایہ ص۱۷۵

[6] و من کان علیہ دین یحیط بمالہ فلا زکوٰۃ علیہ ۱۲ قدوری ص۳۰

[7] اور روپیوں کے حساب سے ۱۲ اسی بھر چاندی اور ۶ رتی بھر سونا ہوا۔ اس حساب سے مہر حضرت فاطمہؓ کا تقریباً ۱۳۱ تولہ ہوئے اور یہ سب حساب بقول مشہور ہے کہ مثقال ۴ ½ ماشہ کا ہے اور خود جو حساب کیا گیا اس میں کہیں کمی کہیں بیشی نکلتی ہے اس لئے اگر کوئی احتیاط کرنا چاہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ زکوٰۃ تو چالیس روپیہ

تو فقط پچاس روپیہ رہ گئے اور پچاس روپیہ میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۵) اگر دو سو روپے
پاس ہیں اور ایک سو روپیہ کی قرضدار ہے تو ایک سو روپیہ کی زکوٰۃ واجب ہے۔ مسئلہ (۶)
سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چاہے پہنتی رہتی ہو یا
بند رکھے ہوں اور کبھی نہ پہنتی ہو غرضکہ چاندی و سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے البتہ اگر اتنی
مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ مسئلہ (۷) سونا چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں
کچھ میل ہو جیسے مثلاً چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر چاندی زیادہ ہو
تو اس کا وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر
رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے پس جو حکم پیتل۔ تانبے۔ لوہے۔ رانگے وغیرہ اسباب
کا آگے آویگا وہی اس کا بھی حکم ہے۔ مسئلہ (۸) کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے نہ پوری مقدار
چاندی کی بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی
کے برابر ہو جاوے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر
دونوں چیزیں اتنی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے
سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی پوری پوری مقدار ہے تو
قیمت لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۹) فرض کرو کہ کسی زمانہ میں پچیس روپیہ کا ایک تولہ سونا
ملتا ہے اور ایک روپیہ کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے
ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ کیونکہ دو تولہ سونا
پچاس روپیہ کا ہوا اور پچاس روپیہ کی چاندی پچھتر تولہ ہوئی تو دو تولہ سونے کی چاندی اگر
خریدو گی تو پچھتر تولہ ملیگی اور پانچ روپیہ تمہارے پاس ہیں اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت
زیادہ مال ہو گیا جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو اس کے ساتھ روپیہ اور
چاندی کچھ نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۰) ایک روپیہ کی چاندی دو تولہ ملتی ہے اور کسی کے
پاس فقط تیس روپیہ ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور حساب نہ لگاویں گے کہ تیس روپیہ کی چاندی

جو اس میں پھیلا ہے کچھ تو پھر دونوں کا الگ ہی حساب لگا کر دیدے ۱۲ محشی

ملہ وان کان مالکہ من الذین یزکی الفاضل اذا بلغ نصابا ۱۲ (قدوری) ملہ وفی تبر الذہب والفضۃ وحلیہما والآنیۃ منہما الزکوٰۃ ۱۲ (قدوری) ملہ وان کان الغالب علی الورق الفضۃ فہو فی حکم الفضۃ واذا کان الغالب علیہ الغش فہو فی حکم العروض ویعتبر ان تبلغ قیمتہ نصابا ۱۲ (قدوری) ملہ ویضم الذہب الی الفضۃ بالقیمۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وعندہما بالاجزاء (ہدایہ) ملہ والحبوب انما وجوبا لا قیمتہما ۱۲ (در مختار) ملہ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۱) باب ہذا ۱۲ ملہ وملہ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۱) باب ہذا ۱۲ ملہ بلکہ سونے کی زکوٰۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ دے اور چاندی کی زکوٰۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ دے اور اگر اس صورت میں بھی قیمت لگا کر دینا چاہے تو اس شرط سے جائز ہے کہ جس طرح قیمت لگانے میں غریبوں کا نفع ہو اس طرح قیمت لگانے ۱۲

[illegible] (حاشیہ عمودی)

ساڑھے تولہ ہوتی کیونکہ روپیہ تو چاندی کا ہوتا ہے اور جب فقط چاندی یا فقط سونا پاس ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہے

مسئلہ (۱۱) کسی کے پاس سو روپیہ ضرورت سے زائد رکھے تھے پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپیہ اور ملگئے تو ان پچاس روپیہ کا حساب الگ نہ کریگے بلکہ اسی سو روپیہ کے ساتھ اسکو ملادینگے اور جب ان سو روپیہ کا سال پورا ہوگا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسا سمجھینگے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گذر گیا

مسئلہ (۱۲) کسی کے پاس سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گذرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا آگیا یا سو دس تولہ سونا ملگیا تب بھی اسکا حساب الگ نہ کیا جاویگا بلکہ اس چاندی کیساتھ ملا کر کے زکوٰۃ کا حساب ہوگا پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جاویگا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی

مسئلہ (۱۳) سونے چاندی کے سوا جتنی اور چیزیں ہیں جیسے لوہا تانبا پیتل گلٹ رانگا وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے جوتے اور اسکے سوا جو کچھ اسباب ہو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر اسکو بیچتی اور سوداگری کرتی ہو تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اسکی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہے تو جب سال گذر جائے تو اس سوداگری کے اسباب میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اسمیں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کے لئے نہیں ہے تو اسمیں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو اگر ہزاروں روپیہ کا مال ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں

مسئلہ (۱۴) گھر کا اسباب جیسے پتیلی۔ دیگچہ۔ بڑی دیگ سینی۔ لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے۔ سچے موتیوں کا ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنا ہو اور چاہے روزمرہ کے کاروبار میں آتا ہو یا نہ آتا ہو کسی طرح زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں اگر یہ سوداگری کا اسباب ہو تو پھر اسمیں زکوٰۃ واجب ہے خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے سوا اور جتنا مال اسباب ہو اگر وہ سوداگری کا اسباب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے نہیں تو اسمیں زکوٰۃ واجب نہیں ہو

مسئلہ (۱۵) کسی کے پاس دس پانچ گھر ہیں، انکو کرایہ پر چلاتی ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو

لے لیکن اگر ان دھاتوں کا بنا ہوا سکہ بازار میں چلتا ہو تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی بے لئے عمدہ وحدہ اور دوسرے مال زکوٰۃ کے ساتھ ملکر نصاب کو پہونچ جائے لکنا فی رد المحتار نقلا عن الشیخ عبدالغنی ۱۲ نذیر دہلوی

ملہ وسلہ ومن کان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول من جنسه ضمه الی ماله وزکاه به ۱۲ (قدوری)

مسئلہ سے الزکوٰۃ واجبة فی عروض التجارة کائنة ما کانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق او الذهب یقومها بما هو انفع للفقراء والمساکین منهما ۱۲ (قدوری)

مسئلہ سے ویشترط نیة التجارة لیثبت الاعداد ۱۲ (ہدایہ) صفحہ ج ۱،

ہے ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنزل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکوٰۃ ۱۲ (قدوری) ص ۔ (ہدایہ) صفحہ ۱۲۲ ج ۱،

لے لا زکوٰۃ فی اللآلی والجواهر وان ساوت الفا اتفاقا الا ان تکون للتجارة والاصل ان ما عدا الحجرین والسوائم انما یزکی بنیة التجارة بشرط عدم المانع المؤدی الی الثنی ۱۲ (درمختار) صفحہ ج ۱

ملہ اشتری خادما للتجارة فآجره خرج عن التجارة وکذا العبد اجره (خانیہ) صفحہ ج ۲ ولو اشتری الرجل دارا او عبدا للتجارة ثم آجره یخرج من ان یکون للتجارة لانه لما آجره فقد قصد المنفعة ۱۲

ہر صورت میں زکوٰۃ واجب ہے ۱۲

[illegible]

روپیہ کے بقدر خرید لئے اور ان کو کرایہ پر چلاتی رہتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں غرضکہ کرایہ پر
چلانے سے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ مسئلہ(۱۶) پہننے کے دھراؤ جوڑے چاہے جتنے زیادہ
قیمتی ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے کہ اگر چاندی چھوڑائی جاوے
تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلیگی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب
نہیں۔ مسئلہ(۱۷) کسی کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو
اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے تو زکوٰۃ
واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو واجب نہیں۔ مسئلہ(۱۸) سوداگری کا مال وہ کہلائیگا جس کو اسی ارادہ سے
مول لیا ہو کہ اسکی سوداگری کریں گے تو اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کے لئے یا شادی وغیرہ کے خرچ
کیلئے چاول مول لئے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی سوداگری کرلیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اور
اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مسئلہ(۱۹) اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے
لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب
بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار
ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے، اور اگر یکمشت نہ وصول ہو
تو جب اس میں سے گیارہ روپے ملیں تب اتنے کی زکوٰۃ واجب ہے، اور اگر اس سے کم ملیں تو واجب
نہیں پھر جب گیارہ روپے اور ملیں تو اس کی زکوٰۃ دیوے۔ اسی طرح دیتی رہے اور جب دیوے
تو سب برسوں کی دیوے، اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ البتہ اگر اسکے پاس کچھ اور
مال بھی ہو اور دونوں ملا کر مقدار پوری ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مسئلہ(۲۰) اور اگر نقد نہیں دیا نہ
سوداگری کا مال بیچا ہے بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھرستی
کا اسباب بیچ دیا اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے پھر وہ قیمت کئی
برس کے بعد وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے، اور اگر سب ایک دفعہ کرکے نہ وصول ہو بلکہ تھوڑا

عندہ تجب زکوٰتہا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درہما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ فکلما قبض اربعین درہما یلزمہ درہم [illegible] مال لغیر تجارۃ [illegible]

ملے ولیس فی دور السکنی و ثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمۃ وسلاح الاستعمال زکوٰۃ لانہا مشغولۃ بحوائجہ الاصلیۃ ولا بد من دار یسکنہا وثیاب یلبسہا ۱۲ جوہرہ نیرہ [illegible]
وفی الدر الشامی واللازم فی مضروب کل وعمولہ ولو تبرا او حلیا مطلقا [illegible] او انیۃ من نحو حلیۃ سیف او منطقۃ او لجام او سرج [illegible] فی المساجد [illegible] اذا کانت تخلص [illegible] وفی عروض تجارۃ قیمتہ نصاب [illegible]
ملے ویضم قیمۃ العروض الی الذہب والفضۃ وکذلک یضم الذہب الی الفضۃ بالقیمۃ حتی یتم النصاب عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ [illegible]
ملے ولو اشتری جاریۃ [illegible] خلۃ تبلغ قیمتہا قیمۃ نصاب ونوی ان یمسکہا او یبیعہا فامسکہا حولا لا تجب فیہ الزکوٰۃ ولو ان نخاسا اشتری دابۃ لیبیعہا فاشتری بہ جلا او [illegible] فکان یبیع بہ [illegible] مع الدواب فیہا الزکوٰۃ وان کانت [illegible] لحفظ الدواب بہا فلا زکوٰۃ فیہا کذا فی الذخیرۃ ۱۲ [illegible]
ملے و ملے [illegible]

[illegible] الاسلامیۃ [illegible] حساب [illegible] ہونے ہیں بوجہ کسر خفیف [illegible]

تھوڑا کر کے ملے تو جب تک چون روپیہ بارہ آنہ (۵۴؍۱۲) نہ وصول ہوں تب تک زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب چون روپیہ بارہ آنہ مل جاویں تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۲۱) تیسری قسم یہ ہے کہ شوہر کے ذمہ مہر ہو وہ کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ بلکہ اگر اب اس کے پاس رکھا ہے اور اس پر سال گذر جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی نہیں تو واجب نہیں) مسئلہ (۲۲) اگر کوئی مالدار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گذرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدے اور سال کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ اور اگر مالدار نہیں ہے بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید تھی اس امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب مال مل جاوے اور اس پر سال گذر جاوے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہیے۔ مسئلہ (۲۳) مالدار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینا پڑیگی۔ مسئلہ (۲۴) کسی کے پاس سو روپیہ ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور سو روپیہ کہیں اور سے ملنے کی امید ہے اس نے پورے دو سو روپیہ کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دیدی یہ بھی درست ہے۔ لیکن اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی اور جو دیا ہے وہ صدقہ نافلہ ہو گیا۔

مسئلہ (۲۵) کسی کے مال پر پورا سال گذر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہو گئی اگر خود اپنا مال کسی کو دیدیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینا پڑیگی

مسئلہ (۲۶) سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہو گئی

مسئلہ (۲۷) کسی کے پاس دو سو روپیہ تھے ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو چوری ہو گئے یا ایک سو روپیہ خیرات کر دیئے تو ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہو گئی فقط ایک سو کی زکوٰۃ دینا پڑیگی ؂

لہ تک عبارت اس مرتبہ وضاحت ہوئی ۱۲ منہ ۵ اور اگر ہبہ کر دیئے یا خرچ کر لیئے تو زکوٰۃ واجب رہیگی ۱۲ منہ

لہ و عنہ قبض مائتین مع حولان الحول لما انہ بعد القبض من دین ضعیف و ہو بدل ما لیس بمال کمہر و دیۃ و بدل کتابۃ و خلع الا اذا کان عندہ ما یضم الی الدین الضعیف ۱۲ درمختار ص ۵۲ ج ا

۵ و ان قدم الزکوٰۃ علی الحول و ہو مالک للنصاب جاز ۱۲ (ہدایہ ص ۱۷۴ ج ا)

۵ و یجوز التعجیل لاکثر من سنۃ لوجود السبب ۱۲ (ہدایہ ص ۱۷۴ ج ا)

۵ و علی ہذا تفرع ما فی الخانیۃ لو کان لہ خمس من الابل الحوامل فعجل شاۃ عنہا و عما فی بطونہا ثم نتجت خمسا قبل الحول اجزاہ ۱۲ (شامی ص ۲۶ ج ۲)

۵ و ان ہلک المال بعد وجوب الزکوٰۃ سقطت الزکوٰۃ ۱۲ (ہدایہ ص ۱۷۳ ج ا)

۵ و من تصدق بجمیع مالہ لا ینوی الزکوٰۃ سقط فرضہا عنہ استحسانا ۱۲ (ہدایہ ص ۱۶۵ ج ا)

۵ و ان ہلک بعضہ سقط حصتہ ۱۲ (درمختار ص ۱۳ ج ۲)

۵ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۲۳ نمبر ۱ ۱۲ منہ ۵ لیکن اگر سے نقد ادا ہو گیا ۱۲ منہ

زکوٰۃ کے ادا کرنے کا بیان

مسئلہ (۱) جب مال پر پورا سال گذر جاوے تو فوراً زکوٰۃ ادا کر دے نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجاوے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جاوے اگر سال گذرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہانتک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو گنہگار ہوئی اب بھی توبہ کر کے دونوں سال کی زکوٰۃ دیدے غرض عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور دیدے باقی نہ رکھے۔ مسئلہ (۲) جتنا مال ہے اسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے یعنی سَو روپے میں ڈھائی روپیہ اور چالیس روپئے میں ایک روپیہ۔ مسئلہ (۳) جس وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب کو دیوے اسوقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کرے کہ میں زکوٰۃ میں دیتی ہوں اگر یہ نیت نہیں کی یوں ہی دیدیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہئے اور یہ جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملیگا۔ مسئلہ (۴) اگر فقیر کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اسوقت تک یہ نیت کر لینا درست ہے اب نیت کر لینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاویگی۔ البتہ جب فقیر نے خرچ کر ڈالا اسوقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے اب پھر سے زکوٰۃ دیوے۔ مسئلہ (۵) کسی نے زکوٰۃ کی نیت سے دو روپیے نکال کر الگ رکھ لئے کہ جب کوئی مستحق ملیگا اسکو دیدونگی پھر جب فقیر کو دیدیا اسوقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گئی تو بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتی تو ادا نہ ہوتی۔ مسئلہ (۶) کسی نے زکوٰۃ کے روپیہ نکالے تو اختیار ہے چاہے ایک ہی کو سب دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دیوے اور چاہے اسی دن سب دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دیوے۔ مسئلہ (۷) بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو کم از کم اتنا دیدے کہ اس دن کے لئے کافی ہو جاوے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔

مسئلہ (۸) ایک ہی فقیر کو اتنا مال دیدینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے لیکن اگر دیدیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی باقی اس سے کم دینا جائز ہے مکروہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۹) کوئی عورت

ف ۱ وافترضہا عمری ای علی التراخی وصححہ الباقلانی وغیرہ وقیل فوری ای واجب علی الفور وعلیہ الفتوی فیأثم بتاخیرہا بلا عذر ۱۲ در مختار ص ۳ ج ۲

ف ۲ فی ہدایۃ ابی داؤد عن الحارث الاعور عن علی قال زہیر احسبہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ہاتوا ربع العشر من کل اربعین درہما درہم ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۹ ج ۱

ف ۳ و ف ۴ وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکماً کما لو دفع الوکیل بلا نیۃ ثم نوی والمال قائم فی ید الفقیر او نوی عند الدفع للوکیل ثم دفع الوکیل بلا نیۃ او دفعہا لذمی لیدفعہا لفقیر جاز لان المعتبر نیۃ الآمر ۱۲ در مختار ص ۱۳ ج ۲

ف ۵ ولا یجوز اداء الزکوٰۃ الا بنیۃ مقارنۃ للاداء او مقارنۃ لعزل مقدار الواجب ۱۲ قدوری ص ۳۷

ف ۶ ویصرف المزکی الی کلہم او الی بعضہم ولو واحداً من ای صنف کان ۱۲ شرح التنویر ص ۶۴ ج ۲

ف ۷ ندب دفع ما یغنیہ یسد حاجتہ یوم الاداء عن السؤال واعتبار حال من حاجۃ وعیال ۱۲ در مختار ص ۶۴ ج ۲

ف ۸ ویکرہ ان یدفع الی واحد مائتی درہم فصاعداً وان دفع جاز کذا فی الہدایۃ ص ۱۸۵

ف ۹ قلو ساہا ہبۃ او قرضا تجزیہ فی الاصح ۱۲ شامی ص ۱۳ ج ۲

ف ۹ یہ حیلہ کا طریق ہے کہ اس

قرض مانگنے آئی اور یہ معلوم ہے کہ وہ اتنی تنگدست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکیگی یا ایسی نادہند ہے کہ قرض لیکر کبھی ادا نہیں کرتی اسکو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دیدیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دیتی ہوں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے مسئلہ (۱۰) اگر کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ مسئلہ (۱۱) کسی غریب آدمی پر تمہارے دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپیہ یا اس سے زیادہ ہے اس کو اپنا قرض زکوٰۃ کی نیت سے معاف کردیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ البتہ اسکو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دیدو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اب یہی روپیہ اپنے قرض میں اس سے لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲) کسی کے پاس چاندی کا اتنا زیور ہے کہ حساب سے تین تولہ چاندی زکوٰۃ کی ہوتی ہے اور بازار میں تین تولہ چاندی دو روپیہ کو بکتی ہے تو زکوٰۃ میں دو روپے دیدینا درست نہیں کیونکہ دو روپیہ کا وزن تین تولہ نہیں ہوتا اور چاندی کی زکوٰۃ میں جب چاندی دیجاوے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ہاں اس صورت میں اگر دو روپیہ کا سونا خرید کر کے دیدیا دو روپیہ کے پیسے یا دو روپیہ کا کپڑا یا اور کوئی چیز دیدی یا دو تین تولہ چاندی دیدے تو درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی مسئلہ (۱۳) زکوٰۃ کا روپیہ خود نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دیدیا کہ تم کسی کو دیدینا یہ بھی جائز ہے۔ اب وہ شخص دیتے وقت اگر زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی مسئلہ (۱۴) کسی غریب کو دینے کے لئے تم نے دو روپیہ کسی کو دیئے لیکن اس نے بعینہ وہی دو روپے فقیر کو نہیں دیئے جو تم نے دیئے تھے بلکہ اپنے پاس سے دو روپیہ تمہاری طرف سے دیدیئے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لیلونگا تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی بشرطیکہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے دو روپیہ کے بدلے میں تمہارے وہ دونوں روپے لیلیوے البتہ اگر تمہارے دیئے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اسکے بعد اپنے روپے غریب کو دیئے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اسکے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپیے دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپیے لیلونگا تب

لہ دفع الزکوٰۃ الی صبیان اقربائہ برسم عید او الی مبشر (بنحو ولادۃ) او مہدی الباکورۃ جاز الا اذا نص علی التعویض ۱۲ (شرح التنویر) ومن اعطی مسکینا دراہم وسماہا ہبۃ او قرضا ونوی الزکوٰۃ فانہا تجزیہ وہو الاصح ۱۲ (عالمگیری)

سلہ واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکوٰتہ ثم یاخذہا عن دینہ ۱۲ (درمختار)

سلہ والمعتبر وزنہا اداء ووجوبا لا قیمتہا وہذا ان لم یؤد من خلاف الجنس والا اعتبرت القیمۃ اجماعا کما علمت ۱۲ (در وشامی)

سلہ الزکوٰۃ عبادۃ مالیۃ محضۃ تصح فیہا النیابۃ ۱۲ (شامی) ثم دفع الوکیل بلا نیۃ جاز لان المعتبر نیۃ الآمر ۱۲ (شرح التنویر)

ھ (قولہ ولو تصدق الخ) ای الوکیل بدفع الزکوٰۃ اذا امسک دراہم الموکل ودفع من مالہ لیرجع ببدلہا فی دراہم الموکل صح بخلاف ما اذا انفقہا اولا علی نفسہ مثلا ثم دفع من مالہ فہو متبرع ۱۲ (شامی)

عہ مطلب یہ ہے کہ قرض کو معاف کرنے سے دوسرے مال کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی رہا یہ امر کہ خود اس قرض کی بھی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں اس مسئلہ سے یہاں تعرض نہیں کیا گیا۔ مگر اسکا جواب یہ ہے کہ ساقط ہو جاوے گی اس مسئلہ پر شبہ اور اسکا جواب تتمہ ثالثہ امداد الفتاوی صفحہ ۳۰ وصفحہ ۳۱ میں درج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط میں ہے مسئلہ (۱۲) کی تائید ہوتی ہے۔

بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب وہ دونوں روپے پھر زکوٰۃ میں دیوے **مسئلہ** (۱۵) اگر تم نے روپے نہیں دیئے لیکن اتنا کہدیا کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ دیدینا اسلئے اُسنے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دیدی تو ادا ہو گئی اور جتنا اُسنے تمہاری طرف سے دیا ہے اب تم سے لیوے **مسئلہ** (۱۶) اگر تم نے کسی سے کچھ نہیں کہا سنا بے تمہاری اجازت کے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب اگر تم منظور بھی کر لو تب بھی درست نہیں اور جتنا تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے وصول کرنیکا اُسکو حق نہیں **مسئلہ** (۱۷) تم نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کے لئے دو روپے دیئے تو اسکو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دیدے یا کسی اور کے سپرد کردے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دیدینا اور نام کا بتلانا ضروری نہیں ہے کہ فلانی کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا۔ اور وہ شخص وہ روپیہ اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دیدے تب بھی درست ہے لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو آپ ہی لے لینا درست نہیں البتہ اگر تم نے یہ کہدیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہے دیدو تو آپ بھی لے لینا درست ہے

پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ (۱) کسی شہر کا فروں کے قبضہ میں تھا وہی لوگ وہاں رہتے سہتے تھے پھر مسلمان اُنپر چڑھ آئے اور لڑکر وہ شہر اُن سے چھین لیا اور وہاں دین اسلام پھیلایا اور مسلمان بادشاہ نے کافروں سے لیکر شہر کی ساری زمین انہی مسلمانوں کو بانٹ دی تو ایسی زمین کو شرع میں عُشری کہتے ہیں اور اگر اس شہر کے رہنے والے لوگ سب کے سب اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے لڑنے کی ضرورت نہیں پڑی تب بھی اس شہر کی سب زمین عشری کہلاویگی اور عرب کے ملک کی بھی ساری زمین عشری ہے **مسئلہ** (۲) اگر کسی کے باپ دادا سے یہی عشری زمین برابر چلی آتی ہو یا کسی ایسے مسلمان نے خریدی جسکے پاس اسی طرح چلی آتی ہو تو ایسی زمین میں جو کچھ پیدا ہو اسمیں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ اگر کھیت کو سینچنا نہ پڑے فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہو گئی یا ندی اور دریا کے کنارے پر ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بے سینچے

لہ ولو تصدق عنہ بامرہ جاز ویرجع بما دفع عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالی ۔ لہ ولو ادی زکوٰۃ غیرہ بغیر امرہ فبلغہ فاجاز لم یجز ۱۲ شامی ج ۲ ص ۱۲ ۔ لہ وللوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجتہ لا لنفسہ الا اذا قال ربہا ضعہا حیث شئت ۱۲ در مختار ص ۱۸/۱۳ ۔ لہ ارض العرب کلہا عشریۃ وکل بلدۃ فتحت عنوۃ وقسمہا الامام بین الغانمین فہی عشریۃ وارض الجبال التی لا یصل الیہا الماء عشریۃ ۱۲ خانیہ بر عالمگیری مصری ص ۲۷ ج ۱ ۔ لہ قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی فی قلیل ما اخرجتہ الارض وکثیرہ العشر واجب سواء سقی سیحا وہو الماء الجاری او سقتہ السماء ۱۲ قدوری ص ۴۲ ویجب ان احتر ای سقی بماء ای مطر او سیح کنہر بلا شرط نصاب وبلا شرط بقاء الا فی ما لا یقصد بہ استغلال الارض نحو حطب وقصب وحشیش وتبن وسعف وصمغ وقطران وخطمی واشنان وشجر قطن وباذنجان وبذر بطیخ وثمار وادویۃ کحلبۃ وشونیز ویجب ضعفہ ای العشر فی سقی غرب ای دلو کبیر ودالیۃ ای دولاب لکثرۃ المؤنۃ ۱۲ در مختار ص ۱۳۹ ج ۱ ۔ لہ یعنی وہ مسلمان جنہوں نے وہ ملک فتح کیا تھا اور یہی حکم ہے اگر انکے سوا دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کردی

پیدا ہوئی تو ایسے کھیت میں جتنا پیدا ہوا ہے اس کا دسواں حصہ خیرات کر دینا واجب ہے یعنی دس من میں ایک من اور دس سیر میں ایک سیر اور اگر کھیت کو پر چلا کر سینچا یا کسی اور طریقہ سے سینچا ہے تو پیداوار کا بیسواں حصہ خیرات کرے یعنی بیس من میں ایک من اور بیس سیر میں ایک سیر اور یہی حکم ہے باغ کا ایسی زمین میں کتنی ہی تھوڑی چیز پیدا ہوئی ہو بہرحال یہ صدقہ خیرات کرنا واجب ہے کم اور زیادہ ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے۔ مسئلہ (۳) اناج، ساگ، ترکاری، میوہ، پھل، پھول وغیرہ جو کچھ پیدا ہو سب کا یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۴) عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی یہ صدقہ واجب ہے۔ مسئلہ (۵) کسی نے اپنے گھر کے اندر کوئی درخت لگایا یا کوئی چیز ترکاری کی قسم سے بویا اور کچھ بویا اور اس میں پھل آیا تو اس میں یہ صدقہ واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۶) اگر عشری زمین کوئی کافر خرید لے تو وہ عشری نہیں رہتی پھر اگر اس سے مسلمان بھی خرید لے یا کسی اور طور پر اس کو مل جائے تب بھی وہ عشری نہ ہوگی۔ مسئلہ (۷) یہ بات کہ یہ دسواں یا بیسواں حصہ کس کے ذمہ ہے یعنی زمین کے مالک پر ہے یا پیداوار کے مالک پر ہے۔ اس میں بڑا عالموں کا اختلاف ہے مگر ہم آسانی کے واسطے یہی بتلایا کرتے ہیں کہ پیداوار والے کے ذمہ ہے۔ سو اگر کھیت لگان پر ہو خواہ نقد پر یا غلہ پر تو کسان کے ذمہ ہوگا اور اگر کھیت بٹائی پر ہو تو زمیندار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصہ کا دیں۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کا بیان

مسئلہ (۱) جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو اس کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اگرچہ خود اس قسم کے مالدار پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

عسے دیکھو ثانیہ مسئلہ نمبر (۱) بر صفحہ نمبر ۲ حصہ ہذا ۱۲

ف۱ ویجب العشر عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فی کل ما اخرجتہ الارض من الحنطۃ والشعیر والدخن والارز واصناف الحبوب والبقول والریاحین والاوراد والرطاب وقصب السکر والذریرۃ والبطیخ والقثاء والخیار والباذنجان والعصفر واشباہ ذلک مما لہ ثمرۃ باقیۃ او غیر باقیۃ قل او کثر ہکذا فی فتاوی قاضیخان ۱۲ عالمگیری ص۱۸۳ ج ۱

ف۲ باب العشر یجب العشر ای یفترض فی عسل وان فی ارض غیر الخراج ولو غیر عشریۃ کجبل ومفازۃ بخلاف الخراجیۃ لئلا یجتمع العشر والخراج وکذا یجب العشر فی ثمرۃ جبل او مفازۃ ان حماہ الامام ۱۲ درمختار ص۱۳۹ ج ۲

ف۳ قولہ ولا شیء فی دار لان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جعل المساکن عفوا وعلیہ اجماع الصحابۃ ولانہا لا تستنمی ۱۲ شامی ص۱۴۴ ج ۲ قہستانی ولو کان فی دار رجل شجرۃ مثمرۃ لا عشر فیہا ۱۲ شامی مصری ص۶۳ ج ۲ وفتاوی ہندیہ ص۱۸۶ ج ۱

ف۴ ویؤخذ خراج ان اشتری ذمی ارضا عشریۃ من مسلم ۱۲ کنز الدقائق ص۶۳

ف۵ والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولہما ناخذ وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل

مسئلہ ۲ ۔ اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گذارہ کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔ مسئلہ ۳ ۔ بڑی بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روزمرہ انکی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔ مسئلہ ۴ ۔ رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لئے نوکر چاکر اور گھر کی گرہستی جو اکثر کام میں رہتی ہے یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہے اس کے ہونے سے مالدار نہیں ہوگی چاہے جتنی قیمت کی ہو اس لئے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔ مسئلہ ۵ ۔ کسی کے پاس دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتی ہے اور اس کی آمدنی سے گذر کرتی ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ ۶ ۔ کسی کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا یا اس سے بھی زائد کا قرضدار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں اگر اتنے بچیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔ مسئلہ ۷ ۔ ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے۔ لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا سارا مال چوری ہو گیا یا اور کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے بھر کا بھی خرچ نہیں ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ چک گیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی دینا درست ہے۔ مسئلہ ۸ ۔ زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں مسلمان

ہ ۱ الباب السابع فی المصارف منها الفقیر وهو من له ادنی شیء وهو مادون النصاب او قدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة ومنها المسکین وهو من لا شیء له فیحتاج الی المسئلة لقوته او ما یواری بدنه ویحل له ذالک بخلاف الاول هو (فتاوی هندیه) صفحہ ۱۸۸ ہ ۲ والشرط ان یکون فاضلا عن حاجته الاصلیة وهی مسکنه واثاث مسکنه وثیابه وخادمه ومرکبه وسلاحه ۱۲ (فتاوی هندیه صفحہ ۱۹۰) والذی یظهر ما ان ما کان من اثاث المنزل وثیاب البدن واوانی الاستعمال مما لا بد منه فهو من الحاجة الاصلیة وما زاد علی ذالک من الحلی والاوانی والامتعة التی یقصد بها الزینة اذا بلغ نصابا تعتبر به غنیه ۱۲ (شامی) صفحہ ۲۲ ہ ۳ لا باس ان یعطی من الزکاة من له مسکن وما یتاثث به فی منزله وخادم وفرس وسلاح وثیاب البدن وکتب العلم ان کان من اهله ۱۲ (شامی) صفحہ ہ ۴ وکذا لو کان له حوانیت ... غلتها لا تکفی لقوته وقوت عیاله یجوز صرف الزکوة الیه عند محمد رحمه الله تعالی ولو ... ۱۲ (فتاوی هندیه) ہ ۵ ومنها ابن السبیل ...

الغارم وهو من لزمه دین ولا یملک نصابا فاضلا عن دینه او کان له مال علی الناس لا یمکنه اخذه ... الی ... الدفع الی العشر ... کذا فی المعتمرات ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۱۸۸ ہ ... ومنها ابن السبیل ... المنقطع عن ماله ... حاشیہ بہ صفحہ ۲۳

ہی کو دیوے اور زکوٰۃ اور عُشر اور صدقۂ فطر اور نذر اور کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔ **مسئلہ ۹**۔ زکوٰۃ[ل] کے پیسہ سے مسجد بنوانا یا کسی لاوارث[ع] مردہ کا گور و کفن کر دینا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جاوے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۱۰**۔[ع] اپنی زکوٰۃ[۱] کا پیسہ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا نانی پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوئی ہے ان لوگوں کو دینا درست نہیں ہے اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے پروتے نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں انکو بھی دینا درست نہیں۔ ایسے ہی بی بی اپنے میاں کو اور میاں بی بی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ **مسئلہ ۱۱**۔ ان[ع] رشتہ داروں کے سوا سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے جیسے بھائی۔ بہن۔ بھتیجی۔ بھانجی۔ چچا۔ پھوپی۔ خالہ۔ ماموں۔ سوتیلی ماں۔ سوتیلا باپ۔ دادا۔ ساس۔ خسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۲**۔ نابالغ[ع] لڑکے کا باپ اگر مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مالدار نہیں لیکن ان کا باپ مالدار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۳**۔ اگر[ھ] چھوٹے بچے کا باپ تو مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔
مسئلہ ۱۴۔ سیّدوں[ع] کو اور علویوں کو اسی طرح جو حضرت عباسؓ کی یا حضرت جعفرؓ کی یا حضرت عقیل یا حضرت حارث بن عبد المطلب کی اولاد میں ہوں انکو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اسی طرح جو صدقہ شریعت سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر، کفارہ

بل ہم اولی لانہ من الصلۃ مع الصدقۃ ثم الاقرب بہم الجیران ۱۲ (طحطاوی) ص۱۹ [ع] وہ یجوز دفعہا الی ولد الغنی الصغیر ولو کان کبیرا فقیرا اجاز ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۱۸۹ [ع] بخلاف ولدہا الکبیر ای البالغ وابیہ وامرأتہ الفقراء وطفل الغنیۃ فیجوز لانعدام المانع ۱۲ (در مختار) ص۱۸۲ [ع] ولا یصرف الی بنی ہاشم الامن ابطل النص قرابتہ وہم بنو لہب فتحل لمن اسلم منہم کما تحل لبنی المطلب ۱۲ (شرح النقایۃ) ص۱۸۱، ولا یدفع الی بنی ہاشم وہم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث بن عبد المطلب ہذا فی الواجبات کالزکوٰۃ والنذر والعشر والکفارۃ فاما التطوع فیجوز الصرف الیہم ۱۲ (عالمگیری) ص۱۸۹ [ع] مردے کا لاوارث ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اگر وارث والا بھی ہو تب بھی اس کے گور و کفن کرلنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ ہاں اگر وہ پیسہ زکوٰۃ کی نیت سے اس کے غریب وارثوں کو دیدیا جاوے اور وہ اس روپیہ کو اپنی طرف سے گور و کفن میں صرف کردے تو جائز ہے پس لاوارث کی قید بنا بر واقعہ ہے کیونکہ عام طور پر لوگ لاوارثوں ہی کی اعانت کرتے ہیں ۱۲ منہم اعفی اللہ عنہ۔ [ع] اولاد فاطمہؓ ۱۲ [ع] اولاد حضرت علیؓ۔ از غیر فاطمہؓ ۱۲ [ع] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ۱۲ ش [ع] برادر چچازاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ [ع] نام دادا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) کذا فی البدائع جاز ان لا یأخذ من الزکوٰۃ قدر حاجتہ ولم یحل لہ ان یأخذ اکثر من حاجتہ والحق بہ کل من ہو غائب عن مالہ ۱۲ (عالمگیری) ص۱۸۷ [ع] ولا تجوز الصدقات باسرہا لحربی ولو مستأمنا وجزم الزیلعی بجواز التطوع الیہ ۱۲ (طحطاوی) مصری ص۱۸۲ واما اہل الذمۃ فلا یجوز صرف الزکوٰۃ الیہم بالاتفاق ویجوز صرف صدقۃ التطوع الیہم بالاتفاق واختلفوا فی صدقۃ الفطر والنذور والکفارات قال ابو حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ یجوز الا ان فقراء المسلمین احب الینا کذا فی شرح الطحاوی ۱۲ (عالمگیری) ص۱۸۷

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) [۱] ولا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا القناطیر والسقایات ولا یجوز ان یکفن بہا میت ولا یقضی بہا دین المیت ۱۲ (فتاوی ہندیہ) ص۱۸۸ [۲] ولا یدفع المزکی زکوٰۃ مالہ الی ابیہ وجدہ وان علا ولا الی ولدہ وولد ولدہ وان سفل ولا الی امرأتہ ولا تدفع المرأۃ الی زوجہا ۱۲ (ہدایہ) ص۱۸۷ [۳] ویجوز سوی ما ذکر یجوز الدفع الیہم کالاخوۃ والاخوات والاعمام والعمات والاخوال والخالات الفقراء

عشر۔ صدقۂ فطر اور اس کے سوا اور کسی صدقہ خیرات کا دینا درست ہے۔ مسئلہ ۱۵ گھر کے
نوکر چاکر خدمتگار۔ ماما۔ دائی۔ کھلائی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے لیکن ان کی تنخواہ
میں نہ حساب کرے بلکہ تنخواہ سے زائد بطور انعام واکرام کے دیدے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت
رکھے تو درست ہے۔ مسئلہ ۱۶ جس لڑکے کو تم نے دودھ پلایا ہے اسکو اور جس نے بچپن میں تم کو دودھ
پلایا ہے اسکو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ ۱۷ ایک عورت کا مہر ہزار روپیہ ہے لیکن اس کا
شوہر بہت غریب ہے کہ ادا نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر
اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے اپنا مہر معاف کر دیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست
ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگوں گی تو وہ ادا کر دیگا کچھ تامل نہ کریگا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا
پیسہ دینا درست نہیں۔ مسئلہ ۱۸ ایک شخص کو مستحق سمجھکر زکوٰۃ دیدی پھر معلوم ہوا کہ وہ مالدار
ہے یا سید ہے یا اندھیاری رات میں کسی کو دیدیا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں تھی یا میری لڑکی
تھی یا اور کوئی ایسا رشتہ دار ہے جسکو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا
ہو گئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں۔ لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جاوے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے
اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لیوے اور پھیر دیوے اور اگر دینے کے بعد معلوم ہوا
کہ جسکو دیا ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرے۔ مسئلہ ۱۹ اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم
نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جبتک تحقیق نہ ہو جاوے اسکو زکوٰۃ نہ دیوے۔ اگر بے تحقیق کئے
دیدیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا
ہو گئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دیوے۔ لیکن اگر دینے
کے بعد معلوم ہو جاوے کہ وہ غریب ہی ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ مسئلہ ۲۰ زکوٰۃ
کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتہ ناتہ کے
لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ صدقہ اور خیرات
کی چیز ہے۔ تاکہ وہ برا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات

سلہ وکذا یجوز دفعہ الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرہا بنیۃ الزکوٰۃ ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۱۹۰/۱ -
سلہ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا سلہ ولو دفعہا الی اختہ ولہا علی زوجہا مہر یبلغ نصابا وہو ملیّ مقر بہ ولو طلبت لم یمتنع من الاداء لا یجوز والا جاز ۱۲ در مختار صفحہ ۱۹۰/۲ بہا سلہ دفع الزکوٰۃ متحرّیا لمن نظنہ مصرفا فبان انہ عبدہ او مکاتبہ او حربی ولو مستامنا اعادہا لما مر وان بان غناہ او کونہ ذمیا او انہ ابوہ او ابنہ او امرأتہ او ہاشمی لا یعید ۱۲ از شرح التنویر صفحہ ۱۴۱/۲ سلہ ولو دفعہا الیہ وہو شاک ولم یتحر او تحرّی ولم یظہر لہ انہ مصرف او غلب علی ظنہ انہ لیس بمصرف فہو علی الفساد ۱۲ - عالمگیری صفحہ ۱۹۰/۱
سلہ والافضل صرف الزکوٰۃ والفطر والنذور الی الصرف اولا الی الاخوۃ والاخوات ثم الی اولادہم ثم الی الاعمام والعمات ثم الی اولادہم ثم الی الاخوال والخالات ثم الی اولادہم ثم الی ذوی الارحام ثم الی الجیران ثم الی اہل حرفتہ ثم الی اہل مصرہ او قریتہ کذا فی السراج الوہاج ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۹۰/۱

دینے سے دُہرا ثواب ملتا ہے ایک تو خیرات کا دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک واحسان کرنے کا۔ پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔ مسئلہ ۲۱. ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہوں ان کو بھیجدیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہیں انکو بھیجدیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دین دار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

صدقۂ فطر کا بیان

مسئلہ ۱. جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے پورا سال گذر چکا ہو یا نہ گذرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں صدقۂ فطر کہتے ہیں

مسئلہ ۲. کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانسو کا بکے اور پہننے کے بڑے قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں گوٹا پٹھا نہیں اور خدمت کے لئے دو چار خدمتگار ہیں گھر میں ہزار پانسو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور سب کام میں آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹا پٹھا اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوٰۃ ہوتی ہے تو ایسے پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ ۳. کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتی ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دیدیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں البتہ اگر اسی پر اس کا گذارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جاویگا اور اسپر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔

وکرہ نقل الزکوٰۃ من بلد الی بلد الا ان ینقلہا الانسان الی قرابتہ او الی قوم ہم احوج الیہا من اہل بلدہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۸۶ ج ۱ التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاہل کذا فی الزاہدی ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ۱۸۵ وکرہ نقلہا (من بلد الی بلد) الا الی قرابۃ بل فی الظہیریۃ لا تقبل صدقۃ الرجل وقرابتہ محاویج حتی یبدأ بہم فیسد حاجتہم او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمین او من دار الحرب الی دار الاسلام او الی طالب علم ۱۲ (در شرح التنویر) صفحہ ۱۴۲ ج ۲

صدقۃ الفطر تجب علی حر مسلم مالک لنصاب او قیمتہ وان لم یحل علیہ الحول عند طلوع فجر یوم الفطر ولم یکن للتجارۃ فارغ عن الدین وحاجتہ الاصلیۃ وحوائج عیالہ والمعتبر فیہا الکفایۃ لا التقدیر وہی مسکنہ واثاثہ وثیابہ وفرسہ وسلاحہ وعبیدہ للخدمۃ ۱۲ (نور الایضاح) صفحہ ۱۶۱

وکذا لو کان لہ حوانیت او دار غلۃ وغلتہا لا تکفی لقوتہ وقوت عیالہ یجوز صرف الزکوٰۃ الیہ ۱۲ (خانیہ) صفحہ ۲۶۶ وما زاد علی الدار الواحدۃ من الثیاب یعتبر فی الغناء ۱۲ (خانیہ)

اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ مسئلہ ۴ کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال و اسباب ہے لیکن وہ قرضدار بھی ہے تو قرضہ مجرا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو صدقۂ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ مسئلہ ۵ عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مرگیا اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں اس کے مال میں سے نہ دیا جاوے گا۔ مسئلہ ۶ بہتر یہ ہے کہ جس وقت مرد لوگ نماز کے لئے عیدگاہ جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ دیدے اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد ہی سہی۔ مسئلہ ۷ کسی نے صدقۂ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دیدیا تب بھی ادا ہوگیا اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔ مسئلہ ۸ اگر کسی نے عید کے دن صدقۂ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا اب کسی دن دیدینا چاہیئے۔ مسئلہ ۹ صدقۂ فطر فقط اپنی طرف سے واجب ہے کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے نہ شوہر کی طرف سے نہ کسی اور کی طرف سے۔ مسئلہ ۱۰ اگر چھوٹے بچے کے پاس اتنا مال ہو جتنے کے ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی رشتہ دار مرگیا اس کے مال سے اس بچہ کو حصہ ملا یا کسی اور طرح سے بچہ کو مال مل گیا تو اس بچہ کے مال میں سے صدقۂ فطر ادا کرے لیکن اگر وہ بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہوا ہو تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ ۱۱ جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ مسئلہ ۱۲ صدقۂ فطر میں اگر

ف یہ حکم عورتوں کا ہے اور مرد پر نابالغ اولاد کی طرف سے دینا بھی واجب ہے لیکن اگر وہ مالدار ہو تو باپ کے ذمہ واجب نہیں بلکہ انہیں کے مال میں سے دیوے اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی دینا واجب نہیں البتہ اگر کوئی لڑکا مجنون ہو تو اس کی طرف سے بھی دیدے ۱۲

ف۱ وان کان من ملک اکثر من دینہ ذلک الفاضل اذا بلغ نصابا ۱۲ (ہدایہ) ص۱۹۰
ف۲ و وقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر فمن مات قبل ذلک لم تجب علیہ الصدقۃ ۱۲ (عالمگیری) ص۱۹۲
ف۳ والمستحب للناس ان یخرجوا الفطرۃ بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی ۱۲ (عالمگیری) ص۱۹۲
ف۴ و ش ف۵ فان قدموہا علی یوم الفطر جاز وان اخروہا عن یوم الفطر لم تسقط وکان علیہم اخراجہا ۱۲ (ہدایہ) ص۱۹۱
ف۶ شار الی ان الام لا یجب علیہا صدقۃ اولادہا الصغار کما فی منیۃ المفتی ۱۲ (شامی) ص۱۰۱ ج۲
ف۷ و ش ف۸ ثم اذا کان للولد الصغیر او المجنون مال کان الاب یخرج صدقۃ فطرہما من مالہما المحض ۱۲ (عالمگیری) ص۱۹۰ - ومن ولد او اسلم بعدہ ای بعد طلوع الفجر یوم الفطر لم تجب علیہ ۱۲ (عالمگیری) ص۱۹۲
ف۹ ومن سقط عنہ صوم الشہر بکبر او مرض لا تسقط عنہ صدقۃ الفطر ۱۲ (عالمگیری) ص۱۹۲

ف یعنی اس عید الفطر کا صدقہ واجب نہیں جس کی صبح صادق کے بعد یہ بچہ پیدا ہوا ہے اگر آئندہ عید الفطر کو یہ بچہ زندہ رہا اور یہ صاحب نصاب [illegible] تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب رہے گا۔ فقہ دہلوی۔

گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دیوے تو اسی کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کے لئے پورے دو سیر یا کچھ اور زیادہ دیدینا چاہئے کیونکہ زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور اگر جَو یا جَو کا آٹا دیوے تو اس کا دونا دینا چاہیئے۔ مسئلہ ۱۳ اگر گیہوں اور جَو کے سوا اور کوئی اناج دیا جیسے چنا۔ جوار تو اتنا دیوے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جَو کے برابر ہو جاوے جتنے اوپر بیان ہوئے۔ مسئلہ ۱۴ اگر گیہوں اور جَو نہیں دیئے بلکہ اتنے گیہوں اور جَو کی قیمت دیدے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ مسئلہ ۱۵ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دیدے۔ دونوں باتیں جائز ہیں۔ مسئلہ ۱۶ اگر کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدیا یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ ۱۷ صدقۂ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

قربانی کا بیان

قربانی کرنے کا بڑا ثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ کو پسند نہیں ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے تو خوب خوشی سے اور خوب دل کھول کر قربانی کیا کرو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ سبحان اللہ بھلا سوچو تو کہ اس سے بڑھکر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں۔ بھیڑ کی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن پاوے پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں بڑی

فالصوف قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ رواہ ابن ماجہ والحاکم وقال صحیح الاسناد ۱۲ ترغیب ترہیب ص ۱/۱۲۰ عہ اور سو روپیہ کے سیر کے حساب سے ایک چھٹانک ۲ تولے یعنی تینتیس چھٹانک کے قریب ہوا پس پورا پونے دو سیر ۲۳ چھٹانک دلوائے ۱۲ منہ عہ دیکھو حاشیہ صفحہ ۴۲ مسئلہ نمبر ۴ ۱۲ منہ عہ چاول وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی گیہوں کا دوگنا دینا کافی نہیں بلکہ قیمت کا لحاظ ضروری ہے ۱۲ منہ عہ لیکن وہ اتنے آدمیوں کا نہ ہو جو سب ملکر نصاب زکوٰۃ یا اتنا صدقۂ فطر کو پہنچ جاوے اس لئے کہ اسقدر دینا ایک شخص کو مکروہ ہے ۱۲ منہ عہ یعنی فرض کاموں کے علاوہ اور سب نیک کاموں سے بڑھکر ہے۔ ۱۲ منہ

عہ والسویق من الحنطۃ لا یکون الا بالقیمۃ ۱۲ (فتاوی ہندیہ ص ۱۹۲ ج ۱)
عہ وما لم ینص علیہ کذرۃ وخبز تعتبر فیہ القیمۃ ۱۲ (در مختار ص ۱ عہ) ذکر فی الفتاوی ان اداء القیمۃ افضل من عین المنصوص علیہ وعلیہ الفتوی ۱۲ (عالمگیری ص ۱۹۲)
عہ وجاز دفع کل شخص فطرتہ الی مسکین او مساکین علی ما علیہ الاکثر ۱۲
عہ ومصرف ہذہ الصدقۃ ما ہو مصرف الزکوٰۃ کذا فی الخلاصۃ ۱۲ (فتاوی ہندیہ ص ۱۹۱)
عہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما عمل آدمی من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم وانہ لتأتی یوم القیامۃ بقرونہا واشعارہا واظلافہا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوا بہا نفسا رواہ ابن ماجہ والترمذی وقال حدیث حسن غریب والحاکم وقال صحیح الاسناد ۱۲ (ترغیب ترہیب ص ۱/۱۲۰)
عہ عن ابی داؤد عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ما ہذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراہیم قالوا فما لنا فیہا یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ حسنۃ قالوا

دینداری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کے لالچ سے قربانی کر دینا چاہیئے کہ جب یہ دن چلے جاویں گے تو یہ دولت کہاں نصیب ہوگی اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکیگی اور اگر اللہ نے مالدار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ انکی طرف سے بھی قربانی کر دے کہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہنچ جاوے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کی بیبیوں کی طرف سے اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے اور نہیں تو کم از کم اتنا تو ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے۔ جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم اور کون ہوگا اور گناہ رہا سو الگ۔ جب[1] قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹاوے تو پہلے یہ دعا پڑھے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہکے ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ[عہ] كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرٰهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ مسئلہ[2] جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کر دیوے تو بہت ثواب پاوے۔ مسئلہ[3] مسافر پر قربانی کرنا واجب نہیں۔ مسئلہ[4] بقرعید کی دسویں تاریخ سے لیکر بارھویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر دن بقرعید کا دن ہے پھر گیارھویں تاریخ پھر بارھویں تاریخ۔ مسئلہ[5] بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کریں۔ البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتی ہو تو وہاں فجر کی نماز کے بعد[عہ] بھی قربانی کر دینا درست ہے[عہ] شہر

[1] الفصل الثانی عن جابر رضی اللہ عنہ قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین فلما وجههما قال انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض علی ملة ابراهیم حنیفا وما انا من المشرکین الحدیث ۱۲۔ (مشکوۃ المصابیح) صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ اصح المطابع دہلی

[2] وشرطها الاسلام والاقامة والیسار الذی یتعلق به وجوب صدقة الفطر ۱۲ (درمختار) صفحہ ۲۲۲

[3] ولیس علی الفقیر والمسافر اضحیة ۱۲ (ہدایہ) صفحہ ۴۲۹

[4] و [5] ووقت الاضحیة یدخل بطلوع الفجر من یوم النحر الا انه لا یجوز لاهل الامصار الذبح حتی یصلی الامام صلوٰة العید فاما اهل السواد فیذبحون بعد طلوع الفجر ۱۲ (قدوری) صفحہ ۱۹۸

عہ اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کرے تو منی کی جگہ من فلان کہے اور فلاں کی جگہ اس کا نام لیوے ۱۲۔

عہ عبارت میں جو شک ہے مطلب یہ ہے کہ طلوع صبح صادق کے بعد بھی درست ہے ۱۲

عہ اور نماز بقرعید کے بعد تو قربانی کا گاؤں میں درست ہونا بہت ہی ظاہر ہے ۱۲۔

کے اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد کریں۔ مسئلہ۵ اگر کوئی شہر کی رہنے والی اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں[عہ] میں بھیجدیوے تو اس کی قربانی نماز[عہ] سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ خود وہ شہر ہی میں موجود ہے۔ لیکن جب قربانی دیہات میں بھیجدی تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہوگیا۔ ذبح ہوجانے کے بعد اس کو منگوالے اور گوشت کھاوے۔ مسئلہ۶ بارہویں[عہ] تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔ مسئلہ۷ دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہو۔ مسئلہ۸ دسویں گیارہویں بارہویں تاریخ سفر میں تھی پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گئی یا پندرہ دن کہیں ٹھیرنے کی نیت کرلی تو اب قربانی کرنا واجب ہوگیا اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہ تھا اس لئے قربانی واجب نہ تھی پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال ملگیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔ مسئلہ۹ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اگر خود ذبح کرنا نہ جانتی ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑی ہوجانا بہتر ہے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پردہ کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہوسکتی تو بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ۱۰ قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتی ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کردیا تو بھی قربانی درست ہوگئی۔ لیکن اگر یاد ہو تو وہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ مسئلہ۱۱ قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے۔ اولاد کی طرف سے کرنا واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اور مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے اگر کسی نے اس کی طرف سے قربانی کردی تو نفل ہوگئی لیکن اپنے ہی مال میں سے کرے اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے

۱۲ ولیس علی الرجل ان یضحی عن اولادہ الکبار ولم آمنۃ الا باذنہ وفی الولد الصغیر عن ابی حنیفۃ روایتان فی ظاہر الروایۃ مستحب ولا یجب ۱۲ (عالمگیری) مصری صفحہ ۱۹۷/۴ عہ گاؤں کا مسافت سفر کے برابر دور ہونا ضروری نہیں ہے حد شہر سے باہر ہونا کافی ہے ۱۲ عہ یعنی بقرعید کی نماز سے پہلے گاؤں میں قربانی درست ہے۔ ۱۲

سلہ وحیلۃ المصری اذا اراد التعجیل ان یبعث بہا الی خارج المصر فیضحی بہا کما طلع الفجر ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۹۴/۵ ۲ سلہ۳ ووقت الاضحیۃ ثلثۃ ایام العاشر والحادی عشر والثانی عشر اولہا افضلہا واخرہا ادونہا ویجوز فی نہارہا ولیالیہا بعد طلوع الفجر من یوم النحر الی غروب الشمس من الیوم الثانی عشر الا انہ یکرہ الذبح فی اللیل ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۹۵/۵ ۲ والمستحب ذبحہا بالنہار دون اللیل لانہ امکن لاستیفاء العروق ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۹۶/۵ ۲ سلہ حتی لو کان مسافرا فی اول الوقت ثم اقام فی آخرہ تجب علیہ وحتی لو کان فقیرا فی اول الوقت ثم ایسر فی آخرہ تجب علیہ ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۹۲/۵ ۲ سلہ۵ وندب ان یذبح بیدہ ان علم ذالک والا یشہدہا بنفسہ ویامر غیرہ بالذبح کیلا یجعلہا میتۃ ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۲۳۴/۵ ۲ سلہ۶ ولا یشترط ان یقول بلسانہ ما نوی بقلبہ کما فی الصلوۃ ۱۲ (شامی) صفحہ ۲۷۲/۵ ۲ سلہ۷ وروی عن ابی حنیفۃ انہ لا یجب عن ولدہ وعلیہ الفتوی ویجوز التضحیۃ من مال الصغیر فی قولہم ۱۲ (ہدایہ) صفحہ ۴۲۳/۴

مسئلہ (۱۲) بکری۔ بکرا۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ گائے۔ بیل۔ بھینس۔ بھینسا۔ اونٹ۔ اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۱۳) گائے بھینس اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا ساتویں سے کم ہے۔ مسئلہ (۱۴) اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ آدمی شریک ہو گئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۵) قربانی کے لئے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور ملگیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کر لیں گے اور ساجھے میں قربانی کریں گے اس کے بعد کچھ اور لوگ اس گائے میں شریک ہو گئے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنے کی نہ تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی کو شریک کر لیا تو دیکھنا چاہئے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب ہے تو درست نہیں۔ مسئلہ (۱۶) اگر قربانی کا جانور کہیں گم ہو گیا اس لئے دوسرا خریدا پھر وہ پہلا بھی ملگیا اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے

ع۵ یعنی غریب کے لئے اپنی خریدی ہوئی گائے میں کسی کو شریک کرنا درست نہیں لیکن اگر کسی کو شریک کر لیا تو جسکو شریک کیا ہے اسکی قربانی ادا ہو جائیگی اور اس شریک کرنے کی وجہ سے دوسرے شریکوں کے حصوں میں بھی کوئی نقصان نہ آئیگا لیکن اس غریب کے ذمہ واجب ہے کہ جتنے حصے خریدنے کے بعد دوسروں کو دیئے ہیں انکا ضمان اس طرح ادا کرے کہ اگر ابھی قربانی کے دن باقی ہیں تو اتنے حصے قربانی کر دے اور اگر قربانی کے دن گذر گئے تو ان حصوں کی قیمت مساکین کو دیدے۔ ولکن لو اشرک فیہا ستۃ بعد ما اوجبہا لنفسہ لم یسعہ لانہ اوجبہا کلہا للہ تعالیٰ وان اشرک جاز ویضمن ستۃ اسباعہا وقیل فی الغنی انہ یتصدق بالثمن ۱۲ عالمگیری ص۳۰۴ ج۵

ھ۵ دونوں میں سے جس کو چاہے قربانی کر دے لیکن بہتر تفصیل یہ ہے کہ اگر پہلے جانور کی قربانی کرے تب تو خیر اور اگر دوسرے جانور کی قربانی کرے تو دیکھنا چاہئے کہ وہ قیمت میں پہلے جانور سے کم تو نہیں اگر کم ہو تو جتنے دام کم ہیں اتنے دام غریبوں کو خیرات کر دینا مستحب ہے ۱۲

ل۵ والاضحیۃ من الابل والبقر والغنم ۱۲ شرح البدایۃ ص۴۲۹ ج۴ اما جنسہ فہو ان یکون من الاجناس الثلثۃ الغنم او الابل او البقر ویدخل فی کل جنس نوعہ والذکر والانثی منہ والخصی والفحل والمعز نوع من الغنم والجاموس نوع من البقر ۱۲ عالمگیری ص۲۹۷ ج۵

م۵ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۲ باب ہذا ۱۲ منہ

ن۵ ولا یجوز بعیر واحد ولا بقرۃ واحدۃ عن اکثر من سبعۃ ویجوز ذلک عن سبعۃ او اقل من ذلک وہذا قول عامۃ العلماء ۱۲ عالمگیری ص۲۹۵ ج۵

ع۵ ولو اشتری بقرۃ یرید ان یضحی بہا ثم اشرک فیہا ستۃ یکرہ ... فیہا الا بکرہ وہذا اذا کان موسرا وان کان فقیرا معسرا فقد وجبت بالشراء فلا یجوز ان یشرک فیہا ۱۲ فتاوی ہندیہ ص۳۰۴ ج۵

ف۵ ولو ضلت او سرقت فاشتری اخری ثم ظہرت الاولی فی ایام النحر علی الموسر ذبح احدہما وعلی الفقیر ذبحہما ۱۲ ہدایہ ص۴۲۹ ج۴

اور اگر غریب[a] آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں جانوروں کی قربانی اس پر واجب ہوگی مسئلہ (۱۷) سات آدمی گائے میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں نہیں تو اگر کوئی حصہ زیادہ کم رہیگا تو سود[b] ہو جاویگا اور گناہ ہوگا البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ پائے اور کھال کو بھی شریک کر لیا تو جس طرف کلہ پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو درست ہے چاہے جتنا کم ہو جس طرف گوشت زیادہ تھا اس طرف کلہ پائے شریک کئے تو بھی سود ہو گیا اور گناہ ہوا مسئلہ (۱۸) بکری[۲] سال بھر سے کم کی درست نہیں جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں پورے دو برس ہو چکیں تب قربانی درست ہے اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے وقت چھ مہینے[c] کے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیے مسئلہ (۱۹) جو جانور[۳] اندھا ہو یا کانا ہو ایک آنکھ کی تہائی[۴] روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی دُم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو اس جانور کی قربانی درست نہیں مسئلہ (۲۰) جو جانور[۵] اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر کے چلتا ہے تو اسکی قربانی درست ہے مسئلہ (۲۱) اتنا دبلا[۶] بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ حرج نہیں اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔

---

[a] اس مسئلہ پر شبہ اور اس کا جواب صفحہ ۱۷ تتمۂ تالیۂ امداد الفتاوی میں موجود ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط جس میں مسئلہ ہذا کی تائید ہے ۱۲

[b] اور سود کا لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور جس طرف گوشت زیادہ گیا ہے اس کا کھانا بھی جائز نہیں ۱۲

[c] قولہ چھ مہینے الخ یعنی علماء کا اسی پر فتویٰ ہے لیکن مجھ کو در مختار کے اس جزئیہ ولا الثنی لا الیتہ لہا سے اس میں شبہ ہو گیا ناظرین بطور خود علماء سے تحقیق کر لیں ۱۲ (از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی)

[۱] تقسیم اللحم وزناً لا جزافاً الا اذا ضم من الاکارع او الجلد ۱۲ (در مختار) صفحہ ۲۳۲ ج ۲

[۲] وصح الجذع ذو ستة اشہر من الضأن ان کان بحیث لو خلط بالثنایا لا یمکن التمییز من بعد وصح الثنی فصاعداً من الثلثة والثنی ہو ابن خمس من الابل وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز ۱۲ (در مختار) صفحہ ۲۳۲ ج ۲

[۳] ولا تجوز العمیاء والعوراء البین عورہا ولو ذہب بعض ہذہ الاعضاء دون بعض فان کان ذہب الثلث او اقل جاز وان کان اکثر لا یجوز ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۹۸ ج ۵

[۴] وفی محمد فی الاصل فی الجامع الصغیر ان المانع ذہاب اکثر من الثلث وعنہ انہ الثلث وعنہ انہ الربع ۱۲ (شامی) صفحہ ۳۱۶ ج ۵

[۵] والعرجاء التی لا یمکنہا المشی برجلہا العرجاء انما تمشی بثلاث قوائم حتی لو کانت تضع الرابعة علی الارض وتستعین بہا جاز ۱۲ (شامی) صفحہ ۲۸۲ ج ۵

[۶] ولا تجزی العجفاء التی لا تنقی فان کانت مہزولة فیہا بعض الشحم جاز ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۹۸ ج ۵

[illegible]

مسئلہ(۲۲) جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ مسئلہ(۲۳) جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ مسئلہ(۲۴) جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔ مسئلہ(۲۵) خصی یعنی بدھیا بکرے اور مینڈھے کی بھی قربانی درست ہے۔ جس جانور کے خارشت ہو اس کی بھی قربانی درست ہے البتہ اگر خارشت کی وجہ سے بالکل لاغر ہو گیا ہو تو درست نہیں۔ مسئلہ(۲۶) اگر جانور قربانی کے لئے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر کے قربانی کرے۔ ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی جانور قربانی کر دے۔ مسئلہ(۲۷) قربانی کا گوشت آپ کھاوے اور اپنے رشتہ ناتے کے لوگوں کو دیدے اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مسئلہ(۲۸) قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کر دے اور یا بیچکر اس کی قیمت خیرات کر دے وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہٖ وہی پیسے خیرات کرنا چاہئے اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دیدیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جاویں گے۔ مسئلہ(۲۹) اس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں خیرات ہی کرنا چاہئے۔ مسئلہ(۳۰) اگر کھال کو اپنے کام میں لاوے جیسے

لا بمستہلک کخل ولحم ونحوہ کدراہم فان بیع اللحم او الجلد بہ ای بمستہلک تصدق بثمنہ ۱۲ درمختار ص۲۳۳ ج ۲

عہ اس مسئلہ کے متعلق استفسار اور اس کا جواب ص۹۰ تتمہ ثالثہ امداد الفتاوی میں ہے جس سے مسئلہ ہٰذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ ش

عہ اس مسئلہ پر شبہ اور اس کا جواب ص۹۰ تتمہ ثالثہ امداد الفتاوی میں درج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط جس سے مسئلہ ہٰذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ ش

ل ولا یضحی بالہتماء التی لا اسنان لہا ویکفی بقاء الاکثر وقیل ما تعلف بہ ۱۲ درمختار ص۲۳۲ ج ۲

ل ولا یضحی بالسکاء التی لا اذن لہا خلقۃ فلو لہا اذن صغیرۃ خلقۃ اجزأ ۱۲ درمختار ص۲۳۳ ج ۲

ل ویجوز بالجماء التی لا قرن لہا وکذا المکسورۃ القرن وان بلغ الکسر المشاش لا بکریۃ والمشاش رؤس العظام مثل الرکبتین والمرفقین ۱۲ (عالمگیری) ص۲۹۷ ج ۵

ل ویجوز ان یضحی بالخصی والجرباء ان کانت سمینۃ جاز وان کانت مہزولۃ لا تجوز ۱۲ (ہدایہ) ص۴۳۲ ج ۴

ل ولو اشتراہا سلیمۃ ثم تعیبت بعیب مانع فعلیہ اقامۃ غیرہا مقامہا ان کان غنیا وان کان فقیرا اجزاہ ذلک ۱۲ درمختار ص۲۳۳ ج ۲

ل ویاکل من لحم الاضحیۃ ویطعم الاغنیاء والفقراء ویدخر ویستحب ان لا ینقص الصدقۃ عن الثلث ۱۲ شرح الہدایۃ ص۴۳۵ ج ۴

ل و ش و ل ویتصدق بجلدہا او یعمل منہ نحو غربال وجراب وقربۃ وسفرۃ ودلو او یبدلہ بما ینتفع بہ باقیا کما مر

اس کی جھلی بنوالی یا مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳۱) کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دیوے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دیوے۔ مسئلہ (۳۲) قربانی کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے۔ مسئلہ (۳۳) کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔ مسئلہ (۳۴) کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گذر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دیوے اور اگر بکری خرید لی تھی تو وہی بکری بعینہٖ خیرات کر دے۔ مسئلہ (۳۵) جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کر دے نہ آپ کھاوے نہ امیروں کو دیوے جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑیگا۔ مسئلہ (۳۶) اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کے ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا کھلانا بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ مسئلہ (۳۷) لیکن اگر کوئی مردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جاوے اور اس کی وصیت پر اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳۸) اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے امر کے قربانی کر دی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدون اس کے امر کے تجویز کر لیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔ مسئلہ (۳۹) اگر کوئی جانور کسی کو حصہ پر دیا ہے تو یہ جانور اس پرورش کرنے والے کی ملک نہیں ہوا بلکہ اصل مالک کا ہی ہے اس لیے

عہ بامرہم جاز عن الکل وان فعل بغیر امرہم او بغیر امر بعضہم لاتجوز عنہ ولا عنہم ۱۲ (عالمگیری) صـ ۳۰۳ ج ۵ علہ دفع بقرۃ الی رجل علی ان یعلفہا وما یکون من اللبن والسمن بینہما انصافا فالاجارۃ فاسدۃ وعلی صاحب البقرۃ للرجل اجر قیامہ وقیمۃ علفہ ان اعلفہا من علف ہو ملکہ ۱۲ (عالمگیری) مصری ۲۶۷/۴ ۔ عہ اور یہ قربانی بھی قربانی ہی کے دنوں میں کرے لیکن اگر کسی جگہ کا یہ علاوہ ہو کہ صرف ذبح کرنے کو بھی قربانی کہتے ہوں اور اس منت ماننے والے کی نیت میں یہی مطلب ہو تو اس صورت میں قربانی کے دنوں کی قید نہیں ۱۲

عہ جس کو بعض جگہ چرائی پر دینا اور بعض جگہ ادھیارہ پر دینا بھی کہتے ہیں ۱۲ شبیر علی

علہ ولا یعطی اجر الجزار منہا لانہ کبیع واستفیدت من قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ (ہدایہ) ۱۲ (درمختار) صـ ۲۳۳/۴ علہ ویتصدق بجلدہا او کذا بجلالہا وقلائدہا ۱۲ (شامی) صـ ۲۷۴ ج ۵ علہ وفقیر شراہا لہا لوجوبہا علیہ بذلک اذ الشراء حتی یمتنع علیہ بیعہا ۱۲ (درمختار) صـ ۲۳۲ ج ۲ علہ ان الشاۃ المشتراۃ للاضحیۃ اذا لم یضح بہا حتی مضی الوقت یتصدق الموسر بعینہا حیۃ کالفقیر بلا خلاف ۱۲ (شامی) صـ ۲۶۷/۵ علہ وان اوجبت بالنذر فلا یاکل منہا شیئا ولا یطعم غنیا سواء کان الناذر غنیا او فقیرا ولو اکل فعلیہ قیمتہ ما اکل ۱۲ (شامی) صـ ۲۸۶/۵ علہ و علہ قال الصدر والمختار انہ ان بامر المیت لا یاکل منہا والا یاکل ۱۲ (شامی) صـ ۲۸۵/۵ لو ضحی عن میت وارثہ بامرہ لزمہ التصدق بہا وعدم الاکل منہا وان تبرع عنہ لہ الاکل ۱۲ (شامی) مصری صـ ۳۲۸/۵ علہ اذا ضحی بشاۃ نفسہ عن غیرہ بامر ذلک الغیر او بغیر امرہ لا تجوز ۱۲ (عالمگیری) مصری ۶/۵ علہ ان [illegible]

اگر کسی نے اس پالنے والی سے خرید کر قربانی کردی تو قربانی نہیں ہوئی اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے جس نے حصہ پر دیا ہے خرید لیں مسئلہ (۴۰) اگر ایک[1] جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا ہی فقراء و احباب کو تقسیم کرنا یا پکا کر کھانا کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے اگر تقسیم کریں گے تو اس میں برابری ضروری ہے مسئلہ (۴۱) قربانی[2] کی کھال کی قیمت کسی کو اجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے مسئلہ (۴۲) قربانی کا گوشت کافروں[3] کو دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دیا جاوے۔

مسئلہ (۴۳) اگر کوئی جانور گابھن[4] ہو تو اس کی قربانی جائز ہے پھر اگر بچہ بھی زندہ نکلے تو اسکو بھی ذبح کردی،

عقیقے کا بیان

مسئلہ (۱) جس[5] کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھدے اور عقیقہ کر دے عقیقہ کر دینے سے بچہ کی سب الابلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے مسئلہ (۲) عقیقہ[6] کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لیوے اور سر کے بال منڈا دیوے اور بالوں کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کردے اور لڑکے کے سر میں اگر دل چاہے زعفران لگا دیوے مسئلہ (۳) اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کر دے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے چاہے جب کرے وہ حساب سے ساتواں دن پڑیگا مسئلہ (۴) یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جاوے

مو ملطخ بزعفران ۱۲ ابوداؤد شریف، صفحہ ۳۶ و صفحہ ۳۹ ج ۲ - ویتصدق عند الائمۃ الثلاثۃ بزنۃ شعرہ فضۃ او ذھبا ثم یبق عند الحلق وہی شاۃ تصلح الاضحیۃ ۱۲ (شامی) صفحہ ۲۹۵ ج ۵ ۔ مسئلہ ظاہرۃ فان النص لم یبینہ وقال عطاء یبدأ بالحلق قبل الذبح ۱۲ (مقدمہ ابن رشد صفحہ ۳ ج ۲) عہ[5] قلت الخ المصرح حکم الذی وامثالہ کالذمی فی جوہرۃ الاحسان ۱۲ محشی

[1] وکذا یستفاد من رد المحتار انہ یجوز لہم ان لم یقسموا الاضحیۃ ویتصدقون بالاشتراک ولا یجوز لہم ان یقسموہا جزافا ۱۲ (شامی)

[2] فان باع الجلد او اللحم بالفلوس او الدراہم او الحنطۃ تصدق بثمنہ لان القربۃ انتقلت الیہ ۱۲ (جوہرہ نیرہ صفحہ ۲۶۵ ج ۲)

[3] ویہب منہا ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۳۰۰ ج ۵

[4] کان ولدت الاضحیۃ ولدا ذبحہ معہا ان اوجب تعین فیہا فسری الی ولدہا وکان اصحابنا یقولون لا یجب ذبح الولد ولو تصدق بہ جاز لان الحق لم یسر الیہ ولکنہ متعلق بہا فہو کجلدہا وخطامہا ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صفحہ ۲۵۳ ج ۲

[5] ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال کل غلام تذبح عنہ یوم سابعہ ویحلق ویسمی ۱۲ (ابوداؤد شریف) صفحہ ۳۶ ج ۲

[6] سئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن العقیقۃ وقال من ولد لہ ولد فاحب ان ینسک عنہ فلینسک عن الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریۃ شاۃ قال ابو بریدۃ کنا نذبح شاۃ ونحلق راسہ

اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اُسی وقت بکری ذبح ہو۔ یہ محض مہمل رسم ہے شریعت سے سب جائز ہے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا ذبح کرکے تب سر مونڈے بیوجہ ایسی باتیں تراش لینا بُرا ہے **مسئلہ (۵)** جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے **مسئلہ (۶)** عقیقہ کا گوشت چاہے کچّا تقسیم کرے چاہے پکا کرے بانٹے چاہے دعوت کرکے کھلادے سب درست ہے **مسئلہ (۷)** عقیقہ کا گوشت باپ دادا نانا نانی دادی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے **مسئلہ (۸)** کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں جائز ہے اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں

حج کا بیان

جس شخص کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گذران سے کھاتا پیتا چلا جاوے اور حج کرکے چلا آوے اس کے ذمّہ حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بڑی بزرگی آئی ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں اسی طرح عمرہ پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹّی لوہے کے میل کو دور کردیتی ہے اور جس کے ذمّہ حج فرض ہو

بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں رواہ مالک والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔

ف۴ جائز دونوں ہیں مگر عطاء نے فرمایا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ ذبح سے پہلے سر مونڈا جائے (ص۲ ج ۲ مقدمات ابن رشد مع مدونہ)

ف۵ اور عقیقہ میں ان باتوں کی رعایت بھی مستحب ہے کہ ایک ٹانگ یعنی ران کی طرف سے پیر تک پوری ٹانگ دائی کو اور ایک تہائی گوشت کچّا یا پکا خیرات کرے اور دو تہائی عزیزوں میں تقسیم کرے اگر چاہے ان دو حصوں میں سے خود بھی کھاوے اور بہتر ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں نہ توڑی جاویں اور سری حجام بال مونڈنے والے کو دیوے اور یہ سب باتیں واجب نہیں میں کہتا ہوں ۱۲

مگر چونکہ اکثر عوام ان باتوں کو ضروری سمجھنے لگے ہیں اس وجہ سے انکو بتلانے کیلئے کہ یہ باتیں ضروری نہیں کبھی کبھی اسکا خلاف بھی کرنا چاہئے ۱۲

ف۱ و ف۲ ذبح شاۃ تصلح للاضحیۃ تذبح للذکر والانثیٰ سواء فرق لحمہا نیا او طبخہ بحموضۃ او بدونہا مع کسر عظمہا او لا واتخاذ دعوۃ او لا ۱۲ (شامی) ص۲۹۳

ف۳ قال العلماء حکم العقیقۃ حکم الاضحیۃ ویجوز اکل لحمہا للام والاب والجد والجدۃ وغیرہم من اہل القرابۃ و ما اشتہر فی الناس من خلاف ما ذکرناہ فلا یوجد فی الشرع المتین وکذا قال الشیخ الکبیر الشہیر فی الآفاق مولانا الشاہ محمد اسحاق المحدث الدہلوی فی احکام العقیقۃ فی تکملۃ مالا بد منہ ۱۲

ف۴ قال حدثنی عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت بریدۃ یقول کنا فی الجاہلیۃ اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاۃ و لطخ راسہ بدمہا فلما جاء اللہ بالاسلام کنا نذبح شاۃ ونحلق راسہ ونلطخہ بزعفران ۱۲ (ابوداؤد شریف) ص۳۶ ج ۲

ف۵ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عمرہ دوسرے عمرہ تک ان کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور حج مقبول کا ۲

اور وہ نہ کرے اُس کے لئے بڑی دھمکی آئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف تک جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے خدا کو اس کی کچھ پرواہ نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حج کا ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱) عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اگر کئی حج کئے تو ایک فرض ہوا اور سب نفل ہیں اور ان کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ **مسئلہ (۲)** جوانی سے پہلے لڑکپن میں اگر کوئی حج کیا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے اگر مالدار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے اور جو حج لڑکپن میں کیا ہے وہ نفل ہے۔ **مسئلہ (۳)** اندھی پر حج فرض نہیں چاہے جتنی مالدار ہو۔ **مسئلہ (۴)** جب کسی پر حج فرض ہو گیا تو فوراً اسی سال حج کرنا واجب ہے بلا عذر دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر پڑی ہے پھر کسی سال حج کر لیں گے درست نہیں ہے پھر دو چار برس کے بعد بھی اگر حج کر لیا تو ادا ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔ **مسئلہ (۵)** حج کرنے کے لئے راستہ میں اپنے شوہر کا یا کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے بغیر اس کے حج کے لئے جانا درست نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر مکہ سے اتنی دور پر رہتی ہو کہ اس کے گھر سے مکہ تک تین منزل نہ ہو تو بے شوہر اور محرم کیساتھ ہوئے بھی جانا درست ہے۔ **مسئلہ (۶)** اگر وہ محرم نابالغ ہو یا ایسا بد دین ہو کہ ماں بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں تو اُس کے ساتھ جانا درست نہیں۔ **مسئلہ (۷)** جب کوئی محرم قابل اطمینان ساتھ جانے کے لئے ملجاوے، تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں ہے، اگر شوہر روکے بھی تو اس کی بات نہ مانے اور چلی جاوے۔ **مسئلہ (۸)** جو لڑکی ابھی جوان نہیں

ع اذا کان اقل فعلیہا ان تخرج للحج بغیر محرم ولا زوج ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صـ۱۵۲ ج ۱ ۷ ویعتبر فی حق المرأۃ ان یکون لہا محرم تحج بہ او زوج ولہا ان تخرج مع کل محرم الا ان یکون مجوسیا لانہ یعتقد اباحۃ مناکحتہا ولا عبرۃ بالصبی والمجنون لانہ لا تتأتی (ای لا تحصل) منہما الصیانۃ ۱۲ (ہدایہ) صـ۲۱۲ ج ۱ ۸ ثم اذا کان لہا محرم تخرج لحجۃ الفرض وان لم یأذن لہا زوجہا ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صـ۱۵۲ ج ۱، ۹ الصبیۃ التی تشتہی کالبالغۃ ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صـ۱۵۲ ج ۱ - وفی الہدایۃ والصبیۃ التی بلغت حد الشہوۃ بمنزلۃ البالغۃ حتی لا یسافر بہا من غیر محرم ۱۲ (ہدایہ) صـ۲۱۲ ج ۱ ؛

۲ و ۳
الحج واجب ای فرض محکم علی الاحرار البالغین احترازاً عن الصبیان لان العبادات موضوعۃ عنہم لانہم غیر مکلفین ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صـ۱۵۲ ج ۱ ولو اداہ لا یجب فی العمر الا مرۃ واحدۃ ولو ان الصبی اذا حج قبل البلوغ فلا یکون ذلک من حجۃ الاسلام ویکون تطوعاً ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صـ۲۱۵ ج ۱ ۴ و اختلفوا فی الاعمی فعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی لا یجب علیہ وان وجد قائداً ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صـ۱۵۳ ج ۱ ۵ وہل وجوبہ علی الفور ام علی التراخی فعند ابی یوسف علی الفور لانہ یختص بوقت خاص والموت فی سنۃ واحدۃ غیر نادر ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صـ۱۵۳ ج ۱ ۶ ولا یجوز لہا ان تحج بغیر ہما ای المحرم او الزوج اذا کان بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلثۃ ایام فصاعداً امام

ف یعنی اس سے فرض ادا نہ ہوگا یہ غرض نہیں ہے کہ ثواب بھی نہ ہوگا بلکہ نفل حج کا بہت بڑا ثواب ملیگا ۱۲ منہ

ہوئی لیکن جوانی کے قریب ہو چکی ہے اس کو بھی بغیر شرعی محرم کے جانا درست نہیں اور غیر محرم کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۹) جو محرم[1] اس کو حج کرانے کے لئے جاوے اُس کا سارا خرچ اسی پر واجب ہے کہ جو کچھ خرچ ہو دیوے۔ مسئلہ (۱۰) اگر ساری عمر[2] ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کرے تو حج نہ کرنیکا گناہ نہ ہوگا لیکن مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا۔ مرجانے کے بعد اس کے وارث اُسی کے مال میں سے کسی آدمی کو خرچ دیکر بھیجیں کہ وہ جا کر مُردہ کی طرف سے حج کر آوے اُس سے اُس کے ذمّہ کا حج اُتر جائیگا اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے حج بدل کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱۱) اگر کسی[3] کے ذمّہ حج فرض تھا اور اس نے سُستی سے دیر کردی پھر وہ اندھی ہوگئی یا ایسی بیمار ہوگئی کہ سفر کے قابل نہ رہی تو اس کو بھی حج بدل کی وصیت کر جانا چاہیے

مسئلہ (۱۲) اگر وہ[4] اتنا مال چھوڑ کر مری ہو کہ قرض وغیرہ دیکر تہائی مال میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں تب تو وارث پر اس کی وصیّت کا پورا کرنا اور حج بدل کرانا واجب ہے اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حج بدل نہیں ہو سکتا تو اس کا ولی[5] حج نہ کرادے۔ ہاں اگر ایسا کرے کہ تہائی مال مُردے کا دیوے اور جتنا زیادہ لگے وہ خود دیدے تو البتہ حج بدل کرا سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مُردے کا تہائی مال سے زیادہ نہ دیوے۔ ہاں اگر اس کے سب وارث بخوشی راضی ہو جاویں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیویں گے تم حج بدل کرادو تو تہائی مال سے زیادہ لگا دینا بھی درست ہے لیکن نابالغ وارثوں کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے اس لئے ان کا حصہ ہرگز نہ لیوے۔ مسئلہ (۱۳) اگر وہ[5] حج بدل کی وصیّت کر کے مرگئی لیکن مال کم تھا اسلئے تہائی مال میں حج بدل نہ ہو سکا اور تہائی سے زیادہ لگانے کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا اسلئے حج نہیں کرایا گیا تو اس بیچاری پر کوئی گناہ نہیں۔ مسئلہ (۱۴) سب[6] وصیتوں کا

---

[3] ویلغ ولا یجوز بما زاد علی الثلث الا ان یجیزہ الورثۃ یعنی بعد موتہ وہم اصحاء بالغون ملخصاً ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص ۳۴۶ ج ۲ و ص ۲۵۵ ج ۲

[5] مطلب یہ ہے کہ اس شہر سے نہ کرادے البتہ جس شہر سے اسقدر خرچ میں حج کو کوئی جا سکے وہاں سے بھیجدے مثلاً وہ مال جسمیں وصیت کی ہے اتنا ہے کہ جدہ سے آسمیں حج کو جانا ممکن ہے تو وہ روپیہ کسی حاجی کے ہاتھ جدہ بھیجدے[4] کہ وہاں سے کسی جانے والے کو تجویز کر لیا جاوے ۱۲

---

[1] ویجب علیہا نفقۃ المحرم وہو الصحیح لانہا لا تتوسل الی الحج الا بہ ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص ۱۵۱ ج ۱

[2] و [3] فیجب الایصاء ان منع مرض او خوف الطریق اولم یوجد زوج ولا محرم ۱۲ (کشف الاستار) علی الدر ص ۱۶۱

[4] حتی انہ اذا مات قبل ان یحج یجب الایصاء بہ وہو الصحیح ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص ۱۵۴ ج ۱ من علیہ الحج اذا مات قبل ادائہ فان مات عن غیر وصیۃ یاثم بلا خلاف وان احب الوارث ان یحج عنہ حج وارجو ان یجزیہ ذلک ان شاء اللہ تعالی کذا ذکر ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وان مات عن وصیۃ لا یسقط الحج عنہ و اذا حج عنہ یجوز عندنا باستجماع شرائط الجواز وہی نیۃ الحج و یحج عنہ من ثلث مالہ سواء قید الوصیۃ بالثلث بان اوصی بان یحج عنہ بثلث مالہ او اطلق بان اوصی بان یحج عنہ ہکذا فی البدائع ۱۲ (عالمگیری) ص ۲۶۵ ج ۱

[5] و [6] ومن اوصی بحجۃ الاسلام احجوا عنہ رجلاً من بلدہ یحج راکباً وہذا اذا کان الثلث یتسع لذلک ان کان ثلث مالہ لا یفی بذلک حج عنہ من حیث[3]

یہی حکم ہے سو اگر کسی کے ذمے بہت روزے یا نمازیں قضا باقی تھیں یا زکوٰۃ باقی تھی اور وصیت کر کے مرگئی تو فقط تہائی مال سے یہ سب کچھ کیا جاویگا۔ تہائی سے زیادہ بغیر وارثوں کی دلی رضامندی کے لگانا جائز نہیں ہے اور اس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے۔

مسئلہ (۱۵) بغیر وصیت[1] کئے اس کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں ہے ہاں اگر سب وارث خوشی سے منظور کرلیں تو جائز ہے اور انشاء اللہ حج فرض ادا ہو جائیگا مگر نابالغ کی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۱۶) اگر یہ عورت[2] عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷) جس[3] کے پاس مکہ کی آمد و رفت کے لائق خرچ ہو اور مدینہ کا خرچ نہ ہو اس کے ذمہ حج فرض ہو گا بعضے آدمی سمجھتے ہیں کہ جب تک مدینہ کا بھی خرچ نہ ہو جانا فرض نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے۔ مسئلہ (۱۸) احرام[4] میں عورت کو منہ ڈھانکنے میں منہ سے کپڑا لگانا درست نہیں آجکل اس کام کے لئے ایک جالیدار پنکھا بکتا ہے اس کو چہرہ پر باندھ لیا جاوے اور آنکھوں کے روبرو جالی رہے اس پر برقع پڑا رہے یہ درست ہے۔

مسئلہ (۱۹) باقی مسائل حج کے بدون حج کئے نہ سمجھ میں آسکتے ہیں نہ یاد رہ سکتے ہیں اور جب حج کو جاتے ہیں وہاں معلم لوگ سب بتلا دیتے ہیں اس لئے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی اسی طرح عمرہ کی ترکیب بھی وہاں جا کر معلوم ہو جاتی ہے۔

زیارت مدینہ کا بیان

اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی کی زیارت سے برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[5] ہے کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملیگی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص خالی حج کرے اور میری زیارت کو نہ آوے اس نے میرے ساتھ بڑی

---

[1] لانہ تبرع بالمال عن الميت فلا يجوز الا باذن الورثة وهم كبار لان هذا شان التبرع بالمال فالظاهر تقييده مع الاذن هنا بذلك تأمل ۱۲ (شامی) ص ۲۲۳ ج ۲

[2] فليس لها ان تخرج الى الحج بغير محرم ولا زوج الا ان تكون معتدة فلا تخرج حتى تنقضي عدتها ۱۲ (الجوهرة) ص ۱۵۴ ج ۱

[3] الحج هو زيارة مكان مخصوص اى الكعبة وعرفة فرض مرة على الفور على مسلم حر مكلف ذى زاد وراحلة فضلا عما لا بد منه وفضلا عن نفقة عياله ممن تلزمه نفقته الى حين عوده ۱۲ (شرح التنوير) ص ۱۵۹ و ص ۱۶۱ وتفسيره بملك الزاد والراحلة ان يكون له مال فاضل عن حاجته وهو ما سوى مسكنه ولبسه وخدمه واثاث بيته قدر ما يبلغه الى مكة ذاهبا وجائيا راكبا لا ماشيا وسوى ما يقضى به ديونه ويمسك لنفقة عياله ومرمة مسكنه ونحوه الى وقت انصرافه ۱۲ (عالمگیریہ) وفتح

[4] اما المرأة فلها ان تلبس ما شاءت من المخيط والخفين الا انها لا تغطي وجهها ۱۲ (جوهرہ) لان احرام المرأة في وجهها كما ان احرام الرجل في رأسه فلا يجوز تغطيته [illegible] لا مساسها بل يجعل على وجهها شيئا لا يمس وجهها ويستره او تجافي عنه [illegible] والمراد بكشف الوجه عدم مماسة شئ له (كتاب غنية الناسك) ص ۹۰ ۱۲ طبع مصر

[5] وقال صلى الله عليه وسلم من زارني بعد مماتي فكانما زارني في حياتي

بے مروّتی کی اور اُس مسجد کے حق میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں ایک نماز پڑھے اسکو پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب کرے اور نیک کاموں کی توفیق عطا فرماوے آمین یا رب العالمین۔

منّت ماننے کا بیان

مسئلہ (۱) کسی کام پر عبادت کی بات کی کوئی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کیواسطے منّت مانی تھی تو اب منّت کا پورا کرنا واجب ہے، اگر منّت پوری نہ کریگی تو بہت گناہ ہوگا لیکن اگر کوئی واہیات منّت ہو جسکا شرع میں کچھ اعتبار نہیں تو اُسکا پورا کرنا واجب نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ (۲) کسی نے کہا یا اللہ اگر میرا فلانا کام ہوجاوے تو پانچ روزے رکھونگی تو جب کام ہوجاویگا پانچ روزے رکھنے پڑینگے اور اگر کام نہیں ہوا تو نہ رکھنا پڑینگے اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ پانچ روزے رکھونگی تو اختیار ہے چاہے پانچوں روزے ایک دم سے لگاتار رکھے اور چاہے ایک ایک دو دو کر کے پورے پانچ کر لے دونوں باتیں درست ہیں اور اگر نذر کرتے وقت یہ کہدیا کہ پانچوں روزے لگاتار رکھونگی یا دل میں یہ نیت تھی تو سب ایک دم سے رکھنے پڑینگے اگر بیچ میں ایک آدھ چھوٹ جاوے تو پھر سے رکھے۔ مسئلہ (۳) اگر یوں کہا کہ جمعہ کا روزہ رکھونگی یا محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھونگی تو خاص جمعہ کو روزہ رکھنا واجب نہیں اور محرم کی خاص اُنہی تاریخوں میں روزہ رکھنا واجب نہیں جب چاہے دس روزے رکھ لے لیکن دسوں لگاتار رکھنا پڑینگے چاہے محرم میں رکھے چاہے کسی اور مہینے میں سب جائز ہے اسی طرح اگر یہ کہا اگر آج میرا یہ کام ہوجاوے تو کل ہی روزہ رکھونگی جب بھی اختیار ہے جب چاہے رکھے۔ مسئلہ (۴) کسی نے نذر کرتے وقت یوں کہا محرم کے مہینے کے روزے رکھونگی تو محرم کے

ع اس سے مراد مسجد نبوی ہے ۱۲ ع بشرطیکہ وہ عبادت ایسی جنس سے ہو جسکا کرنا کسی وقت میں فرض یا واجب ہوتا ہے ۱۲

سلہ فی روایۃ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصلاتہ فی مسجدی بخمسین الف صلوۃ الحدیث ابن ماجہ ص۱۰۲

ص۲۳ سلہ من نذر نذرا مطلقا فعلیہ الوفاء لقولہ علیہ السلام من نذر وسماہ فعلیہ الوفاء ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۲۲ ج۲

سلہ ومن نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ واجب ای فرض وهو عبادۃ مقصودۃ ووجد شرط المعلق بہ لزم الناذر کصوم وصلوۃ وصدقۃ ووقف واعتکاف ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسہ فرض کعیادۃ مریض وتشییع جنازۃ ۱۲ (شرح التنویر) ص۹۳ ج۲

سلہ ولو قال علی ان اصوم یومین او ثلثۃ او عشرۃ لزمہ ذلک ویصوم وقتا یؤدی فیہ فان شاء فرق وان شاء تابع الا ان ینوی التتابع عند النذر فحینئذ یلزمہ متتابعا فان نوی فیہ التتابع وافطر یوما فیہ او حاضت المرأۃ فی مدۃ الصوم استأنفت کذا فی السراج الوہاج ۱۲ (عالمگیری) ص۲ ج۲

سلہ لو عین شہرا للاعتکاف او صوم فعجل قبلہ عنہ صح ۱۲

لزوم استقبال لانہ معین ۱۲ (در مختار ص۱۹۹)

پورے مہینہ کے روزے لگاتار رکھنا پڑینگے اگر بیچ میں کسی وجہ سے دس پانچ روزے چھوٹ جاویں تو اس کے بدلے اتنے روزے اور رکھ لے سارے روزے نہ دُہراوے اور یہ بھی اختیار ہے کہ محرم کے مہینہ میں نہ رکھے کسی اور مہینہ میں رکھے لیکن سب لگاتار رکھے مسئلہ (۵) کسی[۱] نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز ملجاوے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھونگی۔ تو اسکے ملجانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑیگی چاہے ایکدم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی سب اختیار ہے۔ اور اگر چار رکعت کی منت مانی[ع] تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنا ہونگی الگ الگ دُودُو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہوگی مسئلہ (۶) کسی[۲] نے ایک رکعت پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑینگی اگر تین کی منت کی تو پوری چار اگر پانچ کی منت کی تو پوری چھ رکعتیں پڑھے اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے مسئلہ (۷) یوں[۳] منت مانی کہ دس[۱] روپیے خیرات کرونگی یا ایک روپیہ خیرات کرونگی۔ تو جتنا کہا ہے اتنا خیرات کرے۔ اگر یوں کہا پچاس روپیہ خیرات کرونگی اور اُسکے پاس اسوقت فقط دس[۱] ہی روپیے کی کائنات ہے تو دس ہی روپیے دینا پڑینگے۔ البتہ اگر دس[۱] روپیے کے سوا کچھ مال اسباب بھی ہے تو اس کی قیمت[۲] بھی لگالیویں گے اسکی مثال یہ سمجھو کہ دس[۱] روپیے نقد ہیں اور پندرہ روپیے کا مال اسباب ہے یہ سب پچیس[۱] روپیہ ہوئے تو فقط پچیس[۲] روپیے خیرات کرنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں مسئلہ (۸) اگر یوں[۴] منت مانی کہ دس مسکین کھلاؤنگی تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤنگی تب تو اسی طرح کھلاوے اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقتہ دس مسکین کھلاوے اور اگر کچا اناج دیوے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ اتنا اتنا ہر ایک کو دونگی تو اسی قدر دیوے اور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اتنا دیوے جتنا ہم نے صدقہ فطر میں بیان کیا ہے مسئلہ (۹) اگر یوں[۵] کہا ایک روپیہ کی روٹی فقیروں[۱] کو بانٹونگی تو اختیار ہے چاہے ایک روپیہ کی روٹی دیوے چاہے ایک روپیہ کی کوئی اور

ف[۱] اس صورت میں الردس کی تخصیص مراد نہیں ہے بلکہ مقصود دس آدمیوں کی خوراک ہے تو دس آدمیوں کی خوراک ایک آدمی کو بھی دے سکتی ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

ع یعنی چاروں رکعتوں کو ایک ہی سلام سے پڑھنے کی منت مانی ۱۲ نقیر دہلوی

[۱] ولو نذر ان یصلی تسلیمۃ فصلاها بتسلیمتین لا یخرج عن النذر بخلاف عکسہ ۱۲ (شامی) صـ ۶۷ ج ۱

[۲] ولو قال للّٰہ علی ان اصلی نصف رکعۃ او رکعۃ یلزمہ رکعتان وہذا قول ابی یوسف رحمہ اللّٰہ تعالی وہو المختار ولو قال ثلث رکعات یلزمہ اربع رکعات ۱۲ (عالمگیری) صـ ۲۲۲ ج ۱

[۳] نذر ان یتصدق بالف من مالہ وہو یملک دونہا لزمہ ما یملک منہا فقط ہو المختار لا ونیاہ یملک لم یصح النذر فی الملک ولا مضافا الی سببہ فلم یصح ۱۲ (شرح التنویر) صـ ۲۹ ج ۱ وان کان عندہ عروض او خادم یساوی المنذور باع وتصدق وان کان یساوی عشرۃ یتصدق بعشرۃ وان لم یکن لہ شئی لا شئی علیہ ۱۲ (شامی) صـ ۹۵ ج ۳

[۴] قال فی الینابیع اذا قال للّٰہ علی ان اطعم عشرۃ مساکین ولم ینو شیئا لزمہ اطعام عشرۃ مساکین لکل مسکین نصف صاع ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صـ ۲۷۲ ج ۲

[۵] نذر ان یتصدق بعشرۃ دراہم من الخبز یتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدق بثمنہ

چیز یا ایک روپیہ نقد دیدے۔ مسئلہ (۱۰) کسی نے یوں کہا دس روپے خیرات کروں گی ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ پھر دسوں روپے ایک ہی فقیر کو دیدے تو بھی جائز ہے۔ ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ دینا واجب نہیں۔ اگر دس روپے بیس فقیروں کو دیدے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں کہا دس روپے دس فقیروں پر خیرات کروں گی تو بھی اختیار ہے چاہے دس کو دیوے چاہے کم زیادہ کو
مسئلہ (۱۱) اگر یوں کہا دس نمازی کھلاؤں گی یا دس حافظ کھلاؤں گی تو دس فقیر کھلادے چاہے وہ نمازی اور حافظ ہوں یا نہ ہوں مسئلہ (۱۲) کسی نے یوں کہا کہ مکہ میں دس روپے خیرات کروں گی تو مکہ میں خیرات کرنا واجب نہیں جہاں چاہے خیرات کرے۔ یا یوں کہا تھا جمعہ کے دن خیرات کروں گی فلانے فقیر کو دوں گی تو جمعہ کے دن خیرات کرنا اور اسی فقیر کو دینا ضروری نہیں اسی طرح اگر روپیہ مقرر کر کے کہا کہ یہی روپے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوں گی تو بعینہ وہی روپے دینا واجب نہیں چاہے وہ دیوے یا اتنا ہی اور دیدے مسئلہ (۱۳) اسی طرح اگر منت مانی کہ جمعہ مسجد میں نماز پڑھوں گی یا مکہ میں نماز پڑھوں گی تو بھی اختیار ہے جہاں چاہے پڑھے۔
مسئلہ (۱۴) کسی نے کہا اگر میرا بھائی اچھا ہو جاوے تو ایک بکری ذبح کروں گی یا یوں کہا ایک بکری کا گوشت خیرات کروں گی تو منت ہو گئی اگر یوں کہا کہ قربانی کروں گی تو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا چاہئے اور دونوں صورتوں میں اسکا گوشت فقیروں کے سوا اور کسی کو دینا اور خود کھانا درست نہیں جتنا خود کھاوے یا امیروں کو دیدے اتنا پھر خیرات کرنا پڑیگا مسئلہ (۱۵) ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کر دے مسئلہ (۱۶) یوں منت مانی تھی کہ جب میرا بھائی آوے تو دس روپے خیرات کروں گی پھر آنے کی خبر پاکر اس کے آنے سے پہلے ہی روپے خیرات کر دیئے تو منت پوری نہیں ہوئی آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔
مسئلہ (۱۷) اگر ایسے کام کے ہونے پر منت مانی جسکے ہونیکو چاہتی اور تمنا کرتی ہو کہ یہ کام ہو جاوے

بخلاف نذر المعلق فانہ لایجوز تعجیلہ قبل وجود الشرط ۱۲ درمختار ص۲۰۲ ج۲ ۵۵ فان علقہ بشرط یریدہ کان قدم غائبی او شفی مریضی یوفی وجوبا ان وجد الشرط وان علقہ بالم یریدہ کان زنیت بفلانۃ مثلا فحنث وفی بنذرہ او کفر لیمینہ علی المذہب ۱۲ (درمختار) ص۹۴ ج۲
۵۵ اس صورت میں اگر قربانی کرنے سے مطلق ذبح کرنا مراد ہو تو پھر بقرعید کے زمانہ کی تخصیص نہ ہوگی واللہ اعلم بالصواب ۱۲ تصحیح الاغلاط

ملہ تا سلہ و لو نذر التصدق بکذا و الشعر مقدار غیر لما تقربۃ ان النذر غیر المعلق لا یختص بشئی خلت دکما لا یتعین الفقیر لا یتعین ... فی الخانیۃ ان زوجت بنتی فالف درہم من مالی صدقۃ لکل مسکین درہم فزوج ودفع الالف الی مسکین جملۃ جاز ۱۲ (شامی) ص۹۵ ج۲ ۱۲ ولو نذر رکعتین فی المسجد الحرام فادا ہما فی اقل شرفا ۱۲ او فیما لا شرف لہ اجزاہ ۱۲ (شامی) ص۹۶ ج۲ ۵۵ ولو قال ان برئت من مرضی ہذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحہا فبریٔ لا یلزمہ شئی الا اذا زاد واتصدق بلحمہا ولو اکل من غیرہا من بقیۃ الہدایا کالکفارات کلہا والنذر عدوہی لا حصا ضمن ما اکل ۱۲ (شامی) ص۳۹ ج۳ وص۳۲۲ ج۲ ان نذر الاضحیۃ صح ... ینصرف الی شاۃ اخری غیر الواجبۃ علیہ ابتداء الا اذا قصد الاخبار عن الواجب علیہ کان فی ایامہا ۱۲ (شامی) ص۲۶۴ ج۲ طبع مصر ۵۵ ولو قال للّٰہ علی ان اذبح جزورا واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز ۱۲ (شامی) ص۳۹۶ ج۳ (عالمگیری) ص۳۳ ج۲ مصری ۵۵ م

جیسے یوں کہا اگر میں اچھی ہو جاؤں تو ایسا کروں۔ اگر میرا بھائی خیریت سے آجاوے تو ایسا کروں۔ اگر میرا باپ مقدمہ سے بری ہو جاوے یا نوکر ہو جاوے تو ایسا کروں۔ تو جب وہ کام ہو جاوے منت پوری کرے۔ اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں۔ یا یہ کہا اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک روپیہ خیرات کروں پھر اس سے بولے یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے چاہے قسم کا کفارہ دیدے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک روپیہ خیرات کرے۔ مسئلہ (۱۸) یہ منت مانی کہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھونگی یا ہزار مرتبہ کلمہ پڑھونگی تو منت ہو گئی اور پڑھنا واجب ہو گیا۔ اور اگر کہا ہزار دفعہ سبحان اللہ پڑھونگی یا ہزار دفعہ لاحول پڑھونگی تو منت نہیں ہوئی اور پڑھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۹) منت مانی دس کلام مجید ختم کرونگی یا ایک پارہ پڑھونگی تو منت ہو گئی۔ مسئلہ (۲۰) یہ منت مانی کہ اگر فلانا کام ہو جاوے تو مولود پڑھواؤنگی تو منت نہیں ہوئی یا یہ منت کی کہ فلانی بات ہو جاوے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں۔ یہ منت بھی نہیں ہوئی یا شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ مانا۔ یا سہ منی یا سید کبیر کی گائے مانی۔ یا مسجد میں گلگلے چڑھانے اور اللہ میاں کے طاق بھرنے کی منت مانی یا بڑے پیر کی گیارھویں کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں ہوئی اسکا پورا کرنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۱) مولی مشکلکشا کا روزہ۔ آس بی بی کا کونڈا یہ سب واہیات خرافات ہے اور مشکلکشا کا روزہ ماننا شرک ہے۔ مسئلہ (۲۲) یہ منت مانی کہ فلانی مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اسکو بنوادونگی یا فلانا پل بندھوادونگی تو یہ منت بھی صحیح نہیں ہے اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں ہوا۔ مسئلہ (۲۳) اگر یوں کہا کہ میرا بھائی اچھا ہو جاوے تو ناچ کراؤنگی یا باجہ بجاؤنگی تو یہ منت گناہ ہے اچھا ہونے کے بعد ایسا کرنا جائز نہیں۔ مسئلہ (۲۴) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے منت ماننا مثلاً یوں کہنا اے بڑے پیر اگر میرا کام ہو جاوے تو میں تمہاری یہ بات کرونگی یا قبروں اور مزاروں پر جانا یا جہاں جن رہتے ہوں وہاں جانا۔ اور درخواست کرنا حرام اور

ف یوں ہی آس بی بی کا کونڈا ماننا بھی شرک ہے ۱۲ (تصحیح الاغلاط)

ف ولو نذران یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل یوم کذا لزمہ لان من جنسہ فرضا وہو الصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام مرۃ واستقی العمر ولو نذران یقول دعاء کذا فی دبر کل صلوٰۃ عشر مرات لم یصح النذر ۱۲ شامی ص۹ ج۳

ف ولو قال ان اقرأ القران ان فعلت کذا یلزمہ شئ الا قلت ہو مشکل فان القراءۃ عبادۃ مقصودۃ ومن جنسہا واجب ۱۲ شامی ص۹ ج۳

ف و ف اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم کان یقول یا سیدی فلان ان رد غائبی او عوفیت او قضیت حاجتی فلک من الذہب او الفضۃ او من الطعام او الشمع او الزیت کذا باطل وحرام لوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لایملک ومنہا ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ فاعتقادہ ذلک کفر واقبح منہ النذر لقراءۃ المولود فی المنابر مع اشتمالہ

علی الغناء واللعب وایہاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ شامی ص۱۶۵ ج۳ ف ولا یلزم الناذر مالیس من جنسہ فرض کعیادۃ المریض وتشییع جنازۃ ودخول

شرک ہے بلکہ اس سنت کی چیز کا کھانا بھی حرام ہے اور قبروں پر جانے کی عورتوں کے لئے حدیث میں ممانعت آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری بات ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے جہاں تک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہئے۔

مسئلہ (۲) جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور یوں کہا اللہ کی قسم۔ خدا کی قسم۔ خدا کی عزت و جلال کی قسم۔ خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم۔ تو قسم ہو گئی اب اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خدا کا نام نہیں لیا فقط اتنا کہدیا میں قسم کھاتی ہوں کہ فلاں کام نہ کرونگی تب بھی قسم ہو گئی۔

مسئلہ (۳) اگر یوں کہا خدا گواہ ہے۔ خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کے کہتی ہوں تب بھی قسم ہو گئی۔ مسئلہ (۴) قرآن کی قسم۔ کلام اللہ کی قسم۔ کلام مجید کی قسم کھا کر کوئی بات کہی تو قسم ہو گئی۔ اور اگر کلام مجید کو ہاتھ میں لیکر یا اس پر ہاتھ رکھکر کوئی بات کہی لیکن قسم نہیں کھائی تو قسم نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۵) یوں کہا اگر فلانا کام کروں تو بے ایمان ہو کر مروں مرتے وقت ایمان نہ نصیب ہو بے ایمان ہو جاؤں۔ یا اس طرح کہا اگر فلانا کام کروں تو میں مسلمان نہیں تو قسم ہو گئی اس کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑیگا اور ایمان نہ جاویگا۔ مسئلہ (۶) اگر فلانا کام کروں تو ہاتھ ٹوٹیں۔ دیدے پھوٹیں۔ کوڑھی ہو جائے بدن پھوٹ نکلے خدا کا غضب ٹوٹے۔ آسمان پھٹ پڑے۔ دانے دانے کی محتاج ہو جائے

---

۱۲ او وضع یدہ علیہ وقال وحق ہذا فہو یمین ولا سیما فی زماننا وعند الثلثۃ المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین ۱۲ (در مختار) بتغیر ص ۲۹۱ ج ۱ ۔ ۵ والقسم ایضاً بقولہ ان فعل کذا فہو یہودی او نصرانی او کافر فیکفر بحنثہ لو فی المستقبل اما الماضی عالما بخلافہ فغموس ۱۲ (در مختار) ص ۲۹۱ ج ۱ ۔ ۵ وان فعلہ فعلیہ غضبہ او سخطہ او لعنۃ اللہ او ہو زان او سارق او شارب خمر او آکل ربوا لا یکون قسما لعدم التعارف ۱۲ (در مختار) ص ۲۹۲ ج ۱ ۔

۵ لیکن فقہاء نے ایسی قسم سے روکا ہے ۱۲ ۵ مگر ایسی قسم سے نہایت بچنا چاہئے اللہ ہرگز ایسی قسم نہ کھانی چاہئے ۱۲ تصحیح الاغلاط ۔

ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھا ہے یعنی المرقاۃ قیل بلا کلام قبل الترخیص فلما رخص دخل فی الرخصۃ الرجال والنساء وقیل بل نہی ثابت لما فی ذلک من الجزع وکثرۃ ... اھ مرقاۃ مصری

اور مرقاۃ میں ہی یہ حکم رخصت سے پہلے کا ہے جب آپ نے اجازت دیدی تو اس میں مرد اور عورت سب داخل ہیں اور بعض نے فرمایا کہ عورتوں کو اب بھی زیارت ممنوع ہے کیونکہ وہ صبر نہیں کر سکتیں اور زبان سے جزع فزع کرنے لگتی ہیں ۱۲ مرقاۃ مصری

۵ تا ۵ والیمین باللہ تعالیٰ او باسم من اسمائہ کالرحمن والرحیم ان تعظیم اسم اللہ تعالیٰ واجب ... او بصفۃ من صفات ذاتہ کقولہ وعزۃ اللہ وجلالہ وکبریائہ ... وان قال اقسم او اقسم باللہ او اشہد او اشہد باللہ فہو حالف ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص ۲۴۵ ج ۲ ۔

۵ وان قال اقسم او اقسم باللہ او احلف او احلف باللہ او اشہد او اشہد باللہ فہو حالف ۱۲ (قدوری) ص ۲۹ ۵

ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا اما الحلف بکلام اللہ فیدور مع العرف وقال العینی وعندی ان المصحف ...

خدا کی مار پڑے۔ خدا کی پھٹکار پڑے۔ اگر فلانا کام کروں تو سُور کھاؤں۔ مرتے وقت کلمہ نہ نصیب ہو۔ قیامت کے دن خدا و رسول کے سامنے زرد رُو ہوں۔ ان باتوں سے قسم نہیں ہوتی اس کے خلاف کرنے سے کفارہ نہ دینا پڑیگا۔

مسئلہ (۷) خدا[1] کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے رسول اللہ کی قسم کعبہ کی قسم۔ اپنی آنکھوں کی قسم۔ اپنی جوانی کی قسم۔ اپنے ہاتھ پیروں کی قسم۔ اپنے باپ کی قسم۔ اپنے بچے کی قسم۔ اپنے پیاروں کی قسم۔ تمہارے سر کی قسم۔ تمہاری جان کی قسم تمہاری قسم۔ اپنی قسم۔ اس طرح قسم کھائے پھر اسکے خلاف کرے تو کفارہ نہ دینا پڑیگا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اسکی بڑی ممانعت آئی ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر اور کسی کی قسم کھانا شرک کی بات ہے اس سے بہت بچنا چاہیے۔

مسئلہ (۸) کسی[2] نے کہا تیرے گھر کا کھانا مجھ پر حرام ہے یا یوں کہا فلانی چیز میں نے اپنے اوپر حرام کر لی تو اس کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوئی لیکن یہ قسم ہو گئی اب اگر کھاوے گی تو کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۹) کسی[3] دوسرے کی قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے کسی نے تم سے کہا تمہیں قسم بخدا یہ کام ضرور کرو تو یہ قسم نہیں ہوئی اسکے خلاف کرنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰) قسم[4] کھا کر اسکے ساتھ ہی انشاء اللہ کا لفظ کہہ دیا جیسے کوئی اسطرح کہے خدا کی قسم فلانا کام انشاء اللہ نہ کرونگی تو قسم نہیں ہوئی۔

مسئلہ (۱۱) جو[5] بات ہو چکی ہے اس پر جھوٹی قسم کھانا بڑا گناہ ہے جیسے کسی نے نماز نہیں پڑھی اور جب کسی نے پوچھا تو کہہ دیا خدا کی قسم میں نماز پڑھ چکی یا کسی سے گلاس ٹوٹ گیا اور جب پوچھا گیا تو کہہ دیا خدا کی قسم میں نے نہیں توڑا۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو اسکے گناہ کی کوئی حد نہیں اور اسکا کوئی کفارہ نہیں۔ بس دن رات اللہ سے توبہ استغفار کرکے

م الیمین یأثم بہا صاحبہا ولا کفارۃ فیہا الا التوبۃ والاستغفار والیمین المنعقدۃ ہی ان یحلف علی الامر المستقبل ان یفعلہ اولا یفعلہ فاذا حنث فی ذلک لزمتہ الکفارۃ ویمین اللغو ہو ان یحلف علی امر ماض وہو یظن بانہ کما قال والامر بخلافہ فہذہ الیمین نرجو ان لا یؤاخذ اللہ تعالیٰ بہا صاحبہا ۱۲ قدوری صفحہ ۱۹۵ و ۱۹۶ ۔ [6] اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ مرنا تو ایمان کے ساتھ ہو مگر مرتے وقت زبان سے کلمہ نہ نکلے حالانکہ مرتے وقت کلمہ کا نکلنا ایک عمدہ بات ہے اور اگر کہیں یہ رواج ہو کہ اس عبارت سے

یہ مراد لیتے ہوں کہ مرتے وقت ایمان جاتا رہے تو اس کا وہ حکم ہوگا جو اس سے پہلے مسئلہ میں مذکور ہے یعنی قسم ہو گئی اور خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑیگا ۱۲ بہشتی

[1] ومن حلف بغیر اللہ لم یکن حالفا کالنبی صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن والکعبۃ لقولہ علیہ السلام من کان منکم حالفا فلیحلف باللہ او لیذر ۱۲ (جوہرہ نیرہ) بزیادہ صفحہ ۲۵۰ ج ۲

[2] لو قال لمسلم اکلہ فی منزلک فہو علی حرام ففی القیاس لا یحنث اذا اکلہ وفی الاستحسان یحنث والناس یریدون بہذا ان اکلہ حرام وعلی ہذا یجب فی التی قبلہا ان یحنث اذا اکلہ ۱۲ (شامی) صفحہ ۸۶ ج ۳ و من حرم شیئا ثم فعلہ کفر ۱۲ (در مختار) صفحہ ۹۵ ج ۳

[3] واللہ لا تقوم فقام لا یحنث والظاہر ان الامر مثل النہی فاذا قال باللہ اضرب زیدا الیوم لا یحنث بعدم ضربہ ۱۲ (در و شامی) صفحہ ۱۹ ج ۳

[4] ومن حلف یمینا وقال ان شاء اللہ متصلا بیمینہ فلا حنث علیہ سواء کان الاستثناء مقدما او مؤخرا العدان یکون موصولا ۱۲ جوہرہ نیرہ صفحہ ۲۷ ج ۲

[5] الایمان علی ثلثۃ اضرب یمین غموس ویمین منعقدۃ ویمین لغو فیمین الغموس ہی الحلف علی امر ماض یتعمد الکذب فیہ فہذہ

اپنا گناہ معاف کراوے۔ سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا اگر غلطی اور دہوکہ میں جھوٹی قسم کھالی جیسے کسی نے کہا خدا کی قسم ابھی فلانا آدمی نہیں آیا اور اپنے دل میں یقین کیساتھ یہی سمجھتی ہے کہ سچی قسم کھا رہی ہوں پھر معلوم ہوا کہ اس وقت آگیا تھا تو یہ معاف ہے اسمیں گناہ نہ ہوگا اور کچھ کفارہ بھی نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۲) اگر ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہوگی جیسے کوئی کہے خدا کی قسم آج پانی برسے گا۔ خدا کی قسم آج میرا بھائی آویگا۔ پھر وہ نہیں آیا اور پانی نہیں برسا تو کفارہ دینا پڑیگا۔ مسئلہ (۱۳) کسی نے قسم کھائی خدا قسم آج قرآن ضرور پڑھونگی۔ تو اب قرآن پڑھنا واجب ہوگیا نہ پڑھیگی تو گناہ ہوگا۔ اور کفارہ دینا پڑیگا اور کسی نے قسم کھائی خدا قسم آج فلانا کام نہ کرونگی تو اب وہ کام کرنا درست نہیں اگر کریگی تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑیگا۔ مسئلہ (۱۴) کسی نے گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ خدا قسم آج فلانے کی چیز چرالاونگی خدا قسم آج نماز نہ پڑھونگی خدا قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہ بولونگی تو ایسے وقت قسم کا توڑ دینا واجب ہے توڑ کے کفارہ دیدے نہیں تو گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۵) کسی نے قسم کھائی کہ آج میں فلانی چیز نہ کھاؤنگی پھر بھولے سے کھالی اور قسم یاد نہ رہی یا کسی نے زبردستی منھ چیر کر کھلا دی تب بھی کفارہ دیوے۔ مسئلہ (۱۶) غصہ میں قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی ایک کوڑی نہ دونگی پھر ایک پیسہ یا ایک روپیہ دیدیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دیوے۔

قسم کے کفارے کا بیان

مسئلہ (۱) اگر کسی نے قسم توڑ ڈالی تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقتہ کھانا کھلا دیوے یا کچا اناج دیدے اور ہر فقیر کو انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر گیہوں دینا چاہیے بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر دیدے اور اگر جَو دیوے تو اسکے دونے دیوے باقی اور سب ترکیب فقیر کھلانے کی وہی ہے جو روزے کے کفارے میں بیان ہو چکی یا دس فقیروں کو کپڑا پہنا دیوے ہر فقیر کو اتنا بڑا کپڑا دیوے جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جاوے جیسے چادر

لہ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۱۱) باب ہذا ۱۲ منہ

لہ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۱۱) باب ہذا ۱۲ منہ

لہ ومن حلف علی معصیۃ مثل ان لا یصلی اولا یکلم اباہ اولیقتلن فلانا ینبغی ان یحنث نفسہ ویکفر عن یمینہ ۱۲ (شرح الہدایۃ) صفحہ ۱۳۲ ج ۲

لہ ومن فعل المحلوف علیہ عامدا او ناسیا او مکرہا فہو سواء ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صفحہ ۲۵۷ ج ۲،

لہ والعامد فی الیمین والناسی والمکرہ سواء لقولہ علیہ السلام ثلث جدہن جد وہزلہن جد الطلاق والعتاق والیمین ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صفحہ ۲۵۷ ج ۲،

لہ وکفارۃ الیمین عتق رقبۃ یجزئ فیہا ما یجزئ فی الظہار وان شاء کسا عشرۃ مساکین لکل واحد ثوبا فما زاد وادناہ ما یجزئ فیہ الصلوۃ واما السراویل فالصحیح انہ لا یجزئ لانہ لابد من ثوب یستر عورتہ وسائر بدنہ وان شاء اطعم عشرۃ مساکین ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صفحہ ۲۶۰،۲۵۹ ج ۲

لہ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۱) صفحہ ۳ حصہ ہذا ۱۲

یا بڑا لنبا کرتہ دیدیا تو کفارہ ادا ہو گیا لیکن وہ کپڑا بہت پرانا نہ ہونا چاہئے۔ اگر ہر فقیر کو فقط ایک ایک لنگی یا فقط ایک ایک پاجامہ دیدیا تو کفارہ ادا نہیں ہوا۔ اور اگر لنگی کے ساتھ کرتہ بھی ہو تو ادا ہو گیا۔ ان دونوں باتوں میں اختیار ہے چاہے کپڑا دیوے اور چاہے کھانا کھلاوے ہر طرح کفارہ ادا ہو گیا۔ اور یہ حکم جو بیان ہوا ہے کہ مرد کو کپڑا دیوے۔ اور اگر کسی غریب عورت کو کپڑا دیا تو اتنا بڑا کپڑا ہونا چاہئے کہ سارا بدن ڈھک جاوے اور اس سے نماز پڑھ سکے اس سے کم ہوگا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲) اگر کوئی ایسی غریب ہو کہ نہ تو کھانا کھلا سکتی ہے اور نہ کپڑا دے سکتی ہے تو لگاتار تین روزے رکھے اگر الگ الگ کر کے تین روزے پورے کر لئے تو کفارہ ادا نہیں ہوا تینوں لگاتار رکھنا چاہئے۔ اگر دو روزے رکھنے کے بعد بیچ میں کسی عذر سے ایک روزہ چھوٹ گیا تو اب پھر سے تینوں رکھے۔ مسئلہ (۳) قسم توڑنے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا اسکے بعد قسم توڑی تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ اب قسم توڑنے کے بعد پھر کفارہ دینا چاہئے اور جو کچھ فقیروں کو دے چکی ہے اسکو پھیر لینا درست نہیں۔ مسئلہ (۴) کسی نے کئی دفعہ قسم کھائی جیسے ایک دفعہ کہا خدا قسم فلانا کام نہ کرونگی۔ اسکے بعد پھر کہا خدا قسم فلانا کام نہ کرونگی اسی دن یا اُس کے دوسرے تیسرے دن غرض اسی طرح کئی مرتبہ کہا یا یوں کہا خدا کی قسم، اللہ کی قسم۔ کلام اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کرونگی پھر وہ قسم توڑ دی تو اُن سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دیدے۔ مسئلہ (۵) کسی کے ذمہ قسموں کے بہت کفارے جمع ہو گئے تو بقول مشہور ہر ایک کا جدا کفارہ دینا چاہئے زندگی میں نہ دے تو مرتے وقت وصیت کر جانا واجب ہے۔
مسئلہ (۶) کفارہ میں انہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

گھر میں جانے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) کسی نے قسم کھائی کبھی تیرے گھر نہ جاؤنگی پھر اسکے دروازہ کی دہلیز پر کھڑی ہوگئی یا دروازے کے چھجے کے نیچے کھڑی ہوگئی اندر نہیں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر دروازے کے

---

۱ و ادناہ ما یجوز فیہ الصلوٰۃ ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صفحہ ۲۶۱ ج ۲
۲ فان لم یقدر علی احد ھذہ الاشیاء الثلاثۃ صام ثلثۃ ایام متتابعات ۱۲ (قدوری) صفحہ ۲۰۰
۳ فان قدم الکفارۃ علی الحنث لم یجزہ ۱۲ (قدوری) صفحہ ۲۰۰
۴ و ۵ ولو قال واللہ والرحمٰن لا افعل کذا فعلیہ الکفارتان فی قولہم کذا فی فتاویٰ قاضیخان اذا حلف الرجل علی امر لا یفعلہ ابدا ثم حلف فی ذلک المجلس او مجلس آخر لا افعلہ ابدا ثم فعلہ کانت علیہ کفارۃ یمینین و ھذا اذا نوی یمینا اخری او نوی التغلیظ او لم تکن لہ نیۃ و اذا نوی بالکلام الثانی الیمین الاولیٰ علیہ کفارۃ واحدۃ ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۶۴۹ ج ۲
و تتعدد الکفارۃ لتعدد الیمین والمجلس والمجالس سواء فلو قال عنیت بالثانی الاول ففی حلفہ باللہ لا یقبل و بحجۃ او عمرۃ یقبل ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۲۹۸ ج ۱
۶ ولا یجوز صرف الکفارۃ الی من لا یجوز دفع زکوٰۃ الیہ ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ۲۶۱ ج ۲
۷ لا یحنث بدخول الکعبۃ والمسجد والبیعۃ والکنیسۃ والدہلیز والظلۃ التی علی الباب اذا لم یصلحا للبیتوتۃ فی حلفہ لا یدخل بیتا ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۲۹۶ ج ۱

اندر چلی گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲) کسی[۵۱] نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤنگی پھر جب[۵۲] گھر گر کر بالکل کھنڈر ہو گیا تب اسمیں گئی تو بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر بالکل میدان ہو گیا زمین برابر ہو گئی اور گھر کا نشان بالکل مٹ گیا یا اس کا کھیت بنگیا یا مسجد بنائی گئی یا باغ بنا لیا گیا تب اسمیں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳) قسم[۵۳] کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤنگی پھر جب وہ گر گیا اور پھر سے بنوا لیا گیا تب اسمیں گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴) کسی[۵۴] نے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ جاؤنگی پھر کوٹھا پھاندکر آئی اور چھت پر کھڑی ہو گئی تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ نیچے نہ اُترے۔

مسئلہ (۵) کسی[۵۵] نے گھر میں بیٹھے ہوئے قسم کھائی کہ اب یہاں کبھی نہ آؤنگی اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھی رہی تو قسم نہیں ٹوٹی چاہے جے دن وہیں بیٹھی رہے جب باہر جاکر پھر آویگی تب قسم ٹوٹیگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنونگی یہ کہکر فوراً اُتار ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں اُتارا کچھ دیر پہنے رہی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۶) قسم[۵۶] کھائی کہ اس گھر میں نہ رہونگی اسکے بعد فوراً اس گھر سے اسباب اٹھا لیجانا بندوبست کرنا شروع کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر فوراً نہیں شروع کیا کچھ دیر ٹھیر گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷) قسم[۵۷] کھائی کہ اب تیرے گھر میں قدم نہ رکھونگی تو مطلب یہ ہے کہ نہ آؤنگی اگر میانے پر سوار ہو کر آئی اور گھر میں اسی میلنے پر بیٹھی رہی قدم زمین پر نہیں رکھے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۸) کسی[۵۸] نے قسم کھا کر کہا تیرے گھر کبھی نہ کبھی ضرور آؤنگی پھر آنیکا اتفاق نہیں ہوا تو جبتک زندہ ہے قسم نہیں ٹوٹی مرتے وقت قسم ٹوٹ جاویگی اسکو چاہیئے کہ اُسوقت وصیت کر جاوے کہ میرے مال میں سے قسم کا کفارہ دیدینا۔ مسئلہ (۹) قسم[۵۹] کھائی کہ فلانے کے گھر نہ جاؤنگی تو جس گھر میں وہ رہتی ہو وہاں نہ جانا چاہیے چاہے خود اسی کا گھر ہو یا کرایہ پر رہتی ہو یا مانگ لیا ہو اور بے کرایہ دیئے رہتی ہو۔ مسئلہ (۱۰) قسم[۶۰] کھائی کہ تیرے یہاں کبھی نہ آؤنگی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھے گود میں لیکر وہاں پہنچا دے اسلیئے اُسنے گود میں لیکر پہنچا دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ البتہ اگر اس نے نہیں کہا بغیر اس کے کہے کسی نے اسکو لاد کے وہاں پہنچا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر قسم کھائی

۵۱ و ۵۲ ومن حلف لا یدخل دارا فدخل دارا خرابا لم یحنث ومن حلف لا یدخل ہذہ الدار فدخلہا بعد ما انہدمت وصارت صحراء حنث ١٢ (قدوری صہ ۲۱۰) وفی الصدقی لا یدخل دارا لم یحنث بدخولہا خربۃ لا بناء بہا اصلا وفی ہذہ الدار یحنث وان صارت صحراء او بنیت دارا اخری بعد الانہدام لان الدار اسم للعرصۃ والبناء وصف وان جعلت بعد الانہدام بستانا او مسجدا او حماما او بیتا او غلب علیہا الماء فصارت نہرا لا یحنث ١٢ (شرح التنویر صہ ۲۹۶ ج ۱) ۵۳ والواقف علی السطح داخل ای یحنث فی حلفہ لا یدخل ١٢ (شرح التنویر) صہ ۲۹۶ ج ۱ وفی الہدایۃ ومن حلف لا یدخل ہذہ الدار فوقف علی سطحہا حنث ١٢ (ہدایہ صہ ۴۶۳ ج ۲) ۵۴ وان حلف لا یدخل ہذہ الدار وہو فیہا لم یحنث بالقعود حتی یخرج ثم یدخل لان الدخول لا دوام لہ ومن حلف لا یلبس ثوبا وہو لابسہ فنزعہ فی الحال لم یحنث وان لبس ساعۃ حنث ١٢ (الجوہرۃ صہ

۲۶۳ ج ۲ ۵۵ ولو حلف لا یرکب ہذہ الدابۃ وہو راکبہا او لا یلبس ہذا الثوب وہو لابسہ او لا یسکن ہذہ الدار وہو ساکنہا فمکث ساعۃ حنث ولو نزل او نزع الثوب او اخذ فی النقلۃ من ساعۃ لم یحنث ١٢ (شامی) صہ ۱۴۰ ج ۳ ۵۶ حلف لا یضع قدمہ فی دار فلان حنث بدخولہا مطلقا ولو حافیا او راکبا ١٢ (درمختار صہ ۲۹۸ ج ۱ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۵۹ ملاحظہ ہو)

کہ اس گھر سے کبھی نہ نکلونگی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھ کو لاد کر نکال لیچل اور وہ لیگیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بے کہے کوئی لاد لیگیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

کھانے پینے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگی پھر وہی دودھ جما کر دہی بنالیا تو اسکے کھانے سے قسم نہ ٹوٹیگی۔ مسئلہ (۲) بکری کا بچہ پلا ہوا تھا اس پر قسم کھائی اور کہا کہ اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤنگی پھر وہ بڑھ کر پوری بکری ہوگئی تب اسکا گوشت کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۳) قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگی پھر مچھلی کھائی یا کلیجی یا اوجھڑی کھائی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۴) قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہ کھاؤنگی پھر انکو پسوا کر روٹی کھائی یا اُسکے ستو کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر خود گیہوں ابال کر کھلئے یا بھنوا کر چبائے تو قسم ٹوٹ گئی ہاں اگر یہ مطلب لیا ہو کہ اسکے آٹے کی کوئی چیز بھی نہ کھاؤنگی تو ہر چیز کے کھانے سے قسم ٹوٹ جاویگی مسئلہ (۵) اگر یہ قسم کھائی کہ یہ آٹا نہ کھاؤنگی تو اس کی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر اس کا لپٹا یا حلوا یا کچھ اور پکا کر کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر ویسا ہی کچا آٹا پھانک گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۶) قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگی تو اس دیس میں جن چیزوں کی روٹی کھائی جاتی ہے نہ کھانا چاہیے نہیں تو قسم ٹوٹ جاویگی۔ مسئلہ (۷) قسم کھائی کہ سری نہ کھاؤنگی

---

۴ سکے ومن حلف لا یأکل من ہذہ الحنطۃ فاکل من خبزہا لم یحنث عند ابی حنیفۃ وانما یحنث اذا قضمہا لان لہا حقیقۃ مستعملۃ فانہا تقلی وتغلی وتؤکل تضماً والحقیقۃ مقدمۃ علی المجاز وعندہما یحنث اذا اکلہا خبزاً او قضماً وہو الصحیح لعموم المجاز ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۲۶۵ ج۲ ۵ے وان حلف لا یأکل من ہذا الدقیق فاکل من خبزہ حنث لان العادۃ اکلہ ہکذا ولیس لہ حقیقۃ تعرف غیر ذلک وہذا اذا لم یکن لہ نیۃ فان نوی ان یأکلہ بعینہ لم یحنث اذا اکل من خبزہ ولو استفہ کما ہو لم یحنث ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۲۶۶ ج۲ ،
۶ے ومن حلف ان لا یأکل الخبز فیمینہ علی ما یعتادہ اہل البلد اکلہ خبزاً ۱۲ (قدوری) ص۲۰۲ ۷ے ان حلف ان لا یأکل رأساً فان نوی الرؤس کلہا من السمک والغنم وغیرہما فای ذلک اکل حنث وان لم یکن لہ نیۃ فہو علی الغنم والبقر خاصۃ فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وقال ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ الیمین الیوم علی رؤس الغنم کذا فی البدائع وہذا اختلاف عصر وزمان لان العرف فی زمنہ فیہما وفی زمنہما فی الغنم خاصۃ وفی زماننا یفتی علی حسب العادۃ کذا فی الہدایۃ ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص۴۹ ج۲ ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۸) لے ومن حلف لا یأتین البصرۃ فلم یأت حتی مات حنث فی آخر جزء من اجزاء حیوتہ ۱۲ (قدوری) ص۲۰۱ ، ۸ے حلف لا یدخل دار فلان یراد بہ نسبۃ السکنیٰ الیہ عرفاً او تبعاً او باعارۃ باعتبار عموم المجاز حنث بدخولہا مطلقاً ۱۲ (در مختار) ص۲۹۰ ج۲ ۹ے وحنث فی لا یخرج من المسجد لو حمل واخرج مختاراً بامرہ وبدونہ بان حمل مکرہاً لا یحنث ولو راضیاً بالخروج فی الاصح ۱۲ (شرح التنویر) ص۲۹۰ ج۲ ۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) لے اذا حلف لا یأکل من ہذا اللبن فاکل من جبن صنع منہ او مصل او شیراز المصل الماء و الشیراز الجباجۃ ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۲۶۶ ج۲ ۲ے اذا حلف لا یأکل لحم ہذا الحمل فصار کبشاً فاکلہ حنث ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۲۶۶ ج۲ ۳ے لا حنث فی حلفہ لا یأکل لحماً باکل مرقہ او سمک ولو حلف لا یأکل لحماً فاکل شیئاً من البطون کالکبد والطحال یحنث فی عرف الکوفۃ وفی عرفنا لا یحنث ۱۲ (شامی) ص۱۲۵ ج۳ ۔

توچڑیا۔ بٹیر۔ مرغ وغیرہ چڑیوں کا سر کھانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اگر بکری یا گائے کی سری کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۸) قسم کھائی کہ میوہ نہ کھاؤنگی تو انار۔ سیب۔ انگور۔ چھوارا۔ بادام۔ اخروٹ۔ کشمش۔ منقے۔ کھجور۔ کھانے سے قسم ٹوٹ جاویگی۔ اور اگر خربوزہ۔ تربوز۔ ککڑی۔ کھیرا۔ آم کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔ [ملہ]

نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ فلانی عورت سے نہ بولونگی پھر جب وہ سوتی تھی اسوقت سوتے میں اُس سے کچھ کہا اور اس کی آواز سے وہ جاگ پڑی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ بغیر ماں کی اجازت کے فلانی سے نہ بولونگی پھر ماں نے اجازت دیدی لیکن اجازت کی خبر ابھی اس کو نہیں ملی تھی کہ اس سے بولدی اور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ ماں نے اجازت دیدی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۳) قسم کھائی کہ اس لڑکی سے کبھی نہ بولونگی پھر جب وہ جوان ہوگئی یا بڑھیا ہوگئی تب بولی تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴) قسم کھائی کہ کبھی تیرا مُنھ نہ دیکھونگی تیری صورت نہ دیکھونگی تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کرونگی میل جول نہ رکھونگی۔ اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

بیچنے اور مول لینے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ فلانی چیز میں نہ خریدونگی پھر کسی سے کہدیا کہ تم مجھے خرید دو اسنے مول لے دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ میں اپنی فلانی چیز نہ بیچونگی پھر خود

م حنث ہذا عندہما وقال ابو یوسف لایحنث ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ۲۶۹ ج ۲ ملہ اذا حلف ان لایکلم ہذا الشاب فکلمہ بعدما صار شیخا حنث ۱۲ (قدوری) صفحہ ۲۰۱ ملہ رجل قال ان رأیت فلانا فلم اضربہ فراٰہ من قدر میل او اکثر قال محمد رحمہ اللہ لایحنث لانہ لم یرہ حلف لاینظر الی وجہ فلانہ فنظر الیہا فی النقاب قال محمد رحمہ اللہ لایحنث مالم یکن الاکثر من الوجہ مکشوفا ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ۲۴۵ ج ۲ ولانہ کنایۃ عن قطع التعلقات فلایحنث ان راہ من بعید لان مبنی الایمان علی التعارف ولم یوجد ہنا ۱۲

ملہ: لو حلف لایاکل جوزا فاکل منہ رطبا او یابسا حنث وکذلک اللوز والفستق والتین واشباہ ذلک ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ۶۷ ج ۲ وان حلف لایاکل رطبا فاکل بسرا مذنبا حنث عند ابی حنیفۃ ووافقہ محمد فی ذلک ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ۲۶۶ ج ۲ قال (ای محمد فی الجامع الصغیر) وان حلف لایاکل فاکہۃ فاکل عنبا او رمانا او رطبا او قثاء او خیارا لم یحنث وان اکل تفاحا او بطیخا او مشمشا حنث وہذا عند ابی حنیفۃ رحمہ وقال ابو یوسف ومحمد حنث فی العنب والرطب والرمان ایضا والاصل ان الفاکہۃ اسم لما یتفکہ بہ قبل الطعام وبعدہ ای یتنعم بہ زیادۃ علی المعتاد (ای علی الغذاء الاصلی) ۱۲ (ہدایہ) صفحہ ۴۷۴ ج ۲ ملہ وان حلف لایکلم فلانا فکلمہ وہو بحیث یسمع الا انہ نائم حنث لانہ قد کلمہ ووصل الی سمعہ الا انہ لم یفہم لنومہ کما لو کلمہ وہو غافل ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ۲۶۶ ج ۲ ملہ وان حلف لایکلمہ الا باذنہ فاذن لہ ولم یعلم باذنہ حتی کلمہ م

ملہ ومن حلف ان لایبیع اولایشتری اولایؤاجر فوکل من فعل ذلک لم یحنث ۱۲ (القدوری) صفحہ ۲۰۳ الا ان ینوی ذلک او یکون الحالف ذا سلطان الا ان یتولی العقد بنفسہ ۱۲ (ہدایہ) صفحہ ۴۷۰ ج ۲

ملہ اس قسم کے تمام مسائل کو دیکھنا ہو تو ہمارا حاشیہ بہشتی زیور دیکھو جس میں بیان ہوا ہے نقیر دہلوی

نہیں بیچا دوسرے سے کہا کہ تم بیچ دو اس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح کرایہ پر لینے کا حکم ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں یہ مکان کرایہ پر نہ لونگی پھر کسی دوسرے کے ذریعہ سے کرایہ پر لیلیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود یہ کام کرونگی نہ کسی دوسرے کے ذریعہ سے کراؤنگی تو دوسرے آدمی کے کر دینے سے بھی قسم ٹوٹ جاویگی۔ غرض جو مطلب ہوگا اسی کے موافق سب حکم لگائے جاوینگے یا یہ کہ قسم کھانیوالی عورت پردہ نشین یا امیرزادی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں بیچتی نہیں خریدتی تو اس صورت میں اگر یہ کام دوسرے سے کہہ کر کرالئے تب بھی قسم ٹوٹ جاویگی (۲) مسئلہ قسم کھائی کہ میں اپنے اس لڑکے کو نہ مارونگی پھر کسی اور سے کہکر پٹوا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان

(۱) مسئلہ کسی نے یوں قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھونگی پھر روزہ کی نیت کرلی تو دم بھر گذرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی پورے دن گذرنے کا انتظار نہ کرینگے۔ اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑدیگی تب بھی قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑیگا اور اگر یوں کہا کہ ایک روزہ بھی نہ رکھونگی تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹیگی جبتک پورا دن نہ گذرے اور روزہ کھولنے کا وقت نہ آوے تب تک قسم نہ ٹوٹیگی اگر وقت آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

(۲) مسئلہ قسم کھائی کہ میں نماز نہ پڑھونگی پھر پشیمان ہوئی اور نماز پڑھنے کھڑی ہوئی تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اسی وقت قسم ٹوٹ گئی اور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی اگر ایک رکعت پڑھکر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ اور یاد رکھو کہ ایسی قسمیں کھانا بڑا گناہ ہے۔ اگر ایسی بیوقوفی ہوگئی تو اس کو فوراً توڑ ڈالے اور کفارہ دے۔

کپڑے وغیرہ کی قسم کھانے کا بیان

(۱) مسئلہ قسم کھائی کہ اس قالین پر نہ لیٹونگی پھر قالین بچھا کر اس کے اوپر چادر لگائی اور لیٹی تو قسم

سلہ وفی الهداية اذا حلف لایضرب ولدہ فامر انسانا فضربہ لم یحنث لان منفعۃ ضرب الولد عائدۃ الی الولد وہو التادیب والتثقیف فلم ینسب فعلہ الی الآمر ۱۲ (الجوہرۃ) صـ۲۷۰ ج ۲ سلہ ولو حلف لایصوم ثم نوی لہا وصفا حنث کذا فی الجامع الکبیر ۱۲ (عالمگیری) وفی الهداية ومن حلف لایصوم فنوی الصوم وصام ساعۃ ثم افطر من یومہ حنث ولو حلف لایصوم یوما او صوما فصام ساعۃ ثم افطر لایحنث لانہ یراد بہ الصوم التام المعتبر شرعا وذلک بانتہائہ الی آخر الیوم ۱۲ (ہدایہ صـ۴۸۲ ج ۲) سلہ ولو حلف لایصلی فقام وقرأ ورکع لم یحنث وان سجد مع ذلک ثم قطع حنث کذا فی الهداية ۱۲ (فتاوی ہندیہ صـ۳۳ ج ۲) سلہ وان حلف لاینام علی فراش فنام علیہ وفوقہ قرام حنث فان جعل فوقہ فراشا آخر لم یحنث ہذا اذا حلف لایجلس علی ہذا الفراش وانما لایحنث لان مثل الشئ لایکون تبعا لہ وہذا قول محمد رحمہ اللہ وہو الصحیح ۱۲ (الجوہرۃ) صـ۲۷ ج ۲ +

ٹوٹ گئی اور اگر اس قالین کے اوپر ایک اور قالین یا کوئی دری بچھالی اسکے اوپر بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھونگی پھر زمین پر بوریا یا کپڑا یا چٹائی ٹاٹ وغیرہ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اپنا دوپٹہ جو اوڑھے ہوئی ہے اسی کا آنچل بچھا کے بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی البتہ اگر دوپٹہ اتار کر بچھالیا تب بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۳) قسم کھائی کہ اس چارپائی یا اس تخت پر نہ بیٹھونگی پھر اس پر دری یا قالین وغیرہ کچھ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ اگر اس چارپائی کے اوپر ایک اور چارپائی بچھائی اور تخت کے اوپر ایک اور تخت بچھالیا پھر اوپر والی چارپائی اور تخت پر بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۴) اگر قسم کھائی کہ فلانی کو کبھی نہ نہلاؤنگی پھر اس کے مرجانے کے بعد نہلایا تو قسم ٹوٹ گئی مسئلہ (۵) شوہر نے قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی نہ مارونگا پھر غصہ میں زور سے چوٹیا پکڑ کے گھسیٹا یا گلا گھونٹ دیا یا زور سے کاٹ کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور جو دل لگی اور پیار میں کاٹا تو قسم نہیں ٹوٹی مسئلہ (۶) قسم کھائی کہ فلانی کو ضرور مارونگی اور وہ اس کہنے سے پہلے ہی مرچکی ہے تو اگر اسکا مرنا معلوم نہ تھا اسوجہ سے قسم کھائی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر جان بوجھ کے قسم کھائی تو قسم کھاتے ہی قسم ٹوٹ گئی مسئلہ (۷) اگر کسی نے کسی بات کے کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا خدا قسم انار ضرور کھاؤنگی تو عمر بھر میں ایک دفعہ کھالینا کافی ہے اور اگر کسی بات کے نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا خدا قسم انار نہ کھاؤنگی تو ہمیشہ کے لئے چھوڑنا پڑے گا۔ جب کبھی کھاوگی تو قسم ٹوٹ جاویگی ہاں اگر ایسا ہوا کہ گھر میں انار۔ انگور وغیرہ آئے اور خاص ان اناروں کے لئے کہا کہ نہ کھاؤنگی تو یہ اور بات ہے وہ نہ کھاوے اسکے سوا اور منگا کر کھاوے تو کچھ حرج نہیں۔

دین سے پھر جانے کا بیان

مسئلہ (۱) اگر خدانخواستہ کوئی اپنے ایمان اور دین سے پھر گئی تو تین دن کی مہلت

ـه یکن عالما بموتہ لایحنث عند ابی حنیفہ و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص۳۵ ج۲ ۶ و اذا حلف لا یفعل کذا ترکہ ابدا و ان حلف لیفعلن کذا ففعلہ مرۃ واحدۃ بر فی یمینہ لان المقصود ایجاد الفعل وقد وجد و انما یحنث بوقوع الیأس منہ وذلک بموتہ او بفوت محل الفعل ۱۲ (الجوہرۃ) ص۲۷ ج۲ ۷ فاذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ عرض علیہ الاسلام فان کانت لہ

سلہ ومن حلف لا یجلس علی الارض فجلس علی بساط او حصیر لم یحنث لانہ لا یسمّٰی جالسا علی الارض بخلاف ما اذا حال بینہ و بینہا لباس لانہ تبع لہ فلا یعتبر حائلا ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۲۷۱ ج۲
ـــہ ومن حلف لا یجلس علی سریر ای علی ہذا السریر فجلس ای سریر فوقہ بساط او حصیر حنث لانہ یعد جالسا علیہ ومعنی قولہ علی سریر ای علی ہذا السریر ولہذا قال بعد ذلک فجعل فوقہ سریرا آخر اذ لا یتصور آخر من غیر ان یسبقہ مثلہ ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص۲۷۱ ج۲
ـــہ وان قال ان غسلتک فعبدی حر فغسلہ بعد موتہ حنث ۱۲ (الجوہرۃ) ص۲۶۹
ـــہ رجل حلف ان لا یضرب امرأتہ فقرصہا او عضہا او خنقہا او مد شعرہا فاوجعہا حنث فی یمینہ قالوا ہذا اذا لم یکن فی الملاعبۃ وان کان الملاعبۃ لا یحنث وہو الصحیح ۱۲ (عالمگیری) ص۳۱ ج۲
ـــہ ولو قال ان لم اقتل فلانا فامرأتہ طالق وفلان میت وہو عالم بہ ینعقد یمینہ لتصور البر فیحنث للحال للعجز عادۃ کمسئلۃ صعود السماء وان لم ۱۲ (عالمگیری) ص۲۶ ج۲ ولا تقتل المرتدۃ بل تحبس حتی تسلم ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص۲۸۰ ج۲

[illegible]

دیجاویگی اور جو اس کو شبہ پڑا ہو اس شبہ کا جواب دیدیا جاویگا۔ اگر اتنی مدت میں مسلمان ہو گئی تو خیر نہیں تو ہمیشہ کے لئے قید کر دینگے جب توبہ کریگی تب چھوڑیں گے مسئلہ (۲) جب[۲] کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں اور عبادت اس نے کی تھی سب کارت گئی نکاح ٹوٹ گیا۔ اگر فرض حج کر چکی ہے تو وہ بھی ٹوٹ گیا۔ اب اگر توبہ کر کے پھر مسلمان ہوئی تو اپنا نکاح پھر سے پڑھوا دے اور پھر دوسرا[۵] حج کرے مسئلہ (۳) اسی[۲] طرح اگر کسی کا میاں توبہ توبہ بیدین ہو جاوے تو بھی نکاح جاتا رہا۔ اب وہ جبتک توبہ کر کے پھر سے نکاح نہ کرے عورت اس سے کچھ واسطہ نہ رکھے۔ اگر کوئی معاملہ میاں بی بی کا سا ہوا تو عورت کو بھی گناہ ہوگا اور اگر وہ زبردستی کرے تو اس کو سب سے ظاہر کر دے شرماوے نہیں۔ دین کی بات میں کیا شرم مسئلہ (۴) جب[۳] کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے جیسے کسی نے کہا کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلانا کام کر دے اس کا جواب دیا ہاں نہیں ہے تو اس کہنے سے کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۵) کسی[۴] نے کہا اٹھو نماز پڑھو جواب دیا کون اٹھک[۴] بیٹھک کرے یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کون بھوکا مرے یا کہا روزہ[۵] وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے۔ مسئلہ (۶) اس[۶] کو گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا خدا سے نہیں ڈرتی جواب دیا ہاں نہیں ڈرتی تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۷) کسی[۷] کو برا کام کرتے دیکھ کر کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے جو ایسی بات کرتی ہے جواب دیا ہاں نہیں ہوں تو کافر ہو گئی اگر ہنسی میں کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے مسئلہ (۸) کسی[۸] نے نماز پڑھنا شروع کی اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی اس لئے کہا کہ "یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے" تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۹) کسی[۹] کافر کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی اس لئے تمنا کر کے کہا ہم بھی کافر ہوتے تو

---

[۲] و[۳] ویبطل منہ اتفاقاً ما یعتمد لملۃ وہی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشہادۃ والارث وما ادی منہا فیہ یبطل ولا یقضی من العبادات الا الحج لانہ بالردۃ صار کالکافر الاصلی فاذا اسلم وہو غنی فعلیہ الحج فقط ۱۲ (در مختار صفحہ ۳۵۹ وصفحہ ۳۶۰ ج ۲)

[۴] من ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف ۱۲ (در مختار صفحہ ۳۵۵ ج ۲)

[۴] اذا قیل لرجل صل فقال ملتبان بودکہ نماز کند وکار بر خویشتن دراز کند او قال تو نماز کردی چہ بر سر آوردی فہذا کلہ کفر ۱۲ (عالمگیری، مصری صفحہ ۲۶۸ ج ۲)

[۵] ولو قال عند مجیئ شہر رمضان آمد آن ماہ گراں او قال جاء الضیف الثقیل یکفر ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۷۰ ج ۲

[۶] اذا طالت المشاجرۃ بین الزوجین فقال الزوج لامرأتہ خافی اللہ تعالیٰ واتقیہ فقالت المرأۃ مجیبۃ لہ لا اخاف فقال الشیخ الامام ابو بکر ان کان الزوج عاتبہا علی المعصیۃ الظاہرۃ ویخوفہا من اللہ تعالیٰ فاجابتہ بہذا تصیر مرتدۃ ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۶۱ ج ۲ طبع مصر

[۷] قالت امرأۃ لزوجہا الیس لک حمیۃ ولا دین الاسلام ترضی بخلوتی مع الاجانب فقال الزوج لیس لی حمیۃ ولا دین الاسلام فقد قیل انہ یکفر ۱۲ (عالمگیری) طبع مصر صفحہ ۲۷۰ ج ۲

[۸] اذا قیل لرجل صل فقال ان اللہ نقص من مالی فانا انقص من حقہ فہو کفر ۱۲ (عالمگیری) مصری صفحہ ۲۶۵ ج ۲

[۹] وتحسین امر الکفار اتفاقاً حتی قالوا لو قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعۃ حالۃ الحیض منہم حسن فہو کافر ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۷۰ ج ۲

[۱] یہ حکم فقط عورتوں کے لئے ہے اور اگر نعوذ باللہ مرد بیدین ہو جاوے تو تین دن کے بعد گردن ماری جاویگی ۱۲ منہ [۵] جبکہ مسلمان ہونے کے بعد مالدار رہا اور اتنا مال ہو جس پر کہ حج فرض ہوتا ہے ۱۲ منہ

اچھا تھا کہ ہم بھی ایسا کرتے تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۱۰) کسی کا لڑکا مر گیا اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا تو اس کہنے سے کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۱۱) کسی نے یوں کہا اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں یا یوں کہا جبرئیل بھی اتر آویں تو ان کا کہا نہ مانوں تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۱۲) کسی نے کہا میں ایسا کام کرتی ہوں کہ خدا بھی نہیں جانتا تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۱۳) جب اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول کی حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا عیب نکالا۔ کفر کی بات پسند کی ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے اور کفر کی باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے ہم نے پہلے ہی حصہ میں سب عقیدوں کے بیان کرنے کے بعد بھی بیان کیا ہے وہاں دیکھ لینا چاہئے۔ اور اپنے ایمان کے سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

ذبح کرنے کا بیان

مسئلہ (۱) ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کر کے تیز چھری ہاتھ میں لیکر بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہہ کے اس کے گلے کو کاٹے یہاں تک کہ چار رگیں کٹ جاویں ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے دوسری وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے۔ اور دو شہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے اس کا کھانا حلال ہے اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہو گیا اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۲) ذبح کے وقت بسم اللہ قصداً نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جاوے تو کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۳) کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور منع ہے کہ اس میں جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا ہاتھ پاؤں توڑنا کاٹنا اور ان چاروں رگوں کے کٹ جانے کے بعد بھی

و بجل بافری الاوداج مع الکراہۃ لما فیہ من الضرر بالحیوان کذبحہ بشفرۃ کلیلۃ وکرہ کل تعذیب بلا فائدۃ مثل قطع الرأس ۱۲

۵۱ من نسب اللہ تعالیٰ الی الجور فقد کفر ۱۲ (عالمگیری طبع مصر صـ۲۵۹ ج ۲)

۵۲ اذا قال لو امرنی اللہ بکذا لم افعل فقد کفر ۱۲ (عالمگیری مصری صـ۲۵۹ ج ۲) ولو قال لا اسمع شہادۃ فلان وان کان جبرئیل او میکائیل یکفر ۱۲ (عالمگیری مصر صـ۲۶۶ ج ۲)

۵۳ یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص لمفضا ۱۲ (عالمگیری) صـ۲۵۸ ج ۲

۵۴ الاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیۃ بالفاظ کثیرۃ وافعال تصدر من المتہتکین لدلالتہا علی الاستخفاف بالدین کالصلوٰۃ بلا وضوء عمداً بل بالمواظبۃ علی ترک السنۃ استخفافاً بہا ۱۲ (شامی) صـ۳۹۲ ج ۳

۵۵ وکرہ ترک التوجہ الی القبلۃ لمخالفۃ السنۃ ۱۲ (در مختار) صـ۲۲۸ ج ۲

۵۶ والعروق التی تقطع فی الذکاۃ اربعۃ الحلقوم والمرئ والودجان ۱۲ (ہدایہ) صـ۴۲۱ ج ۴

۵۷ لا تحل ذبیحۃ تارک التسمیۃ عامداً ولو ترکہا ناسیاً حل ۱۲ (در مختار) صـ۲۲۸ ج ۴

۵۸ وحل الذبح

۴۴ والسلخ قبل ان تبرد ۱۲ در مختار صـ۲۲۷ وصـ۲۲۸ ج ۴

گلا کاٹ جانا یہ سب مکروہ ہے۔ مسئلہ (۴) ذبح کرنے میں مرغی کا گلا کٹ گیا تو اس کا کھانا درست ہے مکروہ بھی نہیں البتہ اتنا زیادہ ذبح کر دینا یہ بات مکروہ ہے مرغی مکروہ نہیں ہوئی مسئلہ (۵) مسلمان کا ذبح کرنا بہر حال درست ہے۔ چاہے عورت ذبح کرے یا مرد اور چاہے پاک ہو یا ناپاک ہر حال میں اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال ہے اور کافر کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہے۔ مسئلہ (۶) جو چیز دھاردار ہو جیسے دھاردار پتھر۔ گنّے یا بانس کا چھلکا سب سے ذبح کرنا درست ہے۔

حلال و حرام چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱) جو جانور اور جو پرندے شکار کر کے کھاتے رہتے ہیں یا انکی غذا فقط گندگی ہے انکا کھانا جائز نہیں جیسے شیر۔ بھیڑیا۔ گیدڑ۔ بلّی۔ کتّا۔ بندر۔ شکرا۔ باز۔ گدھ وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا۔ مینا۔ فاختہ۔ چڑیا۔ بٹیر۔ مرغابی۔ کبوتر۔ نیل گائے۔ ہرن۔ بطخ۔ خرگوش وغیرہ سب جائز ہیں۔ مسئلہ (۲) بجّو۔ گوہ۔ کچھوا۔ خچر۔ گدھا۔ گدھی کا گوشت کھانا اور گدھی کا دودھ پینا درست نہیں گھوڑے کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔ دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے باقی سب حرام۔ مسئلہ (۳) مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کئے ہوئے بھی کھانا درست ہے ان کے سوا اور کوئی جاندار چیز بغیر ذبح کئے کھانا درست نہیں جب کوئی جیتو مرگئی تو حرام ہو گئی۔ مسئلہ (۴) جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر الٹی تیرنے لگی اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۵) اوجھڑی کھانا حلال ہے۔ نہ حرام ہے نہ مکروہ۔ مسئلہ (۶) کسی چیز میں چیونٹیاں

م وابن عرس من سباع البهائم وذو المخلب من الصقر والبازي والنسر والعقاب والرخم والغراب الاسود والحدأة والشاهين وكل ما يصطاد بمخلبه ولا يؤكل الابقع الذي يأكل الجيف وكذا كل غراب يخلط الجيف والحب لا يؤكل ولا بأس بغراب الزرع ولا يأكل الحب وليس هو من سباع الطير ولا يأكل الجيف فكذا لا بأس بأكل العقعق والهدهد والحمام والعصفور وكذا الدجاج فلا بأس بها باجماع العلماء وكذا البط العسكري في حكم الدجاج ١٢ (جوہرہ نیرہ) ص ۲۳۵ ۵۵ ويكره اكل الضبع والضب والحشرات كلها وقوله والحشرات كلها يعني لماني والبري كالقنفذ وغيرها وكذا السلحفاة لانها من الحشرات [illegible] والزنابير ولا يجوز اكل لحم الحمر الاهلية والبغال [illegible] ابي حنيفة رحمه الله [illegible] كراهة تنزيه

سلہ ومن بلغ بالسكين النخاع وقطع الرأس كره ذلك وتؤكل ذبيحته ١٢ (قدوری) ص ۱۹۶ سلہ وشرط كون الذابح مسلما حلالا [illegible] ذبح المحرم ان كان صيدا فصيد الحرم لا تحله الذكاة في الحرم مطلقا [illegible] الكي علالا او محرما ولو الذابح مجنونا او امرأة او صبيا يعقل التسمية والذبح ويقدر ١٢ (درمختار) ص ۲۳۰ ج ۲ سلہ وحل الذبح بكل ما افرى الاوداج وانهر الدم اي اساله ولو بنار او بليطة اي قشر القصب اللازق او مروة هي حجر ابيض كالسكين يذبح بها [illegible] الا سنا وظفرا قائمين ١٢ (شرح التنوير) ص ۲۳۲ ج ۲ سلہ ولا يجوز اكل كل ذي ناب من السباع ولا ذي مخلب من الطير المراد من ذي الناب ان يكون له ناب يصطاد به وكذا من ذي المخلب والا فالحمامة لها مخلب والبعير له ناب وذلك [illegible] فهذا الناب من السباع الاسد والنمر والفهد والذئب والضبع والثعلب والكلب و [illegible] سور البري والاهلي [illegible]

[illegible] جوہرۃ ص ۲۳۹ سلہ ولا يؤكل من حيوان الماء [illegible] جوہرۃ ص ۲۳۸ سلہ [illegible] سلہ [illegible]

گئیں تو بغیر نکالے کھانا جائز نہیں اگر ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا۔ بعضے بچے بلکہ بڑے بھی گولر کے اندر کے بھنگے سمیت گولر کھاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے کھانے سے آنکھیں نہیں آتیں۔ یہ حرام ہے مردار کھانے کا گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ (۷) جو گوشت ہندو بیچتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میں نے مسلمان سے ذبح کرایا ہے اس سے مول لیکر کھانا درست نہیں۔ البتہ جس وقت سے مسلمان نے ذبح کیا ہے اگر اسی وقت سے کوئی مسلمان برابر بیٹھا دیکھ رہا ہے یا وہ جانے لگا تو دوسرا کوئی اس کی جگہ بیٹھ گیا تب درست ہے۔ مسئلہ (۸) جو مرغی گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہو اس کو تین دن بند رکھ کر ذبح کرنا چاہئے بغیر بند کئے کھانا مکروہ ہے۔

نشہ کی چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱) جتنی شرابیں ہیں سب حرام اور نجس ہیں تاڑی کا بھی یہی حکم ہے دوا کے لئے بھی انکا کھانا پینا درست نہیں بلکہ جس دوا میں ایسی چیز پڑی ہو اس کا لگانا بھی درست نہیں مسئلہ (۲) شراب کے سوا اور جتنے نشے ہیں جیسے افیون۔ جائے پھل۔ زعفران وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لئے اتنی مقدار کھا لینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آوے اور اس دوا کا لگانا بھی درست ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں اور اتنا کھانا کہ نشہ ہو جاوے حرام ہے مسئلہ (۳) تاڑی اور شراب کے سرکہ کا کھانا درست ہے مسئلہ (۴) بعضی عورتیں بچوں کو افیون دیکر لٹا دیتی ہیں کہ نشہ میں پڑے رہیں روویں دھوویں نہیں یہ حرام ہے۔

جھ انواع الیٰ ان قال وحرم الانتفاع بہا ولا یجوز بہا التداوی ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۲۵۰ ج ۲ ۵ اکل قلیل السقمونیا والبنج مباح للتداوی وما زاد علی ذلک اذا کان یقتل او یذہب العقل حرام ۱۲ (شامی) صفحہ ۔ ج ۵ ۶ واذا تخللت الخمر حلت سواء صارت خلا بنفسہا او بشیٔ طرح فیہا مثل ان یطرح فیہا الملح او یصب فیہا الماء الحار او ما اشبہ ذلک ومولانا یکرہ تخلیلہا ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ۲۴۱ ج ۲ ۷ ولا یجوز اکل البنج والحشیشۃ والافیون وذلک کلہ حرام لانہ یفسد العقل ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صفحہ ۲۴۱ ج ۲ ۸ ۔ اور زعفران کا کسی حلوہ یا زردہ میں اس قدر کھانا کہ جس سے نشہ نہ آوے بغیر ضرورت دوا کے بھی درست ہے ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵) لقولہ علیہ السلام احلت لنا میتتان ودمان المیتتان السمک والجراد والدمان الکبد والطحال ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ۲۳۱ ج ۲ ۵ ویحرم اکل الطافی منہ ای من السمک ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ۲۳۰ ج ۲ ولا یحل حیوان مائی الا السمک غیر الطافی ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۲۳۰ ج ۲ ۶ وکرہ تحریما من الشاۃ سبع الحیاء (ای الفرج) والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ والدم المسفوح والذکر والانثیان ۱۲ (در مختار) صفحہ ۴۹۲ ج ۲ ۵ وکل ما لا دم لہ فہو مکروہ اکلہ الا الجراد کالزنبور والذباب الیٰ ان قال او الثمار کالنبق بدودۃ لا یجوز ان نفخ فیہ الروح ۱۲ (شامی) صفحہ ۲۶۷ ج ۵

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۶۶) ۱ من اشتریٰ لحما فعلم انہ مجوسی واراد الرد فقال ذبحہ مسلم یکرہ اکلہ ۱۲ (شامی) صفحہ ۳ ج ۵ ۲ وکرہ لحم الجلالۃ والرمکۃ وتحبس الجلالۃ حتی یذہب نتن لحمہا وقدر بثلاثۃ ایام لدجاجۃ ۱۲ (در مختار) صفحہ ۲۳۶ ج ۲ ۳ وکذا الشراب المسکر والحرم منہا اربعۃ

چاندی سونے کے برتنوں کا بیان

مسئلہ (۱) سونے[۱] چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان کی چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں جیسے چاندی سونے کے چمچے سے کھانا پینا۔ خلال سے دانت صاف کرنا۔ گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا۔ سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا۔ عطردان سے عطر لگانا۔ خاصدان میں پان رکھنا۔ ان کی پیالی سے تیل لگانا۔ جس پلنگ کے پائے چاندی کے ہوں اُس پر لیٹنا بیٹھنا۔ چاندی سونے کی آرسی میں منھ دیکھنا یہ سب حرام ہے۔ البتہ آرسی کا زینت کے لئے پہنے رہنا درست ہے۔ مگر منھ ہرگز نہ دیکھے۔ غرض ان کی چیزوں کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں۔

لباس اور پردے کا بیان

مسئلہ (۱) چھوٹے[۲] لڑکوں کو کڑے ہنسلی وغیرہ کوئی زیور اور ریشمی کپڑا پہنانا مخمل پہنانا جائز نہیں اسی طرح ریشمی اور چاندی سونے کا تعویذ بنا کر پہنانا اور کسم[۳] وزعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہنانا بھی درست نہیں۔ غرض[۴] جو چیزیں مردوں کو حرام ہیں وہ لڑکوں کو بھی نہ پہنانا چاہئے البتہ[۵] اگر بانا سوت کا ہو اور تانا ریشمی ایسا کپڑا لڑکوں کو پہنانا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی مخمل کا رواں ریشم کا نہ ہو وہ بھی درست ہے اور یہ سب مردوں کو بھی درست ہے اور گوٹہ[۶] اور پچکا لگا کر کپڑے پہنانا بھی درست ہے لیکن وہ پچکہ چار انگل سے زیادہ چوڑا نہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ (۲) ریشمی[۷] کامدار ٹوپی یا اور کوئی کپڑا لڑکوں کو اس وقت جائز ہے جب بہت گھنا کام نہ ہو اگر اتنا زیادہ کام ہے کہ ذرا دور سے دیکھنے سے سب کام ہی کام معلوم ہوتا ہے کپڑا بالکل دکھائی نہیں دیتا تو اُس کا پہنانا جائز نہیں۔ یہی حال ریشم کے کام کا ہے کہ اگر اتنا گھنا ہو تو لڑکوں کو

م بحیث یری کله قراناما اذا کان کل واحد ستیبنا اما لوانی العامة لظاہر المذہب اه الجمع وقد علمت ان العبرة للعمود ۲م

---

[۱] وکره الاکل والشرب والادهان والتطیب من اناء ذهب وفضة للرجل والمرأة وکذا یکره الاکل بملعقة الفضة والذهب والاکتحال بمیلهما وما شبه ذلک کمکحلة ومرآة وقلم ودواة ۱۲ الدر مختار صفحہ ۲۳۶ ج ۲

[۲] و [۳] وکره الباس الصبی ذهبا او حریرا وکره لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال ۱۲ در مختار صفحہ ۲۴۰

[۴] والمرأة کالرجال الصبی بحرام الغلمان والصبیان ۱۲ (عالمگیری صفحہ ۳۳۱ ج ۵)

[۵] وکل لبس ما سداه ابریسم ولحمته غیره ۱۲ در مختار صفحہ ۲۳۹ ج ۲

[۶] ویجوز لبس الحریر ولو حائل علی المذهب لو فی الحرب علی الرجل لا المرأة الا قدر اربع اصابع مضمومة ۱۲ در مختار صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲ و

[۷] اذا الثوب والمنسوج بذهب یحل اذا کان هذا المقدار والا لا ۱۲ در مختار صفحہ ۲۳۹ ج ۲ وکره ویحرم ما کان اکثر وان خلص منه خطاه خرفظاهر المذهب عدم جمع متفرق الا اذا کان خط منه قدر اربعة اصابع غیره

۲م لا لظاہر ۱۲ در مختار صفحہ ۲۴۲ ج ۲

پہنانا جائز نہیں **مسئلہ (۳)** بہت باریک کپڑا جیسے ململ. جالی. بک. آب رواں. ان کا پہننا اور ننگے رہنا دونوں برابر ہیں. حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہتیری کپڑا پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی اٹھائی جاوینگی. اور کرتہ دوپٹہ دونوں باریک ہوں یہ اور بھی غضب ہے

مسئلہ (۴) مردانہ جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں. حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے. **مسئلہ (۵)** عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملیگا اور بجتا زیور پہننا درست نہیں جیسے جھانجھ. چھاگل. پازیب وغیرہ اور بجتا زیور چھوٹی لڑکی کو پہنانا بھی جائز نہیں چاندی سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل گلٹ رانگا وغیرہ مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز کی درست نہیں.

مسئلہ (۶) عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں. البتہ بوڑھی عورت کو صرف منھ اور ہتھیلی اور ٹخنے سے نیچے پیر کھولنا درست ہے باقی اور بدن کا کھولنا کسی طرح درست نہیں ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم کے سامنے آجاتی ہیں یہ جائز نہیں غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں اور کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے. نہیں تو گنہگار ہوگی اسی طرح اپنے کسی بدن کو یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عضو کو نامحرم مرد کے بدن سے لگانا بھی درست نہیں

مسئلہ (۷) جوان عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منھ کھولنا درست نہیں نہ ایسی جگہ کھڑی ہو جہاں کوئی دوسرا دیکھ سکے. اسی سے معلوم ہوگیا کہ نئی دلہن کی منھ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبے کے سارے مرد آکر منھ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں. اور بڑا گناہ ہے.

م لایجوز بعدہ ولو بعد الموت کشعر عانۃ وشعر راسہا الخ ۱۲ (در مختار) صفحہ ۲۴۲ ج ۲ ۔ ۷ دیکھو حاشیہ نمبر ۱ باب ہذا ۱۲ منہ

۸ مرد کو چاندی کے سوا کسی اور چیز کی انگوٹھی بھی درست نہیں نہ سونا دیگر کوئی اور چیز مگر چاندی کی جائز ہے بشرطیکہ ایک مثقال ۴ ماشہ سے کم ہو ۱۲ منہ

---

۱ رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الاخرۃ ۱۲ (بخاری) ۲ للطبرانی ان امرأۃ مرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متقلدۃ قوسا فقال لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبہین من الرجال بالنساء ۱۲ (شامی) صفحہ ۲۶۷ ج ۵ ۳ عن الزبیر ان مولاۃ لہم ذہبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلہا اجراس فقطعہا عمر وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع کل جرس شیطان ۱۲ (مشکوۃ) صفحہ ۳۷۹ ج ۲ ۴ ای تختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء جمیعا ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۲۲۵ ج ۴ ۵ والحرۃ ولو خنثی جمیع بدنہا حتی شعرہا النازل علی الاصح خلا الوجہ والکفین والقدمین وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ والکفین والقدمین بین رجال لخوف الفتنۃ کمسہ وان امن الشہوۃ لانہ اغلظ ولذا ثبت بہ حرمۃ المصاہرۃ ۱۲ در مختار صفحہ ۶۶ ج ۱ ۶ وکل عضو لا یجوز النظر الیہ قبل الانفصال

مسئلہ(۸) اپنے محرم کے سامنے منھ اور سر اور سینہ اور بانہیں اور پنڈلی کھل جاویں تو کچھ گناہ نہیں اور پیٹ اور پیٹھ اور ران ان کے سامنے بھی نہ کھلنا چاہئے۔ مسئلہ(۹) ناف سے لیکر زانوں کے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں۔ بعضی عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں یہ بڑی بے غیرتی اور ناجائز بات ہے۔ چھٹی چھلے میں ننگی کرکے نہلانا اور اس پر مجبور کرنا ہرگز درست نہیں ناف سے زانو تک ہرگز بدن کو ننگا نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ(۱۰) اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق اپنا بدن دکھلا دینا درست ہے مثلاً ران میں پھوڑا ہے تو صرف پھوڑے کی جگہ کھولو زیادہ ہرگز نہ کھولو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پرانا پائجامہ یا چادر پہن لو اور پھوڑے کی جگہ کاٹ دو اس کو جراح دیکھے۔ لیکن جراح کے سوا اور کسی کو دیکھنا جائز نہیں نہ کسی مرد کو نہ عورت کو البتہ اگر ناف اور زانو کے درمیان نہ ہو کہیں اور ہو تو عورت کو دکھلانا درست ہے اسی طرح عمل لیتے وقت صرف ضرورت کے موافق اتنا ہی بدن کھولنا درست ہے زیادہ کھولنا درست نہیں۔ یہی حکم دائی جنائی کا ہے کہ ضرورت کے وقت اس کے سامنے بدن کھولنا درست ہے لیکن جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ کھولنا درست نہیں بچہ پیدا ہونے کے وقت یا کوئی دوا لیتے وقت فقط اتنا ہی بدن کھولنا چاہئے بالکل ننگی ہو جانا جائز نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی چادر وغیرہ بندھوا دیجاوے اور ضرورت کے موافق دائی کے سامنے بدن کھولدیا جاوے رانیں وغیرہ نہ کھلنے پاویں۔ اور دائی کے سوا کسی اور کو بدن دیکھنا درست نہیں بالکل ننگا کردینا اور ساری عورتوں کا سامنے بیٹھ کر دیکھنا بالکل حرام ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ستر دیکھنے والی اور دکھلانے والی دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس قسم کے مسئلوں کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ مسئلہ(۱۱) زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے بدن کا کھولنا درست نہیں۔ دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہئے۔ بلا ضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔ یہ دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری

سلہ۵ وینظر الرجل من محرمہ الی الراس والوجہ والصدر والساق والعضد ان امن شہوتہ وشہوتہا والا لا الی الظہر والبطن والفخذ ۱۲ (در مختار ملا۲۲۱)

ملہ۵ وتنظر المرأۃ المسلمۃ کالرجل من الرجل ۱۲ (در مختار ملا۲۲۲ ج ۲)

ملہ۵ وینظر الطبیب الی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ ۱۲ (در مختار ملا۲۲۲) ویجوز النظر الی الفرج للخاتن وللقابلۃ وللطبیب عند المعالجۃ ویغض بصرہ ما استطاع ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ ملا۲۳ ج ۶)

ملہ۵ عن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح)

ملہ۵ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۲) باب ہذا ۱۲ منہ

گھروالی ماں۔ بہن وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں مسئلہ (۱۲) جتنے[ملہ] بدن کا دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں اس لئے نہلاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کپڑا یعنی کچھ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے۔ مسئلہ (۱۳) کافر عورتیں جیسے[عل] اہیرن۔ تنبولن۔ تیلن۔ کولن۔ دھوبن۔ بھنگن۔ چماری وغیرہ جو گھروں میں آجاتی ہیں ان کا حکم یہ ہے[عہ] کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے اتنا ہی ان عورتوں سے بھی واجب ہے سوائے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو سب عورتیں اس کے خلاف کرتی ہیں غرض سر اور سارا ہاتھ اور پنڈلی ان کے سامنے مت کھولو اور اس سے یہ بھی سمجھ لو کہ اگر دائی جنائی ہندو یا میم ہو تو بچہ پیدا ہونے کا مقام تو اس کو دکھلانا درست ہے اور سر وغیرہ اور اعضا اس کے سامنے کھولنا درست نہیں مسئلہ (۱۴) اپنے[عہ] شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے تم کو اس کے سامنے اور اسکو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں۔

(کولی قوم مشہور ہے ۱۲ منہ)

مسئلہ (۱۵) جس[عہ] طرح خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن کھولنا درست نہیں اسی طرح جھانک تاک کے مردوں کو دیکھنا بھی درست نہیں۔ عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ مرد ہم کو نہ دیکھیں ہم ان کو دیکھ لیں تو کچھ حرج نہیں یہ بالکل غلط ہے۔ کواڑ کی راہ یا کوٹھے پر سے مردوں کو دیکھنا دولہا کے سامنے آجانا یا اور کسی طرح دولہا کو دیکھنا یہ سب ناجائز ہے۔ مسئلہ (۱۶) نامحرم[ھہ] کے ساتھ تنہائی کی جگہ بیٹھنا لیٹنا درست نہیں اگرچہ دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلہ پر ہوں تب بھی جائز نہیں مسئلہ (۱۷) اپنے[لہ] پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا اس لئے

[عہ] مطلب یہ کہ جتنا پردہ ہر نامحرم عورت کو ہر نامحرم مرد سے ہے حتیٰ کہ بڑھیا کو بھی بوڑھے سے اتنا ہی پردہ فرض ہے کہ سوائے منہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنے کے نیچے تک پیر کے ایک بال کھولنا بھی درست نہیں۔ یہ مطلب ہے اس کہنے کا کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے ورنہ جوان عورت کو غیر محرم کے سامنے بلا ضرورت کسی جگہ کا کھولنا بھی درست

[ملہ] ما حل نظرہ حل لمسہ اذا امن الشہوۃ علے نفسہ وعلیہا الا من الاجنبیۃ فلا یحل مس وجہہا وکفہا ۱۲ (در مختار) صـ۲۴۲ ج ۲

[علہ] والذمیۃ کالرجل الاجنبی فی الاصح فلا تنظر الی بدن المسلمۃ ۱۲ ولا ینبغی للمرأۃ الصالحۃ ان تنظر الیہا المرأۃ الفاجرۃ ولا یحل ایضا ان تکشف عندامۃ مشرکۃ او کتابیۃ الا ان تکون امۃ لہا ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صـ۲۱۹ ج ۲

[عہ] ومن عرسہ وامتہ الحلال لہ وطؤہا الی فرجہا بشہوۃ وغیرہا والاولی ترکہ لانہ یورث النسیان ۱۲ (شرح التنویر) صـ۲۴۱ ج ۲ اما النظر الی زوجتہ و مملوکتہ فہو حلال من قرنہا الی قدمہا عن شہوۃ وغیر شہوۃ ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صـ۲۱۹

[عہ] وکذا تنظر المرأۃ من الرجل کنظر الرجل للرجل ان امنت شہوتہا فلو لم تأمن حرم استحسانا کالرجل ہو الصحیح ۱۲ (شرح التنویر) صـ۲۴۲ ج ۲

[ھہ] و [لہ] الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام الا لملازمۃ مدیونۃ ہربت و دخلت خربۃ او کانت عجوزۃ شوہاء او بحائل ۱۲ (در مختار) صـ۲۴۳ ج ۲

[illegible]

یہ بھی جائز نہیں۔ اسی طرح لے پالک لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بنجاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہیئے جو بالکل غیروں کیساتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور۔ جیٹھ۔ بہنوئی۔ نندوئی۔ چچازاد۔ پھوپی زاد۔ ماموں زاد آں بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہیئے۔

مسئلہ (۱۸) ہیجڑے[۱] خوجے۔ اندھے[۲] کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۹) بعضی بعضی منہیارے چوڑیاں پہنتی ہیں یہ بڑی بیہودہ بات ہے بلکہ جو عورتیں باہر نکلتی ہیں ان سے بھی اس کو چوڑیاں پہننا جائز نہیں۔

متفرقات

مسئلہ (۱) ہر ہفتہ نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل[۳] وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب[۴] ہے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اگر چالیس[۵] دن گذر گئے اور بال صاف نہ کئے تو گناہ ہوا۔

مسئلہ (۲) اپنے[۶] ماں باپ شوہر وغیرہ کو نام لیکر پکارنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت جس طرح ماں باپ کا نام لینا درست ہے اسی طرح شوہر کا نام لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح اُٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے ہر بات میں ادب تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ (۳) کسی[۷] جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کا پھونکنا۔ کھٹمل وغیرہ پکڑ کر آگ میں ڈالدینا یہ سب ناجائز ہے۔ البتہ اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے

---

[۳] وغیرہ کا لفظ مرد کے خیال سے بڑھا گیا یعنی لبیں بھی ترشوائے اور اسی حکم میں ہے ناخن تراشنا بھی ۱۲ منہ

[۴] لیکن جو قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کے شروع سے تا فراغت اپنی قربانی کے ناخن اور بال وغیرہ اپنے بدن سے جدا نہ کرے لیکن اگر زیادہ دنوں کے ہو گئے ہوں تو جدا کر دے اور اگر چالیس دن سے بڑھنے لگیں تو پھر جدا کر دینا واجب ہے ۱۲ منہ

[۱] و[۲] والخصی والمجبوب والمخنث فی النظر الی الاجنبیۃ کالفحل ۱۲ در مختار ص ۲۵۳ ج ۲ ہیجڑے اور خوجے اور اندھے کو دیکھنا کسی عورت کو جائز نہیں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام سلمہ اور حضرت میمونہ تھیں اچانک عبداللہ ابن مکتوم نابینا تشریف لائے حضور نے فرمایا کہ تم پردہ میں ہو جاؤ حضرت ام سلمہ نے فرمایا وہ تو اندھے ہیں ہمکو نہیں دیکھیں گے آپ نے فرمایا تم تو اندھی نہیں ہو تم تو دیکھو گی اسکو احمد و ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا مشکوٰۃ ص ۲۶۹ ج ۲

[۵] دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۱۳) باب ہذا ۱۲

[۶] ویستحب حلق عانتہ وتنظیف بدنہ بالاغتسال فی کل اسبوع مرۃ والافضل یوم الجمعۃ وجاز فی کل خمسۃ عشر وکرہ ترکہ وراء الاربعین ۱۲ (در مختار ص ۲۶۱ ج ۵)

[۵] ویکرہ ان یدعو الرجل اباہ وان تدعو المرأۃ زوجھا باسمہ بل لابد من لفظ یفید التعظیم ۱۲ (شامی ص ۳۶۹ ج ۵)

[۶] ویکرہ تحریماً احراق جراد وقملۃ وعقرب الا لضرر او احراق حطب بہا نمل ۱۲ در مختار ص ۳۵۰ ج ۵

تو بھڑوں کا پھونک دینا یا چارپائی میں کھولتا پانی ڈالدینا درست ہے۔ مسئلہ(۴) کسی[ل] بات کی شرط بدھنا جائز نہیں جیسے کوئی کہے سیر بھر مٹھائی کھا جاؤ تو ہم ایک روپیہ دینگے اور اگر نہ کھا سکے تو ایک روپیہ ہم تم سے لینگے غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو تو جائز نہیں البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے۔ مسئلہ(۵) جب[ع] کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہیئے۔ چھپ کے ان کو سننا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی دوسروں کی بات کیطرف کان لگاوے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جاویگا اس سے معلوم ہوا کہ بیاہ شادی میں دولہا دولہن کی باتیں سننا دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ(۶) شوہر[ع] کے ساتھ جو باتیں ہوئی ہوں جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ان کہیعل کے تبلانے والے پر سب[ع] سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب[ع] ہوتا ہے۔ مسئلہ(۷) اسی[ع] طرح کسی کے ساتھ ہنسی اور چہل کرنا کہ اسکو ناگوار ہو یا تکلیف ہو درست نہیں۔ آدمی وہیں تک کرے جہانتک ہنسی آئے۔ مسئلہ(۸) مصیبت[ع] کے وقت موت کی تمنا کرنا اپنے کو کوسنا درست نہیں۔ مسئلہ(۹) چپیسی[ع]۔ چوسر تاش وغیرہ کھیلنا درست نہیں اور اگر بازی بدھکر کھیلے تو یہ صریح جوا اور حرام ہے۔ مسئلہ(۱۰) جب[ع] لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جاویں تو لڑکوں کو ماں بہن۔ بھائی وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں۔ البتہ لڑکا اگر باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔ مسئلہ(۱۱) جب[ع] کسی کو چھینک آوے تو الحمد للہ کہہ لینا بہتر ہے اور جب الحمد للہ کہہ لیا تو سننے والے پاس والے پر جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا واجب ہے نہ کہیگی تو گنہگار

ع سنین یجب التفریق بینہا بین اخیہا واختہ وامہ وابیہ فی المضجع لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفرقوا بینہم فی المضاجع وہم ابناء عشر ۱۲ (درمختار، ص۲۴۳ ج ۲) ع۵ اذا عطس الرجل خارج الصلوٰۃ فینبغی ان یحمد اللہ تعالیٰ فیقول الحمد للہ رب العالمین او یقول الحمد للہ علی کل حال ولا یقول غیر ذلک وینبغی من حضر ان یقول یرحمک اللہ ویقول العاطس یغفر اللہ لنا ولکم وتشمیت العاطس واجب ان حمد العاطس ۱۲ (فتاوی ہندیہ ص۲۹ ج ۲) ع۵ اسی طرح مرد کو بھی اپنی بی بی کا حال کہنا درست نہیں ہے ۱۲ منہ ع۵ اس میں بہت بڑا عقبہ ہوتا ہے

ع۵ ویحرم شرط الجعل من الجانبین ولا یحرم من احد الجانبین استحساناً ۱۲ (درمختار ص۳۵ ج ۲) ع۵ من استمع الی حدیث قوم وہم لہ کارہون صب فی اذنیہ الآنک یوم القیامۃ ۱۲ (ترغیب ترہیب) علی حاشیہ مشکوٰۃ۔ ع۵ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اشر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ الرجل یفضی الی امراتہ وتفضی الیہ ثم ینشر احدہما سر صاحبہ ۱۲ (ترغیب ترہیب ص۲۵۹ بحاشیہ مشکوٰۃ شریف۔ ع۵ لا بأس بالمزاح بعد ان لا یتکلم الانسان فیہ بکلام یأثم بہ او یقصد بہ اضحاک جلسائہ ۱۲ (فتاوی ہندیہ ص۲۴۳ ج ۴ مصری ع۵ ویکرہ تمنی الموت لغضب او ضیق عیش الا لخوف الوقوع فی المعصیۃ ۱۲ (شرح التنویر ص۲۵۲ ج ۲) ع۵ وکرہ تحریماً اللعب بالنرد وکذا الشطرنج وہذا اذا لم یقامر ولم یداوم ولم یخل بواجب والا فحرام بالاجماع وکرہ کل لہو ۱۲ (درمختار ص۲۴۳ ج ۲) ع۵ واذا بلغ الصبی او الصبیۃ عشر

ہوگی اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والی عورت یا لڑکی ہے تو کاف کا زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہو تو کاف کا زبر کہو۔ پھر چھینکنے والی اس کے جواب میں کہے یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ لیکن چھینکنے والی کے ذمہ یہ جواب واجب نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۲) چھینک[1] کے بعد الحمد للہ کہتے کئی آدمیوں نے سُنا تو سب کو یرحمک اللہ کہنا واجب نہیں اگر ان میں سے ایک کہدے تو سب کی طرف سے ادا ہو جاویگا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہونگے۔ مسئلہ (۱۳) اگر کوئی بار بار[2] چھینکے اور الحمد للہ کہے تو فقط تین بار یرحمک اللہ کہنا واجب ہے اس کے بعد واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴) جب[3] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیوے یا پڑھے یا سُنے تو درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اگر نہ پڑھا تو گناہ ہوا لیکن اگر ایک ہی جگہ کئی دفعہ نام لیا تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب نہیں ایک ہی دفعہ پڑھ لینا کافی ہے البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سُنا تو پھر درود پڑھنا واجب ہو گیا۔ مسئلہ (۱۵) بچوں[4] کی بابری وغیرہ بنوانا جائز نہیں یا تو سارا سر منڈوادو یا سارے سر پر بال رکھواؤ۔ مسئلہ (۱۶) عطر[5] وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے بسانا اس طرح کہ غیر مردوں تک اس کی خوشبو جاوے درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷) ناجائز[6] لباس کا سی کر دینا بھی جائز نہیں مثلاً شوہر ایسا لباس سلواوے جو اس کو پہننا جائز نہیں تو عذر کر دے اسی طرح درزن سلائی پر ایسا کپڑا نہ سیے۔ مسئلہ (۱۸) جھوٹے قصے اور بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھدیں اور معتبر کتابوں میں ان کا کہیں ثبوت نہیں جیسے نور نامہ وغیرہ اور حسن و عشق کی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں اسی طرح غزل اور قصیدوں کی کتابیں خاصکر آجکل ناول عورتوں کو ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے۔ ان کا خریدنا بھی جائز نہیں اگر اپنی لڑکیوں کے پاس دیکھو جلادو۔ مسئلہ (۱۹) عورتوں[7] میں بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے اسکو رواج

[8] القصص المکروہ ان یحدثہم بالیس لہ اصل معروف او یعظہم بالا یتعظ بہ او یزید و ینقص یعنی فی اصلہ ۱۲ (در مختار) ج ۵ ص ۲۵۲

[7] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن اذا لقی المؤمن فسلم علیہ واخذ بیدہ فصافحہ تناثرت خطایاہما کما یتناثر ورق الشجر رواہ الطبرانی والبیہقی ۱۲ (رد المحتار) ج ۵ ص ۲۳۵ [9] اسی طرح جب اللہ کا نام لیا جاوے تو تعالیٰ یا جل شانہ وغیرہ کوئی کلمہ تعظیم کا کہنا واجب ہے ۱۲ (عالمگیریہ) [10] بابری جس کو بعضے آدمی کھنڈی کہتے ہیں ۱۲ منہ

[1] و یو شمت لبعض الحاضرین یجزئ عنہم والافضل ان یشمت کل واحد منہم ۱۲ (شامی) ج ۵ ص ۲۶۵

[2] و نما یشمت العاطس التشمیت اذا حمد اللہ تعالیٰ واذا تکرر العاطس فاد التشمیت ثلاثا ثم یسکت ۱۲ (شامی) ج ۵ ص ۲۶۵

[3] ولو سمع اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یصلی علیہ فان سمع مرارا فی مجلس واحد اختلفوا فیہ قال بعضہم لا یجب علیہ ان یصلی الا مرۃ ۱۲ (فتاویٰ ہندیہ) ص ۱۱۵ ج ۶

[4] ویکرہ القزع وہو ان یحلق البعض و یترک البعض قطعا مقدار ثلثۃ اصابع ۱۲ (رد المحتار) ج ۵ ص ۲۶۹

[5] عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل عین زانیۃ والمرأۃ اذا استعطرت فمرت بالمجلس فہی کذا و کذا یعنی زانیۃ رواہ ابو داؤد ۱۲ (ترغیب ترہیب)

[6] وان کان اسکافا امرہ انسان ان یتخذ لہ خفا علی زی المجوس او الفسقۃ او خیاطا امرہ ان یتخذ لہ ثوبا علی زی الفساق یکرہ لہ ان یفعل لانہ سبب التشبہ بالمجوس والفسقۃ ۱۲ (رد المحتار) ج ۵ ص ۳۴۵

دینا چاہیے آپس میں کیا کرو۔ مسئلہ (۲۰) جہاں تم مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی کھانا مت دو بغیر اس سے پوچھے اجازت لیے دینا گناہ ہے۔

کوئی چیز پڑی پانے کا بیان

مسئلہ (۱) کہیں راستہ گلی میں، یا بیبیوں کی محفل میں یا اپنے یہاں کوئی مہمانداری ہوئی تھی یا وعظ کہلوایا تھا سب کے جانے کے بعد کچھ ملا یا اور کہیں کوئی چیز پڑی پائی تو اس کو خود لے لینا درست نہیں حرام ہے اگر اٹھا دے تو اس نیت سے اٹھا وے کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے دیدونگی۔ مسئلہ (۲) اگر کوئی چیز پائی اور اس کو نہ اٹھایا تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر یہ ڈر ہو کہ اگر میں نہ اٹھاؤنگی تو کوئی اور لے لیگا اور جس کی چیز ہے اس کو نہ ملیگی تو اس کا اٹھا لینا اور مالک کو پہنچا دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳) جب کسی نے پڑی ہوئی چیز اٹھالی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کر کے دینا اسکے ذمے ہو گیا اب اگر پھر وہیں ڈالدیا یا اٹھا کر اپنے گھر لے آئی لیکن مالک کو تلاش نہیں کیا تو گنہگار ہوئی۔ خواہ ایسی جگہ پڑی ہو کہ اٹھانا اس کے ذمے واجب نہ تھا یعنی کسی محفوظ جگہ پڑی تھی کہ ضائع ہو جانے کا ڈر نہیں تھا یا ایسی جگہ ہو کہ اٹھا لینا واجب ہے۔ دونوں کا یہی حکم ہے کہ اٹھا لینے کے بعد مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو جاتا ہے پھر وہیں ڈالدینا جائز نہیں۔ مسئلہ (۴) محفلوں میں مردوں اور عورتوں کے جاؤ بیٹھے میں خوب پکار کے تلاش کرے اگر مردوں میں خود نہ جا سکے نہ پکار سکے تو اپنے میاں وغیرہ کسی اور سے پکروائے اور خوب مشہور کرا دے کہ ہم نے ایک چیز پائی ہے جس کی ہو ہم سے آ کر لے لے۔ لیکن یہ ٹھیک پتہ نہ دے کہ کیا چیز پائی ہے تاکہ کوئی جھوٹ فریب کر کے نہ لے سکے۔ البتہ کچھ گول مول ادھورا پتہ بتلا دینا چاہیے مثلاً یہ کہ ایک زیور ہے یا ایک کپڑا ہے۔ یا ایک بٹوا ہے جس میں کچھ نقد ہے۔ اگر کوئی آدمی اور اپنی چیز کا ٹھیک ٹھیک پتہ دیدے تو اس کے حوالہ کر دینا چاہیے۔ مسئلہ (۵) بہت تلاش

لہ اذا کان الرجل علی مائدۃ فناول غیرہ من طعام المائدۃ ان علم ان صاحبہ لا یرضی بہ لا یحل لہ وان علم انہ یرضی فلا باس بہ وان لم یشتبہ علیہ لا یناول ولا یعطی سائلا ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ۳۲۹ ج ۶

لہ و لہ و لہ اللقطۃ وہی اسم لما یلتقط من المال واللقطۃ امانۃ اذا اشہد الملتقط انہ یأخذہا لیحفظہا ویردہا علی صاحبہا لان الاخذ علی ہذا الوجہ ماذون فیہ شرعا بل ہو الافضل عند عامۃ العلماء وہو واجب اذا خاف الضیاع ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صفحہ ۳۹ ج ۲

لہ کتاب اللقطۃ ہی مال یوجد فی الطریق ولا یعرف لہ مالک بعینہ کذا فی الکافی واذا رفع اللقطۃ یعرفہا فیقول التقطت لقطۃ او وجدت ضالۃ او عندی شیء فمن سمعتموہ یطلب دلوہ علی ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۹۰۵ ج ۲

لہ ویعرف الملتقط اللقطۃ فی الاسواق والشوارع مدۃ یغلب علی ظنہ ان صاحبہا لا یطلبہا بعد ذلک ہو الصحیح کذا فی مجمع البحرین ۱۲ (عالمگیری) صفحہ ۹۰۵

لہ وان اذا لم یجئ صاحبہا تصدق بہا وان شاء امسکہا رجاء الظفر بصاحبہا ای بعد التصدق بہا فہو بالخیار ان شاء اجاز الصدقۃ ولہ ثوابہا وان شاء ضمن الملتقط ۱۲ (جوہرہ نیرہ) صفحہ ۳۰ ج ۲

کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوسی ہو جاوے کہ اب اس کا کوئی وارث نہ ملیگا تو اس چیز کو خیرات کردے اپنے پاس نہ رکھے البتہ اگر وہ خود غریب محتاج ہو تو خود ہی اپنے کام میں لاوے لیکن خیرات کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آگیا تو اسکے دام لے سکتا ہے اور اگر خیرات کرنے کو منظور کرلیا تو اسکو اس خیرات کا ثواب ملجاویگا۔ مسئلہ (۶) پالو کبوتر یا طوطا مینا یا اور کوئی چڑیا اس کے گھر گر پڑی اور اس نے اسکو پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو گیا خود لے لینا حرام ہے۔ مسئلہ (۷) باغ میں آم یا امرود وغیرہ پڑے ہیں تو انکو بلا اجازت اٹھانا اور کھانا حرام ہے البتہ اگر کوئی ایسی کم قدر چیز ہے کہ ایسی چیز کو کوئی تلاش نہیں کرتا اور نہ اس کے لینے کھانے سے کوئی برا مانتا ہے تو اسکو خرچ میں لانا درست ہے۔ مثلاً راہ میں ایک بیر پڑا ملا یا ایک مٹھی چنے کے بوٹ ملے۔ مسئلہ (۸) کسی مکان یا جنگل میں خزانہ یعنی کچھ گڑا ہوا مال نکل آیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کا حکم ہے خود لے لینا جائز نہیں تلاش وکوشش کرنے کے بعد اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو اس کو خیرات کردے اور غریب ہو تو خود بھی لے سکتی ہے ✧

وقف کا بیان

مسئلہ (۱) اپنی کوئی جائداد جیسے مکان۔ باغ۔ گاؤں وغیرہ خدا کی راہ میں فقیروں غریبوں مسکینوں کے لئے وقف کر دیا کہ اس گاؤں کی سب آمدنی فقیروں محتاجوں پر خرچ کردیجائے یا باغ کے سب پھل پھول غریبوں کو دیدیئے جائیں اس مکان میں مسکین لوگ رہا کریں۔ کسی اور کے کام میں نہ آوے۔ تو اس کا بڑا ثواب ہے جتنے نیک کام ہیں مرنے سے بند ہو جاتے ہیں لیکن یہ ایسا نیک کام ہے کہ جبتک وہ جائداد باقی رہیگی برابر قیامت تک اسکا ثواب ملتا رہیگا جبتک فقیروں کو راحت اور نفع ملتا رہیگا برابر نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جاویگا۔

ھ تصل المنفعۃ الی العباد ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ۲۲ ج ۱ ۔ ۵ گر غواہ خود لے یا دوسرے کو خیرات کرے اگر مالک آکر اس خیرات کرنے پر راضی نہ ہو اور اسکو اپنے پاس سے وہ چیز دینی پڑیگی ۱۲ منہ مع ۔ ۵ اور جتنے کام ایسے ہیں جنکا نفع جاری رہتا ہے ان سب کا یہی حکم ہے کہ برابر ثواب ملتا ہے ۱۲ تی

له حقیقة ای بریح حمام اختلط بها الی غیرہ لا ینبغی لہ ان یاخذہ و ان اخذہ طلب صاحبہ لیردہ علیہ لانہ کاللقطۃ ۱۲ (شرح التنویر) صفحہ ۲۶۶ ج ۳ من اخذ بازیا او شبہہ فی سواد او مصر و فی رجلیہ سیر و جلاجل وہو یعرف انہ اہلی فعلیہ ان یعرف لیردہ علی اہلہ وکذلک ان اخذ ظبیا فی عنقہ قلادۃ کذا فی المحیط ۱۲ (فتاوی ہندیہ) صفحہ ۹۰ ج ۲ ، ۵ الثمار اذا کانت ساقطۃ تحت الاشجار فلو فی المصر لا یاخذ شیئا منہا ما لم یعلم ان صاحبہا اباح ذلک نصا او دلالۃ وان کان فی البستان فلو الثمار مما یبقی کالجوز واللوز لا یاخذہ ما لم یعلم الاذن ولو مما لا یبقی لا باس بہ لو لم یعلم النہی صریحا او دلالۃ او عادۃ ۱۲ (شامی) صفحہ ۳۴۲ ج ۳ ۵ اشتری دارا فوجد فی بعض الجدار دراہم قال ابو بکر انہا کاللقطۃ ۱۲ (شامی) صفحہ ۳۴۳ ج ۳ ۵ الوقف ہو الحبس وفی الشرع ہو عبارۃ عن حبس العین علی حکم ملک اللہ تعالی علی وجہ

مسئلہ (۲) اگر اپنی کوئی چیز وقف کردے تو کسی نیک بخت دیانتدار آدمی کے سپرد کردے کہ وہ ان کی دیکھ بھال کرے کہ جس کام کے لئے وقف کیا ہے اسی میں خرچ ہوا کرے کہیں بیجا خرچ نہ ہونے پاوے۔ مسئلہ (۳) جس چیز کو وقف کردیا اب وہ چیز اسکی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی ہوگئی اب اسکو بیچنا کسی کو دینا درست نہیں اب اسمیں کوئی شخص اپنا دخل نہیں دے سکتا جس بات کیلئے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جاویگا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ مسئلہ (۴) مسجد کی کوئی چیز جیسے اینٹ گارا چونا لکڑی۔ پتھر۔ وغیرہ کوئی چیز اپنے کام میں لانا درست نہیں چاہے کتنی ہی نکمی ہوگئی ہو لیکن گھر کے کام میں نہ لانا چاہئے بلکہ اس کو بیچکر مسجد کے ہی خرچ میں لگا دینا چاہئے۔ مسئلہ (۵) وقف میں یہ شرط ٹھہرالینا بھی درست ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی خواہ سب کی سب یا آدھی تہائی اپنے خرچ میں لایا کرونگی پھر میرے بعد فلاں نیک جگہ خرچ ہوا کرے اگر یوں کہہ لیا تو اتنی آمدنی اس کو لے لینا جائز اور حلال ہے اور یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ اس میں اپنے آپ کو بھی کسی طرح کی تکلیف اور تنگی ہونے کا اندیشہ نہیں اور جائداد بھی وقف ہوگئی۔ اسی طرح اگر یوں شرط کردے کہ اول اس کی آمدنی میں سے میری اولاد کو اتنا دیدیا جایا کرے پھر جو بچے وہ اس نیک جگہ میں خرچ ہوجائے یہ بھی درست ہے اور اولاد کو اسی قدر دیدیا جایا کریگا۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھا دے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا دے یا پڑھنے والی کو ہدایت کردے کہ ان مسائل کو بطور خود دیکھ لینا اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو تو اس کو بھی نہ پڑھادیں بلکہ ہدایت کردیں کہ بعد کو دیکھ لے۔

ویبرع او غیر مامون وتقضاہ اثم القاضی والاثم بتولیتہ الخائن ۱۲ درمختار وشامی صفحہ ۵۹۴ ج ۳
نیزول ملک الواقف عنہ الی اللہ تعالیٰ فیلزم ولایباع ولایرھن ولایورث ۱۲ جوہرہ نیرہ صفحہ ۱۷ ج ۲

---

۵۳ وما انہدم من بناء الوقف و آلتہ صرفہ الحاکم فی عمارۃ الوقف ان احتاج الیہ وان استغنی عنہ امسکہ حتی یحتاج الی عمارتہ فیصرفہ فیہا وان تعذر اعادۃ عینہ الی موضعہ بیع وصرف ثمنہ الی الاصلاح ولایجوز ان یقسمہ بین مستحقی الوقف یعنی النقض لانہ جزء من العین ۱۲ (الجوہرۃ) صفحہ ج ۲
۵۴ جعل الواقف الولایۃ لنفسہ جاز بالاجماع ثم لو صیہ ان کان والا فللحاکم (فتاوی ابن نجیم، وما جعل غلۃ الوقف او الولایۃ لنفسہ عند ابی یوسف وعلیہ الفتوی ۱۲ درمختار صفحہ ۳۸۲ و ۳۸۳ ج ۳) ۱۲

مسائل

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے اُن کا بیان

مسئلہ(۳) دن کو سوگئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ(۵) مرد اور عورت کا ساتھ لیٹنا۔ ہاتھ لگانا۔ پیار کرنا یہ سب درست ہے لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتوں سے صحبت کرنے کا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہئے مکروہ ہے، مسئلہ(۱۱) رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا دن کو نہائی تب بھی روزہ ہوگیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہاوے تب بھی روزہ نہیں جاتا البتہ اسکا گناہ الگ ہوگا۔ مسئلہ(۱۸) اگر مرد سے ہمبستر ہوئی تب بھی روزہ جاتا رہا اس کی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی دیوے۔ جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ واجب ہوگئے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مسئلہ(۱۹) اگر مرد نے پاخانہ کی جگہ اپنا عضو کر دیا اور سپاری اندر چلی گئی تب بھی عورت مرد دونوں کا روزہ جاتا رہا قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ(۲۲) روزہ میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ(۲۳) کسی ضرورت سے دائی نے پیشاب کی جگہ انگلی ڈالی یا خود اس نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد پھر کر دی تو روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں کی تو روزہ نہیں گیا۔ ہاں اگر پہلے ہی سے پانی وغیرہ کسی چیز میں انگلی بھیگی ہوئی ہو تو اول ہی دفعہ کرنے سے روزہ جاتا رہیگا۔ مسئلہ(۲۸) کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا بیہوش پڑی تھی اس سے کسی نے صحبت کی تو روزہ جاتا رہا۔ فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں اور مرد پر کفارہ بھی واجب ہے

ل۵ فلو نام فاحتلم لم یفطر لقولہ علیہ الصلوٰۃ و السلام ثلث لا یفطرن الصائم القیٔ والحجامۃ والاحتلام ولانہ لم یوجد صورۃ الجماع ولا معناہ وہو الانزال عن شہوۃ بالمباشرۃ ۱۲ (جوہرنیرہ صفحہ ۱۳۲ ج ۱) ۔ ل۵ کرہ للصائم القبلۃ والمباشرۃ ان لم یأمن فیہا علی نفسہ الانزال او الجماع فی ظاہر الروایۃ ولا تکرہ للصائم القبلۃ والمباشرۃ مع الامن ۱۲ (نور الایضاح صفحہ ۱۴۷) ۔ ل۵ او اصبح جنبا ولو استمر یوما بالجنابۃ (لا یفسد صومہ) ۱۲ (نور الایضاح صفحہ ۱۴۲) ۔ ل۵ و ل۵ وان جامع المکلف آدمیا مشتہی فی رمضان اداءً (ای نہارا) لما مر او جومع فی احد السبیلین وتوارت الحشفۃ انزل او لا قضی وکفر ۱۲ (درمختار صفحہ ۱۵۱ ج ۱) ۔ ل۵ ان اقطر فی احلیلہ لم یفطر عند ابی حنیفۃ وقال ابو یوسف یفطر اذا وصل الی المثانۃ اما اذا بقی فی القصبۃ لا یفطر اجماعا ولو اقطر فی قبل المرأۃ تفطر اجماعا ۱۲ (الجوہرۃ صفحہ ۱۴۵ ج ۱) ۔ ل۵ او ادخل اصبعہ الیابسۃ فیہ ای دبرہ

او فرجہا لم یفطر ولو مبتلۃ فسد ۱۲ (درمختار صفحہ ۱۴۹ ج ۱) ولو ادخل اصبعہ فی استہ والمرأۃ فی فرجہا لا یفسد وہو المختار الا اذا کانت مبتلۃ بالماء (بقیہ برصفحہ ۷۸)

جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اُن کا بیان

مسئلہ (۱۳) عورت کو حیض آ گیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہو گیا تو حیض اور نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں مسئلہ (۱۴) اگر رات کو پاک ہو گئی تو اب صبح کو روزہ نہ چھوڑے اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لیوے اور صبح کو نہا لیوے اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد روزے کی نیت کرنا درست نہیں لیکن کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہیئے۔ (تمت)

بہشتی زیور کا تیسرا حصہ تمام ہوا

دستور العمل تدریس حصہ دوم و سوم

نمبر (۱) اگر کوئی لڑکی اس سے پہلے حصوں کے مضامین کسی اور کتاب میں پڑھ چکی ہو تو اس حصہ سے شروع کرا دینے کا مضائقہ نہیں اسی طرح تمام حصص کا ایک ترتیب کرنا ہو اور اگر حصص کی تقدیم و تاخیر اور ترتیب کا بدلنا کسی مصلحت سے مناسب ہو تو بھی کچھ حرج نہیں

نمبر (۲) اس حصے کے پڑھانے کے وقت بھی لڑکی کو کہا جاوے کہ روز بالترتیب اسکو تختی یا کاغذ پر لکھا کرے تاکہ آسانی سے لکھنے کا سلیقہ ہو جاوے اور نیز لکھ لینے سے مضمون بھی خوب محفوظ ہو جاتا ہے +

نمبر (۳) مختلف مسائل کو امتحان کے طور پر وقتاً فوقتاً پوچھتی رہا کریں تاکہ خوب یاد رہیں اور اگر دو تین لڑکیاں ایک جماعت میں ہوں تو انکو تاکید کی جاوے کہ باہم ایک دوسرے سے پوچھا کریں

نمبر (۴) اگر پڑھانیوالا مرد ہو اور چوتھے حصہ کے مسائل اس کے حصے کے اخیر میں بذیل شرعی مسائل ذیل کے پڑھانے کا ذکر درج ہیں ان کے متعلق حسب ہدایت مندرجہ ذیل عمل کرے،

نمبر (۵) ضمیمہ اولیٰ کو حصہ کیساتھ پڑھاوے اور ضمیمہ ثانیہ کے پڑھانے کی ضرورت نہیں۔

نمبر (۶) دیباچہ جو پہلے حصہ میں ہے اور شروع میں نہ پڑھایا تھا اگر اب سمجھ سکے تو پڑھاوے ورنہ جب سمجھ کی امید ہو اس وقت پڑھاوے غرضیکہ وہ مضمون ضروری ہے کسی وقت پڑھا دینا چاہیئے۔ اسی طرح جو خطوط دیباچہ کے ختم پر لکھے ہیں اگر وہاں یاد نہ ہوئے ہوں تو اب یاد کرا دے

نمبر (۷) گھر میں جو لوگ مرد عورت پڑھنے کے قابل نہ ہوں اُن کے لئے ایک وقت مقرر کر کے سب کو جمع کر کے یہ مسائل سُنا سُنا کر سمجھا دیا کریں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں،

نمبر (۸) پڑھانے والے کو چاہیئے کہ پڑھنے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنے کی خاص تاکید اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔

محمد اشرف علی عفی عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷) او الدہن غیبتہ یقذ لا یصل الماء او الدہن لکنہ لا فی الظہیرۃ ۱۲ (عالمگیری) ص ۲۰۳ ج ۱ (۵) او وطئت نائمۃ او مجنونۃ واغال ان الفجر طالع او الشمس لم تغرب قضی ہذا بالنظر الیہا واما الواطی فعلیہ القضاء والکفارۃ اذ لا فرق بین وطی عاقلۃ او غیر عاقلۃ ۱۲ (ردشامی) ص ۱۳۳ ج ۲ +

(۵) یہ حکم عورتوں کا ہے اور مرد اگر اپنے پیشاب کی جگہ سوراخ میں تیل وغیرہ ڈال لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا ۱۲ منہ

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) (۱) و (۲) واذا حاضت المرأۃ افطرت وقضت وکذا اذا نفست وہی تاکل سرا او جہرا او اذا قدم المسافر او طہرت الحائض فی بعض النہار امسکا بقیہ یومہما واما الحائض اذا طہرت قبل الزوال لا تکل ولو نوت لم یکن صوما لا فرضا ولا تطوعا لوجود المنافی اول النہار والصوم لا تیجزی ۱۲ (جوہرہ نیرہ) ص ۱۴۲

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور

مسماۃ بہ بہشتی جوہر کا تیسرا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزے کی فضیلت کا بیان

حدیث[1] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے (یعنی روزہ دار اگر خاموش رہے تو اسے تسبیح یعنی سُبحَانَ اللہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے) اور اس کا عمل (ثواب میں) بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس کے اعمال کا ثواب بہ نسبت اور دنوں کے ان مبارک دنوں میں زیادہ ہوتا ہے) اور اس کی دعا مقبول ہے (یعنی روزے کی حالت کو قبولیت دعا میں خاص دخل ہے) اور اُس کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں (یعنی گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں) +

حدیث[2] میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے اور مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے بچانے کے لئے (یعنی جس طرح ڈھال اور مضبوط قلعے سے انسان پناہ لیتا ہے اور دشمن سے بچتا ہے اسی طرح روزے کے ذریعہ سے دوزخ سے نجات حاصل ہوتی ہے اس طرح کہ انسان کی قوت گناہوں کی کمزور ہوجاتی ہے اور نیکی کا مادہ بڑھتا ہے سو جب انسان باقاعدہ روزہ دار رہیگا اور اچھی طرح روزے کے آداب بجالاویگا تو گناہ اس سے چھوٹ جائیں گے اور دوزخ سے نجات ملیگی +

حدیث[3] میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ نہ پھاڑے (یعنی برباد نہ کرے روزہ دار) اُس کو جھوٹ یا غیبت سے (یعنی روزہ ڈھال کا کام دیتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے مگر جبکہ اس کو گناہوں سے محفوظ

[1] رواہ البیہقی ۱۲ منہ [2] رواہ البیہقی ۱۲ منہ [3] رواہ الطبرانی ۱۲ +

رکھے اور اگر روزہ رکھا اور غیبت اور جھوٹ وغیرہ گناہوں سے نہ باز آئی تو گو فرض ادا ہو جاویگا مگر بہت بڑا گناہ ہوگا اور روزے کی جو برکت حاصل ہوتی اس سے محرومی ہوگی)۔

حدیث[1] میں ہے روزہ ڈھال ہے دوزخ سے سو جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو پس نہ جہالت کرے اس روزدار جبکہ کوئی آدمی اس سے جہالت سے پیش آوے تو اُسے (بدلہ میں) بُرا نہ کہے اور اس سے بُری گفتگو نہ کرے اور چاہیئے کہ کہدے تحقیق میں روزہ دار ہوں اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے بیشک بدبو روزہ دار کے منہ کی زیادہ محبوب ہے خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے (یعنی قیامت کے روز اس بو کے عوض جو روزے کی حالت میں پیدا ہوتی ہے روزے دار کے منہ کے اندر مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو آویگی اور وہ محبوب ہوگی خدا کو۔ اور یہ بدبو جو روزے دار کے منہ کے اندر دنیا میں پیدا ہوتی ہے وہ سبب ہے اس خوشبو کے حاصل ہونے کا جو قیامت کو میسر ہوگی)۔

حدیث[2] میں ہے کہ روزہ دار کو ہر افطار کے وقت ایک ایسی دعا کی اجازت ہوتی ہے جس کے قبول کرنے کا (خاص) وعدہ ہے۔

حدیث[3] میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں سے فرمایا تم روزہ رکھو اس لئے کہ روزہ ڈھال ہے دوزخ سے بچنے کے لئے اور زمانہ کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے (یعنی روزے کی برکت سے دوزخ اور مصائب و تکالیف سے نجات ملتی ہے۔ حدیث[4] میں ہے کہ تین ایسے آدمی ہیں کہ ان سے کھانے کا حساب (قیامت میں) نہ ہوگا جو کچھ بھی کھاویں جبکہ وہ کھانا حلال ہو (اور وہ) روزہ دار (ہے) اور سحری کھانیوالا اور محافظ خدائے تعالیٰ کے راستہ میں (یعنی جو اسلام کی سرحد میں مقیم ہو اور کافروں سے ملک اسلام کی حفاظت کرے یہاں سے بہت بڑی رعایت روزہ دار کی اور سحری کھانے والے کی اور محافظ اسلام کی ثابت ہوئی کہ ان سے کھانے کا حساب ہی معاف کر دیا گیا لیکن اس رعایت پر بہت سے لذیذ کھانوں میں مصروف نہ ہونا چاہیئے بہت سی لذتوں میں مصروف ہونے سے خدا کی یاد سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہوں کی قوت کو ترقی ہوتی ہے خوب سمجھ لو بلکہ خدا کی اس نعمت کی بے حد قدر کرنی چاہئے اور اس کا شکر اس طرح ادا کرنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی خوب اطاعت کرے)۔

---

[1] رواہ النسائی ۱۲ [2] رواہ الحاکم ۱۲ [3] رواہ ابن الخوار ۱۲ [4] اخرجہ الطبرانی لسند فیہ مجہولان کما فی العزیزی ۱۲ منہ

حدیث میں ہے کہ جو روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو اس روزہ افطار کرانے والے کو اس روزہ رکھنے والے کے ثواب کے برابر ثواب ملیگا۔ بغیر اس بات کے کہ روزہ دار کا کچھ ثواب کم ہو (یعنی روزہ دار کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا بلکہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنی طرف سے روزہ افطار کرنے والے کو اس روزہ دار کے برابر ثواب مرحمت فرمائیں گے اگرچہ کسی معمولی ہی کھانے سے روزہ افطار کرا دے گو وہ پانی ہی ہو[1])۔

حدیث میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے (ثواب) مقرر کیا ہے بنی آدم کی نیکیوں کا دس گنے سے سات سَو گنے تک۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مگر روزہ (یعنی روزے میں سات سَو کی حد نہیں ہے) اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا) اس سے روزے کے ثواب کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہئے کہ جس کا حساب ہی نہیں معلوم کہ وہ ثواب کس قدر ہے اور خود حق تعالیٰ اس کو عطا فرماویں گے۔ اور اس کا بندوبست ملائکہ کے ذریعہ سے نہ ہوگا۔ سبحان اللہ کیا قدر دانی ہے حق تعالیٰ کی تھوڑی سی محنت پر کس قدر عوض مرحمت فرماتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ روزے کی یہ تمام فضیلتیں جب ہی اپنا اثر دکھلاوینگی جبکہ روزے کا حق ادا کرے اور اس میں جھوٹ غیبت اور تمام گناہوں سے بچے بعضے لوگ بالکل اور بعضے صبح کی نماز رمضان میں بے پروائی سے قضا کر دیتے ہیں ان کو اسقدر برکت اور ایسا ثواب میسّر نہ ہوگا۔ اور اس حدیث سے یہ شبہ نہ ہو کہ روزہ نماز سے بھی افضل ہے اس لئے کہ نماز تمام عبادات میں افضل ہے۔ مراد اس مضمون سے یہ ہے کہ روزے کا بہت بڑا ثواب ہے اور بس۔ یہ غرض نہیں ہے کہ تمام عبادتوں سے روزہ افضل[2] ہے) اور بیشک روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی جب ہوتی ہے جبکہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی قیامت کو ہوگی (خدائے تعالیٰ سے ملنے کے وقت جیسا کہ بعض احادیث میں تصریح بھی آئی[3] ہے)۔

حدیث میں ہے جبکہ رمضان (مبارک) کی پہلی رات ہوتی ہے کھولدیئے جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور اُن دروازوں میں سے کوئی دروازہ رمضان کی آخر رات آنے تک بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے کہ نماز پڑھے کسی رات میں رمضان کی راتوں میں سے مگر (یہ بات ہے کہ) لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ڈھائی ہزار نیکیاں عوض ہر رکعت کے (یعنی ایک رکعت کے عوض ڈھائی ہزار نیکیوں کا ثواب

---

[1] رواہ احمد وغیرہ ۱۲ [2] ولا یخفی ان الفضل الجزئی لا ینافی الفضل الکلی فضل الصلوٰۃ من قبیل الثانی فافہم ۱۲ منہ [3] رواہ الخطیب فی المختصر ۱۲

لکھا جاتا ہے) اور بنادیگا حق تعالیٰ اس کے لئے ایک مکان جنت میں سُرخ یاقوت سے جس کے ساٹھ دروازے ہونگے اور ہر دروازے کے لئے ایک سونے کا محل ہوگا جو آراستہ ہوگا سُرخ یاقوت سے پھر جب روزے دار روزہ رکھتا ہے رمضان کے پہلے دن کا تو اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں جو رمضان (گذشتہ) کی اس تاریخ تک کے ہیں یعنی پچھلے رمضان کی پہلی تاریخ تک (یعنی گناہ صغیرہ اس سال کے جو گذر گیا معاف کردیئے جاتے ہیں) اور مغفرت طلب کرتے ہیں اس کے لئے روزمرہ ستتر ہزار فرشتے صبح کی نماز سے آفتاب چھپنے تک اور ملیگا اس کو بدلے میں ہر رکعت کے جس کو پڑھتا ہے رمضان کے مہینہ میں رات میں یا دن میں ایک درخت (جنت میں) ایسا جس کے سایہ میں سوار پانچ سو برس چل سکتا ہے (کس قدر بڑی فضیلت ہے روزے کی مسلمانو کبھی قضا نہ ہونے دو بلکہ ہمت ہو تو نفل روزوں سے بھی مشرف ہولیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے پوری طور پر محبت کرو جس نے اس قدر رحمت سے کام لیا کہ معمولی محنت میں اس قدر ثواب مرحمت فرمایا کم سے کم اپنے طلب ہی کے لئے کہ جنت میں بڑی بڑی نعمتیں ملیں خدا کو اپنا محبوب بنالو)۔

حدیث میں ہے کہ بیشک جنت سجائی جاتی ہے ابتدا ءِ سال سے آخر سال تک رمضان کے مہینے کے لئے اور بیشک حوریں بڑی آنکھوں والی بناؤ سنگار کرتی ہیں۔ ابتدائے سال سے آخر سال تک رمضان کے روزہ داروں کے لئے پس جبکہ رمضان آتا ہے جنت کہتی ہے اے اللہ میرے اندر داخل کردے اس مہینہ میں اپنے بندوں کو (یعنی حکم فرمادیجئے کہ قیامت کو میرے اندر داخل ہوں) اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں۔ اے اللہ مقرر فرمادے ہمارے لئے اس مہینہ میں خاوند اپنے بندوں میں سے سو جس شخص نے نہ لگائی اس مہینے میں کسی مسلمان کو تہمت اور نہ پی اس مہینہ میں کوئی نشہ لانیوالی چیز مٹادیگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اور جس شخص نے تہمت لگائی اس ماہ میں کسی مسلمان کو یا پی اس مہینہ میں کوئی نشہ لانے والی چیز مٹادیگا حق تعالیٰ اس کے سال بھر کے نیک اعمال یعنی بہت گناہ ہوگا۔ کیونکہ بزرگ زمانہ میں جس طرح نیکیوں کا ثواب زیادہ ملتا ہے اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ان لفظوں میں کس قدر دھمکی ہے غور تو کرو) سو ڈرو رمضان کے مہینے سے اس لئے کہ تحقیق وہ مہینہ اللہ کا ہے (جس

سلہ رواہ البیہقی ۱۲ سلہ المراد بہذا الحبط حبط البرکات لاحبط الذات الخصوص بالکفر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مد فیوضہم ۱۲

میں بندوں کو حکم ہوتا ہے کہ اللہ کی عادت اختیار کریں کھانا پینا چھوڑ دیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کھانے پینے سے پاک رہتا ہے اسی واسطے یہ مہینہ خاص کیا گیا حق تعالیٰ کے ساتھ ورنہ سب مہینے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں (تمہارے لئے گیارہ مہینے خدائے تعالیٰ نے مقرر کر دیئے ہیں جن میں تم (کھانا) کھاتے ہو اور (پانی) پیتے ہو۔ اور لذت حاصل کرتے ہو۔ اور اپنی ذات کے لئے ایک مہینہ مقرر کیا ہے (جس میں کھانے پینے وغیرہ سے تم کو روکا گیا ہے) پس ڈرو رمضان کے مہینہ سے اس لئے کہ بیشک وہ مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے (تو اچھی طرح اس میں اطاعت حق بجالاؤ۔ اور گناہ نہ کرو۔ اگرچہ اطاعت ہمیشہ ضرور ہے لیکن خاص جگہ جیسے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور خاص ایام مثلاً رمضان مبارک وغیرہ میں نیکیوں کے کرنے اور گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے کہ بزرگ جگہ اور بزرگ دنوں میں نیکیوں کا ثواب زیادہ اور اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے)۔

حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا قریب کیا جائے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو (یعنی روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز اس کے پاس رکھی جائے) تو چاہئے کہ کہے (یعنی افطار سے پہلے یہ دعا پڑھے) بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ۔ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔[1]

حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو مناسب ہے کہ چھوارے سے افطار کرے اس لئے کہ وہ برکت ہے پھر اگر نہ پاوے چھوارے تو مناسب ہے کہ افطار کرے پانی سے اس لئے کہ تحقیق وہ پاک کرنیوالی چیز ہے[2] (بعض احادیث میں پانی ملے ہوئے دودھ سے افطار کرنے کا بھی حکم وارد ہوا ہے)

حدیث میں ہے کہ جس نے روزے رکھے چالیس دن اس حال میں کہ وہ نہیں طلب کرتا ہے اس (روزہ رکھنے) سے مگر خدا کی رضامندی (یعنی فقط رضائے الٰہی مطلوب ہو کوئی اور غرض ریا وغیرہ مطلوب نہ ہو) تو نہ مانگے گا وہ اللہ سے کچھ مگر (یہ بات ہے کہ) دیگا اللہ اس کو (وہ چیز یعنی چالیس دن محض حق تعالیٰ کے راضی کرنے کے لئے روزے رکھنے سے دعا قبول ہونے لگتی ہے۔ اور ایسا شخص حق تعالیٰ کا ایسا مقبول ہو جاتا ہے کہ اس کی ہر دعا جو اللہ کے نزدیک اُس کے لئے بہتر ہوگی ضرور قبول ہوگی۔ حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم[3]

---

[1] رواہ البیہقی وابن عساکر ۱۲ منہ [2] رواہ الدارقطنی فی الافراد عن انس ۱۲ [3] رواہ ابن خزیمۃ وغیرہ ۱۲ منہ

نے چلہ نشینی تجویز فرمائی ہے یعنی چالیس روز تک تمام تعلقات دنیا کو چھوڑ کر کسی مسجد میں عبادت کرنا اور روزے سے رہنا اس سے بہت بڑا نفع ہوتا ہے۔ دین کا اور نیکیوں کی عمدہ قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی برکت سے اللہ پاک کی طرف سے خاص خاص علوم عطا ہوتے ہیں اور فہم عمدہ ہو جاتا ہے) رواہ الدیلمی عن واثلۃ ولفظہ من صام اربعین صباحًا ما یرید بہ الا وجہ اللہ تعالیٰ لو یسال اللہ تعالیٰ شیئًا الا اعطاہ

حدیث[1] میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا ہر محترم مہینہ میں جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کو لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے سات سو برس کی عبادت (یعنی سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے اور محترم مہینے یعنی عزت کے مہینے چار ہیں۔ رجب۔ ذیقعدہ۔ عشرہ ذی الحجہ یعنی بقرعید کے مہینے کے اول کے دس دن اور محرم مگر دسویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا منع ہے) رواہ ابن شاھین فی الترغیب وابن عساکر عن انس بسند ضعیف ولفظہ من صام فی کل شہر حرام الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ تعالیٰ لہ عبادۃ سبع مائۃ سنۃ

حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا تین دن کسی محترم مہینے میں جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کے دن لکھے گا حق تعالیٰ اس کے لئے دو سال کی عبادت (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو دو سال کی عبادت کا ثواب ان تین روزوں کے عوض قیامت کے دن مرحمت فرماویں گے۔ اور اس وقت یہ ثواب نامہ اعمال میں لکھ لیا جاویگا)۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس بلفظ من صام ثلثۃ ایام من شہر حرام الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ تعالیٰ لہ عبادۃ سنتین انتھٰی

اعتکاف کی فضیلت کا بیان

حدیث[2] میں ہے جس نے اعتکاف کیا دس دن (اخیر عشرہ) رمضان میں ہوگا وہ (اعتکاف) مثل دو حج اور دو عمروں کے (یعنی اسکو دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملیگا)۔

حدیث[3] میں ہے جس نے اعتکاف کیا (اس کو) دین کی عبادت یقین کر کے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے تو اس کے گذشتہ گناہ بخشدیئے جاویں گے (یعنی گناہ صغیرہ)۔

[1] رواہ البیہقی ۱۲ [2] منہ [3] رواہ الدیلمی ۱۲۔

حدیث میں ہے کہ پوری حفاظت سرحد اسلام کی چالیس[1] دن تک ہوتی ہے اور جو چالیس دن تک سرحد اسلام کی حفاظت کرے اس طرح کہ نہ فروخت کرے (کچھ) اور نہ خریدے اور نہ کرے کوئی بدعت پاک ہو جاویگا اپنے گناہوں سے مثل (دور ہونے) اس دن کے جس دن اسکو اس کی ماں نے جنا تھا یعنی گناہوں سے بالکل پاک ہو جاویگا۔ اور حدیث میں حفاظت سرحد اسلام کی تشبیہا اس کو فرمایا ہے کہ رباط سے اسلامی سرحد پر ملک اسلام کے تمام علاقے دنیا کے چھوڑ کر روزے نماز وغیرہ میں مشغول ہونا اور نفس کی ظاہری و باطنی حفاظت کرنا اور گناہوں سے بچنا مراد ہے۔ اور گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ اور یہی صورت چلہ نشینی کی صوفیہ کرام میں متعارف ہے) رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ بلفظ تمام الرباط قال المناوی ای المرابطۃ یعنی مرابطۃ النفس بالاقامۃ علی مجاھدتہا لتتبدل اخلاقہا الردیئۃ بالحسنۃ) اربعون یوما من رابط اربعین یوما لم یبع ولم یشتر ولم یحدث حدثا ای لم یفعل شیئا من الامور الدنیویۃ الغیر الضروریۃ) خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ۔ کذا فی شرح الجامع الصغیر للعزیزی۔

لیلۃُ القدر کی فضیلت کا بیان

حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے مطلب یہ ہے کہ اس رات میں عبادت کرنے کا اس قدر ثواب ہے کہ اس کے سوا اور ایام میں ہزار مہینے عبادت کرنے سے بھی اسقدر ثواب نہیں میسر ہو سکتا جتنا ثواب کہ اس ایک رات عبادت کرنے میں ملجاتا ہے اس آیت کا شان نزول امام سیوطی رحمہ نے لباب النقول میں یہ نقل کیا ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ایک مرد کا جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا اور جس نے ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی جہاد) میں ہتھیار لگائے تھے پس تعجب کیا مسلمانوں نے اس بات سے اور افسوس کیا کہ ہم کو یہ نعمت کس طرح میسر ہو سکتی ہے سو نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ یعنی یہ شب قدر بہتر ہے اُن ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے اللہ تعالیٰ

---

[1] وروی ابن ابی شیبۃ والدیلمی مرفوعا من زھد فی الدنیا اربعین یوما واخلص فیہا العبادۃ اجری اللہ علی لسانہ ینابیع الحکمۃ من قلبہ وروی ابو نعیم فی الحلیۃ من اخلص للہ اربعین یوما ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ ۱۲ منہ۔

کے راستہ میں ہتھیار لگائے رہے تھے (یعنی جہاد کیا تھا) اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا جو رات کو عبادت کرتا تھا صبح تک پھر جہاد کرتا تھا یعنی لڑتا تھا دشمن دین سے دن میں شام تک سو عمل کیا اس نے ہزار مہینے (یہی عمل کہ رات کو عبادت کرتا تھا اور دن کو جہاد کرتا تھا) پس نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے (آیۃ) لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ یعنی ان ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے عبادت و جہاد کیا تھا یہ رات بہتر ہے آہ۔ اے بھائیو اور بہنو اس مبارک رات کی قدر کرو کہ تھوڑی سی محنت میں کس قدر ثواب میسّر ہوتا ہے اور اس رات میں خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے اگر تمام رات نہ جاگ سکو تو جس قدر بھی ہو سکے جاگو یہ نہ کرو کہ پست ہمتی سے بالکل ہی محروم رہو۔

حدیث میں ہے کہ یہ مہینہ (یعنی رمضان) تمہارے پاس آگیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اُس رات (کی برکتوں) سے مگر محروم[۲] (یعنی ایسی جب بہار رات کی برکت جسے نہ ملی اور جس نے کچھ بھی عبادت اس شب میں نہ کی تو وہ بڑا بھاری محروم ہے جو ایسی نعمت سے محروم رہا)۔

حدیث میں ہے کہ بیشک اگر اللہ چاہتا تو تم کو لیلۃ القدر پر مطلع کر دیتا (لیکن بعض حکمتوں سے بالتعیین اس پر مطلع نہیں کیا) اُس کو (رمضان کی) سات اخیر راتوں میں تلاش کرو (کہ ان راتوں میں غالب گمان شب قدر کا ہے اور تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں میں جاگو اور عبادت کرو تاکہ لیلۃ القدر میسّر ہو جاوے)۔

حدیث میں ہے کہ لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے[۴]۔ **حدیث** میں ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب (رمضان) کو ہوتی ہے[۵] (اس رات کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اگر ہمت اور قوت ہو تو اخیر کی دس راتوں میں جاگئے اور اس میں یہ ضرور نہیں کہ کچھ نظر آوے جب ہی اس کی برکت میسّر ہو بلکہ کچھ نظر آوے یا نہ آوے عبادت کرے اور برکت حاصل کرے اور مقصود یہی ہے کہ اس رات کی برکت اور اسقدر ثواب جو مذکور ہوا حاصل کرے کسی چیز کا نظر آنا مقصود نہیں

[۱] فی لباب النقول واخرج ابن ابی حاتم والواحدی عن مجاہد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذکر رجلا من بنی اسرائیل لبس السلاح فی سبیل اللہ الف شہر فعجب المسلمون من ذلک انزل اللہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ التی لبس ذلک الرجل السلاح فیہا فی سبیل اللہ واخرج ابن جریر عن مجاہد قال کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حتی یصبح ثم یجاہد العدو بالنہار حتی یمسی فعل ذلک الف شہر فانزل اللہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر الآیۃ عملہا ذلک الرجل ۱۲ [۲] رواہ ابن ماجہ [۳] رواہ الحاکم ۱۲ منہ [۴] ابوداؤد ۱۲

[۲] جو برکت و اطاعت و عبادت (شب قدر) سے محروم رہا گویا وہ تمام بھلائیوں سے محروم کیا گیا اور نہیں محروم کیا جاتا مگر بجز اس کے ۱۲

[۵] ابوداؤد ۱۲

تراوِیح کی فضیلت

حدیث میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے تم پر رمضان کا روزہ اور سنت کیا ہے اس (کی رات) کا قیام (یعنی تراویح پڑھنا) پس جو شخص اس کا روزہ رکھے اور اس (کی رات) میں قیام کرے (یعنی تراویح پڑھے) ایمان کے اعتبار سے (یعنی روزے اور تراویح کو دین کا حکم سمجھے) اور ثواب طلب کرنے کی نیت سے اور یقین (ثواب کا) سمجھ کر تو ہوگا وہ (یعنی روزہ اور تراویح) کفارہ (یعنی مٹانیوالا) اس کے لیے جو گذرا[1] (یعنی جو اس سے صغیرہ گناہ ہوئے وہ سب معاف ہوجاویں گے۔ پس اس مہینہ میں بہت نیکیاں کرنی چاہئیں ایک فرض ادا کرنے سے ستر فرض کا اور نفل کام کرنے سے فرض کام کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے)۔

عیدین کی راتوں کی فضیلت

حدیث میں ہے جو بیدار رہا (عید) الفطر کی رات اور (عید) الضحیٰ کی رات میں نہ مُردہ ہوگا اس کا دل جس دن دل مُردہ ہونگے[2] (یعنی قیامت کے دن کی دہشتوں سے محفوظ رہیگا جس روز کہ لوگ قیامت کی سختیوں سے پریشان ہونگے۔

خیرات کرنیکے ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ سخاوت اللہ پاک کی بہت بڑی عادت[3] ہے (یعنی حق تعالیٰ بہت بڑے سخی ہیں)۔

حدیث میں ہے کہ تحقیق بندہ صدقہ کرتا ہے روٹی کا ٹکڑا (پھر) وہ بڑھتا ہے اللہ کے نزدیک یہانتک کہ ہوجاتا ہے مثل اُحد (پہاڑ) کے[4] (یعنی اللہ پاک اس کا ثواب بڑھاتے ہیں اور اس قدر ثواب بڑھ جاتا ہے جیسے کہ اُحد کے برابر خرچ کرتا اور اسکا ثواب اسکو ملتا۔ لہٰذا تھوڑے بہت کا خیال نہ چاہیئے جو کچھ میسر ہو خیرات کردے)

حدیث میں ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ ایک چھوارے کا ٹکڑا ہی دیکے[5] کر (یعنی اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو

---

[1] رواہ النسائی والبیہقی ۱۲ منہ [2] رواہ الطبرانی ۱۲ [3] رواہ ابن النجار ۱۲ [4] رواہ الطبرانی ۱۲ [5] کنز العمال ۱۲ +

اس کو خیرات کرو اور یہ نہ خیال کرو کہ تھوڑی سی چیز کیا خیرات کریں یہ بھی ذریعہ بنجائیگی دوزخ سے نجات حاصل کرنیکا)
حدیث میں ہے کہ روزی طلب کرو (اللہ سے) صدقہ کے ذریعہ[1] سے (یعنی خیرات کرو اسکی برکت سے روزی میں ترقی ہوگی) **حدیث** میں ہے کہ احسان کے کام بُری ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ خیرات دینا اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور اہلِ قرابت سے سلوک کرنا عمر[2] بڑھاتا ہے (اگر نیک کام کرتے دیکھ کر دوسرے کو رغبت ہو تو ایسے موقع پر اس کام کا ظاہر طور پر کرنا بہتر ہے اور جو یہ اُمید نہ ہو تو خفیہ کرنا افضل ہے بشرطیکہ کوئی اور بھی خاص وجہ خفیہ یا ظاہر کرنے کی نہ ہو)۔
حدیث میں ہے کہ سائل کا حق ہے (اُس پر جس سے کہ وہ سوال کرے) اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار آوے[3] (یعنی اگر گھوڑے سوار سوال کرے اسکو بھی دینا چاہئے اسلئے کہ ایسا شخص بظاہر کسی مجبوری سے سوال کریگا یہ خیال نہ کرے کہ اُس کے پاس تو گھوڑا ہے سو یہ کیسے محتاج ہوسکتا ہے پھر ہم اسکو کیوں دیں ہاں اگر کسی قوی قرینہ سے معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص حقیقت میں محتاج نہیں ہے بلکہ اس نے کھانے کمانے کا یہی پیشہ کرلیا ہے کہ بھیک مانگتا ہے تو ایسے شخص کو خیرات دینا حرام ہے اور اس کو مانگنا بھی حرام ہے خوب سمجھ لو)۔
حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے عالی اخلاق کو (یعنی ہمّت کے نیک کاموں کو جیسے خیرات کرنا ذلّت سے بچنا دوسرے کی وجہ سے اپنی ذات پر تکلیف برداشت کرنا وغیرہ) اور ناپسند کرتا ہے حقیر اخلاق (وعادتوں) کو[4] (جیسے پست ہمتی دینی اُمور میں)۔
حدیث میں ہے کہ بیشک صدقہ بجھاتا ہے اپنے اہل سے (یعنی صدقہ کرنیوالے سے) گرمی قبر کی اور ضروری بات ہے کہ سایہ حاصل کریگا مسلمان اپنے صدقہ کے سایہ میں[5] قیامت کے روز (یعنی صدقہ کی برکت سے قبر کی گرمی دور ہوتی ہے اور قیامت کے دن سایہ میسّر ہوگا)۔
حدیث میں ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں جنکو (اس نے) خاص کیا ہے لوگوں کی حاجتیں (کے پورا کرنے) کیلئے (اور) مضطر ہوتے ہیں انکی طرف لوگ اپنی حاجتوں میں (یعنی لوگ مجبور ہوکر انکے پاس جاتے ہیں اور حق جل شانہ نے ان حضرات کو لوگوں کی نفع رسانی کیلئے منتخب فرمالیا ہے) یہ لوگ حاجتوں کے پورا کرنیوالے امن پانیوالے ہیں اللہ کے عذاب[6] سے
حدیث میں ہے کہ خرچ کرلے بلال اور مت اندیشہ کر عرش کے مالک سے کمی کا[7] (یعنی مناسب موقعوں پر خوب

[1] رواہ البیہقی وغیرہ ۱۲ [2] رواہ الطبرانی ۱۲ [3] کنز العمال ۱۲ [4] رواہ الحاکم وغیرہ ۱۲ [5] رواہ الطبرانی ۱۲ [6] رواہ الطبرانی ۱۲ [7] رواہ البزار وغیرہ ۱۲

غرض خرچ کرو اور تنگی کا اندیشہ حق تعالیٰ سے نہ کرو اور اس جگہ عرش کی ملکیت اللہ تعالیٰ کی خاص طور پر فرمائی گئی اگرچہ وہ تمام چیزوں کا مالک ہے سو یہ خصوصیت اسلئے فرمائی گئی کہ عرش نہایت عظیم الشان مخلوق ہے پس اسکو ذکر میں خاص کیا اور بتلا دیا کہ جس ذات کے قبضہ و تحت میں ایسی عظیم الشان چیز ہے اور وہ ایسی بڑی چیز کا مالک ہے تو اس سے تنگی کا اندیشہ نہ چاہئے کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ ایسا بادشاہ اپنے کسی بندے کو دو روٹی نہ دیگا ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیحد ہر شخص خرچ کر ڈالے اور پھر پریشان ہو اور گھبراوے۔ غرض یہ ہے کہ جو لوگ دل کے پختہ ہیں اور صبر کی ان میں پوری قوت ہے تو وہ جسقدر چاہیں نیک کاموں میں صرف کریں کیونکہ وہ تکلیف سے پریشان نہیں ہوتے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جو قسمت میں لکھا ہے وہ تو ہم کو ضرور ملیگا خیرات سے کمی نہ ہوگی بلکہ برکت ہوگی تو ایسی ہمت کی حالت میں بشرطیکہ کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو ان کو اجازت ہے اور ان کے لئے یہی اچھا ہے کہ ہر طرح کے نیک کاموں میں خوب صرف کریں اور جنکا دل کمزور ہے صبر کی انہیں قوت کم ہے کہ اگر خرچ کر دینگے کل کو تنگی سے پریشان ہونگے. دل ڈانواں ڈول ہوگا اور نیت خراب ہوگی تو ایسے لوگ فقط ضروری موقعوں پر جیسے زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ اور مروت کے موقعوں پر صرف کریں اس سے کمی نہ کریں خوب سمجھو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار حضور کی خدمت میں تمام مال چندہ اسلامی میں پیش کر دیا حضورؐ نے فرمایا کہ کچھ گھر بھی باقی رکھا ہے یا نہیں. عرض کیا گھر تو اللہ و رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں اور بس. آپؐ نے وہ تمام مال قبول کر لیا کیونکہ حضرت خلیفہ اوّل نہایت دل کے پختہ اور باہمت اور اعلیٰ درجہ کے خدا تعالیٰ کی راہ میں مال و جان نثار کرنیوالے تھے ان سے یہ اندیشہ نہ تھا کہ پریشان ہونگے۔ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا سونا اللہ کی راہ میں پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اس وجہ سے کہ وہ کمزور دل کے تھے اور اسقدر باہمت نہ تھے جیسے کہ حضرت ابوبکر رضؓ تھے خوب سمجھ لو)۔

حدیث میں ہے کہ ایک سائل ایک عورت کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس عورت کے منھ میں لقمہ تھا سو اُس عورت نے وہ لقمہ منھ سے نکالا اور اُس سائل کو دے دیا اس کے پاس اور کچھ دینے کو نہ تھا اسلئے ایسا کیا پھر تھوڑی ہی مدت میں ایک لڑکا اس عورت کے پیدا ہوا پھر جب وہ لڑکا کچھ بڑا ہوا ایک بھیڑیا آیا اور اسکو اٹھا لے گیا پس نکلی وہ عورت دوڑتی ہوئی بھیڑیئے کے پیچھے اور کہتی ہوئی میرا بیٹا میرا بیٹا میرے بیٹے کو بھیڑیا لیئے جاتا ہے

یہ مدد کرے کہ اسکی سو مدد کرے) سو حکم فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو کہ بھیڑیئے کے پاس جا اور لڑکے کو اسکے منہ سے چھڑا لے۔ اور فرمایا حق (عز شانہ) نے (فرشتہ سے) اُس کی ماں سے کہہ کہ اللہ تجھ کو سلام فرماتا ہے اور (یہ بھی) کہ یہ لقمہ بدلہ (اُس) لقمہ کا ہے[۱] (دیکھو صدقہ کی یہ برکت ہوئی کہ لڑکا جان سے بچ گیا اور ثواب بھی ہوا خوب صدقہ کیا کرو تاکہ دین و دنیا میں چین سے رہو)۔

حدیث میں ہے کہ نیکی (کی جگہ) بتلانے والا مثل نیکی کرنیوالے کے (ثواب میں) ہے[۲] (یعنی جو شخص خود کوئی سلوک نہ کرے مگر اہل ضرورت کو ایسی جگہ کا پتہ بتلا دے یا اُس کی سفارش کر دے جہاں اس کا کام ہو جاوے تو اس بتلانیوالے کو مثل اُس نیکی کرنے والے کے ثواب ملیگا جو خود اپنی ذات سے کسی کی مدد کرے)۔

حدیث میں ہے کہ تین آدمی تھے جنہیں سے ایک کے پاس دس دینار تھے سو صدقہ کر دیا اسنے انمیں سے ایک دینار اور دوسرے کے پاس دس اوقیہ تھے سو صدقہ کر دیا اسنے انمیں سے ایک اوقیہ۔ اور تیسرے کے پاس سو اوقیہ تھے سو صدقہ کر دیئے اُسنے انمیں سے دس اوقیہ (تو) یہ سب لوگ ثواب میں برابر ہیں اسلئے کہ ہر ایک نے دسواں حصہ اپنے مال کا خیرات کیا ہو[۳] (یعنی اگرچہ بظاہر خیرات انمیں سے بعضوں نے زیادہ کی ہے اور بعض نے کم مگر حق تعالےٰ تو نیت پر ثواب دیتے ہیں چونکہ ہر ایک نے اپنے مال کے اعتبار سے دسواں حصہ خیرات کیا اسلئے سب کو برابر ثواب ملیگا۔ ایک دینار دس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم چار آنے سے کچھ زائد کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے بڑھ گیا ایک درہم ایک لاکھ درہم سے (اور وہ یہ صورت ہو کہ) ایک شخص ہے کہ اسکے پاس دو درہم ہیں انمیں سے ایک درہم اسنے خیرات کر دیا۔ اور دوسرا شخص ہو کہ اسکے پاس بہت سا مال ہو پس اسنے اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم صدقہ کر دئیے[۴] (یعنی دونوں کے ثواب میں یہ فرق ہوا کہ پہلا شخص باوجود تھوڑا خیرات کرنیکے ثواب میں بڑھ گیا۔ کیونکہ اپنا آدھا مال اُسنے خیرات کر دیا۔ اور دوسرے نے اگرچہ ایک لاکھ صدقہ کئے لیکن چونکہ یہ عدد اسکے مال کثیر کے مقابلہ میں آدھے سے کم تھا اسلئے اسکو پہلے شخص سے کم ثواب ملا خوب سمجھ لو حق تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے اُسکی قدر کرو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی سائل سے انکار نہیں فرمایا۔ اگر تھا دے دیا ورنہ وعدہ فرمالیا کہ جب حق تعالیٰ دیگا اسوقت تم کو دیں گے اور تاحیات آپ نے اور آپ کے اہل بیت نے دو روز برابر کبھی شکم سیر ہو کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی۔ کیسی بیرحمی کی بات ہو کہ

۱ه رواہ ابن عساکر ... عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ۱۲ ۲ه رواہ البزار وغیرہ ۱۲ ۳ه رواہ الطبرانی ۱۲ ۴ه رواہ النسائی ۱۲

باوجود یہ کہ حق نے اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد کرے اور خود چین کرے)۔
حدیث میں ہے کہ اللہ کا ہدیہ ہے مومن کیلئے سائل اُسکے دروازے پر اور ظاہر ہے کہ ہدیہ اچھی طرح قبول کرنا چاہیے خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ہدیہ پس سائل کی خوب خدمت کرنی چاہیے)۔
حدیث میں ہے کہ صدقہ کرو اور اپنے مریضوں کی دوا کرو صدقہ کے ذریعہ سے اس لئے کہ صدقہ دفع کرتا ہے مرضوں کو اور بیماریوں کو اور وہ زیادتی (کرتا ہے تمہاری عمروں اور نیکیوں میں)
حدیث میں ہے کہ کوئی ولی اللہ عزوجل کا نہیں پیدا کیا گیا مگر سخاوت اور اچھی عادت پر (یعنی اللہ کے دوستوں میں سخاوت اور اچھی عادت ضرور ہوتی ہے)۔

حج کی فضیلت کا بیان

حدیث میں ہے کہ ملائکہ مصافحہ کرتے ہیں اُن حاجیوں سے جو سواری پر جاتے ہیں اور معانقہ کرتے ہیں اُن حاجیوں سے جو پیدل جاتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ سوار حاجی کیلئے ہر قدم پر کہ جس کو اس کی اونٹنی طے کرتی ہے (اونٹنی ہو یا کوئی دوسری سواری سب کا یہی حکم ہے) ستر نیکیاں (یعنی ستر نیکیوں کا ثواب) لکھی جاتی ہیں اور پیدل حاجی کے لئے ہر قدم پر جس کو وہ طے کرتا ہے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔
(یعنی پیدل چلنے والے کو ہر قدم پر سات سو نیکیوں کا ثواب ملتا ہے)۔
حدیث میں ہے کہ حج کرنیوالا اور جہاد کرنیوالا اللہ عزوجل کے مہمان ہیں اگر اُس سے (یعنی اللہ سے) دعا کریں تو اُنکی دعا قبول فرمائے اور اگر اُس سے مغفرت طلب کریں تو اُن کو بخشدے۔
حدیث میں ہے کہ حج کرنیوالا چار سو آدمیوں کی اپنے اہل قرابت میں سے (قیامت کے روز) شفاعت کریگا اور وہ پاک ہو جاتا ہے اپنے گناہوں سے اس طرح جیسا کہ اُس دن (پاک تھا) جسدن کہ اُسکو اسکی ماں نے جنا تھا (بشرطیکہ حج قبول ہو جاوے۔ پس چاہیئے کہ ایسی بڑی نعمت کو حلال روپیہ صرف کر کے اور عمدہ طور پر ائے احکام بجالا کر حاصل کرے سلے اللہ مجھ کو بھی ایسا ہی حج نصیب فرما۔ آمین۔ اور معافی سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو اعمال ایسے فوت ہو گئے تھے جنکی قضا ادا کر سکتا ہے یا اُسپر قرض ہے اُسے بھی سبکدوش ہو گیا اُنکی تو قضا کرنا ضروری

اس لئے کہ یہ حقوق ہیں گناہ نہیں ہیں۔ حدیث میں ہے جو حج کرے مال حرام سے پس کہے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ (یہ دعا ہے جو حج میں پڑھی جاتی ہے۔ یعنی تیری تابعداری میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیری تابعداری میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیری تابعداری میں حاضر ہوں) فرماتا ہے اللہ عزوجل لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ وَحَجُّكَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ (یعنی نہ تیری لبیک قبول ہے اور نہ سعدیک قبول ہے اور تیرا حج تیرے منھ پر مارا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ تو ہماری اطاعت میں حاضر نہیں ہے (اس لئے کہ) ہماری اطاعت میں حاضر ہوتا تو مال حلال خرچ کرکے آتا اور تیرا حج ہمارے عالی اور پاک دربار میں نجس مال کی وجہ سے مقبول نہیں اور اُسکا پورا ثواب نہ ملیگا۔ گو فرض ادا ہو جاویگا۔ حدیث میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اُسکو سلام کر اور اُس سے مصافحہ کر۔ اور اُس سے درخواست کر اس بات کی کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو اس لئے کہ اسکے گناہ بخشدیئے گئے (پس وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہے اسکی دعا قبول ہونیکی خاص طور پر اُمید ہے اور جو دعا چاہے اس سے وہ دعا کراوے دین کی یا دنیا کی مگر اسکے مکان میں پہنچنے سے پہلے)

سلہ اشارۃ الی مسئلۃ نقلنا ہا ای حلف ان لا یشتری لہ شیئا بفلس الخ ۱۲	**ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ سوم** مُسمّٰی بہ تصحیحُ الاَغلاط و تنقیحُ الاَخلاط	ضمیمہ اولی ختم ہوا دستور العمل تدریس حصہ ہذا حصہ دوم کا جو دستور العمل ہے وہی اسکا ہے لہٰذا حصہ یازدہم میں ملاحظہ ہو

اصل مسئلہ ۱۱ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے الخ **تحقیق** وجوب تعیین سال کا حکم مختلف فیہ ہے اور بہشتی زیور میں احتیاط کو مدِ نظر رکھکر قول وجوب کو اختیار کیا ہے پس اگر کسی نے بلا تعیین بہت سے روزے رکھ لئے اور اعادہ دشوار ہو تو دفعاً للحرج قول عدم وجوب کو اختیار کیا جاویگا۔ اس مسئلہ کے متعلق سوال و جواب تتمہ ثالثہ امداد الفتاوی صفحہ ۲۲ میں درج ہے۔ **اصل مسئلہ ۲۴** اگر فلانا کام کروں الخ مسئلہ خدا کے سوا الخ **تحقیق** درمختار میں ہے الاصل ان الایمان مبنية عند الشافعي على الحقيقة اللغوية وعند مالك على الاستعمال القرآني وعند احمد على النية وعندنا على العرف ما لم ينو ما يحتمله اللفظ فلا حنث في لا يهدم بيتا ببيت العنكبوت الا بالنية فتح الايمان مبنية على الالفاظ لا على الاغراض فلو اغتاظ على غيره وحلف ان لا يشتري له شيئا بفلس فاشترى

لہ بدہ ہوا و اکثر شیئاً لو یحنث اھ شامی نے لکھا ہے ان قاعدۃ بناء الایمان علی العرف معناہ ان المعتبر ہو المعنی المقصود فی العرف من اللفظ المسمی وان کان فی اللغۃ او الشرع اعم من المعنی المتعارف ولما کانت ہذہ القاعدۃ موہمۃ اعتبار الغرض العرفی وان کان زائدا علی اللفظ المسمی وخارجا عن مدلول کما فی المسئلۃ الآخرۃ[لہ] وکما فی المسائل الاربعۃ التی ذکرہا المصنف فعوا ذلک الوہم بذکر القاعدۃ الثانیۃ وہی بناء الایمان علی الالفاظ لا علی الاغراض فقولہم لا علی الاغراض دفعوا بہ توہم اعتبار الغرض الزائد علی اللفظ المسمی و ارادوا بالالفاظ الالفاظ العرفیۃ لقرینۃ القاعدۃ الاولیٰ ولولاہ لتوہم اعتبار الالفاظ ولو لغویۃ او شرعیۃ فلا تنافی بین القاعدتین کما یتوہم کثیر من الناس حتی الشرنبلالی فحمل الاولیٰ علی الدیانۃ والثانیۃ علی القضاء ولا تناقض بین الفروع التی ذکروہا ثم اعلم ان ہذا کلہ حیث لم یجعل اللفظ فی العرف مجازا عن معنی آخر کما فی لا اضع قدمی فی دار فلان فانہ صار مجازا عن الدخول مطلقا کما سیأتی ففی ہذا لا یعتبر اللفظ اصلا حتی لو وضع قدمہ ولم یدخل لا یحنث لان اللفظ ہجر وصار المراد بہ معنی آخر الخ۔

اس تفصیل سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) الفاظ کے مقابلہ میں نیت کا کچھ اعتبار نہیں یعنی اگر کوئی ایسی نیت کرے جس کے الفاظ اصلا مساعدت نہ کرتے ہوں، تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) اگر کسی نے ایسے معنی مراد لیے جو الفاظ سے زائد ہوں یعنی الفاظ جزئی ہوں اور معنی مراد کلی یا معنی مراد کل ہوں اور الفاظ جزو تو یہ مراد لینا بیکار ہوگا۔ اور اگر ایسے معنی مراد لے جو الفاظ کا فرد یا جزو ہیں تو وہ معنی معتبر ہو سکتے ہیں۔

(۳) مجاز عرفی اگر ایسا ہو کہ حقیقت بالکل چھوٹ گئی ہو تو اس مجاز عرفی کا اعتبار ہوگا اور حقیقت لغویہ کا اعتبار نہ ہوگا۔

لیکن میرے نزدیک یہ تینوں باتیں صحیح نہیں۔ امر اول اس لیے کہ ایمان کا تعلق قصد و ارادہ سے بھی ہے نہ کہ طلاق و عتاق وغیرہ کی طرح صرف الفاظ سے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم وقولہ[لہ] ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان۔ پس اگر کسی نے کسی خاص نیت سے کوئی قسم کھائی اور ایسے الفاظ بولے جو اس نیت کے مطابق نہیں ہیں تو دیانۃً اس قسم کا اعتبار رہنا چاہیے گو قضاءً نہ ہو کیونکہ اس وقت یہ اس کی اصطلاح خاص ہوگی اور اصطلاح خاص کے مقرر کرنے کا اُسے اختیار ہے۔ امر دوم اس لئے کہ اگر مجاز عرفی حقیقۃ لغویہ کے مبائن ہو تو اس وقت اس کا اعتبار تو ہو سکتا ہے لیکن اگر معنی مجازی عرفی معنی حقیقی لغوی سے عام ہوں تو ان کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ دونوں صورتوں میں وجہ فرق معلوم نہیں ہوتی کیونکہ دونوں صورتوں میں معنی حقیقی بالکل چھوٹ گئے ہیں مگر ایک صورت میں معنی حقیقی معنی مجازی کا فرد یا اس کا جزو ہیں اور دوسری صورت میں اس کے مبائن سو یہ فرق کوئی مؤثر فرق نہیں ہے

اسی سے امر سوم کا مخدوش ہونا بھی ظاہر ہوگیا پس جبکہ وہ محمل مخدوش ہو گئے جوان قواعد کے لئے علامہ شامی وغیرہ نے تجویز کئے تھے
تو اب کہا جاویگا کہ الایمان مبنیۃ علی العرف اور الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض دونوں متعلق
یہ تضا ہیں اور الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض کے معنی یہ ہیں کہ ایمان فضاءً الفاظ عرفیہ پر مبنی ہیں نہ کہ اُن اغراض
پر جو کہ خلاف عرف ہوں پس ان دونوں قاعدوں میں کوئی تناقض نہیں ہے رہا یہ امر کہ بعض جزئیات ان محامل کی تائید
نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض اسوقت ہو سکتا ہے جبکہ دو امر ثابت ہو جائیں۔ اوّل یہ کہ وہ جزئیات انہیں
فقہاء نے نکالی ہیں جنہوں نے یہ قواعد بنائے ہیں یا جن فقہاء نے یہ قواعد قائم کئے ہیں اُن کو اُنسے اتفاق ہے۔ دوم یہ کہ
اسوقت سے ابتک عرف نہیں بدلا اور جو اسوقت عرف تھا جسوقت وہ نکالی گئی ہیں وہی عرف اب بھی ہے لیکن ان باتوں
کا ثابت ہونا مشکل ہے۔ اسلئے مخالفت بعض جزئیات سے ہمارے محامل کی تردید نہیں کی جا سکتی خصوصاً اس حالت
میں جبکہ وہ موید بالدلائل ہوں اور جو محامل اسکے بیان کئے گئے ہیں محض بے دلیل ہوں ایسی حالت میں مسائل بہشتی زیور
متعلق بایمان کو عرف زمانہ حال کا لحاظ رکھکے اصول مذکورہ سے استخراج کی ضرورت ہے اس کی ضرورت اس سے
ظاہر ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی۔ ان فعل فعلیہ غضب اللّٰہ او سخطہ او لعنتہ او ھو زان
او سارق او شارب خمر او آکل ربا لایکون قسما لعدم التعارف فلو تعورف ھل یکون یمینا ظاھر کلامھم نعم
وظاھر کلام الکمال لا وتمامہ فی النھر اھ در مختار۔ اسپر شامی نے لکھا ہے قولہ ظاھر کلامھم نعم فیہ نظر لانھم لو یقتصروا
علی التعلیل بالتعارف بل عللوا بما یقتضی عدم کونہ یمینا مطلقا و ھو کونہ علیہ غضب دعاء علی نفسہ
ولان الدعاء لا یستلزم الاجابۃ فلا یقتضی الامتناع عن الفعل فلا یکون یمینا) وکون ھو زان یحتمل
النسخ (ای الاباحۃ فلا یکون حرمتہ حرمۃ اسم اللّٰہ فلا یلحق بہ) ثم عللوا بعدم التعارف لانہ عند عدم
التعارف لا یکون یمینا وان کان مما یمکن الحلف بہ فی غیر الاسم فکیف اذا کان مما لا یمکن اھ
بزیادۃ العبارات المقوسۃ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ الفاظ مذکورہ اسوقت میں قسم کے لئے متعارف نہ تھے اور
اسوقت ان سے معنی وصفی یعنی مفہومات تعلیقیہ مفہوم ہوتے تھے۔ لہذا انہوں نے انکو یمین نہیں کہا۔ مگر ہمارے زمانہ
میں الفاظ اگر میں تیرے یہاں کھانا کھاؤں تو گو کھاؤں سؤر کھاؤں وغیرہ قسم کے لئے متعارف ہیں اور ان سے معنی
تعلیقی مقصود نہیں ہوتے بلکہ اُنکی مراد یہ ہوتی ہے کہ تیرے گھر کا کھانا میرے لئے سؤر اور گو کی مانند حرام ہے اور چونکہ
سؤر اور گو انکے نزدیک اغلظ المحرمات ہیں اسلئے تغلیظ حرمت کیلئے ان الفاظ کو ذکر کرتے ہیں۔ پس یہ الفاظ اپنے معانی
عرفیہ کے لحاظ سے طعامک علیّ حرام سے زیادہ اغلظ ہیں اسلئے انکو بالاولیٰ قسم ہونا چاہیئے پس انکو فقہاء کی جزئیات
مصرحہ پر قیاس کرکے اُنپر قسم نہ ہونیکا حکم لگانا صحیح نہ ہوگا اس مقام پر یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ بعض فقہاء نے یمین کے

معنی یہ بیان کئے ہیں معنی الیمین ان یعلق الحالف مایوجب امتناعہ عن الفعل بسبب لزومہ عند وجودہ ای وجود ما علقہ کالکفر عند وجود الفعل المحلوف علیہ۔ کون حول الدل دار وہ وجہ اسکی یہ ہو کہ انہوں نے امر معلق کے اندر دو باتوں کا ہونا لازم سمجھا ہے۔ اوّل یہ کہ امر معلق محلوف علیہ کے لئے لازم ہو۔ اور دوسرا امر یہ کہ نا قابل اباحت ہو کیونکہ جب یہ دونوں باتیں پائی جائینگی اسوقت امتناع حالف عن المحلوف علیہ متحقق ہوگا ورنہ نہیں۔ اور بدون امتناع کے حلف نہیں ہوسکتا اس بناء پر انہوں نے ان فعل فعلیہ غضب اللہ وغیرہ کو یمین نہیں قرار دیا۔ لیکن یہ صحیح نہیں اولاً اسلئے کہ امتناع واقعی تو کسی حلف میں بھی نہیں ہوتا وہو ظاہر رہا التزام امتناع سو وہ جس طرح اور قسموں میں ہوتا ہے یونہی اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر خدا کا قہر ٹوٹے۔ مجھے مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ سے بھی ثابت ہوتا ہے اس لئے دونوں میں کچھ فرق نہیں اسپر اگر کہا جاوے کہ گو اسکی غرض امتناع ہے مگر ایسے الفاظ مستلزم امتناع نہیں ہیں تو اسکے دو جواب ہیں اوّل تو یہ کہ الفاظ گو اپنے معانی وضعیہ کے لحاظ سے مستلزم امتناع نہیں ہیں مگر معانی عرفیہ کے لحاظ سے ضرور مستلزم امتناع ہیں کیونکہ انکے معنی عرفاً یہ ہوتے ہیں کہ میں عہد کرتا ہوں کہ یہ فعل نہ کرونگا۔ اگر میں ایسا کروں تو میں اس سزا کا مستحق ہونگا۔ اور میں اسے بخوشی قبول کرتا ہوں ان معنی کا مستلزم امتناع ہونا ظاہر ہے بلکہ عقلاً انکا موجب امتناع ہونا حلف بالطلاق والعتاق کے موجب امتناع ہونے سے زیادہ ہے کیونکہ لزوم طلاق وعتاق بر تقدیر وقوع فعل محلوف علیہ اسقدر ضرر رساں نہیں ہے جسقدر کہ استحقاق غضب الٰہی اور اسپر رضامندی اور اس کا التزام پس ان کلموں کو بالاولیٰ قسم ہونا چاہئے۔ اور ثانیاً اسلئے کہ جن باتوں کی بناء پر یمین کی یہ تعریف کی گئی ہے انمیں بھی کلام ہے امر اوّل میں تو اس لئے کہ لزوم امر معلق للمحلوف علیہ کی ضرورت اس لئے ہے کہ اس کے سبب فعل ممتنع ہو جائیگا لیکن جب ہم حلف بالطلاق پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں لزوم طلاق موجب امتناع نہیں کیونکہ اگر کسی نے حلف بالطلاق کیا۔ اور اسکے بعد اُسنے اپنی عورت کو تین طلاقیں بطور خود دیدیں یا عورت نے مطاوعت ابن الزوج سے حرمت مؤبدہ حاصل کرلی۔ ایسی صورتوں میں یہ تعلیق اسی فعل محلوف علیہ کے کرنے سے مانع نہیں ہوسکتی تو اب بتلایا جاوے کہ یہ لزوم کیا مفید ہوسکتا ہے اور اب وہ اسکے لزوم کی وجہ سے اس فعل سے کیسے باز رہ سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس امر کی ضرورت نہیں اور امر دوم پر اسلئے کہ ابن ہمام نے کہا ہے۔ کون الحرمۃ تحتمل الارتفاع او لا تحتمل لا اثر لہ فانہ ان کان یرجع الی تحریم المباح فہو یمین معہ ان ذلک المباح یحتمل تحریمہ الارتفاع وان لم یرجع الیہ لا یکون یمینا والمعنی زیادۃ کلام لا دخل لہ۔ مطلب یہ ہے کہ یمین کا حاصل تحریم مباح ہے۔ پس جہاں تحریم مباح ہوگی خواہ موقت ہو یا مؤبد یمین ہو جاویگی اور جہاں تحریم نہ ہوگی یمین نہ ہوگی۔ پس جبکہ حرمت محلوف علیہ مؤبد نہیں تو حرمت امر معلق کے مؤبد ہونے کی شرط لگانا کیا معنی مگر میں کہتا ہوں کہ امر معلق کا مؤبد بالحرمۃ ہونا تو درکنار خود محرم ہونا بھی ضروری نہیں کیونکہ حلف

بالطلاق والعتاق میں امر معلق مباح بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے پس جبکہ باوجود اباحۃ و وجوب معلق کے بھی یمین ہو سکتی ہے تو حرمت قابل ارتفاع کی صورت میں یمین کیوں نہ ہوگی۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ یمین کے معنی ہیں تحریم المباح ای التزام الامتناع عن الامر المباح بلفظ یدل علی ذلک الامتناع عرفاً او فی اصطلاح الحالف فقط

پس ضرورت ہے کہ عرف حال اور تعریف مذکور کو پیش نظر رکھ کر بہشتی زیور کے مسائل پر غور کی جاوے اور جنمیں عرف عرب اور عرف اہل ہند میں اختلاف ہے ان میں جزئیات فقہیہ کا اتباع نہ کیا جاوے بلکہ اصول استنباط پر نظر کی جاوے +

تنبیہ

یہ میری ذاتی رائے ہے جس کے ماننے کے لیئے میں کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطئ الا ان یعصمنی اللہ اور اس کے درج کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جن لوگوں کو غور کرنے کے بعد یہ امر حق معلوم ہو وہ اس کو مان لیں۔ اور جن کو حق نہ معلوم ہو وہ اپنے فہم پر عمل کریں۔

اصل ص۵۵/۴ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔

تحقیق۔ تم اوپر پڑھ چکی ہو۔ قرآن کی۔ کلام اللہ کی۔ کلام مجید کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے۔ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام خدا کی صفت ہے اس لئے اس کی قسم کھانا گویا خدا ہی کی قسم کھانا ہے اور خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ نہ اس کی ذات کی قسم کھاوے اور نہ اس کی کسی صفت کی بلکہ کسی اور شے کی قسم کھاوے جیسے سر کی یا آنکھوں کی وغیرہ وغیرہ اب رہی یہ بات کہ خدا کی ذات یا اس کی کسی صفت کی قسم کھاوے قسم ہوگی یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر خدا کی ذات کی قسم کھائے جیسے خدا کی قسم۔ اللہ کی قسم تب تو قسم ہو ہی جائیگی جیسا کہ تم نے پڑھا ہے۔ اور اگر خدا کی صفت کی قسم کھائی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی صفت کی قسم کھائی ہے جس کی قسم کا رواج ہے جیسے کلام اللہ کی قسم تب تو قسم ہو جائیگی جیسا کہ بہشتی زیور میں مذکور ہے اور اگر ایسی صفت کی قسم کھائی ہے جس کی قسم کا رواج نہیں ہے تو قسم نہ ہوگی۔ جیسے خدا کے غضب کی قسم اس کی رحمت کی قسم اس مسئلہ کو بہشتی زیور میں بوجہ ضرورت نہ ہونے کے ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ ایسی قسم کوئی کھاتا نہیں ہے۔

حبیب احمد کیرانوی

تمام شد حصہ سوم بہشتی زیور مع ضمائم قدیمہ و جدیدہ

بہشتی زیور کا چوتھا حصہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نکاح کا بیان

مسئلہ (۱)۔ نکاح[1] بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ دین اور دنیا دونوں کے کام اس سے درست ہو جاتے ہیں اور اس میں بہت فائدے اور بے انتہا مصلحتیں ہیں آدمی گناہ سے بچتا ہے دل ٹھکانے ہو جاتا ہے۔ نیت خراب اور ڈانواں ڈول نہیں ہونے پاتی۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ کا فائدہ اور ثواب کا ثواب۔ کیونکہ میاں بیوی کا پاس بیٹھ کر محبت پیار کی باتیں کرنا ہنسی دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے۔

مسئلہ (۲)۔ نکاح[2] فقط دو لفظوں سے بندھ جاتا ہے جیسے کسی نے گواہوں کے روبرو کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا اس نے کہا میں نے قبول کیا بس نکاح بندھ گیا اور دونوں میاں بی بی ہو گئے البتہ اگر اسکی کئی لڑکیاں ہوں تو فقط اتنا کہنے سے نکاح نہ ہوگا بلکہ نام لیکر یوں کہے کہ میں نے اپنی لڑکی قدسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے میں نے قبول کیا۔

مسئلہ (۳)۔ کسی[3] نے کہا اپنی فلانی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کردو اس نے کہا میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا تو نکاح ہو گیا چاہے پھر وہ یوں کہے کہ میں نے قبول کیا یا نہ کہے نکاح ہو گیا۔

مسئلہ (۴)۔ اگر عورت[4] وہاں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہدے کہ میں نے اس

---

[1] حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس آخری شریعت تک کوئی شریعت نکاح سے خالی نہیں یعنی ایک خاص معاہدہ مرد و عورت کا باہم اجتماع کے لیے ہر شریعت میں ہوتا تھا اور بغیر اس معاہدہ کے مرد و عورت کا باہمی اجتماع کسی شریعت نے جائز نہیں رکھا ہاں یہ ضرور ہے کہ اس معاہدہ کی صورتیں مختلف رہیں اس کے شرائط وغیرہ میں تغیر و تبدل ہوتا رہا ۱۲

[2] النکاح ینعقد بالایجاب والقبول بلفظین یعبر بہما عن الماضی او یعبر باحدہما عن الماضی والاخر عن المستقبل مثل ان یقول زوجنی فیقول زوجتک ولا ینعقد الا بحضور الشاہدین حرین بالغین عاقلین مسلمین او رجل وامرأتین ۱۲ المختصر للبغدادی صہ ۱۳۴ وصہ ۱۳۵

[3] لو زوجہ بنتہ ولم یسمہا ولہ بنتان لم یصح للجہالۃ بخلاف ما اذا کانت لہ بنت واحدۃ الا اذا سماہا بغیر اسمہا ولم یشر الیہا فانہ لا یصح ۱۲ صہ ۳۲۲ ج ۲ شامی

[4] فاذا قال لہا اتزوجک بکذا فقالت قد قبلت یتم النکاح وان لم یقل الزوج قبلت کذا فی الذخیرۃ ۱۲ صہ ۳ ج ۲ عالمگیری

کا نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے میں نے قبول کیا تب بھی نکاح ہو گیا نام لینے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کا بھی نام لیوے اور اس کے باپ کا نام بھی اتنے زور سے لیوے کہ گواہ لوگ سن لیویں اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کے نام لینے سے معلوم نہ ہو کہ کس کا نکاح کیا جاتا ہے تو دادا کا نام بھی لینا ضروری ہے۔ غرض یہ ہے کہ ایسا پتہ مذکور ہونا چاہیئے کہ سننے والے سمجھ لیویں کہ فلانی کا نکاح ہو رہا ہے۔

مسئلہ (۵)۔ نکاح[۱] ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں تب نکاح ہوگا۔ اگر تنہائی میں ایک نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوا اسی طرح اگر فقط ایک آدمی کے سامنے نکاح کیا تب بھی نہیں ہوا۔

مسئلہ (۶)۔ اگر مرد[۲] کوئی نہیں صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تب بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے دس بارہ کیوں نہ ہوں دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد ضرور ہونا چاہیئے۔

مسئلہ (۷)۔ اگر دو مرد[۳] تو ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں تو بھی نکاح درست نہیں ہوا اسی طرح اگر مسلمان تو ہیں لیکن وہ دونوں یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں تب بھی نکاح درست نہیں، اسی طرح اگر ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح ہوا لیکن وہ عورتیں ابھی جوان نہیں ہوئیں۔ یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں ہوئی ہے۔ تو نکاح صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ (۸)۔ بہتر[۴] یہ ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے۔ جیسے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں یا اور کہیں تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جاوے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت پڑ گئی کہ بہت آدمی نہ جان سکے تو خیر کم سے کم دو

بقیہ ص۱ ۴ فان کانت حاضرۃ منتقبۃ کفی الاشارۃ الیہا وان کانت غائبۃ فان کان الشہود یعرفونہا کفی ذکر اسمہا اذا علموا انہ اراد بہا وان لم یعرفوہا لا بد من ذکر اسمہا اسم ابیہا وجدہا ۱۲ شامی ص۲۷۳ ج۲ ملخصا

۱ وشرط سماع کل واحد منہما لفظ الآخر وحضور حرین او حر وحرتین مکلفین مسلمین سامعین معا لفظہما فلا یصح ان سمعا متفرقین ۱۲ شرح وقایہ ص۹ ج۲ ولا ینعقد بشہادۃ امرأتین بغیر رجل ۱۲ عالمگیری ص۲۶۷ ج۲

۳ وشرط فی الشہادۃ اربعۃ امور الحریۃ والعقل والبلوغ والاسلام فلا ینعقد بحضرۃ الکفار فی نکاح المسلمین ولا بحضرۃ العبید والمجانین والصبیان کذا فی بحر الرائق ۱۲ فتاوی ہندیہ ص۲۶۷ ج۲ بتغیر

۴ وعن عائشۃ رضی اللہ تعالے عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلنوا ہذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف ۱۲ مشکوۃ ص۲۷۱ ج۲

مرد یا ایک مرد دو عورتیں ضرور موجود ہوں جو اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سنیں۔

مسئلہ (۹) اگر مرد بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں دو گواہوں کے سامنے ایک کہدے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا بس نکاح ہو گیا۔

مسئلہ (۱۰) اگر کسی نے اپنا نکاح خود نہیں کیا بلکہ کسی سے کہدیا کہ تم میرا نکاح کسی سے کردو یا یوں کہا میرا نکاح فلانے سے کردو اور اس نے دو گواہوں کے سامنے کردیا تب بھی نکاح ہو گیا اب اگر وہ انکار بھی کرے تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان

مسئلہ (۱) اپنی اولاد کے ساتھ اور پوتے پڑپوتے اور نواسے وغیرہ کے ساتھ درست نہیں اور باپ دادا۔ پردادا۔ نانا پرنانا وغیرہ سے بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۲) اپنے بھائی اور ماموں اور چچا اور بھتیجے، بھانجے کے ساتھ نکاح درست نہیں اور شرع میں بھائی وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہوں یا ان دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں یا ان دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں یہ سب بھائی ہیں۔ اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بھائی نہیں اس سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ (۳) داماد کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو۔ اور دونوں میاں بی بی ایک ساتھ رہے ہوں۔ یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو ہر طرح حرام ہے۔

مسئلہ (۴) کسی کا باپ مر گیا اور ماں نے دوسرا نکاح کیا۔ لیکن ماں ابھی اس کے پاس رہنے نہ پائی تھی کہ مر گئی یا اس نے طلاق دیدی تو اس سوتیلے باپ

سلہ وینعقد بایجاب وقبول لفظہما ماض کزوجت وتزوجت ۱۲ شرح وقایہ ص ۲ ج ۲ سلہ ویصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضرہ الشہود ۱۲ عالمگیری ص ۲۹۴ ج ۲ سلہ وسلہ وسلہ حرم علی المتزوج ذکرا کان او انثی اصلہ وفرعہ علا او نزل وبنت اخیہ واختہ وبنتہا ولو من زنا ۱۲ در مختار وتیر شامی ص ۳۰۰ ج ۲ المحرمات بالصہریۃ امہات الزوجات وجداتہن من قبل الاب والام وان علون ویحرم الزوجۃ بشرط الدخول بالام وحلیلۃ الابن وان سفل او نسبا او لا بروالاجداد ۱۲ ملخصا عالمگیری ص ۳۰۰ ج ۲ سلہ وسلہ وسلہ دیکھو مسئلہ ۱۰ و ۱۱ کا حاشیہ باب ہذا

سے نکاح کرنا درست ہے ہاں اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہو تو اس سے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ (۵)۔ سوتیلی[1] اولاد سے نکاح درست نہیں یعنی ایک مرد کے کئی بیبیاں ہیں تو سوت کے اولاد سے کسی طرح نکاح درست نہیں۔ چاہے اپنے میاں کے پاس رہ چکی ہو یا نہ رہی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔

مسئلہ (۶)۔ خسر[2] اور خسر کے باپ دادا کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں۔

مسئلہ (۷)۔ جب[3] تک اپنی بہن نکاح میں رہے، تب تک بہنوئی سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر بہن مر گئی یا اس نے چھوڑ دیا اور عدت پوری ہو چکی تو اب بہنوئی سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ (۸)۔ اگر دو[4] بہنوں نے ایک ہی مرد سے نکاح کیا تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہے۔ اور جس کا بعد میں کیا گیا وہ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۹)۔ ایک[5] مرد کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے۔ اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور بھانجی اور بھتیجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ (۱۰)۔ جن[6] دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی عورت مرد ہوتی۔ تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہو سکتا۔ ایسی دو عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ جب ایک مر جاوے یا طلاق مل جاوے اور عدت گذر جائے۔ تب دوسری عورت اس مرد سے نکاح کرے۔

مسئلہ (۱۱)۔ ایک[7] عورت ہے اور اس کی سوتیلی لڑکی ہے۔ یہ دونوں ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کر لیویں تو درست ہے۔

---

[1] و [2] دیکھئے [3] و [4] باب ہذا [3] [4] و منہا ای المحرمات لا علی سبیل التابید الجمع بین الاختین نکاحا حرتین کانتا او امتین ان تزوجہما جملۃ بطلا و ان تزوجہما علی التعاقب صح الاول و بطل الثانی ۱۲ فتاوی قاضی خاں بر عالمگیری ص۳۶۲ ج ۱ [5] دیکھو مسئلہ [1] و [2] و [3] کا حاشیہ باب ہذا [6] و بین امرأتین ایتہما فرضت ذکرا لم تحل لہ الاخری ۱۲ شرح وقایہ ص۱۳ ج ۱ [7] لا یحرم الجمع بین امرأۃ و بنت زوجہا ۱۲ شرح وقایہ مجتبائی ص۱۵ ج ۲

مسئلہ (۱۲) لے پالک کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہو جاتا۔ اس لئے متبنیٰ[۱] سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ (۱۳) سگا[۲] ماموں نہیں بلکہ کسی رشتہ سے ماموں لگتا ہے تو اس سے نکاح درست ہے اسی طرح اگر کسی دور کے رشتہ سے چچا یا بھانجا یا بھتیجا ہوتا ہو اس سے بھی نکاح درست ہے ایسے ہی اگر اپنا بھائی نہیں ہے بلکہ چچا زاد بھائی ہے یا ماموں زاد، یا پھوپی زاد، خالہ زاد بھائی ہے اس سے بھی نکاح درست ہے[۳]

مسئلہ (۱۴) اسی[۴] طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں ماموں زاد یا چچا زاد یا پھوپی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہیں ایسی بہن کے رہتے بھی بہنوئی سے نکاح درست ہے۔ یہی حال پھوپی اور خالہ وغیرہ کا ہے۔ کہ اگر کوئی دور کا رشتہ نکلتا ہے پھوپی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ (۱۵) جتنے[۵] رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتہ دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں یعنی دودھ پلانے والی کے شوہر سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کا باپ ہوا اور دودھ شریکی بھائی سے نکاح درست نہیں۔ جس کو اس نے دودھ پلایا ہے، اس سے اور اس کی اولاد سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کی اولاد ہوئی دودھ کے حساب سے ماموں بھانجا چچا بھتیجا سب سے حرام ہے۔

مسئلہ (۱۶) دودھ[۶] شریکی دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں غرضکہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا دودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے۔

نوٹ۔ مسئلہ ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ صفحہ ۶۸ و ۶۹ میں درج کر دیئے گئے

---

[۱] ولا تحرم حلیلۃ الابن المتبنی وکذا عکسہ ۱۲ صفحہ ۲۷۴ ج ۱
[۲] قال اللہ سبحانہ وتعالی واحل لکم ما وراء ذلکم۔ پارہ ۴
[۳] فتحرم بنات ہؤلاء الصبیۃ ای العمات والخالات للاب والام اولام وکذا عمات الاب والام وعمات الجد والجدۃ لکن بنات ہؤلاء ان لم تکن صبیۃ لا تحرم کبنت العم والعمۃ وبنت الخال والخالۃ ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۱ ج ۲
[۴] وحرم الکل مما مر تحریمہ نسبا ومصاہرۃ رضاعا، الا ما استثنی فی بابہ ۱۲ در مختار بر شامی صفحہ ۴۰۳ ج ۲
[۵] وحرم الجمع بین المحارم نکاحا ای عقدا صحیحا او عدۃ ولو من طلاق بائن وقولہ بین المحارم اراد بالمحارم ما یشمل النسب والرضاع فلو کان لہ زوجتان رضیعان از صغیرتان جنبیۃ فسد نکاحہما ۱۲ در وشامی صفحہ ۳۹۰ ج ۲
[۶] ماں کا تینوں قسم کا بھائی خواہ ماں شریک ہو یا باپ شریک ہو یا ماں باپ دونوں میں شریک ہو سگا ماموں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

ہیں ۱۲

مسئلہ (۲۱) مسلمان عورت کا نکاح مسلمان کے سوا اور کسی مذہب والے مرد سے دُرست نہیں ہے۔

مسئلہ (۲۲) کسی عورت کے میاں نے طلاق دے دی یا مر گیا تو جب تک طلاق کی عدّت اور مرنے کی عدّت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۲۳) جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اب بے طلاق لیے اور عدّت پوری کیے دوسرے سے نکاح کرنا درست نہیں۔

نوٹ۔ مسئلہ ۲۴ صفحہ ۶۹ پر درج کیا گیا ہے۔

مسئلہ (۲۵) جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں اب اس سے پانچویں عورت کا نکاح درست نہیں۔ اور ان چار میں سے اگر اس نے ایک کو طلاق دیدی تو جب تک طلاق کی عدّت پوری نہ ہو چکے کوئی اور عورت اس سے نکاح نہیں کر سکتی

مسئلہ (۲۶) سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ بہت سے عالموں کے فتوے میں درست نہیں ہے۔

وَلی کا بیان

لڑکی اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اس کو ولی کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱) لڑکی اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے اگر باپ نہ ہو تو دادا وہ نہ ہو تو پردادا۔ اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی۔ سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی پھر بھتیجا۔ پھر بھتیجے کا لڑکا پھر بھتیجے کا پوتا یہ لوگ نہ ہوں تو سگا چچا پھر سوتیلا چچا یعنی باپ کا سوتیلا بھائی پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا پھر

حاشیہ:

سلہ ولا یجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۸۳ ج ۱

سلہ ولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وکذالک المعتدة سواء کانت العدة عن طلاق او وفاة ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۸۰ ج ۲

سلہ وللحر ان یتزوج اربعا من الحرائر والاماء لیس له ان یتزوج اکثر من ذالک فان طلق الحر احدی الاربع طلاقا بائنا لم یجز له ان یتزوج رابعة حتی تنقضی عدتها ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۹۱ و صفحہ ۲۹۲ ج ۲

سلہ الرافضی اذا کان یسب الشیخین و یلعنهما العیاذ باللہ فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالی وجهه علی ابی بکر رضی لا یکون کافرا الا انه مبتدع ویجب اکفار الروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا وتناسخ الارواح وبانتقال الارواح الی الائمة وبقولهم فی خروج امام الباطن وبتعطیلهم الامر والنهی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دون علی ابن ابی طالب رضی هولاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۶۳ ج ۲ ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة باقی صفحہ ۷

سوتیلے چچا کا لڑکا اور پوتا یہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا ولی ہے۔ پھر اس کی اولاد اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے پوتے پروتے کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا پھر اس کے لڑکے پوتے پروتے وغیرہ یہ کوئی نہ ہوں تب ماں ولی ہے۔ پھر دادی پھر نانی پھر نانا پھر حقیقی بہن پھر سوتیلی بہن جو باپ شریکی ہو پھر جو بھائی بہن شریک ہوں پھر پھوپی پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ۔

مسئلہ (۲) ۔ نابالغ[۵] شخص کسی کا ولی نہیں ہوسکتا۔ اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہوسکتا۔ اور مجنون، پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہے۔

مسئلہ (۳) بالغ[۶] یعنی جوان عورت خود مختار ہے چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کرسکتا۔ اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کرلے تو نکاح ہوجاوے گا چاہے ولی کو خبر ہو چاہے نہ ہو اور ولی چاہے خوش ہو یا ناخوش۔ ہر طرح نکاح درست ہے۔ ہاں البتہ اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا اپنے سے کم ذات والے سے نکاح کرلیا اور ولی ناخوش ہے فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست نہ ہوگا اور اگر نکاح تو اپنے میل ہی میں کیا لیکن جتنا مہر اس کے دادھیالی خاندان میں باندھا جاتا ہے جس کو شرع میں مہر مثل کہتے ہیں۔ اس سے بہت کم پر نکاح کرلیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہوگیا لیکن اس کا ولی اس نکاح کو تڑوا سکتا ہے مسلمان حاکم کے پاس فریاد کرے وہ نکاح توڑ دے۔ لیکن اس فریاد کا حق اس ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے یعنی باپ سے لیکر دادا کے، چچا کے بیٹوں، پوتوں تک۔

مسئلہ (۴) کسی[۷] ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بے اس سے پوچھے اور اجازت لیے کردیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہوگیا اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا اور اجازت کا طریقہ آگے آتا ہے۔

باقی صے ولا لمسلمۃ ولا کافر لمسلمۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ الا احد ۱۲ عالمگیری ص۲۸۳ ج۱ ف۵ اس لیے ہرگز سنی عورت کا شیعی مرد سے نکاح نہ کرے ۱۲

ف۵ ولی در معنی لغوی وفقہی واصولی وفی الفقہ البالغ العاقل الوارث فخرج الصبی والمعتوہ والکافر علی المسلمۃ ۱۲ بحر ص۱۰۹ ج۳

ف۶ اولی العصبۃ المراد العصبۃ بنفسہ ای ذکر تیصل بالمیت بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب ای قدم الجزء وان سفل ثم الاصل وان علی ثم جزء الاصل القریب کالاخ الاقرب ثم جزءہ وان سفلوا ثم جزء الاصل البعید کالعم ثم جزءہ وان سفلوا ثم لابیہ قدم الاعیانی علی العلاتی شرح وقایہ جلد ۳ ج۲ وعند عدم العصبۃ الام ثم البنت ثم بنت الابن ثم بنت البنت ثم بنت ابن الابن ثم بنت بنت البنت ثم الاخت لاب وام ثم الاخت لاب ثم الاخ والاخت لام ثم اولادہم ۱۲ عالمگیری ص۲۸۳ ج۱

ف۷ ولا ولایۃ لعبد وصغیر ومجنون وکافر علی مسلمۃ ۱۲ کنز ص۱۰۱ ف۲ نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی

باقی ص۸ پر

مسئلہ (۵) - جوان[۱] کنواری لڑکی سے ولی نے آکر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کیے دیتا ہوں یا کردیا ہے اس پر وہ چپ ہورہی یا مسکرادی یا رونے لگی تو بس یہی اجازت ہے اب وہ ولی نکاح کردے تو صحیح ہوجاوے گا یا کرچکا تھا تو صحیح ہو گیا۔ یہ بات نہیں ہے کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے جو لوگ زبردستی کرکے زبان سے قبول کراتے ہیں برا کرتے ہیں۔

مسئلہ (۶) - ولی[۲] نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے وقت چپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے۔ بلکہ نام و نشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر مہر نہیں بتلایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا اس کے لئے قاعدہ کے موافق پھر اجازت لینی چاہیئے۔

مسئلہ (۷) - اگر وہ[۳] لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ ایک نکاح پہلے ہوچکا ہے یہ دوسرا نکاح ہے اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا چاہیئے اگر اس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کردیا تو نکاح موقوف رہا بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کرلے تو نکاح ہوگیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔

مسئلہ (۸) - باپ[۴] کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے اجازت دیوے تب اجازت ہوگی۔ ہاں اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہوجائے گی خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع سے اسی کو پوچھنے کا حق ہو تو جب وہ خود یا

باقی ص۷ کا ولا تجبر بکر بالغۃ با لنکاح و من نکحت غیر کفو فرق الولی و نقصت عن مہر مثلہا فللولی ان یفرق او یتم مہرہا کنز ۱۲ ص۱۰۲

[۲] لا یجوز نکاح بالغۃ بغیر اذنہا فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتہا فان اجازتہ جاز و ان ردتہ بطل ۱۲ عالمگیری ملخصا ص۲۸ ج ۱

[۱] فان استاذنہا الولی فسکتت او ضحکت او بکت او زوجہا فبلغت الخبر فسکتت فہو اذن ۱۲ کنز ص۱۰۱

[۲] و تعتبر فی الاستیذان تسمیۃ الزوج علی وجہ تقع بہ المعرفۃ حتی لو قال لہا ارید ان ازوجک من رجل فسکتت لا یکون رضاء و قیل یشترط ذکر المہر و ہو قول المتاخرین و فی فتح القدیر و ہو الاوجہ کذا فی بحر الرائق ۱۲ عالمگیری ملخصا ص۲۸ ج ۱

[۳] و لو استاذن الثیب فلا بد من رضاہا بالقول و کذا اذا بلغہا الخبر ۱۲ عالمگیری ص۲۹ ج ۱

[۴] و لو استاذنہا غیر ولی اقرب فرضاہا بالقول ۱۲ شرح وقایہ ص۲۲ ج ۲ و ان کان لہا ولی اقرب من الزوج لا یکون السکوت منہا رضاء و لہا الاختیار ان شاءت رضیت و ان شاءت ردت و ان بلغہا الخبر من رجل واحد ان کان ذلک الرجل رسول الولی یکون سکوتہا رضی سواء کان الرجل عدلا او غیر عدل ۱۲ فتاوی ہندیہ ص۲۸ ج ۲

اس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت لیوے تب چپ رہنے سے اجازت ہوگی اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے۔ یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے، تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی

مسئلہ(۹) ولی[۱] نے بے پوچھے اور بے اجازت لئے نکاح کر دیا۔ پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی نے آکر خبر دی کہ تمہارا نکاح فلانے کیساتھ کر دیا گیا تو اس صورت میں بھی چپ رہنے سے اجازت ہو جاوے گی اور نکاح صحیح ہو جاویگا۔ اور اگر کسی اور نے خبر دی تو اگر وہ خبر دینے والا نیک معتبر آدمی ہے، یا دو شخص ہیں تب بھی چپ رہنے سے نکاح صحیح ہو جاویگا۔ اور اگر خبر دینے والا ایک شخص اور غیر معتبر ہے تو چپ رہنے سے نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ موقوف رہے گا۔ جب زبان سے اجازت دیدے یا کوئی اور ایسی بات پائی جاوے جس سے اجازت سمجھ لی جاوے تب نکاح صحیح ہوگا۔

نوٹ۔ ضمیمہ دیکھئے ولی کا بیان۔

مسئلہ(۱۱) یہی[۲] حکم لڑکے کا ہے کہ اگر جوان ہو تو اس پر زبردستی نہیں کر سکتے اور ولی بے اس کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر بے پوچھے نکاح کر دے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا اگر اجازت دیدی تو ہو گیا نہیں تو نہیں ہوا البتہ اتنا فرق ہے کہ لڑکے کے فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی، زبان سے کہنا اور بولنا چاہئے۔

مسئلہ(۱۲) اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے۔ بغیر ولی کے اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ اگر اس نے بے ولی کے اپنا نکاح کر لیا یا کسی اور نے کر دیا تو ولی کے اجازت پر موقوف ہے اگر ولی اجازت دیگا تو نکاح ہوگا نہیں تو نہ ہوگا۔ اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے جس سے چاہے کر دے

[۱] زوجہا الولی فبلغہا الخبر فسکتت فہو اذن ۱۲ کنز صفحہ ۱۰۱ وقال فی فتاوی الہندیہ وان کان المخبر فضولیا شرط فیہ العدد او العدالۃ ۱۲ صفحہ ۲۸۹ ج ۱ مسئلہ بہشتی زیور امدادیہ مطبوعہ کے صفحہ پر درج ہے

[۲] وخیار الغلام والثیب لا یبطل بلا رضاء صریح او دلالۃ ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۲۵ ج ۲ وللولی النکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۲۳ ج ۲ کل ہولاء لہم ولایۃ الجبار علی الابنۃ والذکر فی حال صغرہما وحال کبرہما اذا جنا وان زوج الصغیر او الصغیرۃ ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرا وہو من اہل الولایۃ توقف النکاح الابعد علی اجازتہ ۱۲ فتاوی ہندیہ صفحہ ۲۸۳ ج ۱

نابالغ لڑکیاں اور لڑکے اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کر سکتے چاہے وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح ہو چکا ہو۔ اور رخصتی بھی ہو چکی ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ (۱۳) ۔ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ نے یا دادا نے کیا ہو تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد نہیں کر سکتے چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے پر بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ (۱۴) ۔ اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا ہے اور جس کیساتھ کیا ہے وہ لڑکا ذات میں برابر درجہ کا بھی ہے۔ اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جاویگا لیکن جوان ہونے کے بعد ان کو اختیار ہے چاہے اس نکاح کو باقی رکھیں چاہے مسلمان حاکم کے پاس نالش کر کے توڑ ڈالیں اور اگر اس ولی نے لڑکی کا نکاح کم ذات والے مرد سے کر دیا۔ یا مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہے یا لڑکے کا نکاح جس عورت سے کیا ہے اس کا مہر اس عورت کے مہر مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔

نوٹ۔ مسئلہ ۱۵ و ۱۶ دیکھیے ضمیمہ ولی کا بیان

مسئلہ (۱۷) ۔ قاعدے سے جس ولی کو نابالغ کے نکاح کرنے کا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنی دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں، اور اس سے مشورہ لیں تو یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کریگا اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی تو ایسی صورت میں اس کے بعد والا ولی بھی نکاح کر سکتا ہے اگر اس نے بے اس کے پوچھے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا اور اگر اتنی دور نہ ہو تو بغیر اس کی رائے لیے دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہئے اور اگر کریگا تو اسی ولی کی اجازت پر موقوف

ف و مسئلہ د صح نکاح الاب والجد الصغیر والصغیرۃ بغبن فاحش و من غیر کفوٴ غیرہما ای لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لایکون لہما حق الفسخ بعد البلوغ ۱۲ رد المختار ص ۲۲ ج ۲ مسئلہ ولا بعد التزویج بغیبۃ لا قرب مسافۃ القصر ۱۲ کنز ص ۱۰۱ مسئلہ یعنی بغیر ولی قریب کے پوچھے ہوئے ولی بعید نے نکاح کر دیا ۱۲

رہے گا۔ جب وہ اجازت دے گا تب صحیح ہوگا۔

مسئلہ (۱۸) اسی طرح اگر حقدار ولی کے ہوتے ہوئے دوسرے ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا جیسے حق تو تھا باپ کا اور نکاح کر دیا دادا نے اور باپ سے بالکل رائے نہیں لی تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا یا حق تو تھا بھائی کا اور نکاح کر دیا چچا نے تو بھائی کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ (۱۹) کوئی عورت پاگل ہو گئی اور عقل جاتی رہی اور اس کا جوان لڑکا بھی موجود ہے اور باپ بھی ہے اس کا نکاح کرنا اگر منظور ہو تو اس کا ولی لڑکا ہے کیونکہ ولی ہونے میں لڑکا باپ سے بھی مقدم ہے۔

کون کون لوگ اپنے برابر کے اور اپنے میل کے ہیں اور کون کون برابر کے نہیں

مسئلہ (۱) شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جاوے۔ یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے مت کرو جو اس کے برابر درجہ کا اور اس کی ٹکر کا نہیں ہے۔

مسئلہ (۲) برابری کئی قسم کی ہوتی ہے، ایک تو نسب میں برابر ہونا۔ دوسرے مسلمان ہونے میں۔ تیسرے دینداری میں، چوتھے مال میں، پانچویں پیشہ میں

مسئلہ (۳) نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ اور سید اور انصاری علوی یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں یعنی اگرچہ سیدوں کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن اگر سید کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا بلکہ یہ بھی میل ہی ہے۔

مسئلہ (۴) نسب میں اعتبار باپ کا ہے ماں کا کچھ اعتبار نہیں اگر باپ سید ہے

لہ وان زوج الصغیر او الصغیرۃ ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرا وہو من اہل الولایۃ توقف نکاح الابعد علی اجازتہ ۱۲ عالمگیری ص۲۸۵ ج۱۔ ٢ه وولی المجنونۃ وابن الاب ۱۲ کنز ص۱۰۱ ۳ه الکفارۃ المعتبرۃ فی النکاح ۱۲ فتوی خانیہ۔ ۴ه الکفارۃ تعتبر نسبا وحریۃ ودیانۃ ومالا وحرفۃ ۱۲ کنز ص۱۰۲ ۵ه قریش بعضہم اکفاء لبعض کیف کان حتی ان القریشی الذی لیس بہاشمی یکون کفوا لہاشمی ۱۲ قاضی خان ص۳۲۹ ج۱ ۶ه الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح من جانبہ ای یعتبر ان یکون الرجل مکافئا لہا فی الاوصاف الاتیۃ بان لا یکون دونہا فیہا ولا تعتبر من جانبہا بان لا یکون مکافئا لہ فیہا بل یجوز ان تکون دونہ فیہا ۱۲ درمختار شامی ص۲ ج۲ ٧ه اور اسی طرح جو مرد دین میں عورت کے برابر کا نہ ہو اس سے بھی نکاح کرنا مناسب نہیں ۱۲

تو لڑکا بھی سیّد ہے اور اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے۔ ماں چاہے جیسی ہو اگر کسی سیّد نے کوئی باہر کی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کر لیا تو لڑکے سیّد ہوئے اور درجہ میں سب سیدوں کے برابر ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جس کی ماں باپ دونوں عالی خاندان ہوں اسکی زیادہ عزت ہے لیکن شرع میں سب ایک ہی میل کے کہلاویں گے۔

مسئلہ (۵) مغل[۱]، پٹھان سب ایک قوم ہیں اور شیخوں اور سیّدوں کی ٹکر کے نہیں۔ اگر شیخ یا سیّد کی لڑکی ان کے یہاں بیاہ آئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہوا۔

مسئلہ (۶) مسلمان[۲] ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے شیخوں، سیّدوں، علویوں، انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اسکا باپ بھی مسلمان تھا اور جو شخص خود مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اسکا دادا مسلمان نہیں وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جسکا دادا بھی مسلمان ہے

مسئلہ (۷) جس[۳] کے باپ دادا دونوں مسلمان ہوں لیکن پردادا مسلمان نہو تو وہ شخص اس عورت کے برابر سمجھا جاویگا جس کی کئی پشتیں مسلمان ہوں خلاصہ یہ کہ دادا تک مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار ہے اس کے بعد پردادا اور نگڑدادا میں برابری ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ (۸) دینداری[۴] کا یہ مطلب کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں۔ لچا، شہدا شرابی، بدکار آدمی نیک بخت پارسا دیندار عورت کے برابر کا نہ سمجھا جاویگا

مسئلہ (۹) مال[۵] میں برابری کے یہ معنیٰ ہیں کہ بالکل مفلس محتاج مالدار عورت کے برابر کا نہیں ہے اور اگر بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا مہر پہلی[۶] رات کو دینے کا دستور

[۱] العرب بعضہم اکفاء لبعض الانصاری والمہاجری فیہ سواء والموالی لایکونون اکفاء العرب ۱۲ قاضی خان بر عالمگیری ص ۳۴۹ ج ۱ وفی المہذبی ان غیر العربی لایکافی العربی وان کان حسیبا لکن فی الجامع قاضی خان قالوا الحسیب یکون کفوا للنسب فالعالم العجمی یکون للجاہل العربی والعلویۃ لان شرف العلم فوق شرف النسب وارتضاہ فی فتح القدیر وجزم البزازی ذکی وزاد والعالم الفقیر یکون کفوا للغنی الجاہل والوجہ فیہ ظاہر کما مر ۱۲ در مختار وشامی ص ۳۴۳ ج ۲ ص ۳۴۴ ج ۲

[۲] و[۳] وفی العجمی اسلاما فذو ابوین فی الاسلام کفو لذی آباء فیہ و مسلم بنفسہ غیر کفو لذی فیہ ولا ذو اب فیہ لذی ابوین فیہ ۱۲ شرح وقایہ ص ۲۸ ج ۲

[۴] و دیانۃ فلیس فاسق کفوا للبنت الصالح ۱۲ شرح وقایہ ص ۲۹ ج ۲ قال فی البحر وقع لی تردد فیما اذا کانت صالحۃ دون ابیہا او کان ابوہا صالحا دونہا ہل یکون الفاسق کفولہا اولا فظاہر کلام المتون عین ان العبرۃ لصلاحہا وحدہا فانہم قالوا لایکون الفاسق کفوا للبنت الصالحین ۱۲ در مختار وشامی ص ۳۴۴ ج ۲

[۵] ومالا بان یقدر علی المعجل ونفقۃ شہر ۱۲ در مختار ص ۱۹۵ ج ۲

[۶] مطلب مراد یہ ہے کہ کل پر قدرت شرط نہیں رہا یہ امر کہ نفقہ پر قدرت بھی شرط ہے یا نہیں اس سے اس جگہ نفیاً یا اثباتاً تعرض نہیں کیا گیا لیکن واقعہ ...

ہے اتنا مہر دے سکتا ہے تو اپنے میل اور برابر کا ہے اگرچہ سارا مہر نہ دے سکے اور یہ ضروری نہیں کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مالدار ہو، یا اس کے قریب قریب مالدار ہو۔

مسئلہ (۱۰) - پیشہ[1] میں برابری یہ ہے کہ جولاہے درزی کے میل اور جوڑ کے نہیں اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر نہیں۔

مسئلہ (۱۱) - دیوانہ[2] پاگل آدمی ہوشیار سمجھ دار عورت کے میل کا نہیں۔

مہر کا بیان

مسئلہ (۱): نکاح[3] میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے چاہے نہ کرے ہر حال میں نکاح ہو جاوے گا لیکن مہر دینا پڑے گا۔ بلکہ اگر کوئی یہ شرط کرلے کہ ہم مہر نہ دیویں گے بے مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۲) - کم[4] سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے تین[5] روپے بھر چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں چاہے جتنا مقرر کرے۔ لیکن مہر کا بہت بڑھانا اچھا نہیں سو اگر کسی نے فقط ایک روپیہ بھر چاندی ایک اٹھنی مہر مقرر کر کے نکاح کیا تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینی پڑے گی شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور اگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق دیدے تو اس کا آدھا دیوے۔

نوٹ - مسئلہ ۳ و ۴ و ۵ و ۶ دیکھیے ضمیمہ مہر کا بیان۔

مسئلہ (۷) - اگر نکاح[6] کے وقت مہر کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا گیا کہ کتنا ہے یا اس شرط پر نکاح کیا کہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہوں کچھ مہر نہ دونگا۔ پھر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا ایسی تنہائی ویکجائی ہو گئی جو شرع میں معتبر ہے۔ تب بھی مہر دلایا جاویگا اور اس صورت میں مہر مثل دینا ہوگا اور اگر اس صورت میں ویسی تنہائی سے

---

[1] قال فی النہر وفی البنایۃ عن النہایۃ الکناس والحجام والدباغ والحارس والسائس والراعی والقیم ای البان فی الحمام لیس کفوا لبنت الخیاط ابنت البزاز والتاجر لانہا بنت عالم وقاض وحائک لیس کفوا لبنت الدہقان وان کانت فقیرۃ وقیل ہو کفو، یتقدم نسب الدہقان علی ذی العقار الکثیر کمثل المغرب ۱۲ شامی صـ۳۳۳ ج ۲

[2] واختلفوا فی العقل قال بعضہم لا یعتبر ۱۲ فتاوی قاضی خاں بر عالمگیری صـ۳۵۱ ج ۱

[3] وصح النکاح بلا ذکر مہر ومع نفسہ ۱۲ شرح وقایہ صـ۳۴ ج ۲

[4] واقل عشرۃ دراہم یوم او قیمتہ عشرۃ دراہم یوم العقد لا یوم القبض والمعتبر وزن سبعۃ وہوان یکون زنۃ کل درہم اربعۃ عشر قیراطا ۱۲ کنز صـ۱۰۳ وجوہرہ صـ۹۹ ج ۲ مسئلہ ۳ ۔ ۴ ۔ ۵ ۔ ۶ کا حاشیہ امدادیہ بہشتی زیور کے صـ۹۰ پر درج ہے

[6] وصح النکاح بلا ذکرہ واقلہ عشرۃ دراہم فان سماہا او دونہا فلہا عشرۃ بالوطی او الموت وا لخلوۃ و بالطلاق قبل الوطی تنصف وان لم یسمہ او نفاہ فلہا مہر مثلہا و وطی او مات عنہا والمتعۃ ان طلقہا قبل الوطی وہی درع وخمار وملحفۃ ۱۲ کنز صـ۱۰۳

[5] اصل مقدار دس درہم ہیں اور یہ مسلّم ہے کہ دس درہم کا وزن سات مثقال ہے باقی صفحہ ۱۴۱ پر

پہلے مرد نے طلاق دیدی تو مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ فقط ایک جوڑا کپڑا پاوے گی اور یہ جوڑا دینا مرد پر واجب ہے نہ دیگا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ (۸)۔ جوڑے میں فقط چار کپڑے مرد پر واجب ہیں۔ ایک کرتہ، ایک سربند یعنی اوڑھنی۔ ایک پائجامہ یا ساڑھی جس چیز کا دستور ہو۔ ایک بڑی چادر جس میں سر سے پیر تک لپٹ سکے اس کے سوا اور کوئی کپڑا واجب نہیں۔

مسئلہ (۹)۔ مرد کی جیسی حیثیت ہو ویسے کپڑے دینے چاہئے اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑے اور اگر بہت غریب نہیں لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر کے اور جو بہت امیر کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہیے لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے نہ بڑھے اور ایک روپیہ چھ آنے یعنی ایک روپیہ اور ایک چونی اور ایک دونی بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہو یعنی بہت قیمتی کپڑے جن کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے بڑھ جاوے مرد پر واجب نہیں۔ یوں اپنی خوشی سے اگر وہ بہت قیمتی اس سے زیادہ بڑھیا کپڑے دیدے تو اور بات ہے۔

مسئلہ (۱۰)۔ نکاح کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا لیکن نکاح کے بعد میاں بیوی دونوں نے اپنی خوشی سے کچھ مقرر کرلیا اب مہر مثل نہ دلایا جاوے گا بلکہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کرلیا ہے وہی دلایا جاویگا البتہ اگر ویسی تنہائی و یکجائی ہونی سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ صرف وہی جوڑا کپڑا ملے گا جس کا بیان اوپر ہوچکا ہے

مسئلہ (۱۱)۔ سو روپے یا ہزار روپے اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھادیا اور کہا کہ ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو دینگے تو جتنے

بقیہ صفحہ ۱۴۳۔ روپے کا وزن ۲ تولہ ۸ ماشہ ۵ رتی ہے جو کہ مقدار شرعی سے ایک رتی ایک ماشہ زاید ہے یہ زیادتی احتیاط اور حساب کی آسانی کی غرض سے ہے ۱۲
، $\frac{1}{4}$ × ، $\frac{1}{2}$ × ، ۷ = $\frac{9}{2}$ × $\frac{63}{2}$ = ۳۱ $\frac{1}{2}$ ÷ ۱۲ = ۲ تولہ ، $\frac{1}{2}$ ۷ ماشہ اور روپیہ کا وزن ۱۱ $\frac{1}{2}$ ماشہ ہے اس لئے پونے تین روپے کا وزن ۲ تولہ ۸ ماشہ ۵ رتی ہے جو کہ مقدار شرعی سے ایک ماشہ ایک رتی زاید ہے یہ زیادتی احتیاط اور حساب کی آسانی کی غرض سے ہے۔ ۱۲۔

ه ۲ ه لقولہ تعالی ومتعوہن الاٰیۃ امر سید للوجوب وکذا کلمۃ حقا کلمۃ علی للوجوب واللزوم زیلعی صـ ۱۴۰ ج ۲ ومقتضی الامر عن فخر الاسلام من ان ہذا من دیارہم الحاق یعتبر عرف کل بلدۃ لاہلہا فیما تکتسی بہ المراۃ عند الخروج تامل ۱۲ شامی صـ ۴۶۲ ج ۲ ه ۲ ه واما فی عرفنا فیعتبر عرفنا کذا فی الخلاصۃ ولو اعطاہا قیمۃ الاثواب دراہم او دنانیر تجبر علی القبول کذا فی البدائع ثم لا تزاد علی النصف مہر مثلہا ولا تنتقص من خمسۃ دراہم ویعتبر فیہا حالہا لقیامہا مقام مہر المثل علی قول الکرخی فان کانت من السفلۃ یمتعہا من الکرماس وان کان من الوسطی یمتعہا من القز وان کانت مرتفعۃ الحال یمتعہا من الابریسم وہو الاصح ۱۲ عالمگیری صـ ۲۱۴ ج ۲ ه ۲ ه والمفوضۃ ما فرض لہا ان وطیت او مات عنہا باقی صـ ۱۵۱ پر

روپے زیادہ دینے کو کہے ہیں وہ بھی واجب ہو گئے نہ دے گا تو گنہگار ہوگا اور اگر ویسی تنہائی و یکجائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جاوے گا جتنا بعد میں بڑھایا جاویگا اسکو شمار نہ کرینگے اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضامندی سے اگر کچھ مہر معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہوگیا اور اگر پورا معاف کر دیا تو پورا معاف ہوگیا اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۲) اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈالکر دھمکا کر دق کر کے معاف کرالیا تو اس معاف کرانے سے معاف نہیں ہوا اب بھی اس کے ذمے ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۳) مہر میں روپیہ پیسہ سونا چاندی کچھ مقرر نہیں کیا بلکہ کوئی گاؤں یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر ہوئی، تو یہ بھی درست ہے جو باغ مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۴) مہر میں کوئی گھوڑا یا ہاتھی یا اور کوئی جانور مقرر کیا لیکن یہ مقرر نہیں کیا کہ فلاں گھوڑا دونگا، یہ بھی درست ہے ایک منجھولا گھوڑا جو نہ بہت بڑھیا ہو نہ بہت گھٹیا، دینا چاہیئے، یا اس کی قیمت دیدے۔ البتہ اگر فقط اتنا ہی کہا کہ ایک جانور دے دونگا اور یہ نہیں بتلایا کہ کونسا جانور دیویگا تو یہ مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہوا۔ مہر مثل دینا پڑے گا۔

نوٹ۔ مسئلہ ۱۵ و ۱۶ ضمیمہ دیکھئے مہر کا بیان

مسئلہ (۱۷) جہاں کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دیدینے کا دستور ہو وہاں اول ہی دن سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے اگر اول دن نہ مانگا تو جب مانگے تب مرد کو دینا واجب ہے دیر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ (۱۸) ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے یا مرد مر گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مر گئی

والمتعۃ ان طلقت قبل الوطی ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۳۶ ج ۲

۳ وان زاد فی المہر بعد العقد لزمتہ الزیادۃ ان دخل بہا او مات عنہا و تسقط الزیادۃ بالطلاق قبل الدخول فان حطت من مہرہا صح الحط ۱۲ قدوری صفحہ ۱۳۰

۱ ولابد صحۃ حطہا من الرضاء حتی لو کان مکرہۃ لم یصح ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۰۲ ج ۱

۲ المہر انما یصح بکل ما ہو مال متقوم ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۰۲ ج ۲ وان تزوجہا علی حیوان غیر موصوف صحت التسمیۃ ولہا الوسط منہا والزوج مخیر ان شاء اعطاہا ذالک وان شاء اعطاہا قیمتہ ۱۲ قدوری صفحہ ۱۳۶

۳ وعلی فرس او حمار یجب الوسط او قیمتہ ۱۲ کنز صفحہ ۱۰۱ وان تزوجہا علی حیوان غیر موصوف الخ یعنی سمی جنس الحیوان دون الوصف بان تزوجہا علی حمار او فرس او بقرۃ اما اذا لم یسم الجنس بان تزوجہا علی دابۃ لا تصح التسمیۃ ولہا مہر المثل ۱۲ جوہرہ نیرہ صفحہ ج ۲ مسئلہ ۱۵ و ۱۶ مطبوعہ امدایہ بہشتی زیور کے صفحہ ۶ و ۱۶ پر درج ہے

۵ ولہا منعہ من

الوطی والسفر بہا حتی ان تاخذ ما بین تعجیلہ کلا او بعضہا او قدر ما تعجیلہ مثلہا من مثل مہرہا عرفاً ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۲۵ ج ۲

تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے، اتنا مہر پہلے دینا واجب ہے۔ ہاں اگر کسی قوم میں دستور نہ ہو، تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔

نوٹ۔ مسئلہ ١٩ دیکھئے ضمیمہ کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ (٢٠)۔ مہر[١] کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہو گیا دیتے وقت عورت سے یہ بتلانا ضروری نہیں کہ میں مہر دے رہا ہوں۔

مسئلہ (٢١)۔ مرد[٢] نے کچھ دیا لیکن عورت تو کہتی ہے کہ یہ چیز تم نے مجھ کو یوں ہی دی مہر میں نہیں دی اور مرد کہتا ہے کہ یہ میں نے مہر میں دیا ہے تو مرد کی بات کا اعتبار کیا جاوے گا البتہ اگر کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر میں نہ سمجھینگے۔ اور مرد کی اس بات کا اعتبار نہ کریں گے

مہر مثل کا بیان

مسئلہ (١)۔ خاندانی[٣] مہر یعنی مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں سب سے پہلے کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو یعنی اگر یہ کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو اگر یہ خوبصورت ہے تو وہ بھی خوبصورت ہو اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا تو اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا ہو، نکاح کے وقت جتنی مالدار یہ ہے اتنی ہی وہ بھی تھی، جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اسی دیس کی وہ بھی ہے، اگر یہ دیندار، ہوشیار، سلیقہ دار، پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو۔ غرض جس وقت

[١] [٢] ومن بعث الی امرأتہ شیئا وقالت ہو ہدیۃ وقال ہو من المہر فالقول فی غیر المہیا للاکل ١٢ کنز ص۔

[٣] ومہر مثلہا من قوم ابیہا وقت العقد سنا وجمالا ومالا وعقلا ودینا وبلدا وعصرا وبکارۃ وثیابۃ ١٢ شرح وقایہ ص ٢٣ ج ٢ ومہر مثلہا یعتبر باخواتہا وعماتہا وبنات عمہا ولا یعتبر بامہا وخالتہا اذا لم تکونا من قبیلتہا ویعتبر فی مہر المثل ان یتساوی المرأتان فی السن والجمال والمال والعقل والدین والبلد والعصر ١٢ قدوری ص

اس کا نکاح ہوا ہے اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اسی کے مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا تو جو مہر اس کا مقرر ہوا تھا وہی اس کا مہر مثل ہے۔

مسئلہ (۲) - باپ[1] کے گھرانے کی عورتوں سے مراد جیسے اسکی بہنیں پھوپی، چچازاد بہن وغیرہ یعنی اسکی دادھیالی لڑکیاں۔ مہر مثل کے دیکھنے میں ماں کا مہر نہ دیکھیں گے ہاں اگر ماں بھی باپ ہی کے گھرانے میں سے ہو جیسے باپ نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر لیا تھا تو اس کا مہر بھی مہر مثل کہا جاوے گا۔

کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ (۱) - کافر[2] لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ سے نکاح کرتے ہوں شریعت اسکو بھی معتبر رکھتی ہے۔ اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہو جاویں تو اب نکاح دُہرانے کی کچھ ضرورت نہیں، وہی نکاح اب بھی باقی ہے۔

مسئلہ (۲) - اگر دونوں[3] میں ایک مسلمان ہو گیا دوسرا نہیں ہوا تو نکاح جاتا رہا۔ اب میاں بی بی کی طرح رہنا سہنا درست نہیں۔

نوٹ۔ مسئلہ ۳ دیکھئے ضمیمہ کافروں کے نکاح کا بیان

بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ (۱) - جس[4] کے کئی بیبیاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے، جتنا ایک عورت کو دیا ہے، دوسری بھی اتنے کی دعویدار ہو سکتی ہے۔ چاہے دونوں کنواری ہوں یا دونوں بیاہی ہوں یا ایک تو کنواری ہے اور دوسری بیاہی بیاہ لایا سب کا ایک حکم ہے۔ اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دوسری کے پاس بھی ایک رات رہے اسکے پاس دو یا تین راتیں رہا تو اس کے پاس بھی دو یا تین

---

[1] کا حاشیہ صفحہ ۱۷ پر بیان ہو چکا ہے ۱۲

[2] و[3] تزوج کافر بلا شہود او فی عدۃ کافر وذا فی دینہم جائز ثم أسلما اقرا علیہ ۱۲ کنز صفحہ ۱۱۰ ولو اسلم احد الزوجین عرض الاسلام علی الآخر فان قبل والا فرق ۱۲ کنز صفحہ ۱۱۱

[4] وما یجب علی الازواج للنساء العدل والتسویۃ بینہن فیما یملکہ والبیتوتۃ عندہا للصحبۃ والمؤانسۃ لا فیما لا یملک وہو الحب والجماع ۔ ع

(بقیہ صفحہ ۔)

احسن طریقہ اس کا یہ ہے کہ دو کاغذ کے برابر کے پرچوں پر دونوں بیبیوں کے نام لکھ کر دونوں کی ایک طرح کی گولیاں بنا لے اور ایک چھوٹے بچہ کو بلا کر اسکے سامنے دونوں گولیاں رکھ دے اور اس سے کہے کہ انمیں ایک اٹھا لے اس میں جس کا نام ہو اُسی کو ساتھ لیجائے یا جو طریقہ سب کی رضامندی سے تجویز کیا جائے ۱۲

راتیں رہے۔ جتنا مال زیور، کپڑے اسکو دیئے اتنے ہی کی دُوسری عورت بھی دعوے دار ہے۔

مسئلہ (۲) جس[1] کا نیا نکاح ہُوا اور جو پُرانی ہو چکی۔ دونوں کا حق برابر ہے۔ کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ (۳)۔ برابری[2] فقط رات کے رہنے میں ہے دن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں۔ اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دُوسری کے پاس کم رہا تو کچھ حرج نہیں۔ اور رات میں برابری واجب ہے۔ اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آگیا۔ اور دُوسری کے پاس عشاء کے بعد آیا تو گناہ ہُوا۔ البتہ جو شخص رات کو نوکری میں لگا رہتا ہو اور دن کو گھر میں رہتا ہو۔ جیسے چوکیدار، پہرہ دار اُسکے لئے دن کو برابری کا حکم ہے۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۴ دیکھئے ضمیمہ بیوں میں برابری کرنیکا بیان

مسئلہ (۵)۔ مرد[3] چاہے بیمار ہو، چاہے تندرست، بہر حال رہنے میں برابری کرے۔

مسئلہ (۶)۔ ایک[4] عورت سے زیادہ محبّت ہے دُوسری سے کم تو اس میں کچھ گُناہ نہیں۔ کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۷)۔ سفر[5] میں جاتے وقت برابری واجب نہیں۔ جس کو جی چاہے ساتھ لیجاوے، اور بہتر یہ ہے کہ نام نکال لے جس کا نام نکلے اُس کو لیجاوے تاکہ کوئی اپنے جی میں ناخوش نہ ہو۔

دُودھ پینے اور پلانے کا بیان

مسئلہ (۱)۔ جب[6] بچہ پیدا ہُوا ہو تو ماں پر دُودھ پلانا واجب ہے البتہ اگر باپ

[1] فیسوی بین الجدیدۃ والقدیمۃ والبکر والثیب والصحیحۃ والمریضۃ و الرتقاء والمجنونۃ ۱۲۔ عالمگیری صفحہ ۳۴۴ ج ۲

[2] و [3] امرأتان کان علیہ ان یستوی بینہما فیکون عند کل واحدۃ منہما یوما ولیلۃ او ثلثۃ ایام ولیالیہا ثم الرأی فی البدایۃ الیہ الثیب والبکر والمراہقۃ والبالغۃ والعاقلۃ والمجنونۃ والمسلمۃ والکتابیۃ فی القسم سواء وکذا الزوج الصحیح والمریض والمجبوب والخصی و العنین والبالغ و المراہق والمسلم و الذمی والجدیدۃ و العتیقۃ فی القسم سواء عندنا کانت الجدیدۃ بکرا او ثیبا ۱۲ فتاوی قاضی خان صفحہ ۲۰۱ / ۱ ج

[4] ولا فیما لا یملک وہو الحب والجماع ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۵۴ ج ۲

[5] ولہ ان یسافر بمن شاء منہن دون البعض و الاولی ان یقرع بینہن تطییبا لقلوبہن ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۵۵ ج ۲

[6] فان لم یکن للاب ولا للولد الصغیر مال تجبر الام علی الارضاع عند الکل ۱۲ خانیہ بر عالمگیری صفحہ ۴۲۶ ج ۲ (صفحہ ۵ دیکھو صفحہ ۱۸)

مالدار ہو اور کوئی انّا تلاش کر سکے تو دودھ ماں کو نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں۔

مسئلہ (۲) - کسی[1] اور کے لڑکے کو بغیر میاں کی اجازت لئے دُودھ پلانا دُرست نہیں ہاں البتہ اگر کوئی بچّہ بھوک کے مارے تڑپتا ہو اور اُس کے ضائع ہوجانے کا ڈر ہو تو ایسے وقت بے اجازت بھی دُودھ پلادے۔

مسئلہ (۳) - زیادہ سے زیادہ دُودھ پلانے کی مدّت[2] دُو برس ہیں دو سال کے بعد دُودھ پلانا حرام ہے۔ بالکل دُرست نہیں۔

مسئلہ (۴) - اگر بچّہ[3] کچھ کھانے پینے لگا، اور اِس وجہ سے دُو برس سے پہلے ہی دُودھ چھڑا دیا۔ تب بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ (۵) - جب[4] بچّہ نے کسی اور عورت کا دُودھ پیا تو وہ عورت اُسکی ماں بن گئی اور اس انّا کا شوہر جس کے بچّہ کا یہ دُودھ ہے اس بچّہ کا باپ ہوگیا اور اُسکی اولاد اُس کے دُودھ شریکی بھائی بہن ہو گئے اور نکاح حرام ہو گیا اور جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دُودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہوجاتے ہیں لیکن بہت سے عالموں کے فتوے میں یہ حکم جب ہی ہے کہ بچّہ نے دُو برس کے اندر ہی اندر دُودھ پیا ہو اگر بچہ دُو برس کا ہو چکا اسکے بعد کسی عورت کا دُودھ پیا تو اِس پینے کا کچھ اعتبار نہیں نہ وہ پلانے والی ماں بنی نہ اُس کی اولاد اس بچّہ کے بھائی بہن ہوئے اِسلئے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو دُرست ہے۔ لیکن امام اعظم جو بہت بڑے امام ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دُودھ پیا ہو تب بھی نکاح دُرست نہیں البتہ اگر ڈھائی برس کے بعد دُودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں بے کھٹکے سب کے نزدیک نکاح دُرست ہے۔

مسئلہ (۶) - جب[5] بچّہ کے حلق میں دُودھ چلا گیا۔ تو سب رشتے جو ہمنے اُوپر لکھے ہیں حرام ہو گئے چاہے تھوڑا دُودھ گیا ہو یا بہت اِس کا کچھ اعتبار نہیں۔

---

[1] ویکرہ للمرأۃ ان ترضع صبیا بلا اذن زوجہا الا اذا خافت ہلاکہ ۱۲ شامی ص ۵۵۵ ج ۲

[2] واجمعوا علی ان مدۃ الرضاع فی استحقاق اجرۃ الرضاع مقدر بحولین ۱۲ عالمگیری ص ۳۵۷ ج ۲ -

[3] ان فطم قبل مضی المدۃ واستغنی بالطعام لم یکن رضاعا ۱۲ شامی ص ۵۵۵ ج ۲ -

[4] یثبت بمصّ فی حولین و نصف لا بعدہ امومیۃ المرضعۃ للرضیع وابوۃ زوج مرضعۃ لبنہا منہ لہ ای للرضیع فالحولان ونصف قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ واما عندہ غیرہ فمدتہ حولان فیحرم بہ ما یحرم من النسب ۱۲ شرح وقایہ ص ۶۴ ج ۲ -

[5] قلیل الرضاع و کثیرہ اذا حصل فی مدۃ الرضاع تعلق بہ التحریم ۱۲ عالمگیری ص ۳۵۶ ج ۲

مسئلہ (۷)- اگر بچہ[۱] نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ اُس نے اپنا دودھ نکال کر اُسکے حلق میں ڈالدیا تو اس سے بھی وہ سب رشتے حرام ہوگئے۔ اسی طرح اگر بچہ کی ناک میں دودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہوگئے اور اگر کان میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ (۸)- اگر عورت[۲] کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملاکر بچہ کو پلایا تو دیکھو کہ دودھ زیادہ ہے یا پانی یا دونوں برابر۔ اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہوگئی اور سب رشتے حرام ہوگئے۔ اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اسکا کچھ اعتبار نہیں وہ عورت ماں نہیں بنی۔

مسئلہ (۹)- عورت[۳] کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچہ نے کھالیا تو دیکھو زیادہ کون ہے اگر عورت کا دودھ زیادہ یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہوگئے اور جس عورت کا دودھ ہے یہ بچہ اس کی اولاد بن گیا۔ اور اگر بکری یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔

مسئلہ (۱۰)- اگر کسی کنواری[۴] لڑکی کے دودھ اتر آیا۔ اُس کو کسی بچہ نے پی لیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہوگئے۔

مسئلہ (۱۱)- مُردہ[۵] عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچہ کو پلادیا۔ تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہوگئے۔

مسئلہ (۱۲)- دو لڑکوں[۶] نے ایک بکری یا ایک گائے کا دودھ پیا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا، وہ بھائی بہن نہیں ہوئے۔

مسئلہ (۱۳)- جوان[۷] مرد نے اپنی بی بی کا دودھ پی لیا تو وہ حرام نہیں ہوئی البتہ بہت گناہ ہوا۔ کیونکہ دو برس کے بعد دودھ پینا بالکل حرام ہے۔

---

[۱] وکما یحصل الرضاع بالمص من الثدی یحصل بالصب والسعوط والوجور لا بالاقطار فی الاذن والحقنۃ والاحلیل والدبر والآمۃ والجائفۃ وان وصل الی الجوف والدماغ ۱۲ عالمگیری ص۳۵۵

[۲] لو خلط لبن المرأۃ بالماء او بالدواء او بلبن البہیمۃ فالعبرۃ للغالب ولو استویا وجب ثبوت الحرمۃ لانہ غیر مغلوب ۱۲ عالمگیری ص۳۵۵ ج۱

[۳] وان کان مستویا او غالبا وہذا عند ابی حنیفۃ وعندہما تعتبر قیۃ الغلبۃ ایضا ۱۲ عمدۃ الرعایۃ ص۶۸ ج۲

[۴] ولو ان صبیۃ لم تبلغ تسع سنین نزل لہا اللبن فارضعت لم یتعلق بہ تحریم وانما یتعلق التحریم بہ اذا حصل من بنت تسع سنین فصاعدا ۱۲ عالمگیری ص۳۴۳ ج۱

[۵] ولبن الحیۃ والمیتۃ سواء فی التحریم ۱۲ عالمگیری ص۳۴۳

[۶] واذا ارتضع الصبیان من لبن بہیمۃ لا یثبت بہ الرضاع ۱۲ عالمگیری ص۳۴۳ ج۱

[۷] واذا مصت مدۃ الرضاع لم یتعلق بالرضاع تحریم ۱۲ عالمگیری ص۳۴۳ ج۱

مسئلہ (۱۴) - ایک[1] لڑکا اور ایک لڑکی ہے دونوں نے ایک ہی عورت کا دُودھ پیا ہے تو اُن میں نکاح نہیں ہوسکتا خواہ ایک ہی زمانہ میں پیا ہو۔ یا ایک نے پہلے دوسرے نے کئی برس کے بعد، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ (۱۵) - ایک[2] لڑکی نے باقر کی بیوی کا دُودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہوسکتا ہے نہ اس کے باپ دادا کے ساتھ نہ باقر کی اولاد کے ساتھ بلکہ باقر کے جو اولاد دُوسری بیوی سے ہے اس سے بھی دُرست نہیں۔

مسئلہ (۱۶) - عباس[3] نے خدیجہ کا دُودھ پیا اور خدیجہ کے شوہر قادر کے ایک دُوسری بی بی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کرسکتی کیونکہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے اور میاں کی اولاد سے نکاح دُرست نہیں۔ اسی طرح اگر عباس اپنی عورت کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی۔ کیونکہ وہ اس کا خسر ہوا۔ اور قادر کی بہن اور عباس کا نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ دونوں پھوپی بھتیجے ہوئے۔ چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دُودھ شریکی بہن ہو دونوں کا ایک حکم ہے البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کرسکتا ہے۔

مسئلہ (۱۷) - عباس[4] کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دُودھ پیا لیکن عباس نے نہیں پیا تو اس دُودھ پلانے والی عورت کا نکاح عباس سے ہوسکتا ہے۔

مسئلہ (۱۸) - عباس[5] کے لڑکے نے زاہدہ کا دُودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس کے ساتھ ہوسکتا ہے۔

مسئلہ (۱۹) - قادر[6] اور ذاکر[7] دو بھائی ہیں اور ذاکر کے ایک دُودھ شریکی بہن ہے، تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہوسکتا ہے البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ خوب

[7] بفتح خاء و کسر دال و سکون یاء و فتح جیم ۱۲

[1] وکل صبیین اجتمعا علی ثدی واحدۃ لم یجز لاحدھما ان یتزوج الآخر ۱۲ قدوری ص ۱۴۲ ولافرق فی التحریم بین الرضاع الطاری والمتقدم ۱۲ عالمگیری ص ۳۲۵ ج ۱

[2] لبن الفحل یتعلق بہ التحریم وھو ان ترضع المرأۃ صبیۃ فتحرم ہذہ الصبیۃ علی زوجہا و علی آبائہ وابنائہ ۱۲ قدوری ص ۱۴۲

[3] و [4] و تثبت حرمۃ المصاہرۃ فی الرضاع حتی ان امرأۃ الرجل حرام علی الرضیع و بالعکس وعلی ہذا القیاس الا فی المسئلتین احدھما انہ لا یجوز للرجل ان یتزوج اخت ابنہ من النسب و یجوز فی الرضاع والثانیۃ لا یجوز للرجل ان یتزوج ام اختہ من النسب و یجوز فی الرضاع ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ و اخو الرجل عمہ و اختہ عمتہ و اخو المرضعۃ خالہ و اختہا خالتہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۴۲ ج ۱

[5] و [6] یجوز لہ ان یتزوج بام حفدتہ و بجدۃ ولدہ من الرضاع وکذا ام اخت ابنہ ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ و تحل اخت اخیہ رضاعا ...

اچھی طرح سمجھ لو۔ چونکہ اِس قسم کے مسئلے مشکل ہیں کہ کم سمجھ میں آتے ہیں اِس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے۔ جب کبھی ضرورت پڑے تو کسی سمجھ دار بڑے عالم سے سمجھ لینا چاہئے۔

مسئلہ (۲۰) - کسی[1] مرد کا کسی عورت سے رشتہ لگا پھر ایک عورت آئی اور اُس نے کہا کہ میں نے تو ان دونوں کو دُودھ پلایا ہے۔ اور سوائے اس عورت کے کوئی اور اس دُودھ پینے کو نہیں بیان کرتا تو فقط اِس عورت کے کہنے سے دُودھ کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ اُن دونوں کا نکاح دُرست ہے۔ بلکہ جب دو معتبر آدمی اور دیندار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں دُودھ پینے کی گواہی دیویں۔ تب اس رشتہ کا ثبوت ہوگا اب البتہ نکاح حرام ہوگیا ہے بے ایسی گواہی کے ثبوت نہ ہوگا۔ لیکن اگر فقط ایک مرد یا ایک عورت کے کہنے سے یا دو[2] تین عورتوں کے کہنے سے دِل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہوگی۔ ضرور ایسا ہُوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہئے کہ خواہ مخواہ شک میں پڑنے سے کیا فائدہ، اور اگر کسی نے کرلیا تب بھی خیر ہو گیا۔

مسئلہ (۲۱) - عورت[2] کا دُودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں۔ اور اگر ڈال دیا تو اب اُس کا کھانا اور لگانا جائز نہیں اور حرام ہے۔ اِسی طرح دوا کے لئے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کے دُودھ سے کسی طرح کا نفع اُٹھانا اور اپنے کام میں لانا دُرست نہیں۔

طلاق کا بیان

مسئلہ (۱) - جو[3] شوہر جوان ہو چکا ہو۔ اور دیوانہ پاگل نہ ہو اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑ جاوے گی۔ اور جو لڑکا ابھی جوان نہیں ہُوا، اور دیوانہ پاگل جسکی عقل ٹھیک نہیں ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔

[1] ولا تقبل فی الرضاع شہادة النساء منفردات وانما یثبت بشہادة رجلین او رجل وامرأتین ۱۲ قدوری منٹ وان کان المخبر واحدا ووقع فی قلبہ انہ صادق فالاولی ان یتنزہ ویاخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعدہ ولا یجب علیہ ذلک ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۷ ج ۱

[2] والانتفاع بہ لغیر ضرورة حرام علی الصحیح ۱۲ درمختار ص ۱۲۲ ج ۱ وفی البحر لا یجوز التداوی بالمحرم فی ظاہر المذہب ۱۲

[3] وسکہ ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ حر او عبد ولو سکران ولا طلاق صبی ومجنون ونائم ۱۲ شرح وقایہ ص ۴۳ ج ۲

مسئلہ (۲) سوتے[1] ہوئے آدمی کے مُنہ سے نکلا کہ تجھکو طلاق ہے، یا یوں کہدیا کہ میری بی بی کو طلاق، تو اِس بڑبڑانے سے طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ (۳) کسی[2] نے زبردستی کسی سے طلاق دلوادی بہت مارا کوٹا، دھمکایا کہ طلاق دیدے نہیں تو تجھے مار ڈالوں گا، اِس مجبوری سے اس نے طلاق دیدی تب بھی طلاق پڑ گئی۔

مسئلہ (۴) کسی[3] نے شراب وغیرہ کے نشہ میں اپنی بی بی کو طلاق دیدی جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی۔ اِسی طرح غصے میں طلاق دینے سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔

مسئلہ (۵) شوہر[4] کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اِختیار نہیں ہے البتہ اگر شوہر نے کہدیا ہو کہ تو اُسکو طلاق دیدے تو وہ بھی دے سکتا ہے۔

طلاق دینے کا بیان

مسئلہ (۱) طلاق[5] دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے۔ جب مرد نے طلاق دیدی تو پڑ گئی، عورت کا اس میں کچھ بس نہیں چاہے منظور کرے چاہے نہ کرے ہر طرح طلاق ہوگئی۔ اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی۔

مسئلہ (۲) مرد[6] کو فقط تین طلاق دینے کا اِختیار ہے اس سے زیادہ کا اختیار نہیں، تو اگر چار پانچ طلاق دیدیں تب بھی تین ہی طلاقیں ہوئیں۔

مسئلہ (۳) جب[7] مرد نے زبان سے کہدیا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی، اِتنے زور سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سُن لیا۔ بس اتنا کہتے ہی طلاق پڑ گئی چاہے کسی کے سامنے کہے چاہے تنہائی میں اور چاہے بی بی سُنے یا نہ سُنے۔ ہر حال میں طلاق ہوگئی

مسئلہ (۴) طلاق[8] تین قسم کی ہے، ایک تو ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ

[1] ص۲۲ پر مذکور ہوا۔
[2] و[3] وطلاق المکرہ والسکران واقع ۱۲ قدوری ص۱۷۳
[4] ولو کان الصبی وکیلا بالتطلیق من قبل رجل فطلق الصبی صح ۱۲ عالمگیری ص۳۵۳ ج۱
[5] ومحلہ المنکوحۃ واھلہ زوج عاقل بالغ مستیقظ ۱۲ در مختار ص۲۱۵ ج۱
[6] وطلاق الحرۃ ثلثۃ والامۃ اثنان ولو زوجہما خلافہما ۱۲ شرح وقایہ ص۷۲ ج۲
[7] الطلاق الصریح من کانت طالق ومطلقۃ وطلقتک یقع واحدۃ رجعیۃ وان نوی الاکثر او الابانۃ او لم ینو شیئا ۱۲ کنز ص۱۱۶
[8] واذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعہا فی عدتہا رضیت بذلک او لم ترض واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فلہ ان یتزوجہا فی العدۃ وبعد انقضائہا وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لم تحل حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا ۱۲ ہدایہ ص۳۷۹ ج۱

جاتا ہے اور اب بے نکاح کیے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں۔ اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کو رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ایسی طلاق کو بائن طلاق کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو کسی دوسرے سے اوّل نکاح کرنا پڑیگا۔ اور جب وہاں طلاق ہو جاوے تب بعد عدت اس سے نکاح ہو سکیگا۔ ایسی طلاق کو مغلّظہ کہتے ہیں۔ تیسری وہ جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں بے نکاح کیے بھی اس کو رکھ سکتا ہے پھر میاں بی بی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے۔ البتہ اگر مرد طلاق دیکر اسی پر قائم رہا۔ اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گذر جاویگی تب نکاح ٹوٹ جاویگا اور عورت جدا ہو جاویگی اور جب تک عدت نہ گذرے تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ البتہ اگر تین طلاقیں دے دیں تو اب اختیار نہیں۔

مسئلہ (۵) طلاق[۱] دینے کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی یا یوں کہا میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی غرضکہ ایسی صاف بات کہدی جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے ایسی طلاق کو صریح کہتے ہیں۔ دوسری قسم یہ کہ صاف صاف لفظ نہیں کہے بلکہ ایسے گول گول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا ہے اور طلاق کے سوا اور دوسرے معنی بھی نکل سکتے ہیں جیسے کوئی کہے کہ میں نے تجھ کو دور کر دیا تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق تو نہیں دی لیکن تجھ کو اب اپنے پاس نہ رکھونگا۔ ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہ تیری خبر نہ لوں گا۔ یا یوں کہے مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں مجھ سے تجھ سے کچھ مطلب نہیں

[۱] والطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ وطلقتک فھذا یقع بہ الطلاق الرجعی ولا یقع بہ الا واحدۃ وان نوی اکثر من ذلک ولا یفتقر بھذہ الالفاظ الی نیۃ۔ قدوری ص ۱۴۶ باب الکنایات الکنایۃ عند الفقہاء ما لم یوضع لہ واحتمل غیرہ فلا تطلق الا بنیۃ او دلالۃ الحال وھی حالۃ مذاکرۃ الطلاق او الغضب ۱۲ درمختار ص ۲۲۲ ج ۱ و شرح وقایہ ص ۶۰ ج ۲ والکنایات ثلث ما یحتمل الرد او یصلح للسب او للطلاق کنحو اخرجی واذہبی وقومی تقنعی تخمری استتری انتقلی انطلقی اعزبی من الغربۃ او من العزوبۃ ۱۲ درمختار ص ۲۲۴ ج ۲

تو مجھ سے جدا ہوگئی، میں نے تجھ کو الگ کردیا، جدا کردیا، میرے گھر سے چلی جا، نکل جا، ہٹ دور ہو، اپنے ماں باپ کے سر جاکے بیٹھ، اپنے گھر جا۔ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ اسی طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہیں۔ ایسی طلاق کو کنایہ کہتے ہیں۔

مسئلہ (۶)۔ اگر صاف[1] لفظوں میں طلاق دی تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی چاہے طلاق دینے کی نیت ہو چاہے نہ ہو بلکہ ہنسی دل لگی میں کہا ہو ہر طرح طلاق ہوگئی اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی ہے یعنی عدت کے ختم ہونے تک اسکے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک ہی طلاق پڑے گی نہ دو پڑینگی نہ تین۔ البتہ اگر تین دفعہ کہے، یا یوں کہے تجھ کو تین طلاق دیں تو تین طلاقیں پڑیں۔

مسئلہ (۷)۔ کسی[2] نے ایک طلاق دی تو جبتک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق اور دینے کا اختیار رہتا ہے اگر دیگا تو پڑ جاویگی۔

مسئلہ (۸)۔ کسی[3] نے یوں کہا تجھ کو طلاق دیدونگا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا کہ اگر فلانا کام کرے گی تو طلاق دیدونگا تب بھی طلاق نہیں ہوئی چاہے وہ کام کرے چاہے نہ کرے ہاں اگر یوں کہدے کہ اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے۔ تو اس کے کرنے سے طلاق پڑ جاوے گی۔

مسئلہ (۹)۔ کسی[4] نے طلاق دیکر اسکے ساتھ ہی انشاء اللہ بھی کہدیا تو طلاق نہیں پڑی۔ اسی طرح اگر یوں کہا اگر خدا چاہے تجھ کو طلاق۔ اس سے بھی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑتی البتہ اگر طلاق دیکر ذرا ٹھیر گیا اور پھر انشاء اللہ کہا تو طلاق ہوگئی۔

مسئلہ (۱۰)۔ کسی[5] نے اپنی بی بی کو طلاقن کہکے پکارا تب بھی طلاق پڑ گئی اگرچہ ہنسی میں کہا ہو۔

---

[1] الصریح ہو کانت طالق و مطلقة و طلقتک فیقع واحدة رجعیة وان نوی الاکثر او الابانة او لم ینو شیئا ولو قال انت الطلاق او انت طالق الطلاق تقع واحدة رجعیة بلا نیة او نوی واحدة او ثنتین وان نوی ثلاثا فثلاث ۱۲ کنز الدقائق ص۱۱۶

[2] الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة ۱۲ شامی ص۴۳۵ ج۲

[3] ولیس منہ ای من الصریح الطلقک بصیغة المضارع الا اذا غلب استعمالہ فی الحال ۱۲ بحر الرائق ص۲۵۲ ج۳

[4] ولا تطلق فی انت طالق ان شاء اللہ متصلا ۱۲ کنز ص۱۲۸

[5] ومنہا ای من الصریح یا طالق او یا مطلقة بالتشدید ولو قال اردت الشتم لا یصدق قضاء ویدین کذا فی الخلاصة ولو کان لہا زوج طلقہ قبل فقال اردت ذلک الطلاق صدق دیانة باتفاق الروایات وقضاء فی روایة ابی سلیمان وہو حسن کذا فی فتح القدیر وہو الصحیح کذا فی الکافیة ولو لم یکن لہا زوج قد مات ۱۲ بحر ص۲۵۱ ج۳

مسئلہ (۱۱)- کسی نے[1] کہا جب تو لکھنؤ جاوے تو تجھ کو طلاق ہے، تو جب تک لکھنؤ نہ جاویگی، طلاق نہ پڑے گی۔ جب وہاں جاوے گی تب پڑے گی۔

مسئلہ (۱۲)- اور اگر[2] صاف صاف طلاق نہیں دی بلکہ گول گول الفاظ کہے اور اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہنے کے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہوگئی اور اول قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی۔ اب بےنکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی البتہ اگر قرینے سے معلوم ہوجائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی، اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی۔ جیسے بی بی نے غصہ میں کہا میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ مجھ کو طلاق دیدے۔ اس نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دیا، تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دے دی۔

مسئلہ (۱۳)- کسی نے[3] تین دفعہ کہا تجھ کو طلاق طلاق طلاق، تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا تب بھی تین پڑ گئیں۔ لیکن اگر نیت ایک ہی طلاق کی ہو فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ کہا تھا کہ بات خوب پکی ہوجاوے تو ایک ہی طلاق ہوئی۔ لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں اس لئے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں۔

رخصتی سے پہلے طلاق ہوجانے کا بیان

مسئلہ (۱)- ابھی[4] میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس نے طلاق دیدی، یا رخصتی تو ہوگئی۔ لیکن ابھی میاں بی بی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو شرع میں معتبر ہے جس کا بیان مہر کے باب میں آچکا ہے۔ تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دیدی تو طلاق بائن پڑی چاہے صاف لفظوں سے دی ہو یا گول لفظوں میں

[1] فان وجد الشرط فی الملک طلقت ۱۲ کنز صـ۱۲۷
[2] الکنایات لا تقع بہا الطلاق الا بالنیۃ او بدلالۃ الحال ۱۲ قدوری صـ۱/۲
[3] تکرر لفظ الطلاق وقع الکل فان نوی التاکید دین ۱۲ شرح التنویر صـ۲۲۴/۱
[4] طلق غیر الموطوءۃ ثلثا وقعن وان فرق بانت بواحدۃ ۱۲ کنز صـ۱۲

ایسی عورت کو جب طلاق دیجائے تو پہلی ہی قسم کی یعنی طلاق بائن پڑتی ہے اور ایسی عورت کے لئے طلاق کی عدت بھی کچھ نہیں ہے طلاق ملنے کے بعد فوراً دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق ملنے کے بعد اب دوسری تیسری طلاق دینے کا اختیار نہیں اگر دیویگا تو نہ پڑے گی۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ یوں کہدے کہ تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جتنی دی ہیں سب پڑ گئیں، اور اگر یوں کہا، تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی طلاق پڑے گی۔[۲]

مسئلہ (۲)۔ ایسی[۱] عورت سے اگر یوں کہا اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے اور اس نے وہ کام کر لیا تو اسکے کرتے ہی تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۳ دیکھئے ضمیمہ رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

تین طلاق دینے کا بیان

مسئلہ (۱)۔ اگر کسی[۲] نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں تو اب وہ عورت بالکل اُس مرد کے لئے حرام ہو گئی، اب اگر پھر سے نکاح کرے تب بھی عورت کو اُس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح نہیں ہُوا، چاہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول لفظوں میں سب کا ایک حکم ہے۔

نوٹ۔ تین طلاق کے بعد پہلے ہی شوہر سے نکاح کرنے کا طریقہ صفحہ ۳۷ پر درج کیا گیا ہے۔ ۱۲

مسئلہ (۲)۔ تین[۳] طلاقیں ایک دم سے دیدیں جیسے یوں کہدیا تجھ کو تین طلاق یا یوں کہا تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے یا الگ کر کے تین طلاقیں دیں، جیسے ایک آج دی ایک کل ایک پرسوں یا ایک اس مہینے میں ایک دوسرے مہینہ میں ایک تیسرے میں یعنی عدت کے اندر اندر تینوں طلاقیں دیدیں سب کا ایک حکم ہے

---

[۱] وان علق الطلاق بالشرط ان کان الشرط متقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق ... وقع الا واحدۃ ... عالمگیری مصری جلد ۱ صفحہ ۳۴۹

[۲] یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے کہ صاحبین کا مسلک یہی ہے جو یہاں بیان کیا گیا اور فتح القدیر اور بحر الرائق وغیرہ میں صاحبین کا قول ہی راجح قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا تھانوی نے اس مسئلہ کی ایک تحریر میں فرمایا ہے حکم مذکور کی صحت دو مقدموں پر موقوف ہے ایک یہ کہ عطف و عدم عطف ہمارے محاورے میں یکساں ہیں۔ دوسرے یہ کہ صاحبین کا قول راجح ہے یہاں یہ مسئلہ اسی بنیاد پر لکھا گیا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اس کو حذف کیا جائے۔

[۳] واذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعہا فی عدتہا رضیت بذلک او لم ترض ... واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجہا فی العدۃ وبعد انقضائہا وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۷۹ جلد ۲۔

[۴] قال لموطوءۃ وہی ممن تحیض انت طالق ثلاثا للسنۃ وقع عند کل طہر طلقۃ وان نوی ان تقع الثلاث الساعۃ او عند کل شہر واحدۃ صحت نیتہ ۱۲ شرح التنویر بر شامی صفحہ ۷۸ ج ۲۔

اور صاف لفظوں میں طلاق دیکر پھر روک رکھنے کا اختیار اُس وقت ہوتا ہے جب تین طلاقیں نہ دے فقط ایک یا ۲ دو دیوے جب تین طلاقیں دیدیں تو اب کچھ نہیں ہو سکتا

مسئلہ (۳) کسی نے[1] اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دی پھر میاں راضی ہوگیا۔ اور روک رکھا۔ پھر دو چار برس میں کسی بات پر غصّہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دیدی جسمیں روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ پھر جب غصّہ اُترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا یہ ۲ دو طلاقیں ہو چکیں اب اسکے بعد اگر کبھی ایک طلاق اور دیدے گا تو تین پوری ہو جاوینگی اور اس کا وہی حکم ہوگا جو ہمنے صفحہ پر بیان کیا ہے کہ بے دوسرا خاوند کئے اس مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کسی نے طلاق بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر پشیمان ہوا اور میاں بی بی نے راضی ہو کر پھر سے نکاح پڑھوالیا۔ کچھ زمانہ کے بعد پھر غصّہ آیا اور ایک طلاق بائن دیدی اور غصّہ اُترنے کے بعد پھر نکاح پڑھوالیا یہ ۲ دو طلاقیں ہوئیں۔ اب تیسری دفعہ اگر طلاق دیگا تو پھر وہی حکم ہے کہ بے دوسرا خاوند کئے اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۴ دیکھیے ضمیمہ رخصتی سے پہلے طلاق ہونے کا بیان ۱

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ (۱) نکاح[2] کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا اگر میں تجھسے نکاح کروں، تو تجھ کو طلاق ہے۔ تو جب اس عورت سے نکاح کریگا تو نکاح کرتے ہی طلاق بائن پڑ جاوے گی۔ اب بے نکاح کئے اس کو نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر یوں کہا ہو اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر ۲ دو طلاق، تو ۲ دو طلاق بائن پڑ گئیں اور اگر تین طلاق کو کہا تھا، تو تینوں پڑ گئیں اور اب طلاق مغلظہ ہو گئی۔

---

[1] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا ۱۲ قدوری ص ۱۲۸

[2] واذا اضاف الطلاق الی النکاح مثل ان یقول ان تزوجتک فانت طالق تطلق اذا نکح ۱۲ قدوری ص ۱۲۳

مسئلہ (۲) - نکاح[۱] ہوتے ہی جب طلاق اُس پر پڑ گئی تو اُس نے اسی عورت سے پھر نکاح کر لیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی ہاں اگر یوں کہا ہو جے دفعہ تجھ سے نکاح کروں ہر مرتبہ تجھ کو طلاق ہے تو جب نکاح کریگا ہر دفعہ طلاق پڑ جایا کریگی۔ اَب اس عورت کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں دوسرا خاوند کر کے اگر اس مرد سے نکاح کرے گی تب بھی طلاق پڑ جاوے گی۔

مسئلہ (۳) - کسی[۲] نے کہا جس عورت سے نکاح کروں اُس کو طلاق تو جس سے نکاح کریگا اُس پر طلاق پڑ جاوے گی۔ البتہ طلاق پڑنے کے بعد اگر پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا تو طلاق نہیں پڑی۔

مسئلہ (۴) - کسی[۳] غیر عورت سے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے اِس طرح کہا اگر تو فلانا کام کرے، تو تجھ کو طلاق، اس کا کچھ اعتبار نہیں اگر اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے وہی کام کیا تب بھی طلاق نہیں پڑی۔ کیونکہ غیر عورت کو طلاق دینے کی یہی صورت ہے کہ یوں کہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو طلاق کسی اور طرح طلاق نہیں پڑ سکتی۔

مسئلہ (۵) - اور[۴] اگر اپنی بی بی سے کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو میرے پاس سے جاوے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو اس گھر میں جاوے تو تجھ کو طلاق یا اور کسی بات کے ہونے پر طلاق دی تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق پڑ جاوے گی۔ اگر نہ کریگی تو نہ پڑے گی اور طلاق رجعی پڑے گی جس میں بے نکاح بھی روک رکھنے کا اختیار رہو تاہے۔ البتہ اگر کوئی گول لفظ کہتا جیسے یُوں کہے اگر تو فلانا کام کرے تو مُجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں، تو جب وہ کام کریگی۔ تب طلاق بائن پڑیگی بشرطیکہ مرد نے اس لفظ کے کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو۔

مسئلہ (۶) - اگر یوں[۵] کہا اگر فلانا کام کرے تو تجھ کو دو۲ طلاق یا تین طلاق تو جے

---

[۱] واذا وجد الشرط مرة فلا يقع ان نكحها بعد زوج آخر الا اذا دخلت كلما على المتزوج نحو كلما تزوجت فانت كذا لدخولها على سبب الملك وهو غير متناه ۱۲ درمختار ص۵۹۵ ج ۲ بر شامی۔

[۲] قال كل امرأة اتزوجها فهي طالق وقع عقيب النكاح قدوري ص۱۷۳،

[۳] ولا يصح اضافة الطلاق الا ان يكون الحالف مالكا او يضيفه الى ملكه فان قال لاجنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم تزوجها فدخلت الدار لم تطلق ۱۲ قدوری ص۱۷۴

[۴] و [۵] واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق ۱۲۔ قدوری ص۱۷۴

طلاق کہیں اتنی پڑیں گی۔

مسئلہ (۷) - اپنی بی بی سے کہا تھا۔ اگر اس گھر میں جاوے تو تجھ کو طلاق، اور وہ چلی گئی۔ اور طلاق پڑ گئی پھر عدت کے اندر اس سے روک رکھا یا پھر سے نکاح کر لیا تو اب پھر گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑیگی۔ البتہ اگر یوں کہا ہو جس مرتبہ اس گھر میں جاوے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق یا یوں کہا جب کبھی تو گھر میں جاوے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق تو اس صورت میں عدت کے اندر یا پھر نکاح کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ گھر میں جانے سے دوسری طلاق ہو گئی۔ پھر عدت کے اندر یا تیسرے نکاح کے بعد اگر تیسری دفعہ گھر میں جاوے گی تو تیسری طلاق پڑ جاویگی۔ اب تین طلاق کے بعد اس سے نکاح درست نہیں البتہ اگر دوسرا خاوند کر کے پھر اسی مرد سے نکاح کرے تو اب اس گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ (۸) - کسی نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق ابھی اس نے وہ کام نہیں کیا تھا کہ اس نے اپنی طرف سے ایک اور طلاق دیدی اور چھوڑ دیا اور کچھ مدت بعد پھر اسی عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح کے بعد اب اس نے وہی کام کیا تو پھر طلاق پڑ گئی۔ البتہ اگر طلاق پاتے اور عدت گذر جانے کے بعد اس نکاح سے پہلے اس نے وہی کام کر لیا ہو تو اب اس نکاح کے بعد اس کام کے کرنے سے طلاق نہ پڑے گی اور اگر طلاق پانے کے بعد عدت کے اندر اس نے وہی کام کیا ہو تب بھی دوسری طلاق پڑ گئی۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۹ دیکھئے ضمیمہ کس شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ (۱۰) - اگر کسی نے اپنی بی بی سے کہا اگر تو روزے رکھے تو تجھ کو طلاق، تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ گئی۔ البتہ اگر یوں کہا اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق، تو روزہ کے ختم پر طلاق پڑیگی۔ اگر روزہ توڑ ڈالے تو طلاق نہ پڑیگی

۱؎ والفاظ الشرط ان واذا واذا ما وکل کلما ومتی ومتی ما ففیها تنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ تنحل بعد الثلث فلا یقع ان نکحہا بعد زوج آخر الا اذا دخلت علی التزوج نحو کلما تزوجتک فانت کذا ۱۲ شرح وقایہ ص۱ ج ۲۔

۲؎ والتنجیز یبطل التعلیق (قولہ التنجیز) ہو مقابل التعلیق یعنی ایقاع الطلاق حالا ولیس المراد بہ مطلق التنجیز بل فرد منہ وتفصیلہ علی فی الہدایۃ وشروحہا ان تنجیز الثلث للحرۃ والثنتین فی الامۃ یبطل تعلیقہ بالثلث فما دونہا وبالجملۃ التعلیق یبطل بزوال الحل بوقوع الثلث لحدوث ملک جدید بعدہ فلا یقع فیہ المعلق وتنجیز ما دون الثلث لا یبطل تعلیقہ ۱۲ شرح وقایہ مع عمدہ ص۱۱ ج ۲۔

۳؎ واذا قال انت طالق اذا صمت یوما طلقت حین تغیب الشمس فی الیوم الذی تصوم لان الیوم اذا قرن بفعل ممتد یراد بہ بیاض النہار بخلاف ما اذا قال لہا اذا صمت لانہ لم یقدرہ بمعیار وقد وجد الصوم ۱۲ ہدایہ ص۳۶۷ ج ۱

مسئلہ (۱۱)۔ عورت[1] گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا مرد نے کہا ابھی مت جاؤ عورت نہ مانی اُس پر مرد نے کہا اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابھی باہر جاویگی تو طلاق پڑیگی اور اگر ابھی نہ گئی کچھ دیر میں گئی تو طلاق نہ پڑیگی۔ کیونکہ اُس کا مطلب یہی تھا کہ ابھی نہ جاؤ۔ پھر جانا۔ یہ مطلب نہیں کہ عمر بھر کبھی نہ جانا۔

مسئلہ (۱۲)۔ کسی[2] نے یوں کہا جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔ پھر رات کے وقت نکاح کیا تب بھی طلاق پڑ گئی۔ کیونکہ بول چال میں اُس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تجھ سے نکاح کروں، تجھ کو طلاق۔

بیمار کے طلاق دینے کا بیان

مسئلہ (۱)۔ بیماری[3] کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دیدی پھر عورت کی عدت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی بیماری میں مر گیا تو شوہر کے مال میں سے بی بی کا جتنا حصہ ہوتا ہے اتنا اِس عورت کو بھی ملیگا چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن سب کا ایک حکم ہے۔ اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پاوے گی۔ اِسی طرح اگر مرد اسی بیماری میں نہیں مرا بلکہ اس سے اچھا ہو گیا تھا۔ پھر بیمار ہو گیا اور مر گیا تب بھی حصہ نہ پاویگی۔ چاہے عدت ختم ہو چکی ہو یا نہ ختم ہوئی ہو۔

مسئلہ (۲)۔ عورت[4] نے طلاق مانگی تھی۔ اِس لئے مرد[5] نے طلاق دیدی تب بھی عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں چاہے عدت کے اندر مرے یا عدت کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ اگر طلاق رجعی[6] دی ہو اور عدت کے اندر مرے تو حصہ پاوے گی۔

مسئلہ (۳)۔ بیماری[7] کی حالت میں عورت سے[8] کہا اگر تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو بائن طلاق پھر عورت باہر گئی اور طلاق بائن پڑ گئی، تو اس صورت میں حصہ نہ پاوے گی کیونکہ اس نے

---

[1] تشاجر مع امرأتہ فقال لہا ان خرجت من ہناک الیوم فانت طالق ثلاثا فخرجت الیوم الی الصلوٰۃ اوالی غیرہا من حاجۃ ثم رجعت فان کان سبب الیمین خروج الاشتغال او السفر لا تطلق لان الیمین مقیدۃ بذلک النوع من الخروج ۱۲۔ عالمگیری ص۲۴۲ ۱۲۔

[2] ومن قال لامرأۃ یوم اتزوجک فانت طالق فتزوجہا لیلا طلقت ۱۲ ہدایہ ص۳۴۶ ج ۱۔

[3] طلقہا رجعیا او بائنا او ثلثا فی مرضہ ومات فی عدتہا ورثت و بعدہا لا۔ کنز ص۱۲۹

[4] وان ابانہا بامرہا او اختلعت منہ او اختارت نفسہا بتفویضہ لم ترث ۱۲ کنز ص۱۲۹

[5] وترث طالقۃ رجعیۃ لان الرجعی لا یزیل النکاح حتی حل وطوہا ویتوارثان فی العدۃ مطلقا ۱۲۔ در مختار بر شامی ص۱۹/ ۲ج

[7] وان علق بفعلہا فان کان فی مرضہ والفعل منہا بدلا ترث وان لم یکن لہا بد منہ ترث ۱۲ شرح وقایہ

[6] اِس سے مراد طلاق بائن ہے ۱۲۔ [8] خواہ خود یا عورت کے مانگنے سے اور خواہ اس نے رجعی مانگی ہو یا بائن دی گئی ہو ۱۲ (ص۱۰۹ ج۲)

خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی اور اگر یوں کہا اگر تو کھانا کھاوے تو تجھ کو طلاق بائن ہے یا یوں کہا اگر نماز پڑھے تو تجھ کو طلاق بائن ہے ایسی صورت میں اگر وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملے گا کیونکہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی۔ کھانا کھانا اور نماز پڑھنا تو ضروری ہے اسکو کیسے چھوڑتی۔ اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو پہلی صورت میں بھی عدت کے اندر اندر مرنے سے حصہ پاوے گی۔ غرض کہ طلاق رجعی میں بہر حال حصہ ملتا ہے۔ بشرطیکہ عدت کے اندر مرا ہو۔

مسئلہ (۴)۔ کسی[۱] بھلے چنگے آدمی نے کہا جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھ کو طلاق بائن ہے، پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اس وقت وہ بیمار تھا۔ اور اسی بیماری میں عدت کے اندر مر گیا۔ تب بھی حصہ نہ پاوے گی۔

مسئلہ (۵)۔ تندرستی[۲] کے زمانہ میں کہا جب تیرا باپ پردیس سے آوے تو تجھ کو بائن طلاق ہے جب وہ پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پاوے گی۔ اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو اور اسی میں عدت کے اندر مر گیا ہو تو حصہ پاوے گی۔

طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان

مسئلہ (۱)۔ جب[۳] کسی نے رجعی ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اسکو روک رکھے پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور عورت چاہے راضی ہو یا راضی نہ ہو۔ اس کو کچھ اختیار نہیں ہے، اور اگر تین طلاقیں دیدیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا۔ اس میں یہ اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ (۲)۔ رجعت[۴] کرنے یعنی روک رکھنے کا طریقہ یہ[۵] ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہدے کہ میں تجھ کو پھر رکھے لیتا ہوں تجھ کو نہ چھوڑونگا[۶] یا یوں کہدے کہ

---

[۱] اذا قال الرجل لامرأتہ وہو صحیح اذا دخلت الدار اواذا صلی فلان الظہر فانت طالق وکانت ہذہ الاشیاء والزوج مریض لم ترث ۱۲ عالمگیری مصری ص ۶۵ ج ۱ ملخصا

[۲] وان علقہ بفعل اجنبی یعتبر فیہ وقت الحنث والیمین جمیعا۔ ان کان مرا یضا فی الحالین ورثت والا فلا ۱۲ عالمگیری ص ۶۵ ج ۱ ملخصا

[۳] اذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعہا فی عدتہا رضیت المرأۃ بذلک او لم ترض ۱۲ ہدایہ و قدوری ص ۳۷۴ و ص ۱۵۱

[۴] وتصح فی العدۃ ان لم یطلق ثلثا ولو لم ترض براجعتک و راجعت امرأتی وبما یوجب حرمۃ المصاہرۃ ۱۲ کنز ص ۱۳۱ والرجعۃ ان یقول لہا راجعتک او راجعت امرأتی او یطأہا او یقبلہا او یلمسہا بشہوۃ او ینظر الی فرجہا بشہوۃ ۱۲ قدوری ص ۱۵۱

[۵] رجعت کا طریقہ موافق سنت یہ ہے کہ زبان سے رجعت کے الفاظ کہے اور دو گواہ کر لے ۱۲

[۶] اگر صرف لفظ تجھ کو نہ چھوڑونگا کہا تو رجعت نہ ہوگی لہٰذا اگر یہ الفاظ "پھر تجھ کو رکھے لیتا ہوں" کے ساتھ کہے تو رجعت ہو جاوے گی ۱۲ منہ

میں اسے نکاح میں تجھ کو رجوع کرتا ہوں، یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو پھر رکھ لیا اور طلاق سے باز آیا بس اتنا کہہ دینے سے وہ پھر اس کی بی بی ہو گئی۔ (نوٹ) رجعت کا ایک طریقہ ص۴۷ پر درج ہے۔

مسئلہ (۳) جب عورت کا روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنالے کہ شاید کبھی کچھ جھگڑا پڑے تو کوئی مکر نہ کر سکے۔ اگر کسی کو گواہ نہ بنایا تنہائی میں ایسا کر لیا تب بھی صحیح ہے مطلب تو حاصل ہو گیا

مسئلہ (۴) اگر عورت کی عدت گذر چکی تب ایسا کرنا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ ص۴۷ و ص۵۰ پر درج کیئے گئے ۱۲

مسئلہ (۸) جس عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی ملی ہوں جس میں مرد کو طلاق سے باز آنے کا اختیار ہوتا ہے ایسی عورت کو مناسب ہے کہ خوب بناؤ سنگار کر کے رہا کرے کہ شاید مرد کا جی اس کی طرف جھک پڑے اور رجعت کر لے اور مرد کا قصد اگر باز آنے کا نہ ہو تو اس کو مناسب ہے کہ جب گھر میں آوے تو کھانس کھنکار کر آوے کہ وہ اپنا بدن اگر کچھ کھلا ہو تو ڈھک لیوے اور کسی بے موقع جگہ نگاہ نہ پڑے اور جب عدت پوری ہو چکے تو عورت کہیں اور جا کے رہے۔

مسئلہ (۹) اگر ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لیجانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کیساتھ جانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰) جس عورت کو ایک یا دو طلاق بائن دیدیں جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی اور مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت کے بعد نکاح کرے۔ عدت کے اندر نکاح درست نہیں اور خود اسی سے نکاح کرنا منظور

۱؎ والاشهاد مندوب عليها وقال القاضي ابوبكر بن العلاء واهل الظاهر يجب الاشهاد لقوله تعالى واشهدوا ذوي عدل منكم حيث امر بالاشهاد والامر للوجوب ولنا ان النصوص الواردة في الرجعة ليست مقيدة بالاشهاد كقوله تعالى فاذا بلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف وغيره من النصوص ۱۲ كنز قاسمي ص۱۲۵:۔

۲؎ هي في العدة الا بعد ما طلقت دون ثلث اقوله في العدة اي عدة الدخول او ان الخلوة الصحيحة وان كانت في حكم الوطي في وجوب العدة لكن لا يصح الرجوع فيها كذا ذكره ابن كمال في الاصلاح ۱۲ شرح وقايه ص۱۱ واذا انقضت العدة فقال الزوج قد كنت راجعتها في العدة فصدقته فهي رجعة وان كذبته فالقول قولها ولا يمين عليها عند ابي حنيفة واذا قال الزوج قد راجعتك فقالت مجيبا قد انقضت عدتي لم تصح الرجعة عند ابي حنيفة رح قدوري ص۵۱

۳؎ المطلقة الرجعية تتزين في العدة وندب للزوج ان لا يدخل عليها اي على المطلقة الرجعية حتى يؤذنها قوله تتزين يعني الزوجها اذا كانت الرجعة مرجوة لانها حلال للزوج لان النكاح قائم بينهما ثم الرجعة مستحبة والتزين حامل عليها فيكون مشروعا قيدنا بكونه لزوجها لانه لو كان غائبا فلا تتزين۔ باقی ص۴۳

ہو تو عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔

نوٹ۔ بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان صفحہ ۶ تا صفحہ ۱۱ پر درج کیا گیا ہے

خلع کا بیان

مسئلہ (۱)۔ اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دیکر یا اپنا مہر دیکر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لیکر میری جان چھوڑ دے، یا یوں کہے جو میرا مہر تیرے ذمہ ہے اسکے عوض میں میری جان چھوڑ دے اس کے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے۔ البتہ اگر مرد نے اس جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا عورت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی، تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب سوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲)۔ مرد نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا۔ عورت نے کہا میں نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا۔ اگر عورت نے اس جگہ جواب نہ دیا ہو وہاں سے کھڑی ہو گئی ہو، یا عورت نے قبول ہی نہیں کیا ہو تو کچھ نہیں ہوا لیکن اگر عورت اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور عورت نے اس کے اُٹھنے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہو گیا

مسئلہ (۳)۔ مرد نے فقط اتنا کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور عورت نے قبول کر لیا روپے پیسے کا ذکر نہ مرد نے کیا نہ عورت نے تب بھی جو حق مرد کا عورت پر اور جو حق عورت کا مرد پر ہے سب معاف ہوا اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف ہو گیا اور اگر عورت پا چکی ہو تو خیر، اب اس کا پھیرنا واجب نہیں البتہ عدت کے ختم ہونے تک عدت کے کپڑے اور رہنے کا گھر دینا پڑیگا۔ ہاں اگر عورت نے کہہ دیا ہو کہ عدت کی روٹی

بقیہ صفحہ ۳۳ نفقۃ العدۃ وقید بالرجعیۃ لان المعتاد من طلاق یلیق لا یجوز لہا التزین مطلقا الحرمۃ النظر الیہا و عدم شعورہ عنہ الرجعۃ و خرجت المعتدۃ عن دفع فانہا تحد وقید بکونہ مرجوۃ لانہا لو کانت تعلم انہ لا یراجعہا المشدد یعلنہا فانہا الفعل ذالک و کنز صفحہ ۱۲۶ سے لا یسافر بہا حتی یراجعہا د قال زفر لہ ذلک لقیام النکاح و لنا قولہ تعالی لا تخرجوہن من بیوتہن نزلت فی الطلاق الرجعی بدلالۃ السیاق کنز صفحہ ۱۲۳ عینی سے ینکح مبانۃ بما دون الثلاث فی العدۃ او بعدہا بالاجماع منع غیرہ فیہا لاشتباہ النسب درمختار صفحہ ۲۴ ج ۲

عہ یہ لفظ اس کے پہلے نسخوں میں غلط چھپ گیا ہے یہاں صحیح کر دیا گیا سے اگر صرف لفظ "میں طلاق سے باز آیا" کہا تو مفید رجعت نہیں اور اگر لفظ اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا کیساتھ کہا تو رجعت ہو جائیگی ۱۲ عہ کیونکہ شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر بشہوت نظر کرنے سے بھی رجعت ہو جاتی ہے چونکہ اس کا ارادہ رجعت کا نہیں ہے اس لئے اس کی احتیاط رکھی جائے کہ نگاہ ہی نہ پڑنے پائے۔ سے و سے

ہو ازالۃ ملک النکاح المتوقف علی قبولہا بلفظ الخلع او ما فی معناہ و لا بأس بہ عند الحاجۃ بما یصلح للمہر و ہو یمین فی جانبہ فلا یصح رجوعہ قبل قبولہا

کپڑا اور رہنے کا گھر بھی تجھ سے نہ لونگی تو وہ بھی معاف ہوگیا۔

مسئلہ (۴) ۔ اور[1] اگر اس کے ساتھ کچھ مال بھی ذکر کر دیا جیسے یوں کہا سو روپئے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا۔ پھر عورت نے قبول کر لیا تو خلع ہوگیا اب عورت کے ذمے سو روپئے دینا واجب ہوگئے، اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سو روپئے دینے پڑیں گے اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑیں گے اور مہر بھی نہ ملے گا، کیونکہ وہ بوجہ خلع معاف ہوگیا

مسئلہ (۵) ۔ خلع[2] میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمہ ہو اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ ہو جرام ہے اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہو اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہیئے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بیجا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ (۶) ۔ عورت[3] خلع کرنے پر راضی نہ تھی مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا۔ اور اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔

مسئلہ (۷) ۔ یہ سب[4] باتیں اسوقت ہیں جب خلع کا لفظ کہا ہو۔ یا یوں کہا ہو سو روپئے یا ہزار روپئے کے عوض میں میری جان چھوڑ دے یا یوں کہا میرے مہر کے عوض میں مجھ کو چھوڑ دے اور اگر اس طرح نہیں کہا بلکہ طلاق کا لفظ کہا جیسے یوں کہے سو روپے کے عوض مجھے طلاق دیدے تو اس کو خلع نہیں کہیں گے اگر مرد نے اس مال کے عوض طلاق دیدی تو ایک طلاق بائن پڑ گئی اور اس میں کوئی حق معاف نہیں نہ وہ حق معاف ہوئے جو مرد کے اوپر ہیں نہ وہ جو عورت پر ہیں مرد نے اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔ عورت اس کی دعوے دار ہو سکتی ہے

بقیہ ص ۳۴ کا یتعلق بالنکاح فلا یسقط ما لا یتعلق بالنکاح کثمن ما اشترت من الزوج ویسقط ما یتعلق بالنکاح کالمہر والنفقۃ الماضیۃ اما نفقۃ العدۃ فلا تسقط الا بالذکر کذا فی الذخیرۃ والمہر تسقط من غیر ذکرہ ۱۲ شرح وقایہ ص ۱۲۹ ج ۲

[1] فلا باس ان یفتدی نفسہا منہ بمال یخلعہا بہ فاذا فعل ذالک وقع بالخلع تطلیقۃ بائنۃ ولزمہا المال ۱۲ قدوری ص ۱۵۴

[2] وان کان النشوز من قبلہ کرہ لہ ان یاخذ منہا عوضا وان کان النشوز من قبلہا کرہ لہ ان یاخذ اکثر مما اعطاہا فان فعل ذالک جاز فی القضاء ۱۲ قدوری ص ۱۵۳

[3] ای اکرہ الزوج علیہ تطلق بلا مال لانہ امرہا شرط للزوم المال وسقوط قولہ شرط لزوم المال ای علیہا وتقیید المذکور فی الخلع وقولہ وسقوطہ ای عن الزوج وہو المہر الذی علیہ ۱۲ شامی ص ۷۴۲ ج ۲

[4] وطلقہا بمال او علی مال وقع بائن ان قبلت ولزمہا المال شرح وقایہ ص ۱۳۲ ج ۲

اور مرد یہ سو روپئے عورت سے لے لیگا

مسئلہ (۸) مرد نے کہا میں نے سو روپئے کے عوض میں طلاق دیدی تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے اگر نہ قبول کرے تو نہ پڑے گی، اور اگر قبول کرلے تو ایک طلاق بائن پڑے گی۔ لیکن اگر جگہ بدل جانے کے بعد قبول کیا تو طلاق نہیں پڑی

مسئلہ (۹) عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا تو اپنا مہر وغیرہ اپنے سب حق معاف کردے تو طلاق دیدوں، اس عورت نے کہا اچھا میں نے معاف کیا اس کے بعد مرد نے طلاق نہیں دی تو کچھ معاف نہیں ہوا اور اگر اسی مجلس میں طلاق دیدی تو معاف ہوگیا۔

مسئلہ (۱۰) عورت نے کہا تین سو روپئے کے عوض میں مجھ کو تین طلاقیں دیدے اسپر مرد نے ایک ہی طلاق دی تو فقط ایک سو روپیہ مرد کو ملے گا اور اگر دو طلاقیں دی ہوں تو دو سو اور اگر تینوں دے دیں تو پورے تین سو روپئے عورت سے دلائے جائیں گے اور سب صورتوں میں طلاق بائن پڑے گی کیونکہ مال کا بدلہ ہے۔

مسئلہ (۱۱) نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بی بی سے خلع نہیں کرسکتا

نوٹ۔ بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان اور کفارہ کا بیان اور لعان کا بیان ص۷۷ تا ص۸۲ پر درج ہیں۔

میاں کے لاپتہ ہوجانے کا بیان

جس کا شوہر بالکل لاپتہ ہوگیا معلوم نہیں مرگیا یا زندہ ہے تو وہ عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کرسکتی بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آجاوے، جب انتظار کرتے کرتے اتنی مدت گذر جاوے، کہ شوہر کی عمر نوے برس کی ہوجاوے تو اب حکم لگادینگی

لہ ولو قال لہا انت طالق علی الف فقبلت طلقت وعلیہا الالف وہو کقولہ انت طالق بالف ولابد من القبول فی الوجہین ۱۲ کذا فی الہدایہ وعالمگیری

لہ ففی الذخیرۃ والحالیۃ وغیرہما طلبت منہ طلاقہا فقال ابرئنی عن کل حق لک حتی اطلقک فقالت ابرأتک عن کل حق النساء علی الازواج فقال لہا فی فورہ طلقتک واحدۃ وہی مدخول بہا تقع بائنۃ وعلی ہذا یکون ابراء بشرط فاذا لم یطلقہا لم یبرأ اذا علمت ذالک فقد ظہر لک لان صحۃ ہذہ البراءۃ موقوفۃ علی الاطلاق فورا ای فی المجلس ۱۲ شامی ص۸۰۸ ج ۲

لہ وان طلبت ثلاثا بالف او علی الف فطلقہا واحدۃ تقع فی الاولی بائنۃ بثلث الالف ۱۲ شرح وقایہ ص۱۲۸ ج ۲

لہ خلع السکران والمکرہ جائز عندنا وخلع الصبی باطل والمعتوہ والمغمی علیہ من مرض بمنزلۃ الصبی فی ذالک ۱۲ عالمگیری ص۵۰۴

لہ المفقود غائب لم یدر اثرہ حی فی نفسہ فلا تنکح عرسہ ومیت فی حق غیرہ فلا یرث من غیرہ الی تسعین سنۃ اختلف فی المدۃ فقیل الاوفق ان تقدر بتسعین سنۃ وظاہر الروایۃ بقیہ حاشیہ ص۳۰ پر

کہ وہ مرگیا ہوگا سو اگر وہ عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر نوّے برس کی ہونے کے بعد عدت پوری کرکے نکاح کر سکتی ہے[۵] مگر شرط یہ ہے کہ اس لاپتہ مرد کے مرنے کا حکم کسی شرعی حاکم نے لگایا ہو۔

نوٹ۔ عدت کا بیان اور موت کی عدت کا بیان صفحہ ۸۲ تا ۸۶ پر درج کیا گیا۔۱۲

سوگ کرنے کا بیان

مسئلہ (۱) جس[۱] عورت کو طلاق رجعی ملی ہے اس کی عدت تو فقط یہی ہے کہ اتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے۔ نہ کسی مرد سے نکاح کرے اس کو بناؤ سنگار وغیرہ درست ہے اور جس کو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن ملی یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا مرد مرگیا ان سب صورتوں کا حکم یہ ہے کہ جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگار کرے یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں، اس سنگار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲) جب[۲] تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا کپڑے بسانا زیور گہنا پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسّی ملنا، سر میں تیل ڈالنا کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا، ریشمی اور رنگے ہوئے بہار دار کپڑے پہننا یہ سب باتیں حرام ہیں البتہ اگر بہار دار نہ ہوں تو درست ہے چاہے جیسا رنگ ہو مطلب یہ ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو۔

مسئلہ (۳) سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے۔ اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے لیکن رات کو لگاوے اور دن کو پونچھ ڈالے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶ کا
بموت الاقران فان
فی ہذا العصر قلما یعیش
المرء تسعین سنۃ ۱۲
شرح وقایہ صفحہ ۳۱۲ ج ۲

[۱] و تحد معتدۃ
البائن وذا الموت کبیرۃ
مسلمۃ بترک الزینۃ
ولبس المزعفر والمعصفر
والحناء والطیب والدہن
والکحل الا بعذر ولا تخطب
معتدۃ الرجعی والبائن
من بیتہا اصلا لقولہ تعالٰی
ولا تخرجوہن من بیوتہن
ولا یخرجن الآیۃ ۱۲
شرح وقایہ صفحہ ۱۵۲ ج ۲

[۲] و تحد معتدۃ البائن
والموت الی ان قال
بترک الزینۃ ولبس
المزعفر والمعصفر والحناء
والطیب والدہن
والکحل الا بعذر ۱۲
شرح وقایہ صفحہ ۱۵۲ ج ۲

[۵] اس مسئلہ کو
علماء وقت سے معلوم
کرلینا ہے ۱۱

اور سر ملنا اور نہانا بھی درست ہے ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے۔ جیسے کسی نے سر ملایا جوں پڑ گئی لیکن پٹی نہ جھکا دے نہ باریک کنگھی[2] سے کنگھی کرے جس میں بال چکنے ہو جاتے ہیں بلکہ موٹے دندانے والی کنگھی کرے کہ خوبصورتی نہ آنے پاوے۔

مسئلہ (۴) سوگ[3] کرنا اسی عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو۔ نابالغ لڑکی پر واجب نہیں اس کو یہ سب باتیں دُرست ہیں۔ البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا اس کو بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۵) جس[2] کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بے قاعدہ ہو گیا تھا وہ توڑ دیا گیا، یا مرد مر گیا تو ایسی صورت پر بھی سوگ کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ (۶) شوہر[3] کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگار چھوڑ دینا دُرست ہے۔ اس سے زیادہ بالکل حرام ہے، اور اگر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے

روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ (۱) بی بی[4] کا روٹی کپڑا مرد کے ذمے واجب ہے۔ عورت چاہے کتنی ہی مالدار کیوں نہ ہو۔ مگر خرچ مرد ہی کے ذمے ہے، اور رہنے کے لئے گھر دینا بھی مرد ہی کے ذمے ہے۔

مسئلہ (۲) نکاح[5] ہو گیا۔ لیکن رخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعویدار ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر مرد نے رخصت کرانا چاہا پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔

[1] وتحد معتدة البائن والموت کبیرة الی ان قال ولا تخرج معتدة الرجعی والبائن من بیتها ۱۲ شرح وقایہ ص ۱۵۲ ج ۲

[2] ولبس الحداد فی عدة النکاح الفاسد ۱۲ قدوری ص ۱۸۹

[3] وعن ام عطیة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تحد امرأة علی میت فوق ثلاث الا علی الزوج اربعة اشهر وعشرا ۱۲ مشکوٰة ص ۲۸۹ ویباح الحداد علی اہل قرابة ثلثة ایام فقط وللزوج منعها لان الزینة حقه فتح ۱۲ ص ۲۵۹ ج ۲ در

[4] النفقة واجبة للزوجة علی زوجها اذا سلمت نفسها الی منزله فعلیه نفقتها و کسوتها وسکنها ۱۲ ہدایہ ص ۴۱۷ ج ۲

[5] وان امتنعت من تسلیم نفسها حتی یعطیها مهرها فلها النفقة وان نشزت فلا نفقة لها حتی تعود الی منزله ۱۲ ہدایہ ص ۴۱۷ ج ۲

نوٹ مسئلہ نمبر ۳ صفحہ ۹۶ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۴) جتنا مہر[1] پہلے دینے کا دستور ہے وہ مرد نے نہیں دیا اس لئے وہ مرد کے گھر نہیں جاتی تو اس کو روٹی کپڑا دلایا جائے گا۔ اور یوں ہی بے وجہ مرد کے گھر نہیں جاتی ہو تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں ہے۔ جب سے جاوے گی تب سے دلایا جاوے گا۔

مسئلہ (۵) جتنے[2] زمانہ تک شوہر کی اجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہا اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔

مسئلہ (۶) عورت[3] بیمار پڑ گئی تو بیماری کے زمانہ کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے۔ چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں لیکن اگر بیماری کی حالت مرد نے بلایا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں، اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملے گا دوا علاج حکیم طبیب کا خرچہ مرد کے ذمے واجب نہیں اپنے پاس سے خرچ کرے اگر مرد دیدے اس کا احسان ہے۔

مسئلہ (۷) عورت[4] حج کرنے گئی تو اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا مرد کے ذمے نہیں۔ البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو تو اس زمانہ کا خرچ بھی ملیگا۔ لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگاوے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمے نہیں ہے۔

مسئلہ (۸) روٹی[5] کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جاویگی۔ اگر دونوں مالدار ہوں تو امیروں کی طرح کا کھانا کپڑا ملے گا، اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح، اور مرد غریب ہو اور عورت امیر یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو اوسط روٹی کپڑا دلوے کہ امیری سے کم ہو اور غریبی سے بڑھا ہوا۔

مسئلہ (۹) عورت[6] اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار نہیں کر سکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے

---

[1] و[2] تجب النفقة للزوجة على زوجها الى ان قال ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة وكذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر ۱۲ درمختار صـ۲۶۷ ج ۲

[3] او مرضت في بيت الزوج فان لها النفقة وكذا لو مرضت ثم اليه نقلت او في منزلها بقيت ولنفسها ما منعت وان مرضت عند الزوج فانتقلت لدار ابيها ان لم يمكن نقلها بالمحفة فلها النفقة والا فلا كما لا يلزمه مداواتها ۱۲ درمختار صـ۲۶۷ ج ۲

[4] وحاجة لا معه ولو كانت معه فلها نفقة الحضر لا السفر ولا الكراية ۱۲ شرح وقايه صـ۱۷۳ ج ۲

[5] بقدر حالهما ففي الموسرين نفقة اليسار وفي المعسرين نفقة العسار وفي الموسر والمعسرة وعكسه بين الحالين ۱۲ شرح وقايه صـ۱۷۱ ج ۲

[6] امتنعت المرأة من الطحن والخبز ان كانت ممن لا تخدم او كان بها علة فعليه ان ياتيها بطعام مهيأ والا بان كانت ممن تخدم نفسها وتقدر على ذالك لا يجب عليه ولا يجوز لها اخذ الاجرة على ذالك لوجوبه عليها ديانة ولو شريفة ۱۲ درمختار شامي صـ۸۹۶ ج ۲ ويجب عليه آلة الطحن والخبز وآنية الشراب والطبخ ككوز وجرة وقدر وكذا سائر ادوات البيت ۱۲ شامي

[illegible]

ہاتھ سے پیسے، کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرتی۔ بلکہ عیب[۱] سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جائے گا اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے یہ سب کام خود کرے مرد کے ذمے فقط اتنا ہی کہ چولہا چوکی، کچا اناج، لکڑی، کھانے پینے کا برتن وغیرہ لا دیوے۔ وہ اپنے ہاتھ سے پکاوے اور کھاوے۔

مسئلہ (۱۰) تیل[۱] کنگھی، کھلی، صابون، وضو اور نہانے دھونے کا پانی مرد کے ذمے ہے۔ اور سرمہ، مسّی، پان، تمباکو، مرد کے ذمے نہیں، دھوبی کی تنخواہ مرد کے ذمے نہیں اپنے ہاتھ سے دھووے اور پہنے اور اگر مرد دیدے اس کا احسان ہے

مسئلہ (۱۱) دائی[۲] جنائی کی مزدوری اس پر ہے جس نے بلوایا ہو مرد نے بلوایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلوایا ہو تو اس پر اور جو بے بلائے آگئی تو مرد پر۔

مسئلہ (۱۲) روٹی[۳] کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اس سے کچھ کم زیادہ پیشگی دیدیا اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔

رہنے کے لئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ (۱) مرد[۴] کے ذمے یہ بھی واجب ہے کہ بی بی کے رہنے کے لئے کوئی ایسی جگہ دیوے جس میں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بالکل خالی ہو تاکہ میاں بی بی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارہ کرلے تو ساجھے کے گھر میں بھی رکھنا درست ہے

مسئلہ (۲) گھر میں[۵] سے ایک جگہ عورت کو الگ کر دے کہ وہ اپنا مال اسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے۔ اور اس کی قفل کنجی اپنے پاس رکھے کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو۔ فقط عورت کے قبضے میں رہے تو بس حق ادا ہوگیا عورت کو اس سے

---

۱ وکذا یجب ما تنظف به وتزیل الوسخ کمشط واشنان وما تغسل به الراس من السدر والخطمی وتزیل به الدرن کالصابون علی عادة اہل البلد ۱۲ در مختار ص۲۶۸ ج۲

۲ واجرة القابلة علی من استاجرہ من زوجة وزوج ولو جاءت بلا استئجار قیل علیه وقیل علیها وقال فی الشامی ویظہر لی ترجیح الاول لان نفع القابلة معظمه یعود الی الولد فیکون علی ابیه ۱۲ شامی ص۸۹۳ ج۲

۳ وان اسلفها نفقة سنة ثم مات لم یسترجع منها بشئی وقال محمد رح یحتسب لها نفقة ما مضی وما بقی للزوج ۱۲ قدوری ص۱۹۲

۴ یجب سکناها فی بیت لیس فیه احد من اہله ولو ولده من غیرها الا برضاها ۱۲ شرح وقایہ ص۱۷۶ ج۲

۵ ولیس ذالحداد فی عدة النکاح الفاسد ۱۲ قدوری ص۱۸۹

زیادہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا اور یہ نہیں کہہ سکتی کہ پورا گھر میرے لئے الگ کردو۔

مسئلہ (۳) جس[1] طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لئے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پائے فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے اسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتہ داروں کو نہ آنے دے۔ نہ ماں کو نہ باپ کو نہ بھائی کو نہ کسی اور رشتہ دار کو۔

مسئلہ (۴) عورت[2] اپنے ماں باپ کو دیکھنے کیلئے ہفتے میں ایک دفعہ جاسکتی ہے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ داروں کے لئے سال بھر میں ایک دفعہ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ اسی طرح اس کے ماں باپ بھی ہفتے میں فقط ایک مرتبہ یہاں آسکتے ہیں۔ مرد کو اختیار ہے کہ اس سے زیادہ جلدی جلدی نہ آنے دے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ دار سال بھر میں فقط ایک دفعہ آسکتے ہیں اس سے زیادہ آنے کا اختیار نہیں لیکن مرد کو اختیار ہے کہ زیادہ دیر نہ ٹھیرنے دے۔ نہ ماں باپ کو نہ کسی اور کو اور جاننا چاہیے کہ رشتہ داروں سے مطلب وہ رشتہ دار ہیں جن سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور جو ایسے نہ ہوں وہ شرع میں غیر کے برابر ہیں۔

مسئلہ (۵) اگر[3] باپ بہت بیمار ہے اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے۔ اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے، بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہیے لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہے گا۔

مسئلہ (۶) غیر[4] لوگوں کے گھر نہ جانا چاہیے اگر بیاہ شادی وغیرہ کی کوئی محفل ہو اور شوہر اجازت بھی دیدے تو بھی جانا درست نہیں شوہر اجازت دیگا تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔ بلکہ محفل کے زمانے میں اپنے محرم رشتہ دار کے یہاں جانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۷) جس[5] عورت کو طلاق مل گئی وہ بھی عدت تک روٹی کپڑا اور رہنے

[1] ولہ منع والدیہا و ولدہا من غیرہ من الدخول علیہا ۱۲ شرح وقایہ صلا ج ۲

[2] لا من النظر الیہا وکلامہا فی شاء ۱ قیل لا یمنع من الخروج الی الوالدین ولا من دخولہما علیہا کل جمعۃ وفی محرم غیرہما کل سنۃ ۱۲ شرح وقایہ صلا ج ۲ وقیل لا یمنع من الدخول والکلام وانما یمنعہم من القرار لان الفتنۃ فی اللبث وتطویل الکلام ۱۲ زیلعی صلا ج ۲

[3] ولو ابوہا مثلا فاحتاجہا فعلیہا تعاہدہ ولو کافرا وان ابی الزوج ۱ قولہ فعلیہا تعاہدہ ای بقدر احتیاجہا الیہا وہذا اذا لم یکن من یقوم علیہ ۱ قولہ وان ابی الزوج ۱ لرجحان حق الوالد وہل لہا النفقۃ الظاہر لا ۱۲ درر و شامی صلا ج ۲

[4] ویمنعہا من زیارۃ الاجانب وعیادتہم وان اذن کانا عاصیین ۱۲ درر و شامی صلا ج ۲

[5] واذا طلق الرجل امرأتہ فلہا النفقۃ والسکنی فی عدتہا رجعیا کان او بائنا ولا نفقۃ للمتوفی عنہا زوجہا ۱۲ قدوری صلا

کا گھر پانے کی مستحق ہے البتہ جس کا خاوند مرگیا اس کو روٹی کپڑا اور رہنے کا حق نہیں، ہاں اس کو میراث سب چیزوں میں ملے گی۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۳ دیکھئے ضمیمہ روٹی کپڑے کا بیان۔

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ (۱) جب[1] کسی شوہر والی عورت کو اولاد ہوگی تو وہ اسی شوہر کی کہلا دیگی کسی شبہ پر یہ کہنا کہ یہ لڑکا اس کے میاں کا نہیں۔ بلکہ فلانے کا ہے دُرست نہیں، اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں، اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسا کہنے والے کو کوڑے مارے جاویں۔

مسئلہ (۲) حمل[2] کی مدّت کم سے کم چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دو برس۔ یعنی کم سے کم چھ مہینے لڑکا پیٹ میں رہتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے۔ چھ مہینے سے پہلے نہیں پیدا ہوتا۔ اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں رہ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا۔

مسئلہ (۳) شریعت[3] کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہو سکے تب تک لڑکے کو حرامی نہ کہیں گے۔ جب بالکل مجبوری ہوجاوے تب حرامی ہونے کا حکم لگا دینگے اور عورت کو گنہگار ٹھیراویں گے

مسئلہ (۴) کسی[4] نے اپنی بی بی کو طلاق رجعی دے دی پھر دو برس سے کم میں اس کے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے اس کو حرامی کہنا درست نہیں شریعت سے اس کا نسب ٹھیک ہے اگر دو برس سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے ایسا سمجھیں گے کہ طلاق سے پہلے کا پیٹ ہے اور دو برس تک بچہ پیٹ میں رہا اور اب بچہ ہونے کے بعد اس کی عدّت ختم ہوئی اور نکاح سے الگ ہوئی۔ ہاں اگر

[1] الولد للفراش و للعاہر الحجر ۱۲ مشکوۃ صـ۲۸۶ وقال اصحابنا لثبوت النسب ثلث مراتب احدہما النکاح الصحیح وما ہو فی معناہ ان النکاح الفاسد والحکم فیہ انہ ثبت النسب من غیر دعوۃ ولا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان وان تزوج الرجل امرأۃ فجارت بالولد لاقل من ستۃ اشہر فصاعدا یثبت نسبہ منہ اعترف بہ الزوج او سکت کان جحد الولادۃ تثبت بشہادۃ امرأۃ واحدۃ تشہد بالولادۃ کذا فی الہدایۃ ۱۲ فتاوی ہندیہ صـ۲۵۲ ج ۲

[2] واکثر مدۃ الحمل سنتان واقلہا ستۃ اشہر اجماعاً ۱۲ درمختار صـ۲۶۱ ج ۲

[3] والحکم فیہ انہ یثبت النسب من غیر دعوۃ و لا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان ۱۲ عالمگیری صـ۵۳۶ ج ۲

[4] یثبت النسب المعتدۃ الرجعی و ان جارت بہ لاکثر من سنتین مالم تقر بانقضاء العدۃ لاحتمال العلوق فی العدۃ بجواز کونہا امرأۃ ممتدۃ الطہر اما لو اقرت بانقضاء العدۃ ثم ولدت وبین الطلاق والولادۃ اکثر من سنتین لا یثبت النسب علی ما یاتی انہ انما یثبت اذا کان بین المدتین اقل من نصفہا ستۃ وبانت فی الاقل۔ باقی بر صـ۴۴۳

وہ عورت اس جننے سے پہلے ہی اقرار کر چکی ہو کہ میری عدت ہوئی تو مجبوری ہے اب یہ لڑکا حرامی ہے بلکہ ایسی عورت کے اگر دو برس کے بعد لڑکا ہوا اور ابھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تب بھی وہ لڑکا اسی شوہر ہی کا ہے چاہے جے برس میں ہوا ہو اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دے دینے کے بعد عدت میں صحبت کی تھی۔ اور طلاق سے باز آ گیا تھا اس لئے وہ عورت اب لڑکا پیدا ہونے کے بعد بھی اسی کی بی بی ہے اور نکاح دونوں کا نہیں ٹوٹا۔ اگر مرد کا لڑکا نہ ہو تو وہ کہہ دے کہ میرا نہیں ہے اور جب انکار کریگا تو لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ (۵)۔ اگر طلاق[۱] بائن دے دی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو برس کے اندر اندر پیدا ہو تب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد ہو تو حرامی ہے۔ ہاں اگر دو برس کے بعد پیدا ہونے پر مرد دعوی کرے کہ یہ لڑکا میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور ایسا سمجھیں گے کہ عدت کے اندر دھوکے سے صحبت کر لی ہوگی اس سے پیٹ رہ گیا۔

مسئلہ (۶)۔ اگر نابالغ[۲] لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب قریب ہو گئی ہے، پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے، البتہ اگر لڑکی عدت کے اندر ہی یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کرے کہ مجھ کو پیٹ ہے۔ تو وہ لڑکا حرامی نہ ہوگا دو برس کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلاویگا

مسئلہ (۷)۔ کسی[۳] کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا لڑکا ہے، ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے۔ اب حرامی کہا جاوے گا اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہوا تو حرامی ہے۔

تنبیہ:۔ ان مسئلوں سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی عادت ہے کہ اگر کسی کے

(بقیہ صفحہ ۴۲) وراجع فی الاکثر ای اذا کان بین الطلاق والولادۃ اقل من سنتین بانت لان یحمل علی ان الوطی العلق کان فی النکاح الاولی من یحمل علی کونہ فی العدۃ علی ان رجعۃ امر حادث فلا یثبت بالشک الا اذا کان بین الطلاق والولادۃ اکثر من سنتین فلا بد من ان یحمل علی ان الوطی فی العدۃ تثبت الرجعۃ شرح وقایہ صفحہ ۱۵۶ ج ۲ حاشیہ صفحہ ۱۲

[۱] ومبتوتۃ ولدت لاقل منہما ای یثبت نسب ولد المطلقۃ طلاقا بائنا لاقل من سنتین من وقت البینونۃ الی وقت الولادۃ وان ولدت لتمامہا لا الا بدعوۃ اصلی علی وطئہا بالشبہۃ فی العدۃ ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ج ۲

[۲] ومراہقۃ اتت بہ لاقل من تسعۃ اشہر ولنقہ لا ای یثبت نسب ولد مطلقۃ مراہقۃ اتت بولد لاقل من تسعۃ اشہر من وقت الطلاق ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۵۹ ج ۲ وان کانت الصغیرۃ ادعت الحبل فی العدۃ فالجواب فیہما وفی الکبیرۃ سواء ۱۲ ہدایہ صفحہ ۴۱۱

[۳] ج ۲ و یثبت نسب ولد المتوفی عنہا زوجہا ما بین الوفاۃ بین سنتین واذا اعترفت المعتدۃ بانقضاء عدتہا ثم جاءت بولد لاقل من ستۃ اشہر ثبت نسبہ ۱۲ فی وقایہ صفحہ ۱۶۰ ج ۲

مرے پیچھے نو مہینے سے ایک دو مہینہ بھی زیادہ گذر کر لڑکا پیدا ہو تو اس عورت کو بدکار سمجھتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۸) نکاح[1] کے بعد چھ مہینے سے کم میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے۔ اور اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدّت میں ہوا ہو تو وہ شوہر کا ہے۔ اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے، البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ (۹) نکاح[2] ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں۔ اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر شوہر کا نہ ہو تو انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔

نوٹ:۔ مسئلہ نمبر ۸ دیکھئے ضمیمہ لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان۔

اولاد کی پرورش کا بیان

مسئلہ (۱) میاں[3] بی بی میں جدائی ہو گئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے تو اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ باپ اس کو نہیں چھین سکتا لیکن لڑکے کا سارا خرچ باپ ہی کو دینا پڑے گا۔ اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے باپ کے حوالے کر دے تو باپ کو لینا پڑے گا۔ عورت کو زبردستی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ (۲) اگر ماں[4] نہ ہو یا ہے تو لیکن اس نے بچہ کے لینے سے انکار کر دیا تو پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے، ان کے بعد دادی اور پردادی، یہ بھی نہ ہوں تو سگی بہنوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔ سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں، مگر جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کی اور اس بچہ کی ماں ایک ہے وہ پہلے ہیں اور جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کا اور اس بچہ کا باپ ایک ہو وہ پیچھے ہیں۔ پھر خالہ پھر پھوپھی۔

---

[1] واذا تزوج الرجل امرأتہ فجارت بولد لاقل من ستۃ اشہر منذ یوم تزوجہا لم یثبت نسبہ وان جارت بہ لستۃ اشہر فصاعدا یثبت نسبہ وان لاطرف بہ الزوج او سکت وان جحد الولادۃ یثبت بشہادۃ امراۃ واحدۃ تشہد بالولادۃ حتی لو نفاہ الزوج یلاعن ۱۲ قدوری ص ۱۸۹ مسلہ

[2] قال اصحابنا لثبوت النسب ثلاث مراتب الاولی النکاح الصحیح وما ہو فی معناہ من النکاح الفاسد والحکم فیہ یثبت النسب من غیر دعوۃ لا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان عالمگیری ۱۲ ص ۵۳۶ ج ۲ مسلہ

[3] واذا وقعت الفرقۃ بین الزوجین فالام احق بالولد والنفقۃ علی الاب ولا تجبر الام علیہ ۱۲ ہدایہ ص ۴۱۴ ج ۲

[4] ثم لام اب وان علت ثم لام ابیہ ثم لاخت لاب وام ثم لام ثم لاب ثم لاخالۃ کذلک ثم عمۃ کذلک ۱۲ شرح وقایہ ص ۱۶۸ ج ۲ مسلہ

یہ مطلب نہیں کہ واقع میں وہ شوہر کے نطفہ سے ہے تاکہ اس پر شبہ ہو سکے یہ بات عقل کے خلاف ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قانون شرعی کی رو سے اس لڑکے کو شوہر کا کہیں گے اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص اپنے قاتل ہونے کا اقرار کرے اور اس تاریخ میں اس مقام پر موجود نہ تھا اور دماغ بھی اس کا صحیح ہے تو قانون کی رو سے وہ قاتل ہوگا خواہ واقع میں نہ ہو اس مسئلہ کی تفصیل رسالہ رفع الارتیاب میں مفصل طور پر لکھی گئی ہے ضرور دیکھ لیا جاوے ۱۲

مسئلہ (۳) - اگر ماں[1] نے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہیں یعنی اس رشتہ میں ہمیشہ کے لئے نکاح حرام نہیں ہوتا تو اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ البتہ اگر اسی بچہ کے ایسے رشتہ دار سے نکاح کیا جس میں نکاح درست نہیں ہوتا جیسے اس کے چچا سے نکاح کر لیا یا ایسا ہی کوئی رشتہ ہو تو ماں کا حق باقی ہے، ماں کے سوا کوئی اور عورت جیسے بہن، خالہ وغیرہ غیر مرد سے نکاح کر لے، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔

مسئلہ (۴) - غیر مرد[2] سے نکاح کر لینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اس مرد نے چھوڑ دیا یا مر گیا تو اب پھر اس کا حق لوٹ آئے گا اور بچہ اس کے حوالہ کر دیا جائے گا

مسئلہ (۵) - بچہ[3] کے رشتہ داروں میں اگر کوئی عورت بچہ کی پرورش کے لئے نہ ملے تو اب باپ زیادہ مستحق ہے۔ پھر دادا وغیرہ اسی ترتیب سے جو ہم ولی نکاح کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں لیکن اگر نامحرم رشتہ دار ہو اور لڑکے کو اسے دینے میں آئندہ چل کر کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ایسے شخص کے سپرد کریں گے جہاں ہر طرح اطمینان ہو۔

مسئلہ (۶) - جب[4] تک لڑکا سات برس کا نہ ہو تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے جب سات برس کا ہو گیا تو اب باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے۔ اور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس تک رہتا ہے، جب نو برس کی ہو گئی تو باپ لے سکتا ہے اب اس کو روک لینے کا حق نہیں رہا ہے۔

شوہر کے حقوق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بنایا ہے۔ اور بہت بزرگی دی ہے، شوہر کا راضی

[1] وبنکاح غیر محرم منہ یسقط حقہا والمحرم لا کام نکحت عمہ وجدہ ۱۲ شرح وقایہ ص۱۶۹ ج۲

[2] ویعود الحق بزوال نکاح سقط بہ ۱۲ شرح وقایہ ص۱۶۹ ج۲

[3] ثم العصبات علی ترتیبہم لکن لا تدفع صبیۃ الی عصبۃ غیر محرم ولا فاسق ماجن ۱۲ شرح وقایہ ص۱۶۹ ج۲

[4] والام والجدۃ احق بالابن حتی یاکل ویشرب ویلبس ویستنجی وحدہ وقدرہ الخصاف بسبع سنین وبالبنت حتی تحیض وعن محمد حتی تشتہی وہو المعتمد لفساد الزمان ۱۲ شرح وقایہ ص۱۷۰ ج۲

اور خوش رکھنا بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت گناہ ہے۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور تابعداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنّت میں چلی جاوے۔ مطلب یہ ہے کہ جنّت کے آٹھ دروازے ہیں سب میں سے جس دروازہ سے اس کا جی چاہے چلی جاوے بےکھٹکے چلی جاوے اور حضرت نے فرمایا کہ جس کی موت ایسی حالت پر آئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو جنتی ہے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ کیا کرے۔ اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر اس پہاڑ تک لے جاوے اور اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ تک لے جاوے تو اس کو یہی کرنا چاہئے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے کام کے لئے بلاوے تو ضرور اس کے پاس آوے، اگرچہ چولھے پر بیٹھی ہو تو بھی چلی آوے۔ مطلب یہ ہے کہ چاہے جتنے ضروری کام پر بیٹھی ہو سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آوے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جب کسی مرد نے اپنے پاس اپنی عورت کو لیٹنے کے لئے بلایا اور وہ نہ آئی پھر وہ اسی طرح غصہ میں لیٹ رہا تو صبح تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اس کی بی بی بنے گی یوں کہتی ہے کہ تیرا خدا ناس کرے، تو اس کو مت ستا، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں تجھ کو

ف ۱ عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلت المرأۃ خمسہا وصامت شہرہا وحفظت فرجہا واطاعت زوجہا قیل لہا ادخلی الجنۃ من ای ابواب الجنۃ شئت ۱۲ رواہ احمد والطبرانی ترغیب وترہیب ص ۳۷۲

ف ۲ ولو ان رجلا امر امرأتہ ان تنقل من جبل احمر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل احمر لکان نولہا ان تفعل ۱۲ جمع الفوائد ص ۲۲۶ ج ۱ عتیق

ف ۳ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا الرجل زوجتہ لحاجتہ فلتأتہ وان کانت علی التنور ۱۲ جمع الفوائد ص ۲۲۶ ج ۱ عتیق

ف ۴ عن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا توذی امرأۃ زوجہا فی الدنیا قالت زوجتہ من الحور العین لا توذیہ قاتلک اللہ فانما ہو دخیل عندک یوشک ان یفارقک الینا جمع الفوائد ص ۲۲۶ ج ۱

ف ۵ اور یہ عبادت کا سجدہ کرنا نہ ہوتا محض ادب کا ہوتا اور ادب کسی طرح کا بھی درست نہیں ۱۲

چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آوے گا۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ تین طرح کے آدمی ایسے ہیں کہ جن کی نہ تو نماز قبول[1] ہوتی ہے نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے ۔ ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے ۔ دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو، تیسرے وہ جو نشے میں مست ہو ۔ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ سب سے اچھی عورت کون ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ عورت جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے[2] ۔ اور جب کچھ کہے تو کہا مانے اور اپنی جان و مال[3] میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بے اس کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھا کرے اور بے اس کی اجازت کے نفل نماز نہ پڑھے ، ایک حق اس کا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے اور میلی کچیلی نہ رہے ۔ بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے ۔ یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت سنگار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے ۔ ایک حق یہ ہے کہ بے میاں کی اجازت گھر سے باہر کہیں نہ جاوے نہ عزیز اور رشتہ دار کے گھر نہ کسی غیر کے گھر۔

میاں کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ

یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بی بی کا ایسا سابقہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے اگر دونوں کا دل ملا ہوا رہا تو اس سے بڑھکر کوئی نعمت[4] نہیں ۔ اور اگر خدا نخواستہ دلوں میں فرق آگیا تو اس سے بڑھکر کوئی مصیبت نہیں ، اس لئے جہاں تک ہو سکے میاں کا دل ہاتھ میں لئے رہو اور اس کے آنکھ کے اشارہ پر چلا کرو ۔ اگر وہ[5] حکم کرے کہ رات بھر ہاتھ باندھ کر کھڑی[6] رہو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے

[1] عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة لا تقبل لہم صلوة ولا تصعد لہم الی السماء حسنة العبد الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرأة الساخط علیہا زوجہا حتی یرضی والسکران حتی یصحو رواہ الطبرانی فی الاوسط ۱۲ ترغیب و ترہیب ص۱۳ ج ۳

[2] یعنی وہ ہر وقت ایسی افعال و اخلاق کو اختیار کئے رہتی ہے کہ جب اسکو دیکھتا ہے جی بھلا ہوتا ہے ۱۲

[3] اپنے مال سے شوہر کا مال ہے اس کے پاس ہونے کے سبب اس کا مال فرما دیا ۔ مطلب یہ ہے کہ شوہر نے جو اپنا مال اس کے سپرد کر رکھا ہے اس میں کوئی ایسا تصرف نہ کرے جو شوہر کو ناگوار ہو ۱۲

[4] یعنی یہ بہت بڑی نعمت ہے ۱۲

[5] وعلیہا ان تطیع زوجہا فی الامور الشرعیة ولو امرہا ان تنقل الحجر من جبل وان لا تخرج من بیتہ الا باذنہ شرح شرعة الاسلام وفی الشامی الذی ینبغی تحریرہ ان یکون لہ منعہا عن کل عمل یودی الی تنقص حقہ او ضررہ او الی خروجہا من بیتہ انتہی ۱۲ محمد عتیق

کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارہ کرکے آخرت کی بھلائی اور سرخ روئی حاصل کرو۔ کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو۔ اگر وہ دن کو رات بتلاوے تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو۔ کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعضی بیبیاں ایسی باتیں کر بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل آجاتا ہے کہیں بے موقع زبان چلادی کوئی بات طعنہ و تشنیع کی کہہ ڈالی۔ غصے میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ خواہ مخواہ سنکر برا لگے پھر جب اس کا دل پھر گیا تو روتی پھرتی ہیں۔ یہ خوب سمجھ لو کہ دل پر میل آجانے کے بعد اگر دو چار دن میں تم نے کہہ سنکر منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی پھر ہزار باتیں بناؤ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہتی۔ جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آجاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے فلانے دن ایسا کہا تھا۔ اسلئے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہیئے۔ کہ خدا اور رسول کی بھی خوشی ہو اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں درست ہوجائیں۔ سمجھدار بیبیوں کو کچھ بتلانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی ہر بات کے نیک و بد کو دیکھ لیویں گی۔ لیکن پھر بھی ہم بعضی ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم انکو خوب سمجھ لوگی تو اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہوجایا کرینگی۔ شوہر کی حیثیت سے زائد خرچ نہ مانگو۔ جو کچھ جڑے ملے اپنا گھر سمجھ کر چٹنی روٹی کھا کر بسر کرو۔ اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اسکی فرمائش نہ کرو نہ اس کے ملنے پر حسرت کرو۔ بالکل منہ سے نہ نکالو خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو اپنے دل میں کہے گا کہ اس کو ہمارا کچھ خیال نہیں کہ ایسی بے موقع فرمائش کرتی ہے بلکہ اگر میاں امیر ہو تب بھی جہاں تک ہوسکے خود کبھی کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرے البتہ اگر وہ خود پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لادیں

توخیر بتلادو کہ فرمایش کرنے سے آدمی نظروں سے گھٹ جاتا ہے اور اُس کی بات ہیٹی ہوجاتی ہے۔ کسی بات پر ضد اور ہٹ نہ کرو اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اُس وقت جانے دو پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقہ سے طے کرلینا، اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گذرے تو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو مرد کو رنج نہ پہنچے، اور تمہارے اس نباہ سے اُس کا دل بس تمہاری مٹھی میں ہو جاوے۔ اگر تمہارے لئے کوئی چیز لاوے تو پسند آوے یا نہ آوے ہمیشہ اُس پر خوشی ظاہر کرو یہ نہ کہو کہ یہ چیز بُری ہے ہمارے پسند نہیں ہے اس سے اُس کا دل تھوڑا ہو جائے گا۔ اور پھر کبھی کچھ لانے کو نہ چاہے گا۔ اور اسکی تعریف کرکے خوشی سے لے لوگی تو دل اور بڑھیگا اور پھر اس سے زیادہ چیز لاوے گا۔ کبھی غصہ میں آکر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس موئے اُجڑے گھر میں آکر میں نے دیکھا کیا۔ بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی، میّا باپ نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھنسا دیا۔ ایسی آگ میں جھونک دیا۔ کہ ایسی باتوں سے پھر دل میں جگہ نہیں رہتی۔ حدیث[1] شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت سی دیکھیں کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جاویں گی؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ اوروں پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں۔ تو خیال کرو کہ یہ ناشکری کتنی بُری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار۔ فلانی کا لعنتی چہرہ ہے مُنہ پر لعنت برس رہی ہے یہ سب باتیں بہت بُری ہیں۔ شوہر کو کسی بات پر غصہ آگیا تو ایسی بات مت کہو کہ غصہ اور زیادہ ہوجائے، ہر وقت مزاج دیکھ کر کے بات کرو اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوش ہے، تو ہنسی دل لگی کرو، اور نہیں تو ہنسی

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلعت فی النار فاذا اکثر اہلہا النساء فقلن لم یارسول اللہ قال یکثرن اللعن ویکفرن العشیر یعنی الزوج المعاشر ۱۲ محمد عتیق

دِل لگی نہ کرو۔ جیسا مزاج دیکھو ویسی باتیں کرو۔ کسی بات پر تم سے خفا ہو کر رُوٹھ گیا تو
تم بھی مُنہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو، بلکہ خوشامد کر کے، عذر معذرت کر کے، ہاتھ جوڑ کے جس
طرح بنے اُسکو منا لو چاہے تمہارا قصور نہ ہو شوہر ہی کا قصور ہو۔ تب بھی تم ہرگز نہ
رُوٹھو اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھو، اور خوب سمجھ لو
کہ میاں بی بی کا ملاپ فقط خالی خولی محبت سے نہیں ہوتا۔ بلکہ محبت کے ساتھ
میاں کا اَدب بھی کرنا ضرور ہے میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بڑی غلطی ہے
میاں سے ہرگز کبھی کوئی کام مت لو۔ اگر وہ محبت میں اگر کبھی ہاتھ یا سر دبانے
لگے تو تم نہ کرنے دو۔ بھلا سوچو کہ اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تم کو گوارا ہوگا۔ پھر شوہر
کا رتبہ تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ اُٹھنے بیٹھنے میں، بات چیت میں الغرض کہ
ہر بات میں اَدب[له] تمیز کا پاس اور خیال رکھو۔ اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے
وقت اینٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بھی بڑی بیوقوفی اور نادانی ہے۔ ایسی باتوں سے
دِل پھٹ جاتا ہے جب کبھی پردیس سے آوے تو مزاج پوچھو۔ خیریت دریافت
کرو کہ وہاں کس طرح رہے تکلیف تو نہیں ہوئی ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ تم تھک گئے
ہو گے۔ بھوکا ہو تو روٹی پانی کا بندوبست کرو۔ گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھل کر ٹھنڈا
کرو۔ غرضکہ اُس کی راحت و آرام کی باتیں کرو۔ رُوپے پیسے کی باتیں ہرگز نہ کرنے
لگو کہ ہمارے واسطے کیا لائے، کتنا خرچ لائے۔ خرچ کا بٹوا کہاں ہے دیکھیں کتنا ہے
جب وہ خود دیوے تو لے لو یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے اِتنے مہینے میں
بس اتنا ہی لائے۔ تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو کل ہے میں اُٹھایا۔ کیا کر ڈالا کبھی
خوشی کے وقت سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اُس کا کچھ حرج نہیں اگر
اُسکے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ پیسہ سب اُن ہی کو دیوے تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو
کچھ بُرا نہ مانو بلکہ اگر تم کو دیوے بھی تب بھی عقلمندی کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ لو اور

له زوجہ کو ان امور کی رعایت کرنی چاہیے (۱) شوہر کی اطاعت اور ادب و خدمت و دلجوئی و رضاجوئی پورے طور سے بجا لاوے البتہ غیر شرعی امر میں عذر کر دے (۲) اسکی گنجایش سے زیادہ اسپر فرمائش نہ کرے (۳) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے (۴) اُسکے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج ہو خصوصاً شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم المخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آوے ۱۲ محمد شفیع

یہ کہو اُن ہی کو دیوے تاکہ اُن کا دل میلا نہ ہو، تم کو بُرا نہ کہیں کہ بھولے لڑکے کو
اپنے ہی پھندے میں کر لیا۔ جب تک ساس خسر زندہ رہیں اُن کی خدمت کو اُن کی
تابعداری کو فرض جانو اور اسی میں اپنی عزت سمجھو اور ساس نندوں سے الگ
ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔
خود سوچو کہ ماں باپ نے اُسے پالا پوسا اور اب بڑھاپے میں اس آسرے اُس کی شادی
بیاہ کی کہ ہم کو آرام ملے اور جب بہو آئی تو ڈولے سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں
آج ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ پھر جب ماں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے
تو فساد پھیلتا ہے، کُنبے کے ساتھ مل جل کر رہو، اپنا معاملہ ٹھیک رکھو سب سے ادب لحاظ کا رکھو
چھوٹوں پر مہربانی بڑوں کا ادب[۱] کیا کرو، اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمے نہ رکھو
اور اپنی کوئی چیز پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اُس کو اُٹھالے گی۔ جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم
اُس کے کرنے سے عار نہ کرو تم خود بے کہے اُن سے لے لو اور کر دو اس سے اُن کے دلوں
میں تمہاری محبت پیدا ہو جائے گی۔ جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو اُن سے
الگ ہو جاؤ اور اس کی ٹوہ مت[۲] لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی تھیں اور خواہ مخواہ یہ بھی
نہ خیال کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوتی ہوں گی۔ یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال میں بیدلی
سے مت رہو اگرچہ نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے۔ لیکن جی کو سمجھانا چاہیے
نہ کہ وہاں رونے بیٹھ گئیں اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں، جاتے دیر نہیں ہوئی اور آنے کا
تقاضا شروع کر دیا، بات چیت میں خیال رکھو، نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو
بُری لگے نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ بھی بُرا ہے اور غرور سمجھا جاتا ہے۔
اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بُری لگے تو میکے میں آ کر چغلی نہ کھاؤ سسرال کی
ذرا ذرا سی بات آ کر ماں سے کہنا اور ماؤں کا کھود کھود کر پوچھنا بُری بُری بات ہے
اسی سے لڑائیاں پڑتی ہیں، اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ جس کے سوا اور کوئی فائدہ

[۱] من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا ۱۲
[۲] کقولہ تعالیٰ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ۱۲

نہیں ہوتا۔ شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تمیز سے رکھو، رہنے کا کمرہ صاف رکھو گندہ نہ رہے، بستر میلا کچیلا نہ ہو۔ شکن نکال ڈالو، تکیہ میلا ہو گیا ہو تو غلاف بدل دو، نہ ہو تو بھی ڈالو جب خود اُسکے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں کیا بات رہی، لطف تو اُسی میں ہے کہ بے کہے سب چیزیں ٹھیک کر دو۔ جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہوں اُن کو حفاظت سے رکھو۔ کپڑے ہوں تو تہہ کر کے رکھو یوں ہی ملگو بنج کے نہ ڈالو۔ اِدھر اُدھر نہ ڈالو کہیں قرینے سے رکھو۔ کبھی کسی کام میں حیلہ حوالہ کرو نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے پھر سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔ اگر غصہ میں کبھی کچھ بُرا بھلا کہے تو تم ضبط کرو اور بالکل جواب نہ دو وہ چاہے جو کچھ کہے تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اُترنے کے بعد دیکھنا کہ خود پشیمان ہوگا اور تم سے کتنا خوش رہے گا۔ اور پھر کبھی انشاء اللہ تعالےٰ تم پر غصہ نہ کریگا۔ اور اگر تم بھی بول اُٹھیں تو بات بڑھ جائے گی۔ پھر نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچے۔ ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت[1] نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت ہنسا کرتے ہو، وہاں زیادہ جایا کرتے ہو وہاں بیٹھے کیا کرتے ہو کہ اس میں اگر مرد بے قصور ہو تو تم ہی سوچو کہ اُسکو کتنا بُرا لگے گا۔ اور اگر سچ مچ اُس کی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے اور بکنے جھکنے سے کوئی دباؤ ڈالکر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے اپنی طرف سے دِل میلا کرانا ہو تو کرالو۔ ان باتوں سے کہیں عادت چھوٹتی ہے۔ عادت چھڑانا ہو تو عقلمندی سے رہو، تنہائی میں چپکے سے سمجھاؤ بجھاؤ۔ اگر سمجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو۔ لوگوں کے سامنے گاتی مت پھرو، اور اُس کو رسوا[2] نہ کرو۔ نہ گرم ہو کر اُس کو زیر کرنا چاہو کہ اس میں زیادہ کد[3] ہو جاتی ہے اور غصہ میں آکر زیادہ کرنے لگتا ہے، اگر تم غصہ کرو گی، اور لوگوں کے سامنے بک جھک کے رُسوا کرو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا۔ پھر اس وقت روتی پھرو گی۔ اور یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خُدا نے شیر بنایا ہے، دباؤ اور زبردستی سے

[1] عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من امرأة تطیر ...
ماد نہا کا تقیر وہی التی تدور وطول نہار ہا ولا تشیع من دور ابناء و تقول لزوجہا این تمضی ولا تسکن انک ما ترید الی ذالک کتب خیری ولست معی مستقیما ولا علی مشفقا ۱۲۔

[2] غاد نہا کا لشغلب وہی اذا خرج زوجہا من البیت تخت علیہ باب الاکل وتاصع وتعللت واذا دخل زوجہا البیت فحت علیہ باب الخصومة و نافرة ولتقول ترکتنی البیت وحیدة مریضة ۱۲ محمد عتیق

[3] کد کے معنی ضد کے ہیں ۔ ۱۲

ہرگز زیر نہیں ہوسکتے، اُنکے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے، اُن پر غصہ گرمی کرکے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ اگرچہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہوگا۔ لکھنؤ میں ایک بی بی کے میاں بڑے بدچلن ہیں دن رات باہر ہی بازاری عورت کے پاس رہا کرتے ہیں۔ گھر میں بالکل نہیں آتے اور طرّہ یہ کہ وہ بازاری فرمائشیں کرتی ہے کہ آج پلاؤ پکے، آج فلانی چیز پکے اور وہ بے چاری دم نہیں مارتی جو کچھ میاں کہلا بھیجے ہر روز مرہ برابر پکا کر کھانا باہر بھیج دیتی ہے اور کبھی کچھ سانس نہیں لیتی ہے۔ دیکھو ساری خلقت اس بی بی کو کیسی واہ واہ کرتی ہے اور خدا کے میاں جو اُسکو رُتبہ ملے گا وہ الگ رہا اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بدچلنی چھوڑ دی اُس دن سے بس بی بی کے غلام ہی ہو جاویں گے۔

اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ

جاننا چاہیے کہ یہ امر بہت ہی خیال[ل] رکھنے کے قابل ہے کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بُری پختہ ہو جاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی۔ اِس لیے بچپن سے جوان ہوتے تک اُن باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے:۔ نمبر(۱) نیک بخت دیندار عورت کا دودھ پلاویں دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ نمبر(۲) عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے سو یہ بُری بات ہے اِس سے بچہ کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ نمبر(۳) اُسکے دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر رکھو کہ وہ تندرست رہے۔ نمبر(۴) اُس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔ نمبر(۵) اُس کا بہت بناؤ سنگار مت کرو۔ نمبر(۶) اگر لڑکا ہو اُسکے سر پر بال مت بڑھاؤ۔ نمبر(۷) اگر لڑکی ہے اُسکو جبتک پردہ میں بیٹھنے کے لائق

[ف] اس بی بی کی نیت اس بازاری کی خدمت کرنا نہیں ہے اس کا اصل مطلب شوہر کی فرمانبرداری ہے آگے اس شوہر کا فعل ہے جو چاہے جھک مارے۔ ہاں اگر عورت کو کوئی اندیشہ ہو تو اتنا کہدے کہ آپ اس فاحشہ کو کھانا نہ کھلائیں ۱۲۔

[ل] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلکم راع وکل کم مسئول عن رعیتہ رواہ البخاری ومسلم وقال صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم وقال صلی اللہ علیہ وسلم الغلام یعق عنہ یوم السابع ویسمی ویماط عنہ الاذی فاذا بلغ ست سنین ادب فاذا بلغ تسع سنین عزل فراشہ فاذا بلغ ثلاث عشرۃ سنۃ یضرب علی الصلوۃ فاذا بلغ ست عشرۃ سنۃ زوجہ ابوہ ثم اخذ بیدہ وقال ادبتک وعلمتک وانکحتک اعوذ باللہ من فتنتک فی الدنیا وعذابک فی الآخرۃ ۱۲۔ تحفۃ عقیق

نہو جاوے، زیور مت پہناؤ اس سے ایک تو اسکی جان کا خطرہ ہے دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔ نمبر (۸) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو اسی طرح کھانے پینے کی چیز اُن کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تاکہ اُن کو سخاوت کی عادت ہو مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں اُن کے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز شرع سے اُن ہی کی ہو اُس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔ نمبر (۹) زیادہ کھانے والوں کی برائی اُس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا نام لیکر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اُسکو حبشی سمجھتے ہیں، اُسکو بیل جانتے ہیں۔ نمبر (۱۰) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اُس کے دل میں پیدا کرو اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اُسکو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں تم ماشاء اللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔ نمبر (۱۱) اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت تکلف کے کپڑوں کی اُسکو عادت مت ڈالو۔ نمبر (۱۲) اُسکی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑتا ہے۔ نمبر (۱۳) چلا کر بولنے سے روکو خاصکر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جاوے گی۔ نمبر (۱۴) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں اُن کے پاس بیٹھنے سے اُن کے ساتھ کھیلنے سے اُن کو بچاؤ۔ نمبر (۱۵) ان باتوں سے اُسکو نفرت دلاتی رہو غصہ جھوٹ بولنا کسی کو دیکھکر جلنا یا حرص کرنا۔ چوری چغلی کھانا۔ اپنی بات کی پچ کرنا، خواہ مخواہ اُسکو بنانا بے فائدہ بہت باتیں کرنا، بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا۔ بھلی بُری بات کا نہ سوچنا۔ اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جاوے فوراً اُسکو روکو اُس پر تنبیہ کرو۔ نمبر (۱۶) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تاکہ پھر ایسا نہ کرے، ایسی باتوں میں پیار دلار ہمیشہ کو بچہ کو کھو دیتا ہے۔ نمبر (۱۷) بہت سویرے مت سونے دو۔ نمبر (۱۸) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔ نمبر (۱۹) جب سات[1] برس کی عمر ہو جاوے

[1] عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا اولادکم بالصلوٰۃ وہم ابناء سبع سنین واضربوہم علیہا وہم ابناء عشر سنین وفرقوا بینہم فی المضاجع رواہ ابوداؤد نے مشرح السنۃ وفی المصابیح عن سبرۃ بن معبد ۱۲ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸

نماز کی عادت ڈالو۔ نمبر (۲۰) جب مکتب میں جانیکے قابل ہو جاوے اوّل قرآن مجید[1] پڑھواؤ نمبر (۲۱) جہانتک ہو سکے دیندار[2] استاد سے پڑھواؤ۔ نمبر (۲۲) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔ نمبر (۲۳) کسی کسی وقت انکو نیک لوگوں کی حکایتیں سُنایا کرو۔ نمبر (۲۴) اُن کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بیہودہ قصّے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔ نمبر (۲۵) ایسی کتابیں پڑھواؤ جس میں دین کی باتیں اور دُنیا کی ضروری کارروائی آجاوے۔ نمبر (۲۶) مکتب سے آجانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لئے اسکو کھیلنے کی اجازت دو تاکہ اُسکی طبیعت کند نہ ہو جاوے لیکن کھیل ایسا ہو جسمیں کوئی گناہ نہ ہو چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔ نمبر (۲۷) آتشبازی یا باجہ یا فضول چیزیں مول لینے کے لئے پیسے مت دو۔ نمبر (۲۸) کھیل تماشے دکھلانے کی عادت مت ڈالو۔ نمبر (۲۹) اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھلا دو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گذارہ کر سکے۔ نمبر (۳۰) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھلا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکے۔ نمبر (۳۱) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں، اپاہج اور سست نہ ہو جاویں اُنکو کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھاویں صبح کو سویرے اُٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھدیں کپڑوں کی گٹھری اپنے انتظام میں رکھیں اُدھڑا پھٹا خود سی لیا کریں کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اُجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے کا چوہے کا اندیشہ نہ ہو دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑتال کر لیں۔ نمبر (۳۲) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اُٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔ نمبر (۳۳) لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے سینے پرونے کپڑے رنگنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اُسمیں غور کر کے دیکھا کرو کہ کیونکر ہو رہا ہے۔ نمبر (۳۴) جب بچہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اُس پر خوب شاباش دو، پیار کرو بلکہ اُسکو کچھ انعام دو تاکہ اُس کا دل بڑھے اور جب اسکی کوئی بات بُری دیکھو اوّل تنہائی میں اُسکو سمجھاؤ کہ دیکھو بُری بات ہے دیکھنے والے دل میں

[1] و ذکر ابو اللیث السمرقندی رحمہ اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال حق الولد علی الوالد ثلاثۃ اشیاء ان یحسن اسمہ اذا ولد ویعلمہ الکتاب اذا عقل ویزوجہ اذا ادرک ۱۲ (محمد عتیق)

[2] واما اختیار الاستاذ فینبغی ان یختار الاعلم والاورع والاسن ۱۲ (تعلیم المتعلم مصری) ص۱۳ وعن ابن سیرین قال ان ہذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم رواہ مسلم الی آخرہ (مشکوۃ ص۳۷ ج۱)

کیا کہتے ہونگے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا خبردار پھر مت کرنا۔ نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے، اور پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔ (نمبر ۳۵) ماں کو چاہیے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے (نمبر ۳۶) بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو کھیل ہو، یا کھانا ہو یا کوئی اور شغل ہو، جو کام چھپا کر کریگا سمجھ جاؤ کہ وہ اُسکو برا سمجھتا ہے سو اگر وہ برا ہے تو اُس سے چھڑواؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اُس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پیے (نمبر ۳۷) کوئی کام محنت[۱] کا اُسکے ذمے مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے سستی نہ آنے پاوے مثلاً لڑکوں کے لئے ڈنڈ مگدر کرنا، ایک آدھ میل چلنا۔ اور لڑکیوں کے لئے چکی یا چرخہ چلانا ضرور ہے اِس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اِن کاموں کو عیب نہ سمجھیں گی۔ (نمبر ۳۸) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اُوپر اُٹھا کر نہ چلے۔ نمبر ۳۹۔ اُسکو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالو زبان سے، چال سے برتاؤ سے شیخی نہ بگھارنے پاوے یہاں تک کہ اپنے ہم عمر بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب قلم دوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پاوے۔ نمبر ۴۰۔ کبھی کبھی اُسکو دو[۲] یا چار پیسے دیدیا کرو کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے۔ مگر اُس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے نمبر ۴۱۔ اُسکو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اُٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ تھوڑا تھوڑا ہم لکھے دیتے ہیں۔

کھانے کا طریقہ

داہنے[۴۲] ہاتھ سے کھاؤ، شروع میں بسم اللہ[۴۳] کہو، اپنے سامنے سے کھاؤ اوروں سے پہلے مت کھاؤ کھانے کو گھور کر مت دیکھو کھانے والوں کی طرف مت دیکھو بہت جلدی جلدی مت کھاؤ خوب چبا کر کھاؤ جبتک لقمہ نہ نگل لو دوسرا لقمہ منہ میں مت رکھو۔ شوربا وغیرہ کپڑے پر نہ ٹپکنے پاوے انگلیاں ضرورت[۴۴] سے زیادہ نہ سننے پاویں۔

---

[۱] عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینوا مجالس نسائکم بالمغزل وعن زیادۃ بن السکن قال دخلت علی ام سلمۃ و بین یدیہا مغزل فقلت کلما اتیتک وجدت بین یدیک مغزلا فقالت انہ یطرد الشیطان و یذہب حدیث النفس و انہ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اعظمکن اجرا اطولکن طاقۃ۔ الاجر الجزل فی الغزل ۱۲ (بستان ص۱۱)

[۴۲] عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان یستحل الطعام ان لا یذکر اسم اللہ علیہ رواہ مسلم وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل احدکم فلیأکل بیمینہ واذا شرب فلیشرب بیمینہ رواہ مسلم ۱۲ (مشکوٰۃ المصابیح ص۳۶۳) وفی بستان العارفین اذا اکل احدکم طعاما فلیذکر بسم اللہ ولیاکل مما یلیہ ولیاکل بیمینہ وایاکم و الذروۃ فالبرکۃ تنزل من اعلاہ ولا یاکل احدکم بشمالہ فان الشیطان یاکل و یشرب بشمالہ ۱۲ اصح، واما الاربع التی ہی آداب فاولہا ان یاکل مما یلیہ والثانی ان یصغر اللقمۃ والثالث ان یمضغہا مضغا…

[۴۴] عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأکل بثلاث اصابع فاذا فرغ لعقہا ۱۲ (مشکوٰۃ)

محفل میں اُٹھنے بیٹھنے کا طریقہ

جس سے ملو ادب سے ملو نرمی سے بولو۔ محفل میں تھوکو نہیں، وہاں ناک صاف مت کرو۔ اگر ایسی ضرورت ہو وہاں سے الگ چلی جاؤ، وہاں اگر جمائی یا چھینک آوے منھ پر ہاتھ رکھ لو آواز پست کرو۔ کسی کی طرف پشت مت کرو کسی کی طرف پاؤں مت کرو ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ دیکر مت بیٹھو، انگلیاں مت چٹخاؤ بلا ضرورت بار بار کسی کی طرف مت دیکھو ادب سے بیٹھی رہو بہت مت بولو، بات بات میں قسم مت کھاؤ جہاں تک ممکن ہو خود کلام مت شروع کرو جب دوسرا شخص بات کرے خوب توجہ سے سنو تاکہ اُس کا دل نہ بجھے، البتہ اگر گناہ کی بات ہو مت سنو یا تو منع کردو یا وہاں سے اُٹھ جاؤ۔ جب تک کوئی شخص بات پوری نہ کرلے بیچ میں مت بولو جب کوئی آوے اور محفل میں جگہ نہ ہو ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ بلکہ مل کر بیٹھ جاؤ کہ جگہ ہو جاوے۔ جب کسی سے ملو یا رخصت ہونے لگو، السّلام علیکم[1] کہو اور جواب میں وعلیکم السّلام کہو، اور طرح طرح کے الفاظ مت کہو۔

حقوق کا بیان

ماں[2] باپ کے حقوق (نمبر ۱) اُن کو تکلیف نہ پہنچاوے اگرچہ اُنکی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ نمبر (۲) زبان سے برتاؤ سے اُنکی تعظیم کرے۔ نمبر ۳ جائز کاموں میں اُنکی اطاعت کرے۔ نمبر ۴ اگر اُن کو حاجت ہو مال سے اُن کی خدمت کرے اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں، ماں باپ کے انتقال کے بعد اُنکے یہ حقوق ہیں۔ نمبر (۱) اُنکے لئے دعاءِ مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نفل عبادت اور خیرات کا ثواب اُن کو پہنچاتا رہے۔ نمبر ۲۔ اُنکے ملنے والوں کے ساتھ احسان اور خدمت سے اچھی طرح پیش آوے۔ نمبر ۳۔ اُن کے ذمّے جو قرضہ ہو یا کسی جائز کام کی وصیت کر گئے ہوں، اور خدا نے مقدور دیا ہو تو اُس کو ادا کردے۔ نمبر ۴ ...

---

[1] وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا انتہی احدکم الی المجلس فلیسلم فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الاولیٰ باحق من الآخر رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن وقال اللہ تعالیٰ فاذا دخلتم بیوتاً فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ وقال تعالیٰ واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا الآیۃ ۱۲ مع

[2] قال اللہ تعالیٰ وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدہما او کلاہما فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولاً کریما۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم رضا اللہ فی رضا الوالد وسخط اللہ فی سخط الوالد وقال صلی اللہ علیہ وسلم الجنۃ تحت اقدام الامہات۔ وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ تعالیٰ قال الصلوٰۃ علی وقتہا قلت ثم ای قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجہاد فی سبیل اللہ رواہ البخاری ومسلم ۱۲ محمد عفی

مرنے کے بعد خلافِ شرع رونے اور چلانے سے بچے ورنہ اُن کی رُوح کو تکلیف ہوگی۔ اور دادا دادی، نانا نانی کا حکم شرع میں مثل ماں باپ کے ہے اُن کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیے اِسی طرح خالہ[۱] اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپی مثل باپ کے ہیں حدیث کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔

اَنّا کے حقوق یہ ہیں۔ نمبر۱۔ اسکے ساتھ ادب سے پیش آنا۔ نمبر۲۔ اگر اُس کو مال کی حاجت ہو اور اپنے پاس گنجائش ہو اُس کا خیال کرنا۔

سوتیلی ماں۔ چونکہ باپ کی دوست ہے، اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے، اِسلئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا۔

بڑا بھائی۔ حدیث کی رُو سے مثل باپ کے ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس اُن کے آپس میں ویسے ہی حقوق ہونگے جیسے ماں باپ اور اولاد کے ہیں۔ اِسی طرح بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو سمجھ لینا چاہیے۔

قرابت داروں کے حقوق۔ نمبر(۱) اپنے سگے اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قُدرت نہ رکھتے ہوں تو گنجائش کے موافق اُن کے ضروری خرچ کی خبرگیری رکھے۔ نمبر۲۔ گاہ گاہ اُن سے ملتا رہے۔ نمبر۳۔ اُن سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر اُن سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے۔

علاقہ، مصاہرہ یعنی سُسرالی رشتہ کو قرآن میں خُدائے تعالیٰ نے نسب میں ذکر فرمایا ہے اِس سے معلوم ہُوا کہ ساس اور سُسر اور سالے اور بہنوئی داماد اور بہو اور بیوی کی پہلی اولاد اور اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے۔ اِس لئے اِن علاقوں میں بھی رعایتِ احسان و اخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہیے۔

عام مسلمانوں[۲] کے حقوق۔ نمبر(۱) مُسلمان کی خطا کو معاف کرے۔ نمبر۲۔ اُسکے رونے پر رحم کرے۔ نمبر۳۔ اُسکے عیب کو ڈھانکے۔ نمبر۴۔ اُس کے عذر کو قبول کرے۔ نمبر۵

ل۱ وقال رجل یا رسول اللہ انی اصبت ذنبا عظیما فھل لی من توبۃ قال ھل لک من ام قال لا قال ھل لک من خالۃ قال نعم قال فبرھا ۱۲ (عتیق)

ل۲ وروی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رجلا جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ای الناس احب الی اللہ قال احب الناس الی اللہ انفعھم للناس واحب الاعمال الی اللہ عزوجل سرور تدخلہ علی مسلم تکشف عنہ کربۃ او تقضی عنہ دینا او تطرد عنہ جوعا ولان امشی مع اخ فی حاجۃ احب الی من ان اعتکف فی ھذا المسجد یعنی مسجد المدینۃ شھرا ومن کظم غیظہ ولو شاء ان یمضیہ امضاہ ملأ اللہ قلبہ یوم القیامۃ رضاء ومن مشی مع اخیہ فی حاجۃ حتی یقضیہا لہ ثبت اللہ قدمیہ یوم تزل الاقدام رواہ الاصبہانی ۱۲ (محمد عتیق) دیوبندی

اُس کی تکلیف کو دُور کرے۔ نمبر۶۔ ہمیشہ اُسکی خیر خواہی کرتا رہے۔ نمبر۷۔ اُسکی محبت نباہے۔ نمبر۸
اُسکے عہد کا خیال رکھے۔ نمبر۹۔ بیمار ہو تو پُوچھے۔ نمبر۱۰۔ مر جاوے تو دُعا کرے۔ نمبر۱۱۔ اُس کی
دعوت قبول کرے۔ نمبر۱۲۔ اس کا تحفہ قبول کرے۔ نمبر۱۳۔ اُسکے احسان کے بدلے
احسان کرے۔ نمبر۱۴۔ اُسکی نعمت کا شکر گزار ہو۔ نمبر۱۵۔ ضرورت کے وقت اس کی
مدد کرے۔ نمبر۱۶۔ اُسکے بال بچوں کی حفاظت کرے۔ نمبر۱۷۔ اُس کا کام کر دیا کرے
نمبر۱۸۔ اُسکی بات کو سُنے۔ نمبر۱۹۔ اسکی سفارش قبول کرے۔ نمبر۲۰۔ اُسکو مُراد سے
نا اُمید نہ کرے۔ نمبر۲۱۔ وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یَرحمکَ اللہ[1] کہے۔ نمبر۲۲
اُسکی گُم ہوئی چیز اگر مل جائے تو اُسکے پاس پُہنچا دے۔ نمبر۲۳۔ اُس کے سلام کا جواب دے
نمبر۲۴۔ نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اُس سے گفتگو کرے۔ نمبر۲۵۔ اُس کے ساتھ
احسان کرے۔ نمبر۲۶۔ اگر وہ اسکے بھروسے قسم کھا بیٹھے تو اُسکو پورا کر دے۔ نمبر۲۷۔ اگر
اُس پر کوئی ظلم کرتا ہو اُسکی مدد کرے اگر وہ کسی پر ظلم کرتا ہو تو روک دے۔ نمبر۲۸۔ اُس کے
ساتھ محبت کرے دُشمنی نہ کرے۔ نمبر۲۹۔ اُس کو رُسوا نہ کرے۔ نمبر۳۰۔ جو بات اپنے
لیے پسند کرے اُسکے لئے بھی پسند کرے۔ نمبر۳۱۔ مُلاقات کے وقت اُسکو سلام کرے
اور مرد سے مرد اور عورت سے عورت مُصافحہ[2] بھی کرے تو اور بہتر ہے۔ نمبر۳۲۔ اگر باہم اتفاقاً
کچھ رنجش ہو جاوے تین روز سے زیادہ کلام ترک نہ کرے۔ نمبر۳۳۔ اُس پر بدگمانی نہ
کرے۔ نمبر۳۴۔ اُس پر حسد اور بُغض نہ کرے۔ نمبر۳۵۔ اُسکو اچھی بات بتلاوے بُری بات
سے منع کرے۔ نمبر۳۶۔ چھوٹوں پر رحم[3] بڑوں کا ادب کرے۔ نمبر۳۷۔ دو مُسلمانوں میں رنج
ہو جاوے تو اُنکی آپس میں صلح کرا دے۔ نمبر۳۸۔ اُسکی غیبت[4] نہ کرے۔ نمبر۳۹۔ اُسکو کسی طرح
کا نقصان نہ پہنچاوے نہ مال میں نہ آبرو میں۔ نمبر۴۰۔ اُسکو اُٹھا کر اُسکی جگہ نہ بیٹھے۔

ہمسایہ کے حقوق۔ نمبر(۱) اس کے ساتھ احسان اور رعایت سے پیش آوے
نمبر۲۔ اُسکی بیوی بچوں کی آبرو کی حفاظت کرے۔ نمبر۳۔ کبھی کبھی اُسکے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا

[1] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ ولیقل لہ اخوہ او صاحبہ یرحمک اللہ فلیقل یہدیکم اللہ و یصلح بالکم۔ رواہ البخاری (محمد عتیق)

[2] عن البراء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان یتفرقا رواہ ابوداؤد ۱۲ (عتیق)

[3] من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا ۱۲ (محمد عتیق)

[4] ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرہتموہ الآیۃ ۱۲ حجرات

رہے بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اُسکو دے۔ نمبر۴ اُسکو تکلیف نہ دے، ہلکی ہلکی باتوں میں اُس سے نہ اُلجھے اور جیسے شہر[۵] میں ہمسایہ ہوتا ہے اسی طرح سفر میں بھی ہوتا ہے۔ یعنی سفر کا رفیق جو گھر سے ساتھ ہوا ہو۔ یا راہ میں اتفاقاً اس کا ساتھ ہو گیا ہو، اس کا حق بھی مثل اپنی ہمسایہ کے ہے۔ اُسکے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اسکی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے۔ بعض آدمی ریل میں یا بہلی میں دوسری سواریوں کے ساتھ بہت آپا دھاپی کرتے ہیں، یہ بہت بُری بات ہے۔

اِسی طرح جو دُوسروں کا محتاج ہو جیسے یتیم اور بیوہ یا عاجز وضعیف یا مسکین و بیمار اور ہاتھ پاؤں سے معذور یا مُسافر یا سائل ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں۔ نمبر(۱) اُن لوگوں کی خدمت مال سے کرنا۔ نمبر۲۔ اُن لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا۔ نمبر۳۔ اُن لوگوں کی دلجوئی و تسلی کرنا۔ نمبر۴۔ اُن کی حاجت اور سوال کو رَد نہ کرنا۔

بعضے حقوق صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ہیں گو وہ مُسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں۔ نمبر(۱) بیخطا کسی کو جان و مال کی تکلیف نہ دے۔ نمبر۲ بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے نمبر۳ اگر کسی کو مُصیبت اور فاقہ اور مرض میں مبتلا دیکھے اُسکی مدد کرے کھانا پانی دیدے علاج معالجہ کر دے۔ نمبر۴۔ جس صُورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اسمیں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے۔

حیوانات کے حقوق۔ نمبر(۱) جس جانور سے کوئی فائدہ متعلق نہ ہو اُسکو مقید نہ کرے بالخصوص[۵] بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا، اُن کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔ نمبر۲۔ جو جانور کھانے کے قابل ہیں اُن کو بھی محض دل بہلانے کے طور پر قتل نہ کرے نمبر۳۔ جو جانور اپنے کام میں ہیں اُن کے کھانے پینے و راحت رسانی و خدمت کا پُورے طور سے اہتمام کرے اُن کی قوت سے زیادہ اُن سے کام نہ لے، اُن کو حد سے زیادہ نہ مارے۔ نمبر۴۔ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو

---

[۴] وذکر فی الاخیار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اتدرون ما حق الجار قال ان استعان بک اعنتہ وان استقرضک اقرضتہ وان افتقر عدت علیہ وان مرض عدتہ وان مات اتبعت جنازتہ وان اصابہ خیر ہنأتہ وان اصابتہ مصیبۃ عزیتہ ولا تستطیل علیہ بالبناء فتحجب عنہ الریح الا باذنہ وان اشتریت فاکہۃ فاہد لہ فان لم تفعل فادخلہا سرا ولا تخرج بہا ولدک لیغیظ بہا ولدہ ولا توذہ بقتار قدرک الا ان تغرف لہ ۱۲ (محمد عتیق)

[۵] یعنی گھونسلا ۱۲

تیز اوزار سے جلدی کام تمام کردے اسکو تڑپاوے نہیں، بھوکا پیاسا رکھکر جان نہ لے۔

ضروری بات

اگر کسی آدمی کے حق میں کچھ کمی ہوگئی ہو تو اُن میں جو حق ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے یا معاف کرالے مثلاً کسی کا قرض رہ گیا تھا یا کسی کی خیانت وغیرہ کی تھی اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں اُن کو فقط معاف کرالے۔ مثلاً غیبت وغیرہ کی تھی یا مارا تھا۔ اور اگر کسی وجہ سے حق داروں سے نہ معاف کرا سکتا ہے نہ ادا کرسکتا ہے تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ بخشش کی دُعا کرتا رہے عجب نہیں کہ اللہ تعالےٰ قیامت میں اُن لوگوں کو رضامند کرکے معاف کرادیں۔ مگر اسکے بعد بھی جب موقع ادا کرنے کا یا معاف کرانے کا ہو اُس وقت اس میں بے پروائی نہ کرے۔ اور جو حقوق خود اس کے اوروں کے ذمّے رہ گئے ہوں جن سے اُمید وصول کی ہو نرمی کے ساتھ اُن سے وصول کرے اور جن سے اُمید نہ ہو یا وہ حقوق قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگرچہ قیامت میں اُن کے عوض نیکیاں ملنے کی اُمید ہے مگر معاف کردینے میں اور زیادہ ثواب آیا ہے اس سے بالکل معاف کردینا زیادہ بہتر ہے خاص کر جب کوئی شخص منت خوشامد کرکے معافی چاہے۔

تجوید یعنی قرآن کو اچھی طرح سنوار کر پڑھنے کا بیان

مسئلہ۔ اس میں کوشش کرنا واجب ہے[1]۔ اُس میں بے پروائی اور سستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

فائدہ۔ اس کے قاعدے بہت سے ہیں مگر تھوڑے سے قاعدے جو بہت ضروری اور آسان ہیں لکھے جاتے ہیں۔ تنبیہ۔ ان حرفوں میں خوب اہتمام سے فرق کرنا چاہئے[2] ا ع۔ ۶ میں اور ت۔ ط۔ میں اور ث۔ س۔ ص میں ح۔ ہ میں اور د۔ ض میں اور

[1] کما قال العلامۃ الجزری ؒ والاخذ بالتجوید حتم لازم ٭ من لم یجود القرآن آثم ٭ لانہ بہ الالہ انزلا۔ وہکذا منہ الینا وصلا۔ ۱۲

[2] گویا متشابہ الصوت حرفوں میں۔ ۱۲

ذ۔ ظ، ز ہیں کہ ت پُر نہیں ہوتی ہے ط پر ہوتی ہے اور ث نرم ہوتی ہے س سخت ہوتا ہے ص پُر ہوتا ہے اور ض کے نکلنے میں زبان کی کروٹ بائیں طرف کی ڈاڑھ سے لگتی ہے سامنے کے دانتوں سے اِس کا پڑھنا غلط ہے اور اسکی زیادہ مشق کرنی چاہئے[1]۔ اور ذ نرم ہوتی ہے نہ سخت ہوتی ہے ظ پُر ہوتی ہے۔ **قاعدہ**۔ یہ حروف[2] ہمیشہ پُر ہوتے ہیں خ۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ غ۔ ق۔ **قاعدہ**۔ ن۔ م پر جب تشدید ہو غنہ[3] سے پڑھو یعنی اسی آواز کو ذرا دیر تک ناک میں نکالتی رہو۔ **قاعدہ** جس حرف پر زبر یا زیر یا پیش ہو اور اُس سے آگے الف یا ی یا واؤ نہو اُسکو بڑھا کر مت پڑھو جیسے اکثر لڑکیوں کو عادت پڑجاتی ہے اس طرح پڑھنا غلط ہے جیسے اَلْحَمْدُ کو اس طرح پڑھنا اَلْحَمْدُو یا مٰلِكِ کو اِس طرح پڑھنا مٰلِکِی یا اِیَّاكَ کو اِس طرح پڑھنا اِیَّاکَا۔ اور جہاں الف یا ی یا واؤ ہو اُس کو گھٹاؤ مت۔ غرض کھڑے پڑے کا بہت خیال[4] رکھو۔ **قاعدہ** پیش کو واؤ کی بُو دے کر پڑھو اور زیر کو ی کی بُو دیکر[5]۔ **قاعدہ** جہاں نُون پر جزم ہو اور اس نون کے بعد ان حرفوں میں سے کوئی حرف ہو تو اُس نون کو غنہ[6] سے پڑھو۔ وہ حرف یہ ہیں:

ت ث ج د ذ۔ ز۔ س۔ ش ص ض ط ظ ف ق ك جیسے اَنْتُمْ مِنْ ثَمَرَةٍ فَاَنْجَیْنٰكُمْ اَنْدَادًا۔ اَنْذَرْتَهُمْ اَنْزَلَ مِنْسَاَتَهٗ یَنْشُرُ کَمَنْ صَبَرَ مَنْضُوْدٍ فَاِنْ طِبْنَ فَانْظُرْ یَنْفِقُوْنَ مِنْ قَبْلِكَ اِنْ كُنْتُمْ۔ **قاعدہ** اِسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نُون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اُس حرف کے بعد اُن پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آجاوے۔ تب بھی اُس نون کی آواز پر غنہ کرو جیسے جَنّٰتٍ تَجْرِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی مِنْ نَفْسٍ شَیْئًا یَّرَانِ قَائِمًا قَالُوْا۔ رَسُوْلٌ كَرِیْمٌ۔ اِسی طرح اور مثالیں ڈھونڈھ لو۔ **قاعدہ** جہاں نُون پر جزم ہو اور اُس کے بعد حرف ر یا حرف ل آوے تو اُس نُون میں نُون کی آواز بالکل نہیں رہتی بلکہ ر یا ل میں ملجاتا ہے جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ

[1] ض کی آواز ظ کی آواز کے ساتھ مُشابہ ہونا چاہئے
[2] ان کا مجموعہ خص ضغط قظ ہے ان کو حروف مستعلیہ کہتے ہیں ۱۲
[3] واظہر الغنۃ من نون ومن میم اذا ماشددا واخفین الخ ۱۲
[4] ورنہ نیکی بربلد گناہ لازم ۱۲۔
[5] مگر مازی مت پیدا کرو ۱۲
[6] اس کا نام اخفا ہے ۱۲۔
[7] اِس کا نام ادغام تام ہے ۱۲

قاعدہ۔ اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے، اور اس حرف کے بعد ر یا ل ہو جب بھی اِس نون کی آواز نہ رہے گی تمایاں میں ملجا دیگا جیسے غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ قاعدہ۔ اگر نون پر جزم ہو اور اُسکے بعد حرف ب ہو تو اُس نون کو میم کی طرح پڑھیں گے اور اُس پر غنّہ بھی کرینگے۔ جیسے اَنْبِئْهُمْ اِس کو اِس طرح پڑھیں گے اَمْبِئْهُمْ۔ اِسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس کے بعد با ہو وہاں بھی اِس نون کی آواز کو میم کی طرح پڑھیں گے جیسے اَلِیْمٌۢ بِمَا۔ اِس کو اِس طرح پڑھیں گے اَلِیْمُمْ بِمَا۔ بعضے قرآنوں میں ایسے موقع پر ننھی سی میم لکھ دیتے ہیں اور بعضوں میں نہیں لکھتے۔ مگر پڑھنا سب جگہ چاہیئے جہاں جہاں یہ قاعدہ پایا جاوے[1]۔ قاعدہ۔ جہاں میم پر جزم ہو اور اُسکے بعد حرف ب تو اُس میم پر غنّہ کرو[2] جیسے یَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ۔ قاعدہ۔ جس حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں اور اُسکے بعد والے حرف پر جزم ہو تو وہاں دو زبر کی جگہ ایک زبر پڑھیں گے اور وہاں جو الف لکھا ہے اُسکو نہ پڑھیں گے اور ایک نون زیر والا اپنی طرف سے نکالکر اُس جزم والے حرف سے مِلا دیں گے جیسے خَیْرَ اۨلْوَصِیَّةُ اِس کو اِس طرح پڑھیں گے خَیْرَنِ الْوَصِیَّةُ۔ اِسی طرح دو زیر کی جگہ ایک زیر پڑھیں گے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دینگے فَخُوْرِ الَّذِیْنَ اِس کو اِس طرح پڑھیں گے فَخُوْرِنِ الَّذِیْنَ۔ اِسی طرح دو پیش کی جگہ ایک پیش پڑھیں گے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دینگے جیسے نُوْحُ اۨبْنَهٗ اس کو اِس طرح پڑھیں گے نُوْحُنِ ابْنَهٗ بعضے قرآنوں میں ننھّا سا نون بیچ میں لکھ دیتے ہیں لیکن اگر کسی قرآن میں نہ لکھا ہو جب بھی پڑھنا چاہیئے۔ قاعدہ۔ ر پر اگر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھنا چاہیئے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَمْ هُمْ، اور اگر ر کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑھو جیسے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ اور اگر ر پر جزم ہو تو اُس سے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہے تو ر کو پُر پڑھو جیسے اَنْذَرْتَهُمْ

[1] اِس قاعدہ کا نام اقلاب ہے ۱۲

[2] اِس کا نام اخفاء شفوی ہے ۱۲۔

مُرْسَلُ ۔ اور اگر اس سے پہلے حرف پر زیر ہو تو اس جزم والی را کو باریک پڑھو، جیسے
لَمْ تُنْذِرْهُمْ اور کہیں کہیں یہ قاعدہ نہیں چلتا۔ مگر وہ موقعے تمہاری سمجھ میں[1] نہ آوینگے زیادہ
جگہ یہی قاعدہ ہے تم یونہی پڑھا کرو۔ **قاعدہ** اَللّٰہُ اور اَللّٰھُمَّ میں جو لام ہے اس لام سے
پہلے والے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو لام کو پُر پڑھو جیسے خَتَمَ اللّٰہُ فَزَادَهُمُ اللّٰہُ وَاِذْ
قَالُوا اللّٰھُمَّ اور اگر پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اُس لام کو باریک[2] پڑھو جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔
قاعدہ جہاں گول ت لکھی ہو چاہے الگ ہو اِس طرح ۃ چاہے ملی ہوئی ہو اسطرح
بۃ اور اُس پر ٹھیرنا ہو تو اُس (ۃ) کو ہ کی طرح پڑھیں گے جیسے قَسْوَۃٌ اس کو اسطرح
پڑھیں گے قَسْوَہْ۔ اِسی طرح اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کو ۃ ہا اور طَیِّبَۃً میں بھی ہ پڑھیں گے۔ **قاعدہ**
جس حرف پر دو زبر ہوں اور اُس پر ٹھیرنا ہو تو اُس حرف سے آگے الف پڑھیں گے[3] جیسے نِدَآءً کو
اِس طرح پڑھیں گے نِدَآءَا۔ **قاعدہ** جس جگہ قرآن میں ایسی نشانی لکھی ہوئی ہو (ــٓـ) وہاں ذرا
بڑھا[4] دو جیسے وَلَا الضَّآلِّيْنَ یہاں الف کو اور الفوں سے بڑھا کر پڑھو جیسے قَالُوْٓا اٰمَنَّا یہاں واؤ کو
اور جگہوں کے واؤ سے بڑھا دو یا جیسے فِیْٓ اٰذَانِھِمْ اس ی کو دوسری جگہ کی ی سے بڑھا دو **قاعدہ**
جہاں ایسی نشانیاں بنی ہوں ٹھیر جاؤ م ط ۃ قف ۞ اور جہاں س یا سکتہ یا وقفہ ہو
وہاں سانس نہ توڑو مگر ذرا رک کر آگے پڑھتی چلی جاؤ اور جہاں ایک آیت میں دو جگہ تین
نقطے بنے ہوں اِس طرح ∴ وہاں ایک جگہ ٹھیرو ایک جگہ نہ ٹھیرو چاہے پہلی جگہ ٹھیرو
چاہے دُوسری جگہ ٹھیرو۔ اور جہاں لا لکھا ہو وہاں مت ٹھیرو اور جہاں اور نشانیاں
بنی ہوں چاہے ٹھیرو جی چاہے نہ ٹھیرو۔ اور جہاں اُوپر نیچے دو نشانیاں بنی ہوں
جو اُوپر لکھی ہو اس پر عمل کرو۔ **قاعدہ** جس حرف پر جزم ہو اور اُسکے بعد والے حرف پر
تشدید ہو تو اُس جگہ پہلا حرف نہ پڑھیں گے جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ میں دال نہ پڑھیں گے
اور قَالَتْ طَّآئِفَۃٌ میں ت نہ پڑھیں گے اور لَئِنْ بَسَطْتَّ میں ط نہ پڑھیں گے اور
اُثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰہَ میں ت نہ پڑھیں گے اور اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا میں ت نہ پڑھیں گے

[1] اگر تم کو قرآن شریف صحیح پڑھنے کا شوق اور دل میں ٹیس ہے تو رسالہ فیض الوحید منگا کر خود پڑھ لیجئے اور اپنے بچوں اور بچیوں کو ضرور پڑھائیے یہ رسالہ بطرزِ سوال وجواب اُردو میں نہایت سہل عبارت میں لکھا گیا ہے جسکو خود بچے بھی سمجھ لینگے اِس رسالہ کی قیمت ۲؍ دو آنے ہے۔

[2] لام کو کہیں پُر اور کہیں باریک پڑھنے کا قاعدہ صرف لفظ اللہ ہی میں ہے ورنہ تمام لام جو لفظ اللہ کے سوا ہیں سب باریک ہی پڑھے جاتے ہیں جیسے لَہٗ و رَسُوْلُہٗ وغیرہ ۱۲ (منیق)

[3] اور اگر دو زیر یا دو پیش یا ایک زیر یا ایک زیر یا ایک پیش ہو تو اُسکو ٹھیرنے کی حالت میں ساکن پڑھینگے ۱۲

[4] اس بڑھا دینے کو مد کہتے ہیں ۱۲ -

اور اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ میں ق نہ پڑھیں گے[۱] البتہ اگر یہ حرزم والا حرف ن ہو یا دو زبر دو زیر دو
پیش سے نون پیدا ہو گیا ہو اور اسکے بعد تشدید والا حرف ی ہو یا واؤ ہو تو وہاں پڑھنے
میں نون کی بو رہے گی جیسے مَنْ یَّقُوْلُ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ میں نون کی آواز ناک
میں پیدا ہو گی۔ فائدہ پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ کے چوتھے رکوع کی چھٹی آیت
میں جو یہ بول آیا ہے مَجْرٖىهَا اِس ر کے زیر کو اور زیروں کی طرح نہ پڑھیں گے بلکہ جس
طرح لفظ ساٹے کی س کا زیر پڑھا جاتا ہے اِس طرح اس کو بھی پڑھیں گے۔ فائدہ
پارہ ۲۶ میں سورہ حجرات کے دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں جو یہ بول آیا ہے۔
بِئْسَ الِاسْمُ اِس میں بِئْسَ کا سین کسی حرف سے نہیں ملتا اور اس کے بعد کا لام
اگلے سین سے ملتا ہے اور اِس طرح پڑھا جاتا ہے بِئْسَ لِسْمُ۔ فائدہ پارہ
تِلْكَ الرُّسُلُ سورہ آلِ عمران کے شروع میں جو الٓمّٓ آیا ہے اسکی میم کو اگلے لفظ
اللہ کے لام سے اس طرح ملایا جاتا ہے جسکے ہجے یوں ہوتے ہیں اور ی زیر می مل
زبر مَل مِیْمَلْ اور بعض پڑھنے والے جو اِس طرح پڑھتے ہیں مِیْمُ مَلْ یہ غلط ہے
فائدہ یہ چند مقام ایسے ہیں کہ لکھا جاتا ہے اور طرح اور پڑھا جاتا ہے اور طرح، ان کا
بہت خیال رکھو اور قرآن میں یہ مقامات نکالکر لڑکیوں کو دکھلا دو اور سمجھا دو
مقام اوّل قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اَنَا آیا ہے اس میں نون کے بعد کا الف
نہیں پڑھا جاتا بلکہ فقط پہلا الف اور نون زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اُسکو پڑھلتے نہیں
اِس طرح اَنَ[۲]۔ مقام ۲۔ پارہ سیقول کے سولھویں[۱۶] رکوع کی تیسری آیت
میں یَبْصُۜطُ ص سے لکھا جاتا ہے مگر س سے پڑھا جاتا ہے اس طرح یَبْسُطُ
اکثر قرآنوں میں ایک ننھا سا سین بھی لکھ دیتے ہیں۔ لیکن اگر نہ بھی لکھا ہو جب
بھی سین پڑھے۔ اِسی طرح پارہ وَلَوْ اَنَّنَا کے سولھویں رکوع کی پانچویں آیت
میں جو بَصْۜطَةً آیا ہے اِس میں بھی ص کی جگہ س پڑھتے ہیں۔ مقام ۳ پارہ

[۱] ملکر ل کو آگے سے ملا کر پڑھیں گے اس طرح اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ
[۲] البتہ اگر اس لفظ پر ٹھہرنا ہو جاوے تو پھر الف پڑھا جائے گا۔ ۱۲

لَنْ تَنَالُوْا کے چھٹے رکوع کی پہلی آیت میں اَفَائِنْ میں فَ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں اَفَئِنْ۔ مقام ۴۔ پارہ لن تنالوا کے آٹھویں رکوع کی تیسری آیت میں لَاْاِلَی اللّٰہِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے ہیں مگر ایک الف پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی اللّٰہِ۔ مقام ۵ پارہ لَایُحِبُّ اللّٰہُ کے نویں رکوع کی تیسری آیت میں تَبُوْٓءَا میں ہمزہ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں تَبُوْءَ۔ مقام ۶۔ پارہ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کے تیسرے رکوع کی چوتھی آیت میں مَلَاۡئِہٖ میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں مَلَئِہٖ اسی طرح یہ لفظ قرآن میں جہاں آیا ہے اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔ مقام ۷۔ پارہ وَاعْلَمُوْا کے تیرھویں رکوع کی پانچویں آیت میں لَاۡاَوْضَعُوْا میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَاَوْضَعُوْا۔ مقام ۸ پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ کے چھٹے رکوع کی آٹھویں آیت میں ثَمُوْدَاۡ میں دال کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ثَمُوْدَ[1] اسی طرح پارہ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ سورہ والنجم کے تیسرے رکوع کی انیسویں آیت میں جو ثَمُوْدَاۡ آیا ہے اس میں بھی الف نہیں پڑھا جاتا۔ مقام ۹۔ پارہ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ کے دسویں رکوع کی چوتھی آیت میں لِتَتْلُوَاۡ[2] میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِتَتْلُوَ۔ مقام ۱۰۔ پارہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ کے چودھویں رکوع کی دوسری آیت میں لَنْ نَّدْعُوَاۡ میں واؤ کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا، بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَنْ نَّدْعُوَ۔ اسی طرح پارہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ کے سولھویں رکوع کی پہلی آیت میں لِشَاۡیْءٍ میں الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں لِشَیْءٍ۔ مقام ۱۱۔ پارہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ کے سترھویں رکوع کی ساتویں آیت میں لٰکِنَّا میں نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں[3] لٰکِنَّ۔ مقام ۱۲

[1] البتہ اگر اس لفظ پر ٹھیرنا ہو تو پھر دال ساکن کر کے ٹھیرنا چاہئے۔ ۱۲

[2] اس قسم کے کلمات میں ٹھیرنے کا اور حکم ہے اور ملا کر پڑھنے کا اور حکم۔ اس لئے تجوید کے اردو رسالوں میں سے مثل جمال القرآن یا فیض الوحید۔ یا مع فوائد مکیہ۔ یا ہدیۃ الوحید۔ ضرور دیکھ لینا چاہئے۔ ۱۲۔ (محمد عتیق)

[3] البتہ اگر اس پر ٹھیرنا ہو تو پھر الف پڑھا جائے گا۔ دیکھو رسالہ فیض الوحید جو صرف امر میں ملتا ہے ۱۲

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ کے سترہویں رکوع کی ساتویں آیت میں لَاَاذْبَحَنَّہٗ میں لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاَذْبَحَنَّہٗ۔ مقام ۱۳ پارہ وَمَالِیَ کے چھٹے رکوع کی سینتالیسویں آیت میں لَاِلَی الْجَحِیْمِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی الْجَحِیْمِ۔ مقام ۱۴۔ پارہ حٰمٓ سورہ محمد کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں لِیَبْلُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِیَبْلُوَ۔ اسی طرح اسی سورۃ کے چوتھے رکوع کی تیسری آیت میں نَبْلُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں نَبْلُوَ۔ مقام ۱۵۔ پارہ تَبَارَکَ الَّذِیْ سورہ دَہر کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں سَلٰسِلَا میں دوسرے لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں سَلٰسِلَ[۱] اور اسی رکوع کی پندرہویں اور سولہویں آیت میں دو جگہ قَوَارِیْرَا قَوَارِیْرَا آیا ہے اور دونوں جگہ دوسری ر کے بعد الف لکھا جاتا ہے سو اکثر پڑھنے والے پہلے قَوَارِیْرَا پر ٹھہر جاتے ہیں اور دوسرے قَوَارِیْرَا پر نہیں ٹھہرتے۔ اس طرح پڑھتے ہیں تو یہ حکم ہے کہ پہلی جگہ الف پڑھیں۔ دوسری جگہ الف نہ پڑھیں بلکہ اس طرح پڑھیں قَوَارِیْرَ اور اگر کوئی پہلی جگہ نہ ٹھہرے اور دوسری[۲] جگہ ٹھہر جاوے تو جہاں ٹھہرے وہاں الف پڑھے جہاں نہ ٹھہرے وہاں الف نہ پڑھے۔ فائدہ پارہ وَاعْلَمُوْا[۳] میں جو سورۃ بَرَاءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ سے شروع ہوتی ہے اُس پر بسم اللہ نہیں لکھی اُس کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی اوپر سے پڑھتی چلی آتی ہے وہ اس پر پہنچکر بسم اللہ نہ پڑھے ویسے ہی شروع کر دے اور اگر کسی نے اس جگہ سے پڑھنا شروع کیا ہے یا کچھ سورت پڑھ کر پڑھنا بند کر دیا تھا پھر بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو ان دونوں حالتوں میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا چاہیے ۔

---

[۱] اور بحالت وقف حذف الف اور اثبات الف دونوں جائز ہیں۔ دیکھو رسالہ فیض الوحید ۱۲۔

[۲] دوسری جگہ کسی حال میں الف نہ پڑھا جاویگا خواہ وہاں وقف کرے یا نہ کرے اور پہلی جگہ اگر وقف کرے تو الف پڑھے ورنہ نہیں صحیح یہی ہے ۱۲ کما فی جمال القرآن و ہدیۃ الوحید ۔ عتیق

[۳] یہ مذہب علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ۱۲ عتیق

اُستاد کے لئے ضروری بات

یہ سب قاعدے سمجھا کر ایک ایک کو کئی کئی روز تک پاؤ پاؤ آدھے آدھے پارہ میں خوب مشق اور جاری کرا دو۔ اگر ہو سکے تو رسالہ فیض الوحید فی علم التجوید بھی ضرور پڑھا دو۔

تمام شد

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے بلکہ یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا دے یا ہدایت کر دے کہ بعد میں ان مسائل کو دیکھ لینا۔ اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو اس کو بھی نہ پڑھاویں۔ بلکہ صرف ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لینا۔

مسائل

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے اُن کا بیان

مسئلہ ۱۷ ۔ کسی[1] مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اُس عورت کی ماں اور اُس عورت کی اولاد کو مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۸ ۔ کسی[2] عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اب اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا۔ وہ مرد اُس کی ماں اور اولاد پر حرام ہو گیا۔

مسئلہ ۱۹ ۔ رات[3] کو اپنی بی بی کے جگانے کے لئے اُٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ

---

[1] ومن زنی بامرأة حرمت علیه امها وابنتها ۱۲ قدوری ص ۱۲۵ وکذا تحرم امها علی آباء الزانی واجداده وان علوا وابنائه وان سفلوا ۱۲ عالمگیری ص ۲۹

[2] فان نظرت المرأة الی ذکر رجل اولمسته بشهوة اوقبلت بشهوة تعلقت به حرمة المصاهرة ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۲/۳۷

[3] فلو ایقظ زوجته لیجامعها فوصلت یده الی ابنة منها فقرصها بشهوة وهی ممن تشتهی یظن انها امها حرمت علیه الام حرمة مؤبدة ۱۲ عالمگیری (ج ۲)

پڑ گیا۔ اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اُس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا۔ اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دیدے۔

مسئلہ ۲۰۔ کسی لڑکے[1] نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالدیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی اب کسی صورت سے حلال نہیں ہو سکتی اور اگر اُس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۔ جس عورت[2] کے شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اُس کا نکاح بھی درست ہے لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا درست نہیں البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اُسی سے نکاح ہوا ہو تو صحبت بھی درست ہے۔

ولی کا بیان

مسئلہ ۱۔ (نکاح[3] کی اطلاع ہونے پر) جس صورت میں زبان سے کہنا ضروری ہو اور زبان سے عورت نے نہ کہا۔ لیکن جب میاں اُس کے پاس آیا تو صحبت سے انکار نہیں کیا تب بھی نکاح درست ہو گیا

مسئلہ ۱۵۔ باپ[4] اور دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کردیا تھا اور لڑکی کو اپنے نکاح ہوجانے کی خبر تھی پھر جوان ہو گئی اور اب تک اس کے میاں نے اُس سے صحبت نہیں کی۔ تو جس وقت جوان ہوئی ہے فوراً اُسی وقت اپنی ناراضی ظاہر کردے کہ میں راضی نہیں ہوں یا یوں کہے کہ میں اِس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی چاہے اس جگہ کوئی اور نہیں ہے ہو بلکہ بالکل تنہا بیٹھی ہو ہر حال میں کہنا چاہئے لیکن فقط اِس سے نکاح نہ ٹوٹے گا۔ شرعی حاکم کے پاس جاوے وہ نکاح توڑدے تب نکاح ٹوٹے گا۔ جوان ہونے کے بعد اگر ایک[5] دم، ایک لحظہ بھی چُپ رہے گی تو اب نکاح

[1] او ربیبۂ است ابنہ (ای المراھق) حرمت الام ابدا ۱۲ شامی ص ۳۴۵ ج ۲

[2] وحلّ من زنا (ای صح نکاحہا) ولا توطأ حتی تضع حملہا ۱۲ شرح وقایہ ص ۳۵ ج ۲ ولو نکحہا الزانی حل لہ وطیہا ۱۲ حاشیہ کنز ص ۹۹

[3] وخیار الغلام والثیب لا یبطل بلا رضاء صریح او دلالۃ کالقبلۃ واللمس ۱۲

[4] وان کان المزوج غیرہما (ای غیر الاب والجد) لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلا وان کان من کفو وبمہر المثل صح لکن لہما ای لصغیر والصغیرۃ خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح د

بطل خیار البکر بالسکت عالمۃ النکاح ۱۲ - دربر شامی جلد ۲ ص ۲۱۹ تا ص ۲۲۵

[5] یہ حکم لڑکیوں کا ہے اور لڑکا اگر جوان ہو تو فوراً انکار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب تک رضامندی نہ معلوم ہو تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے ۱۲ ؛

توڑوانے کا اختیار نہ رہے گا اور اگر اُس کو اپنے نکاح کی خبر نہ تھی جوان ہونے کے بعد خبر پہنچی تو جس وقت خبر ملی ہے فوراً اُسی وقت نکاح سے انکار کر دے ایک لحظہ بھی چُپ رہے گی تو نکاح توڑ دانے کا اختیار جاتا رہے گا۔

مسئلہ ۱۶ - اور[1] اگر اُس کا میاں صحبت کر چکا تب جوان ہوئی تو فوراً جوان ہوتے ہی خبر پاتے ہی انکار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب تک اُسکی رضامندی کا حال معلوم نہ ہو گا تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی ہے چاہے جتنا زمانہ گذرجاوے ہاں جب اُس نے صاف زبان سے کہہ دیا کہ میں منظور کرتی ہوں یا کوئی اور ایسی بات پائی گئی جس سے رضامندی ثابت ہوئی جیسے اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں میاں بی بی کی طرح رہی تو اب اختیار جاتا رہا اور نکاح لازم ہوگیا۔

مہر کا بیان

مسئلہ ۳ - کسی[2] نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور بی بی کو رخصت کرا لایا اور اُس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی لیکن تنہائی میں میاں بی بی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مر گئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا واجب ہے خلاصہ یہ ہوا کہ میاں بی بی میں اگر ویسی تنہائی ہوگئی جس کا اُوپر ذکر ہوا یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو پورا مہر واجب ہوگیا اور اگر ویسی تنہائی اور یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق ہوگئی تو آدھا مہر واجب ہُوا۔

مسئلہ ۴ - اگر دونوں[3] میں سے کوئی بیمار تھا یا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا۔ یا

[1] وخیار البلوغ لا یبطل بلا رضاء صریح او دلالۃ کالقبلۃ واللمس ۱۲ شرح وقایہ ص ۲۵ ج ۲
[2] ومن سمی مہرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا فان طلقہا قبل الدخول والخلوۃ فلہا نصف المسمی ۱۲۔ قدوری ص ۱۶۱
[3] وان کان احدہما مریضا او صائما فی رمضان او محرما بحج او عمرۃ او کانت حائضا فلیست بخلوۃ صحیحۃ ولو طلقہا تجب نصف المہر ۱۲ قدوری ص ۱۶۲ وتکون صحیحۃ (ای الخلوۃ) مع صلوۃ النفل کما فی صوم النفل ۱۲ شرح وقایہ ص ۳۸ ج ۲

حج کا احرام باندھے ہوئے تھا یا عورت کو حیض تھا یا وہاں کوئی جھانکتا تاکتا تھا ایسی حالت میں دونوں کی تنہائی اور یکجائی ہوئی تو ایسی تنہائی کا اعتبار نہیں ہے اِس سے پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ اگر طلاق مل جاوے تو آدھا مہر پانے کی مستحق ہے البتہ اگر رمضان کا روزہ نہ تھا بلکہ قضا یا نفل یا نذر کا روزہ دونوں میں سے کوئی رکھے ہوئے تھا ایسی حالت میں تنہائی میں رہی تو پورا مہر پانے کی مستحق ہے شوہر پر پورا مہر واجب ہو گیا۔

مسئلہ ۵۔ شوہر[1] نامرد ہے لیکن دونوں میاں بی بی میں ویسی تنہائی ہو چکی ہے تب بھی پورا مہر پاوے گی۔ اِسی طرح اگر ہیجڑے نے نکاح کر لیا پھر تنہائی اور یکجائی کے بعد طلاق دیدی تب بھی پورا مہر پاوے گی۔

مسئلہ ۶۔ میاں[2] بی بی تنہائی میں رہے لیکن لڑکی اِتنی چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں یا لڑکا بہت چھوٹا ہے کہ صحبت نہیں کر سکتا تو اس تنہائی سے بھی پورا مہر واجب نہیں ہوا۔

مسئلہ ۷۔ کسی[3] نے بے قاعدہ نکاح کر لیا تھا اِسلئے میاں بی بی میں جُدائی کرا دی گئی جیسے کسی نے چھُپ کے اپنا نکاح کر لیا دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا یا دو گواہ تو تھے لیکن بہرے تھے اُنہوں نے وہ لفظ نہیں سُنے جن سے نکاح بندھتا ہے یا کسی کے میاں نے طلاق دے دی تھی یا مر گیا تھا اور ابھی عدت پوری نہیں ہونے پائی کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا۔ یا کوئی اور ایسی ہی بے قاعدہ بات ہوئی اِس لئے دونوں میں جُدائی کرا دی گئی لیکن ابھی مرد نے صحبت نہیں کی ہے تو کچھ مہر نہیں ملے گا بلکہ اگر ویسی تنہائی میں ایک جگہ رہے سہے بھی ہوں تب بھی مہر نہ ملیگا البتہ اگر صحبت کر چکا ہو تو مہر مثل دلایا جاوے گا۔ لیکن اگر کچھ مہر نکاح کے وقت ٹھہرایا گیا تھا اور مہر مثل اس سے زیادہ ہے تو وہی ٹھہرایا ہوا مہر ملے گا۔ اور مہر مثل نہ ملے گا۔

مسئلہ ۸۔ کسی[4] نے اپنی بی بی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کر لی تو اُس کو بھی

---

[1] واذا خلا المجبوب بامرأة ثم طلقها فلها كمال المهر عند ابي حنيفة رحمة الله تعالىٰ ۱۲۔ قدوری صہ ۱۶۳

[2] ولا تصح خلوة الغلام الذي لا يجامع مثله ولا الخلوة بصغيرة لا تجامع مثلها ۱۲ فتاوىٰ قاضيخان بر فتاوىٰ ہندیہ صہ ۳۹۸ ج ۱

[3] وفي النكاح الفاسد انما يجب مهر المثل بالوطي لا بغيره كالخلوة ولم يزد على المسمىٰ ۱۲ کنز صہ ۱۰۵

[4] واذا دخل الرجل بالمرأة على وجه شبهة او نكاح الفاسد فعليه المهر وعليها العدة ثلاث حيض ان كانت حرة وحيضتان ان كانت امة وسواء مات عنها او فرق بينهما وهي حية فان كانت لا تحيض من صغر او كبر فعدة الحرة ثلاثة اشهر وعدة الامة شهر ونصف ۱۲ عالمگیری صہ ۵۲۷ ج ۱

+ + ÷

مہر مثل دینا پڑے گا۔ اور اس صحبت کو زنا نہ کہیں گے نہ کچھ گناہ ہوگا بلکہ اگر پیٹ رہ گیا تو اُس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے۔ اُس کے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اسکو حرامی کہنا درست نہیں اور جب معلوم ہو گیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے اب صحبت کرنا درست نہیں اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے اب بغیر عدت پوری کئے اپنے میاں کے پاس[۵] رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں۔ اور عدت کا بیان آگے آویگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

مسئلہ ۹۔ جتنے[۱] مہر پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جبتک اتنا نہ پاوے تب تک مرد کو ہمبستر نہونے دے اور اگر ایک دفعہ صحبت کر چکا ہے تب بھی اختیار ہے کہ اب دُوسری دفعہ یا تیسری دفعہ قابو نہ ہونے دے، اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس لیجانا چاہے تو بے اتنا مہر لئے پردیس نہ جاوے۔ اسی طرح اگر عورت اس حالت میں اپنے کسی محرم عزیز کے ساتھ پردیس چلی جاوے یا مرد کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے تو مرد اس کو روک نہیں سکتا اور جب اتنا مہر دیدیا تو اب شوہر کی بے اجازت کچھ نہیں کر سکتی بے مرضی پائے کہیں آنا جانا جائز نہیں اور شوہر کا جہاں جی چاہے اُسے لیجاوے جانے سے انکار کرنا درست نہیں۔

کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ ۱۔ اگر عورت[۲] مسلمان ہو گئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو اب جبتک پورے تین حیض نہ آویں تب تک دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں۔

بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ صحبت[۳] کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے کہ اگر اسکی باری میں

---

[۱] ولہا منعہ من الوطی والسفر بہا ولو بعد وطی او خلوۃ برضاہا قبل ان یاخذ ما بین تعجیلہ کلا او بعضا او قدر ما یعجل لمثلہا عرفا ۱۲ شرح وقایہ ص۴۵ و ص۲/۱۷۶ ۔

[۲] ولو اسلم احد الزوجین عرض الاسلام علی الآخر فان اسلم والا فرق بینہما وابائہ طلاق۔ ۱۲ کنز ص۱۱۰

[۵] پاس رہنے سے مراد تنہائی میں بیٹھنا اسی طرح بوس و کنار کرنا ہے ۱۲

[۳] وما یجب علیہ الازواج للنساء العدل والتسویۃ بینہن فیما یملکہ والبیتوتۃ عندہا للصحبۃ والموانسۃ لا فیما لا یملک وہو الحب والجماع ۱۲ فتاوی ہندیہ ص۱/۳۴۳

+ + +

صحبت کی ہے تو دوسری کی باری میں بھی صحبت کرے یہ ضروری نہیں۔

رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

مسئلہ (۱۳) اور اگر میاں بیوی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے صحبت چاہے ہو چکی ہو یا ابھی نہ ہوئی ہو ایسی عورت کو صاف صاف لفظوں میں طلاق دینے سے طلاق رجعی پڑتی ہے جس میں نکاح کئے بھی رکھ لینے کا اختیار ہوتا ہے اور گول لفظوں سے بائن طلاق پڑتی ہے اور عدت بھی بیٹھنا پڑے گی بغیر عدت پوری کئے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اور عدت کے اندر اس کا مرد دوسری اور تیسری طلاق بھی دے سکتا ہے۔

تین طلاق دینے کا بیان

تتمہ مسئلہ (۱) تین طلاق کے بعد، اگر پھر اسی مرد کے ساتھ رہنا چاہے، اور نکاح کرنا چاہے تو اس کی فقط ایک صورت ہے وہ یہ کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کرکے ہمبستر ہو پھر جب وہ دوسرا مرد مر جائے یا طلاق دیدے تو عدت پوری کرکے پہلے مرد سے نکاح کر سکتی ہے بے دوسرا خاوند کیے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اگر دوسرا خاوند تو کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے پایا تھا کہ مر گیا یا صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، پہلے مرد سے جب ہی نکاح ہو سکتا ہے کہ دوسرے مرد نے صحبت بھی کی ہو بغیر اس کے پہلے مرد سے نکاح درست نہیں خوب سمجھ لو۔

مسئلہ (۱۴) اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کرکے عورت کو چھوڑ دیگا تو اس اقرار لینے کا اعتبار نہیں۔ اس کو اختیار ہے چاہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے اور یہ اقرار کرکے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے۔

ف ۱ والطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ و طلقتک فہذا یقع بہ الطلاق الرجعی ولا یقع بہ الا واحدۃ والضرب الثانی الکنایات ولا یقع بہا الطلاق الا بالنیۃ او بدلالۃ الحال وہی علی ضربین منہما ثلاثۃ الفاظ یقع الطلاق الرجعی ولا یقع بہا الا واحدۃ وہی قبل اعتدی واستبرئی رحمک وانت واحدۃ وبقیۃ الکنایات اذا نوی بہا الطلاق کانت واحدۃ بائنۃ وان نوی ثلاث کانت ثلاثا وان نوی ثنتین کانت واحدۃ ۱۲ قدوری ص۱۹۴

ف ۲ وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا ۱۲ ص۱۹۴ ج۲

ف ۳ (۱) النکاح بشرط التحلیل حرام لقولہ علیہ السلام لعن اللہ المحلل والمحلل لہ اخرجہ ابوداؤد والترمذی ۱۲ شرح وقایہ ص۱۹ ج۲

اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے۔ لیکن نکاح ہو جاتا ہے تو اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کر کے چھوڑ دیا یا مر گیا تو پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائیگی

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ (۹)۔ کسی[1] نے اپنی عورت کو کہا اگر تجھ کو حیض آوے تو تجھ کو طلاق۔ اس کے بعد اس کے خون آیا تو ابھی سے طلاق کا حکم نہ لگاوینگے۔ بلکہ جب پورے تین دن تین رات خون آتا رہے تو تین دن تین رات کے بعد یہ حکم لگاوینگے کہ جسوقت سے خون آیا تھا اسی وقت طلاق پڑ گئی تھی اور اگر یوں کہا ہو جب تجھ کو ایک حیض آوے تو تجھ کو طلاق، تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑیگی۔

طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان

تتمہ مسئلہ (۱) رجعت[2] کا ایک طریقہ یہ بھی ہے، کہ زبان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن اس سے صحبت کر لی یا اس کا بوسہ لیا پیار کیا، یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اس کی بی بی ہو گئی پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (۲)۔ جس[3] عورت کو حیض آتا ہو اس کے لئے طلاق کی عدت تین حیض ہیں، جب تین حیض پورے ہو چکے تو عدت گذر چکی جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب سمجھو کہ اگر تیسرا حیض پورے دس دن میں آیا تب تو جسوقت خون بند ہوا اور دس دن پورے ہوئے اسی وقت عدت ختم ہو گئی اور روک رکھنے کا جو اختیار مرد کو تھا جاتا رہا چاہے عورت نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہو گیا لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اس کے

---

[1] وفی ان حضت لا یقع برؤیۃ الدم فان استمر ثلاثا وقع من حین رأت وفی ان حضت حیضۃً لا یقع حتی تطہر منہا ۱۲ در مختار ص۲۳۳ ج ۱

[2] وبوطیہا ومسہا بالشہوۃ وبنظرہ الی فرجہا بالشہوۃ ۱۲ شرح وقایہ ص۱۱ ج ۲

[3] وان انقطع دم آخر العدۃ بعشرۃ ایام تمت ولاقل منہا لا حتی تغتسل او یمضی علیہا وقت فرض کامل ۱۲ شرح وقایہ ص۱۱ ج ۲

اُوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے اب بھی اپنے قصد سے باز آویگا تو وہ پھر اس کی بی بی بن جاوے گی البتہ اگر خون بند ہونے پر اُسنے غسل کرلیا یا غسل تو نہیں کیا لیکن ایک نماز کا وقت گذر گیا یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمے واجب ہوگئی۔ ان دونوں صورتوں میں مرد کا اختیار جاتا رہا اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ (۶)۔ جس[۱] عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو خواہ[عہ] تنہائی ہو چکی ہو اس کو ایک طلاق دینے سے روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا کیونکہ اس کو جو طلاق دی جائے بائن پڑتی ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا اس کو خوب یاد رکھو۔

مسئلہ (۷)۔ اگر دونوں[۲] ایک جگہ تنہائی میں تو رہے لیکن مرد کہتا ہے میں نے صحبت نہیں کی، پھر اس اقرار کے بعد طلاق دے دی تو اب طلاق سے باز آنے کا اختیار اس کو نہیں۔

بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانیکا بیان

مسئلہ (۱)۔ جس[۳] نے قسم کھائی اور یوں کہدیا کہ خدا قسم اب صحبت نہ کروں گا، خدا قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا قسم کھاتا ہوں کہ تجھ سے صحبت نہ کرونگا یا اور کسی طرح کہا تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر اسنے صحبت نہ کی تو چار مہینہ کے گذرنے پر عورت پر طلاق بائن پڑجاوے گی اب بے نکاح کئے میاں بی بی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اور اگر چار مہینے کے اندر ہی اندر اسنے اپنی قسم توڑ ڈالی اور صحبت کرلی تو طلاق نہ پڑیگی البتہ قسم توڑنیکا کفارہ دینا پڑے گا۔ ایسی قسم کھانے کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲)۔ ہمیشہ کیلئے صحبت نہ کرنے کی قسم نہ کھائی بلکہ فقط چار مہینے کے لئے قسم کھائی اور یوں کہا خدا قسم چار مہینے تک تجھ سے صحبت نہ کروں گا تو اس سے ایلاء ہو گیا اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو طلاق بائن پڑجاوے گی

ف۱ وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها فان فرق الطلاق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثالثة ص۳۳ ج ۱

ف۲ ولو خلا بها ثم انكره اى الوطء ثم طلقها لا يملك الرجعة ۱۲ در مختار ص۷۲۳ ج ۲

ف۳ كقوله والله لا اقربك اربعة اشهر او والله لا اقربك فان الحنث فى المدة كفر وسقط الايلاء والا بانت وسقط اليمين ۱۲ كنز ص۱۳۲

ف۴ حتى لو كان الحالف موقتا باربعة اشهر ولم يقربها بانت بواحدة وسقط الحلف ۱۲ شرح وقایہ ص۱۲۰ ج ۲

عہ لفظ خواہ تنہائی ہو چکی ہو بجائے نہ تنہائی ہوئی ہو سکے اس کے مرتبہ درست کیا گیا ہے ۱۲

اور اگر چار مہینے سے پہلے صحبت کر لے تو قسم کا کفارہ دیوے اور قسم کے کفارہ کا بیان پہلے گذر چکا ہے۔

مسئلہ (۳) اگر چار[1] مہینے سے کم کے لئے قسم کھائی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اس سے ایلار نہ ہوگا۔ چار مہینے سے ایک دن بھی کم کر کے قسم کھا دے تب بھی ایلار نہ ہوگا۔ البتہ جتنے دنوں کی قسم کھائی ہے اتنے دنوں سے پہلے پہلے صحبت کریگا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو عورت کو طلاق نہ پڑے گی اور قسم بھی پوری رہیگی۔

مسئلہ (۴) کسی[2] نے فقط چار مہینے کیلئے قسم کھائی پھر اپنی قسم نہیں توڑی۔ اس لئے چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہو گیا تو اب اس نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اب کچھ نہ ہوگا۔

اور اگر ہمیشہ کے لئے قسم کھالی جیسے یوں کہہ دیا قسم کھاتا ہوں کہ اب تجھ سے صحبت نہ کرونگا یا یوں کہا خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا پھر اپنی قسم نہیں توڑی اور چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اگر تیسری دفعہ اسی سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد چار مہینے تک صحبت نہیں کی تو اب پھر دوسری طلاق پڑ گئی اور اگر تیسری دفعہ پھر اس سے نکاح کر لیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس نکاح کے بعد بھی اگر چار مہینے تک صحبت نہ کریگا تو تیسری طلاق پڑ جاویگی اور اب بغیر دوسرا خاوند کئے اس سے نکاح بھی نہ ہو سکے گا البتہ اگر دوسرے یا تیسرے نکاح کے بعد صحبت کر لیتا تو قسم ٹوٹ جاتی اور اب کبھی طلاق نہ پڑتی۔ ہاں قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑتا۔

مسئلہ (۵) اگر اسی[3] طرح آگے پیچھے تینوں نکاحوں میں تین طلاقیں پڑ گئیں اس کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کر لیا جب اس نے چھوڑ دیا تو عدت ختم کر کے پھر اسی پہلے مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے پھر صحبت نہیں کی تو اب طلاق نہ پڑے گی چاہے جب تک صحبت نہ کرے لیکن جب کبھی صحبت کریگا تو قسم کا کفارہ دینا پڑیگا کیونکہ قسم تو یہ کھائی تھی کہ کبھی

[1] فلا ایلار لو حلف علی اقل منہا او اربعۃ اشہر شرح وقایہ ص۱۱۹ ج۲

[2] وان کان حلف علی الابد فالیمین باقیۃ فان عاد فتزوجہا عاد الایلار فان وطیہا والا وقعت بمضی اربعۃ اشہر تطلیقۃ اخری فان تزوجہا ثالثاً عاد الایلار وقعت بمضی اربعۃ اشہر اخری وان وبقربہا فان تزوجہا بعد زوج آخر لم یقع بذالک الایلار طلاق والیمین باقیۃ فان وطیہا کفر عن یمینہ ۱۲ قدوری ص۱۷۹ وکنز ص۱۳۴ ج۳۲

[3] فان نکحہا بعد زوج آخر لم تطلق وان وطیہا کفر لبقار الیمین ۱۲ کنز ص۱۳۴

صحبت نہ کرونگا وہ ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۶) اگر عورت[1] کو طلاق بائن دیدی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالی تو ایلاء نہیں ہوا اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑے گی لیکن جب صحبت کریگا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر طلاق رجعی دیدینے کے بعد عدت کے اندر ایسی قسم کھائی تو ایلاء ہوگیا اب اگر رجعت کرلے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینے کے بعد طلاق پڑجاویگی اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دیوے۔

مسئلہ (۷) خدا[2] کی قسم نہیں کھائی بلکہ یوں کہا کہ اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے۔ تب بھی ایلاء ہوگیا۔ صحبت کرے گا تو رجعی طلاق پڑجاویگی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں نہ دینا پڑیگا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے کے بعد طلاق بائن پڑجاویگی اور اگر یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمے ایک حج ہے۔ یا ایک روزہ ہے یا ایک روپیہ کی خیرات ہے یا ایک قربانی ہے تو ان سب صورتوں میں ایلاء ہوگیا اگر صحبت کریگا تو جو بات کہی ہے وہ کرنی پڑیگی اور کفارہ نہ دینا پڑیگا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے بعد طلاق پڑجاویگی۔

بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان

مسئلہ (۱) کسی[3] نے اپنی بی بی سے کہا تو میری ماں کے برابر ہے یا یوں کہا تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو میرے حساب ماں کے برابر ہے اب تو میرے نزدیک ماں کے مثل ہے ماں کی طرح ہے تو دیکھو اس کا کیا مطلب ہے اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم میں بزرگی میں ماں کی برابر ہے یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے عمر میں میری ماں کی برابر ہے تب تو اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا اسی طرح اگر اس کے کہتے وقت کچھ نیت نہیں کی اور کوئی مطلب نہیں لیا یوں ہی بک دیا تب بھی کچھ مضائقہ نہیں ہوا اور اگر اس

[1] ولا ایلاء عن مبانۃ او اجنبیۃ نکحہا بعد ذلک بخلاف المطلقۃ الرجعیۃ فکالزوجۃ ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۲۲ ج ۲ وان تزوجہا بعد ما طلقہا بعد انقضاء العدۃ کان مولیا لکن یعتبر مدۃ الایلاء من وقت التزوج رجل آلی من امرأتہ بعد ما طلقہا تطلیقۃ بائنۃ لا یکون مولیا کذا فی فتاوی قاضی خان ۱۲

[2] فلو قال واللہ لا اقربک او قال واللہ لا اقربک اربعۃ اشہر وان قربتک فعلی حج او صوم او صدقۃ ان قربہا فی المدۃ حنثت وتجب الکفارۃ فی الحلف باللہ تعالٰی وفی غیرہ واجب الجزاء وسقط الایلاء ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۱۹ ج ۲

[3] انت علی کظہر امی او راسک ونحوہ او نصفک کظہر امی او کبطنہا او کفخذہا او کفرجہا او کظہر امی او عمتی ولعبہ بنظا ہر او بحرم وطیہا ودواعیہ حتی یکفر فان وطی قبلہ استغفر وکفر للظہار فقط ولا یعود حتی یکفر وفی انت علی مثل امی او کامی ان نوی الکرامۃ او الظہار صحت وان نوی الطلاق بانت وان لم ینو شیئا لغا او بانت علی حرام کامی صح ما نوی من طلاق او ظہار او انت علی حرام کظہر امی ظہار لا غیر وان نوی طلاقا او ایلاء ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۲۳ ج ۲

کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہے تو اس کو ایک طلاق بائن پڑ گئی، اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کا چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا بلکہ مطلب فقط اتنا ہے کہ اگرچہ تو میری بی بی ہے اپنے نکاح سے تجھ کو الگ نہیں کرتا لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ۔ غرضکہ اس کے چھوڑنے کی نیت نہیں فقط صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اس کو شرع میں ظہار کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت رہے گی تو اس کے نکاح میں لیکن مرد جب تک اس کا کفارہ نہ ادا کر دے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ ہاتھ لگانا، منہ چومنا، پیار کرنا حرام ہے جب تک کفارہ نہ دیگا تب تک وہ عورت حرام رہے گی چاہے جے برس گذر جاویں جب مرد کفارہ دیدے تو دونوں میاں بی بی کی طرح رہیں پھر نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور اس کا کفارہ اسی طرح دیا جاتا ہے۔ جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ دیا جاتا ہے۔

مسئلہ (۲)۔ اگر کفارہ[۱] دینے سے پہلے ہی صحبت کر لی تو بڑا گناہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب سے کفارہ دیئے پھر کبھی صحبت نہ کرونگا اور عورت کو چاہیئے کہ جب تک مرد کفارہ نہ دے تب تک اسکو اپنے پاس نہ آنے دے

مسئلہ (۳)۔ اگر بہن[۲] کی برابر یا بیٹی یا پھوپی یا کسی ایسی عورت کے برابر کہا جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ ہمیشہ حرام ہوتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۴)۔ کسی[۳] نے کہا تو میرے لئے سور کے برابر ہے تو اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی اور اگر ظہار کی نیت یعنی یہ مطلب لیا کہ طلاق تو نہیں دیتا لیکن صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کئے لیتا ہوں تو کچھ نہیں لیتا ہوں تو کچھ نہیں ہوا اسی طرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تب بھی کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۵)۔ اگر ظہار[۴] میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کی اور کفارہ[۵]

---

[۱] فان وطی قبلہ استغفر ولا کفر للظہار فقط ولا یعود حتی یکفر ۱۲ شرح وقایہ صہ ج ۲

[۲] وکذا اذا شبہہا بمن لا یحل لہ مناکحتہا علی التابید من ذوات محارمہ مثل اختہ او عمتہ او امہ من الرضاع او اختہ من الرضاع ۱۲ عالمگیری صہ ج ۱

[۳] ولو قال لامرأتہ انت علی کالمیتۃ او الدم او الخنزیر اختلفت الروایۃ فیہ والصحیح انہ اذا لم ینو شیئا یکون ایلاء وان نوی الطلاق یکون طلاقا وان نوی الظہار لا یکون ظہارا فتاوی قاضی خاں بر عالمگیری صہ ج ۱

[۴] والظاہر ان الوقت اذا کان اربعۃ اشہر فاکثر انہ لا یکون ایلاء لعدم ذکرہ ولا یدخل علی الظاہر ایلاء وان لم یجامعہا اربعۃ اشہر ۱۲ شامی صہ ج ۲

نہ دیا تو طلاق نہیں پڑی اس سے ایلا نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۶)- جب[۱] تک کفارہ نہ دیوے تب تک دیکھنا بات چیت کرنا حرام نہیں البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں۔

مسئلہ (۷)- اگر ہمیشہ[۲] کے لئے ظہار نہیں کیا بلکہ کچھ مدت مقرر کر دی جیسے یوں کہا، سال بھر کے لئے یا چار مہینے کے لئے تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جتنی مدت مقرر کی ہو اتنی مدت تک ظہار رہے گا۔ اگر اس مدت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دیوے اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑے گا عورت حلال ہو جائیگی۔

مسئلہ (۸)- ظہار[۳] میں بھی اگر فوراً انشاء اللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۹)- نابالغ[۴] لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی ظہار نہیں کر سکتا اگر کریگا تو کچھ نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی غیر عورت سے ظہار کرے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے تو بھی کچھ نہیں ہوا اب اس سے نکاح کرنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰)- ظہار[۵] کا لفظ اگر کئی دفعہ کہے جیسے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی کہا کہ تو میرے لئے ماں کے برابر ہے۔ تو جے دفعہ کہا ہے اتنے کفارہ دینے پڑینگے البتہ اگر دوسرے اور تیسرے دفعہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت کی ہو نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دیوے۔

مسئلہ (۱۱)- اگر کئی عورتوں[۶] سے ایسا کہا تو جے بیبیاں ہوں اتنے کفارہ دے

مسئلہ (۱۲)- اگر برابر[۷] کا لفظ نہیں کہا نہ مثل اور نہ طرح کا لفظ کہا بلکہ یوں کہا تو میری ماں ہے یا یوں کہا تو میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ عورت حرام نہیں ہوئی۔ لیکن ایسا کہنا بُرا اور گناہ ہے۔ اسی طرح پکارتے وقت یوں کہنا میری بہن فلانا کام کر دو یہ بھی بُرا ہے مگر اس سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۱۳)- کسی[۸] نے یوں کہا اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں۔ یا یوں کہا اگر تجھ سے

---

[۱] وحکم الظہار حرمۃ الوطی والدواعی الی غایۃ الکفارۃ ۱۲ عالمگیری ص۳۰۷ ج۱

[۲] ولو ظاہر موقتا بان قال انت علی کظہر امی الیوم او الشہر او السنۃ یصیر مظاہرا فی الحال فاذا مضی ذلک الوقت بطل ۱۲ ص۳۰۸ ج۱ فتاوی قاضی خاں بر عالمگیری

[۳] ولو قال انت علی کظہر امی انشاء اللہ لا یکون ظہارا ۱۲ عالمگیری ص۳۰۹ ج۱

[۴] وشرطہ فی المرأۃ کونہا زوجۃ وفی الرجل کونہ من اہل الکفارۃ فلا یصح ظہار الذمی کالصبی والمجنون ۱۲ عالمگیری ص۳۰۵ ج۱

[۵] ولو ظاہر من امرأتہ مرارا فی مجلس او مجالس فعلیہ لکل ظہار کفارۃ الا ان ینوی بہ الاول ۱۲ عالمگیری ص۳۰۷ ج۱

[۶] ولو ظاہر من اربع نسوۃ یلزمہ لکل امرأۃ کفارۃ ۱۲ قاضی خاں بر عالمگیری ص۳۰۹ ج۱

[۷] ولو قال لہا انت امی لا یکون مظاہرا وینبغی ان یکون مکروہا ومثلہ ان یکون یا ابنتی و یا اختی ونحوہ ۱۲ عالمگیری ص۳۰۷ ج۱

[۸] ولو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شیء علیہ کذا فی غایۃ السروجی ۱۲ ص۳۰۷ بر عالمگیری ج۱

صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں۔ اس سے کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۴) اگر یوں کہا[۱] تو میرے لئے ماں کی طرح حرام ہے تو اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑے گی اور اگر ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو تو ظہار ہو جاویگا۔ کفارہ دے کر صحبت کرنا درست ہے۔

کفارہ کا بیان

مسئلہ (۱) ظہار[۲] کا کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں وہاں ہم نے خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے وہی نکال کر دیکھ لو۔ اب یہاں بعض ضروری باتیں جو وہاں نہیں بیان ہوئیں ہم بیان کرتے ہیں۔

مسئلہ (۲) اگر طاقت[۳] ہو تو مرد ساٹھ روزے لگاتار رکھے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پاوے اور جب تک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اسی عورت سے صحبت کرلی تو اب سب روزے پھر سے رکھے چاہے دن کو اسی عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے سب کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ (۳) اگر شروع[۴] مہینے یعنی پہلی تاریخ سے روزے رکھنا شروع کئے تو پورے دو مہینے روزے رکھ لے چاہے پورے ساٹھ دن ہوں اور تیس دن کا مہینہ ہو یا اس سے کم دن ہوں دونوں طرح کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر پہلی تاریخ سے روزے رکھنا نہیں شروع کئے تو پورے ساٹھ دن روزے رکھے۔

مسئلہ (۴) اگر کفارہ[۵] روزے سے ادا کر رہا تھا اور کفارہ پورا ہونے سے پہلے دن کو یا رات کو بھولے سے ہمبستر ہو گیا تو کفارہ دوہرانا پڑے گا۔

مسئلہ (۵) اور روزے[۶] کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو دو وقتہ کھانا کھلا دے، یا

---

[۱] اذا قال انت علی حرام کامی داوی بہ الطلاق او الظہار او الایلاء فہو علی ما نوی وان لم ینو شیئا یکون ظہارًا ۱۲ فتاوی قاضی خان بر عالمگیری ص۵۱۱ ج۱ ۱۲

[۲] وکفارۃ الظہار عتق رقبۃ فان لم یجد فصیام شہرین متتابعین فان لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ۱۲ قدوری ص۱۴۱ ۱۲

[۳] واذا لم یجد المظاہر ما یعتق فکفارتہ صوم شہرین متتابعین لیس فیہما شہر رمضان ولا یوم الفطر ولا یوم النحر ولا ایام التشریق کذا فی الغایۃ البیان لو جامع امرأتہ التی ظاہر منہا بالنہار ناسیا او باللیل عامدًا او ناسیا فانہ یستقبل الصوم ولو جامعہا بالنہار عامدًا استانف بالاتفاق ۱۲ ص۵۱۱ ج۱ عالمگیری

[۴] اذا صام المظاہر شہرین بالاہلۃ اجزاہ وان کان کل شہر تسعۃ وعشرین یوما وان صام بغیر الاہلۃ ثم افطر لتمام تسعۃ وخمسین یوما فعلیہ الاستقبال ۱۲ ص۵۱۲ ج۱ عالمگیری

[۵] فان جامع التی ظاہر منہا فی خلال الشہرین لیلا عامدًا او نہارًا ناسیا استانف ۱۲ قدوری ص۱۸۳

[۶] فان لم یستطع المظاہر الصیام اطعم ستین مسکینا ویطعم کل مسکین نصف صاع من بر او صاعا من تمر او شعیر او قیمۃ ذلک فان غداہم وعشاہم جاز قلیلا کان ما اکلوہ او کثیرا وان قرب التی ظاہر منہا فی خلال الطعام لم یستانف ۱۲ قدوری

اناج دیدے اگر سب فقیروں کو ابھی نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کر لی تو گناہ ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دوہرانا نہ پڑیگا اور کھانا کھلانے کی سب وہی صورت ہے جو وہاں بیان ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۶ - کسی [۵] کے ذمّے ظہار کے دو کفّارے تھے اُس نے ساٹھ مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دیدیئے اور یہ سمجھا کہ ہر کفّارے سے دو دو سیر دیتا ہوں اس لئے دونوں کفّارے ادا ہو گئے۔ تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہُوا۔ دُوسرا کفارہ پھر دیوے اور اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دُوسرا ظہار کا اس میں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔

لعان کا بیان

مسئلہ ۱ - جب [۱۲] کوئی اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہُوا اُس کو کہے کہ یہ میرا نہیں نہ معلوم کس کا لڑکا ہے۔ تو اُس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے تو حاکم دونوں سے قسم لیوے پہلے شوہر سے اس طرح کہلائے میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اسکو لگائی ہے اس میں میں سچا ہوں، چار دفعہ اسی طرح شوہر کہے پھر پانچویں دفع کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار دفعہ اِس طرح کہے میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے اِس تہمت میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے، جب دونوں قسم کھالیویں تو حاکم دونوں میں جُدائی کرا دیگا اور طلاق بائن پڑ جاوے گی اور اَب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جاوے گا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اِس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔

---

[۵] و ان اطعم ستین مسکینا کل مسکین صاعا من بر عن ظہارین لم یجز الا عن ظہار واحد عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف و ان اطعم ذلک عن ظہار و افطار صح عنہما ۱۲ شرح وقایہ ص ۱۳۵ ج ۲ -

[۱۲] اذا قذف الرجل امرأتہ بالزنا وہما من اہل الشہادۃ او نفی نسب ولدہا و طالبتہ بموجب القذف فعلیہ اللعان وصفۃ اللعان ان یبتدئ الحاکم فیشہد اربع مرات یقول فی کل مرۃ اشہد باللہ انی لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا ثم یقول فی الخامسۃ لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین فیما رماہا بہ من الزنا یشیر الیہا فی جمیع ذلک ثم تشہد المرأۃ اربع شہادات تقول فی کل مرۃ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من الزنا و تقول فی الخامسۃ غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین فیما رمانی بہ من الزنا و اذا التعنا فرق القاضی بینہما و کانت الفرقۃ تطلیقۃ بائنۃ عند ابی حنیفۃ و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ ۱۲ قدوری ص ۱۵۸

عدّت کا بیان

مسئلہ (۱) - جب[۱] کسی کا میاں طلاق دیدے یا خلع و ایلاء وغیرہ کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے، یا شوہر مر جاوے تو اِن سب صورتوں میں تھوڑی مدت تک عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے جبتک یہ مدت ختم نہ ہوچکے تب تک کہیں اور نہیں جاسکتی نہ کسی اور مرد سے اپنا نکاح کر سکتی ہے جب وہ مدت پوری ہوجائے تو جو جی چاہے کرے اس مدت گذرنے کو عدّت کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲) - اگر میاں نے[۲] طلاق دیدی تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر، جس میں طلاق ملی ہے وہیں بیٹھی رہے اُس گھر سے باہر نہ نکلے نہ دن کو نہ رات کو نہ کسی دوسرے سے نکاح کرے جب پورے تین حیض ختم ہوگئے تو عدّت پوری ہوگئی اب جہاں جی چاہے جائے۔ مرد نے خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں، اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ (۳) - اگر چھوٹی[۳] لڑکی کو طلاق مل گئی جسکو ابھی حیض نہیں آتا یا اتنی بڑھیا ہے کہ اب حیض آنا بند ہوگیا ہے اِن دونوں کی عدّت تین مہینے ہیں تین مہینے بیٹھی رہے، اس کے بعد اختیار ہے جو چاہے کرے۔

مسئلہ (۴) - کسی لڑکی[ف] کو طلاق[۴] مل گئی اُس نے مہینوں کے حساب سے عدّت شروع کی پھر عدّت کے اندر ہی ایک یا دو مہینے کے بعد حیض آگیا تو اب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے جبتک تین حیض نہ پورے ہوں عدّت نہ ختم ہوگی۔

مسئلہ (۵) - اگر کسی[۵] کو پیٹ ہے اور اسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے یہی اُسکی عدّت ہے جب بچہ پیدا ہوگیا تو عدّت ختم ہوگئی۔ طلاق ملنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں اگر بچہ پیدا ہوگیا تب بھی عدّت ختم ہوگئی۔

---

۱ ہی انتظار مدۃ معلومۃ یلزم المرأۃ بعد زوال النکاح حقیقۃ او شبہۃ المتأکد بالدخول او الموت ۱۲ فتاوی ہندیہ صفحہ ۵۲۶ ج ۱۔

۲ اذا طلق الرجل امرأتہ طلاقا بائنا او رجعیا او وقعت الفرقۃ بینہما بغیر طلاق وہی حرۃ ممن تحیض فعدتہا ثلاثۃ اقراء ۱۲ قدوری ص۲۶۶

۳ وان کانت لا تحیض من صغر او کبر فعدتہا ثلاثۃ اشہر ۱۲ ص۲۶۶ قدوری

۴ وکذا اذا کانت صغیرۃ تعتد بالشہور فحاضت بطل حکم الشہور واستقبل العدۃ بالحیض ۱۲ عالمگیری ص۵۲۷ ج۱

۵ وان کانت حاملا فعدتہا ان تضع حملہا ۱۲ قدوری ص۲۶۶

\+ \+

ف یعنی نابالغ لڑکی جس کو حیض نہیں آتا ۱۲ محشی

\+

مسئلہ (۶) - اگر کسی[1] نے حیض[5] کے زمانہ میں طلاق دیدی تو جس حیض میں طلاق دی ہے اُس حیض کا کچھ اعتبار نہیں ہے اُسکو چھوڑ کر تین حیض اور پورے کرے -

مسئلہ (۷) - طلاق کی عدت اُسی عورت پر[2] ہے جس کو صحبت کے بعد طلاق ملی ہو یا صحبت تو ابھی نہیں ہوئی مگر میاں بی بی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے تب طلاق ملی چاہے ویسی تنہائی ہو جس سے پورا مہر دلیا جاتا ہے یا ویسی تنہائی ہوئی ہو جس سے پورا مہر واجب نہیں ہوتا بہرحال عدت بیٹھنا واجب ہے اور اگر ابھی بالکل کسی قسم کی تنہائی نہ ہونے پائی تھی کہ طلاق مل گئی تو ایسی عورت پر عدت نہیں جیسا کہ اوپر آ چکا ہے

مسئلہ (۸) - غیر عورت[3] کو اپنی بی بی سمجھ کر دھوکے سے صحبت کر لی پھر معلوم ہوا کہ یہ بی بی نہ تھی تو اُس عورت کو بھی عدت بیٹھنا ہوگا جبتک عدت ختم نہ ہو چکے تب تک اپنے شوہر کو بھی صحبت نہ کرنے دے نہیں تو دونوں پر گناہ ہوگا - اُس کی عدت بھی یہی ہے جو ابھی بیان ہوئی اگر اُسی دن پیٹ رہ گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اور عدت بیٹھے یہ بچہ حرامی نہیں اس کا نسب ٹھیک ہے جس نے دھوکہ سے صحبت کی ہے اُسی کا لڑکا ہے -

مسئلہ (۹) - کسی[4] نے بے قاعدہ نکاح کر لیا جیسے کسی عورت سے نکاح کیا تھا پھر معلوم ہوا کہ اُس کا شوہر ابھی زندہ ہے اور اُس نے طلاق نہیں دی یا معلوم ہوا کہ اُس مرد و عورت نے بچپن میں ایک عورت کا دودھ پیا ہے اِس کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد نے اُس سے صحبت کر لی پھر حال کھلنے کے بعد جدائی ہو گئی تو بھی عدت بیٹھنا پڑے گا جسوقت سے مرد نے توبہ کر کے جدائی اختیار کی اُسی وقت سے عدت شروع ہو گئی اور اگر ابھی صحبت نہ ہونے پائی ہو تو عدت واجب نہیں بلکہ ایسی عورت سے اگر خوب تنہائی و یکجائی بھی ہو چکی ہو تب بھی عدت واجب نہیں عدت جب ہی ہے کہ صحبت ہو چکی ہو -

مسئلہ (۱۰) - عدت[5] کے اندر کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمے واجب ہے جس نے طلاق دی

[1] اذا طلق امرأة فی حالة الحیض کان علیها الاعتداد بثلاث حیض کامل ولا تحتسب هذه الحیضة من العدة ۱۲ عالمگیری ص ۵۲۷ ج ۱

[2] قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها ۱۲ پارہ ۲۲ ومن یقنت ۱ رکوع ۲ -

[3] والمنکوحة فاسدا والموطوئة بشبهة عدتها الحیض فی الفرقة والموت ۱۲ قدوری ص ۱۸۶

[4] والمنکوحة نکاحا فاسدا عدتها الحیض - ۱۲ قدوری ص ۱۸۷

[5] والمعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسکنی - ۱۲ فتاوی قاضی خان بر عالمگیری ص ۴۲۳ ج ۱

[5] مگر حالت حیض میں طلاق دینے سے گناہ ہوگا ۱۲ محشی

اور اُس کا بیان اچھی طرح آگے آتا ہے۔

مسئلہ (۱۱) - کسی[لہ] نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی یا تین طلاقیں دیدیں پھر عدّت کے اندر دھوکے میں اُس سے صحبت کرلی تو اب اس دھوکے کی صحبت کی وجہ سے ایک عدّت اور واجب ہوگئی۔ اب تین حیض اور[ے] پورے کرے جب تین حیض اور گذر جاوینگے تو دونوں عدتیں ختم ہو جاوینگی۔

مسئلہ (۱۲) - مرد[ٹہ] نے طلاق بائن دیدی اور جس گھر میں عدّت بیٹھی ہے اسی میں وہ بھی رہتا ہے تو خوب اچھی طرح پردہ باندھ کے آڑ کرلے۔

موت کی عدّت کا بیان

مسئلہ (۱) - کسی[ٹہ] کا شوہر مرگیا تو وہ چار مہینے اور دسؔ دن تک عدّت بیٹھے شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اُسی گھر میں رہنا چاہیئے باہر نکلنا درست نہیں البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جسکے پاس گذارے کے موافق خرچ نہیں اُس نے کھانا پکانے وغیرہ کی نوکری کرلی اُسکو جانا اور نکلنا درست ہے۔ لیکن رات کو اپنے گھر ہی میں رہا کرے چاہے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے کسی قسم کی تنہائی و یکجائی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک حکم ہے کہ چار مہینے دسؔ دن عدّت بیٹھنا چاہیئے۔ البتہ اگر وہ عورت پیٹ سے تھی اس حالت میں شوہر مرا تو بچہ پیدا ہونے تک عدّت بیٹھے اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ ہوگیا تب بھی عدّت ختم ہوگئی۔

مسئلہ (۲) - گھر[ٹہ] بھر میں جہاں جی چاہے رہے یہ جو دستور ہے کہ خاص ایک جگہ مقرر کرکے رہتی ہے کہ غمزدہ کی چارپائی اور خود غمزدہ وہاں سے ٹلنے نہیں پاتی یہ بالکل مہمل اور واہیات ہے اِس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

لہ وعلی معتدة وطئت بشبہة عدة اخری وتداخلتا والحیض تری منہما فاذا تمت الاولی وہی الثانیة یجب اتمامہا ۱۲ شرح وقایہ ص۱۴۵ ج ۲۔

ٹہ ولابد من سترة بینہما فی البائن ۱۲۔ شرح وقایہ ص۱۵۳ ج ۲

ٹہ وتعتد فی منزل لہا وقت الفرقة والموت الا ان تخرج لحاجة لابد منہا او خافت بکف مالہا او الانہدام او لم تجد کراء البیت ۱۲ شرح وقایہ ص۱۵۳ ج ۲

ٹہ للمعتدة ان تخرج من بیتہا الی صحن الدار وتبیت فی ای منزل شاءت الا ان یکون فی الدار منازل لغیرہ فلا تخرج من بیتہا الی تلک المنازل ۱۲ عالمگیری ص۵۳۵ ج ۱

+ + +

ے یعنی جس وقت صحبت کی ہے اس کے بعد تین حیض گذرنے ۱۲ محشی

+ + +

مسئلہ (۳)۔ شوہر[۱] نابالغ بچہ تھا اور جب وہ مرا تو اُس کو پیٹ تھا تب بھی اُسکی عدت بچہ ہونے تک ہے۔ لیکن یہ لڑکا حرامی ہے شوہر کا نہ کہا جاوے گا۔

مسئلہ (۴)۔ اگر کسی[۲] کا میاں چاند کی پہلی تاریخ مرا اور عورت کو حمل نہیں تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرے اور اگر پہلی تاریخ نہیں مرا ہے تو ہر مہینے تیس ۳۰ تیس ۳۰ دن کے لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنا چاہئے اور طلاق کی عدت کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر حیض نہیں آتا نہ پیٹ ہے اور چاند کی پہلی تاریخ طلاق مل گئی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کرلے چاہے اُنتیس ۲۹ کا چاند ہو یا تیس ۳۰ کا اور اگر پہلی تاریخ طلاق نہیں ملی ہے تو ہر مہینہ تیس ۳۰ تیس ۳۰ دن کا لگا کر تین مہینے پورے کرے۔

مسئلہ (۵)۔ کسی[۳] نے بے قاعدہ نکاح کیا تھا جیسے بے گواہوں کے نکاح کرلیا۔ یا بہنوئی سے نکاح ہو گیا اور اُسکی بہن بھی ابتک اُسکے نکاح میں ہے پھر وہ شوہر مر گیا تو ایسی عورت جس کا نکاح صحیح نہیں ہُوا مرد کے مرنے سے چار مہینے دس دن عدت نہ بیٹھے بلکہ تین حیض تک عدت بیٹھے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے۔ اور حمل سے ہو تو بچہ ہونے تک بیٹھے۔

مسئلہ (۶)۔ کسی[۴] نے اپنی بیماری میں طلاق بائن دیدی اور طلاق کی عدت ابھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مر گیا۔ تو دیکھو طلاق کی عدت بیٹھنے میں زیادہ دن لگیں گے یا موت کی عدت پوری کرنے۔ جس عدت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے اور ابھی عدت طلاق کی نہ گذری تھی کہ شوہر مر گیا تو اُس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔

مسئلہ (۷)۔ کسی[۵] کا میاں مر گیا مگر اُس کو خبر نہیں ملی چار مہینے دس دن گذر جانے کے بعد خبر آئی تو اُسکی عدت پوری ہو چکی جب سے خبر ملی ہے تب سے عدت بیٹھنا ضروری نہیں اسی طرح اگر شوہر نے طلاق دیدی مگر اُسکو نہ معلوم ہُو بہت دنوں کے بعد خبر ملی

۱؎ وان کانت زوجۃ الميت صبيا فعدتہا بوضع حملہا لا يثبت النسب عن الصبی ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۴۶ ج ۲

۲؎ وان طلقہا او مات عنہا فی غرۃ الشہر تعتد بثلاثۃ اشہر بالاہلۃ ۱۲ فتاویٰ قاضی خان بر عالمگیری صفحہ ۵۵۰ ج ۱ وان اتفق ذلک فی خلالہ يعتبر فی ذلک عدد الايام تسعون يوما فی الطلاق وفی الوفاۃ تعتبر مائۃ وثلاثون يوما ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۲۷ ج ۱

۳؎ والمنکوحۃ نکاحا فاسدا او الموطوءۃ بشبہۃ تحيض للموت وغيرہ وفی الحاشيۃ ای فی من تحيض والاشہر فی من لا تحيض ووضع الحمل فی الحامل ۱۲ کنز صفحہ ۱۴۶

۴؎ ولا امرأۃ الفار للبائن ابعد الاجلين وللرجعی ما للموت ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۴۶

۵؎ وتنقضی عدۃ الطلاق والموت وان جہلت بہا ۱۲ شرح وقایہ صفحہ ۱۵۰ ج ۲

جتنی عدت اس کے ذمہ تھی وہ خبر ملنے سے پہلے ہی گذر چکی تو اس کی بھی عدت پوری ہو گئی اب عدت بیٹھنا واجب نہیں مسئلہ (۸) کسی کام کیلئے گھر سے باہر کہیں گئی تھی یا اپنی پڑوسن کے گھر گئی تھی کہ اتنے میں اس کا شوہر مر گیا۔ اب فوراً وہاں سے چلی آوے اور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے مسئلہ (۹) مرنے کی عدت میں عورت کو روٹی کپڑا نہ دلایا جائے گا اپنے پاس سے خرچ کرے مسئلہ (۱۰) بعضی جگہ دستور ہے کہ میاں کے مرنے کے بعد سال بھر تک عدت کے طور پر بیٹھی رہتی ہے یہ بالکل حرام ہے۔

روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ (۱) بیوی بہت چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں تو اگر مرد نے کام کاج کے لئے یا اپنا دل بہلانے کے لئے اس کو اپنے گھر رکھ لیا تو اس کا روٹی کپڑا مرد کے ذمے واجب ہے اور اگر نہ رکھا میکے بھیجدیا تو واجب نہیں۔ اور اگر شوہر چھوٹا نابالغ ہو۔ لیکن عورت بڑی ہے تو روٹی کپڑا ملے گا۔

رہنے کیلئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ (۱) اگر نکاح عورت ہی کی وجہ سے ٹوٹا جیسے سوتیلے لڑکے سے پھنس گئی۔ یا جوانی کی خواہش سے ہاتھ لگایا۔ کچھ اور نہیں ہوا۔ اس لئے مرد نے طلاق دیدی یا وہ بد دین کافر ہو گئی اسلام سے پھر گئی اس لئے نکاح ٹوٹ گیا۔ تو ان سب صورتوں میں عدت کے اندر روٹی کپڑا نہ ملے گا۔ البتہ رہنے کا گھر ملے گا۔ ہاں اگر وہ خود ہی چلی جاوے تو اور بات ہے پھر نہ دیا جاوے گا۔

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ (۱) میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ حرامی نہیں۔ اسی شوہر کا ہے البتہ اگر وہ خبر پا کر انکار کردے تو لعان کا حکم ہوگا۔

ف ۱ لو کانت زائرۃ اہلہا او کانت فی غیر بیتہا لامر حین وقوع الطلاق انتقلت الی بیت سکناہا بلا تاخیر کذا فی عدۃ الوفاۃ ۱۲ عالمگیری ص ۵۳۵ ج ۱

ف ۲ ولا نفقۃ للمتوفی عنہا زوجہا ۱۲ قدوری ص ۱۹۰ ف ۳ لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر علی میت فوق ثلاث الا علی زوج اربعۃ اشہر وعشرا ۱۲ ص ۲۸۹ مشکوۃ المصابیح ف ۴ وان کانت صغیرۃ لا یستمتع بہا فلا نفقۃ لہا وان سلمت الیہ نفسہا وان کان الزوج صغیرا لا یقدر علی الوطی والمرأۃ کبیرۃ فلہا النفقۃ من مالہ۔ قدوری ص ۱۹۰ ف ۵ کل فرقۃ جاءت من قبل المرأۃ بمعصیۃ فلا نفقۃ لہا وان طلقہا ثم ارتدت سقطت نفقتہا ۱۲ قدوری ص ۱۹۰ ف ۶ ان الفراش علی اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما سنۃ فولدت لستۃ اشہر منذ تزوج لتصورہ کرامۃ ۱۲ در مختار ص ۲۶۳ ج ۲ ف یہ مطلب نہیں کہ واقع میں وہ شوہر کے نطفے سے ہو تا کہ اس پر شبہ ہو سکے کہ یہ بات عقل کے خلاف ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قانون شرعی کی رو سے اس لڑکے کو شوہر کا کہیں گے اور میراث وغیرہ کے احکام اس کیلئے جاری ہوں گے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنے قاتل ہونے کا اقرار کرے اور تاریخ قتل میں یا اس مقام میں موجود نہ تھا اور نہ بالغ تھا اس کا یہی حکم ہے تو قانون کی رو سے وہ قاتل ہوگا خواہ واقع میں نہ ہو اس مسئلہ کی بحث رسالہ رفع الارتیاب میں اور ضمیمہ ثانیہ حصہ ہذا میں مفصل طور پر لکھی گئی ہے ضرور دیکھ لیا جائے ۱۲ محشی

بہشتی زیور حصہ چہارم تمام ہوا

فہرست مضامین

بہشتی زیور حصہ چہارم مکمل و مدلل

مضمون	صفحہ
نکاح کا بیان	۱
جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان	
کا بیان	۳
ولی کا بیان	۶
کون کون لوگ اپنے برابر اور اپنے میل	
کے ہیں اور کون برابر کے نہیں	۱۱
مہر کا بیان	۱۳
مہر مثل کا بیان	۱۶
کافروں کے نکاح کا بیان	۱۷
بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان	۱۷
دودھ پینے اور پلانے کا بیان	۱۸
طلاق کا بیان	۲۲
طلاق دینے کا بیان	۲۳
رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان	۲۶
تین طلاق دینے کا بیان	۲۷
کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان	۲۸
بیمار کے طلاق دینے کا بیان	۳۱
طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی	
روک رکھنے کا بیان	۳۲

مضمون	صفحہ
خلع کا بیان	۳۴
میاں کے لاپتہ ہو جانے کا بیان	۳۶
سوگ کرنے کا بیان	۳۷
روٹی کپڑے کا بیان	۳۸
رہنے کیلئے گھر ملنے کا بیان	۴۰
لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان	۴۳
اولاد کی پرورش کا بیان	۴۴
شوہر کے حقوق کا بیان	۴۶
میاں کیساتھ نباہ کرنے کا طریقہ	۴۷
اولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ	۵۳
کھانے کا طریقہ	۵۶
محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ	۵۷
حقوق کا بیان	۵۸
ضروری بات	۶۱
تجوید یعنی قرآن کو اچھی طرح سنوار	
کر صحیح پڑھنے کا بیان	۶۱
استاد کیلئے ضروری بات	۶۸
مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ	۶۸
جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے	
ان کا بیان	۶۸
ولی کا بیان	۶۹
ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ چہارم مسمٰی بہ تصحیح الاغلاط	۱۰۱

مضمون	صفحہ
مہر کا بیان	۷۰
کافروں کے نکاح کا بیان	۷۲
بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان	۷۲
رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان	۷۳
تین طلاق دینے کا بیان	۷۳
کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان	۷۴
طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک	״
رکھنے کا بیان	۷۴
بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان	۷۵
بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان	۷۷
کفارہ کا بیان	۸۰
لعان کا بیان	۸۱
عدت کا بیان	۸۲
موت کی عدت کا بیان	۸۴
روٹی کپڑے کا بیان	۸۶
رہنے کیلئے گھر کا بیان	״
لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان	۸۷
فہرست مضامین ضمیمہ اولیٰ و ثانیہ	
نکاح کی فضیلت اور اسکے حقوق کا بیان	۸۸
طلاق کی مذمت کا بیان	۹۳
مسئلے	

ضمیمۂ اولیٰ بہشتی زیور

مسمّٰی بہ

بہشتی جوہر چوتھا حصّہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نکاح کی فضیلت اور اُس کے حقوق کا بیان

حدیث[1] میں ہے کہ دُنیا صرف ایک استعمال کی چیز ہے اور دُنیا کی استعمالی چیزوں میں سے کوئی چیز نیک عورت[2] سے افضل نہیں (یعنی دُنیا میں اگر نیک عورت میسر آجائے تو بہت بڑی نعمت اور حق تعالیٰ کی رحمت ہے) کہ خاوند کی راحت اور اُسکی فلاح دارین کا سبب ہے دُنیا میں بھی ایسی عورت سے راحت میسر ہوتی ہے، اور آخرت کے کاموں میں بھی مدد ملتی ہے۔

حدیث[3] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح میرا طریقہ اور میری سنت (مؤکدہ) ہے سو جو نہ عمل کرے میری سنت (مؤکدہ) پر تو وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی مجھ سے اور اُس سے کوئی علاقہ نہیں) یہ زجر اور ڈانٹ ہے ایسے شخص کو جو سنت پر عمل نہ کرے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کا بیان ہے ایسے شخص پر سو اس سے بہت کچھ پرہیز لازم ہے اور مسلمان کو کیسے چین پڑ سکتا ہے کہ ذرا دیر بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے ناراض رہیں اللہ اُس دن سے پہلے

---

[1] عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال الدنیا متاع وخیر متاعها المرأة الصالحة رواہ مسلم والنسائی وابن ماجہ ۱۲ (ترغیب ترہیب جلد ۳ ص ۵)

[2] وقال صلی اللہ علیہ وسلم اربع من السعادة المرأة الصالحة والمسکن الواسع والجار الصالح والمرکب الهنی واربع من الشقاوة الجار السوء والمرأة السوء والمرکب السوء والمسکن الضیق رواہ ابن حبان ۱۲-

[3] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم النکاح سنتی ومن رغب عن سنتی فلیس منی ۱۲

+ + +

عورت دیدیں جس وقت مسلمان کو اللہ و رسول کی ناراضی گوارا ہو) اور نکاح کرو اس لئے کہ میں فخر کرونگا۔ (قیامت میں) تمہارے ذریعہ سے (اور) اُمتوں پر (یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت پسند ہے کہ آپ کی اُمت کثرت سے ہو اور دوسری اُمتوں سے زیادہ ہو تاکہ اُن کی کثرتِ اعمال کی وجہ سے آپ کو بھی ثواب اور قربِ الٰہی زیادہ میسر ہو، اس لئے کہ جو کوئی آپ کی اُمت میں جو کچھ بھی عمل کرتا ہے وہ آپ ہی کی تعلیم کے سبب کرتا ہے پس جس قدر زیادہ عمل کرنے والے ہونگے اُسی قدر آپ کو انکی تعلیم کرنے کا ثواب زیادہ ہوگا۔ یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ جہاں تک بھی اور جس طرح بھی ہو سکے قربِ الٰہی کے وسیلے اور اعمال کثرت سے اختیار کرے اور اسمیں کوتاہی نہ کرے اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن کُل صفیں ایکسو بیس[۱۲] ہونگی جن میں چالیس صفیں اور اُمتوں کے لوگوں کی ہونگی اور اسّی صفیں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اُمت کی ہونگی۔ سبحان اللہ کیا دلداری منظور ہے حق تعالیٰ کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی) اور جو شخص صاحبِ وسعت ہو (یعنی عورت کے حقوق ادا کر سکے) تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ پاوے ہمارا اسقدر مال کہ عورت کے حقوق اس سے ادا کرے تو اُس پر روزہ ہے (یعنی روزہ رکھے اس سے شہوت میں کمی ہو جاویگی) پس بیشک روزہ اُسکے لئے مثل رگِ شہوت ملدینے کے ہے۔ اگر عورت کی خواہش مرد کو بہت زیادہ نہو بلکہ معتدل اور درمیانی درجہ کی ہو اور عورت کے ضروری خرچ اُٹھانے پر قادر ہو تو ایسے شخص کیلئے نکاح سنت مؤکدہ ہے اور جسکو اعلیٰ درجہ کا تقاضا ہو یعنی بہت خواہش ہو تو ایسے شخص کیلئے نکاح واجب اور ضروری ہے اسلئے کہ اندیشہ ہے خدانخواستہ زنا میں مبتلا ہوگیا تو حرامکاری کا گناہ ہوگا۔ اور اگر باوجود سخت تقاضے شہوت کے اس قدر طاقت نہیں کہ عورت کے ضروری حقوق ادا کر سکے گا تو یہ شخص کثرت سے روزے رکھے پھر جب اتنی گنجائش ہو جاوے کہ عورت کے حقوق ادا کرنے پر قادر ہو تو نکاح کر لے۔

لہ عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم رواہ ابوداؤد والنسائی ۱۲ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۷ ج ۲

مہ ای مفاخر بسببکم سائر الامم لکثرۃ اتباعی ۱۲ زیر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

حدیث میں ہے کہ اولاد جنت کا پھول ہے (مطلب یہ ہے کہ جنت کے پھولوں سے جیسی مسرت اور فرحت حاصل ہوگی ویسی ہی راحت اور مسرت اولاد کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے اور اولاد نکاح کے ذریعے سے میسر آتی ہے - حدیث میں ہے کہ تحقیق آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے سو وہ کہتا ہے کہاں سے ہے میرے لئے یہ (یعنی وہ کہتا ہے کہ یہ رتبہ مجھے کیسے ملا میں نے تو ایسا عمل کوئی نہیں کیا جس کا یہ ثواب ہو) پس کہا جاتا ہے (اس آدمی سے یہ) بسبب مغفرت طلب کرنے تیری اولاد کے تیرے لئے (یعنی تیری اولاد نے ہم سے تیرے لئے استغفار کی اسکی بدولت یہ درجہ تجھ کو عنایت ہوا - حدیث میں ہے تحقیق وہ بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے (یعنی بغیر دن پورے ہوئے پیدا ہو جاتا ہے) اپنے پروردگار سے جھگڑے گا جبکہ اسکے ماں باپ جہنم میں داخل ہونگے یعنی حق تعالیٰ سے مبالغہ کے ساتھ سفارش کریگا کہ میرے والدین کو دوزخ سے نکال دو، اور حق تعالیٰ اپنی عنایت کی وجہ سے اسکے اس جھگڑنے کو قبول فرما دینگے اور اسکی ناز برداری کرینگے) پس کہا جاویگا اے سقط جھگڑا کرنے والے اپنے رب کا داخل کردے اپنے والدین کو جنت میں پس کھینچ لیگا بچہ ان دونوں کو اپنے نال سے یہانتک کہ داخل کر دیگا ان دونوں کو جنت میں (معلوم ہوا کہ آخرت میں ایسی اولاد بھی کام آویگی جو نکاح کا نتیجہ ہے -) حدیث میں ہے کہ بیشک جس وقت دیکھتا ہے مرد اپنی عورت کی طرف اور عورت دیکھتی ہے مرد کی طرف تو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی طرف رحمت کی نظر سے رواہ میسرة بن علی فی مشیختہ والرافعی فی تاریخہ عن ابن سعید مرفوعاً بلفظ ان الرجل اذا نظر الی امرأتہ ونظرت الیہ نظر اللہ تعالیٰ الیہما نظرة رحمة الخ - حدیث میں ہے حق تعالیٰ پر حق ہے (یعنی حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے ذمے یہ بات مقرر فرمائی ہے) مدد کرنی اس شخص کی جو نکاح کرے پاکدامنی حاصل کرنیکو اس چیز سے جسکو اللہ نے حرام کیا ہے (یعنی زنا سے محفوظ رہنے کے لیے جو شادی کرے، اور نیت اطاعت حق کی ہو تو خرچ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ اسکی مدد فرما دینگے - حدیث میں ہے

---

۱ رواہ الحکیم الترمذی ۱۲

۲ رواہ احمد وغیرہ ۱۲

۳ بالکسر یعنی حمل جا بتمام ۱۲ -

۴ اس کو یعنی آنول نال بھی کہتے ہیں

۵ رواہ ابن ماجہ ۱۲

۶ روایت کیا اسکو میسرہ ابن علی نے اپنی مشیخت میں اور رافعی نے اپنی تاریخ میں ابن سعید سے مرفوع طریق سے ساتھ ان لفظوں کے جب مرد نظر کرتا ہے طرف اپنی عورت کے اور عورت دیکھتی ہے طرف اپنے شوہر کے تو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے ان دونوں کی طرف نظر رحمت سے ۱۲

۷ رواہ ابن عدی ۱۲

۸ فوائد النکاح وآفاتہ ذکر الامام ابو حامد الغزالی رح خمس فوائد - منہا طلب موافقة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تکثیر من بہ مباہاتہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تناکحوا تکثروا فانی اباہی بکم الامم حتی بالسقط - ومنہا طلب الشفاعة بموت الولد الصغیر اذا مات قبلہ وفی الخبر ان الاطفال یجمعون فی موقف القیمة عند عرض الخلائق للحساب فیقال للملائکة اذھبوا بھؤلاء الی الجنة فیقفون علی باب الجنة فیقال لھم مرحبا بذراری المسلمین ادخلوا لاحساب علیکم فیقولون فاین ...

عیالدار شخص کی دو رکعتیں (نماز) کی بہتر ہیں مجرد شخص کی بیاسی رکعتوں سے[52] اور دوسری حدیث میں بجائے بیاسی کے ستر کا عدد آیا ہے[1] سو مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ستر اُس شخص کے حق میں ہے جو ضروری حق اہل و عیال کا ادا کرے اور بیاسی اُسکے حق میں ہیں جو ضروری حقوق سے زیادہ اُنکی خدمت کرے جان اور مال اور اچھی عادتوں سے۔ والحدیث[53] رواہ تمام فی فوائدہ والضیاء عن انس مرفوعاً بلفظ رکعتان من المتاہل خیر من اثنین و ثمانین رکعۃ من العزب و سندہ صحیح۔ حدیث میں ہے بیشک بہت بڑا گناہ خدا کے نزدیک ضائع کرنا (اور ضروری خدمت میں کمی کرنا) ہے مرد کا اُن لوگوں کو جن کا خرچ اُسکے ذمہ ہے[54] (رواہ الطبرانی عن ابن عمر مرفوعاً بلفظ ان اکبر الاثم عند اللہ ان یضیع الرجل من یقوت کذا فی کنز العمال)۔ حدیث میں ہے کہ میں نے نہیں چھوڑا اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر دینے والا ہو مردوں کو عورتوں (کے فتنہ) سے[55] (یعنی مردوں کے حق میں عورتوں کے فتنہ سے بڑھکر کوئی فتنہ ضرر دینے والا نہیں کہ اُنکی محبت میں آکر بہت سے مرد تباہ ہو جاتے ہیں اور خدا اور رسول کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے لہٰذا چاہیئے کہ ایسی محبت عورتوں سے نہ کرے کہ جس میں شریعت کے خلاف کام کرنے پڑیں مثلاً وہ مرد کی حیثیت سے زیادہ کھانے پہننے کو مانگیں تو ہرگز اُنکی خاطر کرنے کو رشوت وغیرہ نہ لے بلکہ مال حلال سے جو اللہ تعالیٰ دیں اُنکی خدمت کرے اور عورتوں کو تعلیم و تادیب کرتا رہے اور بیباک و گستاخ نہ کردے عورتوں کی عقل ناقص ہوتی ہے اُنکی اصلاح کا خاص طور پر انتظام لازم ہے۔ حدیث[56] میں ہے کہ پیغام نکاح کا کوئی تم میں سے نہ دیوے اپنے بھائی کے پیغام پر یہاں تک کہ وہ بھائی نکاح کرلے یا چھوڑ دے (یعنی جب ایک شخص نے کہیں پیغام نکاح کا دیا ہو اور اُن لوگوں کی کچھ مرضی بھی پائی جاتی ہو کہ اُس شخص سے نکاح کرنے کو اُنکی رضا ہو تو دوسرے شخص کو اُس جگہ ہرگز پیغام نہ دینا چاہیئے ہاں اگر وہ لوگ خود اُس پہلے شخص کو انکار کردیں یا وہ خود ہی وہاں سے اپنا ارادہ منقطع کردے یا اُن لوگوں کی بھی بالکل مرضی اُس شخص کے ساتھ نکاح کرنے کی نہیں پائی جاتی تو اب

[51] ولفظ رکعتان من المتزوج افضل من سبعین رکعۃ من الاعزب رواہ العقیلی عن انس مرفوعاً وسندہ ضعیف عند السیوطی و منکر عند العقیلی قال المناوی لان المتزوج مجتمع الہم و الاعزب ذو الہم بواسطۃ الغلمۃ و قمع الشہوۃ فلا یتم قربہ الخشوع الذی ہو روح الصلوٰۃ ۱۲

[52] وقال العزیزی لا تعارض بینہ و بین ما قبلہ (کذا فی حاشیۃ) لجواز الاحتمال انہ اعلم بالزیادۃ بعد ذلک اہ قلت لما ان تقدم صلی اللہ علیہ وسلم یزید عند اللہ ساعۃ فساعۃ ویقدر ذلک ترجمہ استفاضہ ۱۲۔

[53] اس حدیث کو روایت کیا تمام نے اپنے فوائد میں اور روایت کیا ضیاء نے انس سے مرفوع ساتھ ان لفظوں کے کہ دو رکعتیں عیالدار شخص کی بہتر ہیں مجرد آدمی کی بیاسی رکعتوں سے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے ۱۲

[54] روایت کیا اسکو طبرانی نے ابن عمر سے مرفوع طور سے روایت کرکے ساتھ ان لفظوں کے کہ تحقیق بہت بڑا گناہ اللہ کے نزدیک ضائع کرنا ہے مرد کا اس شخص کو جس کا خرچ اُسکے ذمہ ہے اسی طرح کنز العمال میں ہے ۱۲

[55] رواہ مسلم وغیرہ ۱۲

[56] (ابن عمر) نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخطب الخ

دُوسرے کو اُس لڑکی کا پیغام دینا درست ہے اور یہی حکم خرید و فروخت کے بھاؤ کرنے کا ہے کہ جب ایک شخص کسی سے خریدنے یا فروخت کرنے کا بھاؤ کر رہا ہے تو دُوسرے کو جبتک اُس کا معاملہ علیحدہ نہو جاوے اُسکے بھاؤ پر بھاؤ کرنا نہ چاہیئے جبکہ باہم خرید و فروخت کی کچھ مرضی معلوم ہوتی ہو۔ خوب سمجھ لو اور اِس حکم میں کافر بھی داخل ہے یعنی اگر کوئی کافر کسی سے لین دین کا بھاؤ کر رہا ہے اور دُوسرے شخص کی معاملہ کرنے کی اسکے ساتھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہو تو مُسلمان کو زیبا نہیں کہ اس کافر کے بھاؤ پر اپنا بھاؤ پیش کرے۔

حدیث[51] میں ہے کہ تحقیق عورت نکاح کیجاتی ہے اپنے دین کی وجہ سے اور اپنے مال کی وجہ سے اور اپنے حُسن کی وجہ سے سو تو لازم پکڑلے صاحبِ دین کو تیرے ہاتھ خاک میں ملیں[52] (یعنی کوئی مرد تو عورت دیندار پسند کرتا ہے اور کوئی مالدار اور کوئی خوبصورت، تو جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دینداری کا خیال چاہیئے اور دیندار عورت سے نکاح کرنا اولیٰ ہے ہاں اگر مثلاً ایسا موقع ہو کہ کوئی عورت دیندار ہے لیکن اتنی بدشکل ہے کہ طبیعت کسی طرح اُسے قبول نہیں کرتی اور اندیشہ ہے کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جاوے تو باہم میاں بی بی میں موافقت نہ رہیگی اور عورت کے حق ادا کرنے میں کوتاہی ہوگی تو ایسے وقت ایسی عورت سے نکاح نہ کرے اور تیرے ہاتھ خاک میں ملجائیں یہ عربی محاورہ ہے اور مختلف موقعوں پر استعمال ہوتا ہے۔ یہاں پر اس سے دیندار عورت کی رغبت دلانا مُراد ہے۔

حدیث میں ہے کہ بیبیوں میں بہتر وہ بی بی ہے جس کا مہر بہت آسان[53] ہو۔ یعنی مرد سہولت سے اُسکو ادا کر سکے۔ آجکل زیادتی مہر کا دستور بہت ہوگیا ہے لوگوں کو اس رسم سے بچنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ اپنے نطفوں کیلئے (عمدہ محل و جگہ) پسند کرو اس لئے کہ عورتیں (بچے) جنتی ہیں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں کی مانند (یعنی نیک بخت اور شریف خاندان کی عورت سے نکاح کرو اسلئے کہ اولاد میں ننھیال کی مُشابہت ہوتی ہے اور گو باپ کا بھی اثر ہوتا ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا اثر زیادہ ہوتا ہے تو اگر

[51] ابوہریرۃ رضہ رفعہ۔ تنکح المرأۃ لاربع لمالہا ولحسبہا ولجمالہا ولدینہا فاظفر بذات الدین تربت یداک ۱۲ للشیخین و ابی داؤد والنسائی جمع الفوائد صفحہ ۲۱۶ جلد ۱

[52] رواہ مسلم وغیرہ

[53] رواہ الطبرانی ۱۲

+ + +

ماں ایسے لوگوں میں سے ہوگی جو بد اخلاق ہیں اور دیندار اور شریف نہیں ہیں تو اولاد بھی اُن ہی لوگوں کی مثل پیدا ہوگی ورنہ اولاد اچھی اور نیک بخت ہوگی رواہ[1] ابن عدی ابن عساکر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا مرفوعاً بلفظ تخیروا النطفکم فان النساء یلدن اشباہ اخوانھن واخواتھن۔ **حدیث** میں ہے کہ سب سے بڑا حق لوگوں میں خاوند کا ہے عورت پر اور مرد پر سب سے بڑا حق لوگوں میں اُسکی ماں کا ہے (یعنی بعد اللہ و رسول کے حقوق کے عورت کے ذمے خاوند کا بہت بڑا حق ہے حتی کہ اُسکے ماں باپ سے بھی خاوند کا زیادہ حق ہے اور مرد کے ذمے سب سے زیادہ حق بعد اللہ و رسول کے حق کے ماں کا حق ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ مرد کے ذمے ماں کا حق باپ سے بڑھ کر ہے رواہ[2] الحاکم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا مرفوعاً بلفظ اعظم الناس حقا علی المراءۃ زوجہا و اعظم الناس حقا علی الرجل امہ و سندہ صحیح۔ **حدیث** میں ہے کوئی تم میں کا جب ارادہ کرے اپنی بیوی سے ہمبستری کا تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا اگر اُنکی تقدیر میں کوئی بچہ مقدر ہوگا اِس صحبت سے نہ ضرر دیگا اُس کو شیطان کبھی[3]۔ **حدیث** ایک لانبی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا اولم ولو بشاۃ[4] یعنی ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو مطلب یہ ہے کہ گو تھوڑا ہی سامان ہو مگر کر دینا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ عورت سے ہمبستری کرنے کے بعد ولیمہ کیا جاوے گو بہت علماء نے صرف نکاح کے بعد بھی جائز فرمایا ہے اور ولیمہ مستحب ہے۔

طلاق کی مذمت کا بیان

حدیث میں ہے ابغض[5] الحلال الی اللہ الطلاق رواہ الحاکم و ابوداؤد و ابن ماجہ عن ابن عمر مرفوعا و سندہ صحیح یعنی زیادہ مبغوض اور زیادہ بُری چیز حلال چیزوں میں خُدا کے نزدیک طلاق ہے مطلب یہ ہے کہ طلاق حاجت کے وقت جائز

[1] روایت کیا اسکو ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع طریقہ سے ساتھ ان لفظوں کے کہ اچھی بیوی اختیار کرو اپنے نطفوں کیواسطے اس لیے کہ عورتیں جنتی ہیں اپنے بھائی اور بہنوں کے مشابہ (خیر اور شر میں) ۱۲۔

[2] روایت کیا اسکو حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع طور سے ساتھ لفظ سب سے بڑا حق لوگوں میں عورت پر اُسکے شوہر کا ہے اور سب سے بڑا حق لوگوں میں مرد پر اسکی ماں کا ہے اور سند اس حدیث کی صحیح ہے۔ ۱۲

[3] شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے اے اللہ محفوظ رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان کو اُس سے جس کا تو نے ہم کو رزق دیا (اولاد وغیرہ) ۱۲

[4] رواہ احمد وغیرہ ۱۲

[5] حلال چیزوں میں سب سے بُری چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے، روایت کیا اسکو حاکم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے مرفوع طریق سے اور سند اس کی صحیح ہے۔ ۱۲

رکھی گئی ہے اور حلال ہے مگر بلا حاجت بہت بُری بات ہے اِس لئے کہ نکاح تو باہم اُلفت و محبّت اور زوج و زوجہ کی راحت کیواسطے ہوتا ہے۔ اور طلاق سے یہ سب باتیں جاتی رہتی ہیں اور حق تعالیٰ کی رحمت کی ناشکری ہوتی ہے ایک دوسرے کو کلفت ہوتی ہے باہم عداوت ہوتی ہے نیز اسکی وجہ سے بیوی کے اور اہل قرابت سے بھی عداوت پڑتی ہے، جہانتک ہو سکے ہرگز ہرگز ایسا قصد نہ کرنا چاہئے میاں بیوی کو معاملات میں باہم ایک دوسرے کی برداشت چاہئے۔ اور خوب میل سے رہنا چاہئے جب کوئی صورت نباہ کی نہ ہو تو مضائقہ نہیں خوب سمجھ لو۔ حدیث[1] میں ہے کہ نکاح کرو اور طلاق نہ دو (یعنی بلا وجہ) اِسلئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو یعنی اللہ پاک کو یہ بات پسند نہیں کہ طلاق ہو بلا ضرورت اور میاں دوسرا نکاح کرے اور بی بی دوسرا نکاح کرے ہاں اگر کوئی ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں۔ حدیث[2] میں ہے کہ نہ طلاق دیجاویں عورتوں میں مگر بدچلنی سے اِسلئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو (اِس سے معلوم ہوا کہ اُسکی پارسائی اور پاکدامنی کے باب میں کوئی خلل ہو جاوے تو اُسکی وجہ سے طلاق دیدینا درست ہے اسی طرح اور بھی کوئی سبب ہو تو کچھ حرج نہیں۔ حدیث[3] میں ہے نکاح کرو اور طلاق نہ دو اسلئے کہ طلاق دینے سے عرش ہلتا ہے۔ حدیث[4] میں ہے کہ شیطان اپنے تخت کو پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے (لوگوں کے بہکانے کو) پس زیادہ قریب اُن (لشکروں کے لوگوں میں) کا از روئے رتبہ کے وہ شخص ہوتا ہے جو اُن میں سب سے بڑا ہو از روئے فتنہ کے (یعنی بڑا محبوب شیطان کو وہ شخص ہوتا ہے جو بہت بڑا فتنہ برپا کرے) آتا ہے (اُسکے پاس) ایک اُن میں کا پھر کہتا ہے میں نے یہ کیا اور یہ کیا (یعنی یہ فتنہ برپا کیا اور یہ فتنہ برپا کیا) سو کہتا ہے شیطان تو نے کچھ نہیں کیا (یعنی تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا) اور آتا ہے ایک اُن میں کا پس کہتا ہے نہیں چھوڑا میں نے فلاں شخص کو یہانتک کہ جدائی کردی میں نے اُس (شوہر) کے اور اُسکی بیوی کے درمیان سو قریب کر لیتا ہے اُس شخص کو

[1] رواہ الطبرانی ۱۲
[2] رواہ الطبرانی ۱۲
[3] رواہ ابن عدی ۱۲
[4] ۱۲

اپنی ذات سے یعنی اپنے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے بہت بڑا کام کیا[۱] (یعنی شیطان کی بہت بڑی خوشی یہ ہے کہ میاں بی بی میں جُدائی کرا دی جائے لہٰذا جہاں تک ہو سکے مسلمان شیطان کو خوش نہ کرے۔ حدیث میں ہے کہ جو عورت خود طلاق طلب کرے بغیر سخت مجبوری کے تو جنت کی خوشبو اُس پر حرام ہے[۲] (یعنی سخت گناہ ہوگا گو بشرط اسلام پر خاتمہ ہونے کے اپنے اعمال کا بدلہ بھگت کر آخر کو جنت میں داخل ہو جاوے گی) حدیث میں ہے کہ منتزعات اور مختلعات و منافقات ہیں[۳] (منتزعات وہ عورتیں جو اپنی ذات کو مرد کے قبضہ سے نکالیں شرارت کر کے یعنی ایسی حرکتیں کریں جس سے مرد ناراض ہو کر طلاق دیدے اور مختلعات وہ عورتیں جو خاوندوں سے بلا مجبوری خلع طلب کریں اور منافقات سے مراد یہ ہے کہ یہ خصلت منافقوں کی سی ہے کہ ظاہر کچھ باطن کچھ ظاہر تو نکاح ہمیشہ کیلئے ہوتا ہے اور یہ اس میں جُدائی طلب کرتی ہیں اس لئے گناہگار ہونگی گو کافر نہ ہو جاویں گی۔)

قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت کا بیان

حدیث میں ہے کہ جس وقت چاہے کوئی تم میں کا اپنے پروردگار سے گفتگو کرنا سو چاہیے کہ قرآن مجید پڑھے[۴] (یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرنا گویا حق تعالےٰ سے بات چیت کرنا ہے) زیادہ غنی لوگوں میں قرآن کے اُٹھانے والے ہیں (یعنی) وہ لوگ کہ جن کے سینہ میں اللہ تعالیٰ نے اسکو (یعنی قرآن کو) رکھا ہے[۵] (مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں اسپر عمل کرنے کی برکت سے حق تعالےٰ باطنی غنا مرحمت فرماتے ہیں اور ظاہری کشائش بھی میسر ہوتی ہے چنانچہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کثرت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آتا تھا (دنیاوی حاجتوں کیلئے) سو کہا حضرت عمرؓ نے اُس کو کہ جا اور پڑھ خدا کی کتاب (یعنی قرآن مجید) سو چلا گیا وہ مرد بس نہ پایا اُسکو حضرت عمرؓ نے پھر آپ اُس سے ملے اور آپ اُسکے شاکی ہوئے

---

[۱] رواہ مسلم و احمد ۱۲
[۲] رواہ احمد والحاکم وغیرہما مرفوعاً بسند صحیح ولفظہ ایما امرأۃ سألت زوجہا الطلاق من غیر بأس فحرام علیہا رائحۃ الجنۃ۔ ۱۲
[۳] رواہ النسائی ۱۲
[۴] رواہ الخطیب والدیلمی ۱۲
[۵] رواہ ابن عساکر عن ابی ذر مرفوعاً بلفظ اغنی الناس حملۃ القرآن من جعلہ اللہ تعالیٰ فی جوفہ ۔ ۱۲

(یعنی اسوجہ سے کچھ شکایت فرمائی کہ تمہاری ہم کو تلاش تھی بلا اطلاع کہاں چلے گئے؟ جب کوئی کثرت سے آمد و رفت رکھتا ہو پھر دفعتاً آنا چھوڑ دے تو انسان کو فکر ہو ہی جاتی ہے کہ نہ معلوم کہاں چلا گیا کس حال میں ہے) سو اُس نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اللہ کی کتاب میں وہ چیز پائی جس نے مجھے عمرؓ کے دروازے سے غنی اور بے پرواہ کر دیا[1]۔ یعنی قرآن مجید میں ایسی آیت مل گئی جسکی برکت سے میری نظر مخلوق سے ہٹ گئی اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہو گیا تمہارے پاس دنیا کی حاجت کے لئے آتا تھا اب آکر کیا کروں۔ غالباً مراد اس قسم کے مضامین ہونگے جو اس آیت میں مذکور ہیں وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ یعنی تمہاری روزی آسمان ہی میں ہے اور جس چیز کا تم وعدہ کئے گئے ہو (وہ بھی آسمان ہی میں ہے) یعنی تمہاری روزی وغیرہ سب کاموں کا بندوبست ہمارے ہی دربار سے ہوتا ہے پھر دوسری طرف متوجہ ہونے سے کیا نتیجہ۔ حدیث میں ہے کہ افضل عبادت قرآن کی قرأة ہے[2] (یعنی بعد فرائض کے تمام نفل عبادت میں قرآن پڑھنا افضل ہے۔ حدیث میں ہے تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن پڑھا اور قرآن پڑھایا[3]۔ حدیث میں ہے کہ تعظیم کرو قرآن کے یاد رکھنے والوں کی جس نے اُن کی تعظیم کی پس بیشک اُس نے میری تعظیم کی[4] (اور آپ کی تعظیم کا واجب ہونا ظاہر ہے)۔ حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور عمل کیا اُس چیز پر جو اُس میں ہے (یعنی اُسکے احکام پر عمل کیا) پہنائے جاوینگے اُسکے والدین کو تاج قیامت کے دن جسکی روشنی زیادہ عمدہ ہوگی آفتاب کی روشنی سے دُنیا کے مکانوں میں جبکہ وہ آفتاب تم میں ہو (یعنی دُنیا میں جبکہ تمہارے گھروں میں آفتاب روشن ہو جیسی اُسکی روشنی ہوتی ہے اُس سے بڑھ کر اُس تاج کی روشنی ہوگی) پس کیا گمان ہے تمہارا اُس شخص کے (ثواب کے) بارے میں جس نے (خود) عمل کیا اُس پر یعنی قرآن پر جس نے عمل کیا اُس کا کیا کچھ بڑا درجہ ہوگا جبکہ اسکے طفیل سے اُسکے والدین کو یہ رتبہ عنایت ہوا[5]۔ حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھا پھر خیال کیا اُس نے کہ کوئی خدا کی مخلوق دیا گیا ہے اس نعمت سے بڑھ کر نعمت دیا گیا ہے جو اُسکو ملی ہے سو بیشک حقیر کر دیا اس نے

[1] عن الحسن قال کان رجل یکثر غشیان باب عمر فقال لہ اذہب فتعلم کتاب اللہ فذہب الرجل ففقدہ عمر ثم لقیہ فکانہ عاتبہ فقال وجدت فی کتاب اللہ ما اغنانی عن باب عمر رواہ ابن ابی شیبۃ ۱۲
[2] کنز العمال ۱۲ -
[3] رواہ الدیلمی ۱۲ -
[4] رواہ ابن مردویہ وابن النجار ۱۲ -
[5] رواہ ابو داؤد وغیرہ ۱۲

اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے بڑا کیا ہے اور بڑھا دیا ہے اس چیز کو جسے اللہ نے حقیر کیا ہے نہیں زیبا ہے قرآن جاننے والے کو تیزی کرنا اس شخص سے جو اس سے (تیزی کرے اور نہ جہالت کرنا اس شخص سے جو اس سے (جہالت کرے اور (ایسا نہ کرے) لیکن معاف کرے اور درگذر کرے بسبب عزت قرآن[۱] کے (یعنی اہل علم اور قرآن کے جاننے والے کو چاہئے کہ دنیا کی تمام نعمتوں سے قرآن کے علم کو اعلیٰ اور افضل سمجھیں اگر انہوں نے قرآن کے علم سے بڑھکر کسی چیز کو سمجھا تو جس چیز کو خدا نے بڑا کیا تھا اس کو حقیر کر دیا اور حاکم جس چیز کو بڑا کرے اس کا حقیر کرنا کس قدر بڑا جرم ہے اور اہل قرآن کو چاہیے کہ لوگوں سے جہالت اور بد اخلاقی سے پیش نہ آئیں کہ قرآن کی عزت اور عظمت اسی بات کو چاہتی ہے اور اگر ان سے کوئی جہالت کرے تو اس کی جہالت کو معاف کریں۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین سے اور ان لوگوں سے جو ان (آسمانوں اور زمین میں ہیں (یعنی قرآن مجید کا درجہ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہے اور قرآن مجید خدائے تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے (رواہ[۲] ابو نعیم عن ابن عمرو مرفوعاً بلفظ القرآن احب الی اللّٰہ من السموات والارض و من فیہن)

حدیث میں ہے جسنے سکھائی کسی اللہ کے (بندے کو ایک آیت خدا کی کتاب کی سووہ (یعنی سکھلانے والا) آقا ہوگیا اس پڑھنے والے کا نہیں لائق ہے اس (طالب علم) کو اس کی مدد نہ کرنا (موقع پر) اور نہ اس پر کسی دوسرے کو ترجیح دینا جس کا رتبہ استاذ سے بڑا نہ ہو، پس اگر وہ (یعنی طالب علم) ایسا کرے تو اس نے توڑ دیا ایک حلقہ کو اسلام کے حلقوں[۳] میں سے (یعنی ایسی حرکت کرنے سے اس نے اسلام میں بڑا فتنہ ڈالا) اور بڑے عظیم الشان شریعت کے حکم کی تعمیل نہ کی جس کی بے برکتی اور سزا کا دارین میں سخت اندیشہ ہے حدیث میں ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے میری امت میں وہ شخص جسنے نہ بزرگی کی ہمارے بڑوں کی اور نہ رحم کیا ہمارے چھوٹے پر اور نہ پہچانا

[۱] رواہ الخطیب ۱۲

[۲] روایت کیا اس کو ابو نعیم نے ابن عمر سے مرفوع طریق سے ساتھ اس لفظ کے کہ قرآن خدا کو زیادہ محبوب ہے آسمانوں زمینوں اور تمام لوگوں سے جو آسمان و زمین میں ہیں ۱۲۔

[۳] من علم عبدا آیۃ من کتاب اللہ فہو مولاہ لا ینبغی لہ ان یخذلہ ولا یستاثر علیہ فان ہو فعلہ قصم عروۃ من عری الاسلام رواہ ابن عدی والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی وابن النجار عن ابی امامۃ مرفوعا ونقل السخاوی ان قولہ مولاہ وسکت علیہ والہیثمی الی قولہ ولا یستاثر علیہ وقال رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عبید بن رزین اللاذقی ولم ار من ذکرہ قلت الظاہر ان الطبرانی اطلع وتم یتکلم علیہ المتقدم عندہ وکثیر من الروایۃ یتکلم الطبرانی فیہم فسکوتہ یدل علی ما ذکرنا ۱۲

ہمارے عالم کا حق اور عالم کے اندر قرآن کے پڑھنے پڑھانے والے بھی آگئے اور مطلب یہ کہ ایسا شخص جس کی یہ حالت ہو ہماری جماعت سے خارج ہے اور اس کا ایمان ضعیف ہے لہذا بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم کرنا اور علماء کے حق کو پہچاننا اور ان کی تعظیم و خدمت کرنا ضرور چاہیے۔ (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر عن عبادة بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس من امتی من لم یجل کبیرنا و یرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ واسنادہ حسن) حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور اور اس کی تفسیر اور اس کے معنے سمجھے اور اس پر عمل نہ کیا تو دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنایا[۲]۔ یعنی قرآن پڑھکر اس پر عمل نہ کرنا بہت بڑا سخت گناہ ہے مگر جاہل لوگ خوش نہوں کہ ہم نے پڑھا ہی نہیں ہم اگر اس کے احکام پر عمل نہ کریں گے تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ جاہل کو دوگناہ ہونگے ایک علم حاصل نہ کرنے کا دوسرا عمل نہ کرنیکا۔ حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ تحقیق فلاں شخص تمام رات قرآن پڑھتا ہے پھر جب صبح قریب ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا عنقریب اس کو روک دیگا اس کا قرآن پڑھنا یعنی قرآن کی تلاوت کی برکت سے یہ حرکت چھوٹ جاویگی[۳] رواہ سعید بن منصور عن جابر بلفظ قیل یا رسول اللہ ان فلاناً یقرأ باللیل القرآن کلہ فاذا اصبح سرق قال ستنہاہ قراءتہ) حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کرلے اور اس کے حلال کو حلال سمجھے اور اس کے حرام کو حرام سمجھے داخل کریگا اس کو اللہ تعالی جنت میں اور شفاعت قبول کرے گا اس کی دس آدمیوں کے حق میں اس کے خاندان والوں میں سے کہ ان میں سب کے سب ایسے ہوں گے کہ ان کے لئے دوزخ واجب ہوچکی ہوگی[۴] حدیث میں ہے کہ جسنے سنا ایک حرف خدا کی کتاب سے باوضو، لکھی جاتینگی اس کیلئے دس نیکیاں (یعنی دس نیکیوں کا ثواب) اور دور کردیئے جائیں گے اس کے دس گناہ اور

---

[۱] روایت کیا امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہو میری امت سے وہ شخص جو نہیں تعظیم کرتا ہے ہمارے (امتی) بزرگوں کی اور نہ رحم کرتا ہے اور رحم کرتا ہے ہمارے (امتی) چھوٹوں پر اور نہیں پہچانتا ہمارے امتی یعنی عالم کے حق کو اور اسناد اس حدیث کی حسن ہے۔ [۲] رواہ ابونعیم ۱۲۔ [۳] روایت کیا اس کو سعید ابن منصور نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ ان لفظوں کے کہ کہا گیا یا رسول اللہ فلاں شخص قرآن پڑھتا ہے رات بھر اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے حضرت نے فرمایا عنقریب روک دے گی اس کو چوری سے اس کی قرات قرآن ۱۲ [۴] رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ ۱۲

اور بلند کیے جاوینگے اس کے دس درجے، اور جسنے پڑھا ایک حرف اللہ کی کتاب سے نماز میں بیٹھ کر (یعنی جب کہ نماز بیٹھ کر پڑھے اور نماز نفل مراد ہے اس لیئے کہ فرض نماز بغیر عذر جائز نہیں اور عذر کیساتھ جائز ہے سو عذر کیساتھ جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو کھڑے ہونیکے برابر ثواب ملتا ہے۔ ہاں نفل نماز بھی اگر کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونیکے برابر ثواب ملتا ہے) تو لکھی جاویں گی اس کے لئے پچاس نیکیاں (یعنی اس قدر نیکیوں کا ثواب) اور دور کردیئے جاویں گے اسکے پچاس گناہ اور بلند کردیئے جاویں گے اس کیلئے پچاس درجے اور جس نے پڑھا اللہ کی کتاب (میں) سے ایک حرف کھڑے ہوکر لکھی جاویں گی اس کیلئے سو نیکیاں اور دور کیئے جاویں گے اس کیلئے سو گناہ اور بلند کیئے جاویں گے اس کے سو درجے اور جسنے قرآن پڑھا اور اسکو ختم کیا لکھے گا اللہ تعالیٰ اپنے پاس اسکے لئے ایک دعا جو فی الحال مقبول ہوجائے [1] حدیث میں ہے جسنے قرآن پڑھا اور پروردگار کی حمد کی اور درود بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مغفرت مانگی اپنے پروردگار سے سو بیشک اس نے بھلائی کو مانگ لیا اس کے مقام سے مطلب یہ ہے کہ بھلائی کو اسکی جگہ سے طلب کرلیا یعنی جو طریق دعا کے قبول ہونے کا تھا اس کو برتا جس سے دعا جلد قبول ہونے کی امید ہے اور خدا کی تعریف میں خواہ الحمد للہ کہے یا کوئی اسی معنی کا کلمہ اور قرآن کی تلاوت کے بعد اس خاص طریقہ سے دعا مانگنا قبولیت میں خاص اثر رکھتا ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا [2] حدیث میں ہے کہ اپنی عورت کو سورۃ واقعہ سکھلاؤ اسلئے کہ بیشک وہ سورۃ تونگری کی ہے (یعنی اسکے پڑھنے سے تونگری میسر ہوتی ہے اور ضروری خرچ اچھی طرح میسر ہوجاتا ہے اور غنائے باطنی بھی میسر ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۃ واقعہ ہر شب کو پڑھے تو اس کو تنگی رزق کبھی نہیں ہوگی اور عورتیں چونکہ ضعیف القلب ہوتی ہیں ذرا سی تنگی میں بہت پریشان ہوجاتی ہیں اس لیئے ان کی خصوصیت فرمائی ورنہ اس کا پڑھنا غنا کے حاصل ہونے کے لیے سب کو مفید ہے خواہ مرد ہو یا عورت) [3] حدیث میں ہے کہ زیادہ اچھا لوگوں میں قرآن پڑھنے کے

[حاشیہ] ۵۵ حاشیہ صفحہ ۲۰ ایہاں سے دیکھئے۔) ... احقر شبیر علی عفی عنہ عرض رساں ہے کہ چونکہ وہ مضمون خود حضرت حکیم الامۃ مولینا عمنا فیضہم دام ظلہم کا تحریر فرمایا ہوا ہے اس لئے اس کو بھی یہاں نقل کردینا مناسب معلوم ہوا۔ ان دونوں تحریروں کے مطالعہ کے بعد طالب حق کی انشاء اللہ پوری تسلی ہوجائیگی اس لئے رسالہ رفع الارتیاب کو اس میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی ورنہ وہ شامل کردیا جاتا۔ اب امداد الفتاوی سے سوال وجواب بجنسہ نقل کیے جاتے ہیں ملاحظہ ہو۔ **سوال** بہشتی زیور حصہ چہارم کے بیان لڑکے کے حلالی ہونے کے آخری دو مسئلوں (نکاح ہوگیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی الخ) [illegible] براہ عنایت ہر دو مسائل مشرح ومدلل تحریر فرمایئے تاکہ معترضین کو جواب کیا جاسکے **الجواب** السلام علیکم ورحمۃ اللہ اب تک جس نے اس بارے میں زبانی یا تحریری دریافت کیا اپنے [illegible] میں دریافت کیا اس لئے خطاب کرنے کو جی نہیں چاہا۔ بقیہ صفحہ ۱۰۰ پر دیکھیئے۔

[1] رواہ ابن عدی والبیہقی ۱۲ [2] رواہ البیہقی بسند ضعیف ولفظہ من قرء القرآن وحمد الرب وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستغفر ربہ فقد طلب الخیر مکانہ ۱۲ [3] رواہ الدیلمی ۱۲

اعتبار سے وہ شخص ہے کہ جسوقت وہ قرآن پڑھے تو یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے (یعنی تلاوت کرنے والے کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے)[۱] مطلب یہ ہے کہ اس طرح اہتمام سے پڑھے جیسے کہ ڈرنے والا اہتمام سے کلام کرتا ہے کہ کوئی حرکت حاکم کے سامنے بے موقع نہ ہو جاوے، اور قرآن مجید کے پڑھنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ کی طرف بیٹھ کر عاجزی سے تلاوت کرے اور سمجھے کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہوں اور اگر معنی جانتا ہو تو معنی میں غور کرے اور جہاں رحمت کی آیت آوے وہاں رحمت کی دعا مانگے اور جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں دوزخ سے پناہ مانگے، اور جب تمام کر چکے تو خدا کی حمد اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھکر مغفرت طلب کرے جو چاہے دعا مانگے اور پھر درود شریف پڑھے اور حتی المقدور قرآن پڑھنے میں دوسرا خیال نہ آنے دے اگر کوئی خیال آوے تو ادھر توجہ نہ کرے وہ خیال خود جاتا رہیگا اور تلاوت کیوقت لباس بھی جہانتک ہو سکے صاف پہنے)

مسئلے

(۱) طلاق[۵] دینے کے (جب کسی ضرورت سے طلاق دیجاوے) تین طریقے ہیں ایک بہت اچھا دوسرا اچھا تیسرا بدعت اور حرام۔ سو بہت اچھا طریق یہ ہے کہ مرد بیوی کو پاکی کے زمانہ میں (یعنی ایسے وقت جسمیں حیض وغیرہ سے عورت پاک ہو) ایک طلاق دے مگر یہ بھی شرط ہے کہ اس تمام پاکی کے زمانے صحبت نہ کی ہو اور عدت گزرنے تک پھر کوئی طلاق نہ دے (عدت گزرنے سے خود ہی نکاح جاتا رہیگا ایک سے زیادہ طلاق دینے کی حاجت نہیں اس لئے کہ طلاق سخت مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے لہذا بقدر ضرورت کافی ہے بہت سی طلاقوں کی کیا حاجت ہے)، اور اچھا طریق یہ ہے کہ اسکو تین پاکی کے زمانوں میں تین طلاق دے، (دو حیضوں کے درمیان جو پاکی رہتی ہے اسکو ایک زمانہ کی پاکی کہتے ہیں سو ہر پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے)، اور ان پاکی کے زمانوں میں صحبت نکرے اور بدعت اور حرام طریق وہ ہے جو ان دونوں

ضمیمہ بقیہ صفحہ ۹۹ آپ کے الفاظ سے چونکہ سمجھنے کا قصد معلوم ہوتا ہے اسلئے جواب لکھتا ہوں ذرا غور سے سمجھئے بہشتی زیور کے ان مسئلوں کا یہ مطلب نہیں کہ بدون صحبت کے حمل رہ جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اوپر کے دیکھنے والوں کو خود اس کا یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ ان میں صحبت نہیں ہوئی پس ان کو شرعاً یہ اجازت نہیں کہ محض ظاہری دوری کو زن و شوہر میں دیکھکر یہ کہدیں کہ جب ہمارے علم میں انکے درمیان صحبت واقع نہیں ہوئی تو واقع میں بھی صحبت نہیں ہوئی۔ اور یہ حمل حرام کا ہے اور یہ عورت حرامکار اور بچہ ولد الحرام پس دیکھنے والوں کو یہ حکم لگانے کا حق نہیں کیونکہ کسی کو حرامکار یا حرام زادہ کہنا بہت بڑی تہمت ہے اور گناہ عظیم ہے اس کا منہ سے نکالنا بدون دلیل قطعی کے جائز نہیں بلکہ جب تک بعید سے بعید احتمال بھی نہ وقوع صحبت کا رہیگا یوں سمجھیں گے کہ شاید یہی بعید صورت صحبت کی واقع ہوئی ہو، اور دوسروں کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو اور وہ بعید احتمال یہاں دو ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کسی بقیہ صفحہ ۱۰۱ پر

[۲] البدعی ان يطلق ثلثا بکلمة واحدة او ثلثا في طهر واحد فاذا فعل ذالک وقع الطلاق وکان عاصيا ۱۲ هدايه مختار ...

[۱] رواه في کنز الاعمال لفظه احسن الناس قراءة الذي اذا قرأ رأيت انه يخشى الله ۱۲ [۵] قال الطلاق على ثلثة اوجه حسن واحسن وبدعي فالاحسن ان يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه ويترکها حتى تنقضي عدتها ۱۲ الحسن هو طلاق السنة وهو ان يطلق ثلثا في ثلثة اطهار وطلاق [۲]

صورتوں کے خلاف ہو، مثلاً تین طلاق بیکبارگی دیدے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا جس پاکی میں صحبت کی تھی اسی میں طلاق دی تو اس اخیر قسم کی سب صورتوں میں گو طلاق واقع ہو جاویگی مگر گناہ ہوگا خوب سمجھ لو۔ اور یہ سب تفصیل اس صورت میں ہے کہ عورت سے صحبت یا خلوت صحیحہ ہوئی اور جس سے ایسا اتفاق نہ ہوا ہو اس کا حکم آگے آتا ہے۔

(۲۱) جس عورت سے نکاح کر لیا مگر صحبت نہیں کی ایسی عورت کو خواہ حیض کے زمانہ میں طلاق دے یا پاکی کے زمانہ میں ہر طرح درست ہے مگر ایک طلاق دے۔

نوٹ۔ دستور العمل تدریس حصہ ہذا (حصہ پنجم) کے اخیر میں ملاحظہ ہو۔

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ چہارم مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط

اصل ص۲ س۵ چاہے صاف لفظوں میں الخ تحقیق مطلب یہ ہے کہ جب طلاقیں تین پڑ جائینگی خواہ صاف لفظوں سے پڑیں یا گول لفظوں سے حرمت مغلظہ ثابت ہو جائیگی اور یہ امر کہ گول لفظوں کی تکرار سے کب تین طلاقیں ہونگی کب نہ ہونگی اس سے اس جگہ بحث نہیں پس اس پر وہ شبہ واقع نہیں ہوتا جو اس پر کیا گیا ہے اور نہ اس جواب کی ضرورت ہے جو دیا گیا ہے وہ شبہ اور اس کا جواب الامداد بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ ص۲۲ میں شائع ہوا ہے اسکی مزید تفصیل اصلاحات ترجیح الراجح میں کرینگے۔ اصل ص۸ س۱۳ کسی نے یوں کہا کہ تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں الخ تحقیق عالمگیری میں ہے لو قال ان وطئتك وطئت امی فلا شیئ علیہ کذا فی غایۃ السراج اور مولوی احمد حسن صاحب نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے ان دونوں صورتوں کا یہ حکم کہ اس کے کہنے سے کچھ نہیں ہوا اس حالت میں ہے جبکہ کچھ نیت نہ ہو اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق پڑ جاویگی اور جو نیت ظہار کی ہو تو ظہار ہو جاویگا انتہی وترجیح الراجح حصہ سوم مطبوعہ قیومی میں مولانا نے عدم وقوع طلاق مطلقاً ہی کو ترجیح دی ہے لیکن اس میں مراجعت الی العلماء کا بھی مشورہ دیا ہے اصل ص۸ س۱۴ اگر یوں کہا تو میرے لئے

بقیہ ص۱۰۰ بزرگ کی کرامت سے زن و شوہر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور ان میں صحبت واقع ہوئی ہو دوسرے یہ کہ کسی جن نے دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہو اور صحبت ہو گئی ہو اور حمل رہ گیا ہو اور بزرگوں کی کرامت اور جن کا تصرف اہل سنت والجماعت کے نزدیک شرعاً وعقلاً وقوعاً ثابت ہے اور گو اس کا احتمال بعید ہی ہو مگر ہم مسلمان عورت کو تہمت سے بچانے کیلئے اور بچہ کو عار سے بچانے کے لئے اس احتمال کو ممکن مانیں گے اور یوں کہیں گے کہ شاید ایسی ہی صورت ہوئی ہو۔ اور بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ شوہر خفیہ طور خفیہ آیا ہو کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ جیسے بعض اخباری مجرم رات کو اپنے گھر آجاتا ہے اور رات ہی کو چلا جاتا ہے اس لئے اس عمل کو اس شوہر کی طرف منسوب سمجھیں گے اور نسب کو ثابت مانیں گے البتہ خود شوہر کو اس کا قطعی علم ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں؟ سو اس کو شرعاً مجبور نہیں کیا گیا کہ خواہ مخواہ تو بچہ کو مان بلکہ

بقیہ ص۱۰۰ عہ اگر کسی نے کہا اپنی بیوی سے تو مجھ پر میری ماں کی طرح حرام ہے۔ اپنی ماں سے کروں پس اس کے کہنے سے اس پر کوئی شئی واجب نہیں یعنی اس کہنے سے ظہار نہیں ہوگا، اسی طرح غایۃ السراج میں ہے ۱۲۔ ۱ے وغیر مدخول بہا بالقہا فی حالۃ الطہر والحیض ۱۲ شرح الہدایہ ص۳۳۶ ج ۲۔

ماں کی طرح تحقیق اس صورت میں اگر ایلار کی نیت کی ہے تو ایلار ہو جائے گا۔ فی العالمگیریہ اذا قال انت علی حرام کامی ونوی الطلاق او الظھار او الایلاء فھو علی مانوی وان لم ینو شیئا یکون ظھارا فی قول محمد وذکر الخصاف الصحیح من مذھب ابی حنیفۃ ما قال محمد کذا فی فتاوی قاضیخان عالمگیریہ۔ اصل ص۴۵ س: نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی و ص۴۷ س۔ میاں پردیس میں الخ۔ تحقیق۔ ان دونوں مسئلوں پر بعض عوام اعتراض کیا کرتے ہیں لہذا ضرورت ہے کہ ان کی ضروری توضیح کر دی جائے **توضیح مسئلہ اوّل**: نکاح ہو گیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ بچہ میرا نہیں ہے، تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں (کیونکہ ممکن ہے کہ کسی طریق سے خفیہ طور پر خاوند بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو اور گھر والوں کو یا غیروں کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو) اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں (کیونکہ یہ بلا حجت شرعی مرد کو جھٹلانا اور عورت پر زنا کی تہمت لگانا ہے ہاں، اگر شوہر کا نہ ہو اور وہ جانتا ہو کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اور میں اس عورت کے پاس نہیں گیا، تو انکار کرے انکار کرنے پر (چونکہ وہ عورت پر زنا کا الزام لگاتا ہے اگر عورت اس الزام کو تسلیم نہ کرے اور لعان کی شرائط پائی جاویں تو) لعان کا حکم ہوگا اور بعد تحقیق لعان بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جاوے گا، اس توضیح کے بعد مطلب بہشتی زیور بالکل صاف ہو گیا اور اس پر کسی شبہ کی گنجائش نہ رہی **توضیح مسئلہ دوم**۔ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی، برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ حرامی نہیں بلکہ اسی شوہر کا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت چھپ کر اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو اور اس کے آنے کی خبر کسی کو نہ ہوئی ہو جیسے اشتہاری لوگ چھپ چھپ کر اپنے گھر آ جاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے آنے کی خبر نہیں ہوتی یا بذریعہ کسی عمل مثل تسخیر جن وغیرہ کے یا بذریعہ کرامت کسی بزرگ کے وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو یا اپنی بیوی کو اپنے پاس بلا لیا ہو اور کسی کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو پس جب کہ خاوند

بقیہ ص۱۰۱ اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر تو نے صحبت نہیں کی ہے تو اس نسب کو نفی کر سکتا ہے مگر چونکہ حاکم شرع کو کسی وکیل شرعی سے وابستہ گو ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ احتمال ہے کہ کسی اور رنج و غصہ سے عورت کو بدنام کرتا ہو اس لئے اس کی نفی کرنے سے حاکم شرع سکوت نہیں کرے گا بلکہ مقدمہ قائم کر کے لعان کا قانون نافذ کرے گا پھر لعان کے بعد دوسروں کو بھی شرعاً اجازت ہے کہ اس بچہ کو اس شوہر کا نہ کہیں۔ کیونکہ قانون شرعی سے اس کا نسب قطع ہو چکا یعنی شرعاً جبر نہیں کہ اب بھی اسی کا مانو۔ بلکہ قانوناً اس سے منقطع سمجھیں گے اور واقع کے اعتبار پھر بھی یہ کہیں گے کہ غیب کا علم خداوند تعالیٰ کو ہے اسی طرح عورت کی نسبت کہیں گے کہ خدا کو خبر ہے مرد سچا ہے یا عورت؟

عـہ جب کہ کہا کسی نے اپنی بیوی سے تو مجھ پر میری ماں کی طرح حرام ہے اور نیت کی طلاق یا ظہار یا ایلار کی پس وہ اس کی نیت کی موافق ہوگا اور اگر الفاظ مذکورہ سے کسی شئے کی نیت نہ کرے گا تو امام محمد کے قول کے بموجب ظہار ہوگا اور ذکر کیا امام خصاف نے کہ صحیح مذہب امام ابوحنیفہ کی رو سے وہی بات ہے جو کہی امام محمد نے اسی طرح فتاوی قاضی خاں میں ہے ۱۲۔

اس بچہ کو اپنا بیٹا ہونے سے انکار نہیں کرتا تو گویا وہ دعوٰی کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے صحبت کی ہے اور یہ شبہ کہ وہ تو پردیس میں تھا کیسے صحبت کر سکتا ہے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ بذریعہ کرامت یا بذریعہ جن وغیرہ کے ایسا ہونا ممکن ہے تو شوہر کو جھوٹا نہ کہا جاویگا اور بچہ کو حرامی نہ کہا جاویگا، البتہ چونکہ شوہر کو علم ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں اس لئے اس کو انکار کا حق حاصل ہے اس بنا پر اگر وہ خبر پا کر انکار کریگا تو چونکہ انکار میں عورت پر زنا کا الزام ہے اس لئے اگر زوجہ زنا سے انکار کرے اور دیگر شرائط لعان پائی جاتی ہے، تو لعان کا حکم ہوگا اور بعد لعان کے بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جائیگا، اس توضیح کے بعد دوسرے مسئلہ پر بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ مختصر توضیح تھی ان دونوں مسئلوں کی جو انشاء اللہ سمجھدار اور غیر متعصب حضرات کی تشفی کے لئے کافی ہے اگر کو زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ رفع الارتیاب مصنفہ مولوی عبداللہ صاحب منگا کر دیکھے اس میں زیادہ تفصیل ملے گی۔ نیز ان مسائل پر شبہ اور اس کا جواب عـــہ۹ حضرت مولانا مدظلہم العالی کی طرف سے تتمہ اولی امداد الفتاوی صـــ۸۴ میں مذکور ہے اس کو بھی لیا جاوے آخر میں کہا جاتا ہے کہ روافض خذلہم اللہ بھی بہشتی زیور کے یہ مسائل جاہل لوگوں کو یہ دکھا کر ان کو مذہب سے سے نفرت دلانا چاہتے ہیں اور اسی طرح دھوکا دیکر ان کو مذہب رفض کا پابند کرنا چاہتے ہیں کہ جو منافق یہودیوں کا بنا ہوا دین ہے اور جاہل چونکہ اپنے مذہب سے واقف ہوتے ہیں نہ رافضیوں کے اسلیئے وہ پریشان ہو جاتے ہیں انکو جواب نہیں بن پڑتا اسلیئے کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی رافضی ان مسائل میں گفتگو کرے تو ان کو چاہئے کہ وہ بہشتی زیور کا مطلب سمجھا کر ان کے اعتراض کو دفع کریں اور ان سے کہیں کہ تمہارے مذہب میں یہ تین مسئلے بہشتی زیور سے زیادہ ذلیل اعتراض ا انکا جواب دو مسئلہ اول اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاخانہ کے مقام میں صرف حشفہ داخل کر دے اور انزال ہو جاوے اور اس عورت کے اس وقت سے چھ مہینے بعد انتہائی مدت حمل سے پہلے بچہ پیدا

عـــہ۹ بقیہ حاشیہ صـــ۱۰۲ کا یہاں سے دیکھئے، عـــہ منسوب ہوگا ولد شوہر دائم النکاح کی طرف بیوی سے صحبت کرنے کی وجہ سے اس حال میں کہ گذر جائیں چھ مہینے قمری صحبت کرنے کے وقت سے اور یہ مراد بنا بر اطلاق علماء کے ہے اور تصریح کی مصنف نے اس کے ساتھ اپنے قواعد میں سر ذکر غائب ہو جانے کی عورت کی پیشاب گاہ یا پاخانہ گاہ میں اگرچہ منی نہ نکلے اور یہ مسئلہ اعتراض اور اشکال سے خالی نہیں کیونکہ نہیں ہے یہ مسئلہ متفق علیہ بوجہ نہ پیدا ہونے بچہ کے عادۃً بہت سے مقامات میں اور نہیں واقف ہوا میں کسی ایسی شئی پر جو ہمارے منقولہ مسئلہ کے منافی ہو۔ اور بجز اس کے کہ بجائے اس پر اور نہ گذر جائے انتہائے مدت حمل کے اور تحقیق اختلاف کیا اصحاب نے اس مسئلہ کی مدت میں پس کہا گیا نو مہینے اور کہا گیا دس اور نتیجہ اس قیل و قال کا وہ ہے جو ہمارے نزدیک مستند ہے یعنی چھ مہینے اور یہی مستند ہے کل روایتوں کے مفہوم کا اور عدول کیا مصنف نے (۱۲) عـــہ۹ مسلسل دیکھئے تا شرہ صـــ۹۹ سے صـــ۱۰۳ تک۔

تو وہ بچہ خاوند ہی کا ہے۔ بتلاؤ کہ پاخانہ کے مقام میں صحبت کرنے سے رحم میں نطفہ کیسے پہنچ گیا۔ دوسرا مسئلہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے پاخانہ کے مقام میں حشفہ داخل کردے انزال بھی نہ ہو تب بھی بچہ خاوند ہی کا ہوگا بشرطیکہ وہ چھ مہینہ کے بعد اور انتہائی مدت حمل سے پہلے پیدا ہوا ہو بتلاؤ کہ پاخانہ کے مقام صحبت کرنے سے اور وہ بھی بغیر انزال ہوئے حمل کیسے قرار پا گیا۔ تیسرا مسئلہ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے آگے کی راہ سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تب بھی جو بچہ پیدا ہوگا وہ خاوند ہی کا ہوگا بشرطیکہ وہ چھ مہینے کے بعد اور انتہائی مدت حمل سے پہلے پیدا ہوا ہو بتلاؤ کہ بدون انزال کے حمل کیسے رہ گیا؟ ان مسئلوں کا جواب ان سے کچھ نہ بن پڑیگا اور وہ فبہت الذی کفر کے مصداق لیکن اگر وہ انکار کریں اور کہیں کہ ہمارے مذہب میں یہ مسئلے نہیں ہیں تو ان سے کہو کہ یہ تینوں مسئلے شرح لمعہ و مشقیہ میں موجود ہیں۔ اور عبارت اس کی یہ ہے۔ یلحق الولد بالزوج الدائم نکاحہ بالدخول بالزوجۃ ومضی ستۃ اشہر ہلالیۃ من حین الوطی والمراد بہ علی ما یظہر من اطلاقہم وصرح بہ المصنف فی قواعد غیبوبۃ الحشفۃ قبلاً او دبراً وان لم ینزل۔ ولا یخلو ذلک من اشکال ان لم یکن مجمعاً علیہ للقطع بانتفاء التولد عادۃ فی کثیر من موادہ ولم اقف علی شیئ ینافی مانقلناہ ولیتعذر علیہ عدم تجاوز اقصیٰ مدۃ الحمل وقد اختلف الاصحاب فی تحدیدہ فقیل تسعۃ اشہر وقیل عشرۃ وغایۃ ماقیل فیہ عندنا سنۃ ومستند الکل مفہوم الروایات وعدل المصنف عن ترجیح قول لعدم دلیل قوی علی الترجیح ویمکن حمل الروات علی اختلاف عادات النساء فان بعضہن تلد لتسعۃ وبعضہن بعشرۃ وقد یتفق نادر البلوغ سنۃ واتفق الاصحاب علی انہ لایزید عن السنۃ مع انہم رووا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حملت بہ امہ ایام التشریق واتفقوا علی انہ لایزید شہر ربیع الاول فاقل مایکون لبثہ فی بطن امہ سنۃ وثلاثۃ اشہر وما نقل احد من العلماء انہ من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عبارت عبارت میں یہ تینوں مسئلے موجود ہیں کہ صاحب کتاب کا اقرار ہے کہ یہ مسائل ضرور قابل اعتراض ہیں ان صورتوں میں بچہ کا اس مرد سے پیدا ہونا عادۃً ناممکن ہے مگر کسی رافضی عالم کا قول مجھے ان کے خلاف نہیں ملا۔ ھذا ما عندنا واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

تمت حبیب احمد کیرانوی

(۴۶) ترجیح سے کسی ایک قول کی بوجہ نہونے دلیل قطعی کے اوپر ترجیح کے اور ممکن ہے محمول کرنا روایتوں کا اوپر اختلاف عورتوں کی عادت کے اس لئے کہ بعض جنتی ہیں نو مہینے میں اور بعض دس مہینے میں اور کبھی اتفاقاً کمیاب چھ مہینے کی مدت میں جنتی ہیں اور اتفاق کرلیا اصحاب نے اس کے کہ نہیں زیادتی ہوتی ہے (جننے کی مدت) سال بھر کے باوجود اس کے کہ اصحاب نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ (شریفہ) نے جنا حضور علیہ السلام کو ایام تشریق میں اور اتفاق کیا اصحاب نے اس پر کی حضور علیہ السلام کی پیدائش ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی پس کم از کم مدت حمل کے ٹھہرنے کی اپنی ماں کے پیٹ میں ایک سال اور تین مہینے ہیں اور نہیں نقل کیا کسی علماء نے اس کو حضور علیہ السلام کے خصوصیات سے ہے ۱۲ تمام شد

ملنے کا پتہ: کتب خانہ امدادیہ دیوبند یو۔ پی انڈیا

فہرست مضامین بہشتی زیور حصّہ پنجم مکمل و مدلل

مضمون	صفحہ
بیچنے اور مول لینے کا بیان	۲
قیمت کے معلوم ہونے کا بیان	۴
سودا معلوم ہونے کا بیان ...	۶
اُدھار لینے کا بیان	۸
پھیر دینے کی شرط کر لینے کا بیان اسکو شرع میں خیار شرط کہتے ہیں ...	۱۰
بے دیکھی ہوئی چیز کے خریدنے کا بیان	۱۱
سودے میں عیب نکل آنے کا بیان،	۱۲
بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان،	۱۵
نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنے کا بیان	۲۰
سودی لین دین کا بیان	۲۲
بیع سلم کا بیان	۳۳
قرض لینے کا بیان	۳۶
کسی کی ذمہ داری کر لینے کا بیان ..	۳۸
اپنا قرضہ دوسرے پر اتار دینے کا بیان	۳۹
کسی کو وکیل کر دینے کا بیان	۴۰
وکیل کے برطرف کر دینے کا بیان ...	۴۳
مضاربت کا بیان یعنی ایک کا روپیہ ایک کا کام	۴۴
امانت رکھنے اور رکھانے کا بیان،	۴۵

مضمون	صفحہ
مانگے کی چیز کا بیان	۵۰
ہبہ یعنی کسی کو کچھ دیدینے کا بیان	۵۲
بچوں کو دینے کا بیان	۵۴
دے کر پھیر لینے کا بیان	۵۶
کرایہ پر لینے کا بیان	۵۸
اجارہ فاسد کا بیان	۵۹
تاوان لینے کا بیان	۶۱
اجارہ کے توڑ دینے کا بیان۔	۶۲
بلا اجازت کسی کی چیز لے لینے کا بیان۔	،،
شرکت کا بیان	۶۴
ساجھے کی چیز تقسیم کرنے کا بیان،	۶۷
گروی رکھنے کا بیان	۶۸
وصیت کا بیان	۶۹
دستور العمل تدریس حصہ چہارم و پنجم	۷۳

فہرست ضمیمہ بہشتی جوہر حصہ پنجم

مضمون	صفحہ
حلال مال طلب کرنے کا بیان۔	۷۵
بلا ضرورت قرض کی مذمت	۹۰
دعاء ادائے قرض	۹۲

بہشتی زیور کا پانچواں حصہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بیچنے اور مول لینے کا بیان

مسئلہ[1] جب ایک شخص نے کہا میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچدی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے لیلی تو وہ چیز بک گئی اور جس نے مول لیا ہے وہی اسکی مالک بن گئی اب اگر وہ یہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس ہی رہنے دوں یا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے اس کو دینا پڑیگا اور اسکو لینا پڑیگا اور اس بک جانے کو بیع کہتے ہیں۔

مسئلہ[2] ایک نے کہا کہ میں نے یہ چیز دو پیسہ کو تمہارے ہاتھ بیچی دوسری نے کہا مجھے منظور ہے یا یوں کہا کہ میں اتنے داموں پر راضی ہوں۔ اچھا میں نے لے لیا تو ان سب باتوں سے وہ چیز بک گئی، اب نہ تو بیچنے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ دے اور نہ لینے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ خریدے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں طرف سے یہ بات چیت ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوئی ہو اگر ایک نے کہا میں نے یہ چیز چار پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی اور وہ دوسری چار پیسے کا نام سنکر کچھ نہیں بولی اٹھ کھڑی ہوئی[3] یا کسی اور سے صلاح لینے چلی گئی یا کسی اور کام کو چلی گئی اور جگہ بدل گئی تب اس نے کہا اچھا میں نے چار پیسے کو خرید لی تو ابھی وہ چیز نہیں بکی ہاں اگر اسکے بعد وہ بیچنے والی کنجڑن وغیرہ یوں کہدے کہ میں نے دیدی یا یوں کہے اچھا لیلو تو البتہ بک جاویگی اسی طرح اگر وہ کنجڑن اٹھ کھڑی

---

[1] البیع ینعقد بالایجاب والقبول فالایجاب مثل قوله بعت او اعطیت او ملکت او ما اشبه ذلک والقبول مثل اشتریت او قبلت او اخذت او اجزت او رضیت او قبضت او ما اشبه ذلک ۱۲ جوہرہ نیرہ صفحہ ۱۸۸ ج ۱

[2] واذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منهما وثبت الملک لکل منهما ۱۲ ہدایہ مع زیادۃ صفحہ ۳ ج ۳

[3] واذا اوجب احد المتعاقدین البیع فالآخر بالخیار ان شاء قبل فی المجلس وان شاء رده وایهما قام عن المجلس قبل القبول بطل الایجاب ولا خیار لواحد منهما الا من عیب او عدم رؤیۃ وقوله رضیت بکذا او اعطیتک بکذا وخذه بکذا فی معنی قوله بعت واشتریت ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳ ج ۳

ہوئی یا کسی کام کو چلی گئی تب دوسری نے کہا میں نے لے لیا تب بھی وہ چیز نہیں بکی خلاصہ
مطلب یہ ہوا کہ جب ایک ہی جگہ دونوں طرف سے بات چیت ہوگی۔ تب وہ چیز بکیگی
مسئلہ ۳ کسی نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو دے دو اُس نے کہا میں نے دیدی اس سے
بیع نہیں ہوئی البتہ اس کے بعد اگر مول لینے والی نے پھر کہدیا کہ میں نے لے لیا تو بک گئی
مسئلہ ۴ کسی نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو میں نے لے لی اُس نے کہا لے لو تو بیع ہو گئی۔
مسئلہ ۵ کسی نے کسی چیز کے دام چکا کر اتنے دام اُس کے ہاتھ پر رکھے اور وہ چیز
اُٹھا لی اور اس نے خوشی سے دام لے لئے پھر نہ تو اس نے زبان سے کہا کہ میں نے اتنے
داموں پر یہ چیز بیچی نہ اُس نے کہا میں نے خریدی تو اس لین دین ہو جانے سے بھی
چیز بک جاتی ہے اور بیع درست ہو جاتی ہے۔ مسئلہ ۶ کوئی کنجڑن امرود بیچنے
آئی اُس سے پوچھے بغیر بڑے بڑے چار امرود اس کی ٹوکری سے نکالے اور ایک پیسہ اس کے ہاتھ پر
رکھدیا اور اُس نے خوشی سے پیسہ لے لیا تو بیع ہو گئی چاہے زبان سے کسی نے کچھ کہا ہو
چاہے نہ کہا ہو۔ مسئلہ ۷ کسی نے موتیوں کی ایک لڑی کو کہا یہ لڑی دس پیسے کو تمہارے
ہاتھ بیچی اس پر خریدنے والی نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے لے لئے یا یوں کہا کہ
آدھے موتی میں نے خریدے تو جب تک وہ بیچنے والی اس پر راضی نہ ہو بیع نہیں ہوگی
کیونکہ اس نے تو پوری لڑی کا مول کیا ہے تو جب تک وہ راضی نہ ہو لینے والی کو یہ اختیار
نہیں ہے کہ اس میں سے کچھ لیوے اور کچھ نہ لیوے۔ اگر لیوے تو پوری لڑی لینا پڑیگی۔
ہاں البتہ اگر اس نے یہ کہدیا ہو کہ ہر موتی ایک ایک پیسہ کو اُس پر اُس نے کہا اس میں سے
پانچ موتی میں نے خریدے تو پانچ موتی بک گئے۔
مسئلہ ۸ کسی کے پاس چار چیزیں تھیں، بکی، بالی، بندے، چھلے اُس نے کہا یہ سب
میں نے چار آنہ کو بیچا تو بے اس کی منظوری کے یہ اختیار نہیں ہے کہ بعضی چیزیں لیوے
اور بعضی چھوڑ دے کیونکہ وہ سب کو ساتھ ملا کر بیچنا چاہتی ہے۔ ہاں البتہ اگر ہر چیز کی قیمت

۱ و اذا کان بلفظ الامر فلا بد من ثلثة الفاظ کما اذا قال البائع اشتر منی فقال اشتریت فلا ینعقد ما لم یقل البائع بعت او یقول المشتری بع منی فیقول بعت فلا بد ان یقول ثانیا اشتریت ۱۲ عالمگیری ص ۔

۲ الا ان مراد دل علی الحال کخذہ بکذا فقال اخذت او رضیت ۱۲ در مختار ج الثانی ص ۔

۳ و ۴ و ما لا التعاطی فی خسیس و نفیس خلافا للکرخی و لو من احد الجانبین علی الاصح ۱۲ در مختار مع الشامی ص ۔

۵ و اذا اوجب واحد قبل الآخر بائعا کان او مشتریا فی المجلس کل المبیع بکل الثمن جاز و ان قبل فی البعض لم یجز الا اذا رضی الآخر و بین ثمن کل ۱۲ در مختار مع الشامی ص ۔

۶ و ۷ و شرط لصحتہ معرفۃ قدر مبیع و ثمن و وصف ثمن در مختار و قال الشامی ان المراد بمعرفۃ القدر و الوصف ما ینفی الجہالۃ الفاحشۃ و ذلک بما یخصص المبیع عن انظارہ و ذلک بالاشارۃ الیہ لو حاضرا فی مجلس العقد و الا فبیان مقدارہ مع بیان وصفہ ۱۲ شامی ص ۔

الگ الگ بتلا دے تو اس میں سے ایک آدھ چیز بھی خرید سکتی ہے۔

مسئلہ ۹ [۱] بیچنے اور مول لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے ہر طرح سے اس کو صاف کرلے کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھے جس سے جھگڑا بکھیڑا پڑے اسی طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر اور طے ہو جانا چاہیئے اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۰ [۲] کسی نے روپیہ کی یا پیسے کی کوئی چیز خریدی اب وہ کہتی ہے پہلے تم روپیہ دو تب میں چیز دوں گی اور یہ کہتی ہے پہلے تو چیز دیدے تب میں روپیہ دوں تو پہلے اس سے دام دلوائے جائیں گے۔ جب یہ دام دیدے تب اس سے وہ چیز دلواویں گے دام کے وصول پانے تک اس چیز کے نہ دینے کا اس کو اختیار ہے اور اگر دونوں طرف ایک سی چیز ہے مثلاً دونوں طرف دام ہیں یا دونوں طرف سودا ہے جیسے روپیہ کے پیسے لینے لگیں یا کپڑے کے بدلے کپڑا لینے لگیں اور دونوں میں یہی جھگڑا آن پڑے تو دونوں سے کہا جاویگا کہ تم اس کے ہاتھ پر رکھو اور وہ تمہارے ہاتھ پر رکھے،

قیمت کے معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ ۱۱ [۳] کسی نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کو فلانی چیز دیدو اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے روپیہ ہے یا پیسہ ہے یا اشرفی ہے اور ایک ہے یا دو تو ایسی بیع درست نہیں + مسئلہ ۱۲ [۴] کسی شہر میں دو قسم کے پیسے چلتے ہیں تو یہ بھی بتلا دیوے کہ فلانے پیسہ کے بدلے میں یہ چیز لیتی ہوں اگر کسی نے یہ نہیں بتلایا فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے یہ چیز ایک پیسہ کو بیچی اس نے کہا کہ میں نے لی تو دیکھو کہ وہاں کس پیسہ کا زیادہ رواج ہے۔ جس پیسہ کا رواج زیادہ ہو وہی پیسہ دینا پڑے گا اور اگر دونوں کا رواج برابر برابر ہو تو بیع درست

---

[۱] دیکھو حاشیہ مسئلہ ۸ باب ہذا

[۲] ومن باع سلعة بثمن سلمه اولا والاسلم معا ۱۲ ص ۲۲۳ کنز

[۳] والاثمان المطلقة لا یصح ان یکون معرفته القدر والصفة صورة المطلقة ان یقول اشتریت منک بفضة او بحنطة او بذرة ولم یعین قدرا ولا صفة و فی المنهاج صورته ان یقول بعت ہذا منک بثمن او بما یساوی فیقول اشتریت فہذا لا یجوز حتی یبین قدر الثمن وصفته نا لقدر مثل عشرة او عشرین والصفة مثل بخاری او سمرقندی و قال صاحب الکنز والمطلقة علی النقد الغالب وان اختلف النقود فسد ان لم یبین احدہا ۱۲ صفحہ ۲۲۲ وقال الشامی لو کان الثمن فی صرة ولم یعرف ما فیہا من خارج خیر الرای البدائع صفحہ ۳/۴۲

[۴] وان اختلف النقود مالیة کذہب شرفی وبندقی فسد العقد مع الاستواء فی رواجہا الا اذا بین فی المجلس لزوال الجہالة ۱۲ درمختار صفحہ ۳/۴۲

نہیں رہی بلکہ فاسد اور خراب ہوگئی ۔ مسئلہ ۱۳ کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں اور اس نے مٹھی کھولکر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دے دو اور اس نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے اور وہ چیز دیدی لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ کے آنے ہاتھ میں ہیں تب بھی بیع درست ہے اسی طرح اگر پیسوں کی ڈھیری سامنے بچھونے پر رکھی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بیچنے والی اتنے داموں کو چیز بیچڈالے اور یہ نہ جانے کہ کتنے آنے ہیں تو بیع درست ہے غرضکہ جب اپنی آنکھ سے دیکھ لیوے کہ اتنے پیسے ہیں تو اسی وقت اس کی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے اور اگر اس نے آنکھ سے نہیں دیکھا ہے تو ایسے وقت مقدار کا بتلانا ضروری ہے جیسے یوں کہے دس آنہ کو ہم نے یہ چیز لی اگر اس صورت میں اس کی مقدار مقرر اور طے نہیں کی تو بیع فاسد ہوگئی ۔

مسئلہ ۱۴ کسی نے یوں کہا کہ آپ یہ چیز لے لیویں قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے جو دام ہونگے آپ سے واجبی لے لئے جاویں گے میں بھلا آپ سے زیادہ لونگی یا یہ کہا کہ آپ یہ چیز لے لیویں میں اپنے گھر پوچھ کر جو کچھ قیمت ہوگی پھر بتلا دونگی یا یوں کہا اسی میل کی چیز فلانی نے لی ہے جو دام انھوں نے دیئے ہیں وہی دام آپ بھی دیدیجئے گا یا اس طرح کہا کہ جو آپ کا جی چاہے دیدیجئے گا میں ہرگز انکار نہ کروں گی جو کچھ دیدوگی لے لونگی یا اس طرح کہا بازار سے پوچھوا لو جو اس کی قیمت ہو وہ دیدینا یا یوں کہا فلانی کو دکھلا لو۔ جو قیمت وہ کہدیں تم دیدینا تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے البتہ اگر اسی جگہ قیمت صاف معلوم ہوگئی اور جس گنجلک کی وجہ سے بیع فاسد ہوئی تھی وہ گنجلک جاتی رہی تو بیع درست ہوجاوے گی۔ اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہی، البتہ اس صاف ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کرسکتی ہیں ۔ مسئلہ ۱۵ کوئی دوکاندار مقرر ہے جس چیز کی ضرورت

ف۱۳ فلو قال بعتک هذه الصبرة من الحنطة او هذه الكورجة من الارز وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك وهي مرئية له فقبل جاز ولزم لان الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لا يضر ۱۲ شامی ص ۳ ج ۴ وفي الدر المختار وشرط لصحة معرفة قدر مبيع وثمن ووصف ثمن غير مشار اليه لا يشترط ذلك في مشار اليه لنفي الجهالة صفحہ ۲۵ ج ۴ واما العلم بمقدار الثمن فشرط ... الينا العقد يتناول الكل لان الاشارة ابلغ في التعريف من التسمية وابو حنيفة رحمه الله تعالى يقول ان كانت الصبرة ... لكن جميع ما اشار اليه عند العقد الا مجهول بجهالة مقدار الثمن يمنع صحة العقد ۱۲ الجوهرة النيرة ص ۲۱۰ ج ۱

ف۱۴ وخرج ايضا لو كان الثمن مجهولا كالبيع بقيمته او برأس ماله او بما اشتراه او بمثل ما اشتراه فلان فان علم المشتري بالقدر في المجلس جاز ومنه ايضا لو باعه بمثل ما يبيع الناس الا ان يكون شيئا لا يتفاوت نهر ۱۲ شامی ص ۲۴ ج ۴

ف۱۵ قال العلامة صاحب رد المحتار شرح تنوير الابصار في فقه مذهب الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان رحمه الله ... فرع في البيع الاستجرار ... الانسان من

پڑتی ہے اس کی دوکان سے آجاتی ہے۔ آج سیر بھر سپاری منگالیں کل دو سیر کتھا آگیا، کسی دن پاؤ بھر ناریل وغیرہ لے لیا۔ اور قیمت کچھ نہیں پوچھوائی اور یوں سمجھی کہ جب حساب ہوگا تو جو کچھ نکلے گا دیدیا جائے گا، یہ درست ہے اسی طرح عطار کی دوکان سے دوا کا نسخہ بندھوا منگایا اور قیمت نہیں دریافت کی اور یہ خیال کیا کہ تندرست ہونے کے بعد جو کچھ دام ہونگے دے دیئے جاویں گے یہ بھی درست ہے مسئلہ[۱] کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ یا پیسہ ہے اُس نے کہا کہ اس روپیہ کی یہ چیز ہم نے لی تو اختیار ہے چاہے وہی روپیہ دیوے چاہے اس کے بدلے کوئی اور روپیہ دیوے مگر وہ دوسرا بھی کھوٹا نہ ہو +

مسئلہ[۲] کسی نے ایک روپے کو کچھ خریدا تو اختیار ہے چاہے روپے دیدے چاہے دو اٹھنی دیدے اور چاہے چار چونی دیدے اور چاہے آٹھ دونی دیدے بیچنے والی اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر ایک روپے کے پیسے دیوے تو بیچنے والی کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اگر وہ پیسے لینے پر راضی نہ ہو تو روپیہ ہی دینا پڑے گا۔

مسئلہ[۳] کسی نے کوئی قلمدان یا صندوقچہ بیچا تو اس کی کنجی بھی بک گئی کنجی کے دام الگ نہیں لے سکتی اور نہ کنجی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔

سودا معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ[۴] اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے چاہے تول کے حساب سے لیوے اور یوں کہدے کہ ایک روپے کے بیس ۲۰ سیر گیہوں میں نے خریدے اور چاہے یوں ہی مول کر کے لے لیوے اور یوں کہدے کہ گیہوں کی یہ ڈھیری میں نے ایک روپیہ کو خریدی پھر اُس ڈھیری میں چاہے جتنے گیہوں نکلیں

---

[۱] قال فی شرح الہدایۃ المشہور بالہدایۃ والتصرف فی الثمن قبل القبض جائز ص۵۹ وقال صاحب المختار فان اشترى بہذا الدرہم فلہ دفع درہم غیرہ وعدم تعیین النقد لیس علی اطلاقہ ۱۲ ص ۲۳/۴

[۲] والثمن المسمى قدرہ لا وصفہ ینصرف مطلقہ الی غالب نقد البلد قال الشامی اما اذا اختلفت واجا مع اختلاف مالیتہا او بدونہ فیصح وینصرف الی الرواج وکذا یصح لو مستوات مالیۃ رواجا لکن یخیر المشتری بین ان یؤدی الیہما شاء وقال بعد سطور حاصلہ انہ اذا اشترى بدرہم فلہ دفع درہم کامل او درہم مکسر قطعتین او ثلاثا حیث تساوی الکل ۱۲ ص ۲۵/۴

[۳] یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، کنز ص۲۱۹ ومن باع دارا دخل بناؤہا فی البیع وان لم یسمہ لان اسم الدار یتناول العرصۃ والبناء فی العرف لانہ یتصل بہا اتصال قرار ۱۲ شرح المختصر للبغدادی ص۱۹۱/۲ ومن باع دارا دخل فی البیع مفاتیح اغلاقہا یعنی مفاتیح الاغلاق المرکبۃ علی الابواب لان الاغلاق یدخل فی بیع الدار لانہا مرکبۃ فیہا للبقاء والمفتاح یدخل فی بیع الغلق بغیر تسمیۃ لانہ بمنزلۃ بعضہ اذ لا ینتفع بہ بدونہ ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ ص۱۹۳/۱

[۴] ویباع الطعام کیلا وجزافا وبانا ءٍ او حجر بعینہ لم یدر قدرہ ۱۲ کنز ص۲۲۳

سب اسی کے ہیں۔ مسئلہ ۲ ؎۱ کنڈے آم، امرود، نارنگی وغیرہ میں بھی اختیار ہے
کہ گنتی کے حساب سے لیوے یا ویسے ہی ڈھیر کا مول کرکے لیوے اگر ایک ٹوکری
کے سب آم دو آنے میں خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو
بیع درست ہے اور سب آم اسی کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ +
مسئلہ ۳ ؎۲ کوئی عورت بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آئی اُس سے کہا کہ ایک پیسہ کو اس اینٹ
کے برابر تول دے اور وہ بھی اس اینٹ کے برابر تول دینے پر راضی ہوگئی اور اس اینٹ
کا وزن کسی کو نہیں معلوم کہ کتنی بھاری نکلے گی تو یہ بیع بھی درست ہے +
مسئلہ ۴ ؎۳ آم کا یا امرود نارنگی وغیرہ کا پورا ٹوکرہ ایک روپیہ کو اس شرط پر خریدا کہ
اس میں چار سو آم ہیں پھر جب گنے گئے تو اس میں تین سو ہی نکلے لینے والی کو اختیار
ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اگر لیوے گی تو پورا ایک روپیہ نہ دینا پڑے گا
بلکہ ایک سیکڑے کے دام کم کرکے فقط بارہ آنے دیوے اور اگر ساڑھے تین سو نکلیں
تو چودہ آنے دے غرض کہ جتنے آم کم ہوں اتنے دام بھی کم ہوجائیں گے۔ اور اگر
اُس ٹوکری میں چار سو سے زیادہ آم ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والی کے ہیں
اس کو چار سو سے زیادہ لینے کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر پورا ٹوکرہ خرید لیا اور کچھ
مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے آم ہیں تو جو کچھ نکلے سب اسی کا ہے چاہے کم نکلیں
اور چاہے زیادہ + مسئلہ ۵ ؎۴ بنارسی دوپٹہ یا چکن کا دوپٹہ یا پلنگ پوش یا ازار بند
وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اُس میں سے کچھ پھاڑ لیویں تو نکما اور خراب ہوجائیگا
اور خریدتے وقت یہ شرط کرلی تھی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو جتنا کم
نکلا ہے اُس کے بدلے میں دام نہ کم ہونگے بلکہ جتنے دام طے ہوئے ہیں وہ پورے
دینا پڑیں گے۔ ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کیجائیگی کہ دونوں طرف
سے پکی بیع ہوجانے پر بھی اس کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے

؎۱ بیعت الصبرة فیہ بکل کیل وھو معدود من جنس واحد اذا لم تختلف قیمتہ کذلک ۱۲ شامی ص ۳۷ ج ۴

؎۲ ومن المجازفة البیع بانا وحجر لا یعرف قدرہ اذا لم یحتمل الانا النقصان ۱۲ در مختار مع الشامی ص ۳۶ ج ۴ نقل صاحب الجوہرة ہذا اذا کان الانا من خزف او حدید او خشب مما لا یحتمل الزیادة والنقصان مثل ان یقول بعت منک ملاء ہذہ القصعة فانہ یجوز لان الجہالة فیہ لا تفضی الی المنازعة او بوزن حجر لا یعرف مقدارہ ۱۲ ایضاً ص ۳۶ ج ۴

؎۳ وان باع صبرة علی انہا مائة قفیز بمائة درہم وہی اقل اخذ المشتری الاقل بحصتہ ان شاء او فسخ وکذا کل مکیل او موزون لیس فی تبعیضہ ضرر وما زاد للبائع در مختار مع الشامی ص ۴۱ ج ۴

؎۴ وان باع المذروع مثلاً علی انہ ذراع مثلاً اخذ المشتری الاقل بکل الثمن او ترک واخذ الاکثر بلا خیار للبائع ۱۲ در مختار وشامی ص ۴۲ ج ۴۔

اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو بھی اسی کا ہے اور اُس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ نہ دینا پڑینگے،

مسئلہ ۱ کسی نے رات کو دو ریشمی ازاربند ایک روپے کے لئے جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں کا سوتی ہے تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی نہ ریشمی کی نہ سوتی کی اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا نگ فیروزہ کا ہے پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں ہے کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے ✦

اُدھار لینے کا بیان

مسئلہ ۱ کسی نے اگر کوئی سودا ادھار خریدا تو یہ بھی درست ہے لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ کچھ مدّت مقرر کر کے کہدے کہ پندرہ دن میں یا مہینے بھر میں یا چار مہینے میں تمہارے دام ادا کردونگی اگر کچھ مدّت مقرر نہیں کی فقط اتنا کہدیا کہ ابھی دام نہیں ہیں پھر دیدونگی سو اگر یوں کہا ہے کہ میں اس شرط ۱ سے خریدتی ہوں کہ دام پھر دونگی تو بیع فاسد ہوگئی اور اگر خریدنے کے اندر یہ شرط نہیں لگائی خرید کر کہدیا کہ میں پھر دیدونگی تو کچھ ڈر نہیں اور اگر نہ خریدنے کے اندر کچھ کہا نہ خرید کر کچھ کہا تب بھی بیع درست ہوگی اور ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے دام ابھی دینا پڑیں گے۔ ہاں اگر بیچنے والی کچھ دن کی مہلت دیدے تو اور بات ہے لیکن اگر مہلت نہ دے اور ابھی دام مانگے تو دینا پڑیں گے ✦

مسئلہ ۲ کسی نے خریدتے وقت یوں کہا کہ فلانی چیز ہم کو دیدو جب خرچ آئیگا تب دام لے لینا، یا یوں کہا جب میرا بھائی آویگا تب دیدونگی یا یوں کہا، جب کھیتی کٹے گی تب دیدونگی یا اُس نے اس طرح کہا بی بی تم لیلو جب جی چاہے

سلہ واذا اطلع المشتری علی عیب فی المبیع فھو بالخیار ان شاء اخذہ بجمیع الثمن وان شاء ردہ وکل ما اوجب نقصان الثمن فی عادۃ التجار فھو عیب وقال لو صفقات ومن اشتری عبدین صفقۃ واحدۃ فقبض احدھما ووجد بالآخر عیبا فانہ یاخذھما او یردھما ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۰ جلد ۳، واذا اطلع المشتری علی عیب فی المبیع فھو بالخیار ان شاء اخذہ بجمیع الثمن وان شاء ردہ لان مطلق العقد یقتضی وصف السلامۃ فعند فواتہ یتخیر کیلا یتضرر بلزوم ما لا یرضی بہ ولیس لہ ان یمسکہ (ای المبیع المعیوب) ویاخذ النقصان لان الاوصاف لا یقابلھا شیء من الثمن فی مجرد العقد وکل ما اوجب نقصان الثمن فی عادۃ التجار (ای فی عرفھم) فھو عیب لان التضرر بنقصان المالیۃ وذلک بانتقاص القیمۃ والمرجع فی معرفتہ عرف اھلہ ۱۲ ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۴۴ قال (ای محمد) ومن اشتری عبدین صفقۃ واحدۃ فقبض احدھما (دون التسلیم) ووجد بالآخر عیبا فانہ یاخذھما او یدعھما لان الصفقۃ تتم بقبضھما فیکون تفریقھا قبل التمام ۱۲ شرح الہدایہ صفحہ ۵۲ جلد ۳ ۲ یجوز البیع بثمن حال او مؤجل اذا کان الاجل معلوما لاطلاق قولہ واحل اللہ البیع وعنہ علیہ السلام انہ اشتری من یہودی طعاما الی اجل ورھنہ درعہ ولا بد ان یکون الاجل معلوما لان الجہالۃ فیہ مانعۃ من التسلیم الواجب بالعقد فھذا یطالبہ بہ فی قریب المدۃ وھذا یسلمہ فی بعیدھا

دام دے دینا یہ بیع فاسد ہوگئی بلکہ کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہیئے اور اگر خرید کر ایسی بات کہدی تو بیع ہوگئی اور سودے والی کو اختیار ہے کہ ابھی دام مانگ لے لیکن صرف کھیتی کٹنے کے مسئلے میں کہ اس صورت میں کھیتی کٹنے سے پہلے نہیں مانگ سکتی

مسئلہ ۱؎ نقد داموں پر ایک روپیہ کے بیس سیر گیہوں بکتے ہیں مگر کسی کو ادھار لینے کی وجہ سے اُس نے روپیہ کے پندرہ سیر گیہوں دیئے تو یہ بیع درست ہے مگر اُسی وقت معلوم ہوجانا چاہیئے کہ اُدھار مول لے گی +

مسئلہ ۱؎ یہ حکم اُسوقت ہے جبکہ خریدار سے اوّل پوچھ لیا ہو کہ نقد لوگے یا اُدھار اگر اُس نے نقد کہا تو بیس سیر دیدیئے اور اگر ادھار کہا تو پندرہ سیر دیدیئے اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لوگے تو ایک روپیہ کے بیس سیر ہونگے اور اُدھار لوگے تو پندرہ سیر ہونگے یہ جائز نہیں + مسئلہ ۲؎ ایک مہینے کے وعدے پر کوئی چیز خریدی پھر ایک مہینہ ہوچکا تب کہہ سُنکر کچھ اور مدت بڑھوالی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دیدو تو تمہارے دام ادا کردوں گی اور وہ بیچنے والی بھی اس پر راضی ہوگئی تو پندرہ دن کی مہلت اور مل گئی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو ابھی مانگ سکتی ہے + مسئلہ ۳؎ جب اپنے پاس دام موجود ہوں تو ناحق کسی کو ٹالنا کہ آج نہیں کل آنا۔ اس وقت نہیں اس وقت آنا ابھی روپیہ تڑایا نہیں ہے جب تڑوایا جائے گا تب دام ملیں گے ۔ یہ سب باتیں حرام ہیں جب وہ مانگے اُسی وقت روپیہ تڑا کر دام دیدینا چاہیئے ۔ ہاں البتہ اگر اُدھار خریدا ہے تو جتنے دن کے وعدے پر خریدا ہے اتنے دن کے بعد دینا واجب ہوگا۔ اب وعدہ پورا ہونے کے بعد ٹالنا اور دوڑانا جائز نہیں ہے لیکن اگر سچ مچ اس کے پاس ہیں ہی نہیں نہ کہیں سے بندوبست کرسکتی ہے۔ تو مجبوری ہے جب آدے اس وقت نہ ٹالے +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) وجوم الحصاد فطرا سیرہ ان لم یدا لحصاد ان قال فدم کا حلی بالحصاد والدیاسۃ العقد کنز الدقائق مع حاشیۃ صفحہ وقال الشامی استاجار ضاد شرط التعجیل لاجۃ الی الحصاد او الدیاس یفسد العقد لو لم یشترط فی العقد بل بعدہ لا یفسد کما فی البحر ج ۱

حاشیہ صفحہ ہذا

۱ه رجل باع علی انہ بالنقد بکذا وبالنسیئۃ بکذا او الی شہر بکذا او الی شہرین بکذا لم یجز ۱۲ عالمگیری صفحہ ج ۳ قلت اما لو تعین فی العقد انہ نقد او نسیئۃ بجہالۃ الثمن واما اذا تعین فی العقد یجوز ۱۲

۲ه وصح تاجیل کل دین غیر القرض وفی الحاشیۃ سواء کان ثمنا او غیرہ ۱۲ کنز صفحہ وفی الہدایۃ من باع بثمن حال ثم اجلہ اجلا معلوما صار مؤجلا ۱۲ ہدایہ صفحہ ج ۳

۳ه قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطل الغنی ظلم فاذا اتبع احدکم علی ملیء فلیتبع رواہ البخاری مشکوۃ صفحہ ۲ ورواہ مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ ۱۲ ترغیب و ترہیب

پھیر دینے کی شرط کر لینے کا بیان اور اسکو شرع میں خیار شرط کہتے ہیں

مسئلہ ۱۔ خریدتے وقت یوں کہدیا کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے جی چاہے گا لینگے نہیں تو پھیر دینگے تو یہ درست ہے جے دن کا اقرار کیا ہے اتنے دن تک پھیر دینے کا اختیار ہے چاہے لیوے چاہے پھیر دیوے،

مسئلہ ۲۔ کسی نے کہا کہ تین دن تک مجھ کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے پھر تین دن گذر گئے اور اُس نے کچھ نہیں جواب دیا نہ وہ چیز پھیری تو اب وہ چیز لینی پڑیگی پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر وہ رعایت کر کے پھیر لیوے تو خیر پھیر دیوے بے رضامندی کے نہیں پھیر سکتی +

مسئلہ ۳۔ تین دن سے زیادہ کی شرط کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی شرط کی تو دیکھو تین دن کے اندر اُس نے کچھ جواب دیا یا نہیں۔ اگر تین دن کے اندر اُس نے پھیر دیا تو بیع پھر گئی اور اگر کہدیا کہ میں نے لے لیا تو بیع درست ہوگئی اور اگر تین دن گذر گئے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ لیوے گی یا نہ لیویگی تو بیع فاسد ہوگئی +

مسئلہ ۴۔ اسی طرح بیچنے والی بھی کہہ سکتی ہے کہ تین دن تک مجھ کو اختیار ہے اگر چاہونگی تو تین دن کے اندر پھیر لونگی تو یہ بھی جائز ہے +

مسئلہ ۵۔ خریدتے وقت کہدیا تھا کہ تین دن تک مجھے پھیر دینے کا اختیار ہے پھر دوسرے دن آئی اور کہدیا کہ میں نے وہ چیز لے لی اب نہ پھیرونگی تو اب وہ اختیار جاتا رہا اب نہیں پھیر سکتی بلکہ اگر اپنے گھر ہی میں آکر کہدیا کہ میں نے یہ چیز لے لی اب نہ پھیرونگی تب بھی وہ اختیار جاتا رہا۔ اور جب بیع کا توڑنا اور پھیرنا منظور

مسئلہ ۳ و صح للمتبایعین ولاحدہما خیار ثلثۃ ایام او اقل ولو اکثر لا فان اجاز فی الثلث صح ۱۲ کنز ص ۲۳

۵ و اجاز من لہ الخیار بغیبۃ صاحبہ صح ولو فسخ لا در فی الحاشیۃ والمراد بالغیبۃ عدم علمہ وبالحضرۃ علمہ وقولہ صح ای الاجازۃ مطلقۃ سواء کان صریحا او دلالۃ ۱۲ کنز ص ۲۳۲

ہو تو بیچنے والے کے سامنے توڑنا چاہیے اس کے پیٹھ پیچھے توڑنا درست نہیں ہے

مسئلہ ۱؎ کسی نے کہا تین دن تک میری ماں کو اختیار ہے اگر کہیگی تو لیلونگی نہیں تو پھیر دونگی تو یہ بھی درست ہے اب تین دن کے اندر وہ یا اُس کی ماں پھیر سکتی ہیں اور اگر خود وہ یا اُس کی ماں کہدے کہ میں نے لیلی اب نہ پھیرونگی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔

مسئلہ ۲؎ دو یا تین تھان لئے اور کہا کہ تین دن تک ہم کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہوگا ایک تھان دس روپے کو لے لیں گے تو یہ درست ہے تین دن کے اندر اس میں سے ایک تھان پسند کر لیوے۔ اور چار یا پانچ تھان اگر لئے اور کہا کہ اس میں سے ایک پسند کر لیں گے تو یہ بیع فاسد ہے

مسئلہ ۳؎ کسی نے تین دن تک پھیر دینے کی شرط ٹھیرالی تھی پھر وہ چیز اپنے گھر برتنا شروع کر دی جیسے اوڑھنے کی چیز تھی تو اوڑھنے لگی یا پہننے کی چیز تھی اس کو پہن لیا۔ یا بچھانے کی چیز تھی اس کو بچھانے لگی تو اب پھیر دینے کا اختیار نہیں رہا۔

مسئلہ ۴؎ ہاں اگر استعمال صرف دیکھنے کے واسطے ہوا ہے تو پھیر دینے کا حق ہے مثلاً سلا ہوا کرتا یا چادر یا دری خریدی تو یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کرتا ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں ایک مرتبہ پہنکر دیکھا اور فوراً اُتار دیا یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھکر دیکھی۔ یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی، تو بھی پھیر دینے کا حق حاصل ہے۔

بے دیکھی ہوئی چیز کے خریدنے کا بیان

مسئلہ ۵؎ کسی نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع درست ہے لیکن جب دیکھے تو اُس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے نہیں تو پھیر دیوے اگرچہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو اور جیسی ٹھیرائی تھی ویسی ہی ہو تب بھی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار رہتا ہے۔

۱؎ و شرط المشتری الخیار لغیرہ صح ای اجازۃ او نقض صح ۱۲ کنز ص ۲۴۲

۲؎ و صح خیار التعیین فیما دون الاربعۃ ولی الکافی حتی لو باع احد الاثواب الثلاثۃ علی ان یاخذ ایہا شاء بکذا ۱۲ کنز ص ۲۴۳

۳؎ و ۴؎ [illegible] للمشتری فی فصول [illegible] دکرنا [illegible] و جان [illegible] المشتری فی المبیع [illegible] الملک [illegible] فیہا [illegible] کل فعل باشرہ المشتری فی المشتری بالشرط الخیار لا یحتاج الیہ للامتحان یحصل فی غیر الملک بحال فالاشتغال به اول مرۃ لا یکون دلیل الاختیار حتی لا یسقط خیارہ بکل فعل لا یحتاج الیہ للامتحان او یحتاج الیہ للامتحان الا انہ لا یحل فی غیر الملک بحال فانہ یکون دلیل الاختیار کذا فی الذخیرۃ ۱۲ عالمگیری ص ۲/۴۴

۵؎ شراء ما لم یرہ جائز ولہ ان یردہ اذا راہ وان رضی قبلہ ۱۲ کنز ص ۲۴۳

مسئلہ[۲] کسی نے بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی تو اس بیچنے والی کو دیکھنے کے بعد پھیر لینے کا اختیار نہیں دیکھنے کے بعد اختیار فقط لینے والی کو ہوتا ہے۔

مسئلہ[۳] کوئی کنجڑن مٹر کی پھلیاں بیچنے کو لائی اس میں اوپر تو اچھی اچھی تھیں اُن کو دیکھ کر پورا ٹوکرا لے لیا لیکن نیچے خراب نکلیں تو اب بھی اس کو پھیر دینے کا اختیار ہے البتہ اگر سب پھلیاں یکساں ہوں تو تھوڑی سی پھلیاں دیکھ لینا کافی ہے۔ چاہے سب پھلیاں دیکھے چاہے نہ دیکھے پھیرنے کا اختیار نہ رہے گا۔

مسئلہ[۴] امرود یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے تھوڑے کے دیکھ لینے سے اختیار نہیں جاتا +

مسئلہ[۵] اگر کوئی چیز کھانے پینے کی خریدی تو اس میں فقط دیکھ لینے سے اختیار نہ جائیگا۔ بلکہ چکھنا بھی چاہیئے۔ اگر چکھنے کے بعد ناپسند ٹھیری تو پھیر دینے کا اختیار ہے

مسئلہ[۶] بہت زمانہ ہو چکا کہ کوئی چیز دیکھی تھی اب آج اس کو خرید لیا لیکن ابھی دیکھا نہیں پھر جب گھر لا کر دیکھا تو جیسی دیکھی تھی بالکل ویسی ہی اس کو پایا تو اب دیکھنے کے بعد پھیر دینے کا اختیار نہیں ہے ہاں اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہو گیا ہو تو دیکھنے کے بعد اُس کے لینے نہ لینے کا اختیار ہو گا +

سودے میں عیب نکل آنے کا بیان

مسئلہ[۱] جب کوئی چیز بیچے تو واجب ہے جو کچھ اس میں عیب و خرابی ہو سب بتلا دیوے۔ نہ بتلانا اور دھوکہ دیکر بیچ ڈالنا حرام ہے +

مسئلہ[۲] جب خرید چکی تو دیکھا اس میں کوئی عیب ہے جیسے تھان کو چوہوں نے کتر ڈالا ہے۔ یا دوشالے میں کیڑا لگ گیا ہے یا اور کوئی عیب نکل آیا

[۱] ولا خیار لمن باع ما لم یره ۱۲ کنز صـ۲۳۳

[۲و۳] وکفی رؤیة ما یؤذن بالمقصود کوجه صبرة و رقیق ۱۲ درمختار قال الشامی المراد بها ما لا تتفاوت آحاده قال فی الفتح وان دخل فی البیع اشیاء فان کانت الآحاد لا تتفاوت کالمکیل والموزون وعلامته ان یعرض بالنموذج یکتفی برؤیة واحد منها الا اذا کان الباقی اردأ مما رأی فحینئذ یکون له الخیار ای خیار العیب لا خیار الرؤیة ذکره فی الینابیع وعلل فی الکافی بان رؤیة البعض بالصفة کرؤیة الکل لا غیرها فما فادہ ان خیار الرؤیة هو مقتضی سوق کلام الهدایة ۱۲ شامی صـ۹ جـ۴

[۴] وسقط خیاره اذا اشتری بخری المبیع وشمه وذوقه ۱۲ کنز صـ۲۳۳ وفی العالمگیریة لا بد من الذوق وفیما یشم لا بد من الشم ۱۲ صـ۶ جـ۳

[۵] ولو اتاه بالثوب حمیا ولف کل واحد منها فی منديل وقال هذا الثوب الذی عرضت علیک امس فقال اتدرت هذه الثوب بعینه بعشرة وهذا الثوب بعینه بعشرة ولم یره حالة الشراء له خیار له ۱۲ عالمگیری صـ۹۹ جـ۳ قال الشامی والمراد ان رؤیته ذلک قبل الشراء کافیة فی سقوط خیاره بعد انه قد اشتری ما ذا رأی فلا خیار له ۱۲ شامی

[illegible]

[۶] کتمان عیب السلعة حرام وفی البزازیة وفی الفتاوی اذا باع سلعة معیبة علیه البیان وان لم یبین قال بعض مشائخنا یفسق وترد شهادته ۱۲ شامی

تو اب اس خریدنے والی کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے لیوے چاہے
پھیر دے لیکن اگر رکھ لے تو پورے دام دینا پڑیں گے اس عیب کی عوض
میں کچھ دام کاٹ لینا درست نہیں ہاں البتہ اگر دام کی کمی پر وہ بیچنے والا بھی
راضی ہو جائے تو کم کر کے دینا درست ہے +

مسئلہ [۱] کسی نے کوئی تھان خرید کر رکھا تھا کہ کسی لڑکے نے اُس کا ایک کونا پھاڑ
ڈالا یا قینچی سے کتر ڈالا اس کے بعد دیکھا کہ وہ اندر سے خراب ہے جا بجا چوہے کتر
گئے ہیں تو اب اس کو نہیں پھیر سکتی کیونکہ ایک اور عیب تو اس کے گھر ہی ہو گیا ہے
البتہ اس عیب کے بدلہ میں جو کہ بیچنے والی کے گھر کا ہے دام کم کر دیئے جائیں
لوگوں [۵] کو دکھایا جاوے جو وہ تجویز کریں اتنا کم کر دو +

مسئلہ [۲] اسی طرح اگر کپڑا قطع کر چکی تب عیب معلوم ہوا تب بھی پھیر نہیں
سکتی البتہ دام کم کر دیئے جائیں گے لیکن اگر بیچنے والی کہے کہ میرا قطع کیا ہوا دیدو
اور اپنے سب دام لیلو میں دام کم نہیں کرتی تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے خریدنے
والی انکار نہیں کر سکتی اگر قطع کر کے سی بھی لیا تھا پھر عیب معلوم ہوا تو عیب کے
بدلے دام کم کر دیئے جاویں گے۔ اور بیچنے والی اس صورت میں اپنا کپڑا نہیں
لے سکتی اور اگر اس خریدنے والی نے وہ کپڑا بیچ ڈالا یا اپنے نابالغ بچّہ کے پہنانے کی
نیت سے قطع کر ڈالا بشرطیکہ بالکل اُس کے دے ڈالنے کی نیت کی ہو اور پھر اس
میں عیب نکلا تو اب دام کم نہیں کئے جاویں گے اور اگر بالغ اولاد کی نیّت سے قطع
کیا تھا اور پھر عیب نکلا تو اب دام کم کر دیئے جائیں گے +

مسئلہ [۳] کسی نے فی انڈا ایک پیسہ کے حساب سے کچھ انڈے خریدے جب
توڑے تو سب گندے نکلے تو سارے دام پھیر سکتی ہے۔ اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا
اُس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اگر بعضے گندے نکلے بعضے اچھے تو گندوں کے

---

[۱] وفی الدر المختار وحدث عیب آخر عند المشتری بغیر فعل البائع رجع بنقصانہ ولہ الرد برضاء البائع قال الشامی والتقوم الاہل فی اہل حرفتہ ص ۱۰۹ ج ۴

[۲] ومن اشتری ثوبا فقطعہ فوجد بہ عیبا رجع بالعیب فان قبلہ البائع کذلک فلہ ذلک فان باعہ المشتری لم یرجع بشیئ فان قطعہ وخاطہ ثم اطلع علی عیب رجع بنقصانہ کنز ص ۲۲۸ قال الشامی من اشتری ثوبا فقطعہ لباسا لطفلہ وخاطہ صار ملکا بالقطع قبل الخیاطۃ فاذا وجد بہ عیبا لا یرجع بنقصانہ ولو کان الولد کبیرا یرجع بالعیب ص ۱۱۲ ج ۴

[۳] ولو اشتری بیضا او قثاء او جوزا وجدہ فاسدا ینتفع بہ رجع بنقصان العیب والا بکل الثمن وفی الحاشیۃ ثم ہذا اذا وجد الکل فاسدا وان وجد البعض وہو قلیل صح استحسانا۔ ۱۲ کنز ص ۲۲۸

[۵] ایسے لوگوں کو دکھایا جا سکے قیمت سے واقف ہوں۔ ۱۲

دام پھیر سکتی ہے اور اگر کسی نے بیس پچیس انڈوں کے یکمشت دام لگا کر خرید لیے کہ یہ سب انڈے پانچ آنے کو میں نے لیے تو دیکھو کتنے خراب نکلے اگر سو میں پانچ چھ خراب نکلے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو خراب کے دام حساب سے پھیر لیوے

مسئلہ کھیرا ککڑی خربوزہ تربوز لوکی بادام اخروٹ وغیرہ کچھ خریدا جب توڑا تو اندر سے بالکل خراب نکلے تو دیکھو کہ کام میں آسکتے ہیں یا بالکل نکمے اور پھینک دینے کے قابل ہیں اگر بالکل خراب اور نکمے ہوں تب تو یہ بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی اپنے سب دام پھیر لیوے اور اگر کسی کام میں آسکتے ہیں تو جتنے دام بازار میں لگیں اتنے دیئے جاویں پوری قیمت نہ دی جائے گی ❊

مسئلہ اگر سو بادام میں چار ہی پانچ خراب نکلے تو کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو جتنے خراب ہیں اُن کے دام کاٹ لینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ایک روپیہ کے پندرہ سیر گیہوں خریدے یا ایک روپیہ کا ڈیڑھ سیر گھی لیا اُس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا تو یہ درست نہیں ہے کہ اچھا اچھا لے لیوے اور خراب خراب پھیر دے بلکہ اگر لیوے تو سب لینا پڑے گا۔ اور پھیرے تو سب پھیرے ہاں البتہ اگر بیچنے والی خود راضی ہوجائے کہ اچھا اچھا لیلو اور جتنا خراب ہو وہ پھیر دو تو ایسا کرنا درست ہے بے اسکی مرضی کے نہیں کر سکتی۔

مسئلہ عیب نکلنے کے وقت پھیر دینے کا اختیار اسی وقت ہے جبکہ عیب دار چیز کے لینے پر کسی طرح رضامندی ثابت نہ ہوتی ہو اور اگر اُسی کے لینے پر راضی ہوجائے تو اب اس کا پھیرنا جائز نہیں البتہ بیچنے والی خوشی سے پھیر لیوے تو پھیرنا درست ہے۔ جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی جب گھر آئی تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے یا اُس کے بدن میں کہیں زخم ہے پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر ہم نے عیب دار ہی

قال العلامۃ الفہامۃ الفقیہ الامام مصنف الدر المختار شری نحو بیض و بطیخ کجوز وقثاء فکسرہ فوجدہ فاسدا ینتفع بہ فلہ نقصانہ وان لم ینتفع بہ اصلا فلہ کل الثمن لبطلان البیع ولو کان اکثرہ فاسدا اجاز بحصتہ عندہما در مختار مع الشامی صفحہ ۱۱۷ ج ۴

وان کان المشتری شیئا واحدا فوجد بعضہ معیبا قبل القبض او بعدہ فلیس لہ ان یرد المعیب خاصۃ ان کان المعقود علیہ مما یکال او یوزن من ضرب احد فوجد بعضہ معیبا لیس لہ ان یرد المبیع خاصۃ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۸۲ ج ۳

الاصل ان المشتری اذا تصرف فی المشتری بعد العلم بالعیب تصرفا یدل علی الرضا بطل حقہ فی الرد واذا اشتری دابۃ فوجد بہا جرحا فداواہا او رکبہا لحاجۃ فلیس لہ ان یردہا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۸۵ ج ۴ قال الشامی ان قبض المبیع بعد العلم بالعیب رضا بالعیب ۱۲ صفحہ ۲۵ ج ۴

یعنی لمبا کدو جس کو نمکین کدو بھی کہتے ہیں اور دہلی والے اس کو دراز گھیا کہتے ہیں ۱۲

فقہا نے چند تک تصریح کی ہے مگر مقصود تحدید نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ جس قدر عرفاً تحمل کر لیا جاتا ہے اگر اس قدر نکلے تو دام کاٹ لینے کا اختیار ہے ۱۲

لیلی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کئے جس سے رضامندی معلوم ہوتی ہے جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگی تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ مسئلہ[۱۰] بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو پھیر سکتی ہے۔ مسئلہ[۱۱] موتیوں کا ہار یا اور کوئی زیور خریدا اور کسی وقت اس کو پہن لیا یا جوتا خریدا اور پہنے پہنے چلنے پھرنے لگی تو اب عیب کی وجہ سے پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر اس وجہ سے پہنا ہو کہ پاؤں میں دیکھوں آتا ہے یا نہیں اور پیر کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی تو اس آزمائش کے لئے ذرا دیر کے پہننے سے کچھ حرج نہیں اب بھی پھیر سکتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چارپائی یا تخت خریدا اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھی یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اسی طرح اور سب چیزوں کو سمجھ لو۔ اگر اس سے کام لینے لگے تو پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا ہے۔

مسئلہ[۱۲] بیچتے وقت اس نے کہدیا کہ خوب دیکھ بھال لو اگر اس میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں۔ اس کہنے پر بھی اس نے لے لیا تو اب چاہے جتنے عیب اس میں نکلیں پھیرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور اس طرح بیچنا بھی درست ہے۔ اس کہدینے کے بعد عیب کا بتلانا واجب نہیں ہے۔

بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان

مسئلہ[۱] جو بیع شرع میں بالکل ہی غیر معتبر اور لغو ہو اور ایسا سمجھیں کہ اس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اس نے بیچا ہی نہیں اس کو باطل کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ خریدنے والا اس کا مالک نہیں ہوا وہ چیز اب تک اسی بیچنے والے کی ملک میں ہے اس لئے خریدنے والی کو نہ تو اس کا کھانا جائز

نہ کسی کو دینا جائز کسی طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں اور جو بیع ہو تو گئی ہو۔ لیکن اس میں کچھ خرابی آگئی ہے اس کو بیع فاسد کہتے ہیں۔ اس کا حکمؐ یہ ہے کہ جب تک خریدنے والی کے قبضہ میں نہ آجاوے۔ تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آتی اور جب قبضہ کرلیا تو ملک میں تو آگئی۔ لیکن حلال طیب نہیں ہے اس لئے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں۔ بلکہ ایسی بیع کا توڑ دینا واجب ہے لینا ہو تو پھر سے بیع کریں اور مول لیویں اگر یہ بیع نہیں توڑی بلکہ کسی اور کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی تو گناہ ہوا۔ اور اس دوسری خریدنے والی کے لئے اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے اور یہ دوسری بیع درست ہو گئی۔ اگر نفع لے کر بیچا ہو تو نفع کا خیرات کرنا واجب ہے اپنے کام میں لانا درست نہیں +

مسئلہ ۲ زمینداروں کے یہاں جو دستور ہے کہ تالاب کی مچھلیاں بیچ دیتے ہیں یہ بیع باطل ہے۔ تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک شکار کرکے پکڑی نہ جائیں تب تک اُن کا کوئی مالک نہیں ہے۔ شکار کرکے جو کوئی پکڑے وہی اُن کا مالک بنجاتا ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب سمجھو کہ جب زمیندار ان کا مالک ہی نہیں تو بیچنا کیسے درست ہوگا۔ ہاں اگر زمیندار خود مچھلیاں پکڑ کر بیچا کریں تو البتہ درست ہے۔ اگر کسی اور سے پکڑوائیں گے تو وہی مالک بنجاویگا زمیندار کا اس پکڑی ہوئی مچھلی میں کچھ حق نہیں ہے اسی طرح مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرنا بھی درست نہیں ہے + **مسئلہ ۳** کسی کی زمین میں خود بخود گھاس اُگی نہ اُس نے لگایا نہ اُس کو پانی دیکر سینچا تو یہ گھاس بھی کسی کی ملک نہیں ہے جس کا جی چاہے کاٹ لیجاوے نہ اس کا بیچنا درست ہے اور نہ کاٹنے سے کسی کو منع کرنا درست ہے البتہ اگر پانی دے کر سینچا اور خدمت کی ہو تو اس کی

اوادا ۲ و ۳ دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ۱۰۔

۵ وفسد بیع ما سکت عن ثمنہ او تقیدہ بالعرض والا باطل لعدم الملک ۱۲ در مختار قال الشامی رحمۃ اللہ لان بیع ما لیس فی ملکہ باطل ص۱۲۶ ج۴

۶ والمراعی ای الکلاء واجارتہا ای فسد بیع الکلاء والبطلان بیعہا فلعدم الملک لحدیث الناس شرکاء فی ثلاث فی الماء والکلاء والنار واما البطلان اجارتہا فلانہا علی استہلاک عین وہذا اذا نبت بنفسہ وان انبتہ بسقی وتربیتہ ملکہ وجاز بیعہ وقولہ والمراعی فی المصباح الرعی بالکسر والمرعی بمعنی واحد وہو ما ترعاہ الدواب والجمع المراعی ۱۲ در مختار و شامی ص۱۵۱ ج۴

۷ یہ مسئلہ اس صورت سے متعلق ہے جبکہ تالاب میں مچھلیاں خود بخود پیدا ہوگئی ہوں یا اور کہیں سے آگئی ہوں اور مالک نے نہ ان کے پیدا ہونے یا آنے کی کوئی تدبیر کی ہو اور نہ ان کے روکنے کا کوئی انتظام کیا ہو اور پوری تفصیل اس مسئلہ کی تتمہ اولیٰ امداد الفتاوی ص۱۵ و حصہ ثالثہ حوادث الفتاویٰ ص۹ میں ہے

ملک ہو جائے گی اب بیچنا بھی جائز ہے اور دوسروں کو منع کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ ۵۱: جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے پیدا ہونے سے پہلے اس بچہ کا بیچنا باطل ہے اور اگر پورا جانور بیچ دیا تو درست ہے۔ لیکن اگر یوں کہہ دیا کہ میں یہ بکری تو بیچتی ہوں لیکن اس کے پیٹ کا بچہ نہیں بیچتی ہوں۔ جب پیدا ہو تو وہ میرا ہے تو یہ بیع فاسد ہے

مسئلہ ۵۲: جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہوا ہے دوہنے کے پہلے اس کا بیچنا باطل ہے پہلے دودھ لیوے تب بیچے اسی طرح بھیڑ دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لیوے تب تک بالوں کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے۔

مسئلہ ۵۳: جو کڑی مکان میں یا چھت میں لگی ہوئی ہے کھودنے یا نکالنے سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۴: آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے اور ان چیزوں کا اپنے کام میں لانا اور برتنا بھی درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۵: بجز خنزیر کے دوسرے مردار کی ہڈی اور بال اور سینگ پاک ہیں ان سے کام لینا بھی جائز ہے۔ اور بیچنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۵۶: تم نے ایک بکری یا اور کوئی چیز کسی سے پانچ روپیہ کو مول لی اور اس بکری پر قبضہ کر لیا اور اپنے گھر منگا کر بندھوا لی لیکن ابھی دام نہیں دیئے پھر اتفاق سے اس کے دام نہ دے سکی یا اب اس کا رکھنا منظور نہ ہوا اس لئے تم نے کہا کہ یہی بکری چار روپیہ میں لیجاؤ۔ ایک روپیہ ہم تم کو اور دیدیئے یہ بیچنا اور لینا جائز نہیں۔ جب تک اس کو روپیہ نہ دے چکے اس وقت تک کم داموں پر اس کے ہاتھ بیچنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۷: کسی نے اس شرط پر اپنا مکان بیچا کہ ایک مہینے تک ہم نہ دیں گے بلکہ خود اس میں رہیں گے یا یہ شرط ٹھہرائی کہ اتنے روپیہ تم ہم کو قرض دیدو

---

۵۱ و لا یجوز بیع الحمل و الاولاد النتاج لما استعمل بالجنین ثم بیع الحمل لا یجوز دون ... الام ... لان ... [illegible] معدوم فلو باعہ بولدہ قبل الافتراق ... لا یجوز بیع اللبن فی الضرع ... علی ... انفطع عنہ غیر متمیز ... فی موضع القطع ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ ۱۲۰

۵۳ و لا یبیع جذع ... معقف ۱۲ ...

۵۴ و شعر الانسان لکرامۃ الآدمی ... و کذا ... ۱۲ الکرہ للمصنف وغیرہ فی بحث شعر الخنزیر ای باطل بیعہ ۱۲ شرح التنویر علی الشامی

۵۶ و الجزئیۃ المنبثۃ الی ان قال ... باع بالاقل قبل النقد ۱۲ کنز

۵۷ لم یجز الی ان قال ... ان یسکن او یقرضہ المشتری درہما او یہدی لہ او لا یسلمہ الی کذا او ... علی ان یقطعہ البائع یخیط ... ۱۲ کنز

یا کپڑا اس شرط پر خریدا کہ تم ہی قطع کر کے سی دینا یا یہ شرط کی کہ ہمارے گھر تک پہنچا دینا اور کوئی ایسی شرط مقرر کی جو شریعت سے واہیات اور ناجائز ہے تو یہ سب بیع فاسد ہے

مسئلہ ۱۱؂ یہ شرط کر کے ایک گائے خریدی کہ یہ چار سیر دودھ دیتی ہے۔ تو بیع فاسد ہے البتہ اگر کچھ مقدار نہیں مقرر کی فقط یہ شرط کی کہ یہ گائے بہت دودھاری ہے تو بیع جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲؂ مٹی یا چینی کے کھلونے یعنی تصویریں بچوں کے لئے خریدے تو یہ بیع باطل ہے۔ شرع میں ان کھلونوں کی کچھ قیمت نہیں لہٰذا اس کے کچھ دام نہ دلائے جائینگے۔ اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی نہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۳؂ کچھ اناج گھی۔ تیل وغیرہ روپے کے دس سیر یا اور کچھ نرخ طے کر کے خریدا تو دیکھو کہ اس بیع ہونے کے بعد اس نے تمہارے یا تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تول کر دیا ہے یا تمہارے اور تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے نہیں تولا بلکہ کہا تم جاؤ ہم تول کر گھر بھیجے دیتے ہیں یا پہلے سے الگ تولا ہوا رکھا تھا اس نے اسی طرح اٹھا دیا پھر نہیں تولا یہ تین صورتیں ہوئیں۔

پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ گھر میں لا کر اب اس کا تولنا ضروری نہیں ہے بغیر تولے بھی انکا کھانا پینا بیچنا وغیرہ سب صحیح ہے اور دوسری اور تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ جب تک خود نہ تول لے تب تک اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ کچھ درست نہیں اگر بے تولے بیچ دیا تو یہ بیع فاسد ہوگئی پھر اگر تول بھی لیوے تب بھی بیع درست نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۱۴؂ بیچنے سے پہلے اس نے تول کر تم کو دکھایا اس کے بعد تم نے خرید لیا اور پھر دوبارہ اس نے نہیں تولا تو اس صورت میں بھی خریدنے والی کو پھر تولنا ضروری ہے۔ بغیر تولے کھانا اور بیچنا درست نہیں اور بیچنے سے پہلے اگرچہ اس نے تول کر دکھا دیا ہے لیکن اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵؂ زمین اور گاؤں اور مکان وغیرہ کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں انکے

ف۱ بخلاف شرائہ شاۃ علی انہا حامل او تحلب کذا رطلا او تخبز کذا صاعا او یکتبہ کذا فقد رتسد لانہ شرط فاسد لا وصف حتی لو شرطہا انہا حلوب او لبون جاز لانہ وصف در مختار ومع الشامی الاولی ان یزید مرغوب فیہ لانہ لیس کل وصف یصح اشتراط ص ۲/۸۲

ف۲ وماکان الغالب علیہ الحرام لم یجز بیعہ ولا ہبتہ عالمگیری ص ۳/۱۲۱ اشتری ثورا او فرسا من خزف الاجل استیناس الصبی لا یصح ولا قیمتہ لہ فلا یضمن متلفہ وقیل بخلافہ ۱۲ در مختار ص ۴/۲۲

ف۳ ولو شتری مکیلا حرم بیعہ واکلہ حتی یکیل ۱۲ اکنز وفی الدر المختار اشتری مکیلا بشرط الکیل حرم بیعہ واکلہ حتی یکیلہ ومثلہ الموزون والمعدود بشرط الوزن والعدد لاحتمال الزیادۃ غیر الدراہم والدنانیر لجواز التصرف فیہما بعد القبض قبل الوزن وکفی کیلا من البائع بحضرتہ بعد البیع لا قبلہ ۱۲ در مختار وفی الشامی لو اشتری مکیلا مکایلۃ او موزونا موازنۃ فکال البائع بحضرۃ المشتری قال الامام ابن الفضل یکفیہ کیل البائع ویجوز وان تصرف فیہ قبل ان یکیلہ

ف۴ لو کیل طعام بحضرۃ رجل ثم اشتراہ فی المجلس ثم باعہ مکایلۃ قبل ان یکتالہ بعد شرائہ لا یجوز ۱۲ ص ۴/۲۲ شامی

ف۵ صح بیع العقار قبل قبضہ لا بیع المنقول ۱۲ اکنز ص ۲۲۷

خریدنے کے بعد جب تک قبضہ نہ کرے تب تک بیچنا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۶: ایک بکری یا اور کوئی چیز خریدی کچھ دن بعد ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یہ بکری تو میری ہے کسی نے یونہی پکڑ کر بیچدی۔ اس کی نہیں تھی تو اگر وہ اپنا دعوے قاضی مسلم کے یہاں دو گواہوں سے ثابت کر دے تو قضائے قاضی کے بعد بکری اسی کو دیدینا پڑے گی اور بکری کے دام اس سے کچھ نہیں لے سکتے بلکہ جب وہ بیچنے والا ملے تو اس سے اپنے دام وصول کرو اس آدمی سے کچھ نہیں لے سکتے۔

مسئلہ ۱۷: کوئی مرغی یا بکری گائے وغیرہ مرگئی تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے بلکہ اس مری چیز کو بھنگی یا چمار کو کھانے کے لئے دینا بھی جائز نہیں البتہ چمار بھنگیوں سے پھینکنے کے لئے اٹھوا دیا۔ پھر انہوں نے کھالیا تو تم پر کچھ الزام نہیں اور اسکی کھال نکلوا کر درست کر لینے اور بنا لینے کے بعد بیچنا اور اپنے کام میں لانا درست ہے، جیسا کہ پہلے حصّہ میں ہم نے بیان کیا ہے، وہاں دیکھ لو۔

مسئلہ ۱۸: جب ایک نے مول تول کر کے ایک دام ٹھیرا دیئے اور وہ بیچنے والا اتنے داموں پر رضامند بھی ہو تو اس وقت کسی دوسرے کو دام بڑھا کر خود لے لینا جائز نہیں۔ اسی طرح یوں کہنا بھی درست نہیں۔ کہ تم اس سے نہ لو ایسی چیز ہم تم کو اس سے کم داموں پر دیدونگی۔

مسئلہ ۱۹: ایک کنجڑن نے تم کو پیسہ کے چار امرود دیئے پھر کسی نے زیادہ تکرار کر کے پیسہ کے پانچ لئے تو اب تم کو اس سے ایک امرود لینے کا حق نہیں زبردستی کر کے لینا ظلم اور حرام ہے جس سے جو کچھ طے ہو بس اتنا ہی لینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۲۰: کوئی شخص کچھ بیچتا ہے لیکن تمہارے ہاتھ بیچنے پر راضی نہیں ہوتا تو اس سے زبردستی لے کر دام دیدینا جائز نہیں کیونکہ وہ اپنی چیز کا مالک ہے چاہے بیچے یا نہ بیچے اور جس کے ہاتھ چاہے بیچے۔ پولیس والے اکثر زبردستی لے لیتے ہیں یہ

۱۶ھ ویثبت رجوع المشتری علی بائعہ بالثمن اذا کان الاستحقاق بالبینۃ ۱۲ شامی مع الدر صفحہ ۲۲۸ جلد ۴

۱۷ھ ویبطل بیع مال غیر مباح الانتفاع بہ کخمر و خنزیر و میتۃ ۱۲ در مختار مع الشامی صفحہ ۱۲۳ جلد ۴ وجلد میتۃ قبل الدبغ وبعدہ ای الدبغ یباع ۱۲ صفحہ ۱۵۷ جلد ۴

۱۸ھ وکرہ السوم علی سوم غیرہ وکذا البیع علی بیع غیرہ نسخ الصحیحین نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تلقی الرکبان وان یستام الرجل علی سوم اخیہ وفی الصحیحین ایضاً البیع الرجل علی بیع اخیہ وصورۃ البیع ان تراضیا علی ثمن سلعۃ فیقول آخر انا ابیعک مثلہا بانقص من ہذا الثمن ۱۲ شامی صفحہ ۱۸۲ جلد ۴

۲۰ھ واذا اکرہ الرجل علی بیع مالہ او علی شراء سلعۃ او علی ان یقر لرجل بالف او یواجر دارہ واکرہ علی ذلک بالقتل او بالضرب الشدید او بالحبس فباع او اشتری فہو بالخیار ان شاء امضی البیع وان شاء فسخہ ورجع بالمبیع فان کان قبض طوعاً فقد جاز البیع ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۳۲ جلد ۳

بالکل حرام ہے اگر کسی کا میاں پولیس میں نوکر ہو تو ایسے موقع پر میاں سے تحقیق کر لیا کرے یوں ہی نہ برت لے ۔

مسئلہ ۲۱ [1] ٹکے کے سیر بھر آلو لئے اس کے بعد تین چار آلو زبردستی اور لے لئے یہ درست نہیں۔ البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ اور دیدے تو اس کا لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو دام طے کر لئے ہیں چیز لے لینے کے بعد اب اس سے کم دام دینا درست نہیں البتہ وہ اگر اپنی خوشی سے کچھ کم کر دے تو کم دے سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۲ [2] جس کے گھر میں شہد کا چھتا لگا ہے۔ وہی مالک ہے کسی غیر کو اس کا توڑنا اور لینا درست نہیں۔ اور اگر اس کے گھر میں کسی پرندے نے بچے دیئے تو وہ گھر والے کی ملک نہیں بلکہ جو پکڑے اسی کے ہیں۔ لیکن بچوں [5] کو پکڑنا اور ستانا درست نہیں

نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنے کا بیان

مسئلہ ۱ [3] ایک چیز ہم نے ایک روپے کو خریدی تھی تو اب اپنی چیز کا ہم کو اختیار ہے چاہے ایک ہی روپیہ کو بیچ ڈالیں اور چاہے دس بیس روپیہ کو بیچیں اس میں کوئی گناہ نہیں۔ لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا کہ اس نے کہا ایک آنہ روپیہ منافع لیکر ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اس پر تم نے کہا اچھا ہم نے روپیہ پیچھے ایک آنہ نفع پر بیچا تو اب ایک آنہ روپیہ سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں یا یوں ٹھہرا کہ جتنے کو خریدا ہے اس پر چار آنے نفع لے لو۔ اب بھی ٹھیک دام بتلا دینا واجب ہے اور چار آنے سے زیادہ نفع لینا درست نہیں اسی طرح اگر تم نے کہا کہ یہ چیز ہم تم کو خرید کے دام پر دینگے کچھ نفع نہ لینگے تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں خرید ہی کے دام ٹھیک ٹھیک بتلا دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۲ [4] کسی سودے کا یوں مول کیا کہ اکنی روپیہ کے نفع پر بیچ ڈالو اس نے کہا کہ اچھا میں نے اتنے ہی نفع پر بیچا یا تم نے کہا کہ جتنے کو لیا ہے اتنی ہی دام پر

---

[1] یہ حاشیہ نمبر ۴ والا صفحہ ۱۹ پر دیکھو۔

[2] ولو فرخ طیر او باض فی ارض رجل فهو لآخذ لسبق یده المباح الا اذا کان عسل النحل فی ارضه ملکه مطلقا ۱۲ در مع الشامی ص ۱۲ ۱۲ ج ۴

[3] ... ما ملکه ... وشرطها ... صحتها کون العوض مثلیا او قیمیا مملوکا للبائع ۱۲ در مختار ص ۱۲ ج ۴۔

[4] وکون الربح شیئا معلوما ولو قیمیا مشارا الیه کهذا الثوب لانتفاء الجهالة حتی لو باعه بربح ده یازده ای العشرة باحد عشرة لم یجز الا ان یعلم بالثمن فی المجلس فیخیر ۱۲ در مختار ص ۱۳ ۲ ج ۴

[5] اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ حلال پرندے بچوں کو ذبح کرنے سے ان کا کھانا بھی حلال نہ ہوگا۔ ۱۲

بیچڈالو اُس نے کہا اچھا تم وہی دیدو نفع کچھ نہ دینا لیکن اس نے ابھی یہ نہیں تبلایا کہ یہ چیز کتنے کی خرید ہے تو دیکھو اگر اسی جگہ اٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام تبلادیوے تب تو یہ بیع صحیح ہے اور اسی جگہ نہ تبلادے بلکہ یوں کہے آپ لیجایئے حساب دیکھکر تبلا یا جاوے گا یا اور کچھ کہا تو وہ بیع فاسد ہے۔

مسئلہ[۵۱] لینے کے بعد اگر معلوم ہو کہ اس نے چالاکی سے اپنی خرید غلط تبلائی ہے اور نفع وعدہ سے زیادہ لیا ہے۔ تو خرید نیوالی کو دام دینے کا اختیار نہیں ہے۔ بلکہ اگر خریدنا منظور ہے تو وہی دام دینا پڑیں جتنے کو اس نے بیچا ہے۔ البتہ یہ اختیار ہے کہ اگر لینا منظور نہ ہو تو پھیر دیوے اور اگر خرید کے دام پر بیچدینے کا اقرار تھا اور یہ وعدہ تھا کہ ہم نفع نہ لیں گے پھر اس نے اپنی خرید غلط اور زیادہ تبلائی تو جتنا زیادہ تبلایا ہے اُس کے لینے کا حق نہیں ہے۔ لینے والی کو اختیار ہے کہ فقط خرید کے دام دیوے اور جو زیادہ تبلایا ہے وہ نہ دیوے +

مسئلہ[۵۲] کوئی چیز تم نے ادھار خریدی تو اب جب تک دوسرے خریدنے والے کو یہ نہ تبلادو کہ بھائی ہم نے یہ چیز ادھار لی ہے۔ اس وقت تک اس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے دام پر بیچنا ناجائز ہے۔ بلکہ تبلا دیوے کہ یہ چیز میں نے ادھار خریدی تھی پھر اس طرح نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنا درست ہے۔ البتہ اگر اپنی خرید کے داموں کا کچھ ذکر نہ کرے پھر چاہے جتنے دام پر بیچدے تو درست ہے +

مسئلہ[۵۳] ایک کپڑا ایک روپیہ کا خریدا پھر چار آنے دے کر اس کو رنگوایا یا اس کو دھلوایا یا سلوایا تو اب ایسا سمجھیں گے کہ سوا روپیہ کو اس نے مول لیا لہٰذا اب سوا روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے۔ مگر یوں نہ کہے کہ سوا روپیہ کو میں نے لیا ہے۔ بلکہ یوں کہے کہ سوا روپیہ میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے تاکہ جھوٹ نہ ہونے پائے

مسئلہ[۵۴] ایک بکری چار روپے کو مول لی پھر مہینہ بھر تک رکھی اور ایک روپیہ

[۵۱] فان ظہر خیانۃ فی مرابحۃ اخذہ المشتری بکل ثمنہ اوردہ ولا لحطانی لتولیۃ ۱۲ در مختار ج ۴ ص ۲۱۵

[۵۲] ولو اشتری نسیئۃ لم یبعہ مرابحۃ حتی یبین ۱۲ عالمگیری ج ۳ ص ۱۶۲ اشتراہ بالف نسیئۃ وباع بربح مائۃ بلا بیان خیر المشتری کذو لو اشتراہ بالف نسیئۃ، انما ہو من الاجل مشروط فی العقد فان لم یکن ولکنہ کان معتادا التنجیم قیل لا بد من بیانہ لان المعروف کالمشروط قیل لا یلزمہ البیان وہو قول الجمہور ۱۲ در مختار و شامی ص ۲۱۹ ج ۴

[۵۳] ولہ ان یضم الی رأس المال اجرۃ القصار والصبغ ویقول قام علی بکذا فی الحاشیۃ ولا یقول اشتریتہ بکذا احترازا عن الکذب ۱۲ کنز ص ۵۴۲ -

[۵۴] ویضم علف الدواب الا ان یعود علیہ شیء متولد منہا کالبانہا وصوفہا وسمنہا فیسقط قدر ما نال ویضم ما زاد ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۲ ج ۳

اس کی خوراک میں لگ گیا تو اب پانچ روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے البتہ اگر وہ دودھ دیتی ہو تو جتنا دودھ دیا ہے اتنا گھٹا دینا پڑیگا مثلاً اگر مہینہ بھر میں آٹھ آنہ کا دودھ دیا ہے تو اب اصلی قیمت ساڑھے چار روپیہ ظاہر کرے اور یوں کہے کہ ساڑھے چار میں مجھ کو پڑی اور چونکہ عورتوں کو اس قسم کی ضرورت زیادہ نہیں پڑتی۔ اس لئے ہم اور مسائل نہیں بیان کرتے +

سُودی لین دین کا بیان

سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت رسول اللہ[1] صلے اللہ علیہ وسلم نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلا دینے والے سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں اس لئے اس سے بہت بچنا چاہیئے اس کے مسائل بہت نازک ہیں ذرا ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا ہے اور ان جان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا ہم ضروری ضروری مسئلے یہاں بیان کرتے ہیں لین دین کے وقت ہمیشہ ان کا خیال رکھا کرو +

مسئلہ[1] [2] ہندوستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں ایک[1] تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔ دوسرے[2] اس کے سوا اور وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج غلہ، لوہا، تانبا، روئی، ترکاری وغیرہ۔ تیسرے[3] وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا۔ چوتھے[4] وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے۔ آم، امرود۔ نارنگی۔ بکری، گائے گھوڑا وغیرہ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ سمجھ لو +

[1] عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء رواہ مسلم مشکوٰۃ ۱۲ ص ۲۴۴

[2] الربوا محرم فی کل مکیل او موزون اذا بیع بجنسہ متفاضلا فالعلۃ عندنا الکیل مع الجنس او الوزن مع الجنس اذا بیع المکیل او الموزون بجنسہ مثلا بمثل جاز البیع وان تفاضلا لم یجز ۱۲ ہدایہ ص ۶۱ ج ۲ لان الفضل ربا لقولہ علیہ السلام الحنطۃ بالحنطۃ مثلا بمثل والفضل ربوا والشعیر بالشعیر مثلا بمثل والملح بالملح مثلا بمثل والتمر بالتمر مثلا بمثل والذہب بالذہب مثلا بمثل یدا بید والفضل ربوا والفضۃ بالفضۃ مثلا بمثل یدا بید والفضل ربوا ۱۲ جوہرہ نیرہ ص ۲۴۳ فان باع فضۃ بفضۃ او ذہبا بذہب لا یجوز الا مثلا بمثل ولابد من قبض العوضین قبل الافتراق ۱۲ ہدایہ ص ۸۸ ج ۳

... ...

مسئلہ ۲ چاندی سونے کے خریدنے کی کئی صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے
سونے کو سونے سے خریدا جیسے ایک روپیہ کی چاندی خریدنا منظور ہے یا آٹھ آنہ کی
چاندی خریدی اور دام میں اٹھنی دی یا اشرفی سے سونا خریدا غرضکہ دونوں
طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں ایک تو یہ کہ دونوں
طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے
دونوں طرف سے لین دین ہو جائے کچھ ادھار باقی نہ رہے اگر ان دونوں باتوں میں
سے کسی بات کے خلاف کیا تو سود ہو گیا. مثلاً ایک روپیہ کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک
روپیہ کے برابر لینا چاہیئے اگر روپیہ بھر سے کم لی یا اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا اسی طرح
اگر تم نے روپیہ تو دے دیا لیکن اس نے چاندی ابھی نہیں دی تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر
دینے کا وعدہ کیا یا اسی طرح تم نے ابھی روپیہ نہیں دیا. اور چاندی ادھار لے لی تو یہ بھی سود ہے
مسئلہ ۳ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بلکہ ایک طرف
چاندی اور ایک طرف سونا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں ایک
روپیہ کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے اسی طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے
جائز ہے لیکن جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جانا کچھ ادھار نہ رہنا یہاں
بھی واجب ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا
مسئلہ ۴ بازار میں چاندی کا بھاؤ بہت تیز ہے یعنی اٹھارہ آنے کی روپیہ بھر
چاندی ملتی ہے روپیہ کی روپیہ بھر کوئی نہیں دیتا یا چاندی کا زیور بہت عمدہ بنا ہوا ہے
اور دس روپیہ بھر اس کا وزن ہے مگر بارہ سے کم نہیں ملتا تو سود سے بچنے کی ترکیب
یہ ہے کہ روپے سے نہ خریدو بلکہ پیسوں سے خریدو اور اگر زیادہ لینا ہو تو اشرفیوں
سے خریدو یعنی اٹھارہ آنے پیسوں کی عوض میں روپیہ بھر چاندی
لے لو یا کچھ ریزگاری یعنی ایک روپیہ سے کم اور کچھ پیسے دیکر خرید لو تو

۱ و ۲ و
ان بلغ الکل ۱۲ بالفضة جاز التفاضل و
وجب التقابض فان افترقا قبل قبض العوضین
او احدہما بطل العقد ۱۲ ہدایہ ص ۸۹ ج ۳
فلا یجانس شرط التماثل والتقابض
والا شرط التقابض ۱۲ کنز ص ۲۶۱
۳ و ۴ و
بیع و ہمین دینار بدرہم دو دینارین بصرف الجنس
وکذا بیع احد عشر درہما بعشرۃ دراہم و دینار فتکون
العشرۃ بالعشرۃ والدرہم بالدینار ۱۲ شامی صفحہ ۲۰۴ ج ۴

گناہ نہ ہوگا لیکن ایک روپیہ نقد اور دو آنے پیسے نہ دینا چاہئیں نہیں تو سود ہو جائیگا اسی طرح اگر آٹھ روپیہ بھر چاندی نو روپے میں لینا منظور ہے تو سات روپیہ اور دو روپیہ کے پیسے دیدو تو سات روپے کے عوض میں سات روپیہ بھر چاندی ہوگئی باقی سب چاندی ان پیسوں کے عوض میں آگئی اگر دو روپیہ کے پیسے نہ دو تو کم سے کم اٹھارہ آنے پیسے ضرور دینا چاہئیں یعنی سات روپیہ اور چودہ آنے کی ریزگاری اور اٹھارہ آنے پیسے دیئے تو چاندی کے مقابلہ میں تو اسی کے برابر چاندی آئی جو کچھ بچی وہ سب پیسوں کے عوض میں ہوگئی اگر آٹھ روپیہ اور ایک روپیہ کے پیسے دوگی تو گناہ سے نہ بچ سکوگی کیونکہ آٹھ روپیہ کی عوض آٹھ روپیہ بھر چاندی ہونی چاہئے پھر یہ پیسے کیسے اس لئے سود ہو گیا غرض کہ اتنی بات ہمیشہ خیال رکھو کہ جتنی چاندی لی ہے تم اس سے کم چاندی دو اور باقی پیسے دیدو۔ اگر پانچ روپیہ بھر چاندی لی ہے۔ تو پورے پانچ روپیہ نہ دو دس روپے بھر چاندی لی ہو تو پورے دس روپے نہ دو کم دو باقی پیسے شامل کر دو تو سود نہ ہوگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس طرح ہرگز سودا نہ طے کرو کہ نو روپیہ کی اتنی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو سات روپیہ اور دو روپیہ کے پیسوں کے عوض میں چاندی دیدو اور اگر اس طرح کہا تو پھر سود ہو گیا۔ خوب سمجھ لو۔

مسئلہ [۱] اور اگر دونوں لینے دینے والے رضامند ہو جائیں تو ایک آسان بات یہ ہے کہ جس طرف چاندی وزن میں کم ہو اس طرف پیسے شامل ہونے چاہئیں **مسئلہ** [۲] اور ایک اس سے بھی زیادہ آسان بات یہ ہے کہ دونوں آدمی جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہیں چاندی رکھیں مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی شامل کر دیں اور یوں کہدیں کہ ہم اس چاندی اور اس پیسے کو اس روپے اور اس پیسے کے بدلے لیتے ہیں سارے بکھیڑوں سے بچ جاوگی

[۱] [۲] قال الشامی رحمۃ اللہ ولو تبایعا فضۃ بفضۃ او ذہبا بذہب و مع اقلہما شیء آخر تبلغ قیمتہا فی الفضۃ جاز البیع من غیر کراہۃ اشتری بنصف درہم فلوسا و نصفا من الفضۃ صغیرا الاجنۃ بیع ۱۲ ص ۲۴۳ ج ۴۔

مسئلہ[۱] اگر چاندی سستی ہے اور ایک روپیہ کی ڈیڑھ روپیہ بھر ملتی ہے
روپیہ کی روپیہ بھر لینے میں اپنا نقصان ہے تو اس کے لینے اور سود سے بچنے کی
یہ صورت ہے کہ داموں میں کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ملا دو کم سے کم دو ہی آنے یا ایک
آنہ یا ایک پیسہ ہی سہی مثلاً دس روپیہ کی چاندی پندرہ روپیہ بھر خریدی تو نو روپیہ
اور ایک روپیہ کے پیسے دیدو یا دو ہی آنے کے پیسے دیدو باقی روپیہ اور ریزگاری
دیدو تو ایسا سمجھیں گے کہ چاندی کے عوض میں اس کے برابر چاندی لی باقی سب
چاندی ان پیسوں کے عوض میں ہے اس طرح گناہ نہ ہوگا۔ اور وہ بات یہاں بھی ضرور
خیال رکھو کہ یوں نہ کہو کہ اس روپے کی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو نو روپیہ اور ایک
روپیہ کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو غرضکہ جتنے پیسے شامل کرنا منظور ہیں
معاملہ کرتے وقت ان کو صاف کہہ بھی دو ورنہ سود سے بچاؤ نہ ہوگا۔

مسئلہ[۲] کھوٹی اور خراب چاندی دیکر اچھی چاندی لینا ہے اور اچھی چاندی
اس کے برابر نہیں مل سکتی تو یوں کرو کہ یہ خراب چاندی پہلے بیچڈالو جو دام ملیں ان کی
اچھی چاندی خرید لو اور بیچنے و خریدنے میں اسی قاعدے کا خیال رکھو جو اوپر
بیان ہوا۔ یہاں بھی دونوں آدمی ایک ایک پیسہ شامل کر کے بیچلو خرید لو۔

مسئلہ[۳] عورتیں اکثر بزاز سے سچا گوٹہ ٹھپہ لچکہ خریدتی ہیں اس میں بھی ان
مسئلوں کا خیال رکھو کیونکہ وہ چاندی ہے۔ اور روپیہ چاندی کا اسکے عوض
دیا جاتا ہے یہاں بھی آسان بات وہی ہے کہ دونوں طرف ایک ایک پیسہ
ملا لیا جائے۔ مسئلہ[۴] اگر چاندی یا سونے کی بنی ہوئی کوئی ایسی چیز
خریدے جس میں فقط چاندی ہی چاندی ہے۔ یا فقط سونا ہے۔ کوئی اور
چیز نہیں ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سونے کی چیز چاندی یا روپیوں
سے خریدے یا چاندی کی چیز اشرفی سے خریدے تو وزن میں چاہے جتنی

---

[۱] یہ حاشیہ دیکھو صفحہ ۲۳ نمبر ۱
[۲] و جید مال الربوا و ردیئہ سواء ای فلا یجوز بیع الجید بالردی مما فیہ الربوا الا مثلاً بمثل لالغاء التفاوت فی الوصف ۱۲ شامی ص ۲۵۳ ج ۴ و رجیدتال صاحب البحار قیل الیہ لان الجودۃ اذا لاقت جنسہا فیما یثبت فیہ الربا لا قیمۃ لہا ۱۲ ص ۲۱۵
[۳] شری عشرۃ دراہم نقرۃ بعشرۃ دراہم و زادہ دانقاً ان وہبہ منہ انعدم الربوا والا لفسد الشراء ۱۲ درمختار بیع الشامی ص ۲۲۵ ج ۴
[۴] فان باع فضۃ بفضۃ او ذہبا بذہب لا تجوز الا مثلاً بمثل وان اختلف فی الجودۃ و الصیاغۃ ولا بد من قبض العوضین قبل الافتراق فان باع الذہب بالفضۃ جاز التفاضل و وجب التقابض ۱۲ ہدایہ باب الصرف ص ۸۸ ج ۳

ہو جائز ہے۔ فقط اتنا خیال رکھے کہ اسی وقت لین دین ہو جائے کسی کے ذمہ کچھ باقی نہ رہے اور اگر چاندی کی چیز روپیوں سے اور سونے کی چیز اشرفیوں سے خریدے تو وزن میں برابر ہونا واجب ہے۔ اگر کسی طرف کچھ کمی بیشی ہو تو اسی ترکیب سے خریدو جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ ۱۱؎ اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ چاندی کے علاوہ اس میں کچھ اور بھی لگا ہوا ہے۔ مثلاً جوشن کے اندر لاکھ بھری ہوئی ہے۔ اور نوگوں پر نگ جڑے ہیں انگوٹھیوں پر نگینے رکھے ہیں یا جوشنوں میں لاکھ تو نہیں ہے۔ لیکن تاگوں میں گندھے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں کو روپیوں سے خریدا تو دیکھو اس چیز میں جو چاندی ہے وزن میں اتنے ہی روپیوں کے برابر ہے جتنے کو تم نے خریدا ہے یا اس سے کم ہے یا اس سے زیادہ اگر روپیوں کی چاندی سے اس چیز کی چاندی یقیناً کم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے اور اگر برابر یا زیادہ ہو تو سود ہو گیا اور اس سے بچنے کی وہی ترکیب ہے جو بیان ہوئی کہ دام کی چاندی اس زیور کی چاندی سے کم رکھو اور باقی پیسے شامل کر دو اور اسی وقت لین دین کا ہو جانا ان سب مسئلوں میں بھی شرط ہے۔

مسئلہ ۱۲؎ اپنی انگوٹھی سے کسی کی انگوٹھی بدل لی تو دیکھو اگر دونوں پر نگ لگا ہو تب تو بہر حال یہ بدل لینا جائز ہے چاہے دونوں کی چاندی برابر ہو یا کم زیادہ سب درست ہے البتہ ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے اور اگر دونوں سادی یعنی بے نگ کی ہوں تو برابر ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہو گئی تو سود ہو جائے گا اگر ایک پر نگ ہے اور دوسری سادی تو اگر سادی میں زیادہ چاندی ہو تو یہ بدلنا جائز ہے ورنہ حرام اور سود ہے اسی طرح اگر اسی وقت دونوں طرف سے لین دین نہ ہوا ایک نے تو ابھی دیدی دوسری نے کہا بہن میں ذرا دیر میں دیدوں گی تو یہاں بھی سود ہو گیا۔

۱؎ اشتری بنصف درہم فلوسا ونصفا من الفضة صغیر الاجبة صح ۱۲ شامی صـ۳۳۳ ج ۳۔

۲؎ والاصل انه یبتنی بیع نقد مع غیره کمفضض ومزرکش بنقد من جنسه شرط زیادة الثمن فلو مثله او اقل او جهل بطل ولو بغیر منبقعل الشامی الاول ما رصع بفضة او البس فضة کسرج من خشب البس فضة والثانی فی المعرف هو المطرز بخیوط فضة او ذہب ونحوه فی البحر واما حلیة السیف فتشمل ما اذا کانت الفضة غیر ذلک کقبیعة السیف تامل ۱۲ در مختار وشامی صـ۳۲۹ ج ۴

ولو باعها بالفضة الخالصة لا یجوز حتی تکون الخالصة اکثر مما فیه من الفضة لان الفضة لاحدہما علی الآخر فضل فیعتبر اعتبارہا ۱۲ در مختار شامی ص ۳۲۹ ج ۴

مسئلہ ۱۱۳ ؎۵۱ جن مسئلوں میں اُسی وقت لین دین ہونا شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے جدا اور علیحدہ ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جائے اگر ایک آدمی دوسرے سے الگ ہو گیا اس کے بعد لین دین ہوا تو اس کا اعتبار نہیں یہ بھی سود میں داخل ہے۔

مثلاً تم نے دس روپیہ کی چاندی یا سونا یا چاندی سونے کی کوئی چیز سُنار سے خریدی تو تم کو چاہیئے کہ روپیہ اسی وقت دیدو اور اس کو چاہیئے کہ وہ چیز اسی وقت دیدے اگر سونا رچاندی اپنے ساتھ نہیں لایا اور یوں کہا کہ میں گھر جا کر ابھی بھیجدونگا تو یہ جائز نہیں بلکہ اس کو چاہیئے کہ یہیں منگوادے اور اس کے منگوانے تک لینے والا بھی وہاں سے نہ ہلے نہ اس کو اپنے سے الگ ہونے دے اگر اس نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں گھر پہنچکر دیدونگا تو جہاں جہاں وہ جائے برابر اس کے ساتھ رہنا چاہیئے اگر وہ اندر چلا گیا یا اور کسی طرح الگ ہو گیا تو گناہ ہوا اور وہ بیع ناجائز ہو گئی اب پھر سے معاملہ کریں۔

مسئلہ ۱۱۴ ؎۵۲ خریدنے کے بعد تم گھر میں روپیہ لینے آئیں یا وہ کہیں پیشاب وغیرہ کے لئے چلا گیا یا اپنی دوکان کے اندر ہی کسی کام کو گیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو یہ ناجائز اور سودی معاملہ ہو گیا۔

مسئلہ ۱۱۵ ؎۵۳ اگر تمہارے پاس اس وقت روپیہ نہ ہو اور اُدھار لینا چاہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جتنے دام تم کو دینا چاہیئے اتنے روپیہ اس سے قرض لیکر اس کی خریدی ہوئی چیز کے دام بیباق کردو قرض کی ادائیگی تمہارے ذمہ رہ جاویگی اس کو جب چاہے دیدینا۔ مسئلہ ۱۱۶ ؎۵۴ ایک کامدار دوپٹہ یا ٹوپی وغیرہ دس روپیہ کو خریدا تو دیکھو اس میں کے روپیہ بھر چاندی نکلے گی جے روپیہ بھر چاندی اس میں ہو اتنے روپیہ اسی وقت پاس رہتے رہتے دیدینا واجب ہیں باقی روپیہ جب چاہو دو یہی حکم

؎۵۱ وتفسیر الافتراق بیان یفترق العاقدان ویتھا عن مجلسھا بان یاخذ ہذا فی جہۃ وہذا فی جہۃ او یذہب احدہما ویبقی الآخر حتی لو کان فی مجلسہما لم یبرحا عنہ لم یکونا متفرقین وان طال مجلسہما الا بعد الافتراق بابدانہما وکذا اذا ناما فی المجلس او اغمی علیہما وکذا اذا قاما عن مجلسہما معا وذہبا الی جہۃ واحدۃ وطریق واحد ومشیا میلا او اکثر ولم یفارق احدہما صاحبہ فلیسا بمتفرقین ۱۲ عالمگیری ص ۲۲۰ ج ۲

؎۵۲ ودلیلہ مر فی الحواشی السابقۃ من ہذا الباب ۱۲

؎۵۳ لو استقرض منہ ذہبا قبل افتراقہما امکان ایفاء البدل المعقود علیہ فی شیء کما جاء قولہ حتی لو استقرض الخ) صورتہ قال احدہما للآخر بعتک درہما بدرہم قبل الآخر ولم یکن عندہما شیء ثم استقرض کل منہما درہما من ثالث وتقابضا قبل الافتراق صح فلعلہ یکون الاستقراض من البائع ۱۲ شامی ص ۲۳۰ ج ۴

؎۵۴ اشتری سیفا محلی بفضۃ وزنہا اکثر من الحلیۃ وقال ہذا من ثمنہا او ثمن الشیف او لم یبین فہو من ثمن الحلیۃ وجاز البیع فی الکل ۱۲ عالمگیری ص ۲۲۳ ج ۳ وفی الدر المختار والاصل انہ متی بیع القدر مع غیرہ بتقدمن جنسہ بشرط زیادۃ الثمن فلو مثلہ او اقل او جہل لیطل: ولغیر جنسہ بشرط التقابض فقط ۱۲ ص ۳۲۹ ج ۴ لم

جڑاؤ زیور وغیرہ کی خرید کا ہے مثلاً پانچ روپیہ کا زیور خریدا اور اس میں دو روپے بھر چاندی ہے تو دو روپیہ اسی وقت دیدو باقی جب چاہے دینا۔

مسئلہ ۱۷[1] - ایک روپیہ یا کئی روپیہ کے پیسے لئے یا پیسے دیکر روپیہ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں طرف سے لین دین ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک طرف سے ہو جانا کافی ہے۔ مثلاً تم نے روپیہ تو اسی وقت دیدیا لیکن اس نے پیسے ذرا دیر میں دیدیے یا اس نے پیسے اسی وقت دیدیے تم نے روپیہ علیحدہ ہونے کے بعد دیا یہ درست ہے البتہ اگر پیسوں کے ساتھ کچھ ریزگاری بھی لی ہو تو اسکا لین دین دونوں طرف سے اسی[2] وقت ہو جانا چاہیئے کہ یہ روپیہ دیدے اور وہ ریزگاری دیدے لیکن یاد رکھو کہ پیسوں کا یہ حکم اسی وقت[3] ہے جب دوکاندار کے پاس پیسے ہیں تو سہی لیکن کسی وجہ سے دے نہیں سکتا یا گھر پر تھے وہاں جا کر لا دے گا۔ تب دیگا۔ اور اگر پیسے نہیں تھے یوں کہا جب سودا بکے اور پیسے آویں تو لے لینا یا کچھ پیسے ابھی دیدے اور باقی کی نسبت کہا جب بکری ہو اور پیسے آویں تو لے لینا یہ درست نہیں اور چونکہ اکثر پیسوں کے موجود نہ ہونے ہی سے یہ اُدھار ہوتا ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ بالکل پیسے اُدھار کے نہ چھوڑے اور اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ جتنے پیسے موجود ہیں وہ قرض لے لو اور روپیہ امانت رکھا دو جب سب پیسے دے اس وقت بیع کر لینا۔

مسئلہ ۱۸[4] - اگر اشرفی دے کر روپے لئے تو دونوں طرف سے لین دین سامنے رہتے رہتے ہو جانا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹[5] - چاندی سونے کی چیز روپیہ یا اشرفیوں سے خریدی اور شرط کر لی کہ ایک دن تک یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے تو یہ جائز نہیں۔ ایسے معاملہ میں یہ اقرار نہ کرنا چاہیئے۔

---

[1] اذا اشترى الرجل فلوسا بدراہم ونقد الثمن ولم تكن الفلوس عند البائع فالبيع جائز وان استقرض الفلوس من رجل ودفع اليه قبل الافتراق اوبعده فهو جائز اذا كان قد قبض الدراہم في المجلس وكذا لو افترقا بعد قبض الفلوس قبل قبض الدراہم ۱۲ فتاوى ہندیہ ص ۲۲۴ ج ۳

[2] واذا اعطى رجل رجلا درہما وقال اعطني بنصفه كذا وبنصفه درہما صغيرا فهذا جائز فان افترقا قبل قبض الدراہم الصغير والفلوس فالعقد تام في الفلوس وينتقض في حصة الدراہم ۱۲ فتاوى ہندیہ ص ۲۲۵ ج ۳

[3] ويبطل بيع ماليس في ملكه لا بطريق السلم ۱۲ در مختار مع الشامي ص ۱۵۳

[4] واذا باع الذہب بالفضة جاز التفاضل ووجب التقابض ۱۲ جوہرہ ص ۲۲۸ ج ۱

[5] ومنها ان لايكون في ہذا العقد خيار الشرط لاحدہما وان لايكون في ہذا العقد اجل ہكذا في النہاية واذا شرط الاجل ثم تقابضا قبل الافتراق كان ذلك اسقاطا للاجل وصح ۱۲ عالمگیری ص ۲۱۷ ج ۳۔

مسئلہ ۲۰ ؎۱ اب ان چیزوں کا حکم سنو جو تول کر بکتی ہیں. جیسے اناج. گوشت
لوہا. تانبا. ترکاری. نمک وغیرہ اس قسم کی چیزوں میں سے اگر ایک چیز کو اسی قسم کی
چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً ایک گیہوں دیکر دوسرے گیہوں لے یا ایک دھان
دیکر دوسرے دھان لئے یا آٹے کے عوض آٹا یا اسی طرح کوئی اور چیز غرضکہ دونوں
طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو اس میں بھی ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے
ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو ورنہ سود ہو جائے گا۔
دوسری یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جائے اگر
قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ کر کے رکھدیئے جاویں تم اپنے
گیہوں تول کر الگ رکھدو کہ دیکھو یہ رکھے ہیں جب تمہارا جی چاہے لیجانا اسی طرح وہ
بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کردے اور کہدے یہ تمہارے الگ رکھے ہیں جب چاہو
لیجانا اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تو سود کا گناہ ہوا +

مسئلہ ۲۱ ؎۲ خراب گیہوں دیکر اچھے گیہوں لینا منظور ہے. یا برا آٹا دیکر اچھا
آٹا لینا ہے اس لئے اس کے برابر کوئی نہیں دیتا. تو سود سے بچنے کی یہ ترکیب ہے
کہ اس گیہوں یا آٹے وغیرہ کو پیسوں سے بیچدو کہ ہم نے اتنا آٹا دو آنے کو بیچا پھر اسی دو
آنے کے عوض اس سے وہ اچھے گیہوں لے لو یہ جائز ہے۔ ❖

مسئلہ ۲۲ ؎۳ اور اگر ایسی چیزوں میں جو تول کر بکتی ہیں ایک طرح کی چیز نہ ہو جیسے گیہوں
دیکر دھان لئے. یا جو. چنا. جوار. نمک. گوشت. ترکاری. وغیرہ کوئی اور چیز لی
غرضکہ ادھر اور چیز ہے اور ادھر اور چیز دونوں طرف ایک چیز نہیں تو اس صورت
میں دونوں کا وزن برابر ہونا واجب نہیں. سیر بھر گیہوں دیکر چاہے دس سیر دھان
وغیرہ لے لو. یا چھٹانک ہی بھر لو تو سب جائز ہے البتہ وہ دوسری بات یہاں بھی
واجب ہے کہ سامنے رہتے رہتے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے یا کم

؎۱ حرم بیع کیلی او وزنی بجنسہ متفاضلا ولو غیر مطعوم بجنس او مع قدر حل بیع ذلک متماثلا و متفاضلا بلا معیار شرعی دقو (متفاضلا) ای نسیئۃ وترک التقیید احاطۃ کل حرم الفضل حرم النساء ولا عکس وکما حل النساء حل الفضل ولا عکس اھ در مختار وشامی ص ۲۳۰ و ۲۳۶ ج ۲ ثم اعلم ان ذکر النساء للاحتراز عن التساوی ان التقابض ... وهو بیع الاشیاء بعضها ببعض اما معداه فانما یشترط فیہ التعیین دون التقابض ۱۲ شامی ص ۲۲۷ ج ۲

؎۲ وجید مال الربا ورديه سواء اي فلا يجوز بيع الجيد بالردي مما فيه الربا الا مثلا بمثل لاهدار التفاوت في الوصف ۱۲ شامی ص ۲۵۳ ج ۴

؎۳ وعلته القدر مع الجنس فان وجد احرم الفضل والنساء وان عدما حلا وان وجد احدهما اي القدر وحده او الجنس وحده حل الفضل وحرم النساء ۱۲ شامی ص ۲۲۷ ج ۴

سے کم اتنا ہو کہ دونوں کی چیزیں الگ کر کے رکھ دی جائیں اگر ایسا نہ کیا تو سود کا گناہ ہو گیا ٭ **مسئلہ ۲۳** [۵۱] سیر بھر چنے کے عوض میں کنجڑن سے کوئی ترکاری لی پھر گیہوں نکالنے کے لئے اندر کوٹھری میں گئی وہاں سے الگ ہو گئی تو یہ ناجائز اور حرام ہے اب پھر سے معاملہ کرے ٭

مسئلہ ۲۴ [۵۲] اگر اس قسم کی چیز جو تول کر بکتی ہے روپے پیسے سے خریدی یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز سے بدلی ہے جو تول کر نہیں بکتی بلکہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے مثلاً ایک تھان کپڑا دیکر گیہوں وغیرہ لئے یا گیہوں چنے دیکر امرود، نارنگی، ناشپاتی، انڈے ایسی چیزیں لیں جو گن کر بکتی ہیں غرضکہ ایک طرف ایسی چیز ہے جو تول کر بکتی ہے اور دوسری طرف گنتی سے یا گز سے ناپ کر بکنے والی چیز ہے تو اس صورت میں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی واجب نہیں ایک پیسہ کے چاہے جتنے گیہوں آٹا ترکاری خریدے اسی طرح کپڑا دیکر چاہے جتنا اناج لیوے گیہوں چنے وغیرہ دیکر چاہے جتنا امرود نارنگی وغیرہ لیوے اور چاہے اسی وقت اس جگہ رہتے رہتے لین دین ہو جائے چاہے الگ ہونے کے بعد ہر طرح یہ معاملہ درست ہے ٭

مسئلہ ۲۵ [۵۳] ایک طرف چھنا ہوا آٹا ہے۔ دوسری طرف بے چھنا یا ایک طرف موٹا ہے دوسری طرف باریک تو بدلتے وقت ان دونوں کا برابر ہونا بھی واجب ہے۔ کمی زیادتی جائز نہیں اگر ضرورت پڑے تو اسکی وہی ترکیب ہے۔ جو بیان ہوئی اور اگر ایک طرف گیہوں کا آٹا ہے دوسری طرف چنے کا یا جوار وغیرہ کا تو اب وزن میں دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں مگر وہ دوسری بات بہرحال واجب ہے کہ ہاتھ در ہاتھ لین دین ہو جائے ٭

مسئلہ ۲۶ [۵۴] گیہوں کو آٹے سے بدلنا کسی طرح درست نہیں چاہے سیر بھر

---

[۵۱] ودلیلہ مر فی الحواشی السابقۃ من ہذا الباب ۱۲

[۵۲] واذا عدم الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیہ حل التفاضل والنساء لعدم العلۃ المحرمۃ والمراد بالمعنی المضموم الیہ ہو الکیل فی الحنطۃ والوزن فی الفضۃ یعنی القدر اما الکیل او الوزن وہذا کالہروی بالمروی والجوز بالبیض لعدم العلتین والنساء واذا وجد احدہما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء مثل الحنطۃ بالشعیر والفضۃ بالذہب لقولہ علیہ السلام اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم یدا بید ولا خیر فیہ نسیئۃ واعلم ان الحنطۃ والشعیر جنسان یجوز بیع احدہما بالآخر متفاضلا ۱۲ الجوہرۃ ص ۲۱۵ ج ۱

[۵۳] بیع الدقیق المنخول بغیر المنخول لا یجوز الا متماثلا واما بیع الدقیق بالدقیق متساویا کیلا فجائز ۱۲ شامی ص ۵۹ ج ۴

[۵۴] لا یجوز بیع البر بدقیق او سویق مطلقا بخلاف دقیق الشعیر او سویقہ فانہ یجوز لاختلاف الجنس ۱۲ شامی ص ۲۵۸ ج ۴۔

گیہوں دیکر سیر ہی بھر آٹا لو چاہے کچھ کم زیادہ لو بہرحال ناجائز ہے البتہ اگر گیہوں دے کر گیہوں کا آٹا نہیں لیا بلکہ چنے وغیرہ کسی اور چیز کا آٹا لیا تو جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔ **مسئلہ ۲۷**۔[۵۱] سرسوں دیکر سرسوں کا تیل لیا یا تل دیکر تلی کا تیل لیا تو دیکھو اگر تیل جو تم نے لیا ہے یقیناً اس تیل سے زیادہ ہے جو اس سرسوں اور تل میں نکلیگا تو یہ بدلنا ہاتھ در ہاتھ صحیح ہے اور اگر اس کی برابر یا کم ہو یا شبہ اور شک ہو کہ شاید اس سے زیادہ نہ ہو تو درست نہیں بلکہ سود ہے۔ **مسئلہ ۲۸**۔[۵۲] گائے کا گوشت دیکر بکری کا گوشت لیا تو دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔ **مسئلہ ۲۹**۔[۵۳] اپنا لوٹا دے کر دوسرے کا لوٹا لیا یا لوٹے کو پتیلی وغیرہ کسی اور برتن سے بدلا تو وزن میں دونوں کا برابر ہونا اور ہاتھ در ہاتھ ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوئی تو سود ہو گیا کیونکہ دونوں چیزیں تانبے کی ہیں اس لئے وہ ایک ہی قسم کی سمجھی جاوینگی اسی طرح اگر وزن میں برابر ہو مگر ہاتھ در ہاتھ نہ ہوئی تب بھی سود ہوا البتہ اگر ایک طرف تانبے کا برتن ہو دوسری طرف لوہے کا یا پیتل وغیرہ کا تو وزن کی کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ ۳۰۔[۵۴] کسی سے سیر بھر گیہوں قرض لئے اور یوں کہا ہمارے پاس گیہوں تو ہیں نہیں ہم اس کے عوض دو سیر چنے دیدیں گے تو جائز نہیں کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ گیہوں کو چنے سے بدلتی ہے اور بدلتے وقت ایسی دونوں چیزوں کا اسی وقت لین دین ہونا چاہیئے کچھ ادھار نہ رہنا چاہیئے اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرے کہ گیہوں ادھار لیجائے اس وقت یہ نہ کہے کہ اس کے بدلے ہم چنے دیویں گے بلکہ کسی دوسرے وقت چنے لا کر کہہ دیں کہ گیہوں کے بدلے تم یہ چنے لیلو یہ جائز ہے۔ **مسئلہ ۳۱**۔[۵۵] یہ جتنے مسئلے بیان ہوئے سب میں اسی وقت رہتے رہتے سامنے لین دین ہو جانا یا کم سے کم اسی وقت سامنے دونوں چیزیں

---

[۵۱] ولا الزیتون بزیت والسمسم بحل حتی یکون الزیت والحل اکثر مما فی الزیتون والسمسم لیکون قدرہ بمثلہ والزائد بالثفل ولو لم یکن للثفل قیمۃ کجوز یدبہ وعنب بعصیرہ ۱۲ درمختار وشامی صفحہ ۲۵۹ ج ۴

[۵۲] کبیع لحم متفاضلا بعضہا ببعض متفاضلا یدا بید قال الشامی ای مختلف الجنس کلحم الابل والبقر والغنم بخلاف البقر والجاموس والمعز والضان ۱۲ شامی صفحہ ۲۵۶ ج ۴

[۵۳] بلا اناء من حدید بحدید ان کان الاناء یباع وزنا تعتبر المساواۃ فی الوزن والا فلا وکذا اذا کان الاناء من نحاس او صفر باٰخر صفر آہ شامی ص ۲۵۶ ج ۴

[۵۴] وذاک وجد احدہما ای القدر وحدہ او الجنس حل الفضل وحرم النساء فیحل کوبکری شعیر حالا وہروی بمہر دین حالا ولو مؤجلا لا شامی صفحہ ۲۴۳ ج ۴

[۵۵] ثم اعلم ان التقابض فی المجلس لا یشترط الا فی الصرف وفی بیع الاثمان بعضہا ببعض او ما عداہ فانما یشترط فیہ التعیین دون التقابض ۱۲ شامی صفحہ ۲۴۷ ج ۴ وما سواہ مما فیہ الربوا یعتبر فیہ التعیین ولا یعتبر فیہ التقابض ۱۲ ہدایہ صفحہ ۷۶ ج ۲

الگ کر کے رکھ دینا شرط ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو سودی معاملہ ہوا ۔

مسئلہ ۳۲[1] جو چیزیں تول کر نہیں بکتیں بلکہ گز سے ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دیکر اسی قسم کی چیز لو جیسے امرود دیکر دوسرے امرود لئے یا نارنگی دیکر نارنگی یا کپڑا دیکر دوسرا ویسا کپڑا لیا تو برابر ہونا شرط نہیں کمی بیشی[2] جائز ہے لیکن اسی وقت لین دین ہو جانا واجب ہے اور اگر ادھر اور چیز ہے اور اس طرف اور چیز مثلاً امرود دیکر نارنگی لی۔ یا گیہوں دیکر امرود لئے یا تنزیب دے کر لٹھا یا گاڑھا لیا تو بہرحال جائز ہے نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اسی وقت لین دین ہو جانا واجب ۔

مسئلہ ۳۳[3] سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ علاوہ چاندی سونے کے اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہو اور وہ چیز تول کر بکتی ہو جیسے گیہوں کے عوض گیہوں چنے کے عوض چنا وغیرہ تب تو دونوں میں برابر ہونا بھی واجب ہے۔ اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا بھی واجب ہے اور اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے۔ لیکن تول کر نہیں بکتی جیسے امرود دیکر امرود، نارنگی دیکر نارنگی، کپڑا دیکر ویسا ہی کپڑا لیا یا ادھر سے اور چیز ہے اس طرف سے اور چیز لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں جیسے گیہوں کے بدلے چنا چنے کے بدلے جوار لینا ان دونوں صورتوں میں وزن میں برابر ہونا واجب نہیں کمی بیشی جائز ہے البتہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں اس طرف کچھ ہے اور اس طرف کچھ اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں بکتی وہاں کمی بیشی بھی جائز ہے اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں جیسے امرود دیکر نارنگی لینا خوب سمجھ لو۔

مسئلہ ۳۴[4] چینی کا ایک برتن دوسرے چینی کے برتن سے بدل لیا یا چینی کو تام چینی سے بدلا تو اس میں برابری واجب نہیں ایک کے بدلے دو لیوے تب بھی

[1] ویجوز بیع الحفنۃ بالحفنتین والتفاحۃ بالتفاحتین لان المساواۃ بالمعیار ولم یوجد فلم یتحقق الفضل ۱۲ ہدایہ ص ۶۳ ج ۳

[2] وعلتہ ای تحریم الزیادۃ القدر المعہود بکیل او وزن مع الجنس فان وجدا حرم الفضل ای الزیادۃ والنسا التاخیر فلم یجز بیع قفیز بر بقفیز منہ متساویا واحدہما نسا وان عدما حلا وان وجد احدہما ای القدر وحدہ او الجنس حل الفضل وحرم النسا فحل کر بر بکری شعیر حالا ولو مؤجلا لم یحل ۱۲ شامی صفحہ ۲۴۴ جلد ۴

[3] در مختار

[4] وان باع اناء من حدید بحدید ان کان الاناء یباع وزنا تعتبر المساواۃ فی الوزن والا فلا وکذا لو کان الاناء من نحاس او صفر باعہ بصفر ۱۲ شامی صفحہ ۲۴۵ جلد ۴ وانما یا یتقی منہا لم یکن من احد النقدین فیمتنع التفاضل ۱۲ در مختار

جائز ہے اسی طرح ایک سوئی دے کر دو سوئیاں یا تین یا چار لینا بھی جائز ہے لیکن اگر دونوں طرف چینی یا دونوں طرف تام چینی ہو تو اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین[۱] ہو جانا چاہیئے اور اگر قسم بدل جاوے مثلاً چینی سے تام چینی بدلی تو یہ بھی واجب نہیں۔ **مسئلہ**[۲] تمہارے پاس تمہاری پڑوسن آئی کہ تم لے جو سیر بھر آٹا پکایا ہے وہ روٹی ہم کو دیدو ہمارے گھر مہمان آگئے ہیں اور یہ سیر بھر یا سوا سیر آٹا یا گیہوں لیلو یا اس وقت روٹی دیدو پھر ہم سے آٹا یا گیہوں لے لیجیو یہ درست ہے **مسئلہ**[۳] اگر نوکر ماما سے کوئی چیز منگاؤ تو اُس کو خوب سمجھا دو کہ اس چیز کو اس طرح خریدکر لانا کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ بے قاعدہ خرید لاوے جس میں سود ہو جاوے پھر تم اور سب بال بچے اس کو کھاویں اور حرام کھانا کھانے کے وبال میں سب گرفتار ہوں اور جس جس کو تم کھلاؤ مثلاً میاں کو مہمان کو سب کا گناہ تمہارے اوپر پڑے۔

بیع سَلَم کا بیان

مسئلہ[۴] فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس روپے دیئے اور یوں کہا کہ دو مہینہ یا تین مہینے کے بعد فلانے مہینے میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے اُن دس روپے کے گیہوں لیں گے اور نرخ اُسیوقت طے کر لیا کہ روپے کے پندرہ سیر یا روپیہ کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینہ میں اُس کو اُسی بھاؤ گیہوں دینا پڑیں گے چاہے بازار میں گراں بکیں چاہے سستے بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس بیع کو سلم کہتے ہیں لیکن اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں[۵] ہیں ان کو خوب غور سے سمجھو۔ اوّل شرط[۶] یہ ہے کہ گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف ایسی طرح بتلا دیوے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً کہدے کہ فلاں قسم کا گیہوں دینا بہت پتلا نہ ہو نہ پالا مارا ہوا

لصوغه من ذهب فتمنعه يجامع لا يحل تحت الصنف بمطلقها فجاز بفضل بعقد العقد وحرم النساء. لوجود الجنس ۱۲ در مختار مع الشامی صفحہ ۲۵ جلد ۴

۲ وجوز بيع الخبز بالحنطة والدقيق متفاضلا لان الخبز صار عدديا او موزونا فخرج من ان يكون كيلا من كل وجه والحنطة كيلية ۱۲ ہدایہ صفحہ ۷۹ جلد ۳

۳ من فرائض الاسلام انه يجب على العبد فى اقامته دينه واخلاص عمله لله تعالى فى معاشرة عباده وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلم علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلوة والصوم وعلم الزكوة لمن له نصاب والحج لمن وجب عليه والبيوع على التجار ليحترزوا عن الشبهات والمكروهات فى سائر المعاملات وكذا اهل الحرف وكل من اشتغل بشىء يفرض عليه علمه وحكمه ليمتنع عن الحرام فيه ۱۲ شامی صفحہ ۲۹ جلد ۱

۴ هو لغة كالسلف وزنا ومعنى وشرعا بيع آجل وهو المسلم فيه بعاجل وهو رأس المال وركنه ركن البيع حتى ينعقد بلفظ بيع فى الاصح ويسمى صاحب الدراهم رب السلم والمسلم بكسر اللام ويسمى الآخر المسلم اليه والحنطة مثلا المسلم فيه والثمن رأس المال وحكمه ثبوت الملك للمسلم اليه برب السلم فى الثمن والمسلم فيه[illegible]

۵ وشرطه بيان جنس كبر او شعير ونوع مسقى او بعلى وصفة كجيد ورديء وقدر ككذا كيلا لا يحتمل النقصان ۱۲ در مختار مع الشامی

۶ ويصح فيما امكن ضبط صفته ومعرفة قدره كمكيل وموزون ومثمن وعددى متقارب كجوز وبيض وفلوس ولبن وآجر وكذا لا يصح السلم عند ابى حنيفة رحمة الله تعالى الا بسبع شرائط جنس معلوم ونوع معلوم وصفة معلومة ومقدار معلوم واجل معلوم ومعرفة مقدار رأس المال وتسمية مكان الايفاء[illegible]

عمدہ ہو خراب نہ ہو اس میں کوئی اور چیز جیسے مٹر وغیرہ نہ ملی ہو خوب سوکھے ہوں گیلے نہ ہوں غرضکہ جس قسم کی چیز لینا ہو ویسی ہی بتلا دینا چاہیئے تاکہ اس وقت جھگڑا نہ ہو اگر اس وقت صرف اتنا کہدیا کہ دس روپے کے گیہوں دیدینا تو یہ ناجائز ہوا۔ یا یوں کہا کہ ان دس روپے کے دھان دیدینا یا چاول دیدینا اس کی قسم کچھ نہیں بتلائی یہ سب ناجائز ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ نرخ بھی اُسی وقت طے کرلے کہ روپیہ کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیویں گے اگر یوں کہا اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اُس سے دو سیر زیادہ دینا تو یہ جائز نہیں بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہ کرو اُسی وقت اپنے لینے کا نرخ مقرر کرلو وقت آنے پر اُسی مقرر کئے ہوئے بھاؤ سے لیلو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ جتنے روپیہ کے لینا ہوں اُسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپے یا بیس روپے کے گیہوں لیں گے۔ اگر یہ نہیں بتلایا اور یوں ہی گول کہدیا کہ تھوڑے روپے کے ہم بھی لیویں گے تو یہ صحیح نہیں چوتھی شرط یہ ہے کہ اُسی وقت اسی جگہ کے رہتے رہتے سب روپیہ دیدے اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپے دیئے تو وہ معاملہ باطل ہو گیا اب پھر سے کرنا چاہیئے اسی طرح اگر پانچ روپے تو اسی وقت دیدیئے اور پانچ روپے دوسرے وقت دیئے تو پانچ روپے میں بیع سلم باقی رہی اور پانچ روپے میں باطل ہو گئی۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینے کے بعد فلانی تاریخ کو ہم گیہوں لیں گے مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کر دے تاکہ جھگڑا نہ پڑے کہ وہ کہے میں ابھی نہ دونگا تم کہو نہیں آج ہی دو اس لئے پہلے ہی سے سب طے کرلو اگر دن تاریخ مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ جب فصل کٹے گی تب دیدینا تو یہ صحیح نہیں۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ یہ بھی

(بقیہ صفحہ ۳۳) حنطۃ او شعیر (۱) ونوع معلوم کقولنا سقیۃ او بخسیۃ (۲) وصفۃ معلومۃ کقولنا جید او ردی ومقدار معلوم کقولنا کذا کیلا بکیال معروف وکذا وزنا (۳) اجل معلوم ومعرفۃ مقدار راس المال اذا کان یتعلق العقد علی مقدارہ کالمکیل والموزون والمعدود وتسمیۃ المکان الذی یوفیہ فیہ اذا کان لہ حمل ومؤنۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۹۶ ج ۳ ہذا عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ وقال ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ لیس ذلک بشرط اما ما لا حمل لہ ولا مؤنۃ فانہ یسلمہ الیہ حیث لقیہ عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ وعندہما یسلمہ فی مکان العقد وہذا کالمسک ونحوہ وقال ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ لا یحتاج الی تسمیۃ راس المال اذا کان معینا ولا الی مکان التسلیم ویسلمہ فی مکان العقد لانہ ملک فی ہذا المکان فیسلمہ ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ ص ۲۲۱ ج ۱
سلہ وقبض راس المال قبل الافتراق ای شرط قبض راس المال قبل افتراق المتعاقدین ۱۲ کنز صفحہ ۲۵۵

مقرر کردے کہ فلانی جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کے لئے کہدے یا یوں کہدے کہ ہمارے گھر پہنچا دینا غرضکہ جو منظور ہو صاف بتلا دے اگر یہ نہیں بتلایا تو صحیح نہیں البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کے لانے اور لیجانے میں کچھ خرچ نہیں لگتا مثلاً مشک زعفران یا سچے موتی یا اور کچھ تو ملنے کی جگہ بتلانا ضروری نہیں۔ جہاں یہ ملے اس کو دیدے۔ اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ درست نہیں +

مسئلہ[۱] گیہوں وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ انکی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ لیتے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے اُن کی بیع سلم بھی درست ہے جیسے انڈے اینٹیں کپڑا مگر سب باتیں طے کرلے کہ اتنی بڑی اینٹ ہو اتنی لمبی اتنی چوڑی کپڑا سوتی ہو اتنا باریک ہو اتنا موٹا ہو دیسی ہو یا ولایتی ہو غرض کہ سب باتیں بتلا دینا چاہیئے کچھ گنجائش باقی نہ رہے۔

مسئلہ[۲] روپیہ کی پانچ گٹھری یا پانچ کھانچی کے حساب سے بھوسا بطور بیع سلم کے لیا تو یہ درست نہیں کیونکہ گٹھری اور کھانچی کی مقدار میں بہت فرق ہوتا ہے البتہ اگر کسی طرح سے سب کچھ مقرر اور طے کرلے یا وزن کے حساب سے بیع کرے تو درست ہے + مسئلہ[۳] بیع سلم کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اُس وقت سے لیکر لینے اور وصول پانے کے زمانہ تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو اگر اس درمیان میں وہ چیز بالکل نایاب ہو جائے کہ اُس ملک میں بازاروں میں نہ ملے گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت سے منگا سکے تو وہ بیع سلم باطل ہو گئی +

مسئلہ[۴] معاملہ کرتے وقت یہ شرط کر دی کہ نئی فصل کے جب فلانی جگہ تیار ہوں گے نئے گیہوں لیویں گے یا فلانے کھیت کے گیہوں لیویں گے تو یہ بیع صحیح نہیں۔

[۱] فیصح ای السلم فی کیل کالبر والشعیر ونحوہما والموزون المثمن کالعسل والزیت ونحوہما والعددی المتقارب کالجوز والبیض والذرع کالثوب ونحوہ والحیوان والرؤس والاکارع والجلود ... [illegible] ... قولہ المثمن قید الثمن احتراز عن الدراہم والدنانیر فانہما وان کانت موزونۃ لکنہا اثمان فلا یجوز الاسلام فیہا لان المسلم فیہ لا یکون الا مثمنا ... قولہ والمذروع ای یصح السلم فی الثیاب ... [illegible] ... ۱۲ کذا فی الدر المختار مع حاشیۃ رد المحتار باب السلم

[۲] ولا فی الجلود عددا ولا فی الحطب حزما ولا فی الرطبۃ جرزا للتفاوت الا اذا عرف ذلک بان بین لہ طول ما یشد بہ الحزمۃ ... [illegible] ... ۱۲ ہدایہ

[۳] ولا یجوز السلم حتی یکون المسلم فیہ موجودا من حین العقد الی حین المحل حتی لو کان منقطعا عند العقد موجودا عند المحل او علی العکس او منقطعا فیما بین ذلک لا یجوز ... [illegible] ... ۱۲ ہدایہ

[۴] ولا یجوز السلم بمکیال رجل بعینہ ولا بذراع رجل بعینہ ... [illegible]

[illegible] یعنی یہ معاملہ جائز نہیں ... [illegible] ... ۱۲ جوہرہ نیرہ

اس لئے یہ شرط نہ کرنا چاہیئے پھر وقت مقررہ پر اس کو اختیار ہے چاہے نئے دیوے یا پُرانے البتہ اگر نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے کی شرط کرنا بھی درست ہے،

مسئلہ ؎۱ تم نے دس روپیہ کے گیہوں لینے کا معاملہ کیا تھا وہ مدت گذر گئی بلکہ زیادہ ہوگئی مگر اس نے اب تک گیہوں نہیں دیئے نہ دینے کی امید ہے تو اب یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم گیہوں نہ دو بلکہ اس گیہوں کے بدلے اتنے چنے یا اتنے دھان یا اتنی فلاں چیز دیدو گیہوں کے عوض کسی اور چیز کا لینا جائز نہیں یا تو اس کو کچھ مہلت دیدو اور بعد مہلت کے گیہوں لو یا اپنا روپیہ واپس لے لو اسی طرح اگر بیع سلم کو تم دونوں نے توڑ دیا کہ ہم وہ معاملہ توڑتے ہیں گیہوں نہ لیویں گے روپیہ واپس دیدو یا تم نے نہیں توڑا۔ بلکہ وہ معاملہ خود ہی ٹوٹ گیا جیسے وہ چیز نایاب ہوگئی۔ کہیں نہیں ملتی تو اس صورت میں تم کو صرف روپے لینے کا اختیار ہے اس روپے کے عوض اس سے کوئی اور چیز لینا درست نہیں پہلے روپیہ لیلو لینے کے بعد اس سے جو چاہو خریدو +

قرض لینے کا بیان

مسئلہ ؎۲ جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز تم دے سکتے ہو اس کا قرض لینا درست ہے جیسے اناج انڈے گوشت وغیرہ اور جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اُس کا قرض لینا درست نہیں جیسے امرود، نارنگی، بکری، مرغی وغیرہ،

مسئلہ ؎۳ جس زمانہ میں روپیہ کے دس سیر گیہوں ملتے تھے اس وقت تم نے پانچ سیر گیہوں قرض لئے پھر گیہوں سستے ہوگئے اور روپئے کے بیس سیر ملنے لگے تو تم کو وہی پانچ سیر گیہوں دینا پڑیں گے۔ اسی طرح اگر گراں ہوگئے تب بھی جتنے لئے ہیں اتنے ہی دینا پڑیں گے +

؎۱ ولا یجوز التصرف (بالبیع اوالہبۃ اوالوصیۃ) فی راس المال والمسلم فیہ قبل القبض اما الاول فلما فیہ من تفویت القبض المستحق بالعقد واما الثانی فلان المسلم فیہ مبیع والتصرف فی المبیع قبل القبض لا یجوز ۱۲ ہدایہ ص ۹۰ ج ۳ ولا یجوز الاستبدال بالمسلم فیہ ۱۲ عالمگیری ص ۲۲۲ ج ۳

؎۲ فصل فی القرض ہو ما تعطیہ لتتقاضاہ وشرعا ما تعطیہ من مثلی لتتقاضاہ وہو اخصر من قولہ عقد مخصوص ای بلفظ القرض ونحوہ وصح القرض فی مثلی کالمکیل والموزون والمعدود والمتقارب کالجوز والبیض وحاصلہ ان المثلی ما لا تتفاوت آحادہ ای تفاوتا تختلف بہ القیمۃ فان نحو الجوز تتفاوت آحادہ تفاوتا یسیرا لا فی غیرہ من القیمیات کحیوان وحطب وعقار وکل متفاوت لتعذر رد المثل ۱۲ در مختار شلبی ص ۲۳۰ ج ۴

؎۳ وکذا کل ما یکال ویوزن لما مر انہ مضمون بمثلہ فلا عبرۃ بغلائہ ورخصہ استقرض حنطۃ فاعطی مثلہا بعد ما تغیر سعرہا یجبر المقرض علی القبول ۱۲ رد المحتار ص ۲۳۹ ج ۴

مسئلہ ۱ جیسے گیہوں تم نے دیئے تھے اُس نے اُس سے اچھے گیہوں ادا کئے تو اس کا لینا جائز ہے یہ سود نہیں۔ مگر قرض لینے کے وقت یہ کہنا درست نہیں کہ ہم اس سے اچھے لیں گے البتہ وزن میں زیادہ نہ ہونا چاہیئے اگر تم نے دیئے ہوئے گیہوں سے زیادہ لئے تو یہ ناجائز ہو گیا۔ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر لینا دینا چاہیئے۔ لیکن اگر تھوڑا جھکتا تول دیا تو کچھ ڈر نہیں +

مسئلہ ۲ کسی سے کچھ روپیہ یا غلہ اس وعدہ پر قرض لیا کہ ایک مہینہ یا پندرہ دن کے بعد ہم ادا کر دیں گے اور اس نے منظور کر لیا تب بھی یہ مدت کا بیان کرنا لغو بلکہ ناجائز ہے اگر اس کو اس مدت سے پہلے ضرورت پڑے اور تم سے مانگے یا بے ضرورت ہی مانگے تو تم کو ابھی دینا پڑے گا +

مسئلہ ۳ تم نے دو سیر گیہوں یا آٹا وغیرہ کچھ قرض لیا جب اس نے مانگا تو تم نے کہا بہن اس وقت گیہوں تو نہیں ہیں اس کے بدلے تم دو آنہ پیسے لے لو اس نے کہا اچھا تو یہ پیسے اسی وقت سامنے رہتے رہتے دیدینا چاہیئے اگر پیسے نکالنے اندر گئی اور اس کے پاس سے الگ ہو گئی تو وہ معاملہ باطل ہو گیا۔ اب پھر سے کہنا چاہیئے کہ تم اس اُدھار گیہوں کے بدلے دو آنہ لے لو +

مسئلہ ۴ ایک روپیہ کے پیسے قرض لئے پھر پیسے گراں ہو گئے اور روپیہ کے ساڑھے پندرہ آنے چلنے لگے تو اب سولہ آنے دینا واجب نہیں ہیں بلکہ اس کے بدلے روپیہ دیدینا چاہیئے۔ وہ یوں نہیں کہہ سکتی کہ میں روپیہ نہیں لیتی پیسے لئے تھے وہی لاؤ +

مسئلہ ۵ گھروں میں دستور ہے کہ دوسرے گھر سے اسی وقت دس پانچ روٹی قرض منگالی پھر جب اپنے گھر پک گئی گن کر بھیجدی یہ درست ہے

---

۱ ولو استقرض بعد جیداً مکسورة عن ابن ابی لیلی صحیحاً کان باطلاً وکذا لو استقرض طعاماً بالعراق فاخذه بمکة اخره وکان علیه مثل ثمنه فان قضاه اجود بلا شرط جاز وان اعطاه المدیون اکثر مما علیه وزناً فان کانت الزیادة تجری بین الوزنین جاز وان کانت کثیرة لا تجری بین الدرہمین لا تجوز ۱۲ شامی ملخصاً ص ۲۳۳ ج ۴

۲ ولزم تاجیل کل دین ان قبل المدیون الا القرض فلا یلزم تاجیله ای انه یصح تاجیله مع کونه غیر لازم فللمقرض الرجوع عنه لکن قال فی الہدایة انه تاجیل لا یصح لانه اعارة وصلة فی الابتداء ۱۲ شامی ص ۲۲۳

۳ فی الکنز الفتاوی من احمد ببرّ اذا کان له علی آخر طعام او فلوس فاشتراه من علیه بدراهم وتفرقا قبل قبض الدراهم بطل ۱۲ شامی ص ۲۳۳ ج ۴

۴ واذا استقرض عشرة فلوس ثم کسدت لم یکن علیه مثلها فی قول ابی حنیفة رحمه الله وقال علیه قیمتها من الفضة ویستحسن ذلک ۱۲ شامی ص ۲۲۸ ج ۴

۵ قال المصنف تعلیقاً ۱۲ مصنف

حاشیة الشامی صح استقراض جوز بعض دکاغذ عدداً بکمزنا وخبز وزناً وعدداً کما سیجئ شرح التنویر ص ۲۳۸ ج ۴ ۔

کسی کی ذمہ داری کر لینے کا بیان

مسئلہ[۱] نعیمہ کے ذمے کسی کے کچھ روپے یا پیسے ہوتے تھے تم نے اس کی ذمہ داری کر لی ایسا کہ اگر نہ دیگی تو ہم سے لینا یا یوں کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں ہم دیندار ہیں یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس سے ذمہ داری معلوم ہوئی اور اس حقدار نے تمہاری ذمہ داری منظور بھی کر لی تو اب اس کی ادائیگی تمہارے ذمہ واجب ہو گئی اگر نعیمہ نہ دے تو تم کو دینا پڑیں گے اور اس حقدار کو اختیار ہے جس سے چاہے تقاضہ کرے چاہے تم سے اور چاہے نعیمہ سے اب[۲] جب تک نعیمہ اپنا قرض ادا نہ کر دے یا معاف نہ کرا لے تب تک برابر تم ذمہ دار رہو گی البتہ اگر وہ حقدار تمہاری ذمہ داری معاف کر دے اور کہہ دے کہ اب تم سے مطلب نہیں ہم تم سے تقاضہ نہ کرینگے تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی اور اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حقدار نے منظور نہیں کیا اور کہا تمہاری ذمہ داری کا ہم کو اعتبار نہیں یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں ہوئیں ٭

مسئلہ[۳] تم نے کسی کی ذمہ داری کر لی تھی اور اس کے پاس روپیہ ابھی نہ تھے اس لئے تم کو دینا پڑے تو اگر تم نے اس قرضدار کے کہنے سے ذمہ داری کی ہے تب تو جتنا تم نے حقدار کو دیا ہے اس قرضدار سے لے سکتی ہو اور اگر تم نے اپنی خوشی سے ذمہ داری کی ہے تو دیکھو تمہاری ذمہ داری کو پہلے کس نے منظور کیا ہے اس قرضدار نے یا حقدار نے اگر پہلے قرضدار نے منظور کیا۔ تب تو ایسا ہی سمجھینگے کہ تم نے اس کے کہنے سے ذمہ داری کی لہذا اپنا روپیہ اس سے لے سکتی ہو اور اگر پہلے حقدار نے منظور کر لیا تو جو کچھ تم نے دیا ہے قرضدار سے لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ تمہاری طرف سے احسان سمجھا جائے گا۔ کہ ویسے ہی اس کا قرض تم نے ادا کر دیا وہ خود دیدے تو اور بات ہے ٭

[۱] تصح الکفالۃ بالمال ولو مجھولا ان کان دینا صحیحا بکفلت عنہ بالف وبمالک علیہ وبما یدرکک فی ہذا البیع وبما بایعت فلانا فعلی وما ذاب علیہ وما غصبک فلان فعلی فطالب الکفیل او المدیون ۱۲ کنز الدقائق

[۲] ولا تصح الکفالۃ بلا قبول الطالب فی مجلس العقد ۱۲ در مختار وشامی صہ ۳۲۲/۴

[۳] وقال صاحب الکنز وبرئ بادائہ الاصیل ولو ابرا الاصیل او اخر عنہ برئ الکفیل وتاخر عنہ ولا ینعکس ۱۲ صہ ۲۴۹

[۴] ولو کفل بامرہ ای بامر المطلوب رجع بما ادی وان بغیرہ لا یرجع لتبرعہ ولا نفاذہا فی المجلس ای قبل قبول الطالب فلو کفل بغیر امرہ فلا امرہ فرضی المطلوب اولا رجع ولو رضی الطالب اولا لا [illegible] العقد ۱۲ شامی صفحہ ۳۰۷ جلد ۴

مسئلہ[۱] اگر حقدار نے قرضدار کو مہینہ بھر یا پندرہ دن وغیرہ کی مہلت دیدی تو اب اتنے دن اس ذمہ داری کرنیوالے سے بھی تقاضا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ[۲] اور اگر تم نے اپنے پاس سے دینے کی ذمہ داری نہیں کی تھی بلکہ اس قرضدار کا روپیہ تمہارے پاس امانت رکھا تھا اس لئے تم نے کہا تھا کہ ہمارے پاس اس شخص کی امانت رکھی ہے ہم اس میں سے دیدیویں گے پھر وہ روپیہ چوری ہوگیا اور کسی طرح جاتا رہا تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی نہ اب تم پر اس کا دینا واجب ہے۔ اور نہ وہ حقدار تم سے تقاضہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ[۳] کہیں جانے کے لئے تم نے کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی اور اس بہلی والے کی کسی نے ذمہ داری کرلی کہ اگر یہ نہ لے گیا تو میں اپنی بہلی دیدونگا تو یہ ذمہ داری درست ہے۔ اگر وہ نہ دے تو اس ذمہ دار کو دینا پڑے گی۔

مسئلہ[۴] تم نے اپنی چیز کسی کو دی کہ جاؤ اس کو بیچ لاؤ۔ وہ بیچ لایا لیکن دام نہیں لایا۔ اور کہا کہ دام کہیں نہیں جا سکتے دام کا میں ذمہ دار ہوں اُس سے نہ ملیں تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

مسئلہ[۵] کسی نے کہا کہ اپنی مرغی اسی میں بند رہنے دو اگر بلّی لے جاوے تو میرا ذمہ مجھ سے لے لینا یا بکری کو کہا اگر بھیڑیا لیجاوے تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

مسئلہ[۶] نابالغ لڑکا یا لڑکی اگر کسی کی ذمہ داری کرے تو وہ ذمہ داری صحیح نہیں،

اپنا قرضہ دوسرے پر اُتار دینے کا بیان

مسئلہ[۷] شفیعہ کا تمہارے ذمہ کچھ قرض ہے اور رابعہ تمہاری قرضدار ہے شفیعہ نے تم سے تقاضا کیا تم نے کہا کہ رابعہ ہماری قرضدار ہے تم اپنا قرضہ اسی سے لیلو ہم سے نہ مانگو اگر اسی وقت شفیعہ یہ بات منظور کرلیوے اور رابعہ بھی اسپر

---

[۱] ولو ابرأ الطالب الاصیل او اخر عنہ بری الکفیل وتأخر عنہ درمختار مع الشامی صفحہ ۲۶۹ ج ۴

[۲] ولو تکفلہا مع فی المحل ای فی الامانات والمبیع والمرہون فاذا کانت قائمۃ وجب تسلیمہا وان ہلکت لم یجب علی الکفیل شئی ۱۲ شامی صفحہ ۲۷۰ ج ۴

[۳] ومن استاجر دابۃ للحمل علیہا فان کانت بعینہا لا یصح الکفالۃ بالحمل وان کانت بغیر عینہا جازت الکفالۃ لانہ یمکنہ الحمل علی دابۃ نفسہ والحمل ہو المستحق ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۰۴ جلد ۳

[۴] ولا تصح کفالۃ وکیل بالثمن عن موکل بیعا وکل سعۃ لان حق القبض لہ بالاصالۃ فیصیر ضامنا لنفسہ ۱۲ درمختار مع الشامی صفحہ ۲۷۵ ج ۴

[۵] ولا تصح ایضا بجہالۃ المکفول عنہ فی تعلیق اوا ضافۃ نحو ان غصبک انسان شیئا فانا کفیل ۱۲ شامی صفحہ ۲۶۷ ج ۴

[۶] والضامن ہو اہل للتبرع فلا تنفذ من صبی ولا مجنون ای ولا صبی مجنون ۱۲ شامی صفحہ ۲۷۹ ج ۴

[۷] ہی نقل الدین من ذمۃ الی ذمۃ وتصح فی الدین لا فی العین برضاء المحتال والمحتال علیہ فیبرئ المحیل بالقبول من الدین ولم یرجع المحتال علی المحیل الا بالتوی وہو ان یجحد الحوالۃ ویحلف ولا بینۃ لہ علیہ او یموت مفلسا ۱۲ در مع الشامی صفحہ ۲۹۲ ج ۴

راضی ہو جائے تو شفیعہ کا قرضہ تمہارے ذمہ سے اُتر گیا اب شفیعہ تم سے بالکل تقاضا نہیں کر سکتی بلکہ اُسی رابعہ سے مانگے جا ہے جب ملے اور جتنا قرضہ تم نے شفیعہ کو دلایا ہے اُتنا اب تم رابعہ سے نہیں لے سکتی ہو۔ البتہ اگر رابعہ اس سے زیادہ کی قرضدار ہے تو جو کچھ زیادہ ہے وہ لے سکتی ہے پھر اگر رابعہ نے شفیعہ کو دیدیا تب تو خیر اور اگر نہ دیا[1] اور مرگئی تو جو کچھ مال و اسباب چھوڑا ہے وہ بیچکر شفیعہ کو دلادینگے اور اگر اُس نے کچھ مال نہیں چھوڑا جس سے قرضہ دلادیں یا اپنی زندگی ہی میں مکر گئی اور قسم کھالی کہ تمہارے قرضہ سے مجھ سے کچھ واسطہ نہیں اور گواہ بھی نہیں ہیں تو اب اس صورت میں پھر شفیعہ تم سے تقاضا کر سکتی ہے اور اپنا قرضہ تم سے لے سکتی ہے اور اگر تمہارے کہنے پر شفیعہ رابعہ سے لینا منظور نہ کرے یا رابعہ اس کو دینے پر راضی نہ ہو تو قرضہ تم سے نہیں اُترا ✦

مسئلہ ۲: رابعہ تمہاری قرضدار نہ تھی تم نے یوں ہی اپنا قرضہ اس پر اُتار دیا اور رابعہ نے مان لیا اور شفیعہ نے بھی قبول و منظور کر لیا تب بھی تمہارے ذمہ سے شفیعہ کا قرضہ اُتر کر رابعہ کے ذمہ ہو گیا اس لئے اس کا بھی وہی حکم ہے جو ابھی بیان ہوا اور جتنا روپیہ رابعہ کو دینا پڑیگا دینے کے بعد تم سے لیوے اور دینے سے پہلے ہی لے لینے کا حق نہیں ہے ✦

مسئلہ ۳: اگر رابعہ کے پاس تمہارے روپئے امانت رکھے تھے اس لئے تم نے اپنا قرضہ رابعہ پر اُتار دیا پھر وہ روپے کسی طرح ضائع ہو گئے تو اب رابعہ ذمہ دار نہیں رہی بلکہ اب شفیعہ تم ہی سے تقاضہ کریگی اور تم ہی سے لیوے گی اب رابعہ سے مانگنے اور لینے کا حق نہیں رہا ✦

مسئلہ ۴: رابعہ پر قرضہ اُتار دینے کے بعد اگر تم ہی وہ قرضہ ادا کر دو اور شفیعہ کو دیدو یہ بھی صحیح ہے شفیعہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں تم سے نہ لونگی بلکہ رابعہ ہی سے لونگی،

[1] یہ حاشیہ دیکھو صفحہ ۳۹ نمبر ۲ پر۔
[2] بخلاف الحوالۃ المطلقۃ ای فیملک المحیل المطالبۃ دون المطلقۃ ان یحیل علی رجل لیس لہ عندہ ولا علیہ شیء ۱۲ شامی صفحہ ۳ جلد ۴
[3] احالہ بما لہ عند زید حال یکون ..... ودیعۃ بان اودع رجلا الفا ثم احال بہا غریمہ صحت لانہ اقدر علی القضاء لتیسر ما یقضی بہ وحضورہ بخلاف الدین (فتح) فلو ہلکت الودیعۃ برئ المودع ۱۲ درمختار مع الشامی صفحہ ۳ جلد ۴
[4] واذا ادی المحیل ولم یقبل المحتال لم یجبر علی القبول ۱۲ فتاوی ہندیہ صفحہ ۲۹۶ جلد ۳

کسی کو وکیل کر دینے کا بیان

مسئلہ ۱: جس کام کو آدمی خود کر سکتا ہے اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ کسی اور سے کہہ دے کہ تم ہمارا یہ کام کر دو جیسے بیچنا مول لینا کرایہ پر لینا دینا نکاح کرنا وغیرہ مثلاً ماما کو بازار سودا لینے بھیجا یا ماما کے ذریعہ سے کوئی چیز بکوائی یا یکہ بہلی کرایہ پر منگوایا اور جس سے کام کرایا ہے شریعت میں اس کو وکیل کہتے ہیں جیسے ماما کو یا کسی نوکر کو سودا لینے بھیجا تو وہ تمہارا وکیل کہلاویگا +

مسئلہ ۲: تم نے ماما سے گوشت منگوایا وہ اُدھار لے آئی - تو وہ گوشت والا تم سے دام کا تقاضہ نہیں کر سکتا اسی ماما سے تقاضہ کرے اور وہ ماما تم سے تقاضہ کریگی - اسی طرح اگر کوئی چیز تم نے ماما سے بکوائی تو اس لینے والے سے تم کو تقاضہ کرنے اور دام وصول کرنے کا حق نہیں ہے اُس نے جس سے چیز پائی ہے اسی کو دام بھی دیگا اور اگر وہ خود تمہیں کو دام دیدے تب بھی جائز ہے مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم کو نہ دے تو تم زبردستی نہیں کر سکتیں -

مسئلہ ۳: تم نے نوکر سے کوئی چیز منگوائی وہ لے آیا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے دام نہ لیوے تب تک وہ چیز تم کو نہ دے چاہے اس نے اپنے پاس سے دام دے دیئے ہوں یا ابھی نہ دیئے ہوں دونوں کا ایک حکم ہے البتہ اگر وہ دس پانچ دن کے وعدہ پر اُدھار لایا ہو تو جے دن کا وعدہ کر آیا ہے اُس سے پہلے دام نہیں مانگ سکتا +

مسئلہ ۴: تم نے سیر بھر گوشت منگوایا تھا وہ ڈیڑھ سیر اُٹھا لایا تو پورا ڈیڑھ سیر لینا واجب نہیں اگر تم نہ لو تو آدھ سیر اُس کو لینا پڑیگا +

مسئلہ ۵: تم نے کسی سے کہا کہ فلانی بکری جو فلانے کے یہاں ہے اُسکو

لـه صح التوكيل وهو اقامة الغير مقام نفسه في التصرف ولا يشترط العلم حتى يكون [illegible] ان الوكيل ممن يعقل العقد [illegible] كنز الدقائق صفحہ [illegible]

۲ـه الحقوق فيما يضيفه الوكيل الى نفسه كالبيع تتعلق بالوكيل ان لم يكن محجوراً كتسليم المبيع وقبضه وقبض الثمن مطلقاً ودفعه الى الموكل صح ولا يطالبه الوكيل [illegible] كنز [illegible]

۳ـه للوكيل حبس المبيع بثمنه [illegible] الوكيل من [illegible] كالبائع ولو اشتراه الوكيل بنقد ثم اجله البائع كان للوكيل ان يطالبه حالا قال الشامي [illegible] صفحہ ۴۵ ج ۴

۴ـه التوكيل بالشراء [illegible] المقيد [illegible] الى المشتري [illegible] خلافاً [illegible] الموكل [illegible] عالمگیری صفحہ [illegible] ج ۳

۵ـه ولو وكله بشراء [illegible] بعينه لا يشتريه لنفسه [illegible] كنز صفحہ ۳۰۳ وقال الشامي [illegible] فلو اشتراه بغير النقود او بخلاف ما سمى الموكل له من الثمن وقع الشراء للوكيل شامي صفحہ ۵۶۰ جلد ۴

جا کر دو روپے میں لے آؤ تو اب وہ وکیل وہی بکری خود اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔ غرضکہ جو چیز خاص تم مقرر کر کے بتلا دو اس وقت اس کو اپنے لئے خریدنا درست نہیں البتہ جو دام تم نے بتلائے ہیں اُس سے زیادہ میں خرید لیا تو اپنے لئے خریدنا درست ہے اور اگر تم نے کچھ دام نہ بتلائے ہوں تو کسی طرح اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔

مسئلہ[۲] اگر تم نے کوئی خاص بکری نہیں بتلائی بس اتنا کہا کہ ایک بکری کی ضرورت ہے ہم کو خرید دو تو وہ اپنے لئے بھی خرید سکتا ہے جو بکری چاہے اپنے لئے خریدے اور جو چاہے تمہارے لئے اگر خود لینے کی نیت سے خریدے تو اُس کی ہوئی اور اگر تمہاری نیت سے خریدے تو تمہاری ہوئی اور اگر تمہارے دیئے داموں سے خریدی تو بھی تمہاری ہوئی چاہے جس نیت سے خریدے +

مسئلہ[۳] تمہارے لئے اس نے بکری خریدی پھر ابھی تم کو دینے نہ پایا تھا کہ بکری مر گئی یا چوری ہو گئی تو اس بکری کے دام تم کو دینا پڑیں گے اگر تم کہو کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی ہمارے لئے نہیں خریدی تو اگر تم پہلے اس کو دام دے چکی ہو تو تمہارے گئے۔ اور اگر تم نے ابھی دام نہیں دیئے اور وہ اب دام مانگتا ہے تو تم اگر قسم کھا جاؤ کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی تو اس کی بکری گئی اور اگر قسم نہ کھا سکو تو اس کی بات کا اعتبار کرو +

مسئلہ[۴] اگر نوکر یا ماما کوئی چیز گراں خرید لائی تو اگر تھوڑا ہی فرق ہو تب تو تم کو لینا پڑے گا۔ اور دام دینا پڑیں گے اور اگر بہت زیادہ گراں لے آئی کہ اتنے دام کوئی نہیں لگا سکتا تو اس کا لینا واجب نہیں اگر تم نہ لو تو اسکو لینا پڑیگا۔

مسئلہ[۵] تم نے کسی کو کوئی چیز بیچنے کو دی تو اس کو یہ جائز نہیں کہ خود لیلے اور دام تم کو دے اسی طرح اگر تم نے کچھ منگوایا کہ فلانی چیز خرید لاؤ تو وہ اپنی چیز تم کو نہیں دے سکتا۔ اگر اپنی چیز دینا یا خود لینا منظور ہو تو صاف صاف

---

[۱] وان وکلہ بشراء شئی بغیر عینہ فالشراء للوکیل الا اذا نواہ للموکل وقت الشراء او شراہ بمال الموکل ۱۲ شامی صفحہ ۵۶۰ جلد ۴

[۲] ومن امر رجلا بشراء عبد بالف فقال قد فعلت ومات عندی وقال الآمر اشتریتہ لنفسک فالقول قول الآمر فان کان دفع الیہ الالف فالقول قول المامور ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۶۰ جلد ۳

[۳] اشتری بالعقد قیمتہ او بزیادۃ یسیرۃ یتغابن الناس فیہا صح والا لا اولیس للوکیل الشراء بغبن فاحش اجماعا ۱۲ شامی صفحہ ۵۶۲

[۴] الوکیل بالبیع لا یملک شراءہ لنفسہ لان الواحد لا یکون مشتریا وبائعا ولو امرہ ان یبیعہ من نفسہ او یشتری لم یجز ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۸۵ جلد ۳

کہدے کہ یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دیدو یا یوں کہدے کہ یہ میری چیز تم لیلو اور اتنے دام دیدو بغیر بتلائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں +

مسئلہ[۱] تم نے ماما سے بکری کا گوشت منگوایا وہ گائے کا لے آئی تو تم کو اختیار ہے چاہے لو چاہے نہ لو اسی طرح تم نے آلو منگوائے وہ بھنڈی یا کچھ اور لے آئی تو اس کا لینا ضروری نہیں اگر تم انکار کرو تو اس کو لینا پڑیگا +

مسئلہ[۲] تم نے ایک پیسہ کی چیز منگوائی وہ دو پیسہ کی لے آئی تو تم کو اختیار ہے کہ ایک ہی پیسہ کے موافق لو اور ایک پیسہ کی جو زیادہ لائی وہ اسی کے سر ڈالو (صفحہ ۲۹۰ ج ۴ عالمگیری) +

مسئلہ[۳] تم نے دو شخصوں کو بھیجا کہ جاؤ فلانی چیز خرید لاؤ تو خریدتے وقت دونوں کو موجود رہنا چاہیئے فقط ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں اگر ایک ہی آدمی خریدے تو وہ بیع موقوف ہے جب تم منظور کرو گی تو صحیح ہو جائے گی +

مسئلہ[۴] تم نے کسی سے کہا کہ ہمیں ایک گائے یا بکری یا اور کچھ کہا کہ فلانی چیز خرید لاؤ اس نے خود نہیں خریدا بلکہ کسی اور سے کہدیا اُس نے خریدا تو اس کا لینا تمہارے ذمے واجب نہیں چاہے لو چاہے نہ لو دونوں اختیار ہیں - البتہ اگر وہ خود تمہارے لئے خریدے تو تم کو لینا پڑے گا +

وکیل کے برطرف کردینے کا بیان

وکیل[۵] کے موقوف اور برطرف کرنے کا تم کو ہر وقت اختیار ہے مثلاً تم نے کسی سے کہا تھا ہم کو ایک بکری کی ضرورت ہے کہیں ملجائے تو لے لینا پھر منع کر دیا کہ اب نہ لینا تو اب اس کو لینے کا اختیار نہیں اگر اب لیوے گا تو اسی کے سر پڑیگی تم کو نہ لینا پڑیگی

مسئلہ[۶] اگر خود اس کو نہیں منع کیا بلکہ خط لکھ بھیجا یا آدمی بھیجکر اطلاع کر دی

---

[۱] و[۲] قوله ... لو خالف الوكيل خلافا الى خير فى الجنس نفذ كبيع بالف فباع بالف ومائة ولو بمائة دينار لا ولو خيرا قال الشامى وقوله الوكيل اذا خالف قال فى الهامش كما ان بيع عبده بالف او قيمته كذا لكم الخ ... قيمته الى الخمسين لا يملك بيعه بالف ۱۲ رد المختار صفحہ ۵۴۲ جلد ۴

[۳] اذا وكل وكيلين فليس لاحدهما ان يتصرف فيما وكلا فيه وحده الا آخره ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۴۳ جلد ۳

[۴] ليس للوكيل ان يوكل فيما وكل به الا باذن ... الوكيل ... عمل برايك ۱۲ قدوری صفحہ ۵۵

[۵] للموكل ان يعزل الوكيل شاء بالم يتعلق به حق الغير بشرط علم الوكيل ۱۲ در و شامی صفحہ ۵۷۴

[۶] وينعزل ... مشافهة و بكتاب ... لغيرهما ... ۱۲ شامی صفحہ ۵۷۵ ج ۴

کہ اب نہ لینا تب بھی وہ برطرف ہوگیا۔ اور اگر تم نے اطلاع[1] نہیں دی کسی آدمی نے اپنے طور پر اس سے کہدیا کہ تم کو فلانے نے برطرف کردیا ہے اب نہ خریدنا تو اگر دو آدمیوں نے اطلاع دی ہو یا ایک ہی نے اطلاع دی مگر وہ معتبر اور پابند شرع[2] ہے تو برطرف ہوگیا اور اگر ایسا نہ ہو تو برطرف نہیں ہوا اگر وہ خریدے تو تم کو لینا پڑیگا۔

مُضَارَبَت کا بَیان یعنی ایک کا رُوپیہ ایک کا کام

مسئلہ[۱] تم نے تجارت کے لئے کسی کو کچھ روپیہ دیئے کہ اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہوگا وہ ہم تم بانٹ لیویں گے یہ جائز ہے اس کو مضاربت کہتے ہیں لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے نہیں تو ناجائز اور فاسد ہے ایک تو جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلا دو اور اس کو تجارت کے لئے دے بھی دو اپنے پاس نہ رکھو اگر روپیہ اس کے حوالہ نہ کیا اپنے ہی پاس رکھا تو یہ معاملہ فاسد ہے دوسرے[۲] یہ کہ نفع بانٹنے کی صورت طے کرلو اور بتلا دو کہ تم کو کتنا ملیگا اور اسکو کتنا اگر یہ بات طے نہیں ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم تم دونوں بانٹ لیویں گے تو یہ فاسد ہے تیسری یہ کہ نفع تقسیم کرنے کو اس طرح نہ طے کرو کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے یا دس روپے تمہارے باقی ہمارے غرضکہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو کہ اتنی ہماری یا اتنی تمہاری بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا ہمارا آدھا تمہارا یا ایک حصہ اُس کا دو حصے اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے غرضکہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنا چاہیئے نہیں تو فاسد ہوجائے گا۔ اگر کچھ نفع[۳] ہوگا تب تو وہ کام کرنے والا اُس میں سے اپنا حصہ پاویگا۔ اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ پاوے گا۔ اگر یہ شرط کرلی کہ اگر نفع نہ ہوا تب بھی ہم تم کو اصل مال میں سے اتنا دیدیں گے تو یہ معاملہ فاسد ہے اسی طرح اگر

---

[1] فلا یکون النہی عن الوکالۃ حتی لیشہد عندہ شاہدان ... او رجل عدل ۱۲ ہدایہ فی بیان القضاء بالمواریث۔

صفحہ ۱۳ جلد ۳
[۱] قولہ وہی شرکۃ بمال من جانب وعمل من جانب انما تصح بما تصح بہ الشرکۃ ویکون الربح بینہما مشاعا فان شرط لاحدہما زیادۃ عشرۃ فلا تجوز مثلہ ولا یجاوز عن المشروط ویدفع المال الی المضارب ۱۲ کنز المختصر صفحہ ۳ وقال صاحب الہدایۃ والقدوری ولا بد ان یکون المال مسلما الی المضارب ولا ید لرب المال فیہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۵۳
[۳] وما ہلک من مال المضاربۃ فہو من الربح دون رأس المال فان زاد الہالک علی الربح فلا ضمان علی المضارب لانہ امین ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۶۳
[2] مگر یہ دو آدمی ایسے ہوں جن کی شہادت شرع میں معتبر ہو پس اگر یہ خبر دینے والا کافر ہو یا عورت ہو یا غلام شرعی ہو یا نابالغ ہو تو اس خبر کا کچھ اعتبار نہ ہوگا اور وہ وکیل بدستور وکیل رہیگا اسی طرح اگر خبر دینے والا ایک دیندار معتبر آدمی ہو تب بھی یہ شرط ہے کہ وہ عورت نہ ہو اور نابالغ نہ ہو اور غلام نہ ہو۔

یہ شرط کی کہ اگر نقصان ہوگا تو اُس کام کرنے والے کے ذمہ پڑیگا۔ یا دونوں کے ذمہ ہوگا یہ بھی فاسد ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو کچھ نقصان ہو وہ مالک کے ذمہ ہے اُسی کا روپیہ گیا + مسئلہ[1] جب تک اُس کے پاس روپیہ موجود ہو اور اس نے اسباب نہ خریدا ہو تب تک تم کو اُس کے موقوف کر دینے اور روپیہ واپس لے لینے کا اختیار ہے اور جب وہ مال خرید چکا تو اب موقوفی کا اختیار نہیں ہے'

مسئلہ[2] اگر یہ شرط کی کہ تمہارے ساتھ ہم کام کریں گے یا ہمارا فلاں آدمی تمہارے ساتھ کام کرے گا تو یہ فاسد ہے +

مسئلہ[3] اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ معاملہ صحیح ہوا ہے کوئی واہیات شرط نہیں لگائی ہے تو نفع میں دونوں شریک ہیں جس طرح طے کیا ہو بانٹ لیں اور اگر کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو اس آدمی کو کچھ نہ ملے گا اور نقصان کا تاوان اس کو نہ دینا پڑیگا اور اگر وہ معاملہ فاسد ہو گیا تو پھر وہ کارندہ نفع میں شریک نہیں ہے بلکہ وہ بمنزلہ نوکر کے ہے یہ دیکھو کہ اگر ایسا آدمی نوکر رکھا جائے تو کتنی تنخواہ دینی پڑے گی بس اتنی ہی تنخواہ اس کو ملے گی نفع ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی بہرحال تنخواہ پائیگا اور نفع سب مالک کا ہے لیکن اگر تنخواہ زیادہ بیٹھتی ہے اور جو نفع ٹھہرا تھا اگر اس کے حساب سے دیں تو کم بیٹھتا ہے تو اس صورت میں تنخواہ نہ دیویں گے۔ نفع بانٹ دیں گے +

تنبیہ ۔ چونکہ اس قسم کے مسئلوں کی عورتوں کو نہایت کم ضرورت پڑتی ہے اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے جب کبھی ایسا معاملہ ہوا کرے اسکی ہر بات کو کسی عالم سے پوچھ لیا کرو تاکہ گناہ نہ ہو

امانت رکھنے اور رکھانے کا بیان

مسئلہ[4] کسی نے کوئی چیز تمہارے پاس امانت رکھائی اور تم نے لیلی تو

[1] ولم يعزل بعزله ان علم بالعزل عروضه وبعد ان ثم اي يتصرف في ثمنها ١٢ كنز صفحہ ولان علم بعزله والمال عروض فلان بيعها ولا يمنعه العزل من ذلك لان حقه قد ثبت في الربح ١٢ هدايه صفحہ ۲۵۷

[2] وشرط العمل على رب المال مفسد للعقد سواء كان المالك عاقدا او غير عاقد ١٢ هدايه صفحہ ۲۵۷

[3] فان شرط لاحدهما زيادة عشرة فله اجر مثله وكل شرط يوجب جهالة الربح يفسده والا لا كنز صفحہ ۳۳ وقال صاحب الجوهرة فاذا صحت المضاربة مطلقا غير مقيدة بالزمان والمكان والسلعة جاز للمضارب ان يشتري ويبيع ويسافر ويبضع ويودع ويوكل لاطلاق العقد ولان المقصود منها الاسترباح وهو لا يحصل الا بالتجارة فينتظم ما هو من صنع التجار والتوكيل والابضاع والايداع من صنعهم وعاداتهم ١٢ صفحہ

[4] الوديعة امانة في يد المودع اذا هلكت لم يضمنها لقوله عليه السلام ليس على المستعير غير المغل ضمان ولا على المستودع غير المغل ضمان والحديث اخرجه الدارقطني والبيهقي في سننهما ولان بالناس حاجة الى الاستيداع فلو ضمناه يمتنع الناس عن قبول الودائع فيتعطل مصالحهم ١٢ شرح البداية صفحہ ۲۵۷ وللمودع ان يحفظها بنفسه وبمن في عياله فان حفظها بغيرهم او اودعها ضمن الا ان يقع في داره حريق فيسلمها الى جاره او يكون في سفينة و هو يخاف الغرق فيلقيها الى سفينة اخرى وان خلطها المودع بماله حتى لا يتميز ضمنها فان طلبها صاحبها فحبسها عنه وهو يقدر على تسليمها ضمنها ١٢ قدوری صفحہ ۱۲۲

اب اس کی حفاظت کرنا تم پر واجب ہوگیا اگر حفاظت میں کوتاہی کی۔ اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس کا تاوان یعنی ڈانڈ دینا پڑیگا البتہ اگر حفاظت میں کوتاہی نہیں ہوئی پھر بھی کسی وجہ سے وہ چیز جاتی رہی مثلاً چوری ہوگئی یا گھر میں آگ لگ گئی اس میں جل گئی تو اس کا تاوان وہ نہیں لے سکتی بلکہ اگر امانت رکھتے وقت یہ اقرار کرلیا کہ اگر جاتی رہے تو میں ذمہ دار ہوں مجھ سے دام لے لینا تب بھی اس کو تاوان لینے کا اختیار نہیں یوں تم اپنی خوشی سے دیدو وہ اور بات ہے۔

مسئلہ ۲ کسی نے کہا میں ذرا کام سے جاتی ہوں میری چیز رکھ لو تو تم نے کہا اچھا رکھدو یا تم کچھ نہیں بولیں وہ تمہارے پاس رکھ کے چلی گئی تو امانت ہوگئی البتہ اگر تم نے صاف کہدیا کہ میں نہیں جانتی اور کسی کے پاس رکھا دو یا اور کچھ کہہ کے انکار کردیا پھر بھی وہ رکھ کے چلی گئی تو اب وہ چیز تمہاری امانت میں نہیں ہے البتہ اگر اس کے چلے جانے کے بعد تم نے اُٹھا کر رکھ لیا ہو تو اب امانت ہوجائیگی۔

مسئلہ ۳ کئی عورتیں بیٹھی تھیں اُن کے سپرد کرکے چلی گئی تو سب پر اس چیز کی حفاظت واجب ہے اگر وہ چھوڑ کر چلی گئیں اور وہ چیز جاتی رہی تو تاوان دینا پڑیگا اور اگر سب ساتھ نہ اُٹھ گئیں ایک ایک کرکے اُٹھیں تو جو سب سے اخیر میں رہ گئی اُسی کے ذمہ حفاظت ہوگئی اب وہ اگر چلی گئی اور چیز جاتی رہی تو اُسی سے تاوان لیا جائیگا۔

مسئلہ ۴ جس کے پاس کوئی امانت ہو اس کو اختیار ہے کہ چاہے خود اپنے پاس حفاظت سے رکھے یا اپنی ماں بہن کسی ایسے رشتہ دار اپنے شوہر وغیرہ کے پاس رکھا دیوے کہ ایک ہی گھر میں اس کے ساتھ رہتے ہوں جن کے پاس اپنی چیز بھی ضرورت کے وقت رکھا دیتی ہو لیکن اگر کوئی دیانتدار نہ ہو تو اس کے پاس رکھانا درست نہیں۔ اگر جان بوجھ کے ایسے غیر معتبر کے پاس رکھدیا تو

ف ۱ الودیعۃ ترک عند الامین تمکینہ الایجاب صریحا او کنایۃ او فعلا والقبول من المودع صریحا کقبلت او دلالۃ کما لو سکت عند وضعہ فانہ قبول دلالۃ ۱۲ در مختار رد شامی ص ۴۸۶ ج ۴

ف ۲ لو وضع کتابہ عند قوم فذھبوا وترکوہ ضمنوا اذا ضاع وان قاموا واحدا بعد واحد ضمن الاخیر لانہ تعین للحفظ فتعین للضمان ۱۲ شامی ص ۴۸۶ ج ۴

ف ۳ وللمودع حفظہا بنفسہ وعیالہ وھم من یسکن معہ حقیقۃ او حکما لا من یمونہ وشرط کون من فی عیالہ امینا فلو علم خیانتہ ضمن ۱۲ در و شامی ص ۴۹۰ جلد ۴

ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑیگا اور ایسے رشتہ دار کے سوا کسی اور کے پاس بھی پرائی امانت رکھنا بدون مالک کی اجازت کے درست نہیں چاہے وہ بالکل غیر ہو یا کوئی رشتہ دار بھی لگتا ہو اگر اوروں کے پاس رکھا دیا تو بھی ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑیگا۔ البتہ وہ غیر اگر ایسا شخص ہے کہ یہ اپنی چیزیں بھی اس کے پاس رکھتی ہے تو درست ہے ❖

مسئلہ[۱] کسی نے کوئی چیز رکھائی اور تم بھول گئیں اُسے وہیں چھوڑ کر چلی گئیں تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑیگا یا کوٹھڑی صندوقچہ وغیرہ کا قفل کھولکر تم چلی گئیں اور وہاں اپرے غیرے سب جمع ہیں اور وہ چیز ایسی ہے کہ عرفاً بغیر قفل لگائے اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی تب بھی ضائع ہو جانے سے تاوان دینا ہوگا ❖ **مسئلہ**[۲] گھر میں آگ لگ گئی تو ایسے وقت غیر کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھا دینا جائز ہے لیکن جب وہ عذر جاتا رہے تو فوراً لے لینا چاہیئے۔ اگر اب واپس نہ لیویگی تو تاوان دینا پڑیگا اسی طرح مرتے وقت اگر کوئی اپنے گھر کا آدمی موجود نہ ہو پڑوسی کی سپرد کر دینا درست ہے ❖

مسئلہ[۳] اگر کسی نے کچھ روپے پیسے امانت رکھوائے تو بعینہ ان ہی روپوں (اور) پیسوں کا حفاظت سے رکھنا واجب ہے نہ تو اپنے روپیوں میں ان کا ملانا جائز ہے اور نہ اُن کا خرچ کرنا جائز۔ یہ نہ سمجھو کہ روپے روپے سب برابر لاؤ اسکو خرچ کر ڈالیں جب مانگے گی تو اپنا روپیہ دیدینگے البتہ اگر اس نے اجازت دیدی ہو تو ایسے وقت خرچ کرنا درست ہے لیکن اس کا یہ حکم ہے کہ اگر وہی روپیہ تم الگ رہنے دو تب تو وہ امانت سمجھا جاویگا۔ اگر جاتا رہا تو تاوان نہ دینا پڑیگا۔ اور اگر تم نے اجازت لیکر اسے خرچ کر دیا تو اب وہ تمہارے ذمہ قرض ہو گیا امانت نہیں رہا لہذا اب بہرحال تم کو دینا پڑیگا اگر خرچ کرنے کے بعد تم نے اتنا ہی روپیہ

---

[۱] ولو قال وضعتها بین یدی وقمت ونسیتها فضاعت ضمن ولو قال وضعتها فی داری والمسئلة بحالها ان کان مما لا یحفظ فی عرصة الدار کصرة النقدین ضمن وان کان مما لا یعد عرصتها حصنا له لا یضمن ۱۲ شامی صفحہ ۴۴۰ ج ۴

[۲] فان حفظها بغیرهم ضمن الا ان یخاف الحرق او الغرق فیسلمها الی جاره ۱۲ کنز ۳۴۷

[۳] فان خلطها المودع بماله حتی صار لا تتمیز ضمنها لاستهلاکه ثم لا سبیل للمودع علیها عند ابی حنیفة رحمه الله وعندهما اذا خلطها بجنسها شرکه ان شاء مثل ان یخلط الدراهم البیض بالبیض والسود بالسود والحنطة بالحنطة او الشعیر بالشعیر لهما انه لا یمکنه الوصول الی عین حقه صورة وامکنه معنی بالقسمة فکان استهلاکا من وجه دون وجه فیمیل الی ایهما شاء ۱۲ البحر وغیره صفحہ ۳۱ جلد ۲

اُس کے نام سے الگ کر کے رکھدیا تب بھی وہ امانت نہیں وہ تمہارا ہی روپیہ ہے اگر چوری گیا تو تمہارا گیا اس کو پھر دینا پڑیگا غرضکہ خرچ کرنے کے بعد جب تک اس کو ادا نہ کردو گی تب تک تمہارے ذمّہ رہے گا ✦

مسئلہ [1] سو روپے کسی نے تمہارے پاس امانت رکھائے اس میں سے پچاس تم نے اجازت لیکر خرچ کر ڈالے تو پچاس روپے تمہارے ذمّہ قرض ہوگئے اور پچاس امانت اب جب تمہارے پاس روپیہ ہو تو اپنے پاس کے پچاس روپے اس امانت کے پچاس روپے میں نہ ملاؤ اگر اس میں ملادو گی تو وہ بھی امانت نہ رہینگے یہ پورے سو روپے تمہارے ذمّہ ہوجائیں گے اگر جاتے رہے تو پورے سو دینا پڑینگے کیونکہ امانت کا روپیہ اپنے روپیوں میں ملا دینے سے امانت نہیں رہتا بلکہ قرض ہوجاتا ہے اور ہر حال میں دینا پڑتا ہے ✦

مسئلہ [2] تم نے اجازت لیکر اس کے سو روپے اپنے سو روپے میں ملائے تو وہ سب روپے دونوں کی شرکت میں ہوگئے اگر چوری ہو جائے تو دونوں کا گیا کچھ نہ دینا پڑیگا اور اگر اس میں سے کچھ چوری ہوگیا کچھ رہ گیا تب بھی آدھا اس کا گیا آدھا اسکا اور اگر سو ایک کے ہوں دو سو ایک کے تو اس کے حصّہ کے موافق اس کا جاویگا اس کے حصّہ کے موافق اس کا مثلاً اگر بارہ روپے جاتے رہے تو چار روپے ایک سو روپے والے کے گئے اور آٹھ روپے دو سو والے کے یہ حکم اُسی وقت ہے جب اجازت سے ملائے ہوں اور اگر بغیر اجازت کے اپنے روپے میں ملادیا ہو تو اُس کا وہی حکم ہے جو بیان ہوچکا کہ امانت کا روپیہ بلا اجازت اپنے روپے میں ملا لینے سے قرض ہوجاتا ہے اِس لئے اب وہ روپیہ امانت نہیں رہا جو کچھ گیا تمہارا گیا۔ اس کا روپیہ اس کو بہر حال دینا پڑے گا ✦

مسئلہ [3] کسی نے بکری یا گائے وغیرہ امانت رکھائی تو اس کا دودھ پینا

[1] فان انفق المودع بعضہا ثم رد مثلہ فخلطہ بالباقی ضمن الجمیع جمل مثلہا بانفاق بعضہا وخلط باقیہا بمثلہ فان اخذ بعضہا لنفقۃ ثم بدا لہ فردہ مکانہ ضمن ما ردہ فقط لم یضمن لان التلف من غیر فعل لا یوجب الضمان ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۱۳۱ جلد ۲

[2] فان باذنہ اشترکا کما لو اختلطت بغیر صنعہ فان ہلک ہلک من مالہا جمیعا ویقسم الباقی بینہما علی قدر ما کان لکل واحد منہما کالمال المشترک ۱۲ شامی صفحہ ۶۹۵ جلد ۴

[3] اودعہ حیوانات وغاب فحلب البانہا فخاف فسادہا وہو فی المصر فباع بغیر امر القاضی ضمن وبامرہ لا یضمن ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۴۲ جلد ۴

یا کسی اور طرح اس سے کام لینا درست نہیں البتہ اجازت سے یہ سب جائز
ہو جاتا ہے بلا اجازت جتنا دودھ لیا ہے اس کے دام دینے پڑیں گے +

مسئلہ ۱۱ [۱] کسی نے ایک کپڑا یا زیور یا چارپائی وغیرہ رکھائی اس کی بلا اجازت
اُس کا برتنا درست نہیں اگر اس نے بلا اجازت کپڑا یا زیور پہنا یا چارپائی پر
لیٹی بیٹھی اور اس کے برتنے کے زمانہ میں وہ کپڑا پھٹ گیا۔ یا چور لے گیا یا زیور اور
چارپائی وغیرہ ٹوٹ گئی یا چوری ہو گئی تو تاوان دینا پڑے گا البتہ اگر توبہ کر کے
پھر اسی طرح حفاظت سے رکھدیا پھر کسی طرح ضائع ہوا تو تاوان نہ دینا پڑے گا +

مسئلہ ۱۲ [۲] صندوق میں سے امانت کا کپڑا نکالا کہ شام کو یہی پہنکر فلانی جگہ
جاؤں گی پھر پہننے سے پہلے ہی وہ جانا رہا تو بھی تاوان دینا پڑیگا +

مسئلہ ۱۳ [۳] امانت کی گائے یا بکری وغیرہ بیمار پڑ گئی تم نے اس کی دوا کی اس
دوا سے وہ مر گئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اگر دوا نہ کی اور وہ مر گئی تو تاوان دینا ہوگا

مسئلہ ۱۴ [۴] کسی نے رکھنے کو روپیہ دیا تم نے بٹوے میں ڈال لیا یا ازار بند
میں باندھ لیا لیکن ڈالتے وقت وہ روپیہ ازار بند یا بٹوے میں نہیں پڑا بلکہ
نیچے گر گیا مگر تم یہی سمجھی کہ میں نے بٹوے میں رکھ لیا تو تاوان نہ دینا پڑیگا۔

مسئلہ ۱۵ [۵] جب وہ اپنی امانت مانگے تو فوراً اس کو دیدینا واجب ہے بلا عذر
نہ دینا اور دیر کرنا جائز نہیں اگر کسی نے اپنی امانت مانگی تم نے کہا بہن اس وقت
ہاتھ خالی نہیں کل لے لینا اس نے کہا اچھا کل ہی سہی تب تو خیر کچھ حرج نہیں اور
اگر وہ کل کے لینے پر راضی نہ ہوئی اور نہ دینے سے خفا ہو کر چلی گئی تو اب وہ امانت
نہیں رہی اب اگر جاتی رہیگی تو تم کو تاوان دینا پڑیگا +

مسئلہ ۱۶ [۶] اگر کسی نے اپنا آدمی امانت مانگنے کے لئے بھیجا تم کو اختیار ہے کہ
اس آدمی کو نہ دو اور کہلا بھیجو کہ وہ خود ہی آکر اپنی چیز لیجاویں ہم کسی اور کو نہ دینگے

---

[۱] ولو تعدی المودع فی الودیعۃ بان کانت دابۃ فرکبہا او ثوبا فلبسہ او عبدا فاستخدمہ او اودعہا عند غیرہ ثم ازال التعدی فردہا الی یدہ زال الضمان ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۵۰ جلد ۳

[۲] لو نزع ثوب الودیعۃ لیلا من غرضہ لیلبس ثم سرق لیلا لا یبرأ عن الضمان ۱۲ شامی صفحہ ۵۳۶ جلد ۴

[۳] مرضت دابۃ الودیعۃ فامر المودع انسانا فعالجہا ضمن المالک فیما شاء فلو ضمن المودع لا یرجع علی المعالج ولو ضمن المعالج لا یرجع علی المودع علم انہا للغیر او لا شامی صفحہ ۵۳۴ جلد ۴

[۴] اودع دراہم فی مندیل او ضمنہا فی کمہ او ان ثانی جیبہ ولم تقع فیہ وہو یظن انہا وقعت فیہ لا یضمن ۱۲ شامی صفحہ ۵۹۹ جلد ۴

[۵] اذا طلبہا المالک فقال لا اقدر علی احضارہا الساعۃ فترکہا المالک ذہب ان کان عن رضی لا یضمن وان کان عن غیر رضی ضمن ۱۲ فتاوی ہندیہ صفحہ ۳۵۲ جلد ۴

[۶] ولی الفصول العمادیۃ معزیا الی الجامع ان رسول المودع اذا طلب الودیعۃ لا یدفع الا للذی جاء بہا

ولم یدفع الی الرسول حتی ہلکت فمن ذکر فی الجامع ۔۔۔ [illegible]

اور اگر تم نے اس کو سچا سمجھکر دیدیا اور پھر مالک نے کہا کہ میں نے اس کو نہ بھیجا تھا تم نے کیوں دیا تو وہ تم سے لے سکتا ہے اور تم اس آدمی سے وہ شئے لوٹا سکتی ہو اور اگر اس کے پاس سے وہ شئے جاتی رہی ہو تو تم اس سے دام نہیں لے سکتی ہو اور مالک تم سے دام لیگا +

مانگنے کی چیز کا بیان

مسئلہ [۱] کسی سے کوئی کپڑا یا زیور یا چارپائی برتن وغیرہ کوئی چیز کچھ دن کے لئے مانگ لی کہ ضرورت نکل جانیکے بعد واپس دیجاویگی تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے اب اس کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا واجب ہے اگر باوجود حفاظت کے جاتی رہے تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر تم نے اقرار کرلیا ہو کہ اگر جاویگی تو ہم سے دام لے لینا تب بھی تاوان لینا درست نہیں البتہ اگر حفاظت نہ کی اس وجہ سے جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا اور مالک کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے اپنی چیز لیلے تم کو انکار کرنا درست نہیں اگر مانگنے پر نہ دی تو پھر ضائع ہوجانے پر تاوان دینا پڑے گا +

مسئلہ [۲] جس طرح برتنے کی اجازت مالک نے دی ہو اسی طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف کرنا درست نہیں اگر خلاف کریگی تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑیگا جیسے کسی نے اوڑھنے کو دوپٹہ دیا یہ اس کو بچھا کر لیٹی اس لئے وہ خراب ہوگیا یا چارپائی پر اتنے آدمی لدگئے کہ وہ ٹوٹ گئی یا شیشہ کا برتن آگ پر رکھدیا وہ ٹوٹ گیا یا اور کچھ ایسی خلاف بات کی تو تاوان دینا پڑے گا اسی طرح اگر چیز مانگ لائی اور یہ بدنیتی کی کہ اب اس کو لوٹا کر نہ دونگی بلکہ ہضم کرجاؤنگی تب بھی تاوان دینا پڑے گا +

[۱] ہی (العاریۃ) عبارۃ عن تملیک المنافع بغیر عوض وسمیت عاریۃ لتعریہا عن العوض قال رحمۃ اللہ العاریۃ جائزۃ ای مفیدۃ لملک المنفعۃ لانہا نوع احسان و فعل خیر للمعیران یرجع فی العاریۃ متی شاء لانہا تملیک المنافع و ہی تحدث حالا فحالا فما لم یوجد منہا لم یتصل بقبض فللمتبرع ان یرجع فیہ والعاریۃ امانۃ ان ہلکت من غیر تعد لم یضمن قال علیہ السلام لیس علی المستعیر غیر المغل ضمان فان شرط فیہا الضمان کانت مضمونۃ بالشرط لقولہ علیہ السلام لصفوان بن امیۃ حین استعار منہ دروعا قال رصفوان اغصبا یا محمد فقال لا بل عاریۃ مضمونۃ فاخذہا بالشرط الضمان وفی الینابیع لو قال اعرنی واتبک او تو بکعن ضاع فانا ضامن لہ فالشرط لغو لا یضمن واما الودیعۃ والاجارۃ لا یضمنان ابدا ولو شرط فیہا الضمان ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صـ ۳۲۳ و ۳۲۴ ج ۲ [۲] ومن اطلق المعیر اوا موسرا انتفاع فی الوقت والنوع انتفع ما شاء فی ای وقت شاء وان قیدہ بوقت او نوع او بہما ضمن بالخلاف الی شر فقط لا الی مثل او خیر ۱۲ شرح التنویر صـ ۶ ج ۳

مسئلہ ۳ ؎۱ ایک یا دو دن کے لئے کوئی چیز منگوائی تو اب ایک دو دن کے بعد پھیر دینا ضروری ہے جتنے دن کے وعدہ پر لائی تھی اتنے دن کے بعد اگر نہ پھیریگی تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا ✦

مسئلہ ۴ ؎۲ جو چیز مانگ لی ہے دیکھنا چاہیئے کہ اگر مالک نے زبان سے صاف کہدیا کہ چاہو خود برتو چاہو دوسرے کو دو مانگنے والی کو درست ہے کہ دوسرے کو بھی برتنے کے لئے دیدے اسی طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اس کی اجازت ہے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کر دیا کہ دیکھو تم خود برتنا اور کسی کو مت دینا تو اس صورت میں کسی طرح درست نہیں کہ دوسرے کو برتنے کے لئے دی جائے اور اگر مانگنے والی نے یہ کہکر منگائی ہے کہ میں برتونگی اور مالک نے دوسرے کے برتنے سے منع نہ کیا اور صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کیسی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک ہی طرح برتا کرتے ہیں برتنے میں فرق نہیں ہوتا تب تو خود بھی برتنا درست ہے اور دوسرے کو برتنے کے لئے بھی دینا درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک طرح نہیں برتا کرتے بلکہ کوئی اچھی طرح برتتا ہے کوئی بری طرح تو ایسی چیز تم دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتی ہو اسی طرح اگر یہ کہکر منگائی ہے کہ ہمارا فلانا رشتہ دار یا ملاقاتی برتیگا اور مالک نے تمہارے برتنے نہ برتنے کا ذکر نہیں کیا تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز کو تم نہیں برت سکوگی صرف وہی برتیگا جس کے برتنے کے نام سے منگائی ہے اور اگر تم نے یونہی منگا بھیجی نہ اپنے برتنے کا نام لیا نہ دوسرے کے برتنے کا اور مالک نے بھی کچھ نہیں کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اول قسم کی چیز کو تو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسرے

؎۱ فان قیدہا بوقت ومضی الوقت ولم یردہا ضمن ۱۲ عالمگیری ۵ جلد ۴

؎۲ وان العیر غیرہ سواء کان مما یتفاوت الناس فی الانتفاع بہ اولا یتفاوتون اذا کانت العاریۃ مطلقۃ ولم یشترط علی المستعیر ان ینتفع بہ بنفسہ فاما اذا شرط علیہ ذلک فلیس لہ ان یعیرہ فیما یتفاوت الناس فی الانتفاع بہ ویعیر فیما لا یتفاوتون فیہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۶۶ س ۱۹ جلد ۳

کو بھی برتنے کے لئے دے سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز میں یہ حکم ہے کہ اگر تم نے برتنا شروع کر دیا تب تو دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتیں اور اگر دوسرے سے برتوا لیا تو تم نہیں برت سکتیں خوب سمجھ لیجیؤ +

مسئلہ[۱] ماں باپ وغیرہ کسی کو چھوٹے نابالغ کی چیز کا مانگے دینا جائز نہیں ہے اگر وہ چیز جاتی رہے تو تاوان دینا پڑیگا اسی طرح اگر خود نابالغ اپنی چیز دیوے اس کا لینا بھی جائز نہیں +

مسئلہ[۲] کسی سے کوئی چیز مانگ لائی گئی پھر وہ مالک مرگیا تو اب مرنے کے بعد وہ مانگے کی چیز نہیں رہی اب اس سے کام لینا درست نہیں اسی طرح اگر وہ مانگنے والی مرگئی تو اس کے وارثوں کو اس سے نفع اٹھانا درست نہیں۔

ہبہ یعنی کسی کو کچھ دینے کا بیان

مسئلہ[۳] تم نے کسی کو کوئی چیز دی اور اس نے منظور کر لیا یا منہ سے کچھ نہیں کہا بلکہ تم نے اس کے ہاتھ پر رکھدیا اور اس نے لیلیا تو اب وہ چیز اسی کی ہوگئی اب تمہاری نہیں رہی بلکہ وہی اس کی مالک ہے اس کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں۔ ایک تو اس کے حوالے کر دینا اور اس کا قبضہ کر لینا ہے اگر تم نے کہا یہ چیز ہم نے تم کو دیدی اس نے کہا ہم نے لیلی لیکن ابھی تم نے اس کے حوالہ نہیں کیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا ابھی وہ چیز تمہاری ہی ملک ہے البتہ اگر اس نے اس چیز پر اپنا قبضہ کر لیا تو اب قبضہ کر لینے کے بعد اس کی مالک بنی

مسئلہ[۴] تم نے وہ دی ہوئی چیز اس کے سامنے اس طرح رکھدی کہ اگر وہ اٹھانا چاہے تو لے سکے اور کہدیا کہ لو اس کو لیلو تو اس کے پاس رکھدینے سے بھی وہ مالک بن گئی ایسا سمجھیں گے کہ اس نے اٹھالیا اور قبضہ کر لیا +

---

[۱] لیس للاب اعارة مال طفله در مختار مجتبائی صفحہ ۱۵۲ ج ۲

[۲] العارية كالاجارة تنفسخ بموت احدهما ۱۲ در مختار صفحہ ۱۵۲ ج ۲

[۳] وتصح بالايجاب والقبول والقبض فان قبضها الموهوب له في المجلس بغير امر الواهب جاز وان قبض بعد الافتراق لم يجز الا ان يأذن له الواهب في القبض ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۷۹ ج ۳

[۴] والتمكن من القبض كالقبض فلو وهب لرجل ثيابا في صندوق مقفل ودفع اليه الصندوق لم يكن قبضا لعدم تمكنه من القبض وان كان مفتوحا كان قبضا لتمكنه منه ۱۲ شرح التنوير صفحہ ۱۵۹ ج ۲

مسئلہ ۵۱ - بند صندوق میں کچھ کپڑے دیدیئے لیکن اس کی کنجی نہیں دی تو یہ قبضہ نہیں ہوا جب کنجی دیوے گی تب قبضہ ہوگا اس وقت اس کی مالک بنے گی +

مسئلہ ۵۲ - کسی بوتل میں تیل رکھا ہے یا کچھ اور رکھا ہے تم نے وہ بوتل کسی کو دیدی لیکن تیل نہیں دیا تو یہ دینا صحیح نہیں اگر وہ قبضہ کرلے تب بھی اس کی مالک نہ ہوگی جب اپنا تیل نکال کے دوگی تب وہ مالک ہوگی اور اگر تیل کسی کو دیدیا مگر بوتل نہیں دی اور اس نے بوتل سمیت لے لیا کہ ہم خالی کر کے پھیر دیں گے تو یہ تیل کا دینا صحیح ہے قبضہ کر لینے کے بعد مالک بنجاویگی - غرضکہ جب برتن وغیرہ کوئی چیز دو تو خالی کر کے دینا شرط ہے بغیر خالی کئے دینا صحیح نہیں ہے - اسی طرح اگر کسی نے مکان دیا تو اپنا سارا مال اسباب نکال کے خود بھی اس گھر سے نکل کے دینا چاہیئے +

مسئلہ ۵۳ - اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دو پوری چیز نہ دو تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھو وہ کس قسم کی چیز ہے آدھی بانٹ دینے کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہ رہیگی اگر بانٹ دینے کے بعد اس کام کی نہ رہے جیسے چکی کہ اگر بیچوں بیچ سے توڑ کے دیدو تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی اور جیسے چوکی پلنگ، پتیلی لوٹا کٹورہ پیالہ صندوق جانور وغیرہ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کئے بھی آدھی تہائی جو کچھ دینا منظور ہو دینا جائز ہے اگر وہ قبضہ کرلے تو جتنا حصہ تم نے دیا ہے اس کی مالک بن گئی اور وہ چیز ساجھے میں ہوگئی اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہیگی جیسے زمین - گھر، کپڑے کا تھان جلانے کی لکڑی اناج - غلہ - دودھ دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کئے ان کا دینا صحیح نہیں ہے اگر تم نے کسی سے کہا ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دیدیا وہ کہے ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کرلے تب بھی اس کی مالک نہیں ہوئی ابھی سارا گھی تمہارا ہی ہے ہاں اس کے بعد اگر اس میں کا آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالہ کردیا تو اب البتہ اس کی مالک ہوجاویگی +

۵۱ یہ حاشیہ دیکھو نمبر ۴ صفحہ ۵ دیکھو

۵۲ ہبۃ الشاغل تجوز وہبۃ المشغول لا تجوز والاصل فی جنس ہذہ المسائل ان اشتغال الموہوب بملک الواہب یمنع تمام الہبۃ لان القبض شرط واما اشتغال ملک الواہب بالموہوب فلا یمنع تمام الہبۃ مثالہ وہب جرابا فیہ طعام لا تجوز ولو وہب طعاما فی جراب جازت ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۸۳ طبع مصر

۵۳ وہبۃ المشاع فیما لا یحتمل القسمۃ تجوز من الشریک ومن الاجنبی وہبۃ المشاع فیما یحتمل القسمۃ لا تجوز سواء کانت من شریکہ او من غیر شریکہ ولو قبضہا لم یفد الملک وذکر حسام الدین فی موضع لا یفید وفی موضع آخر تفید ملکا فاسدا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۷۰ جلد ۴

مسئلہ[۶] ایک تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے ملکر آدھا آدھا خریدا تو جب تک تقسیم نہ کرلو تب تک اپنا آدھا حصّہ کسی کو دیدینا صحیح نہیں +

مسئلہ[۷] آٹھ آنہ یا بارہ آنے پیسے دو شخصوں کو دیئے کہ تم دونوں آدھے آدھے لیلو یہ صحیح نہیں بلکہ آدھے آدھے تقسیم کرکے دینا چاہیئے البتہ اگر وہ دونوں فقیر ہوں تو تقسیم کی ضرورت نہیں اور اگر ایک روپیہ یا ایک پیسہ دو آدمیوں کو دیا تو یہ دینا صحیح ہے + مسئلہ[۸] بکری یا گائے وغیرہ کے پیٹ میں بچّہ ہے تو پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا دیدینا صحیح نہیں ہے بلکہ اگر پیدا ہونے کے بعد وہ قبضہ بھی کرلے تب بھی مالک نہیں ہوئی اگر دینا ہو تو پیدا ہونے کے بعد پھر سے دیوے +

مسئلہ[۹] کسی نے بکری دی اور کہا کہ اس کے پیٹ میں جو بچّہ ہے اس کو ہم نہیں دیتے وہ ہمارا ہی ہے تو بکری اور بچّہ دونوں اُسی کے ہوگئے پیدا ہونے کے بعد بچہ لے لینے کا اختیار نہیں + مسئلہ[۱۰] تمہاری کوئی چیز کسی کے پاس امانت رکھی ہے تم نے اسی کو دیدیا اس صورت میں فقط اتنا کہدینے سے کہ میں نے لے لیا اس کی مالک ہو جائیگی اب جاکر دوبارا اس پر قبضہ کرنا شرط نہیں ہے کیونکہ وہ چیز تو اس کے پاس ہی ہے + مسئلہ[۱۱] نابالغ لڑکا یا لڑکی اپنی چیز کسی کو دیدے تو اس کا دینا صحیح نہیں ہے اور اس کی چیز لینا بھی ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں +

بچوں کو دینے کا بیان

مسئلہ[۱۲] ختنہ وغیرہ کسی تقریب میں چھوٹے بچّوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص اس بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے اس لئے وہ سب نیوتہ بچّے کی ملک نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں

---

[۱] یہ حاشیہ دیکھو صفحہ ۵۳ نمبر ۳ میں۔

[۲] واذا تصدق بعشرة دراہم او وہب لفقیرین صح ولو وہب دہب لرجلین نیہا ان صحیحا سح وان غنیین لا لانہ مما یقسم ۱۲ درمختار صفحہ ۱۷۱ جلد ۲

[۳] ولو وہب ما فی بطن جاریۃ او ما فی بطون غنمہ او ما فی ضروعہا من اللبن او دہنا فی سمسم وسلطہ علی قبضہ عند الولادۃ او عند استخراجہ لم یجز لان الموہوب لم یصح العقد علیہ فلا تجوز ہبتہ کما لا یجوز بیعہ ۱۲ فتاویٰ ہندیہ۔

[۴] من وہب جاریۃ الا حملہا صحت الہبۃ وبطل الاستثناء۔ ۱۲ شرح الہدایۃ ص ۲۷۵/۲

[۵] واذا کانت العین فی ید الموہوب لہ ملکہا بالہبۃ وان لم یجدد فیہا قبضا لان العین فی قبضہ والقبض ہو الشرط بخلاف ما اذا باعہ منہ لان القبض فی البیع مضمون فلا ینوب عنہ قبض الامانۃ اما قبض الہبۃ غیر مضمون فینوب عنہ ۱۲ شرح الہدایۃ ص ۲۷۵/۳

[۶] ومن شرائط صحتہا فی الواہب العقل والبلوغ والملک فلا تصح ہبۃ صغیر ورقیق ولو مکاتبا ۱۲ شرح التنویر ص ۱۷۱/۲

[۷] وان وہب لاجنبی تم بقبض ولیہ وہو احد اربعۃ الاب ثم وصیہ ثم الجد ثم وصیہ وان لم یکن فی حجرہم وعند عدمہم تم بقبض من یعولہ کعمہ وامہ واجنبی ولو ملتقطا (باقی ص ۵۵ پر)

سو کریں البتہ اگر کوئی شخص خاص[له] بچہ ہی کو کوئی چیز دیوے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے[سه] اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے جب قبضہ کر لیا تو مالک ہو گیا، اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اس کے قبضہ کر لینے سے اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہیئے اور باپ دادا کے ہوتے ہوئے ماں نانی دادی وغیرہ اور کسی کا قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے +

مسئلہ[له] اگر باپ یا اس کے نہ ہونے کے وقت دادا اپنے بیٹے پوتے کو کوئی چیز دینا چاہے تو بس اتنا کہدینے سے ہبہ صحیح ہو جائیگا کہ میں نے اس کو یہ چیز دیدی اور باپ دادا نہ ہو تو اس وقت ماں بھائی وغیرہ بھی اگر اس کو کچھ دینا چاہیں اور وہ بچہ ان کی پرورش میں بھی ہو ان کے اس کہدینے سے بھی وہ بچہ مالک ہو گیا کسی کے قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے +

مسئلہ[٣ه] جو چیز ہو اپنی سب اولاد کو برابر برابر دینا چاہیئے[ع] لڑکا لڑکی سب کو برابر دے اگر کبھی کسی کو کچھ زیادہ دیدیا تو بھی خیر کچھ حرج نہیں لیکن جسے کم دیا اسکو نقصان دینا مقصود نہ ہو نہیں تو کم دینا درست نہیں ہے +

مسئلہ[٤ه] جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچہ ہی کے کام میں لگانا چاہیئے کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لاویں نہ کسی اور بچہ کے کام میں لاویں +

مسئلہ[٥ه] اگر ظاہر میں بچہ کو دیا مگر یقیناً معلوم ہے کہ منظور تو ماں باپ ہی کو دینا ہے مگر اس چیز کو حقیر سمجھکر بچہ ہی کے نام سے دیدیا تو ماں باپ کی ملک ہے وہ جو چاہیں کریں پھر اس میں بھی دیکھ لیں اگر ماں کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو ماں کا ہے اور اگر باپ کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو باپ کا ہے +

عه گر بلا وجہ ایسا کرنا مکروہ ہے ١٢

بقیہ ۵۴: ولقبضہ لو ممیز العقل والی ان قال ہو عمرو ہدایا الختان من یدی الصبی فالعبرۃ لہ کثیاب الصبیان فالہدیۃ لہ والنظان بالمہدی من اقارب الاب او معارفہ فالاب او من معارف الام فللام ولو قال ہدیت للاب اولہ فالقول لہ وکذا زفاف البنت ١٢ شرح التنویر صـ ۱۲/۲۲

له یہ حاشیہ مسئلہ نمبرا باب ہذا میں ملاحظہ ہو۔

٢ه وہبۃ من لہ ولایۃ علی الطفل فدخل الاخ والعم عند عدم الاب لوفی عیالہم تتم بالعقد لو الموہوب معلوما وکان فی یدہ او ید مودعہ لان قبض الولی ینوب عنہ ١٢ در مختار صـ ۲۲/۲

٣ه لا باس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبۃ لانہا عمل القلب وکذا فی العطایا ان لم یقصد بہ الاضرار وان قصد یسوی بینہم یعطی البنت کالابن عند الثانی وعلیہ الفتوی ١٢ در مختار صـ ۱۹/۲۲۲۵۲

٤ه و ٥ه اذا اہدی الفواکہ للصغیر یحل للوالدین الاکل منہا اذا ارید بذلک لا بوان لکن الاہداء للصغیر استصغارا للہدیۃ ١٢ شامی صـ ۲۸/۸۴

مسئلہ[۱] اپنے نابالغ لڑکے کے لئے کپڑے بنوائے تو وہ لڑکا مالک ہوگیا یا نابالغ لڑکی کے لئے زیور گہنا بنوایا تو وہ لڑکی اس کی مالک ہوگئی اب اُن کپڑوں کا یا اس زیور کا کسی اور لڑکا لڑکی کو دینا درست نہیں جس کے لئے بنوائے ہیں اسی کو دیدے البتہ اگر بنانے کے وقت صاف کہدیا کہ یہ میری ہی چیز ہے مانگے کے طور پر دیتا ہوں تو بنوانے والے کی رہے گی اکثر دستور ہے کہ بڑی بہنیں بعض وقت چھوٹی نابالغ بہنوں سے یا خود ماں اپنی لڑکی سے دوپٹہ وغیرہ کچھ مانگ لیتی ہیں تو ان کی چیز کا ذرا دیر کے لئے مانگ لینا بھی درست نہیں +

مسئلہ[۲] جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو دے نہیں سکتا اسی طرح باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز کے دینے کا اختیار نہیں اگر ماں باپ اس کی چیز کسی کو بالکل دیدیں یا ذرا دیر یا کچھ دن کے لئے مانگے دیویں تو اس کا لینا درست نہیں البتہ اگر ماں باپ کو نہوت کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو اور وہ چیز کہیں اور سے ان کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے[۳]

مسئلہ[۴] باپ ماں کو بچہ کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں بلکہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں خوب یاد رکھو +

دے کر پھیر لینے کا بیان

مسئلہ[۵] کچھ دے کر پھیر لینا بڑا گناہ ہے لیکن اگر کوئی واپس لیلے اور جسکو دی تھی وہ اپنی خوشی سے دے بھی دیوے تو اب پھر اس کی مالک بنجائیگی مگر بعضی باتیں ایسی ہیں جس سے پھیر لینے کا اختیار بالکل نہیں رہتا مثلاً تم نے کسی کو بکری دی اس نے کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا تو پھیرنے کا اختیار نہیں ہے یا کسی کو زمین دی اس میں اُس نے گھر بنالیا یا باغ لگایا تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں یا کپڑا دینے کے بعد

---

۱ ولیہا اتخذ لولدہ ثیابا ثم اراد دفعہا لغیرہ لیس لہ ذلک مالم یبین وقت الاتخاذ انہا عاریۃ ۱۲ در مختار صفحہ ۵۶۵ جلد ۴

۲ لایجوز ان یہب شیئا من مال طفلہ ولو بعوض ۱۲ در مختار صفحہ ۵۶۰ جلد ۴

۳ فاذا احتاج الاب الی مال ولدہ فان کان فی المصر واحتاج لفقرہ اکل بغیر شیئ وان کان فی المفازۃ واحتاج الیہ لانعدام الطعام معہ فلہ الاکل بالقیمۃ ۱۲ شامی صفحہ ۵۸۶ جلد ۴

۴ وان وہب ہبۃ لذی رحم محرم منہ فلا رجوع فیہا وکذا اذا کان سلمہا الیہ اما قبل ذلک فلا رجوع ولکن اذا وہب لہ جاریۃ فی دار الحرب فاخرجہا الی دار الاسلام فلا رجوع فیہا ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۱۶۳ جلد ۲

اس نے کپڑے کو سی لیا یا رنگ لیا یا دھلوالیا تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں۔

مسئلہ[۱] تم نے کسی کو بکری دی اس کے دو ایک بچے ہوئے تو پھیرنے کا اختیار باقی ہے لیکن اگر پھیرے تو صرف بکری پھیر سکتی ہے وہ بچہ نہیں لے سکتی +

مسئلہ[۲] دینے کے بعد اگر دینے والا یا لینے والا مرجائے تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا + مسئلہ[۳] تم کو کسی نے کوئی چیز دی پھر اس کے بدلے میں تم نے بھی کوئی چیز اس کو دیدی اور کہدیا لو بہن اس کے عوض تم یہ لیلو تو بدلہ لینے کے بعد اب اس کو پھر اختیار نہیں ہے البتہ اگر تم نے یہ نہیں کہا کہ ہم اس کے عوض میں دیتے ہیں تو وہ اپنی چیز پھیر سکتی ہے اور تم اپنی چیز بھی پھیر سکتی ہو +

مسئلہ[۴] بی بی نے اپنے میاں کو یا میاں نے اپنی بی بی کو کچھ دیا تو اس کے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر کسی نے ایسے رشتہ دار کو کچھ دیا جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور وہ رشتہ خون کا ہے جیسے بھائی بہن بھتیجا بھانجا وغیرہ تو اس سے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر قرابت اور رشتہ تو ہے لیکن نکاح حرام نہیں ہے جیسے چچا زاد پھوپھی زاد بہن بھائی وغیرہ۔ یا نکاح تو حرام ہے لیکن نسب کے اعتبار سے قرابت نہیں یعنی وہ رشتہ خون کا نہیں بلکہ دودھ کا رشتہ یا اور کوئی رشتہ ہے جیسے دودھ شریک بھائی بہن وغیرہ یا داماد ساس خسر وغیرہ تو ان سب سے پھیر لینے کا اختیار ہی رہتا ہے +

مسئلہ[۵] جتنی صورتوں میں پھیر لینے کا اختیار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بھی پھیر دینے پر راضی ہوجائے اس وقت پھیر لینے کا اختیار ہے جیسا اوپر آچکا لیکن گناہ اس میں بھی ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو اور نہ پھیرے تو بدون قضا قاضی کے زبردستی پھیر لینے کا اختیار نہیں اور اگر زبردستی بدون قضا کے پھیر لیا تو یہ مالک نہ ہوگا +

---

[۱] ولو ولدت الموہوبۃ ولدا کان للواہب ان یرجع فی الام وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی لا یرجع فیہا حتی یستغنی الولد عنہا ثم یرجع فی الام دون الولد ۱۲ عالمگیری ص[illegible]

[۲] واذا وہب ہبۃ لاجنبی فلا الرجوع فیہا الا ان یعوضہ عنہا او یموت احد المتعاقدین لان بموت الموہوب لہ ینتقل الملک الی الورثۃ وکذا مات الواہب فوارثہ اجنبی عن العقد ۱۲ شرح الوقایۃ [illegible]

[۳] واذا قال الموہوب لہ للواہب خذ ہذا عوضا عن ہبتک او بدلا عنہا او فی مقابلتہا فقبضہ الواہب سقط الرجوع ۱۲ شرح الوقایۃ [illegible]

[۴] ولا اذا وہب احد الزوجین لصاحبہ لا یرجع فی الہبۃ وان انقطع النکاح بینہما (ولذی رحم محرم) ولا یرجع فی الہبۃ من المحارم بالقرابۃ کالآباء والامہات وان علوا واولاد الاولاد وان سفلوا واولاد البنین والبنات فی ذلک سواء وکذلک الاخوۃ والاخوات والاعمام والعمات والمحرمیۃ بالسبب لا بالقرابۃ لا تمنع الرجوع کالآباء والامہات والاخوۃ والاخوات من الرضاع وکذا المحرمیۃ بالمصاہرۃ کامہات

المنسل المعال بالسبب وازواج البنین والبنات ۱۲ عالمگیری ص[illegible]

مسئلہ[۵۱] جو کچھ ہبہ کر دینے کے احکام بیان ہوئے ہیں اکثر خدا کی راہ میں خیرات دینے کے بھی وہی احکام ہیں مثلاً بغیر قبضہ کئے فقیر کی ملک میں چیز نہیں جاتی اور جس چیز کا تقسیم کے بعد دینا شرط ہے اس کا یہاں بھی تقسیم کے بعد دینا شرط ہے جس چیز کا خالی کر کے دینا ضروری ہے یہاں بھی خالی کر کے دینا ضروری ہے البتہ دو باتوں کا فرق ہے ایک ہبہ میں رضامندی سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے اور یہاں پھیر لینے کا اختیار نہیں رہتا دوسرے[۵۲] آٹھ دس آنہ پیسے یا آٹھ دس روپے اگر دو فقیروں کو دیدو کہ تم دونوں بانٹ لینا تو یہ بھی درست ہے اور ہبہ میں اس طرح درست نہیں ہوتا + مسئلہ[۵۳] کسی فقیر کو پیسہ دینے لگو مگر دھوکے سے اٹھنی چلی گئی تو اس کے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے +

کرایہ پر لینے کا بیان

مسئلہ ۱[۵۴] جب تم نے مہینہ بھر کے لئے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینے کے بعد کرایہ دینا پڑیگا چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو کرایہ بہر حال واجب ہے +

مسئلہ ۲[۵۵] درزی کپڑا سی کر یا رنگریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے اس کی مزدوری نہ لیلے تب تک تم کو کپڑا نہ دے بغیر مزدوری دیئے اس سے زبردستی لینا درست نہیں اور اگر کسی مزدور سے غلّہ کا ایک بورا ایک آنہ پیسہ کے وعدہ پر اٹھوایا تو اپنی مزدوری مانگنے کے لئے تمہارا غلّہ نہیں روک سکتا کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلّہ میں کوئی بات نہیں پیدا ہوئی اور پہلی صورتوں میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہو گئی +

مسئلہ ۳[۵۶] اگر کسی نے یہ شرط کر لی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی

---

[۵۱] والصدقة کالہبة بجامع التبرع وحینئذ لا تصح غیر مقبوضة ولا فی مشاع یقسم ولا رجوع فیہا ولو علی غنی لان المقصود فیہا الثواب لا العوض ولو اختلفا فقال الواہب ہبة وقال الآخر صدقة فالقول للواہب ۱۲ در مختار ص ۱۶۷ ج ۲

[۵۲] واذا تصدق بعشرة دراہم او وہبہا لفقیرین صح لان الہبة للفقیر صدقة والصدقة یراد بہا وجہ اللّٰہ وہو واحد فلا شیوع لا لغنیین لان الصدقة علی الغنی ہبة فلا تصح للشیوع ای لا تملک حتی لو قسمہا وسلمہا صح ۱۲ در مختار صفحہ ۱۶۱ جلد ۲

[۵۳] تصدق علی فقیر بشئ علی ظن انہ فلس فلیس لہ ان یسترد ظاہرا ۱۲ عالمگیری ص ۴

[۵۴] واذا قبض المستاجر الدار فعلیہ الاجر وان لم یسکنہا ۱۲ ہدایہ ص ۲۹۳ ج ۳ فیجب الاجر لدار قبضت ولم تسکن لوجود تمکنہ من الانتفاع ۱۲ در مختار صفحہ ۱۶۸ جلد ۳

[۵۵] وکل صانع لعملہ اثر فی العین کالقصار والصباغ فلہ ان یحبس العین بعد الفراغ عن عملہ حتی یستوفی الاجر ومن لیس لعملہ اثر فی العین فلیس لہ ان یحبس العین للاجر کالحمال والملاح ۱۲ قدوری ص ۹

[۵۶] واذا اشترط علی الصانع ان یعمل بنفسہ فلیس لہ ان یستعمل غیرہ وان اطلق لہ العمل فلہ ان یستاجر من یعملہ ۱۲ قدوری ص ۹۵

دھونا تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کرا سکتی ہے +

اجارۂ فاسدہ کا بیان

مسئلہ[1] اگر مکان کرایہ پر لیتے وقت کچھ مدت نہیں بیان کی کہ کتنے دن کے لئے ایک روپیہ دیا ہے یا کرایہ نہیں مقرر کیا یوں ہی لے لیا یا یہ شرط کر لی کہ جو کچھ اس میں گر پڑ جائے گا وہ بھی ہم اپنے پاس سے بنوا دیا کریں گے یا کسی کو گھر اس وعدہ پر دیا کہ اس کی مرمت کرا دیا کرے اور اس کا یہی کرایہ ہے یہ سب اجارہ فاسد ہے اور اگر یوں کہدے کہ تم اس گھر میں رہو اور مرمت کر دیا کرو کرایہ کچھ نہیں تو یہ رعایت[2] ہے اور جائز ہے + مسئلہ[3] کسی نے یہ کہکر کرایہ پر لیا کہ دو روپے ماہوار کرایہ دیا کریں گے تو ایک ہی مہینے کے لئے اجارہ صحیح ہوا مہینے کے بعد مالک کو اس میں سے اٹھا دینے کا اختیار ہے پھر جب دوسرے مہینے میں تم رہ پڑے تو ایک مہینہ کا اجارہ اب اور صحیح ہو گیا اسی طرح ہر مہینے میں نیا اجارہ ہوتا رہیگا البتہ اگر یہ بھی کہدیا کہ چار مہینے یا چھ مہینے رہونگا تو جتنی مدت بتلائی ہے اتنی مدت تک اجارہ صحیح ہوا اس سے پہلے مالک تم کو نہیں اٹھا سکتا +

مسئلہ[4] پیسنے کے لئے کسی کو گیہوں دیئے اور کہا کہ اس میں سے پاؤ بھر آٹا پسائی لے لینا یا کھیت کٹوایا اور کہا کہ اسی میں سے اتنا غلہ مزدوری لے لینا یہ سب فاسد ہے + مسئلہ[5] اجارۂ فاسد کا یہ حکم ہے کہ جو کچھ طے ہوا ہے وہ نہ دلایا جاوے گا بلکہ اتنے کام کے لئے جتنی مزدوری کا دستور ہو یا ایسے گھر کے لئے جتنے کرایہ کا دستور ہو وہ دیا جائیگا لیکن اگر دستور زیادہ ہے اور طے کم ہوا تھا تو پھر دستور کے موافق نہ دیا جائیگا بلکہ وہی دیا جاوے گا جو طے ہوا ہے

[1] باب الاجارة الفاسدة الفاسدة من العقود ما كان مشروعا باصله دون وصفه والباطل ما ليس مشروعا اصله الا اصله ولا بوصفه وتفسد الاجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما افسد البيع مما مر يفسده كجهالة اجور او اجرة او مدة او عمل كشرط طعام عبد وعلف دابة ومرمة دار وعشر او خراج ۱۲ در مختار

[2] ولو العارية امانة في يد المستعير ان هلك من غير تعد لم يضمن المستعير واعلم ان رجلا دفع داره على ان يسكنها ويرمها ولا اجر عليه فهو عارية لانه لم يشترط الاجرة فان المرمة نفقة الدار ونفقة المستعار على المستعير ۱۲ عالمگیری

[3] ومن استاجر دارا كل شهر بدرهم فالعقد صحيح في شهر واحد فاسد في بقية الشهور الا ان يسمي جملة الشهور معلومة لانه كان لكل واحد منهما ان ينقض الاجارة لانتهاء العقد فان سكن ساعة من الشهر الثاني صح العقد فيه ولم يكن للمؤجر ان يخرجه الى ان ينقضي وكذلك كل شهر في اوله ساعة لانه تم العقد بتراضيهما بالسكنى في الشهر الثاني ۱۲ الجوهرة صفحہ ۲۰۳ جلد ۱

[4] ولا نذر نفع عمل الاجير ... يصح ابتداء خيار القصص

[5] الغزل لا ستاجر نحلا لنحيل طاريه بعضه ... فسدت في الكل لانه استاجره بجزء من عمله ... الدر المختار صفحہ ... جلد ۲

غرضکہ جو کم ہو اس کے پانے کا مستحق ہے +

مسئلہ ۵[1] گانے بجانے، ناچنے، بندر نچانے وغیرہ جتنی بیہودگیاں ہیں انکا اجارہ صحیح نہیں بالکل باطل ہے اس لئے کچھ نہ دلایا جائیگا +

مسئلہ ۶[2] کسی حافظ کو نوکر رکھا کہ اتنے دن تک فلانے کی قبر پر پڑھا کرو اور ثواب بخشا کرو یہ صحیح نہیں باطل ہے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملیگا نہ مردے کو اور یہ کچھ تنخواہ پانے کا مستحق نہیں +

مسئلہ ۷[3] پڑھنے کے لئے کوئی کتاب کرایہ پر لی تو یہ صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔

مسئلہ ۸[4] یہ جو دستور ہے کہ بکری گائے بھینس کے گابھن کرنے میں جس کا بکرا بیل بھینسا ہوتا ہے وہ گابھن کرائی لیتا ہے یہ بالکل حرام ہے +

مسئلہ ۹[5] بکری یا گائے بھینس کو دودھ پینے کے لئے کرایہ پر لینا درست نہیں

مسئلہ ۱۰[6] جانور کو ادھیان پر دینا درست نہیں یعنی یوں کہنا کہ یہ مرغیاں یا بکریاں لے جاؤ اور پرورش سے اچھی طرح رکھو جو کچھ بچے ہوں وہ آدھے تمہارے آدھے ہمارے یہ درست نہیں +

مسئلہ ۱۱[7] گھر سجانے کے لئے جھاڑ فانوس وغیرہ کرایہ پر لینا درست نہیں اگر لایا بھی تو وہ دینے والا کرایہ پانے کا مستحق نہیں البتہ اگر جھاڑ فانوس جلانے کے لئے لایا ہو تو درست ہے + مسئلہ ۱۲[8] کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی تو معمول سے زیادہ بہت آدمیوں کا لدجانا درست نہیں۔ اسی طرح ڈولی میں بلا کہاروں کی اجازت کے دُو۔ دُو بیٹھ جانا درست نہیں ہے +

مسئلہ ۱۳[9] کوئی چیز کھو گئی اس نے کہا جو کوئی ہماری چیز بتلا دے کہ کہاں ہے اس کو ایک پیسہ دیں گے تو اگر کوئی بتا دیوے تب بھی پیسہ پانے کی مستحق نہیں ہے، کیونکہ یہ اجارہ صحیح نہیں ہوا اور اگر کسی خاص آدمی سے کہا ہو کہ اگر تو بتلا دے تو

---

[1] ولا یجوز الاستیجار علی الغناء والنوح وکذا سائر الملاہی لانہ استیجار علی المعصیۃ والمعصیۃ لاتستحق بالعقد ۱۲ شرح الہدایہ ص ۳ ج ۳

[2] لا یصح الاستیجار علی القراءۃ واہداءہا الی المیت لانہ لم ینقل عن احد من الائمۃ الاذن فی ذلک وقد قال العلماء ان القاری اذا قرأ لاجل المال فلا ثواب لہ فای شیئ یہدیہ الی المیت ۱۲ شامی ص ۵۲ ج ۵

[3] وکذا ای لا یصح الاجارۃ لو استاجر کتبا لیقرأ فیہا شعرا کان او غیر ذلک ولا اجر لہ وان قرأ وکذلک اجارۃ المصحف ۱۲ عالمگیری ص ۲۳۶ ج ۴ ودر مختار صفحہ ۳۲ جلد ۵

[4] ولا یجوز اخذ اجرۃ عسب التیس وہو ان یوجر فحلا لینزو علی الاناث والعسب ہو الاجرۃ التی توخذ علی ضرب الفحل ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ ص ۲۷۳ ج ۱

[5] ولا یجوز اجارۃ الشجر علی ان الثمر للمستاجر وکذلک لو استاجر بقرۃ او شاۃ لیکون اللبن او الولد لہ ۱۲ عالمگیری ص ۲۶۹ ج ۵ استاجر شاۃ لارضاع ولدہ لم یجز ۱۲ درمختار ص ۴۵ ج ۵

[6] لو دفع بزر القز او البقرۃ او دجاجا الی آخر بالعلف مناصفۃ فالحاصل کلہ للمالک لحدوثہ من ملکہ وعلیہ قیمۃ العلف واجر مثل العامل ۱۲ درمختار ص ۱۷۱ ج ۳

[7] رجل استاجر دابۃ لیربطہا علی باب یری الناس انہ لہ او آنیۃ لیضعہا فی بیتہ یتجمل بہا ولا یستعملہا فالاجارۃ فاسدۃ ولا اجر ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۷ ج ۵ ودر مختار ص ۳۲ ج ۵

[8] بخلاف الحمل فانہ اشترط فیہ انسانین معلومین فلیس لہ ان یحمل غیرہما الا برضا الحمال ۱۲ عالمگیری ص ۲۶۸ ج ۵

[9] من ضل لہ شیئ فقال من دلنی علیہ فلہ کذا فدلہ واحد لا یستحق شیئا فان قال ذلک لواحد فدلہ ہو بالکلام فکذلک وان مشی معہ حتی ارشدہ فلہ الاجر ۱۲ عالمگیری ص ۲۵۴ ج ۴

پیسہ دوں گی تو اگر اس نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے بتلا دیا تو کچھ نہ پاوے گی اور اگر کچھ چل کے بتلا دیا ہو تو پیسہ دھیلا جو کچھ وعدہ تھا ملے گا +

تاوان لینے کا بیان

مسئلہ ۱؎ رنگریز، دھوبی، درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اس کے پاس امانت ہے اگر چوری ہو جائے یا اور کسی طرح بلا قصد مجبوری سے ضائع ہو جائے تو ان سے تاوان لینا درست نہیں البتہ اگر اس نے اس طرح کندی کی کہ کپڑا پھٹ گیا یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھا دیا وہ خراب ہو گیا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے اسی طرح جو کپڑا اس نے بدل دیا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر کپڑا کھو گیا اور وہ کہتا ہے معلوم نہیں کیونکر گیا اور کیا ہوا اس کا تاوان لینا بھی درست ہے اور اگر وہ کہے کہ میرے یہاں چوری ہو گئی اس میں جاتا رہا تو تاوان لینا درست نہیں +

مسئلہ ۲؎ کسی مزدور کو گھی تیل وغیرہ گھر پہنچانے کو کہا اس سے رستہ میں گر پڑا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے +

مسئلہ ۳؎ اور جو پیشہ ور نہیں بلکہ خاص تمہارے ہی کام کے لئے ہے مثلاً نوکر چاکر یا وہ مزدور جس کو تم نے ایک دن یا دو چار دن کے لئے رکھا ہے اس کے ہاتھ سے جو کچھ جاتا رہے اس کا تاوان لینا جائز نہیں البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کر دے تو تاوان لینا درست ہے + مسئلہ ۴؎ لڑکا کھلانے پر جو نوکر ہے اس کی غفلت سے اگر بچہ کا زیور یا اور کچھ جاتا رہے تو اس کا تاوان لینا درست نہیں ہے +

۱؎ والاجیر علی ضربین اجیر مشترک واجیر خاص فالمشترک من لا یستحق الاجرة حتی یعمل کالصباغ والقصار والمتاع امانة فی یده ان هلک لم یضمن شیئا عند ابی حنیفة رحمہ اللہ وقال الضمیر وما تلف بعمله کتخریق الثوب من دقه وزلق الحمال وانقطاع الحبل الذی یشد به الحمل وغرق السفینة من مدها مضمون علیه ۱۲ ہدایہ صفحہ ۹۲۔

۲؎ دیکھو مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا

۳؎ و ۴؎ ولا یضمن ان حیرالخاص ما هلک فی یده او بعمله بغیر صنعه بالاجماع وذلك کالخادم الذی طیبه فان امره بعمل فعمل فهو ضمن ما تولد منه ۱۲ شامی صفحہ ۵۹ فلا ضمان علی ظئر صبی ضاع فی یدها دسرق ما علیہ ۲ درمختار صفحہ ۵۹

اجارہ کے توڑ دینے کا بیان

مسئلہ ۱ کوئی گھر کرایہ پر لیا وہ بہت ٹپکتا ہے یا کچھ حصہ اس کا گر پڑا یا اور کوئی ایسا عیب نکل آیا جس سے اب رہنا مشکل ہے تو اجارہ کا توڑ دینا درست ہے اور اگر بالکل ہی گر پڑا تو خود ہی اجارہ ٹوٹ گیا تمہارے توڑنے اور مالک کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں رہی +

مسئلہ ۲ جب کرایہ لینے والے اور دینے والے میں سے کوئی مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جاتا ہے + مسئلہ ۳ اگر کوئی ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ کرایہ کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑ دینا صحیح ہے مثلاً کہیں جانے کے لئے بہلی کو کرایہ کیا۔ پھر رائے بدل گئی اب جانے کا ارادہ نہیں رہا تو اجارہ توڑ دینا صحیح ہے +

مسئلہ ۴ یہ جو دستور ہے کہ کرایہ طے کر کے اس کو کچھ بیعانہ دیدیتے ہیں اگر جانا ہوا تو پھر اس کو پورا کرایہ دیتے ہیں اور وہ بیعانہ اس کرایہ میں مجرا ہو جاتا ہے اور جو جانا نہ ہوا تو وہ بیعانہ ہضم کر لیتا ہے واپس نہیں دیتا یہ درست نہیں ہے بلکہ اس کو واپس دینا چاہیئے +

بلا اجازت کسی کی چیز لے لینے کا بیان

مسئلہ ۵ کسی کی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اس کی بغیر اجازت لے لینا بڑا گناہ ہے بعضی عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی عزیز کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہیں یہ بھی درست نہیں ہے جو چیز بلا اجازت لے لی تو اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہٖ وہی پھیر دینا چاہیئے اور اگر خرچ ہو گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیز تھی کہ اسی کی مثل بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلہ، گھی، تیل، روپیہ

ف ۱ واذا قبض المستاجر الدار فعلیه الاجرة وان لم یسکنها وان وجد بها عیبا یضره بالسکنی فله الفسخ لانه لا یمکنه الانتفاع بها الا بضرر وللمستاجر الانفراد بالفسخ ولا یحتاج الی القضاء واذا خربت الدار او انقطع شرب الضیعة او انقطع الماء عن الرحی انفسخت الاجارة ۱۲ الجوهرة النیرة ص ۲۷۷ ج ۱
ف ۲ اذا مات احد المتعاقدین وقد عقد الاجارة لنفسه انفسخت الاجارة ۱۲ قدوری ص ۹۶
ف ۳ وتنفسخ الاجارة بالاعذار کمن استاجر دکانا فی السوق لیتجر فیه فذهب ماله ۱۲ قدوری ص ۹۶ ومن استاجر دابة لیسافر علیها ثم بدا له من السفر فهو عذر لا یجبر علی السفر لان فی ذلک ضررا علیه وکذا اذا مرض المکتری لانه لا یمکنه السفر الا بضرر والمکتری اذا اراد فی بلد ثم بدا له السفر وترک المقام فله الفسخ وللمکری ان یستحلفه عند الحاکم لانه یجوز ان یرید الفسخ لمعنی آخر غیر ما اظهره ۲ شرح المختصر للبغدادی ص ۲۷۷ ج ۱
ف ۴ ولا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بلا سبب شرعی ۱۲ عالمگیری تعزیر ص ۵۴ ج ۲
ف ۵ کتاب الغصب هو فی اللغة اخذ الشیء من الغیر علی سبیل التغلب سواء کان مالا او غیر مال وفی الشرع عبارة عن اخذ مال متقوم محترم بغیر اذن المالک علی وجه یزیل یده عنه ۱۲ الجوهرة النیرة ص ۲۲ ج ۲ واما حکمه فالاثم والمغرم عند العلم وان کان بدون العلم بان ظن ان المأخوذ ماله او اشتری عینا ثم ظهر استحقاقه فالمغرم ۱۲ عالمگیری ص ۱۱۹ ج ۵ ویجب علی الغاصب رد عینه علی المالک وان عجز عن رد عینه بهلاکه فی یده بفعله او بغیر فعله فعلیه مثله ان کان مثلیا کالمکیل والموزون فان لم یقدر علی مثله فعلیه قیمته وان کان من غیر ذوات الامثال فعلیه قیمته یوم الغصب ۱۲ عالمگیری ص ۱۱۹ ج ۵

پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی چیز منگا کر دیدینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز لیکر ضائع کر دی کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا پڑے گی جیسے مُرغی، بکری، امرود، نارنگی، ناشپاتی +

مسئلہ[1] چارپائی کا ایک آدھ پایا ٹوٹ گیا یا پٹی یا چول ٹوٹ گئی یا اور کوئی چیز لیلی تھی وہ خراب ہو گئی تو خراب ہونے سے جتنا اس کا نقصان ہوا ہو دینا پڑیگا

مسئلہ[2] پرائے روپیہ سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو کچھ نفع ہوا اس کا لینا درست نہیں بلکہ اصل روپیہ مالک کو واپس دے اور جو کچھ نفع ہو اس کو ایسے لوگوں کو خیرات کر دے جو بہت محتاج ہوں +

مسئلہ[3] کسی کا کپڑا پھاڑ ڈالا تو اگر تھوڑا پھٹا ہے تب تو جتنا نقصان ہوا ہے اتنا تاوان دلادیں گے اور اگر ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب اس کام کا نہیں رہا جس کام کے لئے پہلے تھا مثلاً دوپٹہ ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب دوپٹہ کے قابل نہیں رہا کرتیاں البتہ بن سکتی ہیں تو یہ سب کپڑا اسی پھاڑنے والے کو دیدے اور ساری قیمت اس سے پھیر لے

مسئلہ[4] کسی کا نگینہ لیکر انگوٹھی پر رکھا لیا تو اب اس کی قیمت دینا پڑیگی انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکلوا دینا واجب نہیں +

مسئلہ[5] کسی کا کپڑا لیکر رنگ لیا تو اس کو اختیار ہے چاہے رنگا رنگایا کپڑا لیلے اور رنگنے سے جتنے دام بڑھ گئے ہیں اتنے دام دیدے اور چاہے اپنے کپڑے کے دام لیلے اور کپڑا اسی کے پاس رہنے دے +

مسئلہ[6] تاوان دینے کے بعد پھر اگر وہ چیز مل گئی تو دیکھنا چاہیئے کہ تاوان اگر مالک کے بتانے کے موافق دیا ہے تو اب اس کا پھیرنا واجب نہیں اب وہ اس کی ہو گئی اور اگر اس کے بتلانے سے کم دیا ہے تو اس کا تاوان پھیر کر اپنی چیز لے سکتی ہے +

له فان هلك المغصوب في يد الغاصب بفعله او بغير فعله فعليه ضمانه وان نقص في يده فعليه ضمان النقصان ۱۲ قدوری ص۱۲۲

۲له ومن غصب الفا فاشترى بها جارية فباعها بالفين ثم اشترى بالالفين جارية فباعها بثلثة آلاف درهم فانه يتصدق بجميع الربح ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۵۹ جلد ۲

۳له ومن خرق ثوب غيره خرقا يسيرا ضمن نقصانه والثوب لمالكه وان خرق خرقا كثيرا يبطل عامة منفعته فلمالكه ان يضمنه جميع قيمته ۱۲ قدوری ص۱۲۳ و ہدایہ ص۳۶۲ ج۴

۴له ومن غصب ساجة فبنى عليها زال ملك مالكها عنها ولزم الغاصب قيمتها ۱۲ قدوری ص۱۲۲

۵له ومن غصب ثوبا فصبغه احمر او سويقا فلته بسمن فصاحبه بالخيار ان شاء ضمنه قيمة ثوب ابيض ومثل سويق ومسلمها للغاصب وان شاء اخذهما وضمن زيادة الصبغ والسمن فيهما ۱۲ قدوری ص۱۲۳ و عالمگیری ص۱۲۱ ج۵

۶له فاذا ظهرت العين وقيمتها اكثر مما ضمن وقد ضمنها بالقيل المالك او ببينة اقامها او بنكول الغاصب عن اليمين فلا خيار للمالك وهو للغاصب وان كان ضمنها بقول الغاصب

مع يمينه فالمالك بالخيار ان شاء امضى الضمان وان شاء اخذ العين ورد العوض ۱۲ ہدایہ ص۳۶۲ ج۴

مسئلہ ۱؎ پرائی بکری یا گائے گھر میں چلی آئی اس کا دودھ دوہنا حرام ہے جتنا دودھ لیو یگی اس کے دام دینا پڑینگے صفحہ ۱۹ ج ۵ درو (صفحہ ۶۲ ج ۲ فتاوی ہندیہ)

مسئلہ ۲؎ سوتی تاگا کپڑے کی چٹ پان تمباکو کتھا ڈلی کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا درست نہیں جو لیا ہے اس کے دام دینا واجب ہیں یا اس سے کہہ کے معاف کرا لیوے نہیں تو قیامت میں دینا پڑیگا +

مسئلہ ۳؎ شوہر اپنے واسطے کوئی کپڑا لایا قطع کرتے وقت کچھ اس میں سے بچا کر چرا رکھا اور اس کو نہیں بتایا یہ بھی جائز نہیں جو کچھ لینا ہو کہہ کے لو اور اجازت نہ دے تو نہ لو +

شرکت کا بیان

مسئلہ ۴؎ ایک آدمی مرگیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا تو اس کا سارا مال سب حقداروں کی شرکت میں ہے جب تک سب سے اجازت نہ لیلے تب تک اس کو اپنے کام میں کوئی نہیں لاسکتی اگر لاویگی اور نفع اٹھاویگی تو گناہ ہوگا۔

مسئلہ ۵؎ دو بیبیوں نے ملکر کچھ برتن خریدے تو وہ برتن دونوں کے ساجھے میں ہیں بے اس دوسری کی اجازت لئے اکیلے ایک کو برتنا اور کام میں لانا بیچڈالنا وغیرہ درست نہیں + مسئلہ ۶؎ دو بیبیوں نے اپنے اپنے پیسے ملاکر ساجھے میں امرود، نارنگی، بیر، آم، جامن، ککڑی، کھیرے، خربوزے وغیرہ کوئی چیز مول منگائی اور جب وہ چیز بازار سے آئی تو اس وقت ان میں سے ایک ہے اور ایک کہیں گئی ہوئی ہے تو یہ نہ کرو کہ آدھا خود لیلو اور آدھا اس کا حصہ نکال کے رکھدو کہ جب وہ آئیگی تو اپنا حصہ لے لیگی جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹ لینا درست نہیں ہے اگر بے اس کے آئے اپنا حصہ الگ کر کے کھا گئی تو

۱؎ لو الزوائد المنفصلة متصلة او منفصلة كالولد واللبن والصوف والسمن المحال لا تكون مضمونة بل تحدث امانة ولا تصير مضمونة عليه الا بالاتلاف او منع ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۲۵ ج ۵ ۳؎ ولا يجوز التصرف في مال غيره بلا اذنه ولا ولاية۔ ۴؎ الشركة على ضربين شركة املاك وشركة عقود فشركة الاملاك العين يرثها رجلان او يشتريانها فلا يجوز لاحدهما ان يتصرف في نصيب الآخر الا باذنه وكل واحد منهما في نصيب صاحبه كالاجنبي قدوری صفحہ ۵ والضرب الثاني في شركة العقود وركنها الايجاب والقبول وهو ان يقول احدهما شاركتك في كذا ويقول الآخر قبلت ۱۲ الجوهرة النيرة و قال صاحب الهداية فشركة الاملاك العين يرثها رجلان او يشتريانها فلا يجوز لاحدهما ان يتصرف في نصيب الآخر الا باذنه وكل واحد منهما في نصيب صاحبه كالاجنبي هدايه صفحہ ۶۰۲ ج ۲ ۶؎ فيأخذ الشريك حصته بغيبة صاحبه في الاول المثلي لعدم التفاوت لا الثاني اي القيمي لتفاوت شرح التنوير صفحہ ۲ ج ۲ مكيل او موزون بين حاضر وغائب وبالغ وصغير فاخذ الحاضر او البالغ نصيبه نفذ القسمة ان سلم حظ الآخر والا لا وان هلك قبل وصوله اليه لا تنفذ القسمة ويكون الهالك على الكل فيشاركه الآخر فيما اخذ لما في هذه القسمة من معنى المبادلة ۱۲ شرح صفحہ ۲ ج ۲

۵؎ جبکہ وہ چیزیں ضائع ہوجائیں یا خرچ ہوجائیں ۱۲ ۶؎ اور وہاں یہ چیزیں جن کو کہاں لیا ہے اس کے پاس نہ ہوں گی تو اس کے بدلہ میں نکال دینی پڑیں گی ۔۔۔ [illegible]

بہت گناہ ہوا البتہ اگر گیہوں یا اور کوئی غلہ ساجھے میں منگایا اور اپنا حصہ بانٹ کر رکھ لیا اور دوسرے کا اس کے آنے کے وقت اس کو دیدیا یہ درست ہے لیکن اس صورت میں اگر دوسرے کے حصہ میں اس کو دینے سے پہلے کچھ چوری وغیرہ ہوگئی تو وہ نقصان دونوں آدمی کا سمجھا جاویگا وہ اس کے حصہ میں ساجھی ہوجائیگی

مسئلہ ۴[1] سو سو روپے ملا کر دو شخصوں نے کوئی تجارت کی اور اقرار کیا کہ جو کچھ نفع ہو آدھا ہمارا آدھا تمہارا تو یہ صحیح ہے اور اگر کہا کہ دو حصے ہمارے اور ایک حصہ تمہارا تو بھی صحیح ہے چاہے روپیہ دونوں کا برابر لگا ہو یا کم زیادہ لگا ہو سب درست ہے

مسئلہ ۵[2] ابھی کچھ مال نہیں خریدا گیا تھا کہ سب روپیہ چوری ہوگیا یا دونوں کا روپیہ ابھی الگ الگ رکھا تھا اور دونوں میں ایک کا مال چوری ہوگیا تو شرکت جاتی رہی پھر سے شریک ہوں تب سوداگری کریں +

مسئلہ ۶[3] دو شخصوں نے ساجھا کیا اور کہا کہ سو روپیہ ہمارا اور سو روپیہ اپنا ملا کر تم کپڑے کی تجارت کرو اور نفع آدھا آدھا بانٹ لیویں گے پھر دونوں میں سے ایک نے کچھ کپڑا خرید لیا پھر دوسرے کے پورے سو روپیہ چوری ہوگئے تو جتنا مال خریدا ہے وہ دونوں کے ساجھے میں ہے اس لئے آدھی قیمت اس سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۷[4] سوداگری میں یہ شرط ٹھیرائی کہ نفع میں دس روپے یا پندرہ روپے ہمارے ہیں باقی جو کچھ نفع ہو سب تمہارا ہے تو یہ درست نہیں +

مسئلہ ۸[5] سوداگری کے مال میں سے کچھ چوری ہوگیا تو دونوں کا نقصان ہوا یہ نہیں ہے کہ جو نقصان ہو وہ سب ایک ہی کے سر پڑے اگر یہ اقرار کرلیا کہ اگر نقصان ہو تو وہ سب ہمارے ذمہ اور جو نفع ہو وہ آدھا آدھا بانٹ لو تو یہ بھی درست نہیں + مسئلہ ۹[6] جب شرکت ناجائز ہوگئی تو اب نفع بانٹنے میں قول قرار کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ اگر دونوں کا مال برابر ہے تو نفع بھی برابر ملیگا

[1] فان شرطا ان المشتری بینہما نصفان والربح کذلک یجوز ولا یجوز ان یتفاضلا فیہ وان شرطا ان یکون المشتری بینہما اثلاثا فالربح کذلک

[2] واذا ہلک مال الشرکۃ او احد المالین قبل ان یشتریا شیئا بطلت الشرکۃ ۱۲ قدوری صفحہ ۱

[3] فان اشتری احدہما بمالہ وہلک مال الآخر قبل الشراء فالمشتری بینہما علی ما شرطا ویرجع علی شریکہ بحصتہ من ثمنہ ۱۲ شرح الہدایہ صفحہ

[4] ولا یجوز الشرکۃ اذا شرط لاحدہما دراہم مسماۃ من الربح ۱۲ ہدایہ صفحہ

[5] واذا جاء کل واحد منہما بالف درہم فاشترکا بہا فخلطاہا فکان ہلک منہا ہلک منہما وما بقی فہو بینہما ان لم یعرف شئ من الہالک والباقی من مال احدہما بعینہ فیکون ذلک لہ وعلیہ ۱۲ عالمگیری صفحہ

[6] وکل شرکۃ فاسدۃ فالربح فیہا علی قدر راس المال کالالف لاحدہما ومع الآخر الفین فالربح بینہما اثلاثا وان کان شرطا الربح بینہما انصافا بطل ذلک الشرط ولو کان لکل منہما الف وشرطا الربح اثلاثا بطل شرط التفاضل وقسم بالسویۃ اذا الربح فی وجودہ تابع للمال ۱۲ قدوری صفحہ رعالمگیری صفحہ

اور اگر برابر نہ ہو تو جس کا مال زیادہ ہے اس کو نفع بھی اسی حساب سے ملیگا جو کچھ اقرار کیا ہو اقرار کا اس وقت اعتبار ہوتا ہے جب شرکت صحیح ہو اور ناجائز ہونے میں ؎

مسئلہ ۱۰ دو عورتوں نے ساجھا کیا کہ اِدھر اُدھر سے جو کچھ سینا پرونا آوے ہم تم ملکر سیا کریں اور جو کچھ سلائی ملا کرے آدھی آدھی بانٹ لیا کریں تو یہ شرکت درست ہے اگر یہ اقرار کیا کہ دونوں ملکر سیا کریں اور نفع دو حصہ ہمارے اور ایک حصہ تمہارا تو بھی درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ چار آنہ یا آٹھ آنہ ہمارے اور باقی سب تمہارا تو درست نہیں ✤

مسئلہ ۱۱ ان دونوں میں سے ایک عورت نے کوئی کپڑا سینے کے لئے لیا تو دوسری یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ کپڑا تم نے کیوں لیا تم نے لیا ہے تم ہی سیو بلکہ دونوں کے ذمہ اس کا سینا واجب ہو گیا یہ نہ سی سکے تو وہ سیوے یا دونوں ملکر سییں غرضکہ سینے سے انکار نہیں کر سکتی ✤

مسئلہ ۱۲ جس کا کپڑا تھا وہ مانگنے کے لئے آئی اور جس عورت نے لیا تھا وہ اس وقت نہیں ہے بلکہ دوسری عورت ہے تو اس دوسری عورت سے بھی تقاضہ کرنا درست ہے وہ عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھے کیا مطلب جس کو دیا ہو اس سے مانگو (صفحہ ۶۱۳ س ۱۱ جلد ۲ ہدایہ) ✤ مسئلہ ۱۳ اسی طرح ہر عورت اس کپڑے کی مزدوری اور سلائی مانگ سکتی ہے جس نے کپڑا دیا تھا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتی کہ میں تم کو سلائی نہ دونگی بلکہ جس کو کپڑا دیا تھا اسی کو سلائی دونگی جب دونوں ساجھے میں کام کرتی ہیں تو ہر عورت سلائی کا تقاضہ کر سکتی ہے ان دونوں میں سے جس کو سلائی دیدیگی اس کے ذمہ سے ادا ہو جائیگی ✤

مسئلہ ۱۴ دو عورتوں نے شرکت کی کہ آؤ دونوں ملکر جنگل سے لکڑی چن لاویں یا کنڈے بین لاویں تو یہ شرکت صحیح نہیں جو چیز جس کے ہاتھ میں آوے وہی اس کی

لہ وأما شركة الصنائع وتسمى شركة الأبدان وشركة الأعمال وشركة التقبل فالخياطان والصباغان يشتركان على أن يتقبلا الأعمال ويكون الكسب بينهما فيجوز ذلك وسواء اتفقت أعمالهما أو اختلفت فالشركة جائزة كالخياط مع الصباغ ... ولو شرطا العمل نصفين والمال ثلاثا جاز ۱۲ ہدایہ ص ج ۲

۲ه وما يتقبله كل واحد منهما من العمل يلزمه ويلزم شريكه لأنه سلط على أن يتقبل له ولنفسه ... كل واحد منهما أصيل ووكيل ... أحدهما بالأجرة ويبرأ الدافع بالدفع إليه ... إذا كانت ... من باشر السبب ... ۱۲ الجوهرة النيرة ص ۲۵ ج ۱

۳ه وإن عمل أحدهما دون الآخر فالكسب بينهما نصفان سواء كانت ... شرط التفاضل في الربح حال ما تقبلا جاز وإن كان أحدهما أكثر عملا من الآخر كذا في السراج الوهاج عن أبي يوسف رحمه الله إذا مرض أحد الشريكين أو سافر أو بطل فعمل الآخر كان الأجر بينهما وكل واحد منهما أن يأخذ الأجر وإلى أيهما دفع الأجر برئ وإن لم يتفاوضا وهذا استحسان كذا في فتاوى قاضي خان ۱۲ فتاوى هندية ص ۳۲۹ ج ۲

۵ه ولا تجوز الشركة في الاحتطاب والاصطياد والاحتشاش لأن الشركة متضمنة معنى الوكالة والتوكيل في أخذ المباح باطل لأن أمر الموكل به غير صحيح والاصطياد ... كل واحد منهما ... دون الآخر ... فهو بينهما على ما اتفقا عليه ۱۲ الجوهرة النيرة ص ۲۹ ج ۲

مالک ہے۔ اس میں ساجھا نہیں ہے۔

مسئلہ(۱) ایک نے دوسرے سے کہا ہمارے انڈے اپنی مرغی کے نیچے رکھ دو جو بچے نکلیں دونوں آدمی آدھوں آدھ بانٹ لیں یہ درست نہیں۔

ساجھے کی چیز تقسیم کرنے کا بیان

مسئلہ(۱) دو آدمیوں نے(۲) مل کر بازار سے گیہوں(۳) منگوائے تو اب تقسیم(۴) کرتے وقت دونوں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ دوسرا حصہ دار موجود نہ ہو تب بھی ٹھیک ٹھیک تول کر اس کا حصہ الگ کر کے اپنا حصہ الگ کر لینا درست ہے جب اپنا حصہ الگ کر لیا تو کھاؤ پیو کسی کو دیدو جو چاہو سو کرو سب جائز ہے۔ اسی طرح گھی تیل انڈے وغیرہ کا بھی حکم ہے غرضکہ جو چیز ایسی ہو کہ اُس میں کچھ فرق نہ ہوتا ہو جیسے کہ انڈے انڈے سب برابر ہیں یا گیہوں کے دو حصے کیے تو جیسے یہ حصہ ویسے وہ حصہ دونوں برابر ایسی سب چیزوں کا یہی حکم ہے کہ دوسرے کے نہ ہونے کے وقت بھی حصہ بانٹ کر لینا درست ہے لیکن اگر دوسرے نے ابھی اپنا حصہ نہیں لیا تھا کہ کسی طرح جاتا رہا تو وہ نقصان(۵) دونوں کا ہوگا جیسے شرکت میں بیان ہوا اور جن چیزوں میں فرق ہوا کرتا ہے جیسے امرود نارنگی وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹ کر لینا درست نہیں ہے۔

مسئلہ(۲) دو لڑکیوں نے مل کر آم امرود وغیرہ کچھ منگوایا اور ایک کہیں چلی گئی تو اب اُس میں سے کھانا درست نہیں جب وہ آجائے اس کے سامنے اپنا حصہ الگ کرو تب کھاؤ نہیں تو بہت گناہ ہوگا۔

مسئلہ(۳) دو نے(۶) مل کر چنے بھنوائے تو فقط اندازے سے تقسیم کر لینا درست نہیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر آدھا آدھا کرنا چاہیے اگر کسی طرف کمی بیشی ہو جائیگی تو سود ہو جائیگا۔ ہدایہ جلد ۳ ص ۱۲

(۱) قال محمد بن حسن رحمہ اللہ اذا کان [illegible] والقفیز [illegible] من آخر على ان القفیز بینهما نصفان او قال اکثر لم یجز وکذا لو کان الشئ بینهما وانما یجوز ان لو کان البعض منهما والبعض علیهما فان لم یحمل [illegible] الاوراق للضرر کذا فی التتمة ۱۲ عالمگیری ص ۹۲ ج ۳

(۲) لو کانت بینهما حنطة او دراهم او ثیاب من جنس واحد فمیز احدهما نصیبه ۱۲ عالمگیری ص [illegible]

(۳) وان لم یسلم [illegible] ان هلک قبل [illegible] القسمة [illegible] ویکون الهالک [illegible] ۱۲ شامی ص ۲ ج ۵

(۵) فیما اخذ الشریک [illegible] فی الاول [illegible] درمختار ص ۲ ج ۵

(۶) لان الحنطة [illegible] الربا فلا تجوز قسمته مجازفة الا بالکیل ۱۲ فتاوی ہندیہ ص [illegible] جلد ۵۔

گروی رکھنے کا بیان

مسئلہ [۱] تم نے کسی سے دس روپے قرض لئے اور اعتبار کے لئے اپنی کوئی چیز اُس کے پاس رکھدی کہ تجھے اعتبار نہ ہو تو میری یہ چیز اپنے پاس رکھ لے جب روپے ادا کردوں تو اپنی چیز لیلونگی یہ جائز ہے اسی کو گروی کہتے ہیں لیکن سود دینا کسی طرح درست نہیں جیسا کہ آجکل مہاجن سود لیکر گروی رکھتے ہیں یہ درست نہیں سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں + مسئلہ [۲] جب تم نے کوئی چیز گروی رکھدی تو اب بغیر قرضہ ادا کئے اپنی چیز کے مانگنے اور لے لینے کا حق نہیں ہے +

مسئلہ [۳] جو چیز تمہارے پاس کسی نے گروی رکھی تو اب اس چیز کو کام میں لانا اس سے کسی طرح کا نفع اٹھانا ایسے باغ کا پھل کھانا ایسی زمین کا غلّہ یا روپیہ لیکر کھانا ایسے گھر میں رہنا کچھ درست نہیں ہے +

مسئلہ [۴] اگر بکری گائے وغیرہ گروی ہو تو اس کا دودھ بچّہ وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی مالک ہی کے ہیں جس کے پاس گروی ہے اُس کو لینا درست نہیں دودھ کو بیچکر دام کو بھی گروی میں شامل کردے جب وہ تمہارا قرض ادا کردے تو گروی کی چیز اور یہ دام دودھ کے سب واپس کردو اور کھلائی کے دام کاٹ لو +

مسئلہ [۵] اگر تم نے اپنا روپیہ کچھ ادا کردیا تب بھی گروی کی چیز نہیں لے سکتیں جب سب روپیہ ادا کردو گی تب وہ چیز ملے گی + مسئلہ [۶] اگر تم نے دس روپے قرض لئے اور دس ہی روپے کی چیز یا پندرہ بیس روپے کی چیز گروی کردی اور وہ چیز اُس کے پاس سے جاتی رہی تو اب نہ تو وہ تم سے اپنا کچھ قرض لے سکتا ہے اور نہ تم اُس سے اپنی گروی کی چیز کے دام لے سکتی ہو تمہاری چیز گئی اور اُسکا روپیہ گیا اور اگر پانچ ہی روپے کی چیز گروی رکھی اور وہ جاتی رہی تو پانچ روپے تم کو دینا پڑیں گے۔ پانچ روپے مجرا ہوگئے +

---

۱ الرھن فی اللغۃ ھو الحبس ای حبس لشئی بای سبب کان مالا او غیر مال وفی الشرع عبارۃ عن عقد وثیقۃ بمال احترازا عن الکفالۃ فانھا عقد وثیقۃ فی الذمۃ والرھن ینعقد بالایجاب والقبول الایجاب رکن الراھن بمجردہ وھو ان یقول للراھن رھنتک ھذا الشئی بدین لک لذی لک علی ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۲۲۹ ج ۱

۲ وللمرتھن ان یحبسہ حتی یستوفی جمیع الدین ۱۲ شرح الھدایۃ صفحہ ۵۲ ج ۴

۳ ولا ینتفع المرتھن بالرھن استخداما وسکنی ولبسا واجارۃ واعارۃ قولہ ولا ینتفع ای لا یجوز للمرتھن ھذہ التصرف فی الرھن وان فعلھا کان متعدیا ولا یبطل الرھن بالتعدی ۱۲ کنز مع حاشیہ صفحہ ۳۸۰

۴ ونماء الرھن للراھن مثل الولد والثمر واللبن والصوف لانہ متولد من ملکہ ویکون رھنا مع الاصل لانہ تبع لہ ۱۲ ھدایہ صفحہ ۵۳۹ ج ۴

۵ دیکھو نمبر ۲ باب ھذا

۶ فاذا ھلک فی ید المرتھن وقیمتہ والدین سواء صار مستوفیا لدینہ حکما وان کانت قیمۃ الرھن اکثر فالفضل امانۃ لان المضمون بقدر ما یقع بہ الاستیفاء وذلک بقدر الدین وان کانت قیمۃ الرھن اقل من الدین سقط من الدین بقدرھا ورجع المرتھن بالفضل لان الاستیفاء بقدر المالیۃ ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۲۳۴ ج ۱

وصیّت کا بیان

مسئلہ[۱] یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلانے آدمی کو یا فلانے کام میں دیدینا یہ وصیت ہے چاہے تندرستی میں کہے چاہے بیماری میں پھر چاہے اس بیماری میں مرجائے یا تندرست ہوجائے اور جو خود اپنے ہاتھ سے کہیں دیدے کسی کو قرضہ معاف کردے تو اس کا حکم یہ ہے کہ تندرستی میں ہر طرح درست ہے اور اسی طرح جس بیماری سے شفا ہوجائے اس میں بھی درست ہے اور جس بیماری[۲] میں مرجائے وہ وصیّت ہے جس کا حکم آگے آتا ہے + مسئلہ[۳] اگر کسی کے ذمہ نمازیں یا روزے یا زکوٰۃ یا قسم و روزہ وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اس کے لئے وصیّت کرجانا ضروری اور واجب ہے اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اس کی وصیّت کردینا بھی واجب ہے نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس کے پاس بہت مال و دولت ہے تو ان کو کچھ دلادینا اور وصیّت کرجانا مستحب ہے اور باقی اور لوگوں کے لئے وصیّت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے +

مسئلہ[۴] مرنے کے بعد مردے کے مال میں سے پہلے تو اس کی گوروکفن کا سامان کریں پھر جو کچھ بچے اس سے قرضہ ادا کردیویں اگر مردے کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضہ میں لگادیں گے وارثوں کو کچھ نہ ملیگا اس لئے قرضہ ادا کرنے کی وصیّت پر بہرحال عمل کریں گے اگر سب مال اس وصیّت کی وجہ سے خرچ ہوجائے تب بھی کچھ پرواہ نہیں بلکہ اگر وصیّت بھی نہ کرجائے تب بھی قرضہ اوّل ادا کردیں گے اور قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیّت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیّت پوری ہوجائے

[۱] کتاب الوصایا الیم الوصیۃ والایصاء یقال اوصی الی فلان ای جعلہ وصیا فحینئذ ہی ای الوصیۃ تملیک مضاف الی ما بعد الموت عینا کان او دینا قلت یعنی بطریق التبرع لیخرج نحو الاقرار بالدین فانہ نافذ من کل المال کما سیجئی ۱۲ شرح التنویر صفحہ ۳/۴ -

[۲] والوصیۃ ساعۃ وقت الموت ولا اختصاص بکتاب الجنایات والدیات والجنایۃ قد تفضی الی الموت الذی ہو وقت الوصیۃ ۱۲ مجمع الانہر ص

[۳] وہی الوصیۃ علی ما فی المجتبی اربعۃ اقسام واجبۃ بالزکوٰۃ والکفارات وفدیۃ الصیام والصلوٰۃ التی فرط فیہا ومباحۃ لغنی ومکروہۃ لاہل الفسوق والا فمستحبۃ ۱۲ شرح التنویر ص

[۴] یبدأ من ترکۃ المیت الخالیۃ عن تعلق حق الغیر بعینہا کالرہن والعبد الجانی والمأذون المدیون والمبیع المحبوس بالثمن والدار المستأجرۃ بتجہیزہ من غیر تقتیر ولا تبذیر ثم تقدم دیونہ التی لہا مطالب من جہۃ العباد ویقدم دین الصحۃ علی دین المرض ان جہل سببہ والا فسیان کما بسط السید واما دین اللہ فان اوصی بہ وجب تنفیذہ من ثلث الباقی والا لا ۱۲ شرح التنویر ص ۳/۴

[۲] بیماری سے مرض الموت مراد ہے یعنی ایسا مرض جس سے غالب گمان مرنے کا ہو اسی مرض میں

مثلاً کفن دفن اور قرضہ میں لگا کر تین سو روپے بچے اور سو روپے میں سب وصیتیں پوری ہو جاویں تب تو وصیت کو پورا کریں گے اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جائیں اس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں البتہ اگر سب[1] وارث بخوشی رضامند ہو جائیں کہ ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیویں گے تم اس کی وصیت میں لگا دو تو البتہ تہائی سے بھی زیادہ لگانا جائز ہے لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے وہ اگر اجازت بھی دیں تب بھی اُن کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔

مسئلہ[2] جس شخص کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے باپ ماں شوہر بیٹا وغیرہ اس کے لئے وصیت کرنا صحیح نہیں اور جس رشتہ دار کا اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار ہی نہ ہو کوئی غیر ہو اس کے لئے وصیت کرنا درست ہے لیکن تہائی مال سے زیادہ دلانے کا اختیار نہیں اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیت کر دی کہ میرے بعد اس کو فلانی چیز دیدینا یا اتنا مال دیدینا تو اس وصیت سے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جائیں تو دیدینا جائز ہے اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سب وارث بخوشی راضی ہو جاویں تو تہائی سے زیادہ ملیگا ورنہ فقط تہائی مال ملیگا اور نابالغوں کی اجازت کا کسی صورت میں اعتبار نہیں ہے ہمیشہ اس کا خیال رکھو ہم بار بار کہاں تک لکھیں[4]

مسئلہ[3] اگرچہ تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے بلکہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے وارثوں کے لئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے ہاں البتہ اگر ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزہ کا فدیہ تو اس کی وصیت ہر حال کر جاوے ورنہ گنہگار ہوگی ؎

[1] ولا تجوز بما زاد علی الثلث الا ان یجیزہا الورثۃ بعد موتہ وہم کبار ۱۲ شرح الھدایۃ ص ۳۳۲ ج ۴

[2] ولا تجوز الوصیۃ للوارث لقولہ علیہ السلام ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث ولانہ حیف وقد قال علیہ السلام الحیف فی الوصیۃ من اکبر الکبائر قولہ الا ان یجیزہا الورثۃ بعد موتہ وہم اصحاء بالغون لان الامتناع لحقہم فیجوز باجازتہم ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ ص ۳۳۲ ج ۲ فلم تجز اجازۃ صغیر ومجنون ۱۲ درمختار ص ۶۹۳ ج ۳

[3] ویستحب ان یوصی الانسان بدون الثلث سواء کان الورثۃ اغنیاء او فقراء لان فی التنقیص صلۃ القرابۃ بتوفیر المال علیہم بخلاف استکمال الثلث لانہ استیفاء تمام حقہ فلا صلۃ ولا منۃ ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ ص ۳۴۴ ج ۲

[4] لوگ اس میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اس لئے زیادہ اہتمام کے لئے بار بار کہا جاتا ہے تاکہ خوب احتیاط کریں ۱۲-ف

مسئلہ [۱] کسی نے کہا میرے بعد میرے مال میں سے سو روپے خیرات کر دینا تو دیکھو گور و کفن اور قرض ادا کرنے کے بعد کتنا مال بچا ہے کہ تین سو یا اس سے زیادہ ہو تو پورے سو روپے دینا چاہئیں اور جو کم ہو تو صرف تہائی دینا واجب ہے۔ ہاں اگر سب وارث بلا کسی دباؤ و لحاظ کے منظور کر لیں تو اور بات ہے +

مسئلہ [۲] اگر کسی کے کوئی وارث نہ ہو تو اس کو پورے مال کی وصیت کر دینا بھی درست ہے اور اگر صرف بیوی ہو تو تین چوتھائی کی وصیت درست ہے اسی طرح اگر کسی کے صرف میاں ہے تو آدھے مال کی وصیت درست ہے +

مسئلہ [۳] نابالغ کا وصیت کرنا درست نہیں +

مسئلہ [۴] وصیت کی کہ میرے جنازے کی نماز فلاں شخص پڑھے فلاں شہر میں یا فلانے قبرستان یا فلاں کی قبر کے پاس مجھ کو دفنانا فلانے کپڑے کا کفن دینا میری قبر پکی بنا دینا قبر پر قبہ بنا دینا قبر پر کوئی حافظ بٹھا دینا کہ پڑھ پڑھ کے بخشا کرے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں بلکہ تین وصیتیں اخیر کی بالکل جائز ہی نہیں پورا کرنے والا گنہگار ہو گا۔

مسئلہ [۵] اگر کوئی وصیت کر کے اپنی وصیت سے لوٹ جائے یعنی کہدے کہ اب مجھے ایسا منظور نہیں اس وصیت کا اعتبار نہ کرنا تو وہ وصیت باطل ہو گئی

مسئلہ [۶] جس طرح تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر جانا درست نہیں۔ اسی طرح بیماری کی حالت میں اپنے مال کو تہائی سے زیادہ بجز اپنے ضروری خرچ کھانے پینے دوا دارو وغیرہ کے خرچ کرنا بھی درست نہیں اگر تہائی سے زیادہ دیدیا تو بدون اجازت وارثوں کے یہ دینا صحیح نہیں ہوا جتنا تہائی سے زیادہ ہے وارثوں کو اس کے لے لینے کا اختیار ہے اور نابالغ اگر اجازت دیں تب بھی معتبر نہیں اور وارث کو تہائی کے اندر بھی بدون سب وارثوں کی اجازت کے دینا درست نہیں اور یہ حکم جب ہے کہ اپنی زندگی میں دیکر قبضہ بھی کرا دیا ہو

---

[۱] دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۷۰۔

[۲] وصحت بالکل عند عدم ورثۃ ۱۲ شرح التنویر صفحہ ۳ جلد ۲ و فی فتاوی النوازل اوصی لرجل بکل مالہ ومات ولم یترک وارثا الا امرأتہ فان لم تجز فلہا السدس والباقی للموصی لہ لان لہ الثلث بلا اجازۃ فبقی الثلثان فلہا ربعہما وہو سدس الکل ولو کان مکانہا زوج فان لم یجز فلہ الثلث وہو نصف الباقی والباقی للموصی لہ ۱۲ در مختار صفحہ ۳۱۹ جلد ۲

[۳] ولا تصح وصیۃ الصبی لانہا تبرع والصبی لیس من اہل التبرع الا تری انہ لا تصح ہبتہ فی حال صحتہ فحال الصحۃ آکد فی الثبوت من الوصیۃ ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۲۵۶ جلد ۲

[۴] اوصی بان یصلی علیہ فلان او یحمل بعد موتہ الی بلد آخر او یکفن فی ثوب کذا او یطین قبرہ او یضرب علی قبرہ قبۃ او لمن یقرأ عند قبرہ شیئا معینا فہی باطلۃ در مختار صفحہ ۳۲۶ جلد ۲

[۵] ویجوز للموصی الرجوع عن الوصیۃ لانہا تبرع لم یتم فجاز الرجوع فیہا کالہبۃ ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۲۵۶

[۶] ولا یجوز بما زاد علی الثلث الا ان یجیزہا الورثۃ یعنی بعد موتہ وہم اصحاء بالغون وکذا لا یجوز للمریض ان یزید علی الثلث فی حال المرض سوی الحاجات الضروریۃ من الاکل والشرب والتداوی وغیر ذلک ۱۲ الجوہرۃ النیرۃ بزیادۃ

اور اگر دے تو دیا۔ لیکن قبضہ ابھی نہیں ہوا تو مرنے کے بعد وہ دینا بالکل ہی باطل ہے اس کو کچھ نہ ملیگا وہ سب مال وارثوں کا حق ہے اور یہی حکم ہے بیماری کی حالت میں خدا کی راہ میں دینے اور نیک کام میں لگانے کا غرضکہ تہائی سے زیادہ کسی طرح صرف کرنا جائز نہیں +

مسئلہ[۱۲] بیمار کے پاس بیمار پُرسی کی رسم سے کچھ لوگ آگئے اور کچھ دن یہیں لگ گئے کہ یہیں رہتے اور اس کے مال میں سے کھاتے پیتے ہیں تو اگر مریض کی خدمت کے لئے اُن کے رہنے کی ضرورت ہو تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر ضرورت نہ ہو تو ان کی دعوت مدارات کھانے پینے میں بھی تہائی سے زیادہ لگانا جائز نہیں اور اگر ضرورت بھی نہ ہو اور وہ لوگ وارث ہوں تو تہائی سے کم بھی بالکل جائز نہیں یعنی ان کو اس کے مال میں کھانا جائز نہیں ہاں اگر سب وارث بخوشی اجازت دیں تو جائز ہے۔

مسئلہ[۱۳] ایسی بیماری کی حالت میں جس میں بیمار مرجائے اپنا قرض معاف کرنیکا بھی اختیار نہیں ہے اگر کسی وارث پر قرض آتا تھا اس کو معاف کیا تو معاف نہیں ہوا اگر سب وارث یہ معافی منظور کریں اور بالغ ہوں تب معاف ہوگا اور اگر کسی غیر کو معاف کیا تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہوگا معاف نہ ہوگا اکثر دستور ہے کہ بی بی مرتے وقت اپنا مہر معاف کر دیتی ہے یہ معاف کرنا صحیح نہیں +

مسئلہ[۱۴] حالت حمل میں درد شروع ہو جانے کے بعد اگر کسی کو کچھ دیوے یا مہر وغیرہ معاف کرے تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو مرتے وقت دینے لینے کا ہے یعنی اگر خدا نہ کرے اس میں مرجاوے تب تو یہ وصیّت ہے کہ وارث کے لئے کچھ جائز نہیں اور غیر کے لئے تہائی سے زیادہ دینے اور معاف کرنے کا اختیار نہیں البتہ اگر خیر و عافیت سے لڑکا ہوگیا تو اب وہ دینا لینا اور معاف کرنا صحیح ہوگیا +

مسئلہ[۱۵] مرجانے کے بعد اُس کے مال میں سے گور و کفن کرو جو کچھ بچے تو سب سے پہلے اُس کا قرض ادا کرنا چاہیئے وصیّت کی ہو یا نہ کی ہو قرضہ کا ادا کرنا بہر حال

---

[۱] قال العلامة الفقيه الفهامة السيد المحقق الشيخ محمد امين الشهير بابن عابدين في حاشيته رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الابصار اجتمع قرابة المريض عنده فاكلوا من ماله ان كانوا الورثة لم يجز الا ان يحتاج المريض اليهم لتعاهده فياكلون مع عياله بلا اسراف وان لم يكونوا ورثة جاز من ثلث ماله لو بامر المريض ۱۲ شامی

[۲] وابراءه مديونه وهو مريض غير جائز اي لا يجوز ان كان اجنبيا وان كان وارثا فلا يجوز مطلقا سواء كان المريض مديونا او لا دقيقه بقوله وهو مديون احتراز عن غير المديون فان ابراءه للاجنبي نافذ من الثلث ۱۲ در و شلبی باب اقرار المريض

[۳] وللمراة اذا اخذها الطلق فما فعلته في تلك الحالة يعتبر من الثلث فان سلمت جاز ما فعلته من ذلك كله ۱۲ عالمگیری کتاب الهبة اذا اقر مريض لامراة بدين او اوصى لها بوصية او وهب لها هبة ثم تزوجها ثم مات جاز الاقرار عندنا وبطلت الوصية والهبة فتاوی ہندیہ

[۴] يبدأ من تركة الميت الخالية عن تعلق حق الغير بعينها كالرهن والعبد الجاني

حال الماذون والمديون والصبي المحجور بالثمن والظاهر المستاجر اجرة انا درست على المستحقين متعلقها بالمال قبل صيرورته تركة تجهيز من غير تقتير ولا تبذير ككفن السنة او قدر ما كان يلبسه في صح

مقدم ہے بی بی کا مہر بھی قرضہ میں داخل ہے اگر قرضہ نہ ہو یا قرضہ سے کچھ بچ رہے تو دیکھنا چاہیئے کچھ وصیت تو نہیں کی ہے اگر کی ہے تو تہائی میں وہ جاری ہوگی اور اگر نہیں کی یا وصیت سے بچا ہے وہ سب وارثوں کا حق ہے شرع میں جن جنکا حصہ ہو کسی عالم سے پوچھکر دے دینا چاہیئے۔ یہ جو دستور ہے کہ جو جس کے ہاتھ لگا لے بھاگا۔ بڑا گناہ ہے یہاں نہ دو گے تو قیامت میں دینا پڑیگا۔ جہاں روپیہ کی عوض نیکیاں دینا پڑینگی اسی طرح لڑکیوں کا حصہ بھی ضرور دینا چاہیئے، شرع سے اُن کا بھی حق ہے + مسئلہ[۱۶] [1] مردہ کے مال میں سے لوگوں کی مہمانداری آنیوالوں کی خاطر مدارات کھلانا پلانا صدقہ خیرات وغیرہ کچھ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مرنے کے بعد سے دفن کرنے تک جو کچھ ناج وغیرہ فقیروں کو دیا جاتا ہے مردہ کے مال میں سے اس کا دینا بھی حرام ہے مردے کو ہرگز کچھ ثواب نہیں پہنچتا بلکہ ثواب سمجھنا سخت گناہ ہے کیونکہ اب یہ سب مال تو وارثوں کا ہوگیا پرائی حق تلفی کرکے دینا ایسا ہی ہے جیسے غیر کا مال چُرا کے دیدینا۔ سب مال وارثوں کو بانٹ دینا چاہیئے اُن کو اختیار ہے اپنے اپنے حصہ میں سے چاہے شرع کے موافق کچھ خیرات کریں یا نہ کریں بلکہ وارثوں سے اس خرچ کرنے اور خیرات کرنے کی اجازت بھی نہ لینا چاہیئے کیونکہ اجازت لینے سے فقط ظاہر دل سے اجازت دیتے ہیں کہ اجازت نہ دینے میں بدنامی ہوگی ایسی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں + مسئلہ[۱۷] [2] اسی طرح یہ جو دستور ہے کہ اس کے استعمالی کپڑے خیرات کردیئے جاتے ہیں یہ بھی بغیر اجازت وارثوں کے ہرگز جائز نہیں اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تب تو اجازت دینے پر بھی جائز نہیں پہلے مال تقسیم کرلو تب بالغ لوگ اپنے حصہ میں سے جو چاہیں دیں بغیر تقسیم کئے ہرگز نہ دینا چاہیئے + تمام شد حصہ پنجم بہشتی زیور

دستور العمل تدریس حصہ چہارم و پنجم

(۱) اِن دو حصوں میں نکاح اور طلاق اور ان کے متعلق مسئلے اور معاملات خرید و

[1] ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وہی بدعة مستقبحة ۱۲ شامی ص [illegible]

[1] [illegible] سیما اذا کانت من ترکة المیت [illegible] الورثة کلہا او بعضہا وفی العالمگیریة وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثة بالغین وان کان فی الورثة صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکة ۱۲ عالمگیری ص ۲۲۹ ج ۶

[2] لم تجز اجازة صغیر او مجنون ۱۲ در مختار ص [illegible]

فروخت وغیرہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور چونکہ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنے اور قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کا واجب ہونا فقہ کی کتابوں میں اجمالاً مذکور رہے اس لئے ان دونوں کے احکام بھی اوپر کے مسئلوں کے علاوہ ان میں شامل کر دیئے گئے ہیں +

(۲) ان دونوں حصّوں کے مسئلے کسی قدر باریک ہیں اگر کم عمری یا کم فہمی کی وجہ سے باوجود سمجھانے کے بھی اچھی طرح نہ سمجھ سکیں تو مناسب ہے کہ تیسرے حصّہ کے بعد ان دونوں کی جگہ چھٹا حصّہ وغیرہ پڑھا دیں پھر سمجھ زیادہ ہو جانے کے بعد ان دونوں کو پڑھا دیں +

(۳) مسئلوں کا تختی پر لکھنا اور جو مسئلے شرمناک آخر حصّہ چہارم میں بذیل سُرخی مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ درج ہیں اُن کو چھوڑ دینا اور پھر موقع سے دوسرے وقت سمجھا دینا اور امتحان لیتے رہنا اور پڑھے ہوئے مسئلوں کے خلاف کرنے کی صورت میں روک ٹوک کرکے مسائل کے موافق عمل کرنے کی تاکید رکھنا وغیرہ یہ سب امور جیسے پہلے حصّوں میں تھے اسی طرح ان دونوں میں بھی خیال رکھیں (۴) نکاح خواں قاضی اگر نکاح کے مسائل یاد کرلیں تو نکاح پڑھانے میں غلطیاں نہ کریں اور جو عورتیں یہ مسائل جان لیں وہ اپنے اَن پڑھ شوہروں کو بھی سمجھا دیں تاکہ دونوں میاں بی بی نکاح میں فرق پڑنے کے گناہ سے بچیں (۵) قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کے قاعدوں کی عادت ڈالنے میں بہت ہی کوشش کریں تاکہ قرآن مجید کے غلط پڑھنے کے گناہ سے محفوظ رہیں (۶) حقداروں کے حقوق کا بھی خیال کم ہوتا ہے اس لئے اسکی بھی دیکھ بھال رکھیں (۷) معاملات کے اکثر مسائل میں بے احتیاطی کرنے سے حق العباد کا مواخذہ ہوتا ہے اور روزی حرام ہو جاتی ہے جسکے کھانے سے نیک کاموں میں سُستی اور بُرے کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے اس واسطے ان مسئلوں کے سمجھانے میں اور انکے موافق عمل کرانے میں بڑی کوشش کرنی چاہیئے گھر میں اور محلے میں جو لوگ اَن پڑھ ہوں اُنکو بھی کبھی کبھی یہ مسئلے سُنا سُنا کر سمجھا دیا کریں تو نہایت ہی ثواب اور نفع حاصل ہو

تمام شد

بہشتی جوہر

ضمیمہ بہشتی زیور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلال[1] مال طلب کرنے کا بیان

حدیث[3] میں ہے کہ حلال (مال) کا طلب کرنا فرض ہے بعد (اور) فرض کے مطلب یہ ہے کہ حلال مال کا حاصل کرنا فرض ہے اور فرضوں کے یعنی ان فرضوں کے بعد جو ارکان اسلام ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ یعنی مال حلال کی طلب فرض تو ہے مگر اس فرض کا رتبہ دوسرے فرضوں سے کم[2] ہے جو کہ ارکان اسلام ہیں اور یہ فرض اُس شخص کے ذمہ ہے جو مال کا ضروری خرچ کے لئے محتاج ہو خواہ اپنی ضرورت رفع کرنے کو یا اپنے اہل وعیال کی ضرورت رفع کرنے کو اور جس شخص کے پاس بقدر ضرورت موجود ہے مثلاً صاحب جائداد ہے یا اور کسی طرح سے اس کو مال مل گیا تو اُس کے ذمہ یہ فرض نہیں رہتا اس لئے کہ مال کو حق تعالیٰ نے حاجتوں کے رفع کرنے کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ بندہ ضروری حاجتیں پوری کر کے اللہ پاک کی عبادت میں مشغول ہو کیونکہ بغیر کھائے پیئے عبادت نہیں ہو سکتی پس مال مقصود لذاتہ نہیں بلکہ مطلوب لغیرہ ہے سو جب ضرورت کے قابل میسر ہو گیا تو خواہ مخواہ حرص کی وجہ سے اس کو طلب کرنا اور بڑھانا نہ چاہیئے پس جس کے پاس قدر ضرورت موجود ہو اس پر بڑھانا فرض نہیں بلکہ مال کی حرص خدائے تعالیٰ سے غافل کرنے والی اور اس کی کثرت گناہوں میں مبتلا کرنے والی ہے خوب سمجھ لو اور اُسکا بہت لحاظ رہے کہ مال حلال میسر آئے حرام کی طرف مسلمان کی

---

[1] قولہ تعالیٰ وعز وجل یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقنٰکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔

[2] ای ان فریضۃ طلب کسب الحلال لیس فی مرتبۃ فریضۃ الصلوٰۃ والصوم والحج وغیرہا ۱۲

[3] عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذا مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۲ جلد ۲۔

بالکل توجہ نہ ہونی چاہیئے اس لئے کہ وہ مال بے برکت ہوتا ہے اور ایسا شخص جو کہ حرام خور ہو دین و دنیا میں ذلت اور خدائے تعالیٰ کی پھٹکار میں مبتلا رہتا ہے اور بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ آج کل حلال مال کمانا غیر ممکن ہے اور حلال مال ملنے سے مایوسی ہے سراسر غلط اور شیطان کا دھوکا ہے خوب یاد رکھو کہ شریعت پر عمل کرنیوالے کی غیب سے مدد ہوتی ہے جس کی نیت حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی ہوتی ہے حق تعالیٰ اس کو ایسا ہی مال مرحمت فرماتے ہیں اور یہ امر مشاہدہ سے ثابت ہے اور قرآن و حدیث میں تو جا بجا یہ وعدہ آیا ہے کہ اس نازک زمانہ میں جن خدا کے بندوں نے حرام اور شبہ کے مال سے اپنے نفس کو روک لیا ہے ان کو حق تعالیٰ عمدہ حلال مال مرحمت فرماتے ہیں اور وہ لوگ حرام خوروں سے زیادہ راحت عزت سے رہتے ہیں جو شخص اپنے ساتھ اور دوسرے حضرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ دیکھتا ہے اور جا بجا قرآن و حدیث میں یہ مضمون پاتا ہے وہ ایسے جاہلوں کے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں کر سکتا اور اگر کسی معتبر کتاب میں ایسی باتیں نظر سے گذریں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے جو جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے پس جب وہ مضمون دیکھو تو کسی پکے دیندار عالم سے اس کا مطلب دریافت کرو انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری تسلی ہو جائیگی اور ایسی بیہودہ باتوں کا وسوسہ دل سے نکل جائیگا خوب سمجھ لو لوگ مال کے باب میں بہت کم احتیاط کرتے ہیں ناجائز نوکریاں کرتے ہیں دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں یہ سب حرام ہے اور خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی بات کی کمی نہیں جس قدر تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور ملکر رہیگا پھر بدنیتی کرنا اور دوزخ میں جانے کی تیاری کرنا کونسی عقل کی بات ہے چونکہ لوگوں کو مال حلال کی طرف توجہ بہت کم ہے اس لئے بار بار تاکید سے یہ مضمون بیان کیا گیا ہے دنیا میں اصل مقصود انسان اور جن کی پیدائش سے یہ ہے کہ انسان اور جن حق تعالیٰ کی عبادت کریں لہٰذا اس بات کا ہر معاملہ میں خیال رکھو اور کھانا پینا اس لئے ہے کہ قوت پیدا ہو جس سے خدا کا نام لے سکے یہ مطلب نہیں ہے کہ شب و روز لذتوں

میں مشغول رہے اور اللہ میاں کو بھول جائے اور ان کی نافرمانی کرے بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ دنیا میں فقط کھانے پہننے اور لذتیں اڑانے کے لئے آئے ہیں سخت بددینی کی بات ہے اللہ تعالیٰ جہالت کا ناس کرے کیسی بُری بلا ہے۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی کھانا کبھی بہتر اس کھانے سے جو اپنے دونوں ہاتھ کے عمل سے ہو اور بیشک خدا کے نبی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے[۱] مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی بہت عمدہ چیز ہے مثلاً کوئی پیشہ کرنا یا تجارت کرنا وغیرہ خواہ مخواہ کسی پر بوجھ ڈالنا نہ چاہیئے اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے جب اس قسم کے کام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں[۲] تو اور کون ایسا شخص ہے جس کی آبرو ان حضرات سے بڑھکر ہے بلکہ کسی کی آبرو ان حضرات کی برابر بھی نہیں ان سے بڑھ کر تو کیا ہوتی ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں خوب سمجھ لو اور جہالت سے بچو اور بعضے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مال حلال ہو مگر اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا نہ ہو بلکہ میراث میں ملا ہو یا اور کسی حلال ذریعہ سے میسّر آیا ہو تو خواہ مخواہ اپنے کمانے کی فکر کرتے ہیں اور اس کو عبادت میں مشغول ہونے سے بہتر سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے بلکہ ایسے شخص کے لئے عبادت میں مشغول ہونا بہتر ہے جب اللہ نے اطمینان دیا اور رزق کی فکر سے فارغ البال کیا تو پھر بڑی ناشکری ہے کہ اس کا نام اچھی طرح نہ لے اور مال ہی کو ڈھونڈتا پھرے بلکہ مال حلال تو جس طرح سے میسّر آئے بشرطیکہ کوئی ذلت نہ اٹھانی پڑے وہ سب عمدہ ہے اور اللہ کی بڑی نعمت ہے اس کی بڑی قدر کرنی چاہیئے اور انتظام سے خرچ کرنا چاہیئے فضول نہ اڑانا چاہیئے[۳] اور حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ لوگ اپنا بار کسی پر نہ ڈالیں اور لوگوں سے بھیک نہ مانگیں جب تک کوئی خاص ایسی مجبوری نہ ہو جس کو شریعت نے مجبوری قرار دیا ہو اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھیں اور حلال مال طلب کریں

[۱] عن المقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ رواہ البخاری ۱۲ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۴۲ جلد ۲۔

[۲] جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کھیتی کی خود اس کو پانی دیا خود کاٹا خود گاہا خود پیسا خود ہی گوندھا خود اس کی روٹی پکائی اور کھائی حضرت نوح علیہ السلام نے بڑھئی کا پیشہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بزازی کی حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بناتے ہیں اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں اور حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بری و بحری تجارتیں کیا کرتے تھے اور کھجور کے باغات میں محنت و مزدوری کیا کرتے تھے۔ ۱۲ الجواہر صفحہ ۲۹

[۳] فضول خرچی کی مذمت قرآن کریم میں آئی ہے جیسا کہ ارشاد ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین الآیۃ ۱۲

کمائی کو عیب نہ سمجھیں سو اس وجہ سے یہ مضمون مبالغہ کے طور پر بیان فرمایا گیا تاکہ لوگ اپنے ہاتھ سے کمانے کو برا نہ سمجھیں اور کمائیں اور کھائیں اور کھلائیں اور خیرات کریں حدیث کی یہ غرض نہیں ہے کہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کسی طرح سے جو حلال مال ملا ہو وہ حلال نہیں یا ہاتھ کی کمائی کے برابر نہیں بلکہ بعض مال اپنے ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر ہوتا ہے اور بعضے ناواقف سچے خاصان خدا پر جو [لہ] متوکل ہیں طعن کرتے ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو مذکور ہوئی کہ ان کو اپنے ہاتھ سے کمانا چاہیئے محض توکل پر بیٹھنا اور نذرانوں سے گذر کرنا اچھا نہیں یہ ان کی سخت نادانی ہے اور یہ اعتراض جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے ڈرنا چاہیئے سخت اندیشہ ہے کہ ان بزرگوں کی بے ادبی اور ان پر لعن وطعن سے دارین میں بلا نازل ہو اور طعن کرنے والوں کو ہلاک کر دے اولیاء اللہ کی بے ادبی سے ایمان جاتے رہنے اور برا خاتمہ ہونے کا اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس دن سے پہلے ناپید کر دے جس دن بزرگوں پر اعتراض کرے کہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ قرآن و حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ انصاف سے اور طلب حق کیلئے تامل کیا جائے کہ جس شخص میں توکل کی شرطیں پائی جائیں تو اس کیلئے توکل [سے] کرنا کمانے سے بدرجہا افضل ہے اور یہ اعلیٰ مقام ہے مقامات ولایت سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود متوکل تھے اور جو آمدنی متوکل کو ہوتی ہے وہ ہاتھ کی کمائی سے بہت بہتر ہے اور اسمیں خاص برکت اور خاص نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ رتبہ مرحمت فرمایا ہے اور بصیرت اور فہم اور نور عطا فرمایا ہو وہ کھلی آنکھوں اسکی برکت دیکھتا ہے اور اس کا تفصیلی بیان کسی خاص موقع پر کیا جاویگا چونکہ یہ مختصر رسالہ ہے اس لئے طوالت کی گنجائش نہیں اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ قول سراسر غلط ہے جیسا کہ بیان ہوا اور بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ ایک تو خود نیک کام سے محروم رہو اور دوسرا کرے تو اس پر لعن وطعن کرو کیا حق تعالیٰ کو منہ دکھاؤ گے جبکہ اسکے دوستوں کے

لہ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنے والے کو کہتے ہیں ۱۲ وقد جاء فی الحدیث النبوی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب ہم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون ۱۲ مشکوۃ شریف صفحہ ۴۵۲

سے ۵ واما التوکل فالاصل فیہ قولہ عز وجل ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ وقولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اریت الامم بالموسم فرأیت امتی قد ملاء السہل والجبل فاعجبنی کثرتہم وہیئتہم فقیل لی ارضیت قلت نعم قیل ومع ہؤلاء سبعون الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب لا یکتوون ولا یتطیرون ولا یسترقون وعلی ربہم یتوکلون فقام عکاشۃ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اجعلہ منہم فقام آخر فقال ادع اللہ ان یجعلنی منہم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سبقک بہا عکاشۃ ۱۲ غنیۃ صفحہ ۲۵۹

سے ۵ ارید بالمعنے المتعارف وھو ترک الاسباب الظاہرۃ الرزقیۃ وتفصیلہ فی کتب اہل التحقیق من القوم فافہم ۱۲

در پے ہوتے ہو اور علاوہ فائدہ مذکورہ کے توکل اختیار کرنے میں بہت سے دینی فائدے ہیں اور وہ متوکلین جو مخلوق کی تعلیم کرتے ہیں ان کی خدمت کرنا تو بقدر ان کے ضروری خرچ پورا ہونے کے فرض ہے سو اپنا حق نذرانہ سے لینا کیوں بُرا سمجھا گیا جبکہ غیر متوکلین بھی اپنے حقوق خوب مار دھاڑ سے لڑائی سے لڑ کر وصول کرتے ہیں حالانکہ متوکلین تو بہت تہذیب اور لوگوں کی بڑی آرزو کرنے سے اپنا حق قبول کرتے ہیں اور نذرانہ قبول کرنے میں جبکہ ذلت نہ ہو اور استغنا اور بے پروائی سے لیا جائے خصوصاً جب اس کے واپس کرنے میں دینے والے کی سخت دل شکنی ہو تو ظاہر ہے کہ اس میں بھلائی ہے یا بُرائی ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسے حضرات جو سچے متوکل ہیں ان کو بڑی عزت سے روزی میسر ہوتی ہے مگر ان کی نیت اور توجہ محض خدا کے بھروسہ پر ہوتی ہے مخلوق کی طرف نگاہ نہیں ہوتی اور جو طمع رکھے مخلوق سے اور نگاہ رکھے ان کے مال پر وہ دغا باز ہے وہ ہمارے اس کلام سے خارج ہے ہم نے تو سچے توکل والوں کی حالت بیان کی ہے کسی کو حقیر سمجھنا خصوصاً خاصان خدا کو بڑا سخت گناہ ہے اور ان حضرات کا اس میں کوئی ضرر نہیں بلکہ نفع ہے کہ بُرا کہنے والوں کی نیکیاں قیامت کے روز ان کو ملینگی تباہی تو ان کی ہے جو بُرا کہتے ہیں کہ دین و دنیا تباہ ہوتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ توکل کی اجازت ہر شخص کو شریعت نے نہیں دی ہے اس کی ہمت کرنا اور اس کی شرطوں کا پورا ہونا بہت دشوار ہے اسی وجہ سے ایسے حضرات بہت کم پائے جاتے ہیں گویا معدوم ہیں اور بہت اچھی چیز ہمیشہ کم ہی ہوتی ہے اللہ کا بیحد شکر ہے کہ یہ مقام محض معمولی توجہ سے عمدہ تحریر ہو گیا اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو عمل کی توفیق دیں آمین +

حدیث میں ہے کہ تحقیق اللہ (تعالیٰ) طیب ہے (یعنی کمالات کیساتھ موصوف اور تمام عیبوں سے پاک ہی) نہیں قبول کرتا ہے مگر طیب کو (یعنی اللہ پاک طیب مال یعنی حلال مال[1] قبول فرماتا ہے۔ حرام مال وہاں مقبول نہیں بلکہ بعض علماء[2] نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کر کے

[1] وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا وان اللہ امر المومنین بما امر بہ المرسلین فقال یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا وقال تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یا رب یا رب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۱

[2] قال بعض علمائنا من تصدق بمال حرام ورجا الثواب کفر ۱۲ لمعات

ثواب کی امید رکھنا کفر ہے) اور بیشک اللہ نے حکم کیا مومنوں کو اس چیز کا جس کا کہ حکم فرمایا مرسلین (یعنی رسولوں) کو پس فرمایا اے رسولو کھاؤ پاک چیزیں (یعنی حلال) اور عمل کرو اچھے اور فرمایا (اللہ تعالیٰ) نے اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں پھر ذکر فرمایا (جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے) اس آدمی کو جو لمبا سفر کرتا ہے (حج کرنے یا علم طلب کرنے وغیرہ کو) اس حال میں کہ پراگندہ حال اور گرد آلودہ ہوتا ہے (سفر کی مشقت سے) اور ہاتھ بڑھاتا ہے آسمان کی طرف (اور کہتا ہے) اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار (یعنی اللہ پاک سے بار بار سوال کرتا ہے کہ رحم فرما کر مقصود عطا کر دے) حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے (یعنی خورد و نوش اور لباس مال حرام سے حاصل کرتا ہے) اور پالا گیا (مال) حرام سے (یعنی مال حرام سے گذر کرتا ہے اسی سے پرورش پاتا ہے ہاں جس کو والدین نے نابالغی کی حالت میں مال حرام سے پرورش کیا ہو اور بالغ ہو کر اس نے حلال مال حاصل کیا اور اس کو اپنی خورد و نوش و لباس میں صرف کیا تو وہ شخص اس حکم سے خارج ہے نابالغ ہونے کی حالت کا گناہ فقط والدین پر ہے) پس کیونکر قبول کیجاویگی (وہ دعا) اس کیلئے (یعنی باوجود اس قدر مشقتوں کے مال حرام کے استعمال کی وجہ سے ہرگز دعا مقبول نہ ہوگی اور اگر کبھی مقصود حاصل بھی ہو گیا تو وہ دعا کے سبب سے نہیں بلکہ اس کا حاصل ہونا تقدیر الٰہی کی وجہ سے ہے جیسا کہ کافروں کے مقصود پورے ہو جاتے ہیں اور دعا کے مقبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالیٰ بندہ پر نظر رحمت فرمائیں اور اس رحمت کی وجہ سے اس کو اسکا مطلوب عطا فرمائیں اور اس طلب پر ثواب عنایت ہو سو یہ بات اسی کو میسر ہوتی ہے جو شریعت کا پابند ہو اور اللہ پاک سے مقصود طلب کرے یہاں سے معلوم ہوا کہ حلال کھانے میں بڑی برکت ہے اور دعا میں بھی اس کی خاص تاثیر ہے اور ایسا مال کھانے سے نیکی کی قوت پیدا ہوتی ہے اعضاء عقل کی تابعداری کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا و مولانا ابو حامد محمد غزالی نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ ایک بہت بڑے

سہل تستری سے یعنی حضرت سہیل سے نقل فرماتے ہیں کہ جو حرام کھاتا ہے اعضاء اس (کی عقل) کی اطاعت چھوڑ دیتے ہیں (یعنی عقل نیکی کا حکم کرتی ہے اور وہ اس کی اطاعت نہیں کرتے مگر یہ بات ان ہی حضرات کو معلوم ہوتی ہے جن کے دل کی آنکھیں روشن ہیں ورنہ جنکا دل سیاہ ہے وہ تو شب و روز اس میں مشغول رہتے ہیں اور خوب لذت اڑاتے ہیں اور ان کو کچھ بھی اثر نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ قلب کی حس اور دل کی بینائی اور بصیرت کو قائم رکھے آمین)۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک (جو بڑے عالم اور زاہد اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے ایک درہم مشتبہ مال کا لوٹا دینا (جو مجھ ملے خواہ ہدیہ کے ذریعہ سے یا اور کسی طرح) زیادہ محبوب ہے چھ لاکھ درہم خیرات کرنے سے آہ یہاں سے اندازہ کرنا چاہیئے کہ مشتبہ مال کی کیا قدر ہے افسوس کہ لوگ صریح حرام بھی نہیں چھوڑتے روپیہ ملے کسی طرح اور حضرات بزرگان دین مشتبہ مال کو اسقدر بُرا سمجھتے تھے حرام مال سے بچنا سب کے ذمہ ضرور ہے اس سے بہت بڑی احتیاط لازم ہے بُرا مال کھانے سے بیحد خرابیاں نفس میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ انسان کا ہلاک کرنیوالا ہے۔ **حدیث** ؎ میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں (یعنی ان کے حلال اور حرام ہونے میں شبہ ہے بعض اعتبار سے ان کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض اعتبار سے انکا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے ایسے لوگ جو ان کو جانتے ہیں اور وہ بڑے بڑے عالم متقی ہیں جو اپنے علم پر اچھی طرح عمل کرتے ہیں) پس جس شخص نے پرہیز کیا ہے شبہ کی چیزوں سے بچا لیا اس نے اپنے دین کو (یعنی عذاب دوزخ سے پناہ ملگئی) اور اپنی آبرو کو (یعنی طعنہ دینے والوں سے اپنی آبرو بچالی، اسلیئے کہ خلاف شرع شخص کو لوگ طعن دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دین و دنیا کی بیعزتی سے بچنا ہر ذی عقل پر ضرور ہے۔ اور جو شخص واقع ہوا شبہ کی چیزوں میں

؎ عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین وبینہما مشتبہات لا یعلمہن کثیر من الناس فمن اتقی الشبہات استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبہات وقع فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ الا وان لکل ملک حمی الا وان حمی اللہ محارمہ الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۸ جلد ۱

وہ واقع ہوگا حرام میں یعنی جو شخص شبہ کی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا وہ رفتہ رفتہ صریح حرام باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جہاں نفس کو ذرا گنجائش دی گئی وہ رفتہ رفتہ اس قدر خرابی برپا کرتا ہے کہ خدا کی پناہ ہلاک ہی کر دیتا ہے سو جو شخص مال کے بارے میں احتیاط نہ کرے جو ملے اس کو قبول کرے کسی شبہ کی پرواہی نہ کرے وہ عنقریب حرام کھانے لگے گا نفس کو ہمیشہ شریعت کا قیدی بنا رکھنا چاہیئے کبھی آزادی نہ دے اور گو ایسے شبہ کا مال کھانا جس کا یہ حال معلوم نہ ہو کہ اس میں کتنا حلال ملا ہے اور کتنا حرام جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور رفتہ رفتہ شبہ سے صریح حرام میں مبتلا ہونیکا سخت اندیشہ ہے لہذا چاہیئے کہ شبہ کی باتوں سے بھی بچے کہ اصل مقصود اور ہمت کی بات یہی ہے خوب سمجھ لو مثل اس چرواہے کے جو چراتا ہے گرد اس چراگاہ کے جس کو بادشاہ نے اپنے جانور چرانے کے لئے خاص کر لیا ہے قریب ہے یہ کہ چرائے اس چراگاہ میں (یعنی جو ایسی چراگاہ کے گرد چراتا ہے وہ عنقریب خاص چراگاہ ہی میں چرانے لگے گا یا تو اس طرح کہ جانوروں کا اس طریق پر چرانا کہ اس حد سے آگے نہ بڑھیں دشوار ہے یا اس طرح کہ خود چرواہے ہی کو عنقریب ایسی دلیری ہوجائیگی کہ وہ اس قدر احتیاط نہ کریگا اسی طرح نفس کو احتیاط نہیں ہوتی اور کبھی تو ابتدا ہی سے جہاں شبہ کے درجہ پر پہنچا حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ دنوں کے بعد یہ حالت ہوتی ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ خودرو گھاس کی چراگاہ کو صرف اپنے لئے خاص کر لینا اور دوسروں کو اس میں چرانے سے روکنا زمینداروں کو جائز نہیں اور یہاں تو فقط مثال بیان کرنا مقصود ہے، آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے (اور) آگاہ رہو کہ اللہ کی چراگاہ (جس کی حفاظت کی گئی ہے) اس کے محارم ہیں (یعنی جن چیزوں کو اس نے حرام فرمایا ہے تو جو شخص اُن حرام چیزوں میں واقع ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی خیانت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ بادشاہ کی خیانت کرنا

بغاوت ہے اور حق تعالیٰ چونکہ اعلیٰ درجہ کے بادشاہ ہیں، لہٰذا اُن کی خیانت اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے جس کی سزا بھی بہت بڑی ہے، آگاہ رہو کہ انسان کے بدن میں ایک بوٹی ہے جبکہ وہ درست ہوگی (اور اُس میں باطنی یا ظاہری خرابی نہ پیدا ہوگی) کل بدن درست ہوگا اور جبکہ وہ فاسد اور خراب ہوگی۔ تو خراب ہوگا تمام بدن آگاہ رہو وہ (بوٹی) دل ہے (یعنی دل سُلطان البدن ہے قلب کی درستی سے تمام اعضا کی درستی ہے اور قلب کی درستی موقوف ہے اطاعت الٰہی پر گناہ کرنے سے دل خراب ہوجاتا ہے حاصل یہ ہوا کہ نیکیوں کا وجود موقوف ہے قلب کی درستی اور صفائی پر قلب کی صفائی میں اکل حلال کو خاص دخل ہے پس اس سے ترغیب ہوگئی اہتمام اکل حلال کی)

حدیث[۱] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہود کو حرام کی گئیں اُن پر چربیاں (یعنی گائے اور بکری کی چربی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) پس اُنھوں نے اُس (چربی) کو گلایا پھر انہوں نے اس کو فروخت کیا (یعنی حیلہ یہ کیا کہ خود چربی نہیں کھائی بلکہ اس کے دام کھائے اور اُن کو یہ سمجھے کہ یہ چربی کھانا نہیں حالانکہ اس حکم کا حاصل یہ تھا کہ چربی سے بالکل منتفع مت ہو اس میں بیچکر دام کھانا بھی داخل تھا آج کل بعضے سود خواروں نے اسی قسم کے حیلے پیدا کر لئے ہیں تاکہ ظاہر میں سود سے بچ جاویں اور حقیقت میں سود کھاویں لیکن حق تعالیٰ علیم ہے۔ نیت کو خوب جانتا ہے ہرگز ہرگز ایسے حیلے نکالنا روا نہیں) +

حدیث[۲] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے یہ بات کہ کمائے بندہ مال حرام کو پس صدقہ دے اس میں سے سو قبول کیا جائے اور نہ یہ کہ خرچ کرے اس میں سے پس برکت دی جائے اس کے لئے اس میں اور نہیں چھوڑتا اپنے پیچھے مگر ہو وہ (چھوڑنا) توشہ اس کے لئے پہنچانیوالا دوزخ کی طرف (یعنی مال حرام کما کر اگر صدقہ کرے مقبول نہ ہوگا اور نہ اس کا ثواب ملیگا

[۱] وعن جابر رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عام الفتح وھو بمکۃ ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام فقیل یا رسول اللہ ارأیت شحوم المیتۃ فانہ یطلی بھا السفن ویدھن بھا الجلود ویستصبح بھا الناس فقال لا ھو حرام ثم قال عند ذلک قاتل اللہ الیہود ان اللہ لما حرم شحومھا اجملوہ ثم باعوہ فاکلوا ثمنہ متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۸ جلد ۱

[۲] وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یکسب عبد مال حرام فیتصدق منہ فیقبل منہ ولا ینفق منہ فیبارک لہ فیہ ولا یترکہ خلف ظہرہ الا کان زادہ الی النار ان اللہ لا یمحو السیئ بالسیئ ولکن یمحو السیئ بالحسن ان الخبیث لا یمحو الخبیث ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۸ جلد ۲

بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کرکے ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے اور فقیر جسکو مال حرام دیا گیا ہے اس نیت سے کہ دینے والے کو ثواب ہو اگر جانتا ہے کہ یہ مال اس طرح کا مجھے دیا گیا ہے۔ اور وہ باوجود جاننے کے خیرات دینے والے کو دعا دے تو وہ بھی ان علماء کے قول پر کافر ہو جائیگا اور اگر ایسا مال کسی خرچ میں لایا جائے تو بھی کچھ برکت نہ ہوگی اور اگر اپنے بعد ایسا مال چھوڑے گا تو اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا کھاویں گے وارث اور عذاب میں یہ مبتلا ہوگا غرض مال حرام میں بجز ضرر کے کوئی نفع نہیں بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دور کرتا ہے بُرائی کو بُرائی کے ذریعہ سے (پس چونکہ حرام مال خیرات کرنا منع ہے اور گناہ ہے سو اس گناہ کے ذریعہ سے اور گناہ نہیں معاف ہو سکتے) لیکن دور کرتا ہے بُرائی کو بھلائی سے پس حلال مال صدقہ کرنا گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے جبکہ باقاعدہ اور شریعت کے موافق خیرات کرے تحقیق خبیث (یعنی مال حرام) نہیں دور کرتا ہے خبیث کو یعنی گناہ کو) ✽ حدیث[۱] میں ہے جنت میں وہ گوشت نہ داخل ہوگا جو پلتا ہے اور بڑھتا ہے مال حرام سے اور ہر ایسا گوشت جو پلا بڑھا ہے مال حرام سے جہنم ہی اس کے لائق ہے یعنی حرامخور جنت میں بغیر سزا بھگتے داخل نہ ہوگا یہ مطلب نہیں کہ وہ کفار کی طرح کبھی داخل نہ ہوگا بلکہ اگر وہ اسلام پر مرا اور تھا حرامخور تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہو جائیگا اگر حرام کھانے سے توبہ کرے مرنے سے پہلے اور جس کا حق اس کے ذمہ ہو وہ ادا کردے تو البتہ حق تعالیٰ اس کا یہ گناہ معاف فرمائیں گے اور اس حدیث میں جو عذاب مذکور ہے اس سے محفوظ رہیگا، حدیث[۲] میں ہے کہ بندہ نہیں ہوتا ہے پورے پرہیزگاروں میں سے یہاں تک کہ چھوڑ دے اس چیز کو جس میں کچھ ڈر نہیں بسبب اس چیز کے جس میں اندیشہ[۳] ہے یعنی کوئی چیز بالکل حلال ہے اور کوئی کام مباح اور جائز ہے مگر اس میں متوجہ ہونے سے اور ایسے مال کے کھانے سے کسی گناہ ہو جانے کا ڈر اور احتمال ہے تو اس حلال

[۱] وعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولی بہ رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ صہ ۲۴۲

[۲] وعن عطیۃ السعدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس بہ حذرا لما بہ باس ۱۲ مشکوٰۃ حاشیہ صہ ۸۵

[۳] رواہ الترمذی وابن ماجہ ۱۲ ۵ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان لابی بکر غلام یخرج لہ الخراج فکان ابوبکر یاکل من خراجہ فجاء یوما بشیء فاکل منہ ابوبکر فقال لہ الغلام تدری ما ہذا فقال ابوبکر وما ہو قال کنت تکہنت لانسان فی الجاہلیۃ وما احسن الکہانۃ الا انی خدعتہ فلقینی فاعطانی بذلک ہذا الذی اکلت منہ قال فادخل ابوبکر یدہ فقاء کل شیء فی بطنہ رواہ البخاری ۱۲ مشکوٰۃ شریف صہ ۲۴۳ جلد ۲

مال کو بھی نہ کھاوے اور ایسے جائز کام کو بھی نہ کرے اس لیئے کہ اگرچہ یہ کام کرنا اور یہ مال کھانا گناہ نہیں مگر اس کے ذریعے سے گناہ ہو جانے کا ڈر ہے اور بُرے کام کا ذریعہ بھی بُرا ہوتا ہے مثلاً عمدہ عمدہ کھانے لباس میں مشغول ہونا جائز اور حلال ہے مگر چونکہ حد سے زیادہ لذتوں میں مشغول ہونے سے گناہوں کے صادر ہونے کا اندیشہ ہے اس لیئے کمال تقوے اور اعلیٰ درجہ کی پرہیزگاری یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی بچے یا شبہ کا مال کھانا مکروہ ہے، مگر اس میں ہمت کھانے کی کرنے سے اندیشہ ہے کہ عنقریب نفس ایسا بے قابو ہو جائیگا کہ حرام کھانے لگیگا تو ایسے مال سے بھی بچنا چاہیئے

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض کا ایک غلام تھا جو انکو خراج دیتا تھا (یہاں خراج سے وہ محصول مراد ہے جو غلام پر مقرر کیا جاتا ہے اس کی ساری کمائی میں سے کچھ کمائی مالک لیتا ہے)، پس حضرت ابو بکر رض وہ محصول اس غلام کا کھاتے تھے سو لایا وہ ایک دن کچھ (کھانے کی) چیز اور حضرت ابو بکر رض نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو غلام نے کہا تمہیں معلوم ہے کیا تھی یہ چیز جسے تم نے کھایا (اور کہاں سے آئی) پس فرمایا حضرت ابو بکر رض نے کونسی چیز تھی وہ (جسے میں نے کھا لیا) اس نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں (یعنی اسلام سے پہلے) ایک آدمی کو کاہنوں کے قاعدہ سے کوئی خبر دی تھی اور میں اس کام کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا (یعنی کاہن لوگ جس طرح کچھ باتیں بتلاتے ہیں اور وہ کبھی جھوٹ اور غلط اور کبھی سچ اور صحیح ہو جاتی ہیں۔ اور اس کا سچ ماننا منع ہے اور جو اس فن کے انہوں نے قاعدے مقرر کیئے ہیں اُن سے اچھی طرح واقف نہ تھا، مگر بیشک میں نے اُس آدمی کو دھوکا دیا پھر وہ مجھے ملا سو اُس نے مجھے وہ چیز جو (آپ نے کھائی) دی بذریعہ اس کے یعنی جو بات میں نے اس کو بتلادی تھی اس کے عوض) تو یہ وہ چیز ہے جس میں سے آپ نے کھایا پس داخل فرمایا حضرت ابو بکر رض نے اپنا ہاتھ حلق میں پھر قے فرمایا (یعنی نکال دیا) تمام اس چیز کو جو ان کے پیٹ

عن عطیۃ السعدی [illegible] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس بہ حذرا لما بہ باس [illegible] بحرمۃ فقد ثبت فی الحدیث [illegible] ان [illegible] فانہ الیہ [illegible] وقد قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنا نترک تسعۃ اعشار الحلال مخافۃ ان نقع فی الحرام وعن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نترک سبعین بابا من المباح مخافۃ ان نقع فی الجناح فعلوا ذلک تورعا من مقاربۃ الحرام انتھا بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ فتوح الغیب للشیخ الامام عارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ صفحہ [illegible]

ہیں تھا (یعنی احتیاط) اور کمال تقوی کی وجہ سے تمام کھانا پیٹ کے اندر کا نکال دیا کیونکہ خاص اس کھانے کا نکالنا تو غیر ممکن تھا سو تمام پیٹ خالی کر دیا حالانکہ اگر آپ قے نہ فرماتے جب بھی گناہ نہ ہوتا۔ حدیث[5] میں ہے کہ جس نے کوئی کپڑا دس درہم کو خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا نہ قبول فرمائیگا حق تعالیٰ اس کی نماز جب تک کہ وہ کپڑا اس کے بدن پر رہیگا (یعنی گو فرض ادا ہو جائے گا مگر نماز کا پورا ثواب نہ ملیگا اور اسی طرح اور اعمال کو بھی قیاس کر لو خدا سے ڈرنا چاہیئے کہ اوّل تو لوگوں سے عبادت ہی کیا ہوتی ہے اور جو ہوتی ہے وہ اس طرح ضائع ہو پھر کیا جواب دیا جائیگا قیامت کے روز اور کیسے عذاب دردناک کی برداشت ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا ہوں جو تمہیں جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے مگر یہ بات ہی کہ میں نے تم کو اس کا حکم کر دیا ہے (یعنی جنت میں داخل کرنیوالے اور دوزخ سے ہٹانیوالے سب اعمال میں نے تم کو بتلا دیئے ہیں) اور میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جو تمہیں جنت سے دور کر دے اور دوزخ سے تم کو قریب کر دے مگر یہ بات ہو کہ) میں نے تم کو اس سے منع کر دیا ہے (یعنی دوزخ میں داخل کرنیوالے اور جنت سے ہٹا دینے والے کاموں سے تم کو روک چکا ہوں کہ ایسے کام مت کرو) اور بیشک روح الامین (یعنی جبرئیل) نے میرے دل میں ڈالدیا ہے کہ بیشک کوئی نفس ہرگز نہ مریگا یہانتک کہ پورا لیلے اپنا رزق (یعنی تقدیر میں جو رزق ہر مخلوق کے لکھا جاچکا ہے بغیر اس قدر ملجانے کے پہلے کوئی نہیں مر سکتا۔ اگرچہ وہ رزق دیر میں ملے (یعنی ملنا ضرور ہے جس وقت پر لکھدیا ہے اسی وقت پہنچیگا، نیت خراب کرنے اور حرام کمانے سے جلدی نہیں ملسکتا خدا سے ڈرو (یعنی اس پر بھروسہ کرو اور اس کے وعدے کا یقین کرو پس حرام کمانے سے بچو) اور اختصار اختیار کرو طلب (رزق) میں (یعنی بیحد دنیا کمانے میں مشغول نہ ہو حرص نہ کرو شرع کے خلاف کمائی سے بچو) اور ہرگز نہ آمادہ کرے

[5] عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال من اشتری ثوبا بعشرۃ دراہم وفیہ درہم حرام لم یقبل اللہ تعالیٰ لہ صلوٰۃ ما دام علیہ ثم ادخل اصبعیہ فی اذنیہ وقال صمتا ان لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقولہ مشکوٰۃ ص ۲۴۲

تم کو دیر لگنا رزق ملنے میں (اس بات پر) کہ تم طلب کرنے لگو اس کو خدا تعالیٰ کی معصیت سے (یعنی روزی ملنے میں اگر دیر ہو تو گناہ اور حرام ذریعوں سے رزق نہ حاصل کرو اس لئے کہ وقت سے پہلے ہرگز نہ ملیگا خواہ مخواہ گناہ بے لذت میں مبتلا ہوئے) اس لئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ نہیں حاصل کی جاتی وہ چیز جو اس کے پاس ہے رزق اور اس کے سوا جو چیز ہے اس کی معصیت کے ذریعہ سے (رواہ ابن ابی الدنیا فی القناعة والبیہقی فی المدخل وقال انہ منقطع ونص الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا اعلم شیئاً یقربکم من الجنۃ ویبعدکم من النار الا امرتکم بہ ولا اعلم شیئاً یبعدکم من الجنۃ ویقربکم من النار الا نہیتکم عنہ وان الروح الامین نفث فی روعی ان نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقہا وان ابطاء عنہا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب ولا یحملنکم استبطاء شیء من الرزق ان تطلبوہ بمعصیۃ اللہ تعالیٰ فان اللہ تعالیٰ لا ینال ما عندہ من الرزق وغیرہ بمعصیتہ[1]

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس حصوں میں سے نو حصے رزق[2] تجارت میں ہے (یعنی تجارت بہت بڑی آمدنی کا ذریعہ ہے اسکو اختیار کرو)

حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس مومن کو جو محنتی ہو اور پیشہ ور ہو نہیں پروا کرتا ہے کہ کیا پہنتا ہے (یعنی محنت و مشقت میں معمولی میلے کپڑے پہنتا ہے اتنی فرصت نہیں اور ایسا موقعہ نہیں جو کپڑے زیادہ صاف رکھ سکے لیکن جو شخص مجبور نہ ہو اُس کو سادگی کیساتھ صاف رہنا چاہیئے۔

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور میں تجارت کرنیوالوں میں سے ہوں اور لیکن وحی کی گئی ہے مجھ کو کہ اللہ کی تسبیح (پاکی بیان کرنا یعنی سبحان اللہ کہنا) کرو اسکی حمد کیساتھ یعنی اسکی تعریف بیان کرو یعنی سبحان اللہ وبحمدہ پڑھو) اور ہو جاؤ سجدہ کرنیوالوں میں سے (یعنی نماز پر ہمیشگی کرو) اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو

[1] اسی مضمون کی حدیث مشکوٰۃ میں بھی ہے جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس لیس من شیء یقربکم الی الجنۃ ویباعدکم من النار الا قد امرتکم بہ ولیس شیء یقربکم من النار ویباعدکم من الجنۃ الا قد نہیتکم عنہ وان الروح الامین و فی روایۃ وان روح القدس نفث فی روعی ان نفساً لن تموت حتی تستکمل رزقہا الا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب ولا یحملنکم استبطاء الرزق ان تطلبوہ بمعاصی اللہ فانہ لا یدرک ما عند اللہ الا بطاعتہ رواہ فی شرح السنۃ والبیہقی فی شعب الایمان الا انہ لم یذکر وان روح القدس ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۹

[2] رواہ ابراہیم الحربی فی غریب الحدیث من حدیث نعیم بن عبد الرحمن بلفظ تسعۃ اعشار الرزق فی التجارۃ ورجالہ ثقات ونعیم ہذا قال فیہ ابن مندۃ ذکر فی الصحابۃ ولا یصح وقال ابو حاتم الرازی [illegible]

[illegible]

ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو یہاں تک کہ تم کو موت آجائے یعنی حاجت سے زیادہ دنیا میں مشغول نہ ہو کیونکہ بقدر ضرورت معاش کا بندوبست کرنا سب پر واجب ہے ہاں جس میں توکل کی قوت ہو اور سب شرطیں اس میں توکل کی جمع ہوں ایسا شخص البتہ سب کام چھوڑ کر محض عبادت علمیہ و عملیہ میں مشغول ہووے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں فرمایا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے رحم کرے اللہ (تعالیٰ) آدمی نرمی کرنے والے پر جس وقت (کوئی چیز) فروخت کرے اور جس وقت (کچھ) خریدے اور جس وقت قرض طلب کرے (سبحان اللہ خرید و فروخت اور قرض طلب کرنیکی حالت میں نرمی اور رعایت کرنیکا کس قدر بڑا درجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کے حق میں خاص طور پر دعا فرماتے ہیں اور آپ کی دعا مقبول ہے اگر اس نرمی کے برتاؤ کی فقط یہی فضیلت ہوتی اور اس کے سوا کچھ ثواب نہ ملتا تو یہی بہت بڑی نعمت تھی حالانکہ اس رعایت اور نرمی کا ثواب بھی ملیگا۔ لہذا تاجروں کو مناسب ہے کہ اس صحیح حدیث پر عمل کرکے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے محل کرم ہوں نیز دنیا کا اس برتاؤ میں یہ نفع ہے کہ ایسے شخص کے معاملہ سے لوگ خوش ہوتے ہیں اور تجارت خوب چلتی ہے لوگوں کا رجوع ایسے معاملہ کرنیوالے کی طرف بہت ہوتا ہے اور بعض اوقات خوش ہوکر دعا بھی دیتے ہیں واقعی بات یہ ہے کہ شریعت پر عمل کرنے والا دین و دنیا میں گویا کہ بادشاہ ہوکر رہتا ہے اور بڑی راحت سے گذرتی ہے اس سے بڑھکر خوش نصیب کون ہے کہ جسکو دارین کی برکتیں حاصل ہوں اور خدا کے نزدیک اور اکثر لوگوں کے نزدیک بھی محبوب و عزیز ہے رواہ البخاری بلفظ عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحم اللہ رجلاً سمحا اذا باع و اذا اشتری و اذا اقتضی۔

حدیث [۱] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بچو تم زیادہ قسم کھانے سے بیچنے میں (یعنی اس خیال سے کہ ہمارا مال خوب بکے بہت قسمیں نہ کھاؤ کیونکہ زیادہ قسم کھانے میں کوئی نہ کوئی قسم ضرور جھوٹی نکلے گی اور پھر اس سے بے برکتی ہوتی ہے اور اللہ کے نام

(بقیہ صفحہ ۸۷ سے آگے) تحقیق یہ حدیث منقطع ہے اور بیان کیا حدیث کو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق میں نہیں جانتا تھا کسی شے کو کہ جو قریب کردے تم کو جنت سے اور دور کردے تمکو دوزخ سے مگر میں نے تم کو اس کا حکم کردیا اور نہیں جانتا میں کسی شے کو کہ جو تم کو دور کردے جنت سے اور قریب کردے تم کو دوزخ سے مگر میں نے تم کو اس سے منع کردیا اور تحقیق جبریل نے میرے دل میں ڈالدیا کہ کوئی نفس نہیں مریگا جبتک کہ اپنا رزق پورا نہ کرلیگا اگرچہ اس کا رزق اس کو دیر میں ملے پس ڈرو اللہ سے اور کوتاہی کرو طلب رزق (دنیا) میں اور ہرگز نہ آمادہ کرے تم کو دیری رزق کی طلب رزق پر خدا کی نافرمانی کیساتھ کیونکہ اللہ کے پاس جو رزق وغیرہ ہے وہ تو نہیں حاصل ہوتا خدا کی نافرمانی کرکے (یعنی ملیگا اتنا ہی جتنا تقدیر میں ہے) ۱۲ ۵

حاشیہ صفحہ ہذا

[۱] وعن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم وکثرۃ الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم یمحق (رواہ مسلم) ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۳

کی بے ادبی ہوتی ہے ہاں کبھی ایسا کرے تو مضائقہ نہیں) اس لئے کہ تحقیق وہ (کثرت سے قسم کھانا رواج دیتا ہے (مال کو اور لوگوں کو قسم کی وجہ سے مال کے متعلق جو شبہ ہوتے ہیں اُن کا اعتبار آجاتا ہے) پھر بے برکت کر دیتا ہے جس سے دین و دُنیا کی منفعت سے محرومی ہوتی ہے۔[۱]

حدیث میں[۲] ہے کہ فرمایا جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تجارت کرنے والا بہت سچا (گفتگو اور برتاؤ میں) بڑا امانت دار (قیامت میں) انبیاء اور صدیقین (یعنی جو بڑے مرتبہ خدا کے ولی ہیں اور جنہوں نے ہر قول اور ہر فعل میں اعلیٰ درجہ کی سچائی اختیار کی ہو اور اللہ میاں کی نہایت اعلیٰ درجہ کی اطاعت کی ہے) اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا (یعنی ایسے تاجر کو جسکی یہ صفتیں ہوں جو بیان کی گئیں قیامت کے روز حضرات انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرات صدیقین رضی اللہ عنہم اور حضرات شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ کی ہمراہی اور دوزخ سے نجات میسر ہوگی اور ساتھ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ ان حضرات کی برابر رتبہ مل جائے گا بلکہ ایک خاص قسم کی بزرگی مراد ہے جو بڑوں کے ساتھ رہنے سے حاصل ہوتی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی بزرگ کی دُنیا میں دعوت کرے اور ان کے ہمراہ اُن کے خادموں کی بھی ضیافت کرے تو ظاہر ہے کہ اُن بزرگ کے کھانا کھانے کی جگہ اور اُن خدام کے کھانا کھانے کی جگہ نیز کھانا ایک ہی ہوگا۔ لیکن جو درجہ اُن لوگوں کے نزدیک اُن بزرگ کا ہوگا وہ خادموں کا نہیں مگر ہمراہی کا شرف و عزت نیز کھانے اور مکان میں شرکت کا میسر آنا ایک بہت بڑا کمال ہے جو خادموں کو حاصل ہوا ہے خصوصاً جناب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی بہت بڑی دولت ہے اگر فرض کرو کہ کھانا بھی میسر نہ ہو ہمراہی سے کچھ عزت بھی میسر نہ ہو فقط ہمراہی ہی میسر ہو تو آپؐ سے محبت کرنے والے مسلمان کے لئے فقط آپؐ کا دیدار اور آپ کی ہمراہی ہی بڑی دولت ہے بلکہ دیدار تو بڑی چیز ہے آپ کا پڑوس ہی بڑی نعمت ہے لہٰذا مسلمانوں کو جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس دُعاء متبرک کا مستحق ہونا ضرور مناسب ہے۔[۲] **حدیث** میں[۳] ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے گروہ تاجروں کے بے شک بیع ایسی چیز ہے جسمیں (اکثر) لغو باتیں ہو جاتی ہیں اور قسم

۱۲ منہ
[۱] رواہ الترمذی وغیرہ
[۲] عن ابی سعید رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۲
[۳] وعن قیس ابی غرزۃ قال کنا نسمی فی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم السماسرۃ فمر بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمانا باسم ہو احسن منہ فقال یا معشر التجار ان البیع یحضرہ اللغو والحلف فشوبوہ بالصدقۃ رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۳۲ جلد اول

کھائی جاتی ہیں پس ملا لو اس میں صدقہ[۱] یعنی لغو باتیں اور قسمیں کھانا بُری بات ہے لہٰذا صدقہ کرنا چاہیے تاکہ ان لغویات وغیرہ کا جو کہ بلا قصد صادر ہو گئی ہیں کفارہ ہو جائے اور قلب میں جو کدورت پیدا ہو گئی ہے وہ جاتی رہے اور لغو سے مراد بیکار کلام ہے حدیث[۲] میں ہے کہ تجارت کرنے والے قیامت کے روز فاجر اور گنہگار اٹھائے جاوینگے مگر جو شخص ڈرا اور سچ[۳] بولا اور خرید و فروخت میں کوئی گناہ نہ کیا تو اس وبال سے بچ جاویگا۔ ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور حصہ پنجم ختم ہوا۔

ضمیمہ ثانیہ حصہ پنجم بہشتی زیور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلا ضرورت قرض کی مذمت

حدیث[۴] ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سُنا اعوذ باللہ من الکفر والدین (ترجمہ) میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کفر اور دَین (یعنی قرض) سے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ قرض کو کفر کے برابر کرتے اور اس کے ساتھ ذکر کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں! رواہ النسائی والحاکم وقال صحیح الاسناد۔
حدیث[۵] عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قرض خدا کا جھنڈا ہے زمین میں جب وہ کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اس کی گردن پر قرض کا بوجھ رکھ دیتے ہیں۔ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم قال الحافظ بل فیہ بشر بن عبید الدارسی۔ حدیث[۶] عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ ایک شخص کو اس طرح وصیت فرما رہے تھے کہ گناہ کم کیا کرو تم پر موت آسان ہو جائے گی اور قرض کم لیا کرو آزاد ہو کر جیو گے رواہ البیہقی
حدیث[۷] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص لوگوں کا مال ادا کرنے کی نیت سے لے حق تعالیٰ اس کا قرض ادا کر دیتے ہیں اور جو شخص

[۱] رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲
[۲] وعن عبید بن رفاعۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التجار یحشرون یوم القیامۃ فجارا الا من اتقی وبر وصدق (۲) مشکوٰۃ صفحہ ۲۳۲ جلد اول
[۳] رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲
[۴] عن ابی سعید الخدری رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اعوذ باللہ من الکفر والدین فقال رجل یا رسول اللہ اتعدل الکفر بالدین قال نعم رواہ النسائی ۱۲
[۵] وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدین رایۃ اللہ فی الارض فاذا اراد ان یذل عبدا وضعہ فی عنقہ ۱۲ رواہ الحاکم۔
[۶] وروی عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یوصی رجلا وہو یقول اقلل من الذنوب یہن علیک الموت واقلل من الدین تعش حرا۔ رواہ البیہقی ۱۲
[۷] عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ اموال الناس یرید اداءھا ادی اللہ عنہ ومن اخذ اموال الناس یرید اتلافہا اتلفہ اللہ رواہ البخاری ۱۲ کل حدیث تمام حدیثیں کتاب الترغیب والترہیب حافظ عبد العظیم بن عبد القوی المنذری

یہ ماخوذ ہیں ۱۲ پوری کوشش یہ ہے کہ حوائج ضروریہ کے علاوہ زائد اخراجات قلیل سامان تعیش بالکل بند کر دے اور حوائج ضروریہ میں قدر کفایت پر اکتفا کرے فضول خرچی نہ کرے باقی جو فاضل رہے قلیل یا کثیر سب قرض والوں کو دیدے اور اپنے گھر میں ضرورت کے سوا زائد چیز نہ رکھے جب ایسی کوشش کرے پھر بھی قرض ادا نہ ہو اس کے لئے وعدہ ہے

لوگوں کا مال ضائع کرنے اور مار لینے کی نیت سے لے خدا تعالےٰ اُسکو تباہ کردیتے ہیں، اِسکو بخاری و ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ **حدیث** [۵] حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے جو شخص قرض کے بار میں لدجائے پھر اُسکے ادا کرنے میں (پوری) کوشش کرے پھر ادا کرنے سے پہلے مرجائے تو میں اُس کا مددگار ہوں۔ رواہ احمد باسناد جید وابو یعلی والطبرانی فی الاوسط۔ **حدیث** [۶] میمون کردی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں (جو صحابی ہیں)، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عورت سے قلیل یا کثیر مقدار مہر پر نکاح کیا اور اسکے دل میں عورت کا حق (مہر) ادا کرنے کی نیت نہیں (بلکہ محض) دھوکہ دیا پھر بدون ادا کئے ہی مرگیا تو وہ قیامت کے دن زنا کار بنکر خدا کے سامنے جائیگا اور جس شخص نے کسی سے قرض لیا اور اُسکے دل میں قرض ادا کرنے کی نیت نہیں (بلکہ محض) دھوکہ سے اُس کا مال لے لیا پھر بدون ادا کئے ہی مر بھی گیا تو وہ خدائے تعالےٰ کے سامنے چور بنکر جائیگا۔ رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورواتہ ثقات۔ **حدیث** [۷] عمرو بن شرید اپنے باپ سے (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوت والے کا ٹالنا اسکی آبرو اور مال کو حلال کردیتا ہے۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد۔ (ف) "یعنی جو شخص قرض ادا کرنے پر قادر ہو اور پھر بھی ادا نہ کرے تو قرضخواہ اُسکی آبرو ریزی کرسکتا اور بُرا بھلا کہہ سکتا اور لوگوں میں اُسکی بدمعاملگی مشتہر کرسکتا ہے اور جس طریقے سے ممکن ہو ظاہرا یا چھپکر اپنا حق اس سے وصول کرسکتا ہے"۔ **حدیث** [۸] ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ تین شخصوں سے بہت نفرت کرتے ہیں ایک بڈھا زناکار دوسرے مفلس تکبر کرنے والا تیسرے مالدار ظالم (جو قرضخواہوں پر ٹال مٹول کرکے ظلم کرتا ہو) رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وابوداؤد والنسائی والترمذی وابن حبان والحاکم وصححاہ۔

دُعاء ادائے قرض

حدیث [۹] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مکاتب آیا اور کہنے لگا کہ میں کتابت کی رقم ادا

۵ وعن عائشۃ رضی قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حمل من امتی دینا ثم جہد فی قضائہ ثم مات قبل ان یقضیہ فانا ولیہ ۱۲ رواہ احمد ۔ ۶ وعن میمون الکردی عن ابیہ رضی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایما رجل تزوج امرأۃ علی ما قل من المہر او کثر لیس فی نفسہ ان یؤدی الیہا حقہا خدعہا فمات ولم یؤد الیہا حقہا لقی اللہ یوم القیامۃ وہو زان وایما رجل استدان دینا ولم یرد ان یؤدی الی صاحبہ حقہ خدعہ حتی اخذ مالہ فمات ولم یؤد الیہ دینہ لقی اللہ وہو سارق رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورواتہ ثقات وتقدم حدیث صہیب بنحوہ ۱۲ الترغیب والترہیب ص ۳۵ ۔ ۷ وعن عمرو بن الشرید عن ابیہ رضی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی الواجد یحل عرضہ ومالہ رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد ۱۲ الترغیب والترہیب ص ۳۵۳ ۔ ۸ وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاثۃ یحبہم اللہ وثلاثۃ یبغضہم فذکر الحدیث الی ان قال والثلاثۃ الذین یبغضہم اللہ الشیخ الزانی

کرنے سے عاجز ہوگیا ہوں میری امداد کیجیئے۔ فرمایا کہ میں تجھ کو چند کلمات (کی دعاء) نہ بتلادوں جو مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہیں اگر تیرے اوپر کوہ ثبیر کی برابر بھی قرض ہوگا حق تعالیٰ ادا کردینگے، یوں کہا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔ رواہ الترمذی واللفظ لہ وقال حسن غریب والحاکم وقال صحیح الاسناد۔ (ترجمہ) اے اللہ بچادے مجھ کو اپنے حلال رزق کے ذریعہ حرام رزق سے اور بے پرواہ کردے مجھ کو اپنے فضل کے ذریعہ سے اپنے غیر سے، روایت کیا اسکو ترمذی نے اور لفظ حدیث ترمذی کے ہیں اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے روایت کیا اسکو اور کہا یہ صحیح الاسناد ہے"۔ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے فرمایا کہ میں تم کو ایسی دعا نہ بتلاؤں کہ اگر تمہارے اوپر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اس کو بھی حق تعالےٰ ادا کردیں گے۔ یوں کہا کرو:۔ اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْھُمَا مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ (رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد جید۔ (ترجمہ) اے اللہ تمام عالم کے مالک عطا فرماتا ہے تو ملک بادشاہت جسکو چاہتا ہے اور لے لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے تو جسے چاہتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں نیکی ہے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے اے بہت رحم کرنے والے دنیا اور آخرت میں، اور مہربان دونوں جہان کے دیتا ہے تو دنیا و آخرت دونوں کو جسکو چاہتا ہے اور روک دیتا ہے دنیا و آخرت کو جس سے چاہتا ہے کہ رحم فرما ہم پر ایسی رحمت کے ساتھ جو مجھکو بے پروا کردے تیرے سوا مخلوق کی مہربانیوں سے۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے اپنی صغیر میں ساتھ عمدہ۔

۵۱ وعن انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لمعاذ الا اعلمک دعاء تدعو بہ لو کان علیک مثل جبل احد دینا لاداہ اللہ عنک قل یا معاذ:۔ اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئی قدیر، رحمان الدنیا والآخرۃ ورحیمہا تعطیہما من تشاء وتمنع منہما من تشاء، ارحمنی رحمۃ تغنینی بہا عن رحمۃ من سواک، رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد جید ۱۲ الترغیب والترہیب صد ۳۵۵

حصہ پنجم بہشتی زیور مع ضمائم و ضمیمہ جدیدہ ختم ہوا

(بقیہ حاشیہ صد ۹۱) اور نسائی اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اسکو صحیح بتایا ہے ۱۲۔ ۵۰ وعن علیؓ ان مکاتبا جاءہ فقال انی قد عجزت عن مکاتبتی فاعنی قال الا اعلمک کلمات علمنیہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیک مثل جبل ثبیر دینا اداہ اللہ عنک قل اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک، رواہ الترمذی واللفظ لہ وقال حدیث حسن غریب والحاکم وقال صحیح الاسناد ۱۲ (الترغیب والترہیب صد ۳۵۵)

تفسیر حل القرآن

یہ اُردو زبان میں، اپنی نوعیت کی واحد عام فہم اور سلیس تفسیر ہے جو مسلمانوں کی موجودہ ضروریات کے لحاظ سے نہایت مفید اور کارآمد ہے

چند اہم خصوصیات

(۱) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے شروع سے آخر تک حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمایا ہے (۲) تفسیر کے ان حواشی سے جو کہ مولانا تھانویؒ نے تحریر فرمائے ہیں اس کی افادیت میں زبردست اضافہ ہوگیا ہے۔ (۳) مولانا تھانویؒ نے اس تفسیر کی انفرادی و امتیازی خصوصیات پر مشتمل ایک تقریظ بھی تحریر فرمائی ہے (۴) موجودہ تمام تفاسیر سے سہل اور آسان ہونے کے علاوہ ہدیہ میں سب سے کم ہے۔

ہدیہ فی پارہ •
مکمل سیٹ

کمالین مترجم و شرح اردو جلالین

از: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند

یہ مشہور ترین تفسیر ضخیم تفسیروں کا خلاصہ و عطر ہے! اس کی مسلمہ اہمیت کے پیش نظر عربی نہ جاننے والوں کے لئے اس کا اُردو ترجمہ و تفسیر اور مشکلات کا حل سلیس و شگفتہ اُردو میں پیش کیا جا رہا ہے۔

خصوصیات (۱) اصل عربی متن مع اعراب (۲) متن کے نیچے عام فہم اُردو ترجمہ (۳) ترجمے کے بعد متعدد تفاسیر مثلاً تفسیر کبیر، کشاف، روح البیان، ابن کثیر، تفسیر مظہری، بیان القرآن وغیرہ کے منتخبہ مضامین (۴) علوم قرآنی سے متعلق دور حاضر کی تحقیق (۵) علمی لطائف اور قرآنی نکات، (۶) شان نزول، ربط آیات، بلاغت اور اسلوب قرآن پر بلیغ تبصرہ (۷) صحیح عقائد و مسالک کی ترجمانی۔

ہدیہ
فی پارہ ــــ ۲/۵۰

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل مبوّب

فقہی ترتیب والا جدید ایڈیشن

دارالعلوم کے صدسالہ دور کا عظیم شاہکار، پیدائش سے لے کر موت تک کے تمام مسائل پر حاوی بے نظیر مجموعہ، ڈھائی ہزار سے زائد ایسے مسائل جو عموماً مفصل اور عبارات فقہیہ کے ساتھ مدلل ہیں، جو طلباء کے لئے شفیق استاد، علماء کے لئے بہترین مشیر اور عوام کے لئے ماہر مفتی کا کام دینے والا ہے، زندگی کے ہر شعبہ کی تمام ضروریات سے متعلق مسائل کا یہ عظیم ذخیرہ اس قابل ہے کہ تمام مدرسوں، خانقاہوں، لائبریریوں اور ہر مسلم گھرانے میں برائے مطالعہ رکھا جائے۔ کتابت، طباعت، کاغذ معیاری ٹائٹل خوشنما دیدہ زیب جس میں دارالافتاء دارالعلوم کا فوٹو بھی شامل ہے

• قیمت مکمل سیٹ چار جلدوں میں اکیس روپے •

اشرفیہ بہشتی زیور

مکمل مدلل محشی

مولانا تھانویؒ کی مشہور اور مقبول ترین کتاب جس کا ہر ایک مسلمان گھرانہ میں رہنا نہایت ضروری ہے، کتاب ہذا کی موجودگی ایک استاد، ایک حکیم ایک رہبر دین و دنیا کی موجودگی ہے

قیمت کامل بارہ روپے۔

تاریخ اسلام

مکمل در چہار حصص

از، مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ

چاہ زمزم کی نمود سے وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام حالات واقعات نہایت سلیس اور شیریں انداز میں ایسے طور پر تحریر ہیں کہ ایک مرتبہ کتاب شروع کرنے کے بعد جب تک ختم ہو جائے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا

یہ ایڈیشن مؤلف کی نظر ثانی اور نئی ترتیب کے مطابق ہے جس میں متعدد مضامین کے اضافوں کے علاوہ مکتوبات نبویؐ جو شاہان وقت کے نام لکھے گئے تھے بمعہ اردو ترجمہ موجود ہیں، ٹائٹل بیحد خوشنما، جس میں نامۂ مبارکؐ کا عکس بھی شامل ہے۔ ہدیہ بلا جلد =/۶

فہرست کتب مفت طلب کیجئے

قصص الاولیاء

یعنی نزہۃ البساتین اُردو ترجمہ روضۃ الریاحین، جس میں اولیاء اللہ علماء، صلحاء، اور بزرگانِ دین کی تیرہ سو سے زائد نہایت معتبر اور صحیح حکایات و کرامات درج ہیں ـــــ ہدیہ فی جلد =/۲

تعلیم الدین مکمل مدلل محشی مولانا تھانویؒ کی عقائد، اعمال، عبادات، معاملات، سیاست و معاشرت، اخلاق و تصوف پر نہایت مفید اور معتبر کتاب۔ قیمت دو روپے، پچاس پیسے۔

براہین قاطعہ بدعات کے رد میں ایک شہرۂ آفاق کتاب۔ طرح طرح کی مروجہ بدعتوں کے حق میں جو دلائل اہل بدعت دیا کرتے ہیں ان کا لاجواب رد اور صحیح عقائد کا بیان۔ قیمت پانچ روپیہ۔

غیبت کیا ہے؟ مولانا عبدالحی لکھنوی کی ایک نادر کتاب جس میں غیبت کو قرآن نے "اپنے بھائی کا گوشت کھانے" سے تعبیر کیا ہے وہ کیا ہے، اس کی کتنی شاخیں اور قسمیں ہیں، اس سے متعلق فقہی احکام کیا ہیں، ایسے تمام سوالوں کے جواب قرآن و حدیث اور اقوال سلف کی روشنی میں۔ تین روپے پچاس پیسے۔

بہشتی ثمر مولانا تھانویؒ کی مقبول ترین کتاب بہشتی زیور کی تلخیص۔ جو بہت سے دینی مدارس میں داخل درس ہے قیمت حصہ اول ۲/۔ حصہ دوم ۱/۵۰
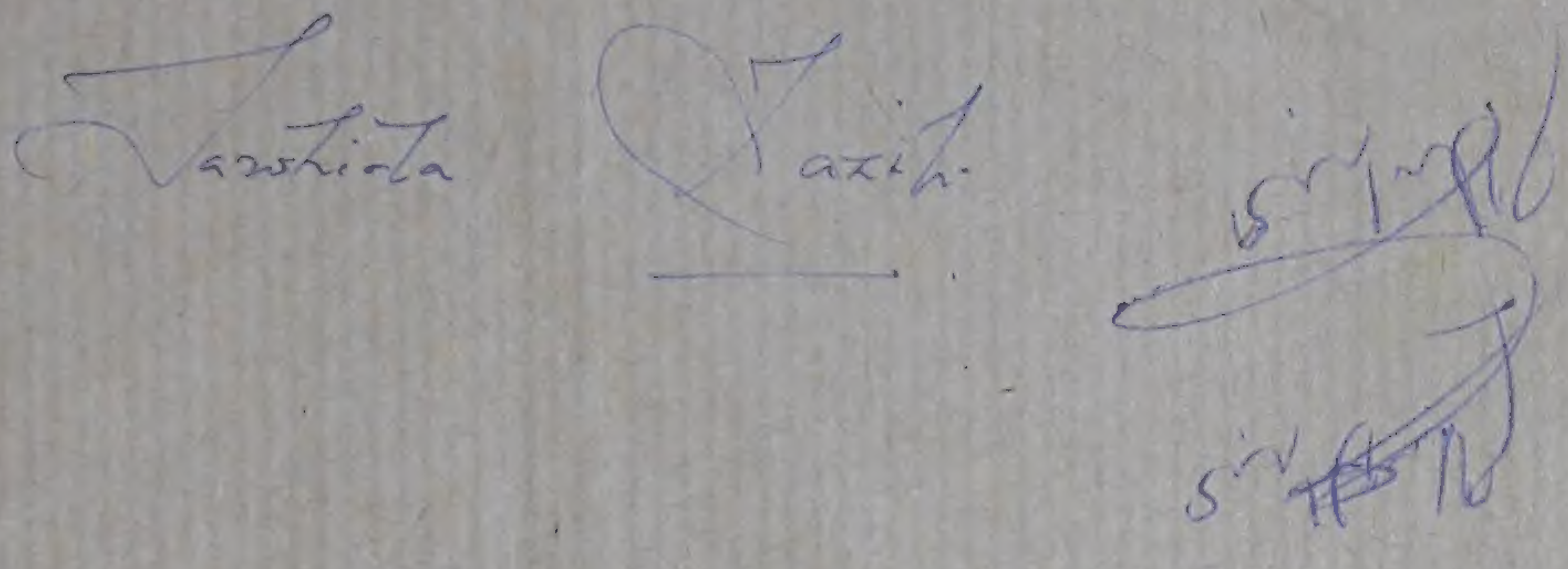
منیجر کتب خانہ امدادیہ دیوبند، یوپی (انڈیا)